# گلدستہ تفاسیر

جلد-٦

## سورۃ سبا
## تا
## سورۃ القمر

# فہرست عنوانات

## سورۃ سبا تا سورۃ القمر


سورۃ سبا ۵۱۹
دلائل توحید اور قدرت کی نشانیاں ۵۱۹
اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے ۵۲۹
یوم حساب اہل ایمان کی بخشش ہے ۵۲۹
انکار قیامت ۵۲۹
قیامت ضرور آئے گی ۵۲۹
یہ کفار جو باتیں بناتے ہیں ۵۲۰
ان کی وجہ سے عذاب ۵۲۰
نعمت کو ٹھکرانے کی تمثیل ۵۲۱
قیامت کیوں ظہور میں آئے گی ۵۲۱
جنوں کو بھی اللہ کی طرف سے ڈرانا ۵۲۲
جنوں نے کہا ہم نے قرآن سنا ۵۲۳
داؤد کو فضل عطا کیا ۵۲۴
جنوں کا کام ۵۲۴
بیت المقدس کی تعمیر ۵۲۵
ملک سبا کا واقعہ ۵۲۷
ہدہد کا آنا ۵۲۸
ملکہ سبا کا خط ۵۲۹
ملکہ بلقیس کا سلیمان کے پاس آنا ۵۳۰
سلیمان کی تخت پر بیٹھی ہوئی ملکہ سے گفتگو ۵۳۱
ملکہ کے تخت کی تبدیلی ۵۳۲
ملکہ کا محل ۵۳۳
ملکہ کا سلیمان کے ساتھ نکاح ۵۳۴
سلیمان کی ملکہ سبا سے ملاقات ۵۳۴
ثمود کی ہلاکت ۵۳۷
ثمود کی ہلاکت کی تمثیل ۵۳۸
لوط کی قوم کی ہلاکت ۵۳۹
لوط کی قوم کی تمثیل ۵۴۰
نوح کی قوم کی ہلاکت ۵۴۱
ابراہیم کی قوم کی ہلاکت ۵۴۲
ابراہیم کی قوم کی تمثیل ۵۴۳
شعیب کی قوم کی ہلاکت ۵۴۴
شعیب کی قوم کی تمثیل ۵۴۵
موسیٰ کی قوم کی ہلاکت ۵۴۶
موسیٰ کی قوم کی تمثیل ۵۴۷
عاد کی ہلاکت ۵۴۸
عاد کی تمثیل ۵۴۹
ان قوموں کی ہلاکت کا مقصد ۵۵۰
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۱
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۲
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۳
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۴
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۵
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۶
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۷
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۸
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۵۹
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۰
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۱
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۲
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۳
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۴
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۵
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۶
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۷
ان کی ہلاکت کا ایک اور پہلو ۵۶۸

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| بیٹے کا کہنا مان لینا | ۵۸۸ | روزی کما لانے کا مالک اللہ تعالیٰ ہے | ۵۹۸ | سورۃ والعادیات | ۶۰۰ |
| نحوست | ۵۸۹ | قریب آنے کا طریقہ | ۵۹۸ | **سورۃ قارعہ** | |
| حرام مال کا صدقہ | ۵۸۹ | بات سے معجزہ | ۵۹۹ | سورۃ تکاثر | ۶۰۳ |
| ناجائز شکل بنانا | ۵۹۰ | کفن کا بیان | ۵۹۹ | | ۶۰۵ |
| قبر پر بیٹھنا | ۵۹۰ | مکہ مکرمہ کے فضائل | ۵۹۹ | | ۶۰۵ |
| چار قسم کے لوگ | ۵۹۰ | قبر کے پاس سے گزرا | ۵۹۹ | قبر کی زیارت کی ممانعت | ۶۰۵ |
| سب کا اللہ والا علیحدہ علیحدہ | ۵۹ | قبر کے پاس سے گزرنا کیسا ہے | ۵۹ | قبر کی زیارت کی اجازت | ۶۰۶ |
| موت کی یاد | ۵۹ | کفن دفن سے متعلق چند مسائل | ۵۹ | اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے | ۶۰۶ |
| تو نے کیا بھیجا ہے | ۵۹۱ | برزخ کیا ہے | ۵۹۱ | ہم سب کو خاتمہ بالخیر ہونا چاہیے | ۶۰۶ |
| موت کے فرشتہ کا آنا اور روح قبض کرنا | ۵۹۱ | مرنے کے بعد کی زندگی | ۵۹۱ | | ۶۰۷ |
| انسان جلدی مچاتا ہے | ۵۹۲ | قبر کا عذاب | ۵۹۲ | | ۶۰۷ |
| عمل قبر میں ساتھ جاتا ہے | ۵۹۲ | قبر کا عذاب برحق ہے | ۵۹۲ | | ۶۰۸ |
| بعد ایک دن کے مالک تنہا | ۵۹۳ | قبر کا عذاب کن لوگوں پر ہوگا | ۵۹۳ | | ۶۰۸ |
| کافروں جیسے کوئی سفارش نہ چھوڑی | ۵۹۳ | قبر کا عذاب کیسا ہے | ۵۹۳ | | ۶۰۸ |
| فرشتوں کی نافرمانی | ۵۹۳ | قبر کا عذاب کن لوگوں پر ہوگا | ۵۹۳ | | ۶۰۸ |
| فرشتوں کی طبیعت | ۵۹۴ | عذاب قبر کی وجوہات پر نظر کرو | ۵۹۴ | | ۶۰۸ |
| دوزخ کی سیاہی | ۵۹۴ | حضور ﷺ کی پیدائش کا ذکر ہوا تھا | ۶۰۱ | | ۶۰۸ |
| آپ کا نام محمد ہے | ۵۹۵ | حضور ﷺ کے نام کی وجہ تسمیہ | ۶۰۱ | | ۶۰۹ |
| دوزخ کی کنجی | ۵۹۵ | ہے یا نہیں | ۶۰ | | ۶۰۹ |
| اپنی قبر میں فکر کرو | ۵۹۶ | قبر میں سوال کا طریقہ | ۶۰۱ | | ۶۰۹ |
| ہر خطا کو تو بہ ہے دور | ۵۹۶ | قبر کی تنگی کا بیان | ۶۰۱ | | ۶۰۹ |
| قبر کی تنگی کا بیان | ۵۹۶ | میت کو قبر میں رکھنے کی دعا | ۶۰۲ | | ۶۰۹ |
| حضور ﷺ کی مصیبت | ۵۹۷ | قبر کی مٹی کا بیان | ۶۰۲ | | ۶۰۹ |
| کتنے میں آپ کو بیچا گیا | ۵۹۷ | قبر کے اوپر پانی چھڑکنا | ۶۰۲ | | ۶۰۹ |
| ضرور آئے گی | ۵۹۸ | قبر پر کنکر ریزہ ڈالنا | ۶۰۳ | | ۶۰۹ |
| کفن کے بعد پہنانا | ۵۹۸ | قبر کے نشان کا بیان | ۶۰۳ | | ۶۱۰ |
| بھوکوں مارنا پیر کا | ۵۹۸ | قبر پر بیٹھنا | ۶۰۳ | | ۶۱۰ |
| کیا سب شہید ہیں | ۵۹۸ | قبر پر چراغ جلانا | ۶۰۳ | | ۶۱۰ |
| طبعی موت | ۵۹۸ | قبر پر مسجد بنانا | ۶۰۳ | | ۶۱۰ |
| ۱۰ سال کی عمر | ۵۹۸ | قبر پر عمارت بنانا | ۶۰۳ | | ۶۱۱ |
| ۱۰ سال کی عمر | ۵۹۸ | قبر پر لکھنا | ۶۰۳ | | ۶۱۱ |
| | | قبر پر چلنا | ۶۰۳ | | ۶۱۱ |
| | | قبر پر سونا | ۶۰۳ | | ۶۱۱ |
| | | قبر پر بیٹھن

| | | | |
|---|---|---|---|
| انبیاء علیہم السلام کے مشرکین سے چند سوال | ۶۱۴ | خلافت کا حق ادا کرو | ۶۳۱ |
| سب اللہ کے محتاج ہیں | ۶۱۴ | تمہاری ناشکری | ۶۳۲ |
| انسان صبح سے شام تک کتنا بدلتا ہے | ۶۱۶ | کفر سے کام لو | ۶۳۲ |
| اللہ تمہاری جگہ دوسری مخلوق لا سکتا ہے | ۶۱۲ | کوئی وکیل لاؤ | ۶۳۳ |
| کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا | ۶۱۳ | شیطان کے دھوکہ میں مبتلا نہ ہو | ۶۳۴ |
| قرابت و رشتہ کا واسطہ کہیں چلے گا | ۶۱۳ | حرکت، جان اور زمین | ۶۳۲ |
| ڈرنے والے | ۶۱۳ | اللہ تعالیٰ کی زور آوری اور کشش | ۶۳۳ |
| جرمی کا پتا نا ممکن ہے | ۶۱۳ | مشرکین کی فریب کاریاں | ۶۳۳ |
| مرنے اور نہ مرنے والے | ۶۱۴ | تصویر، مسئلہ کی تحقیق | ۶۳۴ |
| تفسیر کی اقسام اور ان کا حکم | ۶۱۴ | اللہ کی گرفت سے کوئی نہ بچ سکے | ۶۳۳ |
| عجیب نعمت کا ملنا پھر نا | ۶۱۴ | حکمت الٰہی | ۶۳۵ |
| قدرت کی نیرنگیاں | ۶۱۴ | وقت آئے تو سب کو پتہ لگ جائے گا | ۶۳۶ |
| دل علم کی شان | ۶۱۵ | **سورۃ یٰس** | ۶۳۶ |
| آنحضرت ﷺ کو سب سے بڑا نعمت ملا تھا | ۶۱۵ | سورہ یٰسین کے فضائل | ۶۳۷ |
| عالم کی فضیلت | ۶۱۵ | یٰسین کسی کا نام رکھنا کیسا ہے | ۶۳۵ |
| علماء کے تین مرتبے | ۶۱۵ | ایک شخص کی گواہی | ۶۳۹ |
| عالم کون سے علوم نافع ہیں | ۶۱۵ | اللہ تعالیٰ نبوت کس پر مہربان کرتی | ۶۳۹ |
| طلب علم کی فضیلت | ۶۱۶ | آنحضرت ﷺ کی زندگی بہت مشکل کام | ۶۴۰ |
| ایسی تجارت جس میں نفع ہی نفع ہے | ۶۱۶ | سرداری پر کل بٹھانے کے خلاف | ۶۴۰ |
| قرب خداوندی کا ذریعہ | ۶۱۷ | عداوت و رجعت کی زیادہ | ۶۴۱ |
| اللہ تعالیٰ تمہارا ہی ہے | ۶۱۷ | پیغمبر کے مانی تھی | ۶۴۸ |
| منصب بندے | ۶۱۷ | پیغامبری کی صفات سے خالی ہیں | ۶۴۸ |
| عدد ۱۹ ابی العدد ۱۹ | ۶۱۹ | "جن" کہنے کا کیا | ۶۴۹ |
| اہل جنت کے جوڑے | ۶۲۱ | ہم مردوں کو زندہ کرتے ہیں | ۶۴۹ |
| صابرین کی فضیلت | ۶۲۰ | سب کی کھوٹ ہیں | ۶۴۹ |
| کلمہ طیبہ کی فضیلت | ۶۲۰ | قبروں سے انسان کیسے نکلے جائیں گے | ۶۴۹ |
| فوت شدہ کا گھر | ۶۲۰ | دنیا کھوٹ | ۶۴۹ |
| جنت، دولت کا گھر ہے | ۶۲۱ | اٹھا کھڑے ہوں گے | ۶۴۰ |
| موت کی حسرت | ۶۲۱ | حضرت عیسیٰ کا دوسروں کو بھیجنا کیا | ۶۴۰ |
| ۲ کام حسرت | ۶۲۱ | اٹھا کھڑے کیا بادشاہ | ۶۴۰ |
| کوئی نہ کوئی کام نہ رہے گا | ۶۲۱ | قبروں کا کھولنا اور کھڑا ہونا کس کی سزا ہے | ۶۴۰ |
| سانپ سا کی تعداد اور طویل بال | ۶۲۱ | شیطان کا حملہ کیسے جانا | ۶۳۰ |
| گناہ چھوڑنے کی ترکیب | ۶۲۱ | بادشاہ کے سامنے شہیدوں کے بیانات | ۶۳۰ |
| اللہ تعالیٰ کب کب دیتا ہیں | ۶۲۱ | آدمی کا پتہ کیا ہے | ۶۳۰ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ثمر دہ کا رد کرنا | ۶۳۱ | | |
| شیرازی کا رد کرنا | ۶۳۱ | | |
| ارشاد کی بات کہی | ۶۳۱ | | |
| بیٹی کی تعلیم کوئی ضرر تو نہیں | ۶۳۱ | | |
| پیغمبر کا صدقہ تھے پیغمبر نہیں تھے | ۶۳۱ | | |
| تین صدیوں کی اولاد | ۶۳۱ | | |
| تینوں کا صدیوں کے نام | ۶۳۲ | | |
| بھٹی والوں کا مذہب | ۶۳۲ | | |
| بھٹی والوں کی بے نقل | ۶۳۲ | | |
| کا صدیوں کی تعلیم | ۶۳۲ | | |
| تفسیر بالرائے والا | ۶۳۲ | | |
| صبیب کے ساتھ بھٹی والوں کا سلوک | ۶۳۳ | | |
| خلاصہ مقاصد | ۶۳۳ | | |
| حضرت صبیب کی مثال ایک مثال ہے | ۶۳۴ | | |
| قوم سے بدعہدی | ۶۳۴ | | |
| تمرالکم کی سزا | ۶۳۴ | | |
| جانور کی بچار | ۶۳۵ | | |
| کہنے والوں کیلئے عبرت | ۶۳۵ | | |
| بھرین کا انتباع | ۶۳۵ | | |
| بہترین بعد الموت کی دلیل | ۶۳۵ | | |
| مجھ | ۶۳۸ | | |
| جن کا شکر واجب ہے | ۶۳۸ | | |
| عاطفی سلسلے سبب | ۶۳۸ | | |
| قد سے ابی کا کیا سبب ترشہ | ۶۳۸ | | |
| انکار سے بچنا | ۶۳۹ | | |
| سورج کا طلوع و غروب | ۶۳۹ | | |
| حضرت لاد ابی کبیر | ۶۳۷ | | |
| خلوق و غروب کا نظام | ۶۳۷ | | |
| جانور کی حفاظت | ۶۳۷ | | |
| جانداروں سے کم الکی سے بچاؤ | ۶۳۸ | | |
| کشتی کرنے | ۶۳۸ | | |
| اولادوں کی تعداد | ۶۳۹ | | |
| وسائل نقل و حمل | ۶۳۹ | | |
| سب کچھ قدرت الٰہی سے ہے | ۶۳۹ | | |

| | |
|---|---|
| متکبرین کی بے بسی | ۲۳۲ |
| متکبرین کی ہلاکت | ۲۳۴ |
| مال خرچ کرنے کا حکم | ۲۳۵ |
| مطلب کی بات کھل کر کہنی چاہیے | ۲۳۵ |
| مظلوم کی بددعا | ۲۳۶ |
| نیابت کے حوالے | ۲۳۸ |
| نیابت کا واقعہ | ۲۳۹ |
| کاموں کی بنیاد نیت پر ہے | ۲۴۱ |
| جہنم اور تارکے جانے کا مقام | ۲۴۱ |
| جہنم کی ایک وادی | ۲۴۱ |
| ہجرت کا حکم | ۲۴۱ |
| الصالحات کا بیان | ۲۴۱ |
| یتیم کی پرورش کا بیان | ۲۴۲ |
| یہودی کا مقام | ۲۴۲ |
| اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام | ۲۴۳ |
| ایمان کی | ۲۴۳ |
| ایمان کی حقیقت | ۲۴۳ |
| ایمان کی حرارت | ۲۴۴ |
| آنسوؤں کی تاثیر | ۲۴۴ |
| آنکھ ہدایت سے کانپی | ۲۴۴ |
| طاقت کی دعا | ۲۴۵ |
| بیت اللہ کے | ۲۴۶ |
| زکوٰۃ کے مختلف مراحل کا بیان | ۲۴۶ |
| زکوٰۃ کی فضیلت اور تاکید | ۲۴۶ |
| اللہ تعالیٰ کے محبوب | ۲۴۶ |
| زکوٰۃ کا مقصد اور کمی کا سبب ہے | ۲۴۶ |
| زکوٰۃ کا بیان | ۲۴۶ |
| اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری | ۲۴۶ |
| حضرت ﷺ کی آمد | ۲۴۷ |
| زکوٰۃ کی ادائیگی کی جرأت | ۲۴۷ |
| خاتمہ کیسے ہو | ۲۴۸ |
| آگ کا عذاب | ۲۴۸ |
| زکوٰۃ نہ دینے کی وعید | ۲۴۸ |
| زکوٰۃ نہ دینے کی مذمت | ۲۴۹ |
| حکومت نبی اللہ داؤد کی ہے | ۲۴۹ |
| **سورۃ الصافات** | ۲۴۹ |
| دوست کے حقوق میں | ۲۴۹ |
| صف باندھنے والے | ۲۴۹ |
| نماز میں صفوف کی درستی | ۲۵۰ |
| زوال سے دو رکعت ادا کی جائیں | ۲۵۰ |
| قسم کی قسم | ۲۵۰ |
| فرشتوں اور نیک لوگوں کی گواہی | ۲۵۰ |
| مشارق اور مغارب کا رب | ۲۵۱ |
| آسمان کی زینت | ۲۵۱ |
| فلسفہ کا قتل | ۲۵۱ |
| شیاطین کی روک تھام | ۲۵۱ |
| کاہنوں کے کاروبار کا ناکام ہونا | ۲۵۱ |
| شیاطین پہلے دانی تھے | ۲۵۲ |
| مجنون صاحبوں کا خیال | ۲۵۲ |
| نضر بن حارث | ۲۵۲ |
| انسان کا بنایا ہوا بت | ۲۵۳ |
| فرشتوں کی بے ہودگی | ۲۵۳ |
| فرشتوں کی عبادت | ۲۵۳ |
| فرشتوں کی عبادت | ۲۵۳ |
| جہنم کے طبقات | ۲۵۴ |
| جہنم کی وسعت | ۲۵۴ |
| جہنم کے سات پل | ۲۵۴ |
| کافروں کی ذلت | ۲۵۵ |
| جہنم کے عذابوں کی تازگی | ۲۵۵ |
| بے وقوفی کی انتہا | ۲۵۶ |
| مکذبین کا حشر | ۲۵۶ |
| مکذبین کا حشر | ۲۵۶ |
| جہنم کی وسعت | ۲۵۷ |
| جہنم کی وسعت | ۲۵۷ |
| جہنم کی وسعت | ۲۵۷

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| بادشاہ کا فریب | ۶۷۴ | تکبیر پر حملہ | ۶۸۶ | عادل شکر ان | ۶۹۸ |
| اھو کے بازو میں پر تک کا پیدا | ۶۷۵ | تمام حیلوں میں کامیاب | ۶۸۷ | لطیفہ وقت سے مناسب | ۶۹۹ |
| دوسرا اھو کر اور ہلاکت | ۶۷۵ | **سورۃ ص** | ۶۸۸ | آخرت کو سامنے رکھو | ۷۰۰ |
| حضرت الیاس علیہ السلام کی واپسی | ۶۷۶ | قرآن کی شہادت | ۶۸۸ | قیام قیامت کی حکمت | ۷۰۰ |
| شجرہ اور کیے حیوت | ۶۷۷ | ماضی کے منکرین کا انجام | ۶۸۸ | کتاب کے نزول کی حکمت | ۷۰۰ |
| یکس علیہ السلام کا زندہ ہونا | ۶۷۷ | کافروں کا جھوٹا غرور | ۶۸۸ | حضرت سلیمان اور ان کی آزمائش | ۷۰۱ |
| حضرت الیاس علیہ السلام کی آمد | ۶۷۷ | انوکھی بات | ۶۸۹ | سلیمان کے گھوڑے | ۷۰۲ |
| ایک بادشاہ کے کا صحیح ہونا | ۶۷۷ | کافروں کی تردید | ۶۹۰ | حضرت سلیمان کا استغفار | ۷۰۲ |
| الیاس علیہ السلام کی آمد سے پہلے کی | ۶۷۸ | پیغمبر کیسے مقرر کرتے ہیں | ۶۹۰ | آزمائش کی ایک اور صورت | ۷۰۲ |
| بادشاہ اور خلق کی ہلاکت | ۶۷۸ | مشرک پکڑے گئے | ۶۹۰ | سبب مثل حکومت | ۷۰۳ |
| حضرت خضر، حضرت الیاس کی رفاقت | ۶۷۸ | داؤد علیہ السلام کا مطلب | ۶۹۱ | انبیاء کی درخواست کا طریقہ | ۷۰۳ |
| حضرت الیاس علیہ السلام | ۶۷۹ | کافروں کا حصہ | ۶۹۱ | مسخر، ﷺ کی شان | ۷۰۳ |
| جلی ہجرت | ۶۷۹ | حضرت داؤد کا واقعہ پار کرد | ۶۹۱ | حکومت اور اقتدار کی زیادہ | ۷۰۳ |
| حضرت الیاس علیہ السلام پر سلامتی | ۶۸۰ | عبادت کا پسندیدہ طریقہ | ۶۹۲ | حضرت سلیمان کی ذمہ داریوں پر حکومت | ۷۰۴ |
| مکہ والوں کیلئے عبرت | ۶۸۰ | نماز چاشت کا حکم | ۶۹۲ | برائی کی تردید کریں | ۷۰۴ |
| حضرت یکس علیہ السلام کی آزمائش | ۶۸۰ | نماز چاشت کی فضیلت | ۶۹۳ | سبب مثل حکومت | ۷۰۴ |
| قرعہ اندازی کا حکم | ۶۸۱ | حضرت داؤد کی حکومت | ۶۹۳ | حضرت ایوب کی بیماری | ۷۰۴ |
| انبیاء کا مقام | ۶۸۱ | حضرت داؤد کے اوصاف | ۶۹۳ | صبر کا پھل | ۷۰۵ |
| پچھلی کے پیدا ہونے کی مدت | ۶۸۱ | فصل الخطاب | ۶۹۴ | صبر کے بدلے میں رحمت | ۷۰۵ |
| الفضلیت انبیاء کا مسئلہ | ۶۸۲ | حضرت داؤد کی آزمائش | ۶۹۴ | قسم پوری کرنے کی تلقین | ۷۰۶ |
| قوم یونس کی تعداد | ۶۸۲ | آزمائش کی تشریح | ۶۹۴ | بیوی ہمسر سے ترقی | ۷۰۶ |
| خوارجی کی آنکھیں کا جواب | ۶۸۲ | ملائکہ کے آداب | ۶۹۵ | حضرت اسمٰعیل علیہ السلام | ۷۰۶ |
| سبب اللہ کی تعظیم اور تاج میں | ۶۸۳ | جھگڑا | ۶۹۵ | کمی بیشی | ۷۰۶ |
| بے تکا حقیدہ | ۶۸۳ | شرارت | ۶۹۶ | بہت بیس کھانے کا استعمار | ۷۰۷ |
| جبین اللہ سے اترتے ہیں | ۶۸۳ | آزمائش کا سبب | ۶۹۶ | زوجین کے درمیان عمر کا تناسب | ۷۰۷ |
| جبین کا معنی | ۶۸۳ | حضرت داؤد کی توبہ | ۶۹۷ | ازدواجی تعلقات | ۷۰۷ |
| انکار اور ہٹ کی کام آنے کی | ۶۸۳ | حضرت داؤد کی شان | ۶۹۷ | دو بیٹیوں کی کفالت | ۷۰۸ |
| سب اللہ کے اختیار میں ہے | ۶۸۴ | خلافت کے خطرے | ۶۹۸ | آیت کی لفظیہ تفسیر | ۷۰۸ |
| انسان اور ملائکہ کا فرق | ۶۸۵ | ظلیفہ اور بادشاہ کا فرق | ۶۹۸ | ایک نسخہ | ۷۰۸ |
| لڑائی میں صفیہ بندی | ۶۸۵ | اسلامی ریاست کا دنیاوی کام اقامت حق ہے | ۶۹۸ | اختلاف رمضان کی آخرت | ۷۰۹ |
| بے حقیقت تمنا میں | ۶۸۵ | خدائی پارہ میں غفلت | ۶۹۹ | دو بیٹیوں کا جھگڑا حق ہے | ۷۰۹ |
| آخر کار حق والوں کی ہوتی ہے | ۶۸۹ | امیر کو بادشاہ خود ریاست کے کام سونپ | ۶۹۹ | بیٹیوں کا کام | ۷۰۹ |
| دل باطن کی نجاست قریب ہے | ۶۸۹ | فی گھرانی کرنی چاہئے | ۶۹۹ | قیامت کا تھی علم کسی کو نہیں | ۷۰۹ |
| سبب عذاب آنے کو آنکھیں کھلیں کی | ۶۸۹ | ایک عبادت کے وقت | ۶۹۹ | عالم بالا کی بحث | ۷۰۱ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| غلط باتوں سے کفارے کا مطلب | ۷۱۰ | ہجرت اور جہاد | ۷۱۹ |
| اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا انجام | ۷۱۰ | گناہوں اور نعمتوں سے تذکرہ | ۷۱۹ |
| تہمت | ۷۱۰ | صابر کیلئے فضیلت | ۷۲۰ |
| بڑی بری خبر نواہی | ۷۱۲ | عاشقانہ بات چیت | ۷۲۰ |
| تکلف اور تصنع کی مذمت | ۷۱۲ | حضور ﷺ کی اولاد | ۷۲۰ |
| **سورۃ النور** | ۷۱۳ | بدفرمانی موجب عذاب ہے | ۷۲۱ |
| سورۃ نور کی فضیلت | ۷۱۳ | توحید پر استقامت | ۷۲۱ |
| قرآن کا حافظہ کیلئے کیسی تیز بھی | ۷۱۳ | کافروں کو ڈھیل | ۷۲۱ |
| اللہ کی بندگی اور دعوت میں لگے رہو | ۷۱۳ | مشرکین خسارے میں پڑے | ۷۲۱ |
| عمل کی مختلف حیثیت | ۷۱۳ | انجام بد سے ڈرو | ۷۲۲ |
| مشرکین کا فیصلہ ہو جائے گا | ۷۱۳ | مومن کیلئے خوشخبری | ۷۲۲ |
| مشرکین عرب کا حال | ۷۱۴ | اہل کردار والوں کیلئے بشارت | ۷۲۲ |
| سرکش و جہاں تباہ ہو گئے | ۷۱۴ | کامیابی کا راستہ | ۷۲۳ |
| اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک ہے | ۷۱۳ | جہنم آدمی | ۷۲۳ |
| فرشتوں کو اللہ کی دلداری کا | ۷۱۵ | جنت تیار ہے | ۷۲۳ |
| نظام کا خلاصہ | ۷۱۵ | جنت کے محل اور اس کے معمار | ۷۲۴ |
| اللہ تعالیٰ نور کو ظاہر کرنے والا ہے | ۷۱۵ | نظام آب پاشی | ۷۲۴ |
| تخلیق انسانیت | ۷۱۵ | پانی کا ذخیرہ کرنا، پانی سے بڑی قدرت ہے | ۷۲۵ |
| دو بری حکومتیں | ۷۱۵ | کھیتیوں کی نشوونما | ۷۲۵ |
| اس کی مثال | ۷۱۶ | عمل والوں کیلئے تعلیم | ۷۲۵ |
| اللہ تعالیٰ کی بے نیازی | ۷۱۶ | نعمتوں پر تحفہ و بدبخت | ۷۲۵ |
| نہ کی پسندیدہ بات | ۷۱۷ | تشریح صدر | ۷۲۵ |
| اللہ کا مال ہے | ۷۱۷ | تساوی عقلی سب سے بڑی سزا ہے | ۷۲۶ |
| رسول اللہ ﷺ کی برات | ۷۱۷ | قرآن میں صاف مضامین | ۷۲۹ |
| سب کے عمل سامنے آئیں گے | ۷۱۷ | دولہا ہاتھ کا تین کی حالت | ۷۲۷ |
| انسان کی عجیب طبیعت | ۷۱۸ | مومنوں کا خوف اور فضیلت | ۷۲۷ |
| حسنات گناہوں کو مٹا دیتی ہے | ۷۱۸ | سماع اور غیر صحیح کا فرق | ۷۲۷ |
| منافقین کی قسمیں | ۷۱۸ | فرشتوں کا خوف | ۷۲۸ |
| علم نجوم کی کیا بنیاد ہے | ۷۱۸ | انسان کی ہمت | ۷۲۸ |
| رات کی تبدیلیاں | ۷۱۹ | ہدایت اللہ ہی سے مانگو | ۷۲۸ |
| کامیاب کرنے والی دعا کیسی | ۷۱۹ | کشتیوں کا فکری حالت | ۷۲۸ |
| قانت کا معنی | ۷۱۹ | ماضی سے سبق حاصل کرو | ۷۲۸ |
| عمل کا بدلہ ضرور ملے گا | ۷۱۹ | قرآن کے سمجھنے میں کوئی کمی نہیں | ۷۲۹ |
| ہجرت کی فضیلت | ۷۱۹ | صحت قرآن کا مسئلہ | ۷۲۹ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| مشرک (وحدت کی مثال | ۷۲۶ | | |
| مشرک نظام کی طرح ہے | ۷۲۶ | | |
| مشرکین موحد کی مثال | ۷۲۹ | | |
| آنکھ کی کیسی قسمیں | ۷۳۰ | | |
| قیامت میں سب کا آمنا سامنا ہوگا | ۷۳۰ | | |
| مرد اور عورت کا تفکر | ۷۳۱ | | |
| ہمسایوں کا تقدس | ۷۳۱ | | |
| دنیا ہی میں حقوق ادا کرو | ۷۳۲ | | |
| مخلص کون ہے | ۷۳۱ | | |
| اجتہاد کا مسئلہ | ۷۳۱ | | |
| قیامت کے دن حقوق | ۷۳۱ | | |
| صحابہ کرام کا مقام | ۷۳۱ | | |
| مظلوم کا حق ظالم سے | ۷۳۲ | | |
| جسم اور روح کا تفکر | ۷۳۲ | | |
| سب سے بڑا ظالم | ۷۳۳ | | |
| سب سے بڑا بے انصاف | ۷۳۳ | | |
| حضور ﷺ کیلئے تسلی | ۷۳۴ | | |
| ڈرنے والوں کی شان | ۷۳۴ | | |
| غلطیوں کی معافی | ۷۳۴ | | |
| بڑے گناہ کی معافی کے تماشی تین | ۷۳۴ | | |
| اللہ کا بندہ غیر اللہ سے کیسے ڈرتا | ۷۳۴ | | |
| جو اللہ سے ڈرے خدا اس کا محافظ ہے | ۷۳۵ | | |
| جو خالق ہے وہی معبود ہے | ۷۳۵ | | |
| تو بہ اور عمل ہونے کا طریقہ | ۷۳۶ | | |
| خدا پر سب حی غائب ہوگا | ۷۳۶ | | |
| ہر حال میں ناکامی ﷺ کو غلبہ ہوگا | ۷۳۶ | | |
| آپ ﷺ پر فرض ادا کر چکے | ۷۳۶ | | |
| فرشتے کی ڈیوٹی | ۷۳۷ | | |
| نیک اور بد | ۷۳۷ | | |
| تولی کا معنی | ۷۳۷ | | |
| بعض اہل علم کا قول | ۷۳۷ | | |
| خواب کے سچا اور جھوٹا ہونے کی جانچ | ۷۳۸ | | |
| سونے اور جاگنے کا مسنون طریقہ | ۷۳۸ | | |
| اہل ذکر | ۷۳۸ | | |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| ۷۳۸ | مقام فی سبیل اللہ کی حقیقت | ۷۴۸ | آزمائش کی حکمت | ۷۵۸ | تکبیر کا نتیجہ |
| ۷۳۹ | جب موت سے الفرار نہیں ہے | ۷۴۸ | کافروں کی حسرت | ۷۵۸ | جلتی اور تپتی آگ |
| ۷۳۹ | نیکی کی دعوت دینے والے | ۷۴۸ | بے وقت توبہ | ۷۵۸ | دوزخیوں کی زار و زاری |
| ۷۴۰ | اللہ کی مدد سے نہ گھبرائیے | ۷۴۸ | عذر لنگ | ۷۵۸ | اچھی طرح دھتکارنے والے |
| ۷۴۰ | آنحضرت ﷺ کی دعا | ۷۴۸ | کامیاب مومنین | ۷۵۸ | آنحضرت ﷺ کی شان |
| ۷۴۰ | دعا رائیگاں نہیں جاتی | ۷۴۹ | ہدایت سے محروم اسباب موجود ہیں | ۷۵۹ | جنت میں کیا ہوگا |
| ۷۴۰ | آنحضرت ﷺ کی سکھائی ہوئی دعا | ۷۴۹ | ظلم و تعدی کا انجام | ۷۵۹ | مشرکوں کا استقبال |
| ۷۴۰ | جنت میں پہنچنے والے دو | ۷۴۹ | کفر پر مرنے والوں کا حشر | ۷۵۹ | جنت کی تعریف |
| ۷۴۱ | کافروں کی تجارت نہیں ہوگی | ۷۴۹ | متقین کا انعام | ۷۵۹ | بابِ ذریعہ |
| ۷۴۱ | کافروں کے چلنے پھرنے کا مطلب | ۷۴۹ | تمام انبیاء اللہ کے پاس تھے | ۷۵۹ | جنتیوں کا ۱۶ کار |
| ۷۴۱ | ان کا ٹھکانہ | ۷۵۰ | حق پر ہونے کی پہچان | ۷۵۹ | اگلی جنت کی پہچان |
| ۷۴۲ | کفر کا نتیجہ | ۷۵۰ | کافروں کے لئے خبردار ہی ہے | ۷۵۹ | جنت میں اللہ جنت |
| ۷۴۲ | کافروں کی ناکامی کا راز | ۷۵۰ | اہل ایمان کی نجات | ۷۵۹ | عدالت الٰہی کا ضابطہ |
| ۷۴۲ | شرک جائز کہیں نہیں | ۷۵۰ | تیسرے کلمے کی فضیلت | ۷۵۹ | شفاعت کا بیان |
| ۷۴۲ | روزی اللہ کے ہاتھ میں ہے | ۷۵۱ | انتہائی حماقت | **سورۃ المؤمن** | |
| ۷۴۲ | تمام موجودات اللہ کی حمد میں ہیں | ۷۵۱ | اللہ کی عبادت کرو | ۷۵۹ | تعارف |
| ۷۴۲ | اللہ تعالیٰ کی شان کریمی | ۷۵۱ | عمل سے اعمال عبادت | ۷۵۹ | سورہ غافر کی فضیلت |
| ۷۴۳ | کافروں کی چالیں ناکام | ۷۵۱ | عرش (۲) | ۷۶۰ | لوگوں کی اصناف |
| ۷۴۳ | نبی اسرائیل کے جھگڑے | ۷۵۱ | شرکین نے اللہ کی قدر نہیں کی | ۷۶۱ | دشمن سے حفاظت |
| ۷۴۴ | حضرت یوسف کی نصیحت | ۷۵۲ | ظلمت شرک کی | ۷۶۱ | ایک عجیب واقعہ |
| ۷۴۵ | شرک ناقابل معافی ہے | ۷۵۲ | زمین و آسمان کو اپنے ہاتھ میں لیجئے | ۷۶۱ | باقی بھگتنا |
| ۷۴۵ | اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالیں | ۷۵۲ | کی تحقیق کا بیان | ۷۶۲ | تعارف کلیم |
| ۷۴۵ | اللہ تعالیٰ کی معیت | ۷۵۳ | شفیع چند ہیں | ۷۶۲ | مکرمین کا انجام |
| ۷۴۵ | اللہ تعالیٰ کی دوستی | ۷۵۳ | نصوص اور اکمل | ۷۶۲ | حق کے منکر |
| ۷۴۶ | ہدایت کی راہ میں رکاوٹ ہے | ۷۵۳ | علامات قیامت | ۷۶۲ | ان منکروں پر کیسی عذاب |
| ۷۴۶ | ثواب کیلئے ایمان شرط ہے | ۷۵۴ | آیات قیامت | ۷۶۳ | مومنین کا شرف |
| ۷۴۶ | معافی کے ذرائع | ۷۵۴ | علم بافروزی | ۷۶۳ | عرش کے حامل فرشتے |
| ۷۴۶ | گناہ مومن اور کافر کے ہو گئے | ۷۵۴ | اللہ تعالیٰ کا نور | ۷۶۳ | عرش کی بشارت |
| ۷۴۶ | سب سے بڑی مصیبت والی آیت | ۷۵۵ | پیغمبر کی شہادت | ۷۶۴ | فرشتوں کی فضیلت |
| ۷۴۶ | حضرت یوسف کے انتقال کے وقت | ۷۵۵ | امت محمدیہ کی گواہی | ۷۶۴ | تائید اللہ کا |
| ۷۴۷ | حضرت موسیٰ کی درخواست | ۷۵۵ | عمل کے مطابق جزا ملے گا | ۷۶۴ | ابو بن ابی السلت کی آمد |
| ۷۴۷ | نرمی کی ادا | ۷۵۵ | کافروں کی ذلت | ۷۶۴ | رحمت و مغفرت |
| ۷۴۷ | قربانی کا مثل | ۷۵۶ | اقرار و بے بسی | ۷۶۵ | عزیز و اقارب کی وجہ سے نجات |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| زبانی سے نافرمانی | ۷۶۵ | پکڑ کا بیان | ۷۷۴ | اب وقت نکل چکا ہے | ۷۸۲ |
| کفر کی سزا | ۷۶۵ | قوموں اور گھروں کی تباہی | ۷۷۳ | دنیا میں مدد | ۷۸۳ |
| ۱۴ ستمبر ۲۰۱۲ء | ۷۶۶ | موت کے مرجانے کا اعلان | ۷۷۴ | اللہ تعالیٰ کی سنت | ۷۸۳ |
| اعترافِ جرم | ۷۶۶ | منتشر ہونے کا بیان | ۷۷۵ | اہل حق کا اعزاز | ۷۸۳ |
| منکرین کا اقرار | ۷۶۶ | قبول توبہ اور ردِ توبہ کا اعلان | ۷۷۵ | ۳ کا اعداد کی تفسیر | ۷۸۴ |
| کافروں کی حسرت | ۷۶۶ | فضول بھاگ دوڑ | ۷۷۶ | قابل عبرت | ۷۸۴ |
| حکمت و وحدانیت کی نشانی | ۷۶۷ | ابراہیمی سزا | ۷۷۶ | آپ ﷺ کو صبر و رحم ہوگی | ۷۸۴ |
| کافروں کی پروانہ کرو | ۷۶۷ | حضرت یوسفؑ سے استدلال | ۷۷۶ | تکبر | ۷۸۴ |
| بے ضرورت کا تکلف | ۷۶۷ | سب سے بڑی آبادی | ۷۷۶ | موت کے بعد زندگی | ۷۸۵ |
| روح سے مراد | ۷۶۷ | غرور کی سزا | ۷۷۷ | مؤمن اور بدکار | ۷۸۵ |
| ملاقات کا بیان | ۷۶۸ | ہلاکت کرنے والا عذاب | ۷۷۷ | مخصوص تین چیزیں | ۷۸۵ |
| مخلوق کی پکار | ۷۶۸ | فرعون کی بے شرمی | ۷۷۷ | اللہ تعالیٰ کی شان | ۷۸۵ |
| آمنے سامنے میں سب کا عذاب | ۷۶۹ | مسلسل روانی کا تجربہ | ۷۷۷ | چار باتیں | ۷۸۵ |
| قیامت کی دہشت | ۷۶۹ | آخرت کو بھلانا | ۷۷۷ | تکبر کرنے والوں کا حشر | ۷۸۱ |
| بے بسی | ۷۶۹ | آخرت کی ایک جھلک | ۷۷۸ | قابل تعجب آدمی | ۷۸۲ |
| آنکھوں کی خیانت | ۷۶۹ | عجیب معاملہ | ۷۷۸ | دعا کی حقیقت | ۷۸۲ |
| فیصلہ کا اختیار | ۷۷۰ | قوم کی دعوت | ۷۷۸ | خطا کس دعا | ۷۸۷ |
| اللہ کا ظہیر جانب دار | ۷۷۰ | مردِ مؤمن کی دعوت | ۷۷۹ | قبولیت دعا کا وعدہ | ۷۸۷ |
| معجزات موسوی | ۷۷۰ | قوم کی بے عقلی | ۷۷۹ | قبولیت دعا کی شرائط | ۷۸۷ |
| فرعون و ہامان | ۷۷۰ | بے وقت پشیمانی | ۷۷۹ | رات اور دن کا نظام | ۷۸۷ |
| فرعون کی دانشمندی | ۷۷۱ | ادائے فرض کے بعد خدا کے سپرد | ۷۷۵ | ناشکری | ۷۸۹ |
| منکرین کے مقصد بے | ۷۷۱ | آخری نتیجہ | ۷۷۹ | معبودیت کی دلیل | ۷۹۸ |
| فرعون کی چالبازی | ۷۷۱ | آلِ فرعون | ۷۷۹ | بہتر صورت اور بہتر رزق | ۷۹۹ |
| خوف اقتدار | ۷۷۱ | عذاب قبر | ۷۸۰ | نظرات سلف کا حل | ۷۹۹ |
| حضرت موسیٰ کا عزم | ۷۷۲ | عالم برزخ پر ایمان | ۷۸۰ | مجرم کیا ہے | ۷۹۰ |
| فرعون کا ہامان کو لیڑی کی تعمیر | ۷۷۲ | برزخی عذاب کیا ہے | ۷۸۰ | غلطی کا اعتراف | ۷۹۰ |
| مردِ مؤمن | ۷۷۲ | قبر کی حیات | ۷۸۰ | وعدہ الٰہی | ۷۹۱ |
| صدیق اکبرؓ کا جذبہ ایمان | ۷۷۵ | قبر میں مؤمن و کافر کی حالت | ۷۸۰ | حق کفیل اللہ تعالیٰ ہے | ۷۹۱ |
| آنحضرت ﷺ کو سخت ترین ایذاء | ۷۷۳ | ثواب و عذاب قبر کے دلائل | ۷۸۱ | عذاب کی | ۷۹۲ |
| چند اہم نکتے | ۷۷۳ | صبح و شام پیش | ۷۸۱ | بیکسوں پر اختیار کا انجام | ۷۹۲ |
| طاقت سے اکڑ کر دکھاؤ | ۷۷۳ | ایک طالب علم کا سوال اور اس کا حل | ۷۸۱ | اب پچھتائے کیا ہوت | ۷۹۳ |
| فرعون کی رسوائی | ۷۷۴ | جھوٹے لیڈروں کا انجام | ۷۸۲ | **سورۃ حٰمٓ** | ۷۹۳ |
| محمد سب نبیوں کی سزا | ۷۷۴ | دوزخیوں سے درخواست | ۷۸۲ | نعت کتاب | ۷۹۳ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| قرآن کی زبان | ۷۹۳ | قوم ثمود | ۸۰۳ | الذین واقامت | ۸۱۲ |
| اکثریت کا اعراض | ۷۹۳ | اہل ایمان | ۸۰۳ | داعی کے اخلاق | ۸۱۳ |
| قرآن پاک کا حتمی پیغام | ۷۹۴ | قیامت میں مجرموں کے گروہ | ۸۰۳ | برائی کے بدلے اچھائی کرو | ۸۱۳ |
| اکثریت کا جواب | ۷۹۴ | اعضاء کی گواہی | ۸۰۳ | شیطان کا متاثر | ۸۱۳ |
| تجاب کا معنی | ۷۹۵ | کیا کیا چیزیں گواہی دیں گی | ۸۰۴ | شیطان کی کوشش | ۸۱۴ |
| تکلیم کا خطاب | ۷۹۵ | دن کی گواہی | ۸۰۴ | مخلصت انہی سے داخل | ۸۱۴ |
| انما انا بشر کا مطلب | ۷۹۶ | اعضاء کو ملامت | ۸۰۴ | اللہ تعالیٰ سے سوا کسی کو سجدہ نہ کیا جائے گا | ۸۱۴ |
| مشرکوں کا انجام | ۷۹۶ | عجیب عجیب بات | ۸۰۴ | چاند، سورج اور پورا نظام کائنات | ۸۱۵ |
| زکوٰۃ کا مطلب | ۷۹۶ | تین کم سمجھ آدمی | ۸۰۴ | اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے | ۸۱۵ |
| زکوٰۃ کی خصوصیت | ۷۹۶ | برائی | ۸۰۵ | سجدہ کس مقام پر ہے | ۸۱۵ |
| زکوٰۃ نہ دینے کا مطلب | ۷۹۷ | دل کا چور | ۸۰۵ | زمین کی خاصیات | ۸۱۵ |
| مؤمنین کا اجر | ۷۹۷ | عذاب کی طرح نہ ٹلنے کا | ۸۰۵ | خلق کا انجام | ۸۱۶ |
| مقام تعجب | ۷۹۷ | ہیبتناک ایک شکل | ۸۰۵ | الہٰوا کیا ہے | ۸۱۶ |
| آسمان وزمین کی تخلیق میں ترتیب | ۷۹۷ | اعراض کا نتیجہ | ۸۰۶ | کفر، الحاد کی گرم بازاری | ۸۱۶ |
| پرلطف زمین کی خصوصیات | ۷۹۷ | آواز حق | ۸۰۶ | الحاد کی دو قسمیں | ۸۱۷ |
| ضروریات زندگی کا گودام | ۷۹۸ | کافروں کی بک بک | ۸۰۶ | اہل حق کی رہنمائی مؤثر ہوگی | ۸۱۷ |
| پہاڑ، زمین کی مدت | ۷۹۸ | سماعت قرآن کے وقت | ۸۰۶ | اللہ تعالیٰ کی مشکل دشوار | ۸۱۷ |
| دخان کیا ہے | ۷۹۸ | بے کام کی اپیلا | ۸۰۷ | قرآن پاک کی تحریف | ۸۱۸ |
| کلام کائنات | ۷۹۸ | اہل ایمان واستقامت کا انعام | ۸۰۷ | آنحضرت ﷺ کو تسلی | ۸۱۸ |
| تعیین ایام کی احادیث | ۷۹۹ | استقامت کے معنی | ۸۰۸ | تمہارے جیسا بھائی بیاہ | ۸۱۸ |
| تخلیق زمین وآسمان | ۷۹۹ | اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور رضاء | ۸۰۹ | کتاب مکمل | ۸۱۹ |
| زمین وآسمان کی تخلیق کے دن | ۷۹۹ | سب سے آسان آیت | ۸۰۹ | مسخ شدہ ذخیرت والے | ۸۱۹ |
| اللہ تعالیٰ نے آسمان کو کیا حکم دیا | ۸۰۰ | استقامت کی دعاء | ۸۰۹ | مکمل کی اہمیت | ۸۱۹ |
| آسمان کی زینت | ۸۰۰ | اسلام کے بعد سب سے اہم چیز | ۸۰۹ | ایام قیامت کا علم | ۸۱۹ |
| کفار مکہ کو تنبیہ | ۸۰۰ | ولیاء آخرت کی بشارت | ۸۰۹ | علم الٰہی | ۸۲۰ |
| جاء تہم الرسل کا مطلب | ۸۰۰ | مؤمنوں کیلئے بشارتیں | ۸۰۹ | جھوٹے عابد معبود | ۸۲۰ |
| عاد وثمود کے واقعہ کی تفصیل | ۸۰۰ | دعا ابراہیمی | ۸۱۰ | انسانی طبیعت کی نیرنگیاں | ۸۲۰ |
| قوم عاد | ۸۰۲ | جنت میں تمنا سنہ ہوگا | ۸۱۰ | کافر اور مؤمن کی حالت | ۸۲۱ |
| عذاب | ۸۰۲ | اللہ تعالیٰ کی مہمانی | ۸۱۱ | انسانی امراض کا علاج | ۸۲۱ |
| قوم عاد پر عذاب کس وقت ہوا | ۸۰۲ | اہل استقامت کا اعلیٰ مقام | ۸۱۱ | قدرت کے نمونے | ۸۲۲ |
| رضا اور ناراضی کی علامت | ۸۰۲ | داعی کے آداب | ۸۱۱ | آیات آفاقی | ۸۲۲ |
| کوئی وقت منحوس نہیں ہے | ۸۰۲ | اذان کی فضیلت | ۸۱۱ | قریب کسی | ۸۲۲ |
| عذاب آخرت | ۸۰۳ | اذان کا جواب | ۸۱۲ | **سورۃ الشوریٰ** | ۸۲۳ |

| | |
|---|---|
| نشانِ عبرت | ۸۳۲ |
| علم غیب | ۸۳۳ |
| پیغمبر کی بشریت | ۸۳۳ |
| فرشتوں کی نوعیت | ۸۳۴ |
| فرشتوں کی جسمانی ساخت | ۸۳۴ |
| فرشتوں کی مختلف قسمیں | ۸۳۴ |
| فرشتوں کی ڈیوٹیاں | ۸۳۵ |
| فرشتوں کے بال | ۸۳۵ |
| آنحضرت ﷺ کا مکہ کو مخاطب کرنا | ۸۳۶ |
| مکہ کے مخالفین کی نظر میں | ۸۳۷ |
| آنحضرت ﷺ کا مکہ سے ہجرت کرنا | ۸۳۸ |
| آنحضرت ﷺ کی خصوصیت | ۸۳۸ |
| قیامت کی نشانیاں | ۸۳۹ |
| شقِ قمر | ۸۳۹ |
| قیامت کا مذاق | ۸۴۱ |
| گناہوں کا عذاب | ۸۴۱ |
| انذار کا مقصد | ۸۴۲ |
| تذکیر کے لیے آسان کتاب | ۸۴۲ |
| قرآن سمجھنے کی شرائط | ۸۴۳ |
| قرآن سمجھنے کا طریقہ | ۸۴۴ |
| آنحضرت ﷺ کی اہلیت | ۸۴۴ |
| قرآن سمجھنے کی اہلیت کا مدار | ۸۴۵ |
| آیات متشابہات | ۸۴۵ |
| جہنم کے نو فرشتے | ۸۴۶ |
| ہدایت کے راستے | ۸۴۶ |
| گمراہی کے گڑھے | ۸۴۷ |
| حضور ﷺ کا فرض | ۸۴۷ |
| اہل کتاب کے جھگڑے | ۸۴۸ |
| زنا | ۸۴۸ |
| چین کا سفر | ۸۴۹ |
| مؤمن اور کافر | ۸۴۹ |
| قدر رسول کی محبت | ۸۴۹ |

| | |
|---|---|
| اللہ خیال میں نہیں | ۸۴۹ |
| رزق مکہ والطرح کی سرسبزی | ۸۵۰ |
| شہد مکھی والی | ۸۵۰ |
| دجالی گاؤ اور نیلوں پر ہے | ۸۵۰ |
| بنی امیت پہلے کی تجدید | ۸۵۱ |
| ہدایت صرف اللہ کی طرف سے ہے | ۸۵۲ |
| وہ شیر اور کی بولی | ۸۵۳ |
| بلوت کا تجربہ کار | ۸۵۳ |
| مؤذن قال اور قرآن و سنت | ۸۵۴ |
| اہل بیت کی فضیلت | ۸۵۴ |
| فرزند شیطان کی لاتعلقی | ۸۵۷ |
| زبانِ القرآن کی محبت | ۸۵۸ |
| شیطان کا طریقہ استدلال | ۸۵۸ |
| حضرت قاسم رضی اللہ عنہ کی تخلیق | ۸۵۹ |
| مرتد کی سزا | ۸۵۹ |
| مثل کے بارے کی تصویر | ۸۶۰ |
| تصدیق رسالت | ۸۶۰ |
| بلی کو مارنا اور حق و ہدایت کرنا | ۸۶۰ |
| شیطان خیال کا نشانہ | ۸۶۰ |
| فتنہ کا اصطلاح | ۸۶۱ |
| توبہ کی حقیقت | ۸۶۲ |
| اللہ اپنے بندوں سے کتنا خوش ہوتا ہے | ۸۶۳ |
| فرشتوں کا قبض فرماتے ہیں | ۸۶۴ |
| زندے بات کے لئے اجتماعیں ہیں | ۸۶۴ |
| حق تعالیٰ کا ماہ | ۸۶۴ |
| اللہ کی نعمت کے بدلے کی ہے | ۸۶۴ |
| نعمت کم نہ ہونا | ۸۶۵ |
| لکھنے کتابوں کی جو ہے آتی ہیں | ۸۶۶ |
| تقسیم رزق میں حکمت الٰہی | ۸۶۶ |
| حضرت آدم کی قوم | ۸۶۷ |
| عاد پہلی قوم | ۸۶۷ |
| خشوع کی تقسیم ہی حکمت قدرتی | ۸۶۸ |
| بہت بڑھیا آیت | ۸۶۹ |

| | |
|---|---|
| تکلیف سے کی حکمت | ۸۷۵ |
| برائی کی اصل سے کافی ہے | ۸۷۶ |
| اپنے کیے بھلوں سے عبرت | ۸۷۶ |
| فرشتوں کی طاقت | ۸۷۷ |
| شہر | ۸۷۷ |
| سفر کا ادب | ۸۷۷ |
| اسلام عقلی جمہوریت کا پابل ہے | ۸۷۸ |
| مؤذن کی شان | ۸۷۸ |
| صحابہ کا اجماع بھی حجت فیصلہ | ۸۷۸ |
| ہار | ۸۷۹ |
| کالی مرچ | ۸۷۹ |
| صاف رہنا | ۸۷۹ |
| وضو کرنے کی فضیلت | ۸۷۹ |
| تحصیل علم کیا کیا ہے اور کیفیت | ۸۸۰ |
| توفیق اللہ کی طرف سے ہے | ۸۸۰ |
| کافروں کی حالت | ۸۸۰ |
| کافروں کی حالت | ۸۸۱ |
| ایمان کا ارادہ کرنے والوں کی خوبیاں | ۸۸۱ |
| اصل طبیعت | ۸۸۲ |
| معصیت سے توبہ کا فی نفسہ کیسے ہے | ۸۸۲ |
| اللہ کی مالک ہونا | ۸۸۳ |
| اللہ تعالیٰ سے ہم کلامی | ۸۸۳ |
| دل کا علم | ۸۸۴ |
| برے دل کی کیفیت | ۸۸۴ |
| دل کی حقیقت | ۸۸۴ |
| اہل سعادت کی صورتیں | ۸۸۵ |
| الہام غیر اولیاء اللہ کا بھی | ۸۸۶ |
| روح سے مراد | ۸۸۶ |
| روح نفس کی بات | ۸۸۶ |
| نفس میں دل کے لفظ | ۸۸۷ |
| ایمان سے کیا مراد ہے | ۸۸۷ |
| نور ہدایت | ۸۸۷ |
| انبیاء کا سوتیر | ۸۸۸ |

| سورۃ التوبہ حرف | ۸۵۸ |
|---|---|
| قسم کھانے کا مطلب | ۸۵۸ |
| قرآن کو آگ سے تشبیہ کا مطلب | ۸۵۸ |
| بڑے حاکم کتاب | ۸۵۹ |
| اہل کتاب ہونے کی مخالفت | ۸۵۹ |
| تمام ولایت بند نہیں ہو سکتی | ۸۵۹ |
| آنحضرت ﷺ کیلئے پیغامبر تسلیم | ۸۶۰ |
| سامان عبرت | ۸۶۰ |
| زمین کی ناپائیداری | ۸۶۰ |
| بعث بعد الموت | ۸۶۰ |
| اولوالعزم پیغمبروں کا ذکر | ۸۶۱ |
| بے ہدایت کی بارش | ۸۶۱ |
| سب کا خالق | ۸۶۱ |
| جادوگروں اور ساحروں کی مخالفت | ۸۶۱ |
| فنا کی صحابیت کی نفی | ۸۶۱ |
| سوار ہونے کا ذکر | ۸۶۲ |
| سواری کے وقت دعاء | ۸۶۲ |
| اپنے تمام کو پسند یدہ فعل | ۸۶۲ |
| صاحب عقل کا کام | ۸۶۳ |
| کافر و مومن کا فرق | ۸۶۳ |
| صفر آخرت کی یاد | ۸۶۳ |
| مشرکین کے جھوٹوں کی مثل تردید | ۸۶۳ |
| مشرکین کی بے عقلی | ۸۶۳ |
| ضعیف آدمی | ۸۶۳ |
| کفر توں کیلئے دیر کی امہلت | ۸۶۳ |
| فرشتوں کی تردید | ۸۶۴ |
| مشرکین کے دعوے | ۸۶۴ |
| بے خبری و غفلت | ۸۶۵ |
| کافروں کی بہت بھری | ۸۶۵ |
| حضرت ابراہیم کی عبادت | ۸۶۵ |
| تنبیہ کرنی ہے | ۸۶۶ |
| بد عقیدہ لوگوں سے برأت | ۸۶۶ |

| اولاد کی اصلاح کی فکر ضروری ہے | ۸۶۶ |
|---|---|
| اولاد کی اصلاح کا کام مشکل | ۸۶۶ |
| مشرکین پر استغفار | ۸۶۶ |
| نبوت دلائل سے ثابت ہے | ۸۶۶ |
| کافروں کے لئے دعا تعلیم آدمی | ۸۶۷ |
| کافروں کا انتہائی ظلم | ۸۶۷ |
| مال و دولت کی بربادی | ۸۶۷ |
| مالک نفع ہے ہم نہیں | ۸۶۸ |
| صحابی کی بات کی حقیقت | ۸۶۸ |
| قرآن حق و حق کا بیان | ۸۶۸ |
| تسلیم صحابیت کا نظام | ۸۶۸ |
| تسلیم حقوق بلا تحقیق | ۸۶۹ |
| اسلامی مساوات کا مطلب | ۸۶۹ |
| اسلام کے معافی کلام میں مساوات | ۸۶۹ |
| بیعت میں مرضی اور عمل نہیں | ۸۶۹ |
| اللہ کے ولی بنانے کے طریقے | ۸۷۰ |
| مؤمنین کیلئے دعا ہے | ۸۷۰ |
| دنیا کی قیمت | ۸۷۰ |
| دنیا کو بے محل جمع کرنا | ۸۷۱ |
| اہل اللہ کا بلند مقام | ۸۷۱ |
| حضرت عمر رضی اللہ عنہ | ۸۷۱ |
| قلب معیشت | ۸۷۲ |
| دنیا کی محبت کا مطلب | ۸۷۲ |
| عمل سے بندہ سونے کا مذہب | ۸۷۲ |
| علم کے تین | ۸۷۲ |
| بے انتہا حسرت | ۸۷۳ |
| عذاب میں تخفیف نہ ہوگی | ۸۷۳ |
| آنحضرت ﷺ کو تسلی | ۸۷۳ |
| اعزاز و ذلت کا سامان | ۸۷۴ |
| منافقین کیلئے بشارت | ۸۷۴ |
| آنحضرت ﷺ کی قوم کے شرف | ۸۷۴ |
| قریش اور عرب کی فضیلت | ۸۷۴ |

| قرآن کے سوا سے ہمیں کچھ سروکار نہیں | ۸۷۴ |
|---|---|
| آنحضرت ﷺ کی عادت دنیا کی تھی | ۸۷۵ |
| تنبیہ نہیں کا تجزیہ | ۸۷۵ |
| اجتماعی گناہوں میں توجیہ کی تعمیم | ۸۷۵ |
| قوم کی فرمانبرداری | ۸۷۶ |
| فرعونیوں کی بھرکار زاری | ۸۷۶ |
| بنی اسرائیل کی بد عہدی | ۸۷۷ |
| عالم صحبہ | ۸۷۷ |
| نیل کی تحریر | ۸۷۷ |
| فرعون کا تجربہ | ۸۷۷ |
| انس مصر کی دعوت | ۸۷۷ |
| فرعون کی عبادتی | ۸۷۸ |
| انتقام کی صورتیں | ۸۷۸ |
| مشرکین کا دعا | ۸۷۸ |
| مشرکین کی بات پر | ۸۷۸ |
| تکذیب کی صورت | ۸۷۹ |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام | ۸۷۹ |
| کوئی معبود نہیں بن سکتا | ۸۷۹ |
| حضرت عیسیٰ علیہ السلام نشان قیامت | ۸۷۹ |
| مسئلہ نزول عیسیٰ | ۸۷۹ |
| قیامت کی نشانیوں | ۸۸۰ |

| نزول عیسیٰ علیہ السلام احادیث | ۸۸۰ |
|---|---|
| انسانوں کے فرقے | ۸۸۱ |
| عیسیٰ کی تعلیم | ۸۸۱ |
| فرقہ بندی | ۸۸۱ |
| مشرکین کی ہلاکت کا اعلان | ۸۸۲ |
| باقی فرق اہل سنت والجماعت ہے | ۸۸۲ |
| قیامت کی ہیبت | ۸۸۲ |
| ہلاکت کا دن ہے دوست | ۸۸۳ |
| دوستی اور حقیقت دینی ہے | ۸۸۳ |
| موحدوں کیلئے اعلان | ۸۸۳ |
| دیہات اسلام | ۸۸۳ |
| ۹ یا ۱۰ راتیں | ۸۸۴ |

| | |
|---|---|
| جنت کی نعمتوں کا بیان | ۸۸۴ |
| جنت کے محل | ۸۸۴ |
| اللہ تعالیٰ کی نافرمانی | ۸۸۵ |
| دوزخ | ۸۸۵ |
| دوزخیوں کے پانی کا بیان | ۸۸۵ |
| دوزخیوں کے کپڑے | ۸۸۶ |
| ہم سب جانتے ہیں | ۸۸۶ |
| علیہ السلام کی نذر | ۸۸۶ |
| پاک ذات | ۸۸۷ |
| طلب کرنے والے ہوں گے | ۸۸۷ |
| تیر انداز | ۸۸۷ |
| نافرمانوں | ۸۸۷ |
| کی کی خلاصی انجام | ۸۸۷ |
| کافروں پر غضب | ۸۸۸ |
| اللہ کی کی کا بیان | ۸۸۸ |
| سلام کہنے کا خطاب | ۸۸۸ |
| **سورۃ الدخان** | ۸۸۸ |
| فضیلت سورت | ۸۸۸ |
| شب برات | ۸۸۹ |
| ان دنوں کا کی | ۸۸۹ |
| خان علامت قیامت سے | ۸۸۹ |
| رات میں برکت کی بابت | ۸۸۹ |
| صبر نہ رہے گا کسی سے | ۸۸۹ |
| دشوار کی | ۸۹۰ |
| شب قدر اور شب برات | ۸۹۰ |
| لشکروں سے کام | ۸۹۰ |
| بہت سخت کی | ۸۹۱ |
| بہت ہی | ۸۹۱ |
| شہر تبع کی بابت کی | ۸۹۱ |
| واقع ہوئیں | ۸۹۱ |
| قیامت کی ماں باپ | ۸۹۲ |
| بے جوڑ چھوڑا | ۸۹۲ |
| اب بچھتائے تو یا ہوت | ۸۹۳ |

| | |
|---|---|
| شہر تبع کی بابت ذوالنون | ۸۹۳ |
| لاتی ہے | ۸۹۳ |
| قرآن کی آیت | ۸۹۳ |
| حکومت موسیٰ | ۸۹۳ |
| قرعون کی مچھلیوں کا چبوترہ | ۸۹۳ |
| حضرت موسیٰ کی علیہ السلام کی | ۸۹۴ |
| قرعون کی ہلاکت کا سامان | ۸۹۴ |
| تمام بنی اسرائیل کے | ۸۹۴ |
| بنی اسرائیل نے نعمت | ۸۹۴ |
| قرعونیوں سے ہلاکت | ۸۹۴ |
| ان کی بابت کافر کی موت | ۸۹۵ |
| کافر کی آسمان زمین کسی رونے | ۸۹۵ |
| آسمان میں پیر نہ ملنے | ۸۹۵ |
| آسمان کے نہ رونے پر بنی اسرائیل کی بابت | ۸۹۵ |
| بنی اسرائیل کی نعمت | ۸۹۵ |
| انکار بعث | ۸۹۵ |
| بادشاہوں سے انتقام | ۸۹۵ |
| تبع کا بیان | ۸۹۶ |
| تبع اللہ کی بابت | ۸۹۶ |
| تبع کی بابت | ۸۹۶ |
| تبع کو برا بھلا کہنا منع | ۸۹۶ |
| تبع کا بیان | ۸۹۷ |
| کافر نہ ہونا ذات | ۸۹۷ |
| آسمان و زمین میں فرق | ۸۹۷ |
| بعث کی | ۸۹۸ |
| دخان | ۸۹۸ |
| آگ میں ڈالنے کا حکم ہے | ۸۹۸ |
| قرآن کی | ۸۹۸ |
| کافروں کی | ۸۹۸ |
| ابراہیم کا واقعہ | ۸۹۸ |
| کافروں کی | ۸۹۸ |
| جنت میں اپنی نعمتوں کا | ۸۹۸ |
| جنت کا بیان | ۸۹۹ |

| | |
|---|---|
| قرآن بلاوجہ نہ سمجھنا | ۹۹۹ |
| دنیا کی کوششوں کا | ۸۹۹ |
| جنت میں ہر حکم کا پہل ہوگا | ۹۹۹ |
| آگ کی نہ ہوگی | ۹۰۰ |
| بڑی کامیابی | ۹۰۰ |
| جنت کی بابت ہے | ۹۰۰ |
| بات کا ہے | ۹۰۰ |
| **سورۃ الجاثیہ** | ۹۰۰ |
| ایمان کی دلیل | ۹۰۰ |
| آسمان کی نشانیاں | ۹۰۱ |
| خوش ہے | ۹۰۱ |
| اللہ کی بات سے بڑھ کر کوئی نہیں | ۹۰۱ |
| عبدالرزاق | ۹۰۱ |
| شیخ کا کمال | ۹۰۲ |
| درست | ۹۰۳ |
| انام اللہ | ۹۰۳ |
| کا حکم | ۹۰۳ |
| کی بابت دعا | ۹۰۴ |
| آسمان میں کوئی بندہ کی | ۹۰۴ |
| شیخ | ۹۰۵ |
| کافروں پر بہت | ۹۰۵ |
| مسلمان | ۹۰۵ |
| بصیرت اور | ۹۰۵ |
| مومن | ۹۰۶ |
| حضرت کعب احبار کی قیامت کا | ۹۰۶ |
| کیا کہ بات | ۹۰۶ |
| کی آسمان پر | ۹۰۶ |
| پیدائش کی اصل | ۹۰۶ |
| بات | ۹۰۷ |
| سے بات | ۹۰۷ |
| ایک یہودی کی | ۹۰۸ |
| علم کی | ۹۰۸ |
| کا | ۹۰۸ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۴۸۸ | | ۴۹۸ | |
| ۴۸۹ | | ۴۹۹ | |
| ۴۸۹ | | ۴۹۹ | |
| ۴۸۹ | | ۴۹۹

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| حدالف ثانی کا دعوٰی | ۹۳۸ | کافروں کی بربادی | ۹۴۵ | حضرت کرکاء کا قصہ | ۹۵۵ |
| اہل حزم کا مقام | ۹۳۸ | بلاکت کا سبب | ۹۴۶ | عرس و طعام کا حکم | ۹۵۵ |
| آپ ﷺ کا سبب | ۹۳۸ | عمل کے لیے جوت | ۹۴۶ | صلہ رحمی کی فضیلت | ۹۵۵ |
| مذاہب کے تاریخ پر چھ گنا | ۹۳۸ | عمدہ مؤمن کا دعوٰی کا ہے | ۹۴۶ | آپ ﷺ کی اصلاح | ۹۵۶ |
| محبت پر ہری دوستی | ۹۳۹ | ریزہ خوری کا بیان | ۹۴۷ | ایک نوجوان کا واقعہ | ۹۵۷ |
| **سیرۃ محمد** | ۹۳۹ | حیوانوں جیسی زندگی | ۹۵۰ | شیطان کے چکر میں | ۹۵۰ |
| واقعی سے روشنا | ۹۳۹ | ایک کافر کس چز سے ڈرتا ہے | ۹۵۷ | شیطان کے دو کام | ۹۵۸ |
| طور فرمی | ۹۳۵ | مؤمن کا کافر بنا نہیں | ۹۴۸ | ۳ باتوں کا ایسی باتوں سے کفر ہو | ۹۵۸ |
| قبل ظہور ایمان کے قبول نہ ہونے | ۹۴۰ | اہل جنت کی دعاء | ۹۴۸ | سبق کا عزم | ۹۵۹ |
| چار بیٹی | ۹۴۰ | جنت کا پانی، دودھ اور شراب | ۹۴۸ | اقبال توبہ کرنے والا راست | ۹۵۹ |
| ایک لطیف مضمون | ۹۴۰ | جنت میں دریا | ۹۴۱ | ۳ قسموں کی کثرت باطل | ۹۵۹ |
| واقعات | ۹۴۰ | جنت کی نہریں | ۹۴۱ | طالبوں پر لعنت | ۹۵۹ |
| بالیں سے انتباہ | ۹۴۲ | جنت کا دودھ شراب شہد | ۹۴۱ | حکمت فرمانروائی کا انتظام | ۹۵۸ |
| جنگی قیدیوں کا حکم | ۹۴۲ | جنت کا فانوس نعم | ۹۴۱ | لعن بد کی بحث | ۹۵۹ |
| تمام المسلمین کو چار اختیار | ۹۴۲ | جو ہر حیات بخش لطیف | ۹۴۲ | لو فرمات | ۹۵۹ |
| صلح پر دو شرطیں اور ان کا جواب | ۹۴۳ | مؤمن کا دوسرا نام کیا ہے | ۱۵۱ | مختلف واقعوں میں تطبیق | ۹۵۹ |
| سب کا لفظ نظر | ۹۴۳ | مسافت کی سیر | ۱۵۰ | چھ قسموں سے نام | ۹۵۹ |
| اصلاح کا وہ کہ جو سوچ کر تی ہے | ۹۴۴ | جہاں کی کیفیت | ۱۵۰ | انعام | ۹۵۹ |
| فضائل کی ترازو | ۹۴۲ | قیامت کے کوے | ۱۵۰ | کافر متوفی اپنا ٹھکانا دیکھتے ہیں | ۹۶۰ |
| جنگی قیدیوں کو فدا کرنا | ۹۴۳ | قیامت کی تاریخ مقرر | ۱۵۱ | کفار فریشتوں کی مدد کرنے والے | ۹۶۰ |
| حرب اور آثار کا مصب | ۹۴۳ | قیامت قریب ہے | ۱۵۸ | کافر سخت کہ دعا طلب | ۹۶۱ |
| اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت | ۹۴۳ | قیامت کی نشانیاں | ۱۵۴ | کفر و زنا کا ذکر | ۹۶۱ |
| کفر کے مقابلہ میں | ۹۴۳ | وہ کافر جن کے حق میں قیامت نہ آئی | ۱۵۲ | انصاف کی آئی | ۹۶۱ |
| کفر و بیچارگی حکمت | ۹۴۳ | مرد کا کفن | ۱۵۱ | عمدہ کفن | ۹۶۲ |
| چند آئی حکمت | ۹۴۴ | استغفار کا حکم دینے کا مطلب | ۱۵۲ | حسن خاتمہ کی دعا نہ ہو | ۹۶۲ |
| مشرکین کی ہار | ۹۴۵ | کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا | ۱۵۲ | سبق آموز شخص کی دعا | ۹۶۲ |
| غنیمت کا حساب کیا | ۹۴۴ | ایک صحابی کی صورت کا ذکر | ۱۵۲ | عمدہ کفن | ۹۶۳ |
| غنیمت کی تقسیم | ۹۴۴ | دل پر خاموشی | ۱۹۳ | وارثوں کو وصیت نہ کرنے کا اختیار | ۹۶۳ |
| فتح کے دن کی صورتحال | ۹۴۵ | صبر کا حکم | ۱۵۳ | احترام سے یاد طلب نہیں کرتا | ۹۶۳ |
| مہینے کی تعیین | ۹۴۵ | مناقشوں پر حکم دینا کا | ۱۵۴ | اللہ تعالیٰ کی مشیت کی حکمت | ۹۶۴ |
| جن کا قرض ادا نہ خدا ادا کریں گے | ۹۴۵ | جہاد کا حکم | ۱۵۴ | دینے کا حق کیسا ہے | ۹۶۴ |
| فتح مبین کے بارے | ۹۴۵ | کفن ہونے کا تقاضا | ۱۵۴ | وبال اور ارثوں کا مال | ۹۶۴ |
| مؤمنوں کی ہمت افزائی | ۹۴۵ | فساد نہ پھیلاؤ | ۱۵۴ | وارثوں کی دعاء | ۹۶۴ |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| اللہ تعالیٰ کی نعمتیں | ۹۷۴ | اللہ تعالیٰ کی رضا اور ناراضگی کی علامات | ۹۷۱ | حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت | ۹۸۵ |
| اللہ تعالیٰ کی نعمتیں | ۹۷۵ | حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کی روایت | ۹۷۲ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۸۶ |
| اللہ تعالیٰ کی نعمتیں | ۹۷۵ | قرآن کی آیت کی تفسیر | ۹۷۶ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۸۷ |
| اللہ تعالیٰ کی نعمتیں | ۹۷۵ | قرآن کی آیت کی تفسیر | ۹۷۸ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۸۸ |
| اللہ تعالیٰ کی نعمتیں | ۹۷۵ | حضرت ابن عباس کی روایت | ۹۷۸ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۸۹ |
| **سورۃ الفتح** | ۹۷۶ | قبائل و اشاعت | ۹۷۸ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۰ |
| صلح حدیبیہ | ۹۷۷ | حضرت عمر کی تنگی | ۹۷۸ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۱ |
| آگے اور پچھلے گناہوں کا مطلب | ۹۷۸ | نکتہ | ۹۷۹ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۲ |
| ماء الحیات شیء کی | ۹۷۹ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۸۰ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۳ |
| سب پہلے انعام | ۹۷۹ | سکینہ کی ادائی | ۹۸۰ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۴ |
| کچھ سورتوں کی آیات | ۹۷۹ | حضرت ام سلمہ کی روایت | ۹۸۰ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۵ |
| مومنوں اور مومنوں کے لیے | ۹۷۹ | حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت | ۹۸۰ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۶ |
| نزول طمانیت | ۹۷۹ | لشکر اسلام کا اژدہام | ۹۸۲ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۷ |
| ایمان بڑھنے کا مطلب | ۹۷۹ | حضرت ﷺ کی دعا کا اثر | ۹۸۱ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۸ |
| آیات سے مراد اسلام کی فتوحات | ۹۷۹ | حضرت ﷺ کی دعا | ۹۸۱ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۹۹۹ |
| آیات کیا ہیں | ۹۸۰ | حضرت ﷺ کے معجزات کا ذکر | ۹۸۱ | حضرت ابوہریرہ کی روایت | ۱۰۰۰ |
| آیات کی ادائی | ۹۸۰ | حضرت ﷺ کے معجزات کی تفصیل | ۹۸۲ | | |
| حضرت ﷺ کے اتمام نعمت | ۹۸۰ | مرغوں کے بولنے کی آواز | ۹۸۳ | | |
| اللہ تعالیٰ کی نصرت | ۹۸۱ | نبی کا خاتم ہونا | ۹۸۳ | | |
| اللہ تعالیٰ کی نصرت | ۹۸۲ | حضرت ﷺ کا دل | ۹۸۴ | | |
| کافروں کا اپنا | ۹۸۲ | حضرت ﷺ | ۹۸۴ | | |
| حضرت ﷺ کی نصرت | ۹۸۳ | حضرت ﷺ کی نبوت | ۹۸۵ | | |
| صلح کا اول فائدہ مشورہ | ۹۸۳ | اللہ تعالیٰ کی تسکین | ۹۸۵ | | |
| خانہ کعبہ کا ذکر | ۹۸۴ | حضرت ﷺ اور صحابہ | ۹۸۶ | | |
| ایک بڑی نعمت کا | ۹۸۴ | حضرت ﷺ کا خواب | ۹۸۶ | | |
| کفار کی جان نثاری کا اظہار | ۹۸۴ | حضرت ﷺ کا خواب | ۹۸۶ | | |
| حدیبیہ کا کنواں | ۹۸۴ | بیعت رضوان | ۹۸۷ | | |
| بیعت کا ذکر | ۹۸۴ | بیعت رضوان کی فضیلت | ۹۸۸ | | |
| بیعت کا ذکر | ۹۸۵ | بیعت رضوان کی تفصیل | ۹۸۸ | | |
| حضرت ﷺ کی بیعت | ۹۸۵ | بیعت کا ذکر | ۹۸۹ | | |
| بیعت کا ذکر | ۹۸۵ | بیعت کا ذکر | ۹۸۹ | | |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| حضور ﷺ کا خواب | ۱۰۰۰ | عجوبات اصابات العین | ۱۰۰۲ | بکری اور بھیڑیئے کا سیاپا | ۱۰۲۸ |
| تعبیر خواب میں ۵ تعبیریں کا بیان | ۱۰۰۰ | خطیب اور شاعر آئینے کے سامنے | ۱۰۱۲ | آنحضرت ﷺ کا خطاب | ۱۰۳۸ |
| خلیفہ کا سیاسی اسلام ہی کا متقدر ہے | ۱۰۰۱ | تکلیف کا تقاضا | ۱۰۱۳ | شب جاگنے والوں کا انجام | ۱۰۳۸ |
| صحابہ دین اسلام کیلئے سب کچھ کی قربانی | ۱۰۰۲ | ذمہ دارات کا اندراج | ۱۰۱۳ | انجانی کی کمزوری کی علامت | ۱۰۴۵ |
| تبصروں کی تردید | ۱۰۰۲ | اسلام اور صحابہ کرام | ۱۰۱۴ | مؤمن کی تین قسمیں | ۱۰۴۰ |
| آنکھوں میں محبت ہونے کا مطلب | ۱۰۰۲ | صحابہ کے تحقیق علی سنت کا تعلق | ۱۰۱۴ | غصہ کو دور کرنے کیلئے ۲ چیزیں | ۱۰۴۰ |
| آنکھ میں محبت کی وجہ | ۱۰۰۳ | حضرت ولید بن عقبہ کا حاصل | ۱۰۱۵ | اسلام اور ایمان | ۱۰۴۱ |
| خدا میں کی | ۱۰۰۳ | صحابہ کی رائے سے تائید نہ ہونا | ۱۰۱۶ | علماء کے ساتھ بات کیسے کرے | ۱۰۴۱ |
| بچوں کی بیماری | ۱۰۰۳ | ۱۲ یاروں کی محبت | ۱۰۱۶ | **سورۃ ق** | ۱۰۴۲ |
| تواضع، انکسار میں سب سے بڑی مثال | ۱۰۰۴ | مکہ، قسطنطنیہ اور اصفہان کا فتح | ۱۰۱۷ | سورۃ ق کی خصوصیات | ۱۰۴۲ |
| جمعہ کا فرض ہونے کی تاریخ | ۱۰۰۴ | باری انفلوئنزا کم کرنے کا نسخہ | ۱۰۱۷ | قرآن کی حفاظت کا اعلان | ۱۰۴۳ |
| عرصہ پر عرصہ تراویح | ۱۰۰۵ | اصلاح کی پہلی منزل کو طے کرو | ۱۰۱۹ | سنت کا قدم قدم | ۱۰۴۳ |
| صحابہ کرام کی فضیلت | ۱۰۰۵ | بیٹی کو اپنا ایمان سے خارج کیسے ہوتا | ۱۰۱۹ | بیٹی کی تخلیق | ۱۰۴۳ |
| انبیاء میں صحابہ کی مثال | ۱۰۰۵ | بیٹی کو دے گئے قبیح کے مسائل | ۱۰۱۹ | آسمان کی بناوٹ | ۱۰۴۳ |
| صحابہ کرام سے تعلق | ۱۰۰۹ | نواب صاحبیت | ۱۰۲۱ | طاہر کی علامات | ۱۰۴۴ |
| صحابہ کرام کے بارے میں | ۱۰۰۹ | صلحاء کی پیروی کا ثواب | ۱۰۲۲ | محمود کی فضیلت | ۱۰۴۴ |
| ثناء صحابہ کی تاریخ | ۱۰۰۶ | پڑوسی کا حق تو ہو | ۱۰۲۲ | مزدور کی مزدوری جس نے کی | ۱۰۴۵ |
| صحابہ کرام کا مقام تعلیم ہے | ۱۰۰۶ | محسن کی اور اوہ ابو | ۱۰۲۲ | اسرافیل کی صدا | ۱۰۴۵ |
| **سورۃ الحجرات** | ۱۰۰۷ | نسخے کے جانور کی تعیین ذمہ | ۱۰۲۲ | نیند آنے کا طریقہ | ۱۰۴۵ |
| آنحضور ﷺ کے ۱۰ اسماء مبارکہ | ۱۰۰۷ | طہارت کی گفتگو | ۱۰۲۳ | اصحاب الیمین کون لوگ ہیں | ۱۰۴۶ |
| ادب ملحوظ رہنا چاہئے | ۱۰۰۸ | بے نقاب سے بچانا | ۱۰۲۳ | قوم ثمود | ۱۰۴۶ |
| آنحضرت ﷺ کا حکم اصلاح قبائل کی حکمت ہے | ۱۰۰۸ | نقاب کا استعمال | ۱۰۲۴ | قوم عاد | ۱۰۴۶ |
| حجرات سے پیچھے کی بے ادبی | ۱۰۰۸ | بی بی اسماء کا نقاب | ۱۰۲۴ | فرعون اور اس کی قوم | ۱۰۴۸ |
| رسالتمآب سے پہلے بولنے والی | ۱۰۰۸ | پیچھے ۱۵ ہیں کون کون | ۱۰۲۴ | ثمود اور ان | ۱۰۴۸ |
| کسی کیلئے آواز پست | ۱۰۰۹ | جنت کا لالچ کی سزا | ۱۰۲۵ | قوم لوط | ۱۰۴۸ |
| احادیث کی تحقیق | ۱۰۰۹ | یہ خاتمی لوگ ہیں جنت کی | ۱۰۲۵ | اصحاب الایکہ کا جائزہ | ۱۰۴۸ |
| وظیفہ النبی کے بعد سنتے بھی بہت بڑا | ۱۰۰۹ | لعن مصنوع اور لعن کرنا | ۱۰۲۵ | ابن آدم کی ۳ حالتیں | ۱۰۴۸ |
| آواز سے سلام و کلام فرمانا محبوب ہے | ۱۰۱۰ | ایک شخص جنتی کا مطلب | ۱۰۲۶ | دوسرا کا تیسرا امر | ۱۰۴۹ |
| چغلخوری کی تباہ کاریاں | ۱۰۱۰ | جنت کہاں ہے؟ | ۱۰۲۶ | حاسد کا خاص آدمی | ۱۰۴۹ |
| ادب کی اہمیت | ۱۰۱۰ | جنت کی تین چیزیں | ۱۰۲۶ | قرب قیامت کی ۱۰ | ۱۰۵۰ |
| فضیلت ثابت بن قیس کا حال | ۱۰۱۰ | جنت کی ہوا | ۱۰۲۷ | دنیا میں کتنے لوگ آئے | ۱۰۵۰ |
| واقعہ کبیر | ۱۰۱۱ | جنت میں تاخیر | ۱۰۲۷ | ۱۰ عالم جنت کی ہوا | ۱۰۵۱ |
| حضرت ؓ کی عمر | ۱۰۱۱ | جنتی قرار دیا ہوا دنیا کی بنیاد ہے | ۱۰۲۸ | ابن آدم کا ۱۰ | ۱۰۵۱ |
| | | | | رسول اللہ ﷺ کی آمد | ۱۰۵۲ |

| | |
|---|---|
| ۱۰۴۲ | ۱۰۵۰ |
| ۱۰۴۲ | ۱۰۵۱ |
| ۱۰۴۲ | ۱۰۵۲ |
| ۱۰۴۳ | ۱۰۵۳ |
| ۱۰۴۳ | ۱۰۵۴ |
| ۱۰۴۳ | ۱۰۵۵ |
| ۱۰۴۳ | ۱۰۵۶ |
| ۱۰۴۴ | ۱۰۵۷ |
| ۱۰۴۴ | ۱۰۵۸ |
| ۱۰۴۴ | ۱۰۵۹ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۰ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۱ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۲ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۳ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۴ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۵ |
| ۱۰۴۵ | ۱۰۶۶ |
| ۱۰۴۵ |

# سورۃ سبا

مکہ میں نازل ہوئی اس میں چھ رکوع، چون آیتیں اور چھ سو اکہتر کلمے ہیں

الف لام میم ۔ یہ حروف مقطعات ہیں جن کے معنی اللہ ہی بہتر جانتا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو مالک ہے ان سب کا جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین میں ہیں

وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ

اور آخرت میں بھی تعریف اسی کے لئے ہے اور وہ حکمت والا اور پوری خبر رکھنے والا ہے

## دنیا و آخرت میں تعریف فقط اللہ ہی کی ہے

تمام تعریفوں اور شکریوں کا مستحق اللہ ہی ہے کیونکہ زمین و آسمان کی ہر چیز کا مالک وہی ہے۔ ہر چیز کا خالق اور ہر بات کا حکم دینے والا وہی ہے۔ ان کی تدبیر کرنے والا بھی وہی ہے۔ اس نے اپنے بندوں کے لئے جو کچھ پیدا کیا ہے سب اسی کی نعمت ہے۔ کسی اور کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ ہر ایک کو ہر نعمت اسی کی طرف سے پہنچتی ہے۔ اسی لئے ہر تعریف کا مستحق بھی وہی ہے۔ آخرت میں بھی صرف اسی کی تعریف ہوگی بلکہ وہاں تو تمام مخلوق کی زبان پر بھی یہی تعریف ہوگی کیونکہ تحقیق کامل خالق کے فعل کا پورا ہونا اور اس کا ماں جس نے کمال تحقیق کا پورا ہونا بغیر اس کے ممکن نہیں کہ تمام مخلوق کے حالات اس پر روشن ہو جائیں۔ جس نے جو کچھ کیا ہے اور جو کچھ کہا ہے سب کا علم اللہ کو ہو۔ کچھ بھی اس سے پوشیدہ نہ رہے۔ اسی لئے وہ حکیم و خبیر ہے۔ اسی کی طرف سے ہر ایک کو جزا ملے گی۔ (ابن جریر)

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا

جو چیز زمین میں جاتی ہے اور جو چیز اس سے نکلتی ہے اسے وہ جانتا ہے

وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا ۚ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ

اور جو چیز آسمان سے اترتی ہے اور جو چیز اس میں چڑھتی ہے اور وہ مہربان اور بخشنے والا ہے

## اللہ کا علم ہر چیز کو محیط ہے

تمام آسمان و زمین کی کل اصل و فرع چیزوں کے علم سے اللہ تعالیٰ کی ہستی کو ثابت کرنے کے بعد اب اس کے علم کی وسعت بیان فرماتا ہے کہ زمین میں جو چیز داخل ہوتی ہے اسے وہ جانتا ہے۔ جیسے بارش کے قطرے، مردے اور دفن کئے ہوئے بیج وغیرہ۔ اور جو چیز زمین سے نکلتی ہے اسے بھی وہ جانتا ہے۔ جیسے پودے اور چشموں کی طرف سے نکلنے والا پانی وغیرہ۔ اسی طرح آسمان سے اترنے والی اور اوپر چڑھنے والی ہر چیز کا علم اسی کو ہے۔ وہ رحیم و غفور ہے۔ (ابن جریر)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ

اور کافر کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی

## قیامت ضرور آئے گی

یعنی وہ معصوم و مقہور انسان جس کے صدق و عدل کا آوازہ اور جس کے پیغمبر ہونے کا غلغلہ ہے اور جو ان عالم کا ایک صاحب اختیار حاکم ہے، جو آئندہ کی صاف خبر دے رہا ہے اور جس کی ہر بات روشن ہو چکی ہے، جس کی صداقت کے دلائل و براہین ظاہر ہو چکے ہیں، جس کی تعلیم و ہدایت کا نور ہر طرف پھیل رہا ہے، اس کی نسبت کافروں کا یہ کہنا کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی، کس قدر بے ہودہ اور بے جا ہے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبر کو حکم دیتا ہے کہ

قُلْ بَلٰى وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ

تو کہہ دے کہ ہاں قسم ہے میرے رب کی تم پر ضرور آئے گی

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُبِينٍ

جو غیب کا جاننے والا ہے اس سے ذرہ برابر چیز نہ آسمان میں پوشیدہ ہے نہ زمین میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز ہے نہ بڑی مگر سب کچھ روشن کتاب میں لکھا ہوا ہے

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ أُولٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ

تاکہ وہ بدلہ دے ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، یہی لوگ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت کی روزی

وَالَّذِينَ سَعَوْ فِي آيَاتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رِجْزٍ أَلِيمٌ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کے رد کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ ہمیں عاجز کر دیں، ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِي إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ

اور جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ تیرے رب کی طرف سے تجھ پر اترا ہے وہ حق ہے اور وہ زبردست خوبیوں والے اللہ کی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ

اور کافر کہتے ہیں کہ کیا ہم تمہیں ایسا شخص بتائیں جو تمہیں خبر دیتا ہے کہ جب تم بالکل ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تب تم نئے سرے سے پیدا کئے جاؤ گے

أَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيدِ

کیا اس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہے یا اسے جنون ہے؟ بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

کیا انہوں نے اپنے آگے پیچھے کے آسمان و زمین کو نہیں دیکھا؟ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کا ٹکڑا ان پر گرا دیں، یقیناً اس میں ہر رجوع کرنے والے بندے کے لئے بڑی نشانی ہے

## ربط

گذشتہ سورت کے آخر میں امانت کا ذکر تھا اس سورت میں بھی یہی بیان کیا گیا ہے اور پہلی ہی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات بیان فرمائی ہیں جیسا کہ سورۂ فاتحہ میں فرمایا تھا۔ تمام مخلوق کی نعمتوں سے خالی ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان فرمائی گئی ہے۔ آخرت میں اپنے مومن بندوں کے ساتھ کی احسان کا بیان ہے۔ جس کی وجہ سے وہ ہمیشہ ہمیشہ کی نعمتوں والی جنت میں جائیں گے اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ پھر ان کی جہالت کی وجہ سے ان کو ملنے والی سزا کا ذکر ہے۔

دیکھ نے فرمایا میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی اس میں میں نے اپنی امت کی ایک عورت کو دیکھا کہ اس کی جسم کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو کھا رہا ہے کیونکہ اس نے دنیا میں اسے بھوکا رکھا تھا۔ (بخاری و مسلم) اور بھی بہت سے عبرتناک واقعات ہیں۔ (تفسیر حقانی)

## صفت علم غیب کی تخصیص:

عٰلِمُ الْغَیْبِ یہ صفت رب کی ہے جس کی طرف تم حوالی کی ہے، اللہ جل شانہ کی تمام صفات میں سے ایک بڑی صفت علم غیب ہے کہ وہ اس لئے خاص کی گئی کہ کلام منکرین قیامت کے متعلق ہے اور قیامت کے انکار کا سبب کفار کے لئے پوچھا گیا۔ جب انسان مر کر مٹی ہو جائے گا اس کا جسم مٹی کے ذرات میں منتشر ہو جائیں گے تو دوسرے جہان میں پہلے ہونے والے ذرات کو جمع کرنا پھر ہر ایک انسان کے ذرات کو دوسرے انسانوں کے ذرات سے الگ کر کے ہر ایک کے ذرات کو اسی کے وجود میں پیوست کرنا کیسے ممکن ہے اور اس کو انکار کی بنا پر قرار دیا کہ یہ باتیں اللہ تعالیٰ کے علم و قدرت سے باہر ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و قدرت پر قیاس کر کے فرمایا کہ وہ تو اللہ تعالیٰ ہے جس کا علم ہر چیز پر محیط ہے کہ آسمانوں اور زمین میں ہر چیز کی ہے اس کو سب معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے اور کس حال میں ہے کوئی ذرہ کائنات کا اس کے علم سے باہر نہیں۔ اللہ پر یہ ظیم محیط تعالیٰ کی خصوصیت ہے۔ کسی مخلوق کو خواہ فرشتہ ہو یا پیغمبر ان علم محیط کا دعویٰ کرنا جس کا اس سے ذرہ ذرہ حاضر و ناظر ہو سکتا اور جس طرح اللہ کو یہ علم محیط حاصل ہے اس کے لئے ایک انسان کے ذرات کو الگ الگ سارے جہان میں سے جمع کر لینا اور ان سے ان کے اجسام کو دوبارہ مرتب کر دینا کیا مشکل ہے۔ (تفسیر حقانی، تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ |
| ان کے لئے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کو |
| لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ وَالَّذِيْنَ سَعَوْ |
| ان کے لئے بخشش کی اور عزت کی روزی اور جو لوگ دوڑے |
| فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ |
| ہماری آیتوں کے ہرانے کو ان کو ہے عذاب |
| مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ |
| دردناک کا |

## قیامت کیوں ضروری ہے:

تین قسم کے لوگوں کا ذکر اس لئے ضروری ہے کہ قرآن اُن کی ہدایت کا سامان ہو جائے اور حق قبول کی جس صفات کا ذکر ہوا ہے (صحیح) "یقین کرنے والے" "ہماری آیتوں کے ہرانے والے" یعنی ہماری آیتوں کے ابطال اور لوگوں کو ان سے روکنے کیلئے کوشش کرنے والے" آیات (اصلی یا مفہوم) کو مان لینا اور ان پر عمل کرنا ہدایت ہے اور ان کا انکار کرنا یا ان کے ابطال کی کوشش کرنا ضلالت ہے۔ (تفسیر حقانی)

| |
|---|
| وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ |
| اور دیکھتے ہیں جن کو دی گئی ہے سمجھ جو اترا |
| اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيْٓ اِلٰى |
| تیرے رب سے وہی حقیقت ہے اور سمجھاتا ہے |
| صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ |
| اس زبردست تعریف والے |

## ایمان والوں کو یقین حاصل ہوگا۔

یعنی اس واقعہ قیامت آنے سے جن کو یقین حاصل ہے، انہیں حاصل

جانے والے انکار کرتے ہیں۔ ان کا انکار بھی ایسا ہی ہے جیسا کہ ان سے پہلے گزرے ہوئے منکرین کا انکار تھا۔ آپ ان کی ذمہ داری نہیں ہیں۔ آپ کا کام صرف پہنچا دینا ہے۔ اس کے بعد حساب لینا ہمارا کام ہے۔ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ هُوَ الْحَقَّ میں اہل علم سے مراد اہل کتاب ہیں جو اس وقت موجود تھے۔ ان میں سے جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے ان کا یہ کہنا ہے کہ جو کتاب آپ پر نازل ہوئی ہے وہ حق ہے اور اللہ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد فرمایا:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ

يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ

جَدِيدٍ ۜ أَفْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ

## کافروں نے عقیدہ آخرت کا استہزا کیا:

کفار قریش نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ہم تمہیں ایک ایسا شخص بتاتے ہیں جو تمہیں ایک عجیب بات بتاتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے اور تمہارے جسم ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جائیں گے تو تم دوبارہ پیدا کیے جاؤ گے۔ بھلا ایسی عجیب بات کون قبول کر سکتا ہے۔ وہ رجال سے خالی نہیں یا تو جھوٹ بولتا ہے یا جھوٹ گھڑ لیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے جی میں تو یہ سوچا ہے کہ مرنے کے بعد ہم زندہ کیے جائیں گے۔ (العیاذ باللہ) ارشاد فرمایا:

بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ

## یہی کافر گمراہ ہیں:

یعنی یہ حقیقت ہے جو ان کے سامنے ہے بلکہ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کی بہت سی نظیریں ہیں۔ اور جو لوگ اس کے بارے میں شک کرتے ہیں وہ اپنی کج فہمی کی وجہ سے ہی ایسا کرتے ہیں۔ اس لیے وہ گمراہی میں بہت دور جا پڑے ہیں۔ (معارف القرآن ملخصاً)

أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَىٰ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ

مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ

## کیا کفار نے آسمان و زمین کی سلطنت نہیں دیکھی؟

کیا کفار نے آسمان و زمین کی سلطنت نہیں دیکھی؟ کیا ان کے سامنے اور پیچھے آسمان و زمین کی سلطنت نہیں ہے

## وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا

### داؤد کو نبوت اور حکومت عطا کی۔

یعنی نبوت کے ساتھ ساتھ [illegible] آپ سے ہاتھ میں لوہا نرم کر دیا [illegible] جو موجب [illegible] ہوئیں)

### داؤد علیہ السلام کی خوش آوازی

یہ بھی ہے کہ [illegible] خوش آوازی [illegible] ہوئے [illegible] ہوئے [illegible] کیے جائیں گی [illegible]

### حضرت داؤد و سلیمان علیہما السلام کے کچھ حکمتیں

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

[illegible] کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو [

**حکایت:** واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بادشاہ کے دربار میں ایک شخص حاضر ہوا اور اس نے بادشاہ کے سامنے ایک شخص کی شکایت کی کہ اس نے میرا گھوڑا چرا لیا ہے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس کو گھوڑا چراتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ ثبوت نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ پھر میں کیا کروں؟ بادشاہ نے کہا کہ اگر تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے تو پھر تم کو اس کے ساتھ وہی معاملہ کرنا چاہیے جو اس نے تمہارے ساتھ کیا ہے۔ یہ سن کر وہ شخص بادشاہ کے محل کے نیچے گیا اور اس نے بادشاہ کی لڑکی کو گھوڑے پر سوار کر لیا اور اس کو لے کر بھاگا۔ بادشاہ کے سپاہیوں نے اس کو پکڑ لیا اور بادشاہ کے سامنے لے آئے۔ بادشاہ نے پوچھا کہ تم نے یہ کیا حرکت کی؟ اس نے کہا کہ آپ نے جو فیصلہ میرے حق میں کیا ہے وہی میں نے آپ کے حق میں کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ اس نے کہا کہ آپ نے میرا گھوڑا چرا لیا ہے اور میرے پاس ثبوت نہیں ہے۔ میں نے آپ کی لڑکی کو چرا لیا ہے اور آپ کے پاس ثبوت نہیں ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ تم نے ٹھیک کیا۔ اس کے بعد بادشاہ نے اس شخص کو اس کا گھوڑا واپس دلا دیا۔

**ظالم قاضی اور مفتی بیت المال سے لے سکتے ہیں:**

علامہ بغوی نے یحییٰ بن یعمر سے نقل کیا ہے کہ ظالم قاضی اور ظالم مفتی بیت المال سے اپنا وظیفہ لے سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کا کام بھی ایک قسم کی خدمت ہے۔ اس لئے ان کو بیت المال سے لینا جائز ہے۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ظالم قاضی اور مفتی بیت المال سے لے سکتے ہیں تو کوئی ظالم بھی بیت المال سے لے سکتا ہے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ ظالم قاضی اور ظالم مفتی کا معاملہ دوسرا ہے۔ ان کا کام بھی ایک قسم کی خدمت ہے۔ اس لئے ان کو بیت المال سے لینا جائز ہے۔ ظالم حکمران کا معاملہ دوسرا ہے۔ اس کا کام خدمت نہیں ہے۔ اس لئے اس کو بیت المال سے لینا جائز نہیں ہے۔

فی نفسہٖ۔ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں کے واقعہ میں جو حالات بیان کئے گئے ہیں ان میں سے کچھ حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا استعلام فرمایا تھا۔ یہ بات ہو سکتی ہے کہ کچھ باتیں ان کو وحی کے ذریعہ معلوم ہوئی ہوں۔ ان سب باتوں سے تحقیق کر کے حضرت آدم علیہ السلام نے ان کا اتمام فرمایا تھا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے بارے میں بہت سی باتیں مخفی تھیں۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ۝

اور اللہ ہی خوب جانتا ہے ان باتوں کو جو تم بنا رہے ہو۔

**قحط زدہ لوگوں سے مخفی نہ ہونے پائے:**

یہ اس صورت میں ہے جب کہ قحط زدہ لوگوں سے قحط کی حقیقت کو چھپایا جائے۔ لیکن اگر قحط زدہ لوگوں کو قحط کی حقیقت سے آگاہ کر دیا جائے تو پھر یہ صورت جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس صورت میں قحط زدہ لوگوں کو دھوکہ دینا لازم آتا ہے۔

**پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو:**

اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ جو کچھ تم کرتے ہو اس کو میں دیکھ رہا ہوں یعنی تم کو اس عمل کی جزا دوں گا۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تم حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔

وَاجْعَلْنِیْ لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا ۝

اور بنا دے ہم کو پرہیزگاروں کا پیشوا۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام نے اپنے کمال کے لئے دعا کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کا اپنے کمال کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی دعا کا قبول کیا جانا ثابت ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی دعا کی قبولیت کا اعلان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی دعا کی قبولیت کا اعلان کیا گیا ہے۔

وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ

ہوا کی تسخیر

حضرت سلیمان (۹۷۱ ق م) کی تسخیر فوج نے ملک میں زبردست ترقی کی۔ ان کے پاس ایک بڑا بحری بیڑا تھا جو ہر تین سال بعد سونا، چاندی، ہاتھی دانت، بندر اور مور لے کر آتا تھا۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۲) اس کے علاوہ ان کے پاس ایک بڑا تجارتی بیڑا بھی تھا جو ہر سال تجارت کے لیے دور دراز ملکوں کا سفر کرتا تھا۔ (۱ سلاطین ۹: ۲۶-۲۸) ان کے پاس ایک بڑی فوج تھی جس میں رتھ، گھوڑے اور پیادہ سپاہی شامل تھے۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶) ان کی فوج کے پاس ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ (۲ تواریخ ۹: ۲۵) ان کی فوج کے پاس ایک بڑا بحری بیڑا بھی تھا جو ہر سال تجارت کے لیے دور دراز ملکوں کا سفر کرتا تھا۔ (۱ سلاطین ۹: ۲۶-۲۸) ان کے پاس ایک بڑی فوج تھی جس میں رتھ، گھوڑے اور پیادہ سپاہی شامل تھے۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶) ان کی فوج کے پاس ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ (۲ تواریخ ۹: ۲۵)

تخت کے اترنے کی رفتار

وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ — صبح سے زوال تک اس کی رفتار چھ میل فی گھنٹہ تھی، زوال سے غروب تک بھی اتنی ہی۔ کل بارہ گھنٹوں میں بہتر میل۔ یہ رفتار اس وقت کے لحاظ سے بہت تیز تھی۔ سلیمان کے پیشرو جہازوں میں ہوا کے رخ پر چلتے تھے۔ ان کے بادبان ہوا کی سمت کے مطابق کھلتے اور بند ہوتے تھے۔ ان کے پاس ایک بڑا بحری بیڑا تھا جو ہر سال تجارت کے لیے دور دراز ملکوں کا سفر کرتا تھا۔ (۱ سلاطین ۹: ۲۶-۲۸) ان کے پاس ایک بڑی فوج تھی جس میں رتھ، گھوڑے اور پیادہ سپاہی شامل تھے۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶) ان کی فوج کے پاس ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ (۲ تواریخ ۹: ۲۵)

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ

جنوں سے مراد کون لوگ ہیں؟ اس کے جواب میں مفسرین کے تین گروہ ہیں۔ ایک گروہ کہتا ہے کہ جن سے مراد وحشی انسان ہیں۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ جن سے مراد وہ لوگ ہیں جو سلیمان کے پاس آئے تھے۔ تیسرا گروہ کہتا ہے کہ جن سے مراد وہ لوگ ہیں جو سلیمان کے پاس آئے تھے۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶) ان کی فوج کے پاس ہتھیاروں کا بڑا ذخیرہ تھا۔ (۲ تواریخ ۹: ۲۵)

وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ

جو کوئی ہمارے حکم سے پھرے گا ہم اسے چکھائیں گے

مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ

بھڑکتی آگ کا عذاب

جنات کا تسخیر ہونا

یہ آیت جنات کے تسخیر ہونے کی دلیل ہے۔ جنات کا تسخیر ہونا ان کے اپنے اختیار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ کی اطاعت کریں اور چاہیں تو نافرمانی کریں۔ جو لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ جنات ہیں۔ جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ شیاطین ہیں۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶)

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جنات کا تسخیر ہونا ان کے اپنے اختیار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ کی اطاعت کریں اور چاہیں تو نافرمانی کریں۔ جو لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ جنات ہیں۔ جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ شیاطین ہیں۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶)

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جنات کا تسخیر ہونا ان کے اپنے اختیار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ کی اطاعت کریں اور چاہیں تو نافرمانی کریں۔ جو لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ جنات ہیں۔ جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ شیاطین ہیں۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶)

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ جنات کا تسخیر ہونا ان کے اپنے اختیار سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اختیار دیا ہے کہ وہ چاہیں تو اللہ کی اطاعت کریں اور چاہیں تو نافرمانی کریں۔ جو لوگ اللہ کی اطاعت کرتے ہیں وہ جنات ہیں۔ جو لوگ اللہ کی نافرمانی کرتے ہیں وہ شیاطین ہیں۔ (۱ سلاطین ۱۰: ۲۶)

میں بات بڑھ کر تیغ زنی تک نوبت آ گئی۔ بیچ بچاؤ کرنے والوں کی طرف سے ان کے ہاتھ روکے گئے۔

## تغیر جنت کا مسئلہ

جنت کی تغیر حواس سے ماورا ہے۔ وہ عالم قدرت کا ایک مخصوص ہے۔ اس کی حقیقت کا ادراک ہماری عقل نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقرب بندوں کو اس کی جو خبر دی ہے اس کی تصدیق کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس کی تفصیل کی تلاش ہمارے لیے نہ ضروری ہے نہ مفید۔ اس کی تفصیل کی تلاش ہمارے لیے نہ ضروری ہے نہ مفید۔ اس کی تفصیل کی تلاش ہمارے لیے نہ ضروری ہے نہ مفید۔ اس کی تفصیل کی تلاش ہمارے لیے نہ ضروری ہے نہ مفید۔ اس کی تفصیل کی تلاش ہمارے لیے نہ ضروری ہے نہ مفید۔

## ایک اور مسئلہ

اس کے بعد ایک اور مسئلہ ہے جس کا تعلق جنت سے ہے۔ اس کا تعلق جنت کی تغیر سے ہے۔ اس کا تعلق جنت کی تغیر سے ہے۔ اس کا تعلق جنت کی تغیر سے ہے۔ اس کا تعلق جنت کی تغیر سے ہے۔ اس کا تعلق جنت کی تغیر سے ہے۔

## جنت کی تغیر

جنت کی تغیر کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں صحیح ہیں اور بعض غلط۔ ہم ان باتوں کو یہاں بیان کرتے ہیں۔

## جنت کی تغیر کے بارے میں

جنت کی تغیر کے بارے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں۔ ان میں سے بعض باتیں صحیح ہیں اور بعض غلط۔ ہم ان باتوں کو یہاں بیان کرتے ہیں

## شرعت کا کام

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [

ولی حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا تم مسجدوں کو خوبصورت نہ بناؤ جیسے یہود اور نصاریٰ نے اپنے معبدوں کو خوبصورت بنایا تھا۔ (ابوداؤد)

بعض اہل علم نے کہا مسجد کا زیادہ تر ثواب اس میں ہے جس مسجد کی عظمت کا اظہار ہے حضرت سلیمانؑ نے مسجد بیت المقدس کو دیکھ کر کہا تھا اس سے تاجِ موتی سے بڑی میں مساجد کے قائل ہیں۔

صاحب جلالین نے کہا ہے کہ ترکیبی مساجد کا جواز اس وقت ہے جب کوئی فضول بے ہودہ بات نہ کرے یہ مقبول نہ ہے جائز نہیں کیونکہ اس سے ضرورت تعمیر کے وقت کا زیادہ حصہ لغو باتوں میں صرف کرے گا۔ (جمل) کہتے ہیں کہ جو شخص اس کو اپنے پاس سے تباہ کرے گا ہوگا۔ (ابن ہمام نے لکھا ہے کہ ترکیبی مساجد کے مقابلہ میں خرچ کی راہ اختیار کرنا بہتر ہے۔ (شوکانی)

اکثر علماء کے نزدیک بہت کاری اور نقاشی مساجد کی ہو یا حرمین کی اور سجدے پانی کا استعمال مساجد کے لئے جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں کوئی بہتر نہیں (جملہ ان باتوں کی طرف اشارہ ہے کہ تمام باتوں کے ثواب کے گمان ہوتا ہے خواہی الہ ہو۔

ابن ہمام نے لکھا ہے کہ مکروہ (یعنی کمروہ تحریمی) تو یہ ہے کہ جس کی برتکلف و قیمتی تزئین و آرائش کی جائے خصوصاً اگر اس میں ریا و نمود کی وجہ سے اہتمام کیا جائے یا مسجد کی تزئین کو ترجیح دی جائے (ان میں) انہار پر لکھی ہو یا مسجد کو اس کا محل نہ بنا لیا جائے یعنی مسجد کے سوا دوسری عمارتوں کی طرح بنا دیا جائے یا مسجد کی تزئین کے لئے وہاں کی خلقت کی جائے۔ حدیث کا آخری جملہ ہے کہ ظالم ہم خانہ پر ہی الایمان اور ان کے دل ایمان سے خالی ہوں گے ہم جملہ مذکورہ بالا بیان و ثابت کر رہا ہے۔

میں کہتا ہوں سلیمان کے قصے کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا مقابلہ زیادہ ضروری ہے کیوں کہ حدیث میں نبی کی تقریر ہے اور اس امت کے لوگوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے ہیں اور اس حدیث کے خلاف ہونے کا علم حضرت سلیمان کا نہیں (نہ ان کی شریعت میں تھا) تو ایسے علماء کا حال تھا جو پیغمبر امت کی رہنمائی کرتے ہیں ان سے استفسار کرنا چاہیے تھا۔ نبی علیہ السلام کو کوئی حکم فرمانے کا موقع نہ ملا (خازن جلد ۵ صفحہ ۲۱۷ قصص الانبیاء)

## سلیمانؑ کی تعمیر کی بربادی

جوزی نے لکھا ہے اہل الحیا کا بیان ہے بخت نصر کے حملہ تک حضرت سلیمان کی بنائی ہوئی مسجد اپنی اصلی حالت پر باقی رہی۔ بنی اسرائیل نے بیت المقدس پر حملہ کیا تو شہر کو برباد اور ساری کی رہتی اور اس مسجد کی چھت اور دیواروں میں جو سونا چاندی لگا ہوا تھا اور جواہرات جڑے ہوئے سب اکھاڑ کر لے گئے (باقی آئندہ)

بخت نصر نے حضرت سلیمانؑ کے بنائے ہوئے عجائب گھر کو بھی برباد کر دیا تھا۔ عجائب گھر کی تصویریں بنانے کے لئے کیا کیا جتن کئے گئے تھے۔

## جن کیسی تصویریں بناتے تھے؟

تصویر بنانا جس کی روح نہ ہو ایسی تصویر جاندار چیزوں کی تصویر اور ایسے سایہ دار درخت جو جانور چیز دن کی طرح سایہ جاتی ہیں ان کی تصویریں بنانا ایسے عمارتی کام جن میں ریا و نمود نہ ہو جیسے پتھر کی دیوار وغیرہ۔ دوسرے وہ کام جن میں کوئی دینی فائدہ ہو جیسے مدرسے وغیرہ بنانا جیسے بیت المقدس وغیرہ جو حضرت سلیمانؑ کے ان سب قسم کی چیزیں بنانے کے قائل تھے۔ اول تو آیۃ قائلین کے کوئی دلیل نہیں ہوتی ہے یہ بات کہی جاتی ہے کہ یہ تصاویر کسی خاص شخص کی نہیں بلکہ جنس کے لئے عام تھیں۔

## شریعت اسلامی پر ایک اعتراض

طالب یہ ہے کہ بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اسلام نے تصاویر بنانے کی ممانعت کر دی ہے حالانکہ یہ چیزیں شریعت اسلام کے لئے پیدا کی گئی تھیں اور باقی رہنا چاہئے تھا۔ اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اسلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے وہ اصل میں حرام نہیں تھیں بلکہ اس لئے حرام کر دیا گیا ہے کہ ان سے شرک کی روح پیدا ہوتی تھی اور ان کی وجہ سے معاصی کے ساتھ تعلق ہو گیا تھا۔ اس لئے حرام قرار دیا گیا ہے جس طرح کہ شراب حرام ہے اس لئے کہ اس کی وجہ سے بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح تصاویر بھی حرام ہیں اس لئے کہ ان کی وجہ سے شرک کی روح پیدا ہوتی ہے۔

ایک صاحب نے حدیث بھی پیش کی ہے کہ تصویریں بنانا کل قیامت کے دن

ضرورت نہ ہوتی تھی اور اس زمانے میں جس طرح قصداً بہت سے لوگوں کو اس کا حاصل کیے جاتے ہیں ہزاروں ہر قسم کی تصاویر بھی اسی تصاویر سے فتح لیتے ہیں۔ بعض شریعت اسلام نے صرف ایک حد سے تجاوز نہیں ہونے دیا اصحاب پر نظر کر کے جائز کی تصاویر بنانے اور ان کے استعمال کرنے کو حرام قرار دے دیا ہے اب اگر کسی خاص فرد میں فوٹو کر لیں کہ وہ اصحاب اتفاق سے موجود ہوں تو اس اتفاقی واقعہ سے قانون شرعی نہیں بدل سکتا۔

## تصویر بنانے والے:

صحیح بخاری و مسلم میں بروایت عبداللہ بن مسعود ہے بہت سی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اشد الناس عذاباً یوم القیامۃ المصورون یعنی سب سے زیادہ سخت عذاب میں قیامت کے دن تصویر بنانے والے ہوں گے۔

اور بعض روایات حدیث میں تصویر بنانے والوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے اور صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کل مصور فی النار۔ الحدیث یعنی ہر مصور جہنم میں جائے گا۔

اس مسئلہ کے تحقیقی روایات حدیث اور خاص طور سے تفصیل کے ساتھ اقتراب ہے رسالہ التصویر میں جمع کر دیے ہیں اور وہاں کے تمام روایات کے توجیہات بھی اس کی تفصیل ہیں ضرورت ہے ان کو دیکھا جا سکتا ہے۔

## فوٹو کی تصویر بھی تصویر ہی ہے:

بعض لوگوں کا یہ کہنا قطعاً غلط ہے کہ فوٹو تصویر سے خارج ہے، کیونکہ وہ بغیر قلم اور نقش کے جیسے آئینہ میں چہرہ دیکھا جاتا ہے تو جس طرح آئینہ میں اپنی صورت دیکھا جاتا ہے ایسے ہی فوٹو کی تصویر بھی جائز ہے جواب دینے کی ضرورت نہیں اور قلم سے واقف تک نہیں ہے جب تک وہ کیمرہ جو سامنے قائم اور پائیدار نہ بنا لیا جائے جیسے آئینہ کی پالش میں پارہ کس وقت پالش کے قابل ہے آپ بیت جائیں گے تو ہو جائے گا فوٹو آئینہ نے دیر تک مسالہ دے آئے ذرا سی حرکت سے کیمرہ کی تصویر بگڑ جاتا ہے کیا فوٹو کی تصویر ہو جانے کی کس کی جرأت ہو سکتا ہے۔ [illegible]

قیامت میں زندہ کیے جانے کا مطلب:

تماثیل یعنی پتلے بنانے والے، جنگ عرب میں کہا گیا ہے کہ وہ دونوں اور بت خانوں کی تصویریں بناتے تھے پھر کہا گیا ہے کہ طالقانی فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کی تصویریں مساجد میں لگاتے تھے جو کہ ان لوگوں کے لیے عبادت کا جذبہ پیدا کرنے والی تھیں۔ شریعت محمدیہ میں تصویر کشی جائز نہیں۔

میں کہتا ہوں شاید تماثیل سے مراد ہے جان چیزوں کی تصویریں ہوں گیونکہ مثال سے جانوں کی تو حضرت سلیمانؑ سے پہلے بھی ہوتی رہی تھی

حضرت ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا تھا یٰۤاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْكَ شَیْـًٔا ۔

صحیحین میں حضرت ابن عباسؓ سے فرمایا ہے کہ وہ سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے کہ ہر مصور دوزخ میں جائے گا ہر تصویر جو اس نے بنائی ہے وہ قیامت کے دن اس کی جان کا عذاب ہوگی اور فرمایا اگر تم کو ضرور تصویر بنانا ہی ہے تو درختوں کی اور بے جان چیز کی تصویریں بنا لو (یعنی علیہ السلام سے یہ بات نہیں صرف اس امت کے مصوروں کی حالت تھی بیان کی گئی ہے) اگر ہر مصور کی حالت کا اظہار کیا جائے تو بہت طویل ہو جائے گا اس لیے مختصر طور پر اس کا اظہار کیا گیا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ مصور دائمی جہنم میں جائے گا اس کو اتنا سب بنایا جائے گا اور اس کو مکلف بنایا جائے گا کہ اپنی بنائی ہوئی تصویر کے اندر جان بھی ڈال دیں (اور کبھی ان کے اندر جان نہیں پھونک سکتے گا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے سوال ہوگا (جن میں سے ایک قسم مصوروں کی ہے) جن کو کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اس میں جان ڈالو اور وہ نہ ڈال سکیں گے اور ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے سوال ہوگا (جن میں سے ایک قسم مصوروں کی ہے) جن کو کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اس میں جان ڈالو اور وہ نہ ڈال سکیں گے اور ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے سوال ہوگا (جن میں سے ایک قسم مصوروں کی ہے) جن کو کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اس میں جان ڈالو اور وہ نہ ڈال سکیں گے اور ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین قسم کے لوگوں سے سوال ہوگا (جن میں سے ایک قسم مصوروں کی ہے) جن کو کہا جائے گا کہ جو تم نے بنایا تھا اس میں جان ڈالو اور وہ نہ ڈال سکیں گے اور ان کو جہنم میں ڈالا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

رکعتوں کے بارے میں شبہ ڈالتا ہے۔

ابن ابی حاتم میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: بنات کی تین قسمیں ہیں ایک قسم پرانا ہے دوسری قسم سانپ اور بچھو ہیں تیسری قسم جنی ہے جو سوار ہوتے ہیں، اترتے ہیں، فخر اور یہ حدیث بہت غریب ہے۔

## مسجد میں محراب کیلئے مستقل مکان بنانے کا حکم:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد تک امام کھڑے ہونے کی جگہ کو ایک علیحدہ مکان کی حیثیت سے بنانے کا رواج نہیں تھا، قرونِ اولیٰ کے بعد صالحین نے اس کا رواج اپنے تحفظ کے لئے ڈالا اور عام مسلمانوں میں اس کا رواج اس مصلحت سے ہوا کہ امام جس جگہ کھڑا ہوتا ہے وہ پوری صف خالی رہتی ہے عام لوگوں کی کثرت اور مساجد کی تنگی کے پیش نظر صرف امام کے کھڑے ہونے کی جگہ بڑھا دینے سے کام نہیں چلتا اس لئے پوری صف کو آگے بڑھانا پڑتا ہے، پھر اس کے پیچھے پوری صف، محرابی شکل، چونکہ یہ طریقہ قرونِ اولیٰ میں نہ تھا۔ اس لئے بعض علماء نے اس کو بدعت کہہ دیا ہے، شیخ جلال الدین سیوطیؒ نے اس مسئلہ پر مستقل رسالہ بنام "اعلام الاریب فی بدعۃ المحاریب" لکھا ہے، اور تحقیق اور صحیح بات یہ ہے کہ اگر اس طرح کی محرابیں نمازیوں کی سہولت اور مسجد کی مصالح کے پیش نظر بنائی جائیں اور ان کو سنت مقصود نہ سمجھا جائے تو ان کو بدعت کہنے کی کوئی وجہ نہیں، ہاں اس کو سنت مقصودہ بنا لینا جائز نہیں اور اس کے خلاف کرنے والے پر نکیر ہونے لگے تو اس علت سے یہ بھی بدعت میں داخل ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: جس مسجد میں محراب امام ایک مستقل مکان کی صورت میں بنائی جاتی ہے وہاں امام پر لازم ہے کہ اس محراب سے کسی قدر باہر اس طرح کھڑا ہو کہ اس کے قدم محراب سے باہر نمازیوں کی طرف رہیں تاکہ امام و مقتدیوں کا، کان ایک ہو جائے، ورنہ یہ صورت مکروہ ہوتا چاہئے کہ امام ایک مکان میں اچھا کھڑا ہو اور سب مقتدی دوسرے مکان میں، بعض مساجد میں محراب اتنی وسیع اور عریض بنائی جاتی ہے کہ ایک قطار میں صف مقتدیوں کی بھی محراب کے اندر آجائے، ایسی محراب میں اگر ایک صف مقتدیوں کی بھی محراب میں کھڑی ہو اور امام ان کے آگے بڑھ کر محراب میں کھڑا ہو تو امام مقتدیوں کے مکان کا شریک ہو جانے کی وجہ سے کراہت کا شبہ رہے گی۔

| |
|---|
| اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ۭ وَقَلِيْلٌ |
| ترجمہ: اے داؤد کے گھر والو احسان مانو (شکر ادا کرو) تھوڑے ہیں |
| مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ |
| میرے بندوں میں احسان ماننے والے ☆ |

## عمل سے شکر ادا کرو:

یعنی دین عظیم، لسان احادیث و احسانات کا شکر ادا کرتے رہو، بعض زبان سے نہیں بلکہ عمل سے ادا کرتے ہیں، کام کرنا جس سے حق تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر ہو یہ بھی ایک قسم کا شکر ہے۔ احسان کو قدم قدم پر کہنا ہی سب پر کہنا ہے لیکن پورے شکر گزار بندے بہت تھوڑے ہیں جتنے تھوڑے ہیں اتنا ہی زیادہ ثواب ہوگا، لہٰذا کامل شکر گزار بننے کی کوشش فرمائیے اور حضرات بڑھاپے میں طلاب داؤد کے کہنے لگے ہیں کہ بیٹا ملازم ہو مستقل ہو، معاملات کے داؤ پیچ احسان مند ہو سب پرانا سامان ہے کہتے ہیں کہ داؤدؑ نے تمام گھر انوں پر ذمہ داریاں تقسیم فرما دیئے تھے دن رات نے چوبیس گھنٹے میں کوئی وقت ایسا نہیں چھوڑا جب ان کے گھر میں کوئی نہ کوئی شخص عبادت الٰہی میں مشغول نہ ہوتا ہو۔ (ابن کثیر، قرطبی)

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا (تم نے داؤد کے گھر والوں کے گھر والو سے کہا) ۔ داؤدؑ کے خاندان والو تم حسب شکر ہیں (یعنی کام جتنا کیا جائے کم ہے) بعض سلیمان نے کہا ہیں نے دعوت کے بعد یہ حضرت داؤدؑ سے سنا ہے کہ اللہ نے جو احسان مجھ پر کیا ہے اس کی معرفت نے مجھ سے ہر نعمت کے شکر کو زائل کر دیا ہے اور

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَىٰ
مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنسَأَتَهُ
فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ
الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ

حضرت سلیمان کی موت

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی تعمیر کرا رہے تھے وہ مکمل ہو گئی تو آپ کی اس کو مکمل کرانے کے بعد آپ اپنے ٹھکانے کی طرف روانہ ہوئے جہاں سے آپ نے تعمیر کا کام شروع کرایا تھا آپ کی عمر اس وقت تقریباً ۵۳ سال تھی آپ کی حکومت میں ہر قسم کی خوشحالی تھی آپ کی رعایا آپ سے بہت خوش

[illegible] آپ کی وفات ذکر نہیں فرمائی بلکہ اس لفظ سے اشارہ فرمایا کہ اس کو [illegible] اور حیات بعد الموت میں مشغول ہے۔ آپ نے اپنی موت کو اپنی [illegible] سے تعبیر فرمایا۔

## دجّال کا تذکرہ

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا جنت سے عیسیٰ کا تشریف لانا کوئی ہی کرامت نہیں کہ اس سے آدمی کی عاقبت سنور جائے اور جنت کی بشارت کہیں سے نکلے۔ ہاں عیسیٰ کے لئے لازم ہیں۔ ہاں عیسیٰ کی ہدایت ہے یا نہ ہے یا نہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے صلیب کو توڑ دیا ہے [illegible] آپ کا [illegible] مقصد اصلی عیسیٰ کی ہدایت ہے کہ عیسیٰ کو [illegible] کہ آپ کا [illegible] کہ آپ کی ہدایت ہے کہ آپ کی [illegible] کہ آپ کی [illegible] کہ آپ کی [illegible]

ک ۔ ۔ ۔

## حکایت حضرت یوسف و زلیخا

(۱) یوسف (علیہ السلام) کے بھائی ان کے پاس سے چلے گئے تھے۔ کنعان کے قریب ان کو حضرت یعقوب کی یہ نشانی یاد آئی کہ ان کے منہ سے بھیڑیے کے کھانے کی خبر نکلی تھی (اس لیے) کہا:

وَقَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ (قوم) سبا کے بھائیوں نے (یعقوب سے) کہا کہ (اے ہماری قوت واقعی) ابا جان کیا سبب ہے کہ آپ یوسف کے بارے میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے۔

### سبا کا تعارف

بغوی نے بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً نقل کیا ہے کہ سبا ایک شخص کا نام تھا جس کے دس لڑکے تھے۔ ان میں سے چھ یمن میں آباد ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں: ازد، اشعر، حمیر، مذحج، کندہ، انمار۔ انمار کی اولاد میں سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ ازدی قبائل غسان ہیں جو شام میں جا بسے۔ ملک یمن کی حکومت انہی کی اولاد میں رہی۔ حضرت ابن عباس کی روایت سے مرفوعاً بھی یہی بیان کیا ہے۔ سبا یمن کا ایک شہر تھا جو صنعا سے تین منزل پر تھا۔ مارب بھی یمن کا ایک شہر ہے۔ سبا کی قوم کے لوگ یہیں آباد تھے۔ ان کے باغات مشہور تھے۔ ان کے پانی کا بند مارب کے قریب تھا۔ اسی بند کے ٹوٹنے سے ان کا ملک برباد ہوا۔ ان کے باغات کا ذکر قرآن میں ہے۔

### سبا کی قوم کا زوال

امام احمد نے حضرت ابن عوف سے بروایت قتادہ نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ سبا کس کا نام تھا؟ آپ نے فرمایا کہ وہ ایک مرد کا نام تھا جس کے دس لڑکے عرب تھے جن میں سے چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں۔ یمن میں بسنے والوں میں کندہ، ازد، اشعری، انمار تھے۔ انمار کی اولاد میں سے خثعم اور بجیلہ ہیں۔ شام میں بسنے والوں میں لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں۔

### قوم سبا کے واقعات

## حکایت حضرت یوسف و زلیخا

جب سبا کے لوگوں کو اللہ نے ایک طرف اور دوسری طرف ان کے بتوں نے گمراہ کر دیا یا ایک مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے (قوم سبا کی) نافرمانی کے سبب ان کو ہلاک کرنا چاہا تو ان کے دلوں کی نظر بدل گئی اور کسی سمجھانے والے کی بات سمجھ نہ سکے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے ان کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو ان کے بتوں نے ان کو گمراہ کر دیا۔

علامہ شنقیطی فرماتے ہیں کہ اصل مطلب ان کا یہ ہے کہ جب اللہ نے ان کی بدکرداری کی وجہ سے ان کو ہلاک کرنا چاہا تو ان کے دلوں میں بجز ہلاکت کے کوئی بات نہ رہی۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کو ہلاک کرنا چاہے تو اس کے دل میں ہلاکت کے سوا کوئی بات نہ رہے۔ اس کی مثال میں یہ آیت پیش کی جا سکتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اللہ نے ان کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو ان کے دلوں میں ہلاکت کے سوا کوئی بات نہ رہی

کرتا اور اپنی قوم کو ایمان پر ابھارتا ہے اور وہ اس کے قتل کی سازش کرتی ہے۔

۲۔ قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح علیہ السلام کو بھیجا گیا۔ یہ حضرت ہود علیہ السلام کے بعد اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے زمانہ میں مبعوث ہوئے۔ یہ عرب عاربہ کے قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا جو حجر میں رہتا تھا۔ یہ وادی القریٰ اور شام کے درمیان ایک وادی ہے۔ اس قوم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی لمبی عمریں دی تھیں۔ بڑے بڑے محلات بنانے کا انہیں شوق تھا۔ پہاڑوں کو تراش کر ان میں گھر بناتے تھے۔ ان کی بستی مدینہ اور شام کے درمیان وادی القریٰ میں تھی۔ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ اس قوم نے بھی اپنے نبی سے وہی مطالبہ کیا جو دوسری قوموں نے اپنے انبیاء سے کیا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ صالح علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی اونٹنی کو دیکھو، اس کی ایک باری ہے اور تمہارے مویشیوں کی ایک باری ہے۔ اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ عذاب الٰہی آ لے گا۔ انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس پر صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ تین دن تک تم اپنے گھروں میں فائدہ اٹھا لو۔ اس کے بعد عذاب الٰہی آ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان کی تباہی کی تفصیل سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے۔

۳۔ قوم سبا کی طرف ہدہد کی خبر کے مطابق سلیمان علیہ السلام نے خط بھیجا تھا۔ ان کی طرف ان کے بھائی ہود علیہ السلام کو بھیجا گیا تھا۔ یہ بھی عرب عاربہ کے قبائل میں سے ایک قبیلہ تھا۔ یہ یمن میں رہتے تھے۔ ان کی طرف ہود علیہ السلام کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ انہوں نے بھی اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔ اس قوم نے بھی اپنے نبی سے وہی مطالبہ کیا جو دوسری قوموں نے اپنے انبیاء سے کیا تھا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی معجزہ دکھاؤ۔ ہود علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ اللہ کی اونٹنی کو دیکھو، اس کی ایک باری ہے اور تمہارے مویشیوں کی ایک باری ہے۔ اس کو تکلیف نہ پہنچانا ورنہ عذاب الٰہی آ لے گا۔ انہوں نے اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس پر ہود علیہ السلام نے فرمایا کہ تین دن تک تم اپنے گھروں میں فائدہ اٹھا لو۔ اس کے بعد عذاب الٰہی آ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان کی تباہی کی تفصیل سورۂ اعراف میں گزر چکی ہے۔

## انعامات الٰہیہ کا تقاضا

گزشتہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی بعض نشانیوں کا بیان تھا جو اس نے اپنے بے پایاں انعامات کی شکل میں بندوں کو عطا فرمائی تھیں۔ ان نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کے بعد بندوں پر لازم تھا کہ وہ اللہ کی توحید کو دل و جان سے قبول کرتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کی روزی کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔ اس نے تمہارے لیے ایک پاکیزہ شہر بنایا ہے اور تمہارا رب بخشنے والا ہے۔ اس نے تمہارے لیے ایک پاکیزہ شہر بنایا ہے اور تمہارا رب بخشنے والا ہے۔

(تفسیر عثمانی)

كُلُوا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهٗ ۚ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

حق تعالیٰ نے اپنے انعام و احسان کو بیان فرمانے کے بعد بندوں کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق میں سے کھاؤ اور اس پر شکر ادا کرو۔ اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کا تقاضا یہ ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو انعامات فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے لیے ایک پاکیزہ شہر بنایا ہے۔ اس شہر کو پاکیزہ بنانے میں اس طرح کی صفائی کرنا بھی شامل ہے کہ وہاں کی آب و ہوا صاف ستھری ہو۔ وہاں کی زمین بھی پاک ہو۔ وہاں کے لوگ بھی پاک ہوں۔ وہاں کے لوگ بھی پاک ہوں۔ وہاں کے لوگ بھی پاک ہوں

[illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

ہوئے لکڑی کے ہوئے ہاتھوں کے چھلے پہنے ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ پاؤں سے کیڑے اور ان کی ناک کٹی ہوئی تھی۔ ان کے ساتھ ان کے بچے بھی تھے۔ ان کی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کلیجہ پھٹنے لگا۔ آپ نے فرمایا کہ ان کو ایک عظیم الشان سلطنت جس کی ٹکر کی دوسری سلطنت اس وقت دنیا میں نہ تھی، کے مقابلہ پر بھیجنا۔

بہرحال عرب کے مختلف حصوں سے اسلام کی خبر پہنچ رہی تھی اور بعض حصے تو بالکل ہی مطیع ہو گئے تھے۔ ان میں سے یمامہ کے حکمران ثمامہ بن اثال کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ ثمامہ کو جب گرفتار کر کے لایا گیا تھا تو آپ نے ان کو مسجد کے ستون سے باندھنے کا حکم دیا تھا۔ ثمامہ نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ آپ نے ان کو حکم بھیجا کہ مکہ والوں کے لئے غلہ بھیجا کریں۔ چنانچہ ثمامہ نے ایسا ہی کیا۔ اس سے مکہ والوں کو بہت فائدہ پہنچا۔

بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے راویوں کا بیان ہے کہ قوم کا ایک بندہ فاختہ لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا۔ آپ نے اس کو دعا دی تھی کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری فاختہ کو برکت دے۔ اس کے بعد اس بندہ نے اپنی قوم کے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ اس بندہ نے اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنا لی تھی۔ اس کی قوم کے لوگ اس مسجد میں نماز پڑھتے تھے۔ اس بندہ کا نام ہوذہ بن علی تھا۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک قاصد بھیجا اور عرض کیا کہ میں آپ کے دین پر ہوں اور آپ کی قوم کا شاعر اور ان کے گھوڑوں کا سوار ہوں۔ آپ نے اس کو جواب لکھا کہ تو اپنی قوم پر قائم رہ۔ اس نے دوبارہ قاصد بھیجا اور عرض کیا کہ میں آپ سے لڑنے والوں سے لڑوں گا۔ آپ نے جواب لکھا کہ ہاں۔ اس کے بعد اس بندہ نے اپنی قوم کے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ تم عرب کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ جو سلوک وہ ہم سے کریں۔ اس نے کہا کہ عرب کے ساتھ ہمارا سلوک یہ ہے کہ جو ہم پر غالب آتا ہے ہم اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس پر اس کی قوم کے لوگوں نے کہا کہ ہم تیری اطاعت کرتے ہیں۔ اس نے کہا کہ تم کو یہ بات مبارک ہو۔ اس کے بعد اس بندہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قاصد بھیجا اور عرض کیا کہ میں آپ کی طرف سے لڑنے والوں سے لڑوں گا اور اپنی قوم کے ساتھ تین سال رہا۔ اس کے بعد اس کو بخار آنے لگا اور وہ بخار اس کو ہلاک کر دیتا تھا۔ اس کی قوم کے لوگ اس کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ تو اپنے بارے میں کیا رائے رکھتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تمہارے بارے میں وہی رائے رکھتا ہوں جو تم میرے بارے میں رکھتے ہو۔ اس کے بعد اس بندہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی قبر پر گئے اور اس کی قبر پر ایک نخلستان دیکھا۔ اس کی قوم کے لوگ اس کی قبر پر گئے اور اس کی قبر پر ایک نخلستان دیکھا۔

### چوہوں کے کھا لینے کا قصہ:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک قوم تھی جس پر بار بار عذاب آتا تھا۔ ان کے پاس ایک بڑا سا برتن تھا جس میں کھانا پکایا جاتا تھا۔ جب عذاب آتا تھا تو وہ برتن ٹوٹ جاتا تھا۔ ایک بار ایسا ہوا کہ برتن ٹوٹ گیا۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک بڑا سا برتن آیا۔ اس برتن

نے کہا بہت سے ہاتھ اور ہاتھیوں کی طاقت والے لوگ ہے ہاں اور کہا سہیل نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا عکرمہ نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا حویطب نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا مکرز نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا نضر نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا ابو البختری نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا زمعہ نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا ابو جہل نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا امیہ بن ابی حذیفہ نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا ابو سفیان نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا ابو اسامہ نے اور اس نے کہا بلا شبہ وہ لوگ ہیں کہ ہم نہیں طاقت رکھتے ان سے لڑنے کی اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کی اور کہا ابو سفیان

## تجارتی منڈی۔ سہانیاں

برکت والی سرزمین سے مراد شام کی وہ پٹی ہے جو یمن کے ملک سے شروع ہو کر شمال کی طرف ملک شام تک چلی گئی ہے۔ اس علاقہ سے تجارت کا سلسلہ اپنے ابتدائی دور سے لے کر اب تک چلا آیا تھا کہ مسافر کو ہر منزل پر پانی اور ہر رات کو امن کی جگہ ملتی تھی۔ قافلے دن کو یا رات کو جس وقت چاہتے منزل سے روانہ ہو سکتے تھے۔ ان مسافروں کی جان و مال کو کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہ ایک ایسی مثالی حالت تھی جو کسی ملک کے امن و خوشحالی کی بہترین مثال ہو سکتی ہے۔ مگر ان نعمتوں کی قدر کرنے کے بجائے سبا کی قوم کے لوگوں نے صرف یہ چاہا کہ ان کے سفر کی منزلیں لمبی ہو جائیں تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ مسافت طے کرنی پڑے۔ اس کے لیے انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہمارے اور ملک شام کے درمیان جو بستیاں آباد ہیں وہ اجڑ جائیں اور ہمیں بیچ میں کوئی آبادی نہ ملے۔ اس دعا کا مطلب یہ تھا کہ ہم کو بیچ میں کوئی منزل نہ ملے جہاں ہم ٹھہر سکیں۔ ہمیں ایک منزل سے دوسری منزل تک پہنچنے کے لیے لمبی مسافت طے کرنی پڑے۔ اس دعا کی قبولیت کا ظہور اس طرح ہوا کہ ان کے ملک پر بار بار بیرونی حملے ہوئے اور ان کی آبادی کا بڑا حصہ تباہ و برباد ہو گیا۔ ان کی تجارت کا راستہ بدل گیا۔ ان کی خوشحالی کا دور ختم ہو گیا۔ ان کی جگہ دوسری قومیں اس راستہ کی مالک بن گئیں۔ (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، صفحہ ۱۰۰، حاشیہ ۱۰۰)

## قوم سبا کی حرکت

ان حالات سے ثمالہ کی قوم کے بعض لوگوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ہمیں اس طرح مسلسل ایک جگہ پڑا نہیں رہنا چاہیے بلکہ ہمیں بھی ان قوموں کی طرح جو ہر سال موسم بدلنے پر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی رہتی ہیں، ہمیں بھی ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتے رہنا چاہیے۔ یہ ہے وہ ذہنیت جس کی بنا پر ان لوگوں نے اپنے ملک کی خوشحالی کو ختم کر دینے کی دعا کی تھی۔ (تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، صفحہ ۱۰۰، حاشیہ ۱۰۰)

فَقَالُوا رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ أَسْفَارِنَا

[illegible]

## پھر وہ قوم بکھر گئی

یعنی ہم نے تو ان کو ایک زبردست خوشحال قوم بنایا تھا، ان کے ملک کو ایسا بنا دیا تھا کہ ہر طرف سے ان پر رحمتوں کی بارش ہو رہی تھی، ان کی ایک بستی سے دوسری بستی تک امن ہی امن تھا، ان کے قافلے بے خطر ہر طرف جا سکتے تھے، ان کی تجارت کے لیے ہر طرف راستے کھلے تھے، ان کے لیے ہر طرف سے خوشحالی کے دروازے کھلے تھے، مگر جب انہوں نے ناشکری کی اور اپنے اوپر ظلم کیا تو ہم نے ان کو ایک عبرت بنا کر رکھ دیا۔ ان کی خوشحالی کو بدحالی سے بدل دیا۔ ان کی دولت کو غربت سے بدل دیا۔ ان کی عزت کو ذلت سے بدل دیا۔ ان کی شان و شوکت کو خاک میں ملا دیا۔ ان کی بستیوں کو اجاڑ دیا۔ ان کے ملک کو ویران کر دیا۔ ان کی قوم کو تتر بتر کر دیا۔ ان کی تجارت کو تباہ کر دیا۔ ان کی زراعت کو برباد کر دیا۔ ان کی صنعت کو ختم کر دیا۔ ان کی حکومت کو ختم کر دیا۔ ان کی سیاست کو ختم کر دیا۔ ان کی تہذیب کو ختم کر دیا۔ ان کی ثقافت کو ختم کر دیا۔ ان کی زبان کو ختم کر دیا۔ ان کی نسل کو ختم کر دیا۔ ان کی قوم کو ختم کر دیا۔ ان کی ریاست

[illegible]

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ

[illegible]

صبر و شکر والوں کیلئے عبرت

[illegible]

[illegible] (قصص جلد)

مؤمن کی شان

[illegible]

[illegible]

[illegible]

إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

بے شک تیرا رب البتہ بڑی بخشش والا ہے لوگوں کے لیے ان کے ظلم پر اور بے شک تیرا رب البتہ سخت عذاب دینے والا ہے

### انسان کیسے امتحان:

یعنی شیطان و بے قدرت تو تھی کہ وہ بھی ہے کہ ان کو زبردستی راہ حق پر لے آتا مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت بھی ظاہر نہ فرمائی کہ شیطان و اغوا کا مظاہرہ بھی ہو اور انسان کا امتحان بھی ہو جائے اور کون دنیا میں پھنس کر انجام سے غافل ہو جاتا اور بے وقوف بن کر ظلم پر اتر آتا ہے اور کون اپنی حقیقت کا اعتقاد رکھتا ہوا کر دنیا میں انسان کے لئے دونوں طرف ہوتے کے راستے کشادہ کر دیئے گئے ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کی جگہ اس کی تقریر ہو چکی ہے یہاں کہ (معاف کرنے والا) اللہ تعالیٰ بڑی بخشش والا ہے اس میں شیطان کے ایک سے بات سوچ سمجھ کر سیدھی راہ اختیار کرنے والے کی بھی ہے اور تمام ظالموں کو بھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی اصلاح کرتا ہے جس کو اپنی آزادی سے بگڑ رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ بھی سخت سزا بھی دیتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

### شیطان کا اختیار:

یعنی شیطان کو کوئی قدرت نہیں تھی کہ وہ ان کو برا سمجھا دیں شر بھلائی کر دے میں اور اصلیت پیدا کر دے مگر جب سے اس کو وسوسہ ڈالنے کی اجازت دے دی گئی تو اس نے کہہ دیا: لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِّن دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِينًا يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا اس کی قدرت پیدا ہوئی۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اللہ کی اطاعت سے باہر ہو گیا اس نے شیطان کی اطاعت کی اور اس کا ولی بن گیا۔ (ابن کثیر) بلکہ ان سے بھی بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔

وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ اور آپ کا رب سخت کا مالک ہے تو یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو قوتیں دی ہیں ان کو ان کے صحیح استعمال کی طرف سے غافل نہیں ہے اس نے ہر ایک کو اس کے عمل کے موافق بدلہ دینے کا اٹل قانون بنا دیا ہے۔

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ

تم کہہ دو ان کو جن کو تم نے پوجا ہے اللہ کے سوا

### نبی کریم ﷺ سے خطاب:

یہ ہے مشرکین سے خطاب ہے جس کی نسبت نے تمہارا مقصد یہ تھا کہ تم جن چیزوں کو اللہ کے سوا معبود بنا رکھا ہے ان کو بلا لو اور ان کی طاقت کو دیکھ لو کہ وہ تمہارے کام آتے ہیں یا نہیں۔

کافروں جیسے کوئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ

وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا امْرَأَتَكَ إِنَّهُ مُصِيبُهَا مَا أَصَابَهُمْ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ أَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيبٍ

کوئی تم میں سے پیچھے نہ دیکھے مگر تیری عورت بے شک اس کو پہنچنے والا ہے جو ان کو پہنچے گا بے شک وعدہ ان کا صبح ہے کیا نہیں ہے صبح نزدیک

### بت جن کے قبضے کے مالک نہیں ہے

یعنی یہ مسیح یا کسی اور فرشتے یا جن وغیرہ میں سے جن کو تم نے اپنا مستقل اختیار ہے (بلکہ جن کو تم غیر مستقل بھی نہیں مانتے) ہاں وہ شرک میں ان کو بھی شریک کر لیتے ہو کہ ان کا بھی کام ہے وہ بھی بعد اللہ کے ہیں کہ تمہیں یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ ان کو بھی تو اللہ نے کچھ اختیار دے رکھا ہے ہم نے تو کسی کو نہیں دیا تو تم نے جہاں بڑے بڑے مقرب فرشتوں کو بھی اختیار نہیں دیا تو ان کو بھی تو ہم نے کسی

جائے گی اور نہ ہی اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہوگا۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی اس کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی سفارش کا فائدہ اسی صورت میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ سفارش کرنے والے کو اجازت دے دے اور جس کے حق میں سفارش کی جائے اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ

ترجمہ: کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے

قَالَ بَلْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ

ترجمہ: [illegible]

### فرشتوں کی عاجزی

یہ فرشتوں کی حالت کا بیان ہے جو اللہ کی بارگاہ کے مقرب ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے لیے منتخب فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے عاجز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے باوجود اس کی ہیبت سے کانپتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ وحی کرنے کا ارادہ فرماتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی ہیبت سے بے ہوش ہو جاتے ہیں۔ جب ان کے ہوش بحال ہوتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے فرشتے بھی عاجز ہیں۔ یہ بات اس حدیث سے بھی ظاہر ہے جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان میں کوئی بات کرتا ہے تو فرشتے اللہ تعالیٰ کی عظمت کی وجہ سے اپنے پروں کو زور زور سے ہلاتے ہیں۔ جب ان کے دل سے خوف دور ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حق فرمایا ہے۔

[illegible] یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی اس کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی سفارش کا فائدہ اسی صورت میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ سفارش کرنے والے کو اجازت دے دے اور جس کے حق میں سفارش کی جائے اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[illegible] ترجمہ: کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے

[illegible] ترجمہ: [illegible]

### فرشتوں کی عاجزی

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی اس کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی سفارش کا فائدہ اسی صورت میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ سفارش کرنے والے کو اجازت دے دے اور جس کے حق میں سفارش کی جائے اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[illegible] ترجمہ: کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے

[illegible] ترجمہ: [illegible]

### فرشتوں کی عاجزی

یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی بھی اس کی مرضی کے بغیر کسی کی سفارش نہیں کرے گا۔ اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی کی سفارش کا فائدہ اسی صورت میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ سفارش کرنے والے کو اجازت دے دے اور جس کے حق میں سفارش کی جائے اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

[illegible] ترجمہ: کون ہے جو اس کے ہاں سفارش کرے مگر اس کی اجازت سے

[illegible] ترجمہ: [illegible]

پڑھا جاتا ہے تو قرآن نے ہمیں [illegible]

[illegible] سے مخصوص صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ [illegible] یہ [illegible] ایک [illegible] آپ [illegible] کہ [illegible] [illegible] [illegible]

ہے ہم بھی جو دیکھیں گے کہ ان کے یہ بھی اختیارات ہیں کہ ان پر قرآن کی یہ
[illegible] کی کوئی [illegible] کرے۔ (ناشر)

[illegible] مجھے اللہ کی ذات مراد ہے مجھے [illegible] سے [illegible] ہے
اختیار حق الوہیت میں خدا کے ساتھ دوسرا مطلب یہ ہے کہ کسی صفت کی وجہ
سے [illegible] اپنے معبودوں کا شریک بنا رکھا ہے۔ بچہ جو کوئی چیز پیدا کرتے
ہیں یا کوئی [illegible] ہیں [illegible] ان اصنام
میں سے کوئی [illegible] ان کو شریک خدا قرار دیتے ہیں [illegible]
[illegible] تمام کائنات اور اہل ثروت کے جھگڑے کا خلاصہ
تفہیم میں لانا سب سے بڑی کمی ہے۔ (ناشر)

بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ

[illegible] نہیں [illegible] اللہ کے برابر کوئی نہیں

[illegible] ان کی [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور [illegible] کے
[illegible] ہے [illegible] ان کے [illegible] ہوتے ہیں۔ جب
[illegible] کے [illegible] ہے [illegible]

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيرًا

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

وَنَذِيرًا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عام رسالت

[illegible] ہے [illegible] کہ آپ [illegible] اور آپ کی رسالت کو
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] کے لوگوں کو ان کے [illegible] سے
[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

کہتے ہیں قیامت کب آئے گی

قُلْ لَّكُم مِّيعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَأْخِرُونَ

ضرور آئے گی

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَن نُّؤْمِنَ بِهَٰذَا الْقُرْآنِ

کہتے ہیں ہم کبھی قرآن

وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِندَ رَبِّهِمْ

بحث کر رہے ہیں گے

يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلَ

لَوْلَا أَنتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا

أَنَحْنُ صَدَدْنَاكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ بَعْدَ إِذْ جَاءَكُم بَلْ كُنتُم مُّجْرِمِينَ

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا

بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَن نَّكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَندَادًا

وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَدُّ وَأَبْقَىٰ

اور یقیناً آخرت کا عذاب بہت سخت اور بہت دیرپا ہے۔

پھر سب شرما جائیں گے۔

یعنی جس وقت وہ خلاف واقعہ باتیں بنانے کا یہ نیا مشغلہ اختیار کریں گے اس وقت ان پر یہ حقیقت کھلے گی کہ یہ کیسی حماقت کی بات تھی جس میں وہ مبتلا ہوئے تھے۔ اس وقت وہ اپنے دل میں پچھتائیں گے کہ کاش ہم نے دنیا میں یہ کام نہ کیا ہوتا۔ اس وقت ان کی ڈھٹائی کا سارا زور ٹوٹ جائے گا۔ اس وقت ان کے لیے اپنے جھوٹ پر اصرار کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس وقت ان کی ساری شوخی ہوا ہو جائے گی۔ اس وقت ان کو اپنے کیے پر ایسی شرمندگی لاحق ہوگی کہ سر اٹھانا مشکل ہو جائے گا۔ اس وقت ان کی ساری بڑائی خاک میں مل جائے گی۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ ہم نے اپنے آپ کو کتنا بڑا نقصان پہنچایا ہے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ جن کو ہم نے اپنا سرپرست بنایا تھا وہ کتنے بے وقعت تھے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ جن کو ہم نے اپنا حامی و مددگار سمجھا تھا وہ کتنے بے بس تھے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ جن کو ہم نے اپنا معبود بنا رکھا تھا وہ کتنے بے حقیقت تھے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ جن کو ہم نے اپنا مشکل کشا سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار تھے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ جن کو ہم نے اپنا حاجت روا سمجھا تھا وہ کتنے بے نیاز تھے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ جن کو ہم نے اپنا داتا سمجھا تھا وہ کتنے بے مقدور تھے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ جن کو ہم نے اپنا رازق سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار تھے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ جن کو ہم نے اپنا مالک سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار تھے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ جن کو ہم نے اپنا خالق سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار تھے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ جن کو ہم نے اپنا رازق سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار تھے۔ اس وقت ان کو پتہ چلے گا کہ جن کو ہم نے اپنا مالک سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار تھے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ جن کو ہم نے اپنا خالق سمجھا تھا وہ کتنے بے اختیار

وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

روزی کا مالک اللہ تعالیٰ ہے:

تنگ دستی کی وجہ سے بعض لوگ اللہ تعالیٰ سے شکوہ کرتے ہیں کہ دیکھئے فلاں شخص کو اللہ تعالیٰ نے کتنا مال دیا ہے اور ہم کو کچھ نہیں دیا۔ حالانکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی بڑی حکمتیں ہیں۔ اگر سب کو مال دیدیا جائے تو کوئی کسی کا محتاج نہ ہوگا۔ اور محتاج نہ ہونے کی وجہ سے کوئی کسی کی خدمت نہ کرے گا۔ اور اس طرح دنیا کا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ اور یہ بھی ایک حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زیادہ مال دیکر اور کسی کو کم دیکر آزماتے ہیں کہ دیکھیں کون شکر کرتا ہے اور کون ناشکری۔ اور یہ بھی ایک حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زیادہ مال دیکر اور کسی کو کم دیکر آزماتے ہیں کہ دیکھیں کون صبر کرتا ہے اور کون بے صبری۔ اور یہ بھی ایک حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زیادہ مال دیکر اور کسی کو کم دیکر آزماتے ہیں کہ دیکھیں کون شکر کرتا ہے اور کون ناشکری۔ اور یہ بھی ایک حکمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو زیادہ مال دیکر اور کسی کو کم دیکر آزماتے ہیں کہ دیکھیں کون صبر کرتا ہے اور کون بے صبری۔

وَمَا الْفَضْلُ عَلَى الْفَقْرِ وَحُكْمُهُ
بِأَنَّ الْغِنَى وَصْفُ عَلَى الْأَصْلِ

اور فقر پر فضیلت کا حکم یہ ہے کہ غنا اصل پر زائد وصف ہے

(نور عرفان)

وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ۝ قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اور کہتے ہیں ہم مال اور اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہوگا۔ آپ کہہ دیجئے میرا رب جس کو چاہتا ہے روزی زیادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

قرب الٰہی کا ذریعہ تو ایمان اور عمل صالح ہے:

بعض مال والوں کی عقیدت نے قرب الٰہی کی علامت سے سمجھا کہ دنیا میں کثرت مال اور قرب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو کفر کے حق میں زیادہ بہتر سبب ہوتا ہے مال و اولاد کی کثرت کو دلیل مقبولیت نہیں سمجھنا چاہیئے۔ یہ تو ایک امتحان ہے۔ کبھی کسی کو مال دیکر آزماتے ہیں کبھی کسی کو مال نہ دیکر آزماتے ہیں۔ اور کبھی کسی کو مال دیکر اور کبھی کسی کو مال نہ دیکر آزماتے ہیں۔ اور کبھی کسی کو مال دیکر اور کبھی کسی کو مال نہ دیکر آزماتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ لیکن جو لوگ ایمان اور عمل صالح سے محروم ہیں وہ اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبولیت کا مدار ایمان اور عمل صالح پر ہے۔ (ضیاء القرآن)

حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی ہیں نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال گزرا ہے۔ (صحیح بخاری)

مال کے مصرف:

حضرت ابن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی صدقہ دے اور وہ سمجھے کہ میں نے اپنے لئے کچھ نہیں رکھا۔ حالانکہ اس نے اپنے لئے ذخیرہ کر لیا ہے۔ اور جو شخص کچھ خرچ کرے اپنی اولاد

وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ بِالَّتِي تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا

اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد ایسی چیز نہیں جو تم کو ہمارے نزدیک درجہ میں قریب کر دے مگر جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے

فَأُولَٰئِكَ لَهُمْ جَزَاءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوا

ان کے لئے ان کے عمل کا بدلہ

عمل کا بدلہ:

عمل کا بدلہ جنت ہے اور جنت کا استحقاق عمل سے ہوتا ہے۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اعمال کا ثواب دس گنا سے لیکر سات سو گنا تک ہوگا۔ جیسا کہ دوسری آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب عطا فرماتا ہے۔ (ضیاء القرآن)

وَهُمْ فِي الْغُرُفَاتِ آمِنُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ

اور وہ بالاخانوں میں امن سے ہوں گے اور جو لوگ ہماری آیتوں میں عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں وہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے

منکرانِ بعث عذاب میں

یعنی جو لوگ ہماری آیتوں کو عاجز کرنے کی کوشش کرتے ہیں یعنی ان کو جھٹلاتے ہیں اور ان پر ایمان نہیں لاتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے ان کو عاجز کر دیا ہے اور وہ ہمارے عذاب سے نہیں بچ سکتے۔ ایک دن ایک ایک کو پکڑ کر عذاب میں گرفتار کیا جائے گا۔ (ضیاء القرآن)

قُلْ إِنَّ رَبِّي يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ

آپ کہہ دیجئے میرا رب جس کو چاہتا ہے روزی زیادہ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے اور جو کچھ تم خرچ کرو گے وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا ہے

خرچ کرنے سے نہ گھبراؤ

یہ مسلمانوں کو حکم ہو رہا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے نہ گھبرائیں۔ اللہ کے ہاں کی نعمتیں بہت بڑی ہیں۔ وہاں کی ایک کھجور کا ثواب یہاں کے ایک پہاڑ کے برابر ہے۔ پس

وعدہ وعید دونوں عاجز ہیں

[illegible] ان کے وعدہ وعید دونوں عاجز ہیں [illegible]

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو

وَمَا يَنظُرُ هَٰذِهِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ

اور نہیں انتظار کرتے مگر ایک چیخ کا کہ پکڑے گی انہیں اور وہ جھگڑتے ہوں گے

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ

پھر نہ کر سکیں گے کوئی وصیت اور نہ اپنے گھر کی طرف پھر سکیں گے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کافروں کی بدگمانی

[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کافروں کی بدگمانی [illegible]

وَقَالُوا مَا هَٰذَا إِلَّا إِفْكٌ افْتَرَاهُ

اور کافر بولے نہیں یہ مگر جھوٹ بنا لایا ہے

قرآن مجید کے بارے میں ان کا بیان

[illegible] قرآن مجید کے بارے میں ان کا بیان [illegible]

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ

اور کافر بولے سچ کو جب پہنچا ان کو

إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ

یہ تو نہیں مگر جادو صریح

[illegible] [illegible]

کفار کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے

[illegible] کفار کی کوئی علمی حیثیت نہیں ہے [illegible]

وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَٰهٍ ۚ إِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ إِلَٰهٍ بِمَا خَلَقَ

اور نہیں اس کے ساتھ کوئی اور معبود ورنہ لے جاتا ہر معبود اپنی مخلوق کو

وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ

اور ضرور چڑھ دوڑتا ہر ایک ان میں دوسرے پر پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے جو بناتے ہیں

عَالِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ

جاننے والا چھپے اور کھلے کا سو بلند ہے ان کے شرک سے

ان سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو کہ

[illegible] ان سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو کہ [illegible]

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِن دُونِ اللَّهِ مَن لَّا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ

اور کون زیادہ بہکا ہوا اس سے جو پکارے اللہ کے سوا ایسوں کو کہ نہ سنیں ان کی پکار قیامت تک

وَهُمْ عَن دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ

اور وہ ان کے پکارنے سے بے خبر ہیں

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ

اور جب جمع کیے جائیں لوگ ہوں گے ان کے دشمن اور منکر ہوں گے ان کی عبادت سے

[illegible] [illegible]

(نقطہ اب میں پڑھے گئے لفظ اب الحمان تحریر ہوگا۔ صحابہ کا جواب)

| | |
|---|---|
| قُلْ إِنِّي أَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ أَنْ تَقُومُوا لِلَّهِ | |
| کہہ دیجئے میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں وہ یہ کہ تم اللہ کے لئے | |
| مَثْنَىٰ وَفُرَادَىٰ ثُمَّ تَتَفَكَّرُوا ۚ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ | |
| دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو تمہارے ساتھی | |
| إِنْ هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ﴿٤٦﴾ | |
| میں کچھ بھی جنون نہیں وہ تو صرف تمہیں ایک سخت عذاب آنے سے پہلے | |

اللہ کیلئے کچھ غور و فکر کرو۔

یعنی تم جب بھی غور کرو انصاف و عقل ہی کے ساتھ اللہ کے نام پر اکٹھے کھڑے ہو جاؤ پھر کسی ایک شخص کو لے کر یا سب کو اکٹھا کر کے ان پر غور کرو کہ یہ جو کچھ کہہ رہا ہے کیا واقعی اس میں کوئی بات جنون کی ہے؟ کیا واقعی اس کی باتوں میں کوئی بات ایسی ہے جو عقل کے خلاف ہو؟ کیا واقعی اس کی باتوں میں کوئی بات ایسی ہے جو انصاف کے خلاف ہو؟ کیا واقعی اس کی باتوں میں کوئی بات ایسی ہے جو تمہارے بڑوں کے طریقوں کے خلاف ہو؟ کیا واقعی اس کی باتوں میں کوئی بات ایسی ہے جو تمہارے بڑوں کے طریقوں کے خلاف ہو؟ کیا واقعی اس کی باتوں میں کوئی بات ایسی ہے جو تمہارے بڑوں کے طریقوں کے خلاف ہو؟

جب تک ان تمام باتوں کا یقین نہ ہو جائے اس وقت تک تم کو اس کی بات نہیں ماننی چاہئے۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر قسم کے دنیاوی مفاد سے بالا تر ہیں:

اور یہ بھی ضروری ہے کہ ہر شخص کو یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ ہمارا یہ داعی ہم سے بڑے سے بڑے مقصد اور مفاد کی خاطر ہمارے کسی بھی نظریہ یا شخص سے متعلق ہمیں جو بات بھی سمجھا رہا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ دنیا کے تمام لیڈروں اور داعیوں کے مقاصد میں سے اول یہی چیز ہے جو ان کے خصوصی مفاد سے تعلق رکھتی ہے۔ دنیا کی کوئی بڑی سے بڑی تحریک ایسی نہیں ہے جس کے پیچھے اس کے بانی کا کوئی نہ کوئی ذاتی مفاد نہ ہو۔ [illegible] ہے جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ [illegible] ہے جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ [illegible] ہے جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔ [illegible] ہے جو کچھ کہہ رہا ہے اس میں اس کا اپنا کوئی ذاتی مفاد نہیں ہے۔

## غور کرو گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سچائی واضح ہو جائیگی:

مَثْنٰى وَفُرَادٰى: یعنی دو دو اور اکیلے اکیلے تم ہو جاؤ پھر غور کرو۔ یہ نہیں کہ ایک ایک کر کے دونوں کو جمع کر لیا جائے اور پھر غور کیا جائے بلکہ پوری قوم کے مقابلہ میں ایک ایک کر کے دونوں کو الگ الگ غور کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں ہر شخص اپنے خیال کو دوسرے سے علیحدہ کر کے اور انصاف، عدل کے ساتھ غور کرے یا تنہائی میں ہر ایک انصاف کے ساتھ سوچ کر فیصلہ کرلے۔ سمجھ جائے اور سمجھ لے کہ جس نے اس ساتھی کو کسی طریق کا جنون نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں یہ کھلی ہوئی بات ہے کہ کسان کو کسی قسم کا جنون نہیں ہے ان کی فکر صحیح ہے۔ علم سلیم سے غور و فکر ہو رہا ہے۔ اس کے بعد اللہ جانے کیا کہا جائے گا جو لوگ پڑھے لکھے ہوں بظاہر انصاف کا مظاہرہ کر رہے ہوں اور یہ بھی یہ حقیقت ہے کہ کوئی عقل صحیح اور سلیم رکھنے والا انسان کبھی انصاف سے نہیں ٹلے گا لیکن بہت سارے لوگ ایسے ہوں گے جو خود انصاف کرنا نہیں چاہتے ہیں بلکہ عناد کا رویہ اختیار کر جائیں گے اس وقت تک انہیں کچھ

| | |
|---|---|
| قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۖ | |
| آپ کہہ دیجئے میں نے تم سے جو بدلہ مانگا ہے وہ تمہارا ہی ہے | |
| إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَى اللَّهِ | |
| میرا اجر تو صرف اللہ کے ذمہ ہے | |

میں کوئی معبود نہیں ہے مگر وہ۔ یعنی میں تم سے اپنی نصرت کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتا اور تمہارے مقابلہ میں میرا کوئی حامی طلب نہیں کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ ہے جس نے مجھے ضرورت کے وقت میرے اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا ہے جو میرا مطلب ہے۔ تو میرا مددگار ہے۔ یعنی میرا دین اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ ہی میرا مددگار ہے۔ (ماخذہ ابن عطیہ)

اللہ کا حق اور بندوں کا حق

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ! کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کا اپنے بندوں پر حق کیا ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ فرمایا بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ شرک نہ کرنے والوں کو عذاب نہ دے۔ (صحیح مسلم)

صحیح بخاری و مسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک ان مقاموں پر جہاں پر جنگ حنین اور حدیبیہ کے حکم کے مطابق پہنچا جہاں آپ نے کفار قریش کی نوازمات شکن کر کوئی عہد نامہ کی شرائط کے لئے بلایا ہے عبادت کے طالبین اسے مطلق نہ سمجھے تو لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا سنو! تم میں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ نماز پڑھنے کی خواہش میں جلدی کرنے چاہتا ہے اور میں جب تک نہ کہ میں تم پر حملہ کروں۔ تم کیا سمجھتے ہو کیا تم سمجھتے ہو؟ سب نے کہا ہاں خواب دیا۔ ہم نے یہ کہا ہاں ہے شک ہم آپ کو چاہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا سنو! میں تمہیں اس عذاب سے ڈراتا ہوں جو تمہارے سامنے ہے یہ سن کر ابو جہل ملعون نے کہا تیرے سوا تو کوئی نہیں کیا اللہ نے تجھے ہم سب کو جمع کیا تھا اس پر سورۃ تبت یدا الخ اتری۔ (الدر المنثور)

| |
|---|
| وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ |
| اور اس کے ساتھ ہے ہر چیز ☆ |

یعنی میری جان اور نیت اللہ کے ساتھ ہے۔ (ضیاء القرآن)

| |
|---|
| قُلْ سُبْحٰنَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ |
| تو کہہ پاک ہے میرا رب میں کون ہوں مگر آدمی بھیجا ہوا ☆ |

حق آ گیا اس سے فائدہ اٹھاؤ۔

یعنی الہام سے وحی اور دین کی دلائل اور براہین ہے حق آ گیا ہے حق کو ماننے سے جو فائدہ حاصل ہوتا ہے وہ تمہیں حاصل ہو جائے اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل کے مقابلہ میں بھیج کر اس سے فائدہ اٹھانے کا راستہ کھول دیا ہے اس سے اندازہ کر لو کہ باطل کہاں ظہور کرے گا ظاہر ہے کہ باطل ہے اور آخر کار مٹ جائے گا۔ (ضیاء القرآن)

ہر گھر تک سلام حق پہنچ کر رہے گا۔

امام احمد کی روایت ہے کہ حضرت مقداد نے بیان کیا میں نے خود سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے روئے زمین پر کوئی گھر خیمہ کچا ہو یا پکا نہیں (کا مجھمہ) ایسا نہیں ہے کہ جس میں اللہ عزوجل اسلام داخل نہ کر دے خواہ

عزت والے کو عزت کے ساتھ یا ذلیل کو ذلت کے ساتھ تو یعنی عزت کو اسلام کے لیے لے آئے اللہ تعالیٰ کفر کو ذلت دے گا جو کہ اس میں سے ان کو ذلیل کرے گا اور ذلیل ہو کر اور گھر اسلام کی اطاعت کریں گے۔

| |
|---|
| عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ |
| جاننے والا ہے چھپی باتوں کو خوب جانے والا ہے چھپی باتوں کو ☆ |

کفار کی ایذا رسانی کے لئے منتخب ہونے کا اختیار صرف اللہ ہی کو ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

آل نبی ہونا شرط ہے تم کو مخاطب اور اپنا کام کرنا ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ۝ |
| تو کہہ آیا سچ اور اب جھوٹ کسی کو نہ پہلے کچھ سجھائے اور نہ پھر کچھ سجھا سکے ☆ |

باطل حق کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا

یعنی دین حق آ گیا اب اس کا دور رہے گا اور نہیں سب پر غالب ہو کر رہا، باطل کو زیر کر کے۔ یہ جو جھوٹ نئے پاؤں کہاں تو حق کے سامنے کہاں ٹھہرے، ثواب کرنے کا نہ رہے گا کچھ جو آپ سے ہو سکا سچ کہہ دیا۔ (تفسیر عثمانی)

صحیح بخاری و مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

اس آیت میں ابو ہریرہ کی ذَنْبٌ یا مَنْ عَنْ لَبَّيْكَ فَقَدْ سَمِعَ وَإِنْ أَطْوَعَ يَقِيْ تو دوسرا کلام ہے اور مجھے یہ جو قرآن کی آیتوں کی تفسیر کرتا ہے تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی طرح ہے اس لئے یہ قول ہے جس نے خود کہا اس سے بہت مراد ہیں۔

| |
|---|
| قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ |
| تو کہہ اگر میں بہکا ہوں تو بہکتا ہوں اپنے ہی حق میں ☆ |
| وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ۭ |
| اور اگر میں سیدھ پر ہوں تو اس سبب سے کہ بھیجتا ہے میری طرف میرا رب ☆ |
| اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ۝ |
| بے شک وہ ہے سنتا نزدیک ☆ |

اگر میں بھٹکا ہوں تو مجھ سے زیادہ دوسرے نہیں بچ سکتا۔

یعنی کفار میں سے جو گمراہ ہو کر اپنا ہی نقصان کرتا ہے تو اس میں دوسرے کی کچھ تقصیر نہیں ہے میں نے تو اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے اب اگر کوئی نہیں مانتا ہے تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے (ضیاء القرآن) یعنی اگر میں نے اپنے اوپر جھوٹ باندھا ہے تو اس کا وبال مجھ پر ہے اور اگر میں سچا ہوں تو یہ اللہ کی وحی کی وجہ سے ہے وہ میرا رب ہے وہ میری دعاؤں کو سنتا ہے اور پورا کرتا ہے اور اپنے بندوں کے قریب ہے وہ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبول کرتا ہے۔ (تفسیر بغوی)

ہدایت پہنچنے کی طرف سے نہیں کی (یعنی میرے سوا تم نے جن کو اپنا رہنما بنا رکھا ہے ان میں سے کسی سے یہ کہنے کی جرأت نہیں کی کہ آؤ میں تمہیں راستہ بتاؤں، یا ان میں سے کسی نے از خود بھی یہ نہیں کہا کہ ہمارے پاس تو کوئی ہدایت نہیں ہے، آؤ ہم تمہیں خدا کی طرف لے چلیں)۔ اس کے بعد ان کو یہ سوچنے کا موقع دیا گیا ہے کہ ان کے پاس اپنے اس طرزِ عمل کے حق میں کوئی دلیل ہے یا نہیں۔ اور اگر نہیں ہے تو پھر ان کا کیا انجام ہونا چاہیے۔ (تفہیم القرآن)

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا

اور کاش تم دیکھو جب یہ گھبرائے پھریں گے، پھر بچ کر نہ جا سکیں گے اور

مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۙ

ایک قریب جگہ سے پکڑ لیے جائیں گے

ان کی پکڑ کا وقت قریب ہے۔

یعنی یہ کاش یہ حال دیکھیں، مگر وہ وقت بڑا عجیب قابلِ دید ہوگا جب یہ لوگ محشر کا ہولناک منظر اچانک کھلی آنکھوں کے سامنے دیکھ کر گھبراہٹ میں کہیں بھاگ نہ سکیں گے، اس وقت فرار کی کوئی راہ نہ ہوگی، اور جب یہ اللہ کی گرفت سے بھاگ کر نہ جا سکیں گے تو بلکہ قریب سے ہی پکڑ لیے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

وَّاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۔ اکثر مفسرین نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ کفار و مجرمین جہاں جہاں بھی ہوں گے وہیں سے وہ پکڑ لیے جائیں گے، اور یہ بھی ممکن ہے کہ دنیا ہی میں کوئی مجرم بھاگ کر جا نہ سکے، اللہ کی گرفت اس کو وہیں آ لے جہاں وہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ موت کے وقت ہر مجرم کی روح قبض کرنے والے فرشتے اس کو وہیں پا لیں جہاں وہ ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ قبر سے اٹھا کر میدانِ حشر میں لے جانے کے لیے اس کو وہیں سے گرفتار کر لیا جائے جہاں وہ قبر میں پڑا ہو۔ (تفہیم القرآن)

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ

اور کہیں گے کہ ہم اس پر ایمان لے آئے، اب کہاں ان کا ہاتھ آ سکتا ہے

مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ

جبکہ وہ بہت دور جا پڑے ہیں

اُس وقت کا ایمان بھی کام نہ آئے گا:

یعنی اس وقت نہیں کہ کہیں دنیا میں واپس جا کر ایمان لے آئیں گے۔ اب ایمان کہاں سے لائیں گے؟ دنیا میں تو ایمان لانے کا موقع تھا جو ہاتھ سے کھو چکے ہیں۔ اب تو ایمان لانے کا وقت وہ تھا جب ہر شخص کو اپنی آنکھوں سے نظر آ رہا تھا کہ اللہ کی عدالت برپا ہے، اور اس کے سامنے اس کے اعمال کی جواب دہی کرنے کے لیے وہ حاضر کیا جا رہا ہے۔ اس وقت ایمان لانا کچھ کام نہ آ سکتا تھا۔ (تفہیم القرآن)

وَقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ

حالانکہ پہلے وہ اس کا کفر کر چکے تھے اور بن دیکھے بہت دور سے

اٹکل کے تیر چلا رہے تھے۔

اب پچھتانے سے کچھ نہیں ہوتا۔

یعنی پہلے جب یہ جہنم لانے کا وقت تھا تو انکار کرتے رہے اور اب جب کہ ان کی آنکھوں کے سامنے جہنم آ چکی ہے، دنیا میں واپس جانے کا موقع مانگ رہے ہیں۔ پہلے بے تحقیق باتوں کو گمان و قیاس سے جھٹلاتے تھے، اب جھٹلانے سے کیا حاصل؟ (تفہیم القرآن)

مجاہد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سبا کے لوگوں نے بلا تحقیق نہایت غلط تصور قائم کر رکھا تھا۔ شاعر کہتے تھے جادو کہتے تھے۔ بہت بڑا روح تو کہتے تھے، مگر بالعموم یہ بھی مرعوب ہونے کی وجہ سے کہا ورنہ اپنے دل سے تسلیم جانتے تھے ان کا قول تھا کہ یہ قیامت ہوگی نہ جنت نہ دوزخ۔ (تفہیم القرآن)

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ

اور ان کے اور ان کی خواہشوں کے درمیان حائل کر دی جائے گی

جیسا کہ ان کے ساتھی پہلے کر چکے ہیں۔

اب دنیا میں واپسی نہیں ہوگی۔

یعنی جس چیز کی آرزو کرتے ہیں مثلاً ایمان مقبول یا نجات و دنیا کی طرف واپسی جا و بیجا فدیہ تمنا کرنا، یہ سب باتیں اور چیزیں ان کے اور ان کی مراد کے درمیان حائل کر دی گئی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

ایک بنی اسرائیلی نوجوان کا عجیب واقعہ۔

ابن ابی حاتم نے یہاں عجیب و غریب امر نقل کیا ہے جسے ہم بعینہٖ نقل کرتے ہیں حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بنو اسرائیل میں ایک فاقہ مست شخص کے پاس بال بہت تھا جب وہ مر گیا اور اس کا کوئی مال نہ تھا تو اس کی والدہ بہت روئی پیٹی اور کہنے لگی ہائے میرا بیٹا کہاں گیا، کون اس کا ٹھکانا ہوا، کاش میں جانتی کہ تو کہاں گیا ہے تو میں بھی وہیں پہنچ جاتی۔ اس کے بعد اس کی والدہ کو خواب میں دکھایا گیا کہ تیرا بیٹا جنت میں ہے۔ صبح کو اس نے اپنے لڑکے کو دیکھا کہ وہ اچھا بھلا ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو کیا عمل کرتا تھا کہ جنت میں پہنچا۔ اس نے کہا کہ میں ایک بہت خوبصورت خوش رو عورت کو دیکھا کہ وہ میرے پاس سے گزری۔ میں نے اس سے کہا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں تیری نیکی ہوں۔ میں نے کہا کہ تو میرے پاس آ جا۔ اس نے کہا کہ میں تیرے پاس آ جاؤں گی جب تو اپنی ماں کی نافرمانی سے باز آ جائے۔ اس کے بعد اس نے اپنی ماں کی نافرمانی سے توبہ کر لی۔ اس کی ماں نے کہا کہ تو نے سچ کہا۔ اس کے بعد اس نے اپنی ماں کی خدمت ک

# سورۃ فاطر

[illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ فاطر السمٰوٰت والارض

فاطر معنی کے لحاظ سے

[illegible]

فرشتوں کی صفات

[illegible]

وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ

[illegible]

فرشتوں کی صفات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تو ہمیں ترختوں کے لئے ہے۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ الکبریٰ سے جو بار بار (یا مرۃ بعد اخری) فرمایا ہے کہ ما نفعنی مال احد ما نفعنی مال خدیجۃ اس سے یہ صاف سمجھ میں آتا ہے کہ حضرت خدیجہ کا ایمان اور ان کا اخلاص ہر ترختوں سے بڑھ کر تھا۔ اور خود آپ کی ہر ترختوں پر یہ گہری محبت کی دلیل ہے۔ یہ ہیں اسباب جن کا مسلمانوں نے فراموش کر دیا ہے۔

## سرسید احمد خان کی غلط فہمی:

(اعتراض) ہم کہتا ہے کہ فلک کا اطلاق قرآن اور حدیث سے سراسر ثابت ہے مگر خان بہادر سرسید علی گڑھی اپنی تفسیر میں ہمیشہ اس لفظ سے اڑتے ہیں اور جہاں فلک اور جمع فلکین کا ذکر ہے اور آیت قرآنیہ میں عجیب عجیب تاویلیں کرتے ہیں سرسید نے فلک اور فلکین کے بارہ میں جو تاویلات کی ہیں ان کو ہم الاتقان فی علوم القرآن جلد اولیٰ سے اپنی تفسیر فتحانی کے مقدمہ میں نقل کر کے ان کا بطلان اور ان کا غلط ہونا ثابت کیا ہے ناظرین کرام مقدمہ تفسیر فتحانی کو تفسیر کے ساتھ چھپوا کر اپنے ہاں ۱۰ میں ۱۰ ملاحظہ فرمائیں۔ (۱۲ الہدیٰ علی ہوا ملاحظہ ہو)

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ
جو کھول دے اللہ لوگوں کے لئے
رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا
رحمت میں سے کوئی تو نہیں کوئی روکنے والا اس کا

## اللہ کی رحمت کو کوئی نہیں روک سکتا۔

رحمت جسمانی ہو مثلاً بارش، روزی وغیرہ یا روحانی جیسے انبیاء کتب وارسال رسل، غرض اللہ جب لوگوں پر اپنی رحمت کا دروازہ کھولے دنیا میں کوئی نہیں جو اس کو بند کر سکے۔ (تفسیر خلاصہ)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں:

خطبہ قرآنیہ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے تو کہا کرتے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شیء قدیر اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور کبھی کبھی یہ بھی کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ کہے سمع اللہ لمن حمدہ تو خود سے کہے اللھم ربنا لک الحمد ملء السماء والارض وملء ما شئت من شیء بعد اللھم اھل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد اللھم لا مانع لما اعطیت ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ان یمسسک اللہ بضر الخ اور بھی بہت سی تفسیر کی آیتیں بہت سی ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

## بارش کے وقت حضرت ابوہریرہؓ کا عمل:

اور حضرت ابوہریرہؓ جب بارش ہوتے دیکھتے تو فرمایا کرتے مرحبا بوصیۃ الفتح اور پھر آیت مذکورہ پڑھتے ابن جریر چڑھتے تھے۔ یہ بارش کے بارے میں فضیلت کی تردید ہے، جو بارش کو خاص خاص ستاروں کی طرف منسوب کرتے کہا کرتے کہ ہمیں یہ بارش فلاں ستارے کی وجہ سے ملی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بارش رحمت فتح کے بعد ہوا ہے فتح سے یہی مراد ہے کہ آیت سے جس کا وعدہ کیا گیا تھا وقت نزول فرماتے (روح المعانی) اللہ کی رحمت کا دروازہ کھولنے پر یعنی معلوم

وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهُ مِنْ
اور جو روک رکھے تو کوئی نہیں اس کو بھیجنے والا اس کے
بَعْدِهِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
بعد اور وہی ہے زبردست حکمت والا
یعنی اپنی حکمت وعلم کے موافق جو کچھ روک رکھتا ہے فوراً کرنے والا ہے کیا زبردست ہے قدرت والا کہیں اس کا مقابلہ نہیں۔ (موضح)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ هَلْ
اے لوگو یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر کیا
مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ
کوئی اور بنانے والا سوا اللہ کے جو روزی دیتا ہے تم کو آسمان
وَالْأَرْضِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ
اور زمین سے کوئی نہیں معبود مگر وہی تو کہاں سے پھرے جاتے ہو

## معبود حقیقی صرف اللہ ہی ہے:

یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہستی کہ آسمان یا زمین سے روزی پہنچائے اور مدد کرے اللہ نے بغیر اختیار کئے ہوئے ہدایت کا انتظام کیا ہے اور ہر کسی کو اس کے کام پر لگا دیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## آسمان و زمین:

(اعتراض) [illegible] نے آیت [illegible] سے [illegible] ۲ [illegible] ۳ [illegible] ۴ [illegible] ۵ [illegible] ۶ [illegible] ۷ [illegible] ۸ [illegible] ۹ [illegible] ۱۰ [illegible]

زمین کی حکومت کے لیے آسمان سے بارش ہوتی ہے اور زمین اگر کوئی بڑا جرم کرتی ہے تو اس میں بھی آسمان سے آفت نازل ہوتی ہے۔ اسی طرح انسان کے اعمال کے اثرات سے مختلف قسم کے فساد پیدا ہوتے ہیں۔ یہ اللہ کی قدرت کا وہ نظام ہے جس میں مداخلت کرنے کا کسی کو اختیار نہیں۔ اسی کا نام عالمِ اسباب ہے۔ اللہ کے نبی اس کا اصل مرجع اور منبع آسمان سے بتلاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنْ يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ

اگر یہ تجھ کو جھٹلاتے ہیں تو جھٹلائے گئے

مِّن قَبْلِكَ وَإِلَى اللَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ

تجھ سے پہلے رسول اور اللہ کی طرف پھرتے ہیں سب کام

مخاطب ہمیشہ رہتے ہیں:

یعنی اس قدر کھلی ہدایت تم کرنے کے بعد بھی یہ لوگ آپ کو جھوٹا سمجھتے ہیں تو کچھ نئی بات نہیں۔ یہی سلوک تو ان کے ساتھ پہلے بھی ہوتا رہا ہے۔ اس سے آپ کا کوئی ذاتی نقصان نہیں۔ نقصان تو خود ان کا اپنا ہی ہے۔ اس لیے آپ کا خاطر جمع رہنا چاہیے۔ آگے ان کی مزید باتوں کا تسلی بخش جواب دیا جا رہا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا

اے لوگو! بیشک اللہ کا وعدہ سچا ہے

تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُم بِاللَّهِ

تو تم کو دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی اور تم کو دھوکا نہ دے

الْغَرُورُ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا

اللہ کا بڑا دغا باز۔ بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو

إِنَّمَا يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيرِ

وہ تو بلاتا ہے اپنے گروہ کو اس لیے کہ ہو جائیں دوزخ والوں میں

شیطان سے بچنا ضروری ہے:

دنیا کی زندگی سے دھوکا نہ کھانے کا حکم دینے کے بعد شیطان کی طرف سے ہوشیار رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس لیے کہ شیطان ہی ہے جو انسان کو دنیا کی محبت میں مبتلا کرتا ہے اور اس کی وجہ سے انسان اللہ کی نافرمانی کرتا ہے۔ شیطان کی دشمنی کا یہ عالم ہے کہ وہ اللہ کے نیک بندوں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی دشمنی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے قیامت تک کی مہلت مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی درخواست قبول فرما لی۔ اس کے بعد اس نے اللہ تعالیٰ سے کہا کہ میں تیرے بندوں کو گمراہ کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا بس نہیں چلے گا۔ ہاں جو تیرے ساتھ ہو جائیں گے ان کو تیرے ساتھ جہنم میں بھیجیں گے۔ اس طرح شیطان کو اللہ تعالیٰ نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ اس کے باوجود اس کی دشمنی کا تقاضا ہے کہ ہم اس سے ہوشیار رہیں۔

محبت کا تقاضا:

جب تک انسان کسی کی بات کو اس سے پہلے کہ وہ اس کا مطلب اور اس کی مرضی کے خلاف معنی پہنائے اس کی اطاعت اور محبت کا تقاضا ہے کہ جب اس کا کلام کو سنے تو وہی سمجھا جائے جو اس کی رضا مندی حاصل ہو اور اس کی خفگی کا باعث ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر یہ احسان ہے کہ اس نے قرآن کو ہماری ہدایت کے لیے نازل فرمایا ہے اور اس کو سمجھنے کا آسان طریقہ بھی بتلا دیا ہے۔ ارشاد ہے:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَالَّذِينَ

جو لوگ کافر ہوئے ان کے لیے عذاب ہے سخت اور جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ

یقین لائے اور کام اچھے کیے ان کے لیے معافی ہے اور ثواب

كَبِيرٌ أَفَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ فَرَآهُ حَسَنًا

بڑا۔ پھر کیا جس کو بھلا دکھائی دیا اس کا برا کام کہ اس کو بھلا سمجھا

فَإِنَّ اللَّهَ يُضِلُّ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ

تو بیشک اللہ بھٹکاتا ہے جس کو چاہے اور راہ دکھاتا ہے جس کو چاہے

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ

تو اب نہ جائے تیرا جی ان پر حسرت کر کر کے

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا يَصْنَعُونَ

بیشک اللہ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں

ٹیک دیجیے پر خبر ہمیں اللہ سب سے مست لے گا:

یعنی شیطان سے کسی کی بھی دوستی ہرگز نہ ہونی چاہیے۔ کیونکہ وہ شخص اس کے ہاتھ میں کھلونا ہے جو خدا کے فضل سے بچتے رہتے ہیں تھوڑے ہی ہیں۔ شیطان کو تو کھلا اور کھلی دشمنی کرنا ہے۔ جب دشمن کا کام ہی یہ ہے تو انجام اس کا کیا ہو سکتا ہے۔ یہ خیال کرنا کہ شیطان کی دشمنی ہمیں کیا نقصان پہنچا سکتی ہے۔ یہ بھی شیطان کا ایک دھوکا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لیے ایک مثال لیجیے۔ ایک شخص کو معلوم ہے کہ فلاں جگہ پر سانپ ہے۔ اس کے باوجود وہ اس جگہ پر جاتا ہے۔ اس کی کوئی وجہ ہوتی ہے۔ اس کی وجہ سے وہ سانپ کے ڈسنے کا خطرہ مول لیتا ہے۔ اس طرح شیطان کی دشمنی کی وجہ سے ہمیں اس سے بچنا ہے۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص شیطان کے بہکانے میں آ جاتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ شیطان کو اس کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اور وہ ان کو خوش کرے گا اس کے سوا کسی سے یہ امید نہیں کی جا سکتی کہ وہ ان کی دعا قبول کرے گا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ان کی دعا کی قبولیت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (تفسیر ثنائی)

جب مُردوں سے تشبیہ دے کر اللہ تعالیٰ نے ان کی بات سننے کی نفی کر دی تو اب ان کو بہروں سے تشبیہ دے کر ان کی بات سننے کی نفی کرتا ہے۔ (تفسیر ثنائی)

**وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ**

اور تو نہیں سنا سکتا جو قبروں میں ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ**

تو نہیں ہے مگر ڈر سنانے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا**

ہم نے بھیجا تجھ کو ساتھ سچائی کے خوشی سنانے والا اور ڈر سنانے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ**

اور کوئی امت نہیں گزری مگر اس میں آ چکا ہے ڈر سنانے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَإِن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ**

اور اگر جھٹلائیں تجھ کو تو جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتَابِ الْمُنِيرِ**

آئے تھے ان کے رسول ساتھ نشانیوں کے اور صحیفوں کے اور کتاب روشن کے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ**

پھر پکڑا میں نے منکروں کو سو کیسا ہوا میرا انکار۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا**

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی پھر نکالے ہم نے اس سے پھل مختلف رنگ کے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بِيضٌ وَحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ**

اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ مختلف رنگ کے اور کالے سیاہ۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ**

اور آدمیوں میں اور جانوروں میں اور چوپایوں میں مختلف رنگ کے ہیں اسی طرح۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ**

اللہ سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے جو علم والے ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ**

بیشک اللہ زبردست ہے بخشنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً**

بیشک جو لوگ پڑھتے ہیں کتاب اللہ کی اور قائم رکھی نماز اور خرچ کیا ہم نے جو کچھ ان کو دیا چھپا اور کھلا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّن تَبُورَ**

امید رکھتے ہیں ایسی سوداگری کی جو کبھی نہ گھاٹا ہو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُم مِّن فَضْلِهِ**

تاکہ پورا دے ان کو ان کا ثواب اور زیادہ دے ان کو اپنے فضل سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ**

بیشک وہ بخشنے والا ہے قدر کرنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ**

اور جو ہم نے بھیجی تیری طرف کتاب وہ سچ ہے سچا کرتی ہوئی اگلی کتابوں کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ**

بیشک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے دیکھتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا**

پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان کو جن کو چن لیا ہم نے اپنے بندوں میں سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ وَمِنْهُم مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ**

پھر کوئی ان میں ہے اپنا برا کرنے والا اور کوئی ان میں بیچ کی چال چلنے والا اور کوئی ان میں بڑھ گیا نیکیوں میں اللہ کے حکم سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ**

یہی ہے بڑا فضل۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ مِن ذَهَبٍ وَلُؤْلُؤًا**

باغ ہمیشہ رہنے کے جائیں گے ان میں پہنائے جائیں گے ان میں کنگن سونے کے اور موتی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ**

اور پوشاک ان کی وہاں ریشم ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ**

اور کہیں گے سب خوبی اللہ کو ہے جس نے دور کیا ہم سے غم۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّ رَبَّنَا لَغَفُورٌ شَكُورٌ**

بیشک ہمارا رب بخشنے والا ہے قدر کرنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**الَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ**

جس نے اتارا ہم کو اپنے فضل سے ٹھکانے کے گھر میں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ**

نہ پہنچے ہم کو وہاں کچھ تکلیف اور نہ پہنچے ہم کو وہاں کچھ ماندگی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا**

اور جو منکر ہوئے ان کو آگ ہے دوزخ کی نہ ان پر حکم بھیجا جائے کہ مر جائیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا**

اور نہ ہلکا کیا جائے ان سے کچھ عذاب اس کا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ**

یوں بدلہ دیتے ہیں ہر ناشکرے کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَهُمْ يَصْطَرِخُونَ فِيهَا رَبَّنَا أَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ**

اور وہ چلائیں گے اس میں کہ اے رب ہمارے نکال ہم کو ہم کام کریں نیک برخلاف ان کاموں کے جو کرتے تھے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَن تَذَكَّرَ**

کیا نہ تھا عمر دی ہم نے تم کو اتنی کہ سمجھ لیتا اس میں جو کوئی سمجھنا چاہتا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِن نَّصِيرٍ**

اور آیا تم کو ڈر سنانے والا سو چکھو پس ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ**

بیشک اللہ جانتا ہے چھپی چیز آسمانوں اور زمین کی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ**

وہ جانتا ہے بھید دلوں کے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ**

وہی ہے جس نے تم کو جانشین کیا زمین میں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**فَمَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ**

پھر جو کوئی منکر ہوا اس پر وبال ہے اس کے انکار کا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِندَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا**

اور نہیں بڑھتا منکروں کو انکار ان کا ان کے رب کے ہاں مگر بیزاری۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا**

اور نہیں بڑھتا منکروں کو انکار ان کا مگر نقصان۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ**

تو کہہ دیکھو تو اپنے شریکوں کو جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ**

مجھ کو دکھاؤ کیا چیز بنائی ہے انہوں نے زمین کی یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِّنْهُ**

یا ہم نے دی ہے ان کو کتاب کہ وہ ہیں ایک سند پر اس سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**بَلْ إِن يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُم بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا**

بلکہ وعدہ دیتے ہیں ظالم ایک دوسرے کو نہیں مگر دھوکا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ أَن تَزُولَا**

بیشک اللہ تھامے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ ٹل نہ جائیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَئِن زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا مِنْ أَحَدٍ مِّن بَعْدِهِ**

اور اگر ٹل جائیں تو تھام نہیں سکتا ان کو کوئی اس کے بعد۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا**

بیشک وہ ہے تحمل والا بخشنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ إِحْدَى الْأُمَمِ**

اور قسمیں کھائیں اللہ کی بڑی کوشش کی قسمیں کہ اگر آوے ان کے پاس ڈر سنانے والا تو وہ ہوویں راہ پر زیادہ تر کسی امت سے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا**

پھر جب آیا ان کے پاس ڈر سنانے والا تو نہ بڑھا ان کو مگر بدکنا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ**

غرور کرتے ملک میں اور داؤ کرتے برا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ**

اور برا داؤ نہیں گھیرتا مگر اپنے کرنے والوں کو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**فَهَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ**

پھر کیا راہ دیکھتے ہیں مگر اگلوں کے دستور کی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا**

سو تو نہ پائے گا اللہ کے دستور کو بدلتا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا**

اور تو نہ پائے گا اللہ کے دستور کو ٹلتا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ**

کیا نہیں چلے پھرے ملک میں کہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً**

اور وہ تھے زور میں ان سے بڑھ کر۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ**

اور اللہ ایسا نہیں کہ کوئی چیز اس کو عاجز کر دے آسمانوں میں اور نہ زمین میں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا**

بیشک وہ ہے جاننے والا قدرت والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِن دَابَّةٍ**

اور اگر پکڑتا اللہ لوگوں کو ان کے کرتوت پر تو نہ چھوڑتا پیٹھ پر اس کی کوئی چلنے والا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**وَلَٰكِن يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى**

اور لیکن ڈھیل دیتا ہے ان کو ایک ٹھہرائی میعاد تک۔ (ترجمہ شیخ الہند)

**فَإِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا**

پھر جب آ پہنچا ان کا وقت تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

## فوائد و مسائل:

تمام کلام سے ذکر شدہ آیات، احادیث اور قرآن کریم کی تفسیر کی روشنی میں جو بات سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی پیغام آتا ہے اس کو قبول کرنے کی ذمہ داری انسان پر ہے۔ (تفسیر ثنائی)

## پاک کلمات اللہ تعالیٰ کی طرف کیسے چڑھتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ پاکیزہ کلمات سے مراد اللہ

تاویز ۶ ۱۰۰ اللہ اللہ واللہ اکبر ولا رب اللہ کہتا ہے۔ کوئی ایک قرشتہ ان کو اوپر لے کر اپنے پروں کے نیچے چھپا کر لے جاتا ہے اور چڑھ جاتا ہے اور ملائکہ جس کی جماعت کے قریب سے گذرتا ہے وہ ملائکہ ان کلمات کے قائل کے لیے دعا و مغفرت کرتے ہیں؟ خود رب العالمین کی بارگاہ میں ان کلمات کا وہ قرشتہ پیش کر دیتا ہے جس کی تصدیق اللہ کی کتاب (کی اس آیت) سے ہوتی ہے اللہ نے فرمایا ہے اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ۔

رواہ ابو یعلی، الحاکم وغیرہ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو جریرہؓ کی روایت سے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا ہے (تفسیر ظہری)

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللّٰہُ اَکْبَرُ عرش کے گرد نرم و آہستہ آواز نکالتے ہیں جیسے شہد کی مکھیوں کی جھنبھناہٹ ہوتی ہے اپنے کہنے والے کا ذکر خدا کے سامنے کرتے رہتے ہیں اور نیک اعمال کرنے والوں میں محفوظ رہتے ہیں۔

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اللہ کا جلال اس کی تسبیح اس کی حمد اس کی بڑائی اس کی وحدانیت کا ذکر کرتے رہتے ہیں ان کے لئے ان کے یہ کلمات عرش کے آس پاس خدا کے سامنے ان کا ذکر کرتے رہتے ہیں کیا تم نہیں چاہتے کہ کوئی تم میں کوئی نیکی ذکر کرنا تمہارے رب کے سامنے کرتا رہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ |
| اور کام نیک اس کو اوپر چڑھاتا ہے ؎ |

## پاک کلمات اور عمل صالح دونوں ضروری ہیں:

حضرت کے کلام (اگر کلمہ طیبہ) کا ذاتی اقتضاء ہے تو ہر چڑھنے والے کلام کے ساتھ دوسرے اعمال صالحہ بھی چڑھیں تو وہ اس کو سہارا دے کر اور زیادہ اوپر لے جاتے اور بلند کرتے رہتے ہیں۔ اچھے کلام کو بدون اچھے کام کے اس کے پوری رفعت شان حاصل نہیں ہوتی۔ بعض مفسرین نے وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُہٗ کی ضمیروں کا مرجع بدل کر یہ معنی لئے ہیں کہ عمل صالح اپنے کلام کا ہمیشہ نیچے اور بلند کرتا ہے۔ یہ بھی درست ہے بشرطیکہ فاعل نے یہ ضمیر کی ضمیر اللہ کی طرف لوٹائی ہے۔ یعنی اللہ عمل صالح کو بلند کرتا اور مقبول پر پہنچاتا ہے بہر حال خوش ہے کہ بھلے کام اور اچھے کلام دونوں ملکر رفعت کو پہنچتے ہیں۔ بندہ جو محض اللہ تعالیٰ سے عزت کا طالب ہو وہ ان چیزوں کے ذریعہ سے حاصل کرے۔ حضرت تھانوی صاحب لکھتے ہیں "یعنی عزت اللہ کے ہاتھ ہے تمہارے ذکر اور اچھے کام تو اس کام کو اوپر لے جاتے ہیں جو عزت کا ہے۔ اور اچھے کام بغیر ذکر کے بھی اوپر لے جاتے ہیں جو عزت کا ہے۔ اور ذکر بغیر اچھے کام کے اوپر نہیں لے جاتا جو عزت کا ہے۔ اور اچھے کام بغیر ذکر کے

"صعود" اور "رفع" کا فرق:

کلمہ طیب اور نیک عمل کا تعلق چونکہ اللہ تعالیٰ سے ہے اس لئے اس کا اوپر کو چڑھنا یعنی قبول ہونا اور صحیح ٹھکانے پر پہنچنا بھی اسی کے لئے مخصوص ہے اسی لئے ان کے لئے صعود کا لفظ استعمال کیا گیا اور اعمال صالحہ کا تعلق چونکہ بندے سے ہے جو مخلوق ہے اعمال صالحہ کا اوپر کو چڑھنا قبول ہونا "رفع" کا لفظ کہہ کر بیان نہیں کیا گیا کیونکہ یہ لفظ بندے کے بارے میں اس لئے اعمال صالحہ کے لئے مناسب نہیں سمجھا گیا۔ (استفادہ از روح المعانی)

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ

اور جو لوگ بری بری تدبیریں کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے

شَدِيْدٌ وَّمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ

اور ان کا مکر ہے نتیجہ ہونے والا ہے

حق کے مخالف ناکام ہوں گے:

یعنی جو لوگ بری بری تدبیریں سوچتے اور حق کے خلاف (اور مخلوقات میں رہتے ہیں آخر ناکام ہو کر خسارہ اٹھائیں گے۔ دیکھو قریش نے "دار الندوہ" میں بیٹھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرنے یا قتل کرنے یا وطن سے نکالنے کے مشورے کئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بدر کے موقع پر وہی لوگ قید ہوئے یا مسلمانوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئے اور قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

اور اللہ نے تم کو مٹی سے پھر نطفہ سے

ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ۭ وَمَا تَحْمِلُ

پھر بنا دیا تم کو جوڑے جوڑے اور نہ حمل رہتا ہے

مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۭ

کسی عورت کو اور نہ وہ جنتی ہے مگر اللہ کی خبر لئے ہوئے

انسان کا توالد و تناسل:

یعنی "وہ کہ اول سے پھر جس نے تم کو ذلیل پانی کی بوند سے پیدا کیا، پھر مرد اور عورت کے جوڑے بنا دیئے جس سے نسل چلی۔ اس درمیان میں استقرار حمل سے لے کر بچہ کی پیدائش تک جو واقعات و انقلابات گزرے سب کی خبر خدا ہی کو ہے۔ ماں باپ بھی نہیں جانتے کہ رحم میں کیا کچھ صورتیں

وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ

اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے

عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ يَسِيْرٌ

کوئی کی عمر مگر لکھا ہے کتاب میں بیشک یہ اللہ پر آسان ہے

ہر ایک کی عمر مقرر ہے، کفر آخر کار مغلوب ہوگا:

یعنی جس کی جتنی عمر ہے اور جس تاریخ کو مرنا لکھا ہوا ہے اور جو اسباب عمر کے گھٹنے بڑھنے کے ہیں یہ سب کچھ ان علم غیب کو پہنچے کون نہیں سب اللہ کے علم میں ہے اور اللہ کو ان چیزوں پر احاطہ رکھنا بندوں کی طرح کچھ مشکل نہیں۔ اس آیت تمام امکان و احتمال، جزئی کلی اور غیب و شہادت کا فیصلہ دل سے ہو گیا۔ اب رہا یہ کہ اوپر قیاس نہ کرو۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ کام سہل کیا ہوتا ہے جیسے آدمی کو پیدا کرنا اور اپنی عمر تک پہنچانا اسی طرح سمجھو اسلام بھی دے گا اور کافر کو مسلمان مشہور کر کے چھوڑے گا۔" (منہ جانی)

لوح محفوظ پر ہر ایک کی عمر کا مفصل اندراج ہوتا ہے:

سعید بن جبیر نے کہا اس کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں لکھا ہوتا ہے کہ فلاں شخص کی عمر اتنے سال کی ہوگی پھر اس کے نیچے لکھا ہوتا ہے ایک دن گذرا دو دن گذرے تین دن گذرے اسی طرح چوتھی عمر کے دن لکھتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور اسی طرح عمر ختم ہو جاتی ہے۔

بعض علماء کے نزدیک آیت کا یہ مطلب ہے کہ کسی کی عمر میں بیشی یا کمی نہیں کی جاتی عمر اسی کا اندراج (پہلے سے) لوح محفوظ میں ہوتا ہے مگر ان لوح محفوظ میں لکھا ہوتا ہے کہ فلاں شخص کی عمر اتنے سال کی ہوگی بشرطیکہ اس نے صلہ رحمی کی تو اس کی عمر بڑھا دی جائے گی یہ سب کچھ لوح محفوظ میں پہلے سے لکھا ہوا ہے۔ (منہ بتغیر)

زیادتی عمر کے اسباب:

بخاری و مسلم وغیرہما میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو چاہے کہ اس کی روزی اللہ تعالیٰ بڑھا دے اور عمر لمبی کر دے اس کو چاہئے کہ صلہ رحمی کرے۔ ایک اور حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کسی کی اجل آجانے کے بعد اسے مہلت نہیں ملتی۔ زیادتی عمر سے مراد ایک تو لمبی عمر ہے جس کی دعا کی جاتی ہے اسے مرنے کے بعد اس کی قبر میں پہنچتے ہی بیشک زیادتی عمر ہے۔ (منہ بتغیر)

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا

اور برابر نہیں ہو دریا یہ میٹھا ہے پیاس بجھانا ہے جس کا بہت خوشگوار پینا اور یہ کھارا تلخ ہے اور تم ہر ایک سے کھاتے ہو گوشت تازہ اور نکالتے ہو گہنا جس کو پہنتے ہو تم

نصب اسلام کے لطیف اشارے:

آپ سے دلائل توحید اور شواہد قدرت بیان ہوتے آرہے ہیں، ان کے ضمن میں لطیف اشارے اسلام کے غلبہ کی طرف بھی ہوتے جاتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "یعنی کفر اور اسلام برابر نہیں خدا کفر کو مغلوب ہی کرے گا اگر تم کو دونوں سے تاؤ دے لے گا۔ مسلمانوں سے تو شہد ہیں اور کافروں سے جو پیدا خراج اور گوشت تلے کھاویں دونوں دریاؤں سے نکلتا ہے جیتی مچھلی۔ اور کہتا (زیور) یعنی موتی۔ مونگا اور جواہر اکثر کہ دریا سے نکلتے ہیں" (تفسیر عزیزی)

مچھلی کا حکم: اس آیت میں مچھلی کا گوشت کھانا۔ یہ تفسیر کرنے میں اس طرف اشارہ دیا جاتا ہے کہ مچھلی کی طرح گوشت حلال ہے اس کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں، اسی لئے دوسرے پانی جانوروں کے کہ جب تک ان کو ذبح کے حکم پر ذبح نہ کریں حلال نہیں ہوتے یہ مگر مچھ نہیں کھاتے، وہ حرام ہے۔

موتی کھاری اور میٹھے دونوں طرح کے پانی میں ہوتے ہیں:

عبد کے معنی زیور کے ہیں، مراد اس سے موتی ہیں، آیت سے معلوم ہوا کہ موتی جس طرح نمکین پانی کے سمندروں میں پیدا ہوتے ہیں شیریں دریاؤں میں بھی ہوتے ہیں، جو عام شہرت کے خلاف ہے، کیونکہ مشہور تو یہی ہے کہ موتی نمکین پانی ہی میں پیدا ہوتے ہیں۔

مردوں کیلئے موتیوں کا استعمال:

تفسیر نعیمی میں ہے: "اس سے استعمال کرنے کی اس طرف اشارہ ہو گیا کہ موتیوں کا استعمال عورتوں کے لئے بھی جائز ہے بخلاف سونے چاندی کے کہ ان کا استعمال عورتوں کے لئے جائز نہیں۔ (روح) کما ھو مذھب (حنفی)

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا

اور تو دیکھے جہازوں کو اس میں چیرتے ہوئے پانی کو چلتے

مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

تاکہ تلاش کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر کرو ۝

اللہ کا شکر ادا کرو:

اکثر بیرونی تجارتیں جہازوں کے ذریعہ سے ہوتی ہیں، ان سے جو منافع حاصل ہوں یہ بھی اللہ کا فضل ہے ان تمام انعامات پر انسان کو چاہئے مالک کا شکر ادا کرے۔ (تفسیر عثمانی)

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ

رات کھسکا دیتا ہے دن میں اور دن کھسکا دیتا ہے

فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ

رات میں اور کام میں لگا رکھا سورج اور چاند کو

كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى

ہر ایک چلتا ہے ایک مقرر وعدہ تک ۝

اپنے وقت پر غلب ہوگا:

یہ مضمون پہلے کئی جگہ گذر چکا ہے، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: "یعنی رات دن کی طرح کبھی کفر غالب ہے کبھی اسلام اور سورج چاند کی طرح ہر چیز کی مدت بندھی ہے اور موجود نہیں ہوتی۔" حق کا غلبہ باطل پر اپنے وقت پر ہوگا۔ (تفسیر عزیزی)

مغرب کے فلاسفروں کا شوشہ:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ آفتاب و مہتاب حسب حکم خداوندی گردش کرتے رہتے ہیں، مغربی فلاسفہ نے ایک شوشہ یہ چھوڑا ہے کہ آفتاب زمین کے گرد نہیں گھومتا بلکہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہے۔

اگر فلاسفہ مغرب کا یہ خیال صحیح ہوتا کہ زمین آفتاب کے گرد گھومتی ہے تو لا محالہ زمین کے گھومنے سے مغرب سے مشرق کی طرف ہوتا رہتا لازم تھا، وہ ہمیشہ اپنے حال پر رہتا ہے اور ٹھیک اسی جگہ رہتا ہے جہاں پہلے تھا بلکہ بیرونگ (چین کے شمال اور جنوب میں رہتے ہیں ہر ایک کی ہمیشہ متعین ہو جاتی چاہئے حالانکہ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی وقت کسی ان کی جہت کو متعین نہیں پاتے پس ثابت ہوا کہ زمین کی گردش کا خیال بالکل غلط ہے۔

نیز اگر زمین گردش کرتی تو لازم تھا کہ دریاؤں اور کنوؤں کے پانی مضطرب ہو جاتے بلکہ کھڑوں اور کنوؤں کے پانی بھی پلٹ جانے لیکن یہ کہنا

کہ کہ زمین آفتاب کے گرد بہت زور سے چکر کاٹ رہی ہے بالکل غلط اور باطل ہے۔ (مولانا وحید الدین)

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے اور جن کو تم پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ

اس کے سوا وہ مالک نہیں کھجور کی گٹھلی کے ایک چھلکے کے بھی

## خود ساختہ خداؤں کی بے بسی:

یعنی جس کی صفات (شعور اور بیان ہو گئی حکمت میں پہ ہے تمہارا سچا پروردگار اور کل زمین و آسمان کا بادشاہ۔ باقی جنہیں تم خدا قرار دے کر پکارتے ہو، وہ سکتہ بھی بادشاہ کیا ہوتے کھجور کی گٹھلی پر جو باریک جھلی سی ہوتی ہے اس کے بھی مالک نہیں۔ (تیسیر الرحمٰن)

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ

اگر تم ان کو پکارو تو نہیں سنیں تمہارا پکارنا اور اگر

سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ

سنیں نہیں تمہارے کام کی

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ

اور قیامت کے دن منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے تمہارے

## خود ساختہ خدا بے کار ہیں:

یعنی جن معبودوں کا سہارا لیتے ہو، وہ تمہاری پکار نہیں سنتے اور فرض کرو کبھی سن بھی لیں تو کچھ کام نہ آسکتے بلکہ قیامت کے دن تو صاف مشرکانہ حرکات سے علانیہ بیزاری کا اظہار کر دیں گے اور بجائے مددگار بننے کے دشمن ثابت ہوں گے۔ (تفہیم القرآن)

## انبیاء اور فرشتے مشرکین سے بیزار ہیں:

ہندوں میں تو بیشتر صورتیں ایسی ہیں کہ انبیاء اور فرشتوں میں اگرچہ صلاحیت ہے مگر نہ وہ ہیں بلکہ موجود ہیں نہ ہر ایک کے کلام کو سنتے ہیں۔ آگے فرمایا کہ اگر بالفرض وہ سن بھی لیں جیسے فرشتے اور انبیاء تو پکارنے والے کی وہ تمہاری درخواست پوری نہ کریں گے، کیونکہ ان کی خود قدرت نہیں، اور اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر اس سے کسی کی سفارش نہیں کر سکتے۔ (موضح حاشیہ)

وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ

اور کوئی نہ بتائے تجھ کو جیسا بتلائے خبر رکھنے والا

کی پکی خبر۔ یعنی اللہ سے زیادہ احوال کون جانے وہی بتلا سکتا ہے کہ یہ شریک خدا ہیں جو کچھ کام نہیں آسکتے ایسی ٹھیک اور پکی خبر کون بتلا سکتا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاۗءُ

اے لوگو تم سب محتاج ہو

اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ

اللہ کے اللہ بے پروا ہے سب خوبیوں والا

## سب اللہ کے محتاج ہیں:

یعنی سب لوگ اسی اللہ کے محتاج ہیں جسے کبھی کسی احتیاج نہیں کیونکہ تمام خوبیوں اور کمالات اسی کی ذات میں جمع ہیں پس وہی حقیقی عبادت و سفارش کا حق دار ہے۔ (تفہیم القرآن)

## انسان سب سے زیادہ محتاج ہے:

یعنی بلا شبہ تمام مخلوق (جن و انس و ملائکہ و حیوانات) سے نجات اور جنت کے ثواب میں تم بھی اللہ کے محتاج ہو، پس تو ساری مخلوق اللہ کی احتیاج ہے لیکن انسان نے باوجود کمزور اور ظالم و جاہل ہونے کے بار امانت اپنے اوپر لاد کر اس لیے دوسری مخلوق کے مقابلے میں یہ زیادہ احتیاج ہے اس کی ضروریں کسی طبقہ یا نسلی مخلوق کی ضروریں نہیں بلکہ تمام بنی نوع انسان کی ضروریں ہیں۔ (احسن الکلام)

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ

اگر چاہے تو لے جائے وہ تم کو اور لائے ایک نئی مخلوق

وَّمَا ذٰلِكَ عَلَي اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

اور یہ بات اللہ پر مشکل نہیں ہے

## اللہ تمہاری جگہ دوسری مخلوق لا سکتا ہے:

یعنی تم نہ مانو تو اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا وہ بڑی قدرت والا ہے اگر تم سے جو عہد وہ اس کی فرمانبرداری اور اطاعت کا لیا ہے جیسے تمام انسانوں پر فرشتے اور انبیاء تو اللہ کو کچھ مشکل نہیں تمہاری جگہ دوسری مخلوق کو لے آنا۔ (موضح حاشیہ)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ

اور نہ اٹھائے گا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا اور اگر بلائے

مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ

بوجھ میں دبا ہوا کوئی بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اٹھائے اس میں سے

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي

اور مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں عبادت نہ کروں اس کی جس نے مجھے پیدا کیا ہے

کوئی کسی کا بوجھ نہیں بٹائے گا:

یعنی یہ کوئی انوکھی بات نہ ہو گی کہ ہر شخص اپنے کیے کا آپ ذمہ دار ہو۔ ایک کے گناہ میں دوسرا نہ پکڑا جائے۔ ایک کی نیکی دوسرا نہ کمائے۔ ایک کا بوجھ دوسرا نہ اٹھائے۔ ہر شخص کو اپنی ہی نیکی اور بدی کا پھل ملے۔ یہ بات اس لیے فرمائی گئی کہ مشرکین کا یہ خیال تھا کہ ہمارے بڑوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی سزا ہمیں ملنی چاہیے۔ ہم ان کی سزا کیوں بھگتیں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ ہر شخص اپنے کیے کا ذمہ دار ہے۔ دوسرے کے کیے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

کچھ مسلمانوں کے تنزل کا یہود و نصاریٰ پر ڈالنے کا مطلب

مسلم نے حضرت ابوموسیٰ کی روایت سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑوں کے برابر گناہ لے کر آئیں گے۔ اللہ ان کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ کے گلے ڈال دے گا۔ اور ان کے گلے بھاری ہو جائیں گے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت انس کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ ایک کافر کھڑا کر دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرا فدیہ ہے (تو جہنم سے بچ جائے گا)۔ یہ مطلب ہے۔

دوسرے راویوں کی اور بہت سی روایتوں کا مضمون یہ ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں بعض نیکیوں والے ایسے ہوں گے جن کا ثواب کوہ تہامہ کے برابر ہو گا۔ ہر ہر نیکی پہاڑ کے برابر ہو گی۔ اور وہ خوش ہو رہے ہوں گے کہ ہم نے اتنی بڑی نیکیاں کی ہیں۔ ہم جہنم سے بچ جائیں گے۔ بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کے گناہ کوہ تہامہ کے برابر ہوں گے۔ ہر ہر گناہ پہاڑ کے برابر ہو گا۔ وہ بھی خوش ہو رہے ہوں گے کہ ہم نے اتنے بڑے بڑے گناہ کیے ہیں۔ ہم جہنم میں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ان کے گناہوں کو ان کی نیکیوں کے بدلے میں ڈال دو۔ اور ان کی نیکیوں کو ان کے گناہوں کے بدلے میں ڈال دو۔ اس طرح یہ لوگ جہنم سے بچ جائیں گے۔ اور جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

وَإِن تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ

اور اگر کوئی بوجھ میں دبا ہوا شخص اپنا بوجھ اٹھانے کے لیے پکارے گا تو اس کا بوجھ اٹھانے کے لیے کوئی بھی نہ آئے گا اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو

ہر کسی کا اپنا فائدہ ہے:

یعنی آپ کی نصیحت سے صرف وہی لوگ فائدہ اٹھائیں گے جو اپنے حال پر رحم کھائیں۔ آپ پر اپنا بوجھ نہ ڈالیں۔ جو اپنی اصلاح کا خود ہی فکر نہ کریں۔ جو اپنے اعمال کا خود ہی ذمہ دار نہ بنیں۔ جو اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہی نہ رکھیں۔ ایسے لوگوں کو آپ کی نصیحت سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

آپ تو صرف انہی لوگوں کو ڈرا سکتے ہیں جو بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

ڈرنے والے:

یعنی آپ کے ڈرانے سے وہی لوگ ڈریں گے جو اللہ کے وعدہ اور وعید پر یقین رکھتے ہیں۔ جو اللہ کو بن دیکھے مانتے ہیں۔ جو اس کی ملاقات کا یقین رکھتے ہیں۔ جو اس کی عدالت میں جواب دہی کا احساس رکھتے ہیں۔ جو اس کی بارگاہ میں حاضری کا خوف رکھتے ہیں۔ جو اس کی عبادت کرتے ہیں۔ جو نماز قائم کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَن تَزَكَّىٰ فَإِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ

اور جو پاکیزگی اختیار کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے پاکیزگی اختیار کرتا ہے

وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ

اور اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے

ہر کسی کا اپنا فائدہ ہے۔

یعنی آپ نصیحت سے صرف انہی لوگوں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں جو اپنے حال پر رحم کھائیں۔ جو اپنی اصلاح کا خود ہی فکر کریں۔ جو اپنے اعمال کا خود ہی ذمہ دار بنیں۔ جو اللہ کے سامنے جواب دہی کا احساس رکھیں۔ جو اس کی بارگاہ میں حاضری کا خوف رکھیں۔ جو اس کی عبادت کریں۔ جو نماز قائم کریں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ

اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہو سکتے

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ

اور نہ اندھیرے اور روشنی

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ

اور نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ دھوپ کی تپش

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ

دوسروں اور کافر برابر نہیں:

یہی مضمون جس کو اللہ نے اوپر کی آیتوں میں حق کے آنے والے اور وحی الٰہی کی روشنی میں بے کھٹکے راہ طے کرنے سے سمجھایا تھا، اب اس کو اندھوں اور آنکھ والوں کی مثال سے سمجھایا جا رہا ہے۔ ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ دنیا میں یہ دونوں گروہ کس طرح ساتھ ساتھ موجود ہیں۔ فی الحقیقت مومن اور کافر میں اس سے بھی زیادہ تفاوت ہے جو اندھے اور آنکھ والے میں ہے، اور اس کا انجام بھی اندھے اور آنکھ والے کے انجام سے بہت زیادہ مختلف ہے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، الزمر، حاشیہ ۱۰)

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ

اور برابر نہیں ہے اندھا اور آنکھ والا

وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ

اور نہ اندھیرے اور نہ روشنی

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ

اور نہ ٹھنڈی چھاؤں اور نہ دھوپ کی تپش

وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ

اور برابر نہیں ہیں زندہ اور مردے

إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ

بے شک اللہ سنواتا ہے جس کو چاہتا ہے اور تو نہیں سنوا سکتا ان کو جو قبروں میں ہیں

إِنْ أَنتَ إِلَّا نَذِيرٌ

تو نہیں ہے مگر ڈر سنانے والا

پیغمبر کی ذمہ داری:

یعنی اللہ تعالیٰ چاہے تو ہر اندھی آنکھ کو بینا بنا دے اور ہر بہرے کان کو سننے والا بنا دے، اس طریقہ سے جو پیغمبر کا کام ہے وہ تو پیغمبر کر رہا ہے۔ وہ تو ڈرانے والا ہے، اس کا کام یہ نہیں ہے کہ ہر سننے والے کو سنا دے اور ہر دیکھنے والے کو دکھا دے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب لکھتے ہیں "مگر سب طرح کے لوگ برابر نہیں، کسی انسان (یا جانور) میں بھی کوئی آواز پڑتی ہے تو سنتا ہے اور اس پر غور کرتا ہے، اور کسی میں بھی کوئی بات

مسئلہ پوچھا تھا کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حال کہ کیا خدا کے فقائے رنگ تمیزی بھی کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اور ایسے رنگ رنگتا ہے جو کسی کی سمجھ میں نہیں آتے اور علیہ یہ حدیث صریح اور مخالف بھی مروی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

| |
|---|
| وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْأَنْعَامِ |
| اور آدمیوں کے اور چوپایوں کے اور چارپایوں میں |
| مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ كَذَٰلِكَ |
| کتنے رنگ ہیں ان کے اسی طرح |

پس یہ بیان ہے خدا کی قدرت کاملہ کا جس سے عرب جاہلیت و جہالت اور جہالت میں رنگ رنگ کی مخلوق ہے انسان میں تین قسم کے آدمی ہیں ایک خاص جماعت ہے مؤمن اور کافر ایک دوسرا جانے والے اور سب انسان ایک ہی صنف اختیار کرلیں یہ کب ہوسکتا ہے۔ اس لئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں نے مختلف ہیں۔ (تفسیر جلالین)

| |
|---|
| إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ |
| اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں سے جو علم والے ہیں |
| إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ |
| بیشک اللہ زبردست ہے بخشنے والا |

## اہل علم کی شان:

یعنی بندوں میں ڈرنے والے اللہ سے علم والے ہیں اور اللہ سے ڈرنے والے بھی دو قسم کے ہیں ایک تو وہ جو خشیت و خوف آخرت کے بغیر وہ اس کو دنیا کے بچانے کے لئے دیکھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے احکام و ہدایات کا حرص و اہمال کرکے تشفی قلبی کو نظر رکھتے ہیں۔ جس میں کچھ شعار بھی نہیں ہوتا کہ اچھا کسی وجہ سے خدا سے ڈرنے والے ہیں خوف خدا تھا جس کو وہ اصل حقیقت عالم کہا ہے کہ تشفی نہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جس سب آدمی ڈرنے والے نہیں۔ خدا سے ڈرنا سمجھ والوں کی صفت ہے اور اللہ کا معاملہ کھلی دلیل سے ہے اور دوست بھی ہے کہ سب کچھ بتا چکا ہے۔ اب جو کوئی نہ سمجھے گا بگڑا رہے گا" یہاں دو اصل حقیقت سے بتلا دیا جاتا ہے کہ تمام نفع و ضرر دنیا اسی کے قبضہ میں ہے۔ تو جب چاہے تشفی دے سکتا ہے اور ضرور تشفی کرتا ہے۔ (تفسیر جلالین)

شیخ اجل شہاب الدین سہروردی نے لکھا ہے کہ اس آیت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ علم کی حقیقت خشیت ہے اور جس کو خشیت حاصل نہیں وہ علم نہیں ہے کیونکہ اس کی حقیقت بلاوت اور صفات بذاتہ وہ نہیں ہے بلکہ تقویٰ ہے۔

بعضوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مرد ہے کہ علم دین حاصل کرے پھر اس کی طرف رغبت نہ کرے اور اس کو چھوڑ دے تو یہ علم اس کے حق میں وبال ہوگا اور اس کی حجت اللہ پر قائم ہوگی۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ اللہ کا ڈر تھا:

بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض لوگوں کو کچھ کام کرنے کو فرمایا تو لوگوں نے اس کی اجازت دینا چاہی لیکن بعض لوگوں نے ان کاموں سے پرہیز کرنا چاہا (یعنی جائز یا مباح سمجھ کر) یہ خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ نے خطبہ دیا جس میں اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ کیا بات ہے کہ کچھ لوگ ایسے کام کرتے ہیں جن سے میں خود بچتا ہوں اور ان کاموں سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

## عالم کی فضیلت:

داری نے روایت عمرو بن حمل سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ شخص پر۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ إِنَّمَا يَخْشَى اللَّهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ۔

بخاری نے بھی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کی اس کے ساتھ میں بھلائی کی جاتی ہے تو کچھ مشکل پیش آتی ہے تو اس کو تکلیف دیتے ہیں۔

اس بیان سے ثابت ہوا کہ کامل عالم تو وہی ہوتا ہے جس کے علم و عمل میں اس کے علم و عمل سے خشیت خدا پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ خشیت خدا ہی علم کا ثمرہ ہے۔ (تفسیر عزیزی)

## علماء کی تین قسمیں:

عزیزی نے علمائے تین قسمیں ہیں عالم باللہ و عالم بامر اللہ و عالم باللہ و بامر اللہ۔ عالم باللہ وہ ہے جو اللہ کو پہچانتا ہے اور اس کی صفات کو جانتا ہے لیکن اس کا علم اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا ہے جو خدا نے اپنے رسولوں پر نازل فرمایا ہے اور عالم بامر اللہ وہ ہے جو اللہ کے احکام کو جانتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا ہے اور عالم باللہ و بامر اللہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور اس کے احکام پر عمل کرتا ہے۔ (تفسیر عزیزی)

## علم کون سے اور علم کیا ہے:

حسن بصری نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ علم وہ نہیں ہے جو زبانوں پر جاری ہو بلکہ علم وہ ہے جو دلوں میں اللہ سے ڈر پیدا کرے اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ترغیب دی ہے اور اس کو مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ فرمایا ہے کہ خدا سے ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں سے علماء۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا العلم الخشیۃ علم خشیت ہے۔

وَلٰكِنَّ الْعِلْمَ غَيْرُ مُخْتَرِعٍ الْعَقْلِيَّةِ: "لیکن علم بہت سی احادیث سے ثابت ہے، لہٰذا اس پر عمل کرنا کوئی عقلی اختراع نہیں بلکہ حکم شرعی ہے کہ اس سے ساتھ اللہ کا خوف ہو۔"

حاصل یہ ہے کہ جس قدر بھی علم خدائے تعالیٰ کا خوف پیدا کرنے والا ہو وہی علم عالم ہے۔ ورنہ حسن صالح مصری نے فرمایا: "میں نے اللہ کو کثرت روایت اور کثرت معلومات سے نہیں پہچانا جا سکتا بلکہ اس کو تو صرف وسعت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

شیخ شہاب الدین سہروردی نے فرمایا کہ اس آیت میں اشارہ پایا جاتا ہے کہ جس شخص میں اپنے نہ ہو وہ عالم نہیں (مقصری) اس کی تصدیق اگلے سلف کے آثار سے بھی ہوتی ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا:

هو العالم من صدق فعله قوله ومن لم يصدق فعله قوله فليس بعالم

اور مجاہد نے فرمایا:

انما العالم من خشي الله عز وجل وما لم يخش الله عز وجل فليس بعالم

سعد بن ابراہیم سے کسی نے پوچھا کہ مدینہ میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو فرمایا: العالم الخائف ربه۔ یعنی جو اپنے رب سے سب سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

## ایک شبہ کا ازالہ:

مذکورہ تصریحات سے یہ شبہ بھی جاتا رہا کہ بہت سے علم دیکھا جاتا ہے کہ ان میں خدا کا خوف و خشیت نہیں، کیونکہ تصریحات بالا سے معلوم ہوا کہ لفظ علم کے ذریعہ جب عرف میں جو علم حاصل اور جانے جاتے ہیں وہ علم حقیقی نہیں، جو علم حقیقی ہے اس میں خشیت ضرور ہوتی ہے۔ اور قرآن کی اصطلاح میں عالم ہی نہیں، البتہ خشیت کی بھی عرف اعتدالی اور حقیقی ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے آدمی پر لفظ اخشیٰ صادق آتا ہے اور کبھی یہ خشیت حاصل اور ملکہ راسخہ کے درجہ میں حاصل ہوتی ہے جس میں اتباع شریعت آسان ہو جاتا ہے۔ خشیت کا پہلا درجہ ضروری اور عالم کیلئے ضروری ہے، دوسرا درجہ افضل و اعلیٰ ہے ضروری نہیں۔ (از بیان القرآن) (ماخوذ مفتی اعظم)

## علم کا مقصود:

ع جتنے کہ اوج بیش ہمی باید جاں سپرد

علم ہمارے دل کی بیماری اور طلب جاہ و مال کی بیماری ہے اور جو علم ان دونوں بیماریوں سے پاک ہو وہ علم نافع ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اور جو علم اس سے خالی ہو وہ علم نافع نہیں۔ اس علم کا مقصود اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی عظمت و جلال کا استحضار ہے۔ اور اس کا ثمرہ خشیت ہے۔ اور خشیت کا ثمرہ اطاعت ہے۔ اور اطاعت کا ثمرہ جنت ہے۔ اور جنت کا ثمرہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور دیدار ہے۔ اور یہ علم کا مقصود ہے۔ اور اس کے ثمرات ہیں۔ اور علم کے ذریعہ جو کچھ حاصل کرنا ہے وہ یہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ جو کچھ حاصل کرنا ہے وہ یہ ہے۔ اور اس کے ذریعہ جو کچھ حاصل کرنا ہے وہ یہ ہے۔

## ایک تجارت جس میں نقصان کا نفع ہے:

یعنی جو علم ہے اس کو حاصل کرنے کی باتیں کرنا ہے اور اس کی کتاب و حقیقت کے

نشاندہی کر لیں تو یہ ممکن ہے کہ کوئی چیز علم دین کا ایک جزو ہے اور اس پر دین کا لفظ بولا جاتا ہے۔ حالانکہ دین خدا کے ساتھ ایک درجہ کا خوف ہوتا ہے کہ جو علم دین اس کے دل میں گھر کر گیا ہے اس کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو جاتی ہے کہ اللہ کی تقدیر کو ٹالنے سے اور اس کے ارادہ کے خلاف کرنے سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ اور جب یہ بات دل میں بیٹھ جاتی ہے تو اللہ کی نافرمانی کرنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ اللھم اجعلنا من اولئک الذین خشیتک مانعۃ لھم عن کل معصیتک

معلوم ہوا کہ خشیت اس خوف کو کہتے ہیں جس سے بندہ اور معصیت کے درمیان حجابات واقع ہو جاتے۔ (ماخوذ مفتی اعظم)

## طالب علم کی فضیلت:

جیسے کہ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ ایک شخص مدینہ سے مکہ معظمہ حضرت عبداللہ بن عباس کے پاس جاتا ہے اور آپ سے ملاقات کرتا ہے تو آپ دریافت فرماتے ہیں کہ بھائی یہاں کیسے آئے؟ وہ کہتے ہیں میں اس حدیث کو سننے کے لئے آیا ہوں جو آپ بیان کیا کرتے ہیں، ایسی کسی تجارت کی غرض سے نہیں آئے؟ جواب یہ ہیں ہے، پھر کوئی دنیا طلب بھی ہوگی؟ فرمایا کہ کبھی مستقل نہیں، پوچھا کہ کیا حدیث ہی طلب کیلئے سفر کیا ہے؟ جواب دیا کہ ہاں، فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص علم کی تلاش میں کسی راستہ کو طے کرے اللہ تعالیٰ اس سے جنت کے راستوں میں چلائے گا۔ فرشتے طالب علموں کیلئے اپنے پر بچھاتے ہیں کہ خوف دامن سے بہت خوش ہیں، ان کی خوشی کے لئے یہ ہیں، پھر طلبے آسمان و زمین کی ہر چیز استغفار کرتی ہے یہاں تک کہ پانی کے اندر کی مچھلیاں بھی، عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسی چاند کی فضیلت تاروں پر، علماء انبیاء کے وارث ہیں، انبیاء علیہم السلام نے اپنے ورثے میں درہم و دینار نہیں چھوڑے ان کا ورثہ علم ہے جس نے اسے لیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ (ماخوذ مفتی اعظم)

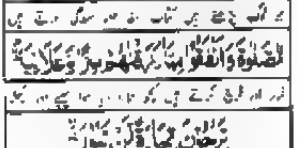

ساتھ پر ہیز کرتے ہیں نہ بری باتوں میں دلچسپی لیتے ہیں نہ حقیقت کو ایسے
پردوں میں چھپاتے ہیں جن کی وجہ سے وہ ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائے
یا قبیح صورت اختیار کر لے۔ ان کا عمل کا فر اور فاسق اس حد تک بے حیا نہیں
ہوتا جس کے اندر کسی قسم کی شرم و حیا باقی نہیں رہتی۔

**قرب خدا کا ذریعہ**

فرمایا ان اعمال میں سے جن کی شروع کو اب میں دیکھا ہے جن کا آپ
نے پچھلے سال سے یا اس سے بھی پہلے سے کون سے ہیں۔ تلاوت قرآن مجید کی
قرآن کریم کا مطالعہ کرنا اس کے معانی کو سمجھنا (یعنی سمجھ کر پڑھنا)
یہ سب اعمال ایسے ہیں جن کے ذریعہ سے انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَنْ تَبُورَ ۝ لِيُوَفِّيَهُمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدَهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۚ إِنَّهُ غَفُورٌ شَكُورٌ

(فاطر: ۳۰، ۳۱)

**اللہ تعالیٰ کی قدردانی**

یعنی جو لوگ اللہ کی کتاب پڑھتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور جو کچھ
ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت
کی امید رکھتے ہیں جس میں کبھی نقصان نہیں ہوگا۔ (تجارت میں)
اللہ تعالیٰ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے گا بلکہ اپنے فضل سے
اور بھی زیادہ دے گا کیونکہ وہ بخشنے والا اور قدر کرنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ لَخَبِيرٌ بَصِيرٌ

(فاطر: ۳۲)

جس سے ہمارے اس مخاطب ہونے تک کوئی بھی کتاب اتنی
(قرآن کریم)

جتنی اللہ کی طرف سے کسی نے اس کی حقیقت
سے بھی اتنی واقف کر کے اپنے آپ کے پاس نہ دیکھا ہوگا
(اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت دے)

ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۖ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۖ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۖ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ

(فاطر: ۳۳)

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible]

دین کو بھی اللہ کے سپرد کر دیتے ہیں۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ ہم آپ کو کیا دیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ میں تم سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور تم سے اللہ کی مغفرت کا طلبگار ہوں۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے ساتھیوں سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے وقت آپ کی کیا حالت تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی وفات کے وقت آپ کو بہت ہی بے قرار پایا۔ ہم نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کی بے قراری کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے بے قرار ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے ساتھیوں سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے وقت آپ کی کیا حالت تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی وفات کے وقت آپ کو بہت ہی بے قرار پایا۔ ہم نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کی بے قراری کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے بے قرار ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔

حضرت عبداللہ کہتے ہیں کہ ہم نے آپ کی وفات کے بعد آپ کے ساتھیوں سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے وقت آپ کی کیا حالت تھی؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کی وفات کے وقت آپ کو بہت ہی بے قرار پایا۔ ہم نے عرض کیا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! آپ کی بے قراری کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں اس بات سے بے قرار ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔ اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث نہیں سنی جو میں نے تم سے بیان نہ کی ہو۔

کثرت ہے یہ اشارہ ہے کہ وہ ظلم اور معصیت کی وجہ سے اہل اصطفاء سے خارج تھیں، وہ اہل ایمان کی وجہ سے وعدہ کا برگزیدہ ہوئے ہیں، جو وعدہ ایمان سے ہی وابستہ ہے جب تک ایمان ہے جنت کی وراثت سے محروم نہیں۔ (تفسیر نمونہ)

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس صریح امت مرحومہ کو تین گروہوں میں تقسیم فرمایا ہے۔ جن میں سابق گروہ سابقین اولین کا قافلہ اور دوسرا صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ تعلق تھا اور اس گروہ کو مقربین بھی کہا گیا ہے اور تیسرا گروہ اصحاب الیمین اور اہل نجات کے نام سے پکارا گیا ہے اور سب سے آخر تیسرا گروہ ہے جو اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے جو بہرحال اللہ کے ہاں قابل قبول ہے کہ اعمال میں اس سے کوتاہی واقع ہوئی۔ چنانچہ یہ آخر درجہ ہے اور اس امت کا ہر فرد بہرحال اس کا مستحق ہے اور خلیفہ راشد جلیلے یہ ضروری ہے کہ وہ سابقین اور مقربین میں سے ہو۔ (اردو مترجم)

### حدیث ابی الدرداء

اس آیت کی اہمیت سے متعلق ہی ہے کہ ایک روز مسجد میں بیٹھے تھے تو وہاں والد ماجد پہلے سے بیٹھے تھے، والد ماجد اس کی بار بار کہ پوچھ گچھ کرنے لگے اور یہ جواب دینے لگے، اللھم انس وحشتی واحسن مخرجی وفسح لی خلیلا صدقا۔ یعنی یا اللہ میری قبر وحشت دور فرما اور میری عاقبت صاف فرما اور مجھے کوئی سچا ساتھی (جنت میں) عطا فرما دے۔" (یہاں یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ ملک صالحین میں جلیس صدق کی طلب و تلاش کا کیا مقام ہے کہ اس کو اہم مقصد اور سب پریشانیوں کا علاج کہہ کر تشنہ تحمیل سے اس کی دعا میں مانگتے تھے) والد بزرگوار نے یہ جواب دیا تو فرمایا کیا تم آپ (ابی الدرداء) کے صاحب نہیں ہو؟ یہ بھی تو کہیں اس مقام میں آپ سے زیادہ فوز عظیم ہوں۔ (مطلب یہ کہ تم نے آپ جیسا صاحب نہیں صدق پا لیا ہے) تو فرمایا کہ میں آپ کو ایک حدیث نہ سناؤں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے۔ پھر جب سے میں نے اس کو سنا ہے اب تک کسی سے بیان نہیں کی، وہ حدیث یہ ہے کہ آپ نے اس آیت کا ذکر فرمایا ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا پھر فرمایا کہ ان تین گروہوں میں سے جو سابق خیرات ہیں وہ تو بے حساب جنت میں جائیں گے۔ اور جو مقتصد یعنی درمیانے ہیں ان سے بہت آسان حساب لیا جائے گا اور کلام الٰہی کے الفاظ میں کہا جائے گا کہ اے ہمارے رب کی طرف سے جھکانے والے ہیں ان کو اس مقام میں جنت رب کریم میں داخل ہو جا۔ پھر ان کو بھی جنت میں داخلہ کا حکم ہو جائے گا اور سب بری قوم اور ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ "یعنی وہ کہیں گے شکر ہے اللہ کا جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔

### اہل جنت کے زیور

سونا اور قیمتی موتیوں کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زینتی (مرد) مشطبہ (کنگن) پہنے ہوں گے۔ (تفسیر طبری)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت عدن میں ایک خیمہ ہے جو کہ موتی کا ہے اس کی لمبائی ساٹھ میل ہے اس کے ہر کونہ میں بیویاں ہیں جن کو اہل جنت نہیں دیکھیں گے اور ان کے پاس مومن جائیں گے۔ (تفسیر طبری)

قرطبی نے لکھا ہے اس تفسیر سے کہ کوئی حور ایسی نہ ہوگی جس کے پاس مومن نہ جائیں۔ نہ اس سے کہا جائے کہ اٹھ جا، ایک چلا جائے گا اور ایک ہوں گی۔ حضرت ابوہریرہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے (ہاتھ میں) اتنے موتی ہوں گے جتنا یہاں تک پہنچے گا جہاں تک کہ اپنی بغل تک ہوگا۔ (تفسیر طبری)

حضرت علیؓ کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ جہنم میں ہر وہ شخص جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو اور جنت میں ہر وہ شخص جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ (تفسیر طبری)

ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے حضرت کعب کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اگر جنت کا کوئی کپڑا آج دنیا میں پہن لیا جائے تو جس کی نظر اس پر پڑے گی وہ بیہوش ہو جائے گا کسی کی نظر اس کپڑے پر ٹھہر نہ سکے گی۔ (تفسیر طبری)

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ

اور کہیں گے شکر ہے اللہ کا جس نے دور کر دیا

عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝

غم ہم سے بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے

یعنی یہ ان کا شکر گزار ہونا ان کے گناہ بخشے جانے اور نیک اعمال کی قدر افزائی کی وجہ سے ہوگا۔

## صحابہ کرام کی فضیلت:

حضرت مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے صحابہ کرام جنت میں جانے والے شفاعت کرنے والے اور اپنے رب پر ایمان لانے والے ہوں گے قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے قیامت کے دن وہ اپنے اعمال کندھوں پر رکھے ہوئے آئیں گے اور جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے جنت کے رہنما ان سے کہیں گے تم کون ہو؟ وہ جواب دیں گے ہم صحابہ ہیں وہ ان سے کہیں گے کیا تمہارا حساب ہو چکا؟ وہ کہیں گے ہمارا حساب تو ہمارے رب کی اس کتاب سے ہوگا جو ہمارے درمیان اتری اور وہ ہے: تم پوری کوشش کرو (نیکی حاصل کرنے) پھر تم سے حساب ہوگا (یعنی ہمارا حساب ہو چکا) وہ کہیں گے ہم صحابہ ہیں ہمارے اعمال ہمارے پیچھے ہیں وہ کہیں گے کیا تمہارا حساب ہو چکا؟ وہ کہیں گے ہاں ہو چکا تو وہ جنت کا دروازہ کھول دیں گے (یا کھلے) پھر وہ اس میں سے ایک قصر کے پاس سے گزریں گے جو موتی سے بنا ہوا ہوگا اس کے دروازے پر ایک لاکھ حوریں ہوں گی ہر حور کے ساتھ ستر ستر خادمائیں ہوں گی ہر خادمہ کے ہاتھ میں ایک طشت ہوگا ہر طشت میں ستر ستر نعمتیں ہوں گی ہر نعمت کے ساتھ ایک نیا لطف ہوگا جو پہلے نہ ہوگا یہ ہے وہ جو اللہ نے اپنے فضل سے اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا ہے۔

لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ

(ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو زمین کے چپے چپے پر گھومتے رہتے ہیں تاکہ وہ ذکر کی مجلسوں کو تلاش کریں جب وہ ایسی مجلس پا لیتے ہیں جس میں اللہ کا ذکر ہو رہا ہوتا ہے تو وہ اپنے ساتھیوں کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ یہاں آؤ جو تمہاری تلاش ہے وہ یہاں ہے پھر وہ اپنے پروں سے ان کو آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ (ترمذی)

## ذکر کی فضیلت:

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو راستوں میں گھومتے رہتے ہیں تاکہ اللہ کے ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈیں جب وہ ایسے لوگوں کو پا لیتے ہیں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں کہ آؤ یہاں آؤ جو تم ڈھونڈ رہے تھے یہاں ہے پھر وہ ان کو اپنے پروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں۔ (ترمذی)

حضرت شداد صاحب کہتے ہیں، ہے کا لفظ میں نے کوئی پسند نہیں کیا۔ مجھے اچھا لگتا ہے کہ میں ان کو یہ کہتے ہوئے سنوں کہ اٹھو، بخشے ہوئے ہو۔ (ترمذی)

## جنت راحت کا گھر ہے:

ثعلبی نے اسحٰق میں ابو عبداللہ اپنی سند سے وہ عطاء بن یسار سے وہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! (یعنی مانگنے سے ہمارا رب کیا کچھ عطا فرماتا ہے) تو ہمارا رب ہمیں کیا چیز دے گا؟ فرمایا: ہمارا رب تو موتی سے ایک بہت بڑے قصر کے ساتھ جنت میں ایک باغ بنائے گا جس کی لمبائی ستر ہزار میل ہے اس میں ستر ہزار دروازے ہیں ہر دروازے پر ستر ہزار حوریں ہیں ہر حور کے ساتھ ستر ہزار خادمائیں ہیں ہر خادمہ کے ہاتھ میں ستر ہزار طشت ہیں ہر طشت میں ستر ہزار نعمتیں ہیں ہر نعمت کے ساتھ ایک نیا لطف ہے جو پہلے نہ ہوگا یہ ہے وہ جو اللہ نے اپنے دوستوں کے لئے تیار کیا ہے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ

اور جو لوگ کفر میں ان کے لئے آگ ہے جہنم کی لا یقضی

عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ

کہ ان پر کیا جائے کہ مر جائیں

عَذَابِهَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ

عذاب کے گھاٹ پر اتارا جائے ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہر

## کفار کو دائمی عذاب ہوگا:

نہ کفار کو موت آئے گی کہ اسی سے انہیں راحت آ جائے اور نہ عذاب میں تخفیف کی جائے گی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔ (تفسیر خازن)

## جنت راحت کا گھر ہے:

شیخین نے صحیحین میں حضرت ابن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور جہنمی جہنم میں تو پھر موت کو لایا جائے گا اور اس کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا اور منادی ندا کرے گا: اے اہل جنت! (ہمیشہ) موت نہیں ہے اور اے اہل جہنم! (ہمیشہ) موت نہیں ہے پس یہ سن کر جنتیوں کی خوشیوں اور مسرت بالا اور جہنمیوں کے غم بالا ہو جائے گا۔

وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا

کمی بھی نہیں کی جائے گی بھی عذاب جہنم میں کسی

کہ جب وہ جہنمیوں کی کھالیں پک جائیں گی تو ان کی کھالیں بدل دی جائیں گی اور جب آگ بجھنے لگے گی تو اور بھڑکا دی جائے گی۔ (تفسیر خازن)

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَىٰ

اور جو لوگ کفر میں ان کے لئے آگ ہے جہنم کی لا یقضی

عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ

کہ ان پر کیا جائے کہ مر جائیں

عَذَابِهَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي كُلَّ كَفُورٍ

عذاب کے گھاٹ پر اتارا جائے ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں ہر

أَلَّذِي أَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِن فَضْلِهِ

جس نے آباد ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے

لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾

نہ پہنچے ہم کو اس میں تکلیف اور نہ پہنچے ہم کو اس میں تکان ﴿۳۵﴾

نہ چکھیں موت۔

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ جہنمی نہ تو اس میں مریں گے نہ جئیں گے۔ ہاں یہ اصل لفظ سعید خدری کی روایت میں ہے اور بھی بہت سی حدیثوں میں ہے کہ موت کو جنت و جہنم کے درمیان لا کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پس جنتی ہمیشہ جئیں گے اور جہنمی ہمیشہ مریں گے۔ اس کے بعد فرمایا کہ ان کے عذاب بھی ہلکے نہ کئے جائیں گے۔ جیسے اور جگہ ہے کہ ان کے عذاب نہ تو کم کئے جائیں گے نہ ان سے ہلکے کئے جائیں گے۔ ہاں ان کے عذاب کی مدت ہے کہ ان پر ہمیشہ رہیں گے۔ پھر فرمایا کہ ہر کافر کو ہم یہ سزا دیتے ہیں۔ اور وہ اس میں چلائیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال لے ہم نیک عمل کریں گے۔ ہم نے جو کیا تھا وہ نہ کریں گے۔ ہم سے جواب ملے گا کہ کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہو سمجھ لے اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی آ چکا تھا۔ پس اب تم مزہ چکھو۔ ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔

پھر فرماتا ہے کہ آسمان و زمین کی پوشیدہ چیزوں کا جاننے والا اللہ ہی ہے۔ وہ سینوں کے بھید سے بھی خبردار ہے۔ وہی تمہیں زمین میں آباد کرنے والا ہے۔ پس جو کفر کرے اس کا کفر اسی پر ہے۔ کافروں کا کفر ان کے رب کے نزدیک اس کی ناراضگی ہی بڑھاتا ہے۔ اور کافروں کا کفر ان کے حق میں نقصان ہی بڑھاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ تم اپنے ان شریکوں کو جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی کہ انہوں نے زمین کا کیا حصہ پیدا کیا ہے؟ یا آسمان میں ان کا کیا دخل ہے؟ یا ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ وہ اس کی دلیل پر ہوں؟ بلکہ ظالم ایک دوسرے کو محض دھوکے کی باتیں دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کو تھامے ہوئے ہے کہ وہ ٹل نہ جائیں۔ اگر یہ ٹل جائیں تو اللہ کے سوا کون ہے جو انہیں تھام لے؟ وہ بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔ اگر وہ چاہے تو ابھی پکڑ لے۔ لیکن وہ مہلت دیتا ہے۔ اور بخشتا ہے۔ کفار قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا آ جائے تو ہم ہر امت سے بڑھ کر ہدایت پر ہوں گے۔ لیکن جب ان کے پاس ڈرانے والا آ گیا تو انہیں اس کے آنے سے صرف نفرت ہی بڑھی۔ زمین میں اور بری چالیں چلنے لگے۔ حالانکہ بری چالیں اپنے چلنے والوں کو ہی گھیر لیتی ہیں۔ کیا یہ لوگ اگلوں کے دستور کے منتظر ہیں؟ تو اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پائے گا۔ نہ اللہ کے دستور کو کوئی ٹال سکے۔ کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں؟ کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے کے لوگوں کا انجام کیا ہوا؟ حالانکہ وہ ان سے بہت زیادہ قوی تھے۔ آسمان و زمین کی کوئی چیز اللہ کو عاجز نہیں کر سکتی۔ وہ بڑا علم والا اور بڑی قدرت والا ہے۔ اگر اللہ لوگوں کو ان کے کرتوت پر پکڑتا تو روئے زمین پر کسی چلنے والے کو نہ چھوڑتا۔ لیکن وہ ایک وقت مقرر تک انہیں مہلت دیتا ہے۔ پھر جب ان کا وقت آ جائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ لے گا۔

## گناہ چھوڑنے کی ترکیب

سعید بن ابی ہلال کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حسن بصری سے آ کر شکایت کی کہ میں نے گناہ چھوڑنے کی بڑی کوشش کی لیکن نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ نے فرمایا تین شرطوں میں سے ایک شرط پوری کر دے تو گناہ چھوٹ جائیں گے۔ اللہ کی روزی کھانا چھوڑ دے یا اللہ کی زمین میں رہنا چھوڑ دے یا اللہ کو دیکھ کر اس کی نافرمانی کرنا چھوڑ دے۔ اس نے کہا یہ تو ہو نہیں سکتا۔ آپ نے فرمایا پھر تو ہم سے حیا کر۔ (ابن ابی حاتم)

إِنَّ اللَّهَ عَالِمُ غَيْبِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٣٨﴾

اللہ تعالیٰ غیب دان ہے

کفار نے بہانے سب کئے پیچھے اصل انعام دوسروں کے بھی معلوم ہوا کہ کفر کی بنیاد حسد اور بغض پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم محیط کی خبر دیتا ہے کہ وہ آسمان و زمین کی ہر ہر چیز کا جاننے والا ہے۔ سینوں کے بھید بھی اس پر روشن ہیں۔ وہی تمہیں زمین میں بسانے والا ہے۔ ایک کے بعد دوسرے کو تم سے پہلے گزرے ہوؤں کی جگہ لاتا ہے۔ پس جو کفر کرے اس کا وبال اسی پر ہے۔ کافروں کا کفر ان کے رب کے نزدیک اس کی ناراضگی ہی بڑھاتا ہے۔ اور کافروں کا کفر ان کے حق میں نقصان ہی بڑھاتا ہے۔

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۚ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۖ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرُهُمْ إِلَّا خَسَارًا ﴿٣٩﴾

خلافت کا قانون

پھر فرماتا ہے کہ ان کی ہٹ دھرمی اور ان کے کفر کی وجہ سے ان پر عذاب کا قانون جاری ہو چکا ہے۔ اور ان کے حق میں یہ بات طے ہو چکی ہے۔

فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ مِنْهُمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٠﴾

لَقَدْ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ

ان کے حق میں (خدا کا) یہ قول (کہ یہ ایمان نہیں لائیں گے) ثابت ہو چکا ہے تو یہ ایمان نہیں لائیں گے

يُرِيدُ الْمُجْرِمِينَ لَقَدْ جِئْتَهُمْ بِالْحَقِّ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ

(بلکہ) گنہگار لوگ (ہمیشہ) انکار ہی کرتے رہے ہیں تو ان کے پاس سچا دین لے کر آئے ہیں اور یہ جھوٹے ہیں

تمہاری ناشکری سے اللہ کو کوئی نقصان نہیں ہوتا

یعنی کفر و ناشکری اور اللہ کی آیات کے انکار سے اللہ کا کچھ نقصان نہیں ہوتا اور نہ اس شرکت مستقل میں بلکہ ناشکری کرنے والے پر اس کے وبال پڑتا ہے تم کو اللہ سے اور اللہ تمہیں کو محتاج ہے اور اللہ کی طرف سے ہر برائی اور بدبختی ہر ایک جان پر جاتی ہے کوئی کسی کے گناہ نہیں بٹا سکتا (موضح القرآن)

قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ

کہہ دو کہ بھلا دیکھو تو جن شریکوں کو تم

دُونِ اللَّهِ أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ

خدا کے سوا پکارتے ہو

الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَاوَاتِ

انہوں نے زمین کا کچھ حصہ بنایا ہے یا آسمان میں ان کا کچھ دخل ہے

عقل سے کام لو

یعنی اپنے معبودوں کے حال میں غور کر کے مجھے خبر دو کہ زمین کا کون حصہ انہوں نے بنایا یا آسمانوں کو بنانے اور تھامنے میں ان کی کس قدر شرکت ہے اگر کچھ نہیں تو فائدہ کس طرح ان پر بھروسہ کرنا عقل سے کام لو (موضح القرآن)

أَمْ آتَيْنَاهُمْ كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَتٍ مِنْهُ

یا ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے جس کی سند

کوئی دلیل لاؤ یعنی عقلی نہیں تو کوئی سمعی دلیل پیش کرو جس کی سند پر یہ شرک کرتے ہوں (تفسیر عثمانی)

بَلْ إِنْ يَعِدُ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ

کوئی نہیں پر ظالم جو ایک دوسرے

بَعْضًا إِلَّا غُرُورًا

سے وعدے کرتے ہیں

شیطان کے دھوکہ میں مبتلا ہو

یعنی حق بات کوئی نہیں صرف اتنی ہے کہ ان میں سے بڑے

چھوٹوں کو اور اگلے پچھلوں کو بہکاتے ہیں وہ یہ کہ ہم بڑے ہیں ہمارے باپ دادے بڑے تھے ہم کو ضرور ہے کہ ان کی راہ چلیں اور ان کی رسم نہ چھوڑیں اور یہ کہ ہم کو دنیا میں بڑائی ملی ہے آخرت میں بھی ملے گی اور یہ کہ ہم کو کوئی سزا نہیں ہوگی (موضح القرآن)

إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

اللہ ہی آسمانوں اور زمین کو

اللہ تعالیٰ ہی آسمان و زمین کو تھامے ہوئے ہے

أَنْ تَزُولَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَا إِنْ أَمْسَكَهُمَا

کہ ٹل نہ جائیں اور اگر ٹل جائیں تو

کائنات کا بقا جب چاہے اسے تو زوال بھی سکتا ہے

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کامل نے جو بڑے بڑے جسموں کو بغیر کسی ظاہر سہارے کے اپنے اپنے مقام پر ٹھہرا رکھا ہے اس کا بھی محتاج نہیں کہ کوئی ان کو تھامے رہے اگر وہ چاہے تو ایک ذرہ کو بھی تھامے رہنے کی کسی میں طاقت نہیں کہ ان کو تھامے رکھ سکے پھر تو قیامت ہی ہے جب یہ سب انتظام اللہ تعالیٰ درہم برہم کرے گا کوئی تدبیر کام نہ آئے گی (تفسیر عثمانی)

إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

بیشک وہ بردبار (اور) بخشنے والا ہے

یعنی اللہ کے حلم اور بردباری کا یہ مطلب نہیں کہ ان کی حرکت بند کر دی بلکہ ڈھیل دے رکھی ہے جانداروں کو بھی جب چاہے جیسے کہ فقط ان چند آدمیوں کے گناہ پر ان کے ساتھ کے سب جانوروں کو ہلاک کر دیتا اور آسمان سے پتھر برساتا یا اور کوئی عذاب بھیجتا مگر ایسا نہیں کیا اور نہ کرے گا (موضح القرآن)

روایت ہے کہ ابلیس لعین اور اس کی ذریت کو دو شیشیاں دی گئی ہیں ان کو ہاتھ میں لے کر تکبر اور غرور سے اکڑتا ہوا نکلتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دو شیشیاں دی گئی ہیں ان کو ہاتھ میں لے کر تواضع اور فروتنی سے جھکتا ہوا نکلتا ہے اور حضرت عیسیٰ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میری عزت کی قسم اگر تم بھی ہر ایک کو ایک ایک شیشی دے دیتا تو آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کو ہلاک کر دیتا (تفسیر عزیزی ص ۱۴۳ جلد ۱ مطبوعہ)

حرکت آسمان و زمین۔ بعض علماء اسلام کا یہ مذہب ہے کہ آسمان حرکت کرتا ہے اور زمین ساکن (روح المعانی ص ۱۹۸ ج ۲۲) قیام فلاسفہ آسمان کو متحرک اور زمین کو ساکن کہتے ہیں اور جدید سائنس آسمان کے وجود کے قائل نہیں اور زمین کو آفتاب کے گرد گھومتے ہوئے بتاتی ہے یہ بات ابھی تک ثابت نہیں۔

علماء اسلام یہ کہتے ہیں کہ عالم کو اپنے وجود اور بقاء میں ہر وقت خدا کی حاجت ہے جس طرح ابتدا میں اپنے وجود کے لئے اس کا محتاج تھا اسی طرح اب بھی ہے ہر چیز کی آفتاب کی شعاعوں سے نسبت ہے زمین اپنی گردش کے باوجود اور سائنس کے بھی

آفتاب کی تپش اور اس کے طلوع کی شعاع اور روشنی کی حدت سے بھی آفتاب کی پہچان ہے۔ آفتاب کی نورانیت تلوئی میں ہے۔ یعنی کوئی شے کو کاٹ کر اور دیکھ کر دیکھ لیں۔ اپنے عقیدہ کو مضبوط کر لیں۔ یہ بتانا مقصود ہے کہ اس عمر میں زمین اندازہ اپنے روشن ہے جس آفتاب کی تمثیل ہے اسی طرح رہی اپنی روشنی کی شاہد ہی آفتاب کی تمثیل ہے۔ (معارف القرآن ملخصاً)

إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا

## اللہ تعالیٰ کی بردباری اور بخشش:

یعنی اگر تم کافروں کے کفر و عصیان کا انتظار کرتے ہو کہ یہ سزا کا مستحق ایک دم میں ہو جائے تو یہ جان لینا چاہیے کہ اس کے فیصلہ کرنے میں بڑا تحمل اور بردباری سے کام لیتا ہے اور فی الفور نہیں پکڑتا بلکہ بخشش نہ ہو سکے تو سب دنیا پر ان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

علم ہی کی وجہ سے اس نے کفار کو اتنی ڈھیل دے رکھی ہے اور فوراً ہی مواخذہ میں گرفتار نہیں کرتا۔ اور مغفرت ہی کے سبب مسلمانوں کے قصوروں کو معاف کرتا رہتا ہے۔ آیت کی طرف سے کافروں کو مہلت دینے اور مسلمانوں کو مغفرت حاصل ہونے کی خوشخبری ہے۔ (زبدۃ التفاسیر)

اگر ان لوگوں نے اپنے بڑے بڑے دعوے میں کہ ہم قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں۔

وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

اور قسمیں کھا کھا کر کہتے ہیں کہ اگر

لَئِنْ جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِنْ

پکا کوئی ڈر سنانے والا ان کے پاس

إِحْدَى الْأُمَمِ فَلَمَّا جَاءَهُمْ نَذِيرٌ مَا زَادَهُمْ

پھر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا آ پہنچا تو ان کے

إِلَّا نُفُورًا ۝ اسْتِكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ

نہ بڑھا مگر بھاگنا ۝ زمین میں بڑا بننے کو اور

السَّيِّئِ ۚ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ

برے داؤ کو اور برا داؤ اپنے کرنے والوں ہی کو

تو ان کی یہ حالت ہے کہ اگر ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آ جائے تو وہ دوسری سب امتوں سے بڑھ کر راہ پر چلنے والے بن جائیں۔ مگر جب ان کے پاس ڈر سنانے والا آ گیا تو اس سے ان کو بھاگنے کے سوا کچھ نہ سوجھا۔ (تفسیر عثمانی)

## تکبر، برائی اور مکر کا انجام:

یعنی دنیا میں کفر کی وجہ سے تکبر کرتے ہیں اور مکر و فریب کی چالیں چلتے ہیں۔ ان کا وبال خود انہی پر پڑے گا۔ اور ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ ہوگا جو پہلے کافروں کے ساتھ ہو چکا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

تکبر، برائی اور مکر و فریب کا وبال ہمیشہ اس کے کرنے والے پر پڑتا ہے۔ جیسے اپنے گھر میں آگ لگانے والا خود بھی اس آگ کے لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ

کیا یہ لوگ زمین میں چلے پھرے نہیں کہ دیکھتے

عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَكَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً

ان لوگوں کا انجام جو ان سے پہلے تھے اور تھے وہ ان سے بہت زور میں

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِن شَيْءٍ فِي السَّمَاوَاتِ

اور نہیں کہ اللہ ان کو عاجز کر دے کوئی چیز آسمانوں میں

وَلَا فِي الْأَرْضِ ۚ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا

اور نہ زمین میں بیشک وہ ہے سب کچھ جاننے والا کامل قدرت والا

## اللہ کی گرفت سے کوئی بچ نہیں سکتا

یعنی یہ لوگ جو اللہ کی گرفت سے بچنے کے لئے مکر و فریب کے جال بچھا رہے ہیں۔ یہ چاہے نہ چاہے بہرحال اللہ کی گرفت میں آ کر رہیں گے۔ اللہ کو کوئی طاقت عاجز نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ علیم و قدیر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

آیت ۱۱ ۔ ۔ ۔

کے سامنے جب اس کی تلاوت کی جاتی ہے اور برکت نازل ہوتی ہے اور ذہن آسمانی سے لگتی ہے۔ (اللہ تعالیٰ علم و حکمت کے بھی فرمودے کے ایسے وقت سورۃ یٰسین پڑھنے سے اللہ تعالیٰ غلبہ کرتا ہے اور آسانی ہوتی ہے۔ بزار بیہقی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ ہر چیز کا دل ہوتا ہے کہ قرآن کا دل سورۃ یٰسین ہے جو شخص اس کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دس مرتبہ قرآن پڑھنے کا ثواب دے گا۔)

حضرت عطیہ بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یٰسین تمہ القرآن، یعنی سورۃ یٰسین قرآن کا تمہ ہے، اور اس حدیث کے لفظ یہ ہیں کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو خالص صرف اور صرف حضرت تعالیٰ جل شانہ کی مغفرت ہو جاتی ہے اس کو اپنے فرمان میں پڑھ کر۔

(روح المعانی، ابن کثیر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابن عساکر)

امام قرطبی نے فرمایا کہ سورۃ یٰسین کو قلب قرآن کہنے کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ اس سورۃ میں قیامت اور مسئلہ آخرت کے متعلق یہ تفصیلی اور دلائل کے ساتھ آئے ہیں اور اصول دین میں سے قیامت آخرت پر ہے اور جو شخص کسی چیز کا یقین کرے۔ دل کی محبت موقوف ہے خوف آخرت پر، انسان کو عمل صالح کیلئے مستعد کرتا ہے اور اسی لئے ناجائز خواہشات اور حرام سے روکتا ہے۔ تو جس طرح یہ جہان کی محبت کا سبب قلب کی محبت پر موقوف ہے اسی طرح یہ یقین کہ محبت آخرت پر موقوف ہے (روح) اور اس حدیث کا نام جیسے سورۃ یٰسین معروف ہے اسی طرح یہ حدیث میں اسکا نام مقیم بھی آیا ہے (الترغیب والترہیب) کیونکہ اس کی قرأت ایک حد تک میں اسکا نام مقیم بھی آیا ہے قرأت میں قریب کرنے والی اور ایک حدیث میں ہے کہ اس سورۃ کا نام قرأت میں قریب کرنے والی اور اپنے پڑھنے والے کیلئے دنیا و آخرت کی خیر و برکات جمع کرنے والی اور ان کے پڑھنے والے کا کام پورا ہونے والی ہے اور قرار دیا گیا ہے۔ قیامت کے دن اس کی شفاعت قبول ہونے کے قابل ہونے والی ہے اور جیسے قبول ہوئی (ابن مردویہ عن ابن مسعود، الکشف عن ابن عباس، عن علیہ) اور بعض روایات میں اس کا نام واقعہ بھی آیا ہے جیسے اس کے پڑھنے والے کے پاس موت کے وقت فرشتے آتے ہیں اور بعض میں اس کا نام قاضیہ بھی آیا ہے جیسے کہ اس کے پڑھنے والے کی حاجت پوری کرنے والی ہے۔

اور حضرت جبرائیل نے کہا ہے کہ جس گھر کے اندر سورۃ یٰسین پڑھی جاتی ہے اس گھر میں قلت معیشت کی شکایت نہیں ہوتی اور اس گھر میں جن و شیطان داخل نہیں ہوتے اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسین کو پڑھے اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور جو شخص اس کو پڑھے اس کی بخشش ہو جاتی ہے اور جو شخص اس کو پڑھے اس کی بخشش ہو جاتی ہے۔

حضرت ابن مسعود ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو سورۃ یٰسین پڑھنے کا موقع ہوتا تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سورۃ یٰسین پڑھی اس نے گویا دس مرتبہ قرآن پڑھا۔

حضرت عکرمہ بن ابی جہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جو شخص ہفتہ کی رات کو سورۃ یٰسین پڑھے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

طبرانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جو شخص ہر رات یٰسین پڑھے گا بھوکا نہ سوئے گا اور مرجائے گا تو شہید مرے گا۔

دارمی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جو شخص صبح کو یٰسین پڑھے گا شام تک اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی اور جو شخص شام کو پڑھے گا صبح تک اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جو شخص یٰسین کو اپنی حاجت کا پیش خیمہ بنائے گا اس کی حاجت پوری کر دی جائے گی۔

ابن مردویہ نے اس حدیث کو ایک شاہد کے ساتھ بھی مرفوعاً روایت کیا ہے۔

سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کی قول نقل کیا ہے کہ جو شخص اپنے بیمار کے سامنے سورۃ یٰسین پڑھے تو اس بیمار پر ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس کی طرف سے سعید بن منصور کی روایت میں ہے وکیل بن جاتا ہے جو اس کی طرف سے جواب دیتا ہے اور اس کی طرف سے دفاع کرتا ہے اور اس کی طرف سے سفارش کرتا ہے اور اس کی طرف سے مدافعت کرتا ہے اور اس کی طرف سے جھگڑتا ہے اور اس کی طرف سے بحث کرتا ہے اور اس کی طرف سے دشمنوں کو ہٹاتا ہے اور اس کی طرف سے ملک الموت کو ہٹاتا ہے اور اس کی طرف سے ملک الموت کو ہٹاتا ہے اور اس کی طرف سے ملک الموت کو ہٹاتا ہے۔

حضرت ابن مسعود کا بیان ہے کہ جو شخص یٰسین پڑھے گا اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت

قرآن کریم میں ہے کہ سلام علی ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام،

إِنَّ هَٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَىٰ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ

بے شک یہ پہلے صحیفوں میں ہے جو ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفے تھے

يٰسٓ ۚ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ

یٰسین۔ قسم ہے حکمت والے قرآن کی بے شک تو

الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

رسولوں میں سے ہے سیدھی راہ پر ہے۔

## اقرار قرآن کی گواہی

جنہوں نے قرآن کریم کو اپنی آنکھوں سے نازل ہوتے دیکھا اور اپنے حلقہ میں اس کی تلاوت سنی وہ بلا تردد یہ شہادت دیتے ہیں کہ یہ کلام بلاشبہ اللہ کا کلام ہے اور یقیناً وہ اللہ کا پیغمبر ہے جس پر یہ کلام نازل ہوا ہے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں ہم ان میں سے صرف ایک پر اکتفا کرتے ہیں۔ (مرتب)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت

یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جو کلام نازل فرمایا آپ نے اس کی عملی اور قولی دونوں طرح تشریح فرما کر اس کا مفہوم بیان فرمایا۔ ارشاد قرآنی ہے:

لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ

تاکہ تو لوگوں کے لئے بیان کر دے

## اللہ تعالیٰ کی زبردست حکمت اور عبرت بھی

جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خدا کا ارادہ اور اس کی زبردست حکمت کو بیان فرمایا ہے اسی طرح شیطان کے ارادہ اور اس کی حکمت کو بھی بیان فرمایا ہے تاکہ لوگ شیطان کے دھوکہ اور فریب سے بچ سکیں اور اس کے حملوں کو روک سکیں۔ اس لئے قرآن میں بعض آیات شیطان کے ارادہ اور بعض شیطان کے حملہ کو بیان کرتی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ

جو لوگ پرہیزگار ہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال انہیں ستاتا ہے تو وہ چوکنے ہو جاتے ہیں

وَلَقَدْ حَقَّ عَلَيْهِمْ ظَنُّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ

اور ان پر شیطان نے اپنا گمان سچا کر دکھایا سو سب نے اس کی پیروی کی مگر ایک گروہ مومنوں کا

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ بد میں شیطان کا ناکام ہونا

یعنی بہت سے کافر آپ کے پیرو ہو جاتے ہیں جس قوم (عرب) کو آپ قرآن کے ذریعہ سے جہنم سے بچانا چاہتے ہیں اس کے پاس صدیوں سے نبی

قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِيْنَ ۷۸ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُوْنِيْ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ۷۹ فَلَمَّا جَاۗءَ السَّحَرَةُ قَالَ لَهُمْ مُّوْسٰٓى اَلْقُوْا مَآ اَنْتُمْ مُّلْقُوْنَ ۸۰ فَلَمَّآ اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰي مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ السِّحْرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ۸۱ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ۸۲ فَمَآ اٰمَنَ لِمُوْسٰٓى اِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِّنْ قَوْمِهٖ عَلٰي خَوْفٍ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِمْ اَنْ يَّفْتِنَهُمْ ۭ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْاَرْضِ ۚ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ۸۳ وَقَالَ مُوْسٰي يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ۸۴ فَقَالُوْا عَلَي اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۸۵ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۸۶ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰي وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۸۷ وَقَالَ مُوْسٰي رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا لِيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰي قُلُوْبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۸۸ قَالَ قَدْ اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيْمَا وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِيْلَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۸۹ وَجٰوَزْنَا بِبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ الْبَحْرَ فَاَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُوْدُهٗ بَغْيًا وَّعَدْوًا ۭ حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ ۙ قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَاۗءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۹۰ آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۹۱ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ اٰيَةً ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ۹۲ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَاۗءَهُمُ الْعِلْمُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۹۳ فَاِنْ كُنْتَ فِيْ شَكٍّ مِّمَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ فَسْـَٔـلِ الَّذِيْنَ يَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۭ لَقَدْ جَاۗءَكَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ۹۴ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۹۵ اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۹۶ وَلَوْ جَاۗءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۹۷ فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَآ اِيْمَانُهَآ اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ ۭ لَمَّآ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ۹۸ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۭ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۹۹ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَيَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَي الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ ۱۰۰ قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَمَا تُغْنِي الْاٰيٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ۱۰۱ فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۱۰۲ ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا ۚ عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۰۳ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۠ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۱۰۴ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۱۰۵ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۱۰۶ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَاۗدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۱۰۷ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاۗءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ۱۰۸ وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ۱۰۹

[illegible] اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کرتا ہے اور آپ کی [illegible] کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

"رحمٰن" کہنے کا حکم

لفظ: اقصقیم کی مناسبت الرحمن فرمایا حالانکہ رحیم سے ڈرنے کی کوئی علت نہیں۔ اس کے تو فرمانے اور مختصر کے انتظام کا ہونا چاہئے کہ یوں کہا جائے کہ رحمٰن کی صفت رحمت ہے جس کا زور ہے کہ ہر ایک کو اس کی ضرورت ہے اور تمام جہان سے (رحمٰن) رحمت ہے جو ہر وقت ہر ایک کو ہر ضرورت میں ہر ایک سے ہر حال میں ہر ایک کے ساتھ ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایمان سے ڈرانے کے لیے رحیم کہا جائے۔

یعنی: یعنی یاد رکھیے عذاب سے ڈرتے ہے یا نہیں اس کے عذاب سے ڈرتے ہے۔

یعنی: یعنی کہنے والوں کی سمجھ کی بات ہے۔ (ت)

یعنی: یعنی جو اور بھی کہنے والے ہیں سب کی سمجھ کی بات ہے۔ (ت)

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی مدد چاہتے ہیں۔

ہم عبادتوں کو خدا کی نذر کرتے ہیں

یعنی عبادت کے بعد دوسری نذر گی یعنی یہ جہاں سب ایسے ہیں کہ پہلے کام پھیلے اور شروع بھی ہی اشارہ ہو کہ یہ (عبادت) انہی کی ہو جاتی ہے باطل ہو جاتی ہے یعنی میں نیت تو نہیں کرتا ہے۔ لیکن میں نے ہر کام کی ہو یا پھر کسی دوسرے کو دوا بنا ہی ہو ہے کہ ہو رہے ہیں کہ ہو۔ ہے تو ہو ہو ہ

سے نوع کنعان اور ان کے ساتھ والوں کے حوالے کیے جاتے ہیں اور ان کے اعمال لکھے جاتے ہیں اور وہ قیامت کے دن ان کے ساتھ ساتھ ہوں گے۔ (ابن کثیر)

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا أَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ

اور بیان کر ان کے لیے مثل اس گاؤں کے لوگوں کو

اصحاب القریہ کا قصہ:

یہ لوگ انطاکیہ کے رہنے والے تھے۔ "انطاکیہ" ہے، یا کچھ اور۔ اہل کتاب اس کو انطاکیہ اور انطاکیہ ہی بولتے ہیں۔ یہ ایک قصہ اسی قصہ کے مشابہ کچھ اختلافات کے ساتھ شروع کیا ہے۔ بیان ہوا ہے محسن اس کثیر، تاریخی حیثیت سے۔ دینی قرآن کے فائدے اس پر چھ اختصاصات کے ہیں اگر اس کی سچی ہوئی اور لمبی، تو پڑھے گی اور اس قصہ کا ذکر مومنین کے لیے عبادت اور کفار کے لیے عبرت ہے۔ (محسن حزیں)

حضرت عیسیٰ کا دو قاصدوں کو روانہ کرنا:

لوگوں نے لکھا ہے بطلیموس نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواری قاصد کو انطاکیہ شہر کو بھیجا۔ وہ لوگ جب شہر کے قریب پہنچے تو ایک بوڑھا آدمی کھڑیں چرا رہا تھا۔ (یہ شخص حبیب النجار حضرت عیسیٰ کا متبع تھا اور ان لوگوں نے اسی کو سلام کیا) جب ان دونوں حواریوں نے کہا ہم دونوں قاصد ہیں حضرت عیسیٰ کے رسول ہم کو بھیجا ہے تاکہ ہم تم کو اللہ کی عبادت کی طرف لائیں اور بتوں کی عبادت سے روکیں۔ تو اس بوڑھے نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی نشانی ہے قاصدوں نے کہا ہاں ہم اللہ کے حکم سے بیمار کو تندرست اور اندھا اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیتے ہیں۔ اس بوڑھے نے کہا میرا ایک لڑکا بیمار ہے کئی برس سے اس کو فالج ہو گیا ہے۔ قاصدوں نے کہا تو چلو ہم وہاں لے چل کر اس کی حالت دیکھیں۔ غرض دونوں کو لے کر اپنے گھر پہنچا قاصدوں نے اس کے بیٹے پر ہاتھ پھیرا اور اللہ کے حکم سے تندرست ہو گیا۔ اس معجزہ کی خبر شہر میں پھیل گئی اور اس کے پاس بہت سے بیمار لوگ آنے جانے لگے۔

انطاکیہ کا بادشاہ:

انطاکیہ والوں کا بادشاہ خود بت پرست تھا اس کا نام انطخس تھا۔ یہ بادشاہ ولی عہد ارغس کی بیوی کا بیٹا تھا۔ جب اس کو یہ اطلاع ملی تو اس نے ان قاصدوں کو طلب کیا۔ ان حضرات نے اس کے پاس پہنچ کر بادشاہ سے پوچھا تم کون ہو قاصدوں نے کہا ہم اللہ کے قاصد ہیں۔ بادشاہ نے کہا کیا تمہارے پاس کوئی نشانی ہے قاصدوں نے کہا ہم آپ کو اور حاضرین کو یہ کر دکھائیں گے (بتوں کی) اندھے دیکھتے ہیں نہ دیکھتے ہیں، پوجا چھوڑ کر ایک ذات کی عبادت کی طرف آجاؤ جو حی و قادر ہے بادشاہ نے کہا کیا تمہارا کوئی خدا ہمارے معبودوں سے جدا ہے قاصدوں نے کہا ہاں ہمارا خدا

آپ کو اور آپ کے معبودوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا اب تو تم جاؤ ہم تمہارے متعلق غور کریں گے۔ ان کا قاصد ہونا ہم پر دنوں سے ان کا پیچھا چھوڑا اور بازار میں پکڑ کر ان کو مارا۔

قاصدوں کا قید ہونا اور کوڑوں کی سزا پانا:

جب کافی دن ہو گئے بادشاہ نے غضبناک ہو کر دونوں کو بلوا بھیجا اور حکم دیا کہ ان کو قید خانہ میں ڈال دو۔

شمعون کا مدد کیلئے جانا

اہل شہر نے سنا کہ کچھ لوگ جب دونوں قاصدوں کی تکذیب کی گئی اور ان کو حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے رسول شمعون نے بھیجا ہے۔ شمعون نے پہلے ان کی خبر لینے کے لیے اپنے شاگرد کو بھیجا۔ جب وہ شاگرد ان کے پاس پہنچا تو ان کو قید میں پایا۔ یہ خبر شمعون کو پہنچائی گئی۔ شمعون نے اپنے رب سے دعا کی۔ اس کے بعد ایک روز شمعون بادشاہ کے دروازہ پر گئے اور دربان سے کہا کہ تم بادشاہ سے میرا آنا کہو۔ دربان نے آپ کے آنے کی خبر بادشاہ کو دی۔ بادشاہ نے آپ کو بلوا بھیجا۔ آپ نے بادشاہ کے سامنے قیدیوں کے بیان کیے۔

شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے دو آدمیوں کو قید کیا ہے۔ بادشاہ نے کہا ہاں ہم نے ان دونوں کو قید کیا ہے کیونکہ وہ ہمارے معبودوں کی برائی کرتے ہیں اور ہمارے دین کو برا بتاتے ہیں۔ شمعون نے کہا کیا تم نے ان سے کچھ نشانی بھی دیکھی ہے جس سے ان کی بات سچی ثابت ہوتی ہو۔ بادشاہ نے کہا ہاں ان دونوں نے ہمارے سامنے اندھے کو بینا کر دیا اور کوڑھی کو بھلا چنگا کر دیا۔ شمعون نے کہا کہ ان کی بات کو سچا ثابت کرنے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارے معبودوں کے سوا ہمارا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ شمعون نے کہا کہ تمہارے معبود کچھ بھی نہیں کر سکتے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارے معبودوں نے ہمارے لیے بارش برسائی ہے اور ہماری کھیتی ہری ہوئی ہے۔ شمعون نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ بارش کون برساتا ہے اور کھیتی کون ہری کرتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہمارے معبود برساتے ہیں۔ شمعون نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ وہ کیسے برساتے ہیں۔ بادشاہ نے کہا کہ نہیں۔ شمعون نے کہا کہ میرا رب برساتا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ کیا تمہارے رب کی پرستش ہم بھی کریں۔ شمعون نے کہا کہ ہاں۔

شمعون کی قید میں جانے کے بارے میں بادشاہ سے گفتگو:

بادشاہ نے کہا ایک روز شمعون نے بادشاہ سے کہا:

آپ نے دو آدمیوں کو قید خانہ میں بند کر رکھا ہے۔ آپ نے ان سے نہیں پوچھا کہ آپ نے کس سبب سے ان کو قید کیا ہے۔ آپ نے ان سے کچھ نشانی بھی نہیں دیکھی۔ آپ نے ان کو بغیر کسی بات کے قید کر دیا۔ شمعون نے کہا کہ اگر بادشاہ مناسب سمجھے تو میں ان کے پاس جاؤں اور ان سے دریافت کروں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔

بادشاہ کے سامنے قیدیوں کے بیانات:

شمعون کے معتقد کے مطابق بادشاہ نے ان کو اجازت دے دی۔ شمعون نے ان دونوں سے دریافت کیا تم کو یہاں کس نے بھیجا ہے قاصدوں نے جواب دیا کہ ہم کو ہمارے خدا نے بھیجا ہے جس نے ہم کو پیدا کیا ہے اور وہ ہمارا اور تمہارا سب کا خدا ہے۔ شمعون نے کہا کہ تم نے اس کا کوئی نشان دیکھا ہے۔ قاصدوں نے کہا کہ وہ جو چاہے کرتا ہے اور جس کی مشیت ہوتی ہے حکم دیتا ہے۔ شمعون نے کہا تم اپنے رب کے پاس جانے کے لیے قاصدوں سے کیا چاہتے ہو۔ قاصدوں نے کہا کہ ہم اللہ کا پیغام پہنچا چکے۔

انکار شمعون کا جواب:

یہ سنتے ہی بادشاہ نے کہا کہ تم کو یہاں سے دور چلے جانا چاہیے۔ شمعون نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تم نے ان دونوں کو قید کر دیا ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ ہاں ہم نے ان کو قید کر دیا ہے۔ شمعون نے کہا کہ تم نے ان کو قید کر کے اچھا نہیں کیا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم نے ان کو قید کر کے اچھا ک

دروازوں سے دوڑتے ہوئے بادشاہ کو (یوں) مخاطب ہوا۔

## حقیقت کا اعتراف:

شمعون نے بادشاہ سے کہا اگر آپ اپنے معبودوں سے درخواست کریں اور وہ کسی طرح ہماری مدد کر دیں تو آپ کو بڑی فتح حاصل ہو جائے گی بادشاہ نے کہا تم سے بہتر تو نہیں ہیں حقیقت یہ ہے کہ ہمارا معبود جس کی ہم پوجا کرتے ہیں نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ بولتا ہے نہ پہچانتا ہے جس کو ہم چھو سکتے ہیں (وہ کچھ نہیں کر سکتا) شمعون یہ سنتے ہی اٹھا کر بادشاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا جب بتوں کی پوجا کرنے جاتا تو شمعون کثرت سے ذکر کرتا اور اللہ کے سامنے گڑگڑاتا تھا لوگ یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہمارے مذہب پر ہے۔

## مردہ کا زندہ ہونا:

اس کے بعد بادشاہ نے دونوں حواریوں سے کہا اگر تمہارا خدا جس کی تم پوجا کرتے ہو مردہ کو زندہ کر سکے تو ہم اس کو مان لیں گے حواریوں نے کہا ہمارا معبود ہر چیز کی قدرت رکھتا ہے بادشاہ نے کہا ایک زمیندار کا بچہ سات روز ہوئے مر گیا تھا اس کا باپ موجود تھا تم نے اس کے باپ کے آنے تک سکوٹی کرنے سے روک دیا تھا (اس کو جلد زندہ کر دو تو ماننے حسب الحکم لوگ میت کو لے کر میدہ گئے اور شمعون پیچھے پیچھے خدا سے دعا مانگتا رہا غرض کچھ دیر کے بعد مردہ اٹھ بیٹھا۔

## مردہ کے بیانات:

مردہ نے کہا میں بت پرست تھا مرنے کے بعد میں عذاب میں مبتلا کیا گیا میرے ساتھ اور لوگ بھی لے جائے گئے جن میں ہم کو اس شرک سے زیادہ تکلیف دی جاتی تھی میں نے آواز سنی کہ ان کو ان کے معبودوں کے پاس لے جاؤ میں نے کہا اے پروردگار مجھ کو بھی ان کے ساتھ لے جا۔ ایک فرشتہ نے کہا تو ان کے ساتھ نہیں جا سکتا تو ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔ میں نے کہا میں نے تو ان کے ساتھ کوئی برا کام نہیں کیا فرشتہ نے کہا تو ان کے ساتھ ہنستا تھا اور ان کی باتوں کو پسند کرتا تھا۔

## بادشاہ کی بدبختی:

راوی اسحاق نے بحوالہ کعب وہب بیان کیا ہے کہ بادشاہ ایمان نہیں لایا اور قوم کے اتفاق رائے سے اس نے قاصدوں کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا مگر ایک غیر معمولی کمال نے جو اس شہر کے آخری دروازے پر تھا دونوں قاصدوں کے شہر والوں کے پاس پہنچنے کی خبر دی۔ قاصدوں کا کہنا ہے کہ ہمیں قتل کا حکم دیا ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ہم نے آپس میں کہا کہ ہم کو اللہ کے آگے قتل ہونا بہتر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## بستی کی تعیین کوئی ضروری نہیں:

میری حضرت حکیم الامت نے بیان القرآن میں فرمایا ہے کہ آیات قرآن کا مضمون سمجھنے کیلئے اس بستی کی تعیین کچھ ضروری نہیں اور قرآن کریم نے اس کو مبہم رکھا ہے تو ضرور ہی کیا ہے کہ اس کی تعیین پر تلاش و تفتیش کیا جائے بلکہ سلف صالحین کا یہ طریقہ رہا ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے مبہم رکھا ہے ہم بھی اسے مبہم ہی رہنے دیں اس کی تشخیص بھی نہیں ہے۔ (حاشیہ عثمانی صفحہ)

| |
|---|
| إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ |
| جب کہ آئے اس بستی میں بھیجے ہوئے |

ان کے ۲ ناموں کی صحیح تعیین نہیں ہو سکتی اور نہ ضروری سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ بڑا (اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر تھے یا کسی پیغمبر کے حواری تھے۔ اللہ کو علم ہوگا کہ ان کے بعد کو کہاں کہاں کی طرف جا کر انہوں نے تبلیغ کی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## یہ تینوں قاصد تھے پیغمبر نہیں تھے:

حضرت تھانوی سے یہ منقول ہے کہ یہاں لفظ مُرْسَلُونَ اپنی اصطلاحی معنی میں نہیں بلکہ اس کے معنی میں ہے اور پہلی بزرگ جو اس قریہ کی طرف بھیجے گئے خود پیغمبر نہیں تھے۔ (۱) حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں میں سے تھے انہی کے حکم سے یہ اس قریہ کی ہدایت کے لئے بھیجے گئے تھے۔ (ابن کثیر) اور جو لوگ ان کے بھیجنے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے رسول تھے۔ ان کا بھیجا جانا بھی اللہ تعالیٰ ہی کا بھیجنا تھا۔ (صدقہ عثمانی)

| |
|---|
| إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا |
| جب بھیجے ہم نے ان کی طرف دو تو جھٹلایا ان دونوں کو |
| فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ |
| پھر مدد کی ہم نے ان کی ساتھ تیسرے کے پس کہا انہوں نے بیشک ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں |

## قاصدوں کی دعوت:

یعنی اول دو کے بھر ان کی تائید کیلئے تیسرا بھیجا گیا جس نے آ کر کہا کہ

ہم تو نہیں آئے اللہ کے بھیجے ہوئے آئے ہیں۔ جنہوں نے ہمیں جھٹلایا ہے ان کا پیغام ہمارے پاس ہے۔ (رکوع ۵ تا ۱۵)

## تینوں قاصدوں کے نام

عبدالرزاق، معمر، ابن طہمان، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے۔ قتادہ نے کہا مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے پاس دو حواریوں کو بھیجا۔ قوم نے کہا پہلے دونوں قاصد صادق ہیں، یہ تیسرا قاصد کون ہے؟ (تفہیم القرآن)

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَمَآ اَنْزَلَ

وہ بولے کہ تم کچھ نہیں ہو مگر انسان ہم جیسے، اور نہیں اتارا

الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ۝

رحمٰن نے کوئی چیز، تم محض جھوٹ

## بستی والوں کا جواب

بستی والوں نے کہا تم کچھ نہیں ہو محض جھوٹ بولتے ہو۔ پیغام کے متعلق بات تو ہم نے کہہ دی۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ ہم تو اپنے کام میں لگے رہیں گے۔ تم جو کچھ کر سکتے ہو کر لو۔ (تفہیم القرآن)

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ۝

وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

## قاصدوں کے سچے ہونے کی دلیل

یعنی اگر ہم خدا پر جھوٹ گھڑتے ہیں تو وہ تمہیں چاہے مہلت دے اپنی گرفت سے براہِ راست ہمیں تو نہیں بچا سکتا۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اب تم سمجھ لو کہ ہم خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں یا نہیں۔ (تفہیم القرآن)

مسئلہ: رسولوں نے اللہ کے علم سے استشہاد کیا جو قسم کے قائم مقام ہے (یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو قسم کھا کر اپنا گواہ بنایا) (ابوالسعود)۔ جس نے راستہ جھوٹ بولا اور جانتے ہوئے کہ اللہ جانتا ہے کہ میں نے یہ کلام کیا، پھر اور واقع میں وہ کاذب ہو تو اس پر یہی طوفان آ جائے گی (ابن کثیر) گویہ شدید واقعہ پر بعض قسم کو تعبیر فرمایا)

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ۝

اور ہمارے ذمہ نہیں ہے مگر پہنچا دینا کھول کر

یعنی ہمارا فرض اگر ہے، خدا کا پیغام خوب کھول کر واضح طریقوں اور دلنشین طریقہ سے تم کو پہنچا دینا ہے۔ تو اسے سمجھ کے بعد خود سوچ لو کہ کیا سچ

وعدہ ہوا انجام کی ہو رہے۔ (تفہیم ۱۵)

قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ

بولے ہم تو برا شگون لیتے ہیں تمہارا، اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور سنگسار کر دیں گے تم کو

وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝

اور تم کو پہنچے گا ہماری طرف سے عذاب دردناک

## بستی والوں کی بے عقلی

شاید طنزیہ مرعوبیت اور کفر و عناد کی شدت سے آپ کو نہیں بلکہ ہر مخلص کے سمجھانے پر آپس میں اختلاف ہو کر کسی نے ہدایت کی بات نہ مانی اور سب کا ہم زبان ہو کر کہنا مراد ہے۔ یعنی تمہارے قدم ہمارے لئے فال بد ثابت ہوئے کہ جب سے تم آئے ہو ہم پر نوبت بالائی ہے۔ ضرور تمہاری شامت ہے (الجلالین) اور جیسے ہم اپنے خیال میں تمہارا وجود ہمیں کی وجہ سے ہو رہے ہیں۔ بس قریہ نے وہ نصیحت سے بھی سوال رکھو۔ اگر جو دل نہ چھوڑا تو ہم تم کو سنگسار کر دیں گے اور تم کو سخت عذاب دیں گے۔ پہلے تو قوم کو مشورہ کر رہی تھی۔

قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ

کہنے لگے تمہارا شگون تمہارے ساتھ ہے، یہ تمہارا شگون ہے اگر تم کو نصیحت

بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۝

کوئی بات ہے بلکہ تم لوگ حد سے گزر جانے والے ہو

## قاصدوں کی تعلیم

یعنی تمہارے کفر و تکذیب کی شامت سے عذاب آ رہا ہے جس وحدت کو سب مل کر قبول کر لینے سے بدبختی سے محروم رہتے ہیں اس طرح جھٹلانے سے آفات ہوتے ہیں۔ پس یہ عذاب کی وجوہات کے اسباب تمہارے اندر موجود ہیں۔ پھر ایسی بات پر کیا نصیحت پھر بھی نصیحت کی جائے اور جو اس کو سنے والی ہو تو ایسے بزرگوں کے ساتھ کیا کیا نہ کریں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہر شخص اپنے ہی اعمال سے خیر و شر کو پہچانتا ہے (ابن کثیر)

## تبلیغ و دعوت و اصلاح کا طریقہ

اس بستی کی طرف جو نبی رسول بھیجے گئے انہوں نے سنت انبیاء و دعوت حق کے مطابق اپنی قوم کو جس طرح خطاب کیا اور ان کی غلط فہمیوں کا جس طریق جواب دیا اسی طرح ان کی دعوت سے مسلمان ہونے والے جب اپنی قوم سے اسی طرح خطاب کیا ان سب چیزوں کو اور اگر دیکھنے والوں سے تبلیغ دین و اصلاح خلق کی خدمت انجام دینے والوں کے لئے بڑے سبق ہیں۔ ان رسولوں کی ساتھ نیکی نیکوں کے ذکر میں مشرکین نے شرکیں، نیکی کیں

(۱) تم تو ہمیں جیسے انسان ہو تمہاری بات کیوں مانیں؟

(۲) خدا نے کسی کو رسول بنا کر کوئی پیغام اور کتاب نہیں بھیجی۔

(۳) تم نرے جھوٹ بولتے ہو۔

آپ خود کہیئے کہ یہ فرض کا مسئلہ کا سے کے جواب میں یا استقبال انگیز عقیدہ کہا جاسکتا ہے۔ حالانکہ یہی تین اعتراض رسولوں نے کیا جواب دیا سورہ یٰسین میں ہے کہ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ۔

تاریخ کی کے مصلحین اور خدمت دعوت و اصلاح کے انجام دینے والے نے عموماً اس بے نصیبی اور بدبختی کو پھوڑ دیا اسی لئے ان کی دعوت و تبلیغ بے اثر ثابت ہوئی ہے۔ تقریر و خطابت میں غصہ کا اظہار، مخالف پر فقرے چست کرنا بڑا کمال سمجھا جاتا ہے۔ جو مخالف کو زیادہ سے زیادہ مشتعل کرنے کی طرف مائل ہوتا ہے، اللہم بعض مستثنیٰ مثلاً نبی کریم ﷺ کی دعوت نماز عید ۔ (صلی اللہ علی محمد)

| |
|---|
| وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى |
| اور آیا شہر کے پرے سے ایک مرد دوڑتا ہوا ۞ |

ایک سچا آدمی: کہتے ہیں کہ اس مرد سچ کا نام حبیب نجار شہر کے پرلے کنارے عبادت میں مشغول، بیٹا اور کسب علال سے کھاتا تھا۔ فطری صلاحیت نے پہلے ہی سے پہنچنے دیا تھا۔ سنتے ہی مرسلین کی تائید و حمایت اور مکذبین کی ملامت و سرزنش کے لئے دوڑتا ہوا آیا۔ سیاہ اعتقاد اپنی قوم کیلئے دعا کرنے لگیں اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرسلین کی آواز کا اثر شہر کے اور دروازوں تک پہنچ گیا تھا۔ (منہ)

جب نے کہا حبیب کو کسی چیز سے مطلب تھا نہ غرض یار تھا اس کو جو ہم پر تھا اس لئے شہر کے آخری دروازہ پر چلا آتا تھا۔ قصہ سرو سوسن تھا غیرت بہت کرتا تھا دن میں جو کوئی تا تھا مکدر دیکھے کرتے ایک حصہ خیرات کر دیتا تھا۔ ایک حصہ اپنے عیالیوں کے صرف میں لاتا تھا جب اس کو اطلاع ملی اس کی قوم والوں نے رسولوں کو قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے تو وہ اسی وقت آ دوڑا۔ کہا: (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۙ اتَّبِعُوْا مَنْ |
| کہا اے قوم میری چلو رسولوں کی چلو اس پر جو |
| لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۞ |
| تم سے مزدوری نہیں چاہتے اور وہ ٹھیک راہ پر ہیں ۞ |
| وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ |
| اور مجھ کو کیا ہے کہ میں بندگی نہ کروں اس کی جس نے مجھ کو |
| وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۞ |
| اور اسی کی طرف سب پھر جاؤ گے ۞ |

حبیب کی تقریر:

جس اللہ کے پیچھے ہونے ہیں۔ اس کا پیغام لے کر آئے ہیں جو ہمیشہ کرتے ہیں اس پر خود کاربند ہیں اخلاق، اعمال اور عادات و اطوار سب ٹھیک ہیں بے غرض خیر خواہی کرتے ہیں۔ کوئی معاوضہ تم سے لینا چاہتے۔ پھر ایسے بے غرض بزرگوں کا اتباع کیوں نہ کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے جو پیغام بھیجے کیوں نہ قبول کیا جائے۔

یا اپنے اوپر نگاہ کرو خود سوچو۔ یعنی تم کو آخر کیا ہوا کہ حسن نے پیدا کیا اس کی بندگی نہ کرو۔

یعنی یہ مت سمجھنا کہ پیدا کرنے کا کام چھوڑ دیا ہے اب کچھ مطلب نہیں رہا جس سب کو مر کر پھر اسی کے پاس جانا ہے اس وقت کی فکر کرو کہ۔

یعنی کس قدر بے وقوفی ہے کہ اس جہان فانی کے لئے جو قادر مطلق ہمیشہ رہے گا اور ہم کو بھی ہمیشہ رہنا ہے اس کی عبادت چھوڑ کر اور کسی چیزوں کی پرستش کی جائے جو خدا کی بھیجی ہوئی کسی تکلیف سے نہ بچا سکتے خود بچھڑا بنکر اسکیں نہ سفارش کر کے کسی کو بچا سکتے۔

یعنی بیچ میں بے سمجھے بوجھے کسی کو اللہ کا شریک ٹھہرانا اور اس پر جمانا بڑی بے وقوفی ہے۔ اسے سب جان سکتی ہیں شاید مرسلین کی اس نے سنا ہو کہ وہ خدا کے پاس گواہ ہیں اور تم گواہ اس لئے کہتا ہوں کہ کچھ بتلاؤ ہاں بیا تم (تم اور تمہارے) ایسے مشرکین کی صحبت سے اجتناب کرنے کی طرف اشارہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

حبیب کے ساتھ بستی والوں کا سلوک اور اللہ تعالیٰ کا انعام:

بعضوں نے کہا ہے جب اس شخص نے یہ بات کہی تو قوم والوں نے اس پر یک دم حملہ کر دیا کچلی کر دیا۔ حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا تو ہمیں سے ایسا واقعہ ہوا کہ اس کی آنتیں پیٹ سے نکل گئیں سدی نے کہا لوگ اس کو پتھر مار رہے تھے وہ کہہ رہا تھا اے اللہ میری قوم کو ہدایت کر تو اس کو کچھ سمجھ نہیں کرتا یا اللہ الحسن نے کہا اس نے گھٹنے چاند کر شہید کی تفصیل

سے نکلنے والوں کی قدر نہ کی جس کی وجہ سے وہ ہلاک ہوئے۔

۴۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اہل قریہ کا وہ رسولوں کی طرف سے آنے والوں کو جھٹلانا اور ان کی دعوت کو رد کرنا اور شہید کرنا ان کی زندگی میں ان کو عطا کردہ ہدایت کے منافی نہیں ہے۔

۵۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں خلوص کے ساتھ جان دینے والے کو جب اس کی جنت دکھا دی گئی تو اس نے تمنا کی کہ کاش میری قوم کو پتہ چل جائے کہ اللہ نے مجھے کس وجہ سے بخش دیا اور مجھے کیا کچھ عطا فرمایا تو اس کی قوم ایمان لے آئے اور اللہ کے رسولوں کی تکذیب سے باز آجائے۔

۶۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں جان دینے والے شہید کو جنت میں جو کچھ ملے گا اس کی تمنا کرنا جائز ہے۔

۷۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں جان دینے والے شہید کو جنت میں جو کچھ ملے گا اس کی تمنا کرنا جائز ہے۔

۸۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں جان دینے والے شہید کو جنت میں جو کچھ ملے گا اس کی تمنا کرنا جائز ہے۔

۹۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں جان دینے والے شہید کو جنت میں جو کچھ ملے گا اس کی تمنا کرنا جائز ہے۔

۱۰۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کے راستہ میں جان دینے والے شہید کو جنت میں جو کچھ ملے گا اس کی تمنا کرنا جائز ہے۔

## قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ

ترجمہ: جنت میں داخل ہو جا

جنت کا داخلہ: جنت میں داخلہ کے بعد مومن کہتا ہے کہ کاش میری قوم کو بھی پتہ چل جائے کہ میرے رب نے مجھے کس وجہ سے بخش دیا اور مجھے کیا کچھ عطا فرمایا تو وہ بھی ایمان لے آئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد بھی مومن کو اپنی قوم کی فکر رہتی ہے۔

## قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ

ترجمہ: کہا اے کاش میری قوم جانتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا

## وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ

ترجمہ: اور مجھے عزت والوں میں سے کر دیا

قوم سے ہمدردی:

قوم کی ہدایت کی فکر: اللہ کے نیک بندے جنت میں پہنچنے کے بعد بھی اپنی قوم کی ہدایت کی فکر کرتے ہیں۔ اگر ان کی قوم ایمان لے آئے تو ان کو اللہ کی طرف سے کیا کچھ عطا ہو گا اس کی تمنا کرتے ہیں۔

## وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ

ترجمہ: اور اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر نہیں اتارا

## مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ اِنْ كَانَتْ اِلَّا

ترجمہ: آسمان سے اور ہم اتارنے والے نہیں تھے

## صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ

ترجمہ: مگر ایک چیخ پھر اچانک وہ بجھ کر رہ گئے

کفار قریش کی سزا:

یعنی اس کے بعد اس کی قوم پر کوئی لشکر یا فرشتہ نہیں بھیجا گیا کہ ان کو ہلاک کرتا بلکہ ایک چیخ ہی کافی ہوئی جس سے وہ ہلاک ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی دعا سے بھی بعض اوقات عذاب ٹل جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے نیک بندوں کی دعا سے بھی بعض اوقات عذاب ٹل جاتا ہے۔ اس لئے ہمیں بھی اپنے لئے اور اپنی قوم کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

بعض نے کہا کہ اللہ نے حبیب کو شہید کرنے والی قوم کا عذاب ٹل جانے کے بعد ان کی قوم کو ہلاک کیا۔

میں آ گیا اور فوراً ہی سب کا دَم گھٹ کر بجھ گئی۔ گویا اللہ کے حکم الٰہی ایک چیخ ہی سب کے لئے کافی ہو گئی۔ (تفسیر مراغی)

روایات میں ہے کہ جبرئیل امین نے شہر کے دروازے کے دونوں بازو پکڑ کر ایک سخت ہیبت ناک آواز نکالی جس کے صدمہ سے کوئی نہ بچ سکا۔ سب کے سب مر گئے۔

یہ تعبیر بڑا ہی لطیف انداز رکھتی ہے کہ جب کوئی شخص کسی کام کے لئے کسی کو بھیجتا ہے تو اس کے ساتھ کچھ نہ کچھ ہدایات بھی دیتا ہے۔ مگر یہاں ان کے بھیجنے والے نے کوئی ہدایت نہیں دی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ اس قدر ہٹ دھرم اور ضدی تھے کہ ان کی اصلاح کی کوئی امید ہی نہیں تھی۔ اس لئے ان کو ہدایت کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھی گئی۔

| |
|---|
| يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ |
| کیا افسوس ہے بندوں پر کوئی رسول نہیں آیا جن کے پاس |
| إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا |
| مگر یہ اس کے ساتھ مذاق کرتے تھے کیا انہیں نہیں دیکھا کہ ہم نے کتنے |
| قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ |
| ان سے پہلے ہلاک کر دیئے جو ان کی طرف نہیں لوٹ کر آئیں گے |

## تاریخ سے پکار:

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بھی کچھ فرشتوں جیسے پیغمبروں سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر ہمیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بھی ان کی ہٹ دھرمی کی ایک مثال ہو۔ کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا جس کا یہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بھی ان کی ہٹ دھرمی کی ایک مثال ہو۔ کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا جس کا یہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بھی ان کی ہٹ دھرمی کی ایک مثال ہو۔ کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا جس کا یہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ بھی کچھ فرشتوں جیسے پیغمبروں سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر ہمیں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ لہٰذا یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بھی ان کی ہٹ دھرمی کی ایک مثال ہو۔ کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا جس کا یہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ بھی ان کی ہٹ دھرمی کی ایک مثال ہو۔ کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آتا جس کا یہ مذاق نہ اڑاتے ہوں۔

## بعث بعد الموت کی دلیل:

یعنی شہر شہر گھوم کر دیکھ لو کہ ہم نے پچھلی قوموں کو کس طرح زندہ ہو کر حاضر ہونے سے انکار کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ کیا ان کا زندہ ہو کر واپس آنا ممکن تھا؟ اور مردہ دوبارہ زندہ ہو کر آنے والے کی زندگی کا ایک دائمی انعام پانے کے لئے کیسے کیسے بلند بانگ دعوے کرتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس قوت نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ اور جب یہ بات بھی ممکن ہے تو پھر اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اور جب یہ بات بھی ممکن ہے تو پھر اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

| |
|---|
| وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ |
| اور یہ سب کے سب ہی ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے |

## مجرمین کا انجام:

یعنی وہ تو دنیا کا عذاب تھا۔ اور آخرت کی سزا الگ رہی۔ یہ مجرم سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ تو پھر ان کا شمار ہی کیا ہے۔ سب مجرم ہلاک ہونے والے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ سب مجرم ہلاک ہونے والے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

| |
|---|
| وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا |
| اور ایک نشانی ان کے لئے بنجر زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کیا |
| وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝ وَجَعَلْنَا |
| اور اس میں سے اناج نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے |
| فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا |
| اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دیئے ہم نے اس میں |
| فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ۝ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ |
| کئی چشمے ۔ تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے |

## بعث بعد الموت کی دلیل:

یعنی شہر شہر گھوم کر دیکھ لو کہ ہم نے پچھلی قوموں کو کس طرح زندہ ہو کر حاضر ہونے سے انکار کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ کیا ان کا زندہ ہو کر واپس آنا ممکن تھا؟ اور مردہ دوبارہ زندہ ہو کر آنے والے کی زندگی کا ایک دائمی انعام پانے کے لئے کیسے کیسے بلند بانگ دعوے کرتے تھے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جس قوت نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کرنا کوئی مشکل نہیں۔ اور جب یہ بات بھی ممکن ہے تو پھر اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔ اور جب یہ بات بھی ممکن ہے تو پھر اس کے ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

| |
|---|
| وَإِن كُلٌّ لَّمَّا جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ۝ |
| اور یہ سب کے سب ہی ہمارے سامنے حاضر کئے جائیں گے |

## مجرمین کا انجام:

یعنی وہ تو دنیا کا عذاب تھا۔ اور آخرت کی سزا الگ رہی۔ یہ مجرم سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ تو پھر ان کا شمار ہی کیا ہے۔ سب مجرم ہلاک ہونے والے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔ سب مجرم ہلاک ہونے والے ہیں۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں۔

| |
|---|
| وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا |
| اور ایک نشانی ان کے لئے بنجر زمین ہے جس کو ہم نے زندہ کیا |
| وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ ۝ وَجَعَلْنَا |
| اور اس میں سے اناج نکالا جس میں سے وہ کھاتے ہیں اور بنائے ہم نے |
| فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجَّرْنَا |
| اس میں باغ کھجور کے اور انگور کے اور بہا دیئے ہم نے اس میں |
| فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ۝ لِيَأْكُلُوا مِن ثَمَرِهِ |
| کئی چشمے ۔ تاکہ کھائیں وہ اس کے پھلوں سے |

سے پیدا کی ہے۔ (تفہیم القرآن)

**گھوڑا، خچر اور گدھا**

گھوڑا، خچر اور گدھے کی سواری کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے اور بار برداری کے لیے بھی۔ مگر یہ تینوں جانور اپنی جسمانی ساخت کے لحاظ سے سواری کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ ان کی پیٹھ پر بوجھ لادنا مناسب نہیں ہے۔ اس کام کے لیے اونٹ اور بیل زیادہ موزوں ہیں۔ اسی لیے عرب میں گھوڑے کی قدر تو بہت کی گئی ہے، مگر خچر اور گدھے کی قدر کرنے کا کوئی رواج نہیں پایا جاتا۔ (تفہیم القرآن)

**وَمَا يَعْلَمُونَ ۝ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝**

اور وہ کیا کچھ پیدا کرتے ہیں جسے یہ لوگ نہیں جانتے۔ پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟

**ہر حیثیت سے اللہ کا شکر واجب ہے**

یعنی یہ بیل اور گھوڑے تو وہ ہیں جنہیں ہم نے پیدا کیا ہے، ان کے مالکوں میں یہ طاقت کہاں کہ ایک تخم خرما کا درخت پیدا کر سکیں۔ زراعت اور زرداعی لگانے اور ان کی پرورش کرنے میں کسی کو جو کچھ بھی کام کرنا ہوتا ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ مادے میں ہے اور خود ان کے اپنے جسم اور ان کے تمام ظاہری و باطنی اعضاء اللہ ہی کی پیدا کردہ قوتوں سے کام لیتے ہیں۔ پھر جو شخص بھی اللہ کی ان بے حد و حساب نعمتوں میں سے کسی نعمت کو بھی استعمال کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ (تفہیم القرآن)

**وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ۝**

اور ان میں سے کچھ کو یہ کھاتے ہیں۔

**وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۝**

اور ان کے لیے ان میں طرح طرح کے فائدے اور پینے کی چیزیں ہیں۔

**أَفَلَا يَشْكُرُونَ ۝**

پھر کیا یہ شکر ادا نہیں کرتے؟

**قدرت الٰہی کا عجیب کرشمہ**

یعنی یہ تمام چیزیں، جو انسان کی زندگی میں اور دوسری مخلوقات میں ہمیں نظر آتی ہیں، ان کی پیدائش میں کسی دوسرے کا دخل نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے ثبوت میں بہت صاف اور کھلی ہوئی دلیلیں ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی شخص اس کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ اللہ ہی ایک ہے جو ان سب کا خالق ہے، اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہ خالق ہے نہ مالک، نہ معبود ہے نہ مستحق عبادت۔ (تفہیم القرآن)

**سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ۝**

پاک ہے وہ جس نے زمین کی نباتات اور خود ان کی اپنی جنس اور دوسری بہت سی چیزوں کے جوڑے پیدا کیے۔

**قدرت الٰہی کا عجیب کرشمہ**

یعنی یہ تمام چیزیں، جو انسان کی زندگی میں اور دوسری مخلوقات میں ہمیں نظر آتی ہیں، ان کی پیدائش میں کسی دوسرے کا دخل نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے یہ سب کچھ پیدا کیا ہے۔ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کی توحید کے ثبوت میں بہت صاف اور کھلی ہوئی دلیلیں ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے کوئی شخص اس کے سوا کسی اور نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتا کہ اللہ ہی ایک ہے جو ان سب کا خالق ہے، اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہ خالق ہے نہ مالک، نہ معبود ہے نہ مستحق عبادت۔ (تفہیم القرآن)

**وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا**

اور رات بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے کہ ہم اس پر سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو یکایک یہ تاریکی میں رہ جاتے ہیں اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔

**انتظام باستحکام جہاں:**

"سبحان" کہتے ہیں جانوری تعریف، تمام نقائص سے پاک ہونے کو۔ اس لفظ کو استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے اس کی طرح کی کمزوری کا شائبہ تک اس میں نہیں پایا جاتا۔ "ازواج" کا لفظ عربی زبان میں جوڑے کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور ایک چیز کے مختلف قسموں کے لیے بھی۔ اس آیت میں یہ لفظ دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔ "مما تنبت الارض" سے مراد نباتات کی مختلف قسمیں ہیں۔ "ومن انفسھم" سے مراد انسان کی نر و مادہ اقسام ہیں۔ "ومما لا یعلمون" سے مراد وہ بے شمار مخلوقات ہیں جن کا علم انسان کو نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

**وَآيَةٌ لَّهُمُ اللَّيْلُ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَإِذَا هُم مُّظْلِمُونَ ۝ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا**

اور رات بھی ان کے لیے ایک نشانی ہے کہ ہم اس پر سے دن کو کھینچ لیتے ہیں تو یکایک یہ تاریکی میں رہ جاتے ہیں اور سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلا جا رہا ہے۔

**انتظام باستحکام جہاں:**

"سبحان" کہتے ہیں جانوری تعریف، تمام نقائص سے پاک ہونے کو۔ اس لفظ کو استعمال کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ بیان کیا جا رہا ہے اس کی طرح کی کمزوری کا شائبہ تک اس میں نہیں پایا جاتا۔ "ازواج" کا لفظ عربی زبان میں جوڑے کے لیے بھی بولا جاتا ہے اور ایک چیز کے مختلف قسموں کے لیے بھی۔ اس آیت میں یہ لفظ دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔ "مما تنبت الارض" سے مراد نباتات کی مختلف قسمیں ہیں۔ "ومن انفسھم" سے مراد انسان کی نر و مادہ اقسام ہیں۔ "ومما لا یعلمون" سے مراد وہ بے شمار مخلوقات ہیں جن کا علم انسان کو نہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

**طلوع و غروب:**

سورج کا طلوع و غروب، اور اس کے مقام طلوع کے ہر روز بدلتے رہنے میں، ہر شخص کو ہر روز مشاہدہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ رات کا آنا اور دن کا روشن ہونا بھی ایسا امر ہے جس کو ہر شخص ہر روز دیکھتا ہے۔ اس لیے ان کو نشانی قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ ان میں غور کرنے سے ہر شخص اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان کا خالق ایک ہی ہے۔ (تفہیم القرآن)

**سورج کا طلوع و غروب:**

سورج کا مقام طلوع ہر روز بدلتا رہتا ہے۔ ۲۱ جون کو وہ سب سے زیادہ شمال میں طلوع ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہر روز اس کا مقام طلوع جنوب کی طرف ہٹتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو وہ سب سے زیادہ جنوب میں طلوع ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا مقام طلوع شمال کی طرف ہٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہی حال اس کے مقام غروب کا ہے۔ ۲۱ جون کو وہ سب سے زیادہ شمال میں غروب ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہر روز اس کا مقام غروب جنوب کی طرف ہٹتا چلا جاتا ہے، یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو وہ سب سے زیادہ جنوب میں غروب ہوتا ہے۔ اس کے بعد پھر اس کا مقام غروب شمال کی طرف ہٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

ایک وقت آئے گا جب سورج کو طلوع کی اجازت نہ ہوگی

بخاری نے حضرت ابوذر سے روایت سے لکھا ہے کہ جس وقت سورج غروب ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کہاں چلا جاتا ہے ابوذر نے جواب دیا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جا کر عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور آگے چلنے کی اجازت طلب کرتا ہے اجازت دے دی جاتی ہے لیکن عنقریب وہ وقت آئے گا کہ یہ سجدہ کرے گا اور سجدہ قبول نہ ہوگا اور (آگے جانے کی) اجازت طلب کرے گا مگر اس کو اجازت نہیں ملے گی اور حکم دیا جائے گا کہ جہاں سے آیا ہے وہیں لوٹ جا چنانچہ وہ (لوٹ کر) مغرب سے طلوع ہوگا یہی (مطلب) ہے آیت وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا مستقر عرش کے نیچے ہے۔ (متفق علیہ و غیرہ مفسرین)

حضرت ابی بن کعب کی تفسیر:

آفتاب اپنے مدار پر ایسے نظم اور منضبط نظام کے ساتھ حرکت کر رہا ہے جس میں کبھی ایک منٹ ایک سیکنڈ کا فرق نہیں آتا بلزام (اسمان) مغرب سے طلوع ہوتا ہے جیسے کہ سب دائی نہیں اس کا ایک خاص مستقر ہے۔ جہاں پہنچ کر یہ نظام کسی اور کسی کی حرکت بند اور ختم ہو جائے گی اور وہ قیامت کا دن ہے۔ یہ تفسیر تو وہ ہے متقول ہے۔ (ابن کثیر)

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود سے بھی اسی مضمون کی حدیث منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ روزانہ آفتاب غروب ہونے کے بعد عرش کے نیچے جا کر سجدہ کرتا ہے اور نئے دورے کی اجازت طلب کرتا ہے اجازت پا کر نیا دورہ شروع کرتا ہے یہاں تک کہ ایک دن ایسا آئے گا جب اس کی نہ تو اجازت دی جائے گی نہ اس سے کوئی بات کہی جائے گی بلکہ یہ حکم ہوگا کہ جس طرف سے آیا ہے اسی طرف لوٹ جا چنانچہ مغرب کی طرف سے طلوع ہو جائے گا۔ کنارہ والی احادیث صحیحہ میں یہ ہے کہ اس کے طلوع مغرب کے بعد سب نظام کائنات درہم برہم اور بالکل تباہ کر دیا جائے گا اس کا نظام کوئی اور ہی ہوگا۔ جس کے ادراک سے ہم قاصر ہیں۔ اور زمانہ کی حکمت و مصلحت کی بنا پر کوئی حرف گیری نہیں کر سکتا۔ بعد ازاں جب چاہے گا اور جس طرح چاہے گا اس نظام کو بدل دے گا کسی کو مجال انکار نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ۔) اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث آئی ہے کہ جس میں شمس کے تحت العرش سجدہ کرنے کا ذکر ہے۔ بہرحال اس کی تشریح کا صحیح علم نہیں اس پر زیادہ مشغول ہونا بھی فضول ہے۔ (ابن کثیر)

اس حال میں ہے اس لئے حاصل مضمون صرف یہ نکلا کہ یہ ہوا کہ آفتاب ہمیشہ دوڑتا رہتا ہے کبھی رکتا نہیں ہے اس کے سامنے کبھی دیر نہیں ہوتی ہے کبھی سستی نہیں ہوتی ہے وہ رات دن کے پانچ فرائض کرتا ہے اور یہ سلسلہ اسی طرح قریب قیامت تک جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ قیامت کی بالکل قریبی علامت ظاہر کرنے کا وقت آ جائے گا تو آفتاب کے سجدے اور اجازت کا انکار اور غروب آنے کے بجائے پچھم سے نکلنا شروع ہو جائے گا اور وہ پھر مشرق کی طرف طلوع ہو جائے گا جس کا یہ وقت ہوگا کہ ایمان لانا بالکل بیکار ہو جائے گا۔ (ابن کثیر و روح المعانی)

حدیث کی تشریح:

جبکہ قرآن و حدیث کی نص بالکل صاف ہے کہ آفتاب ہر وقت اپنے مدار پر چلتا رہتا ہے اور ہر وقت عرش کے نیچے سجدہ کرتا ہے اور اجازت طلب کرتا ہے اور ہر وقت اجازت ملتی رہتی ہے اور ہر وقت اجازت ملنے کے بعد نئے دورے کے لئے روانہ ہوتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی کا کچھ حصہ زمین کے کسی نہ کسی حصہ پر پڑتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی گرمی اور سردی کا اثر کسی نہ کسی حصہ زمین پر ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر دن اور رات کا فرق ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی موسم ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی مہینہ ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی صدی ہوتی رہتی ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی ہزار سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی لاکھ سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی کروڑ سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی ارب سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی کھرب سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی نیل سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی پدم سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی شنکھ سال ہوتا رہتا ہے اور ہر وقت اس کی روشنی اور گرمی سے کسی نہ کسی حصہ زمین پر کوئی نہ کوئی مہاشنکھ

ہیں۔ محمود جدید نے لکھا ہے کہ یہ کلیہ تو بیت عمر رات دن کا بیان تو ٹھیک ہے مگر سورج کا ہر گھر کی نصف سے زائد اور نصف کی تکمیل ہوتی ہے۔ اب چاند کا ہر گھر کے تین حصوں کی نشاندہی کرنا، قرآن کی تکذیب کا دعویٰ ہے۔ چاند ہر روز ۱۳ درجہ چلتا ہے۔ ۱۳ درجہ کے لئے ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ درکار ہیں۔ ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ میں چاند ۱۳ درجہ چلتا ہے۔ ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ میں ۱۳ درجہ چلنے کے لئے ۲۴ گھنٹے ۵۰ منٹ درکار ہیں

صحیح اللہ علیہ وسلم نے پیغام خدا کی اشاعت سے روکنے کی کوشش کی ہیں۔

حضرت کعب بن مالک کا بیان ہے کہ تبوک کی مہم پر روانگی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ دیا جس میں آپ نے فرمایا کہ "سچائی کو اختیار کرو، کیونکہ سچائی نیکی کی راہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی برابر سچ بولتا رہتا ہے اور سچائی کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔ جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ گناہ کی راہ دکھاتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ آدمی برابر جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔" (ابن جریر)

### مِنْ مِّثْلِهٖ کا مصداق

مِنْ مِّثْلِهٖ کا لب سے ادا صحیح ہوتا ہے جبکہ آدمی کی زبان اور لکھنے پڑھنے سے اس کا تعلق ٹوٹ جائے۔ قیامت کی ہولناکیوں کی تفصیل میں جائے بغیر صرف اس پر اکتفا کیا جاتا ہے کہ اس وقت تمہیں کوئی طاقت بولنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ تمہارے ہاتھ پاؤں تمہارے خلاف گواہی دیں گے۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ آیت ابی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی تھی۔ وہ ایک بار ایک بوسیدہ ہڈی لے کر آیا اور اسے توڑ کر کہنے لگا کہ "اے محمد، کیا تم کہتے ہو کہ اللہ اس ہڈی کو اٹھائے گا؟" اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن ابی حاتم)

### مشرکین کی حماقت

یعنی اس وقت ان کی آنکھوں پر پردے پڑے ہوں گے۔ جن راستوں پر وہ اپنی ہٹ دھرمی کی وجہ سے چلتے رہے ہیں وہ ان کو نظر نہ آئیں گے۔ جن حقیقتوں کو وہ جھٹلاتے رہے ہیں وہ ان کے سامنے بے نقاب ہو جائیں گی۔ جن نشانیوں کا وہ مذاق اڑاتے رہے ہیں وہ ان کے گرد و پیش ہر طرف ہوں گی۔ جن طاقتوں پر وہ بھروسہ کیے ہوئے ہیں وہ ان کی مدد سے بالکل بے بس ہوں گی۔ جن معبودوں کو وہ پکارتے رہے ہیں وہ ان کو بچانے کے لیے کچھ نہ کر سکیں گے۔ جن دلیلوں سے وہ اپنے باطل عقائد کو سچا ثابت کرتے رہے ہیں وہ ان کے کام نہ آئیں گی۔ جن ذرائع سے وہ حق کی روشنی کو بجھانے کی کوشش کرتے رہے ہیں وہ ان کے ہاتھ سے چھن جائیں گے۔ جن جتھوں کے بل پر وہ اکڑتے رہے ہیں وہ ان کے کام نہ آئیں گے۔ جن ہتھکنڈوں سے وہ دوسروں کو دبانے کی کوشش کرتے رہے ہیں وہ ان کے اپنے خلاف پڑیں گے۔ جن بناوٹی سہاروں پر وہ بھروسہ کیے ہوئے ہیں وہ ان کے لیے سہارا بننے کے بجائے الٹا ان کے لیے بوجھ بن جائیں گے۔ جن جھوٹے خداؤں کی وہ بندگی کرتے رہے ہیں وہ ان کے لیے کوئی سہارا نہ ہوں گے۔ جن کی خاطر وہ اللہ کے بندوں پر ظلم کرتے رہے ہیں وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ جن کی خاطر وہ اللہ کے دین کی مخالفت کرتے رہے ہیں وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ جن کی خاطر وہ اللہ کے دین کی مخالفت کرتے رہے ہیں وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔ جن کی خاطر وہ اللہ کے دین کی مخالفت کرتے رہے ہیں وہ ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں گے۔

### سب کچھ رحمت الٰہی سے ہے

یعنی یہ سخت انجام ان پر اس لیے نہیں آئے گا کہ ان کے معبودوں کو ان کی بندگی کے بارے میں کچھ علم ہو گیا ہے، یا ان سے ان کے معبودوں نے کوئی شکایت کی ہے، یا اللہ کو ان پر کوئی غصہ ہے۔ وہ تو اپنی رحمت سے ان کو اس وقت تک مہلت دیتا رہا کہ وہ اپنی اصلاح کر لیں، اپنے رویہ کو درست کر لیں، اپنے معبودوں سے بے نیاز ہو کر اپنے رب کی طرف پلٹ آئیں۔ مگر انہوں نے اس مہلت سے فائدہ نہ اٹھایا۔ اب وہ اس کی رحمت سے محروم ہو کر اس انجام کو پہنچ رہے ہیں۔

### عذاب کے آنے کا وقت

یعنی یہ عذاب ان پر اچانک آئے گا۔ وہ اس کی آمد سے بالکل بے خبر ہوں گے۔ ان کو سنبھلنے کا موقع نہ ملے گا۔ وہ اپنے معاملات کو درست کرنے کی فکر میں ہوں گے کہ یکایک ان پر آفت ٹوٹ پڑے گی۔ یہ مضمون قرآن میں بکثرت مختلف طریقوں سے بیان کیا گیا ہے۔ کبھی فرمایا کہ وہ اچانک آئے گا۔ کبھی فرمایا کہ وہ رات کو آئے گا۔ کبھی فرمایا کہ وہ دن چڑھے آئے گا۔ کبھی فرمایا کہ وہ اس وقت آئے گا جب لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں گے۔ کبھی فرمایا کہ وہ اس وقت آئے گا جب لوگ امن و اطمینان کی باتیں کر رہے ہوں گے۔ کبھی فرمایا کہ وہ اس وقت آئے گا جب لوگ اپنے کو بالکل محفوظ سمجھ رہے ہوں گے۔ کبھی فرمایا کہ وہ اس وقت آئے گا جب لوگ اپنے کو بالکل محفوظ سمجھ رہے ہوں گے۔ کبھی فرمایا کہ وہ اس وقت آئے گا جب لوگ اپنے کو بالکل محفوظ سمجھ رہے ہوں گے۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت بھی، مذکورہ کے حق میں ہیں اس صورت میں عن کے معنی بدل ہونے کے ہوں گے یا کلمہ شکایت پر محمول ہوگا۔ (خیر جاری)

## مال خرچ کرنے کا حکم:

خدا نے ہمارے ہاتھوں کو فضیلت دی اور خرچ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ اے میرے بندو! میں نے تم کو جو مال و دولت دی ہے اس کا اصل مالک میں ہوں۔ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ تم میری اس دی ہوئی دولت کا کچھ حصہ میرے غریب بندوں کی مدد میں خرچ کرو۔

در بلائے ما شما را یار گشت تا کہ کار ایشاں دہد فاطع کہ بخل
زندگی بخل گر نظر دولت ہا فرجام خصامت و اتحاد ہا مطلق

سبب نزول: روایت کیا گیا ہے کہ صدیق اکبرؓ مسلمان مسکینوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے، اتفاق سے ابوجہل آپ کو مل گیا اور کہنے لگا کہ اے ابوبکر! تمہارا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے کھانے پر قادر ہے۔

حضرت ابوبکر نے کہا ہاں بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کے کھانے پر قادر ہے، ابوجہل نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ اللہ نے ان کو بھوکا رکھا اور کھانے کو نہیں دیا، ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ یہ خدا کی طرف سے امتحان اور آزمائش ہے۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے فقیروں کو آزمایا اور پرکھا جائے کہ وہ اللہ کے بندوں پر کس قدر رحم کرتے ہیں اور کس قدر شکر کرتے ہیں اور ان کو فقر و فاقہ میں کس قدر صبر کرتے ہیں اور دولتمندوں کو شکر اور جود و سخا کا حکم دیا ہے، ابوجہل نے کہا کہ اے ابوبکر! تم خالص گمراہی میں ہو، کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان فقیروں کو کھانا کھلانے پر قادر ہے اور باوجود قدرت کے پھر ان کو کھانا نہیں دیتا اور پھر تم ان کو کھانا کھلاتے ہو، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنْفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ اور یہ آیت نازل ہوئی وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَٰكِن لَّا يَعْلَمُونَ (صفوۃ التفاسیر)

إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

تم لوگ تو بالکل کھلی گمراہی میں ہو سورۃ ۳۶

## مطلب پر قرائن کا گواہی دینا:

اگر یہ جملہ کفار کے قول کا حصہ ہے تو مطلب یہ ہوگا کہ اے گروہ مومنین! تم صریح گمراہی میں پڑے ہو۔ ایسے لوگوں کا بیہودہ گمراہ بنانا چاہتے ہو جن کا خدا بھی اور نہیں چاہتا۔ یہی قول ہے جس کی طرف مفسر نے اشارہ کیا ہے کہ کفار کا خطاب ہے کہ کس قدر بیہودہ باتیں کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ گمراہی ہے جیسے کاسہ شیر نظر کے جواب میں کہا اپنے مرے ہوئے کو"۔ (خیر جاری)

وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ

اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو ۲۵

## منکرین کی ڈھٹائی:

یعنی یہ قیامت اور عذاب کی دھمکیوں کب پوری ہوں گی، تم سچے ہو تو جلد بتلا دو کہ کب ہوگا۔ (خیر جاری)

مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ

یہ تو راہ دیکھتے ہیں ایک چنگھاڑ کی جو ان کو آ لے گی

وَهُمْ يَخِصِّمُونَ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ

جب آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے پھر نہ کر سکیں گے

تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ

کہ کچھ کہہ سن جائیں اور نہ اپنے گھر کو پھر کر جا سکیں گے ۴۹

## قیامت آنے کو ہے

یعنی قیامت اچانک آ پہنچے گی اور وہ اپنے معاملات میں مشغول ہوں گے کسی وقت پیام اجل دیا جائے گا سب ہوش و حواس جاتے رہیں گے اور مرنے و بیمار ہو جائیں گے، قیامت بھی دو طرح کی ہوگی نفخہ اولیٰ کے وقت جو کچھ ہے پہلے ہی ہو جائے گا، نفخہ ثانیہ کے وقت جو کچھ ہوگا وہ یہاں بیان ہوا ہے، (موضح)

## قیامت کہاں قائم ہوگی؟

شیخین نے صحیحین میں بیان کیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت ایسی حالت میں آ جائے گی کہ دو آدمی کپڑا (بیچنے کے لئے) پھیلائے ہوئے ہوں گے وہ اس کو فروخت نہیں کر سکیں گے، بلکہ ابھی یہ کپڑا لپیٹ بھی نہ چکے ہوں گے (کہ اچانک صور کی آواز سنائی دے گی) اور قیامت اسی حالت میں آ جائے گی کہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر لے رہا ہوگا، ابھی وہ اس دودھ کو پی بھی نہ سکے گا کہ قیامت آ جائے گی اور آدمی اپنے حوض کو درست کر رہا ہوگا کہ اچانک قیامت برپا ہو جائے گی، کسی کو اپنے گھر والوں کے پاس واپس جانے کی مہلت نہ ملے گی۔

بعض لوگ اپنے کسی معاملہ میں دوست بھی نہ کر سکیں گے اور نہ کسی کو اپنا پیغام دے سکیں گے کہ وہ لوگوں کی عیادت کو جائیں (کسی کو صور کی آواز سنتے ہی مر جائیں گے۔ (خیر جاری)

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ

اور پھونکا جائے صور پھر یکایک وہ قبروں سے

إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ

اپنے رب کی طرف نکلیں ۵۱

تیسری دفعہ صور پھونکا جائے گا تو سب کے سب زندہ ہو کر اپنے ٹھکانوں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور فرشتے ان کو جلد جلد (قتیل) کر میدان محشر میں لے جائیں گے۔ (خازن، قرطبی)

دو نفخوں کا واقعہ:

چونکہ صور کا پھونکا جانا تین دفعہ ہے اس لیے نفخہ یا نفس کا صحیح استعمال نہیں ہوا یعنی لوگ مر جائیں گے پھر دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سارے اور دوسری مرتبہ صور کے درمیان چالیس سال کا فصل ہوگا ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباسؓ کی طرف اس قول کی نسبت کی ہے۔ لیکن ابن ابی داؤد نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے صور پھونکے جانے کا فصل کی بابت اس طرح نقل کیا ہے۔ (خازن، طبری)

کافروں کی جبری حاضری:

معلوم ہوتا ہے کہ نفخہ ثانی کی حاضری کچھ اختیاری ہوگی۔ یہاں بلکہ جبری طور پر ہوگی اور فرشتوں کے پکارنے کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ یہ نفخہ سنتے ہی سب جائیں گے (معالم، قرطبی، ابن کثیر)

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ

کہیں گے ہائے ہماری شامت ہم کو اٹھایا ہماری سونے کی جگہ سے ۵

جہنم اور قبر کے عذاب کا موازنہ:

شاید نفخہ اولیٰ اور نفخہ ثانیہ کے درمیان ان پر غنودگی کی حالت طاری کر دی جائے یا قیامت کا ہولناک منظر دیکھ کر عذاب قبر کو وہ بھول جائیں گے۔ غنودگی سے تعبیر کرنا یا "مرقد" (سونے کی جگہ) کہنا یہ غنودگی کیفیت سے قبر کو تعبیر کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (خازن، قرطبی)

مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۔ حضرت ابن عباسؓ وغیرہ نے فرمایا کہ کافروں کے اس قول کی وجہ یہ ہوگی کہ وہ لوگ نفخہ اولیٰ کی وجہ سے قبر کے عذاب سے نکال لیے جائیں گے اور وہ سو جائیں گے دوسری مرتبہ صور کے پھونکے جانے کے بعد جب انہیں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ تو عذاب قبر کے منکر یہ کہیں گے۔ (خازن، قرطبی)

اہل حقیقت کہتے ہیں کہ وہ فوراً جہنم کے گہرے گڑھوں عذاب اور کیلیں دیکھیں گے تو عذاب جہنم کے مقابلہ میں ان کو قبر کا عذاب خفیف سی طرح معلوم ہوگا اس وقت کہیں گے کہ ہم کو تو خواب سے کس نے اٹھایا۔

جہنم کی ایک وادی:

امام ابن ابی حاتم، ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم، بیہقی، ابن عساکر اور ابن مندہ نے حضرت ابوسعید خدری کی روایت سے بیان کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جہنم کے اندر ایک وادی ہے جس میں کافر چالیس برس تک (نیچے کو) لڑھکتے رہیں گے پہلے وہ تعر چلا جائے گا (یعنی چالیس برس تک وہ تعر جہنم میں پہنچے گا)

سعید بن منصور ابن ابی حاتم، ابن جریر، بیہقی نے حضرت ابن مسعودؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بیچ میں ایک وادی ہے جس میں دوزخیوں کا پیپ اور خون بہہ کر جمع ہوتا ہے وہ وادی (اتنے گہرے) جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہے۔ (ابن کثیر) بیہقی نے حضرت علیؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ وہ وادی جہنم کے سب سے نچلے درجہ میں ہے۔ (قرطبی)

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝

یہ وہ ہے جو وعدہ کیا تھا رحمٰن نے اور سچ کہا تھا رسولوں نے ۵۲

سچا وعدہ: یہ جواب ہے کفار کی طرف سے اس بات کے کہنے کا کہ "من بعثنا من مرقدنا" کہ ہم کو قبروں سے کس نے اٹھایا۔ یعنی کہا جائے گا کہ یہ وہی وعدہ ہے جو رحمٰن نے کیا تھا اور پیغمبروں نے خبر دی تھی۔ (معالم)

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ

نہ تھی مگر ایک چیخ پھر کیا وہ سب

جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝

ہمارے پاس کھڑے کیے ہوئے ۵۳

یعنی قیامت کا ہولناک نظارہ دیکھ کر عذاب قبر کو وہ بھول جائیں گے۔ غنودگی سے تعبیر کرنا یا "مرقد" (سونے کی جگہ) کہنا یہ غنودگی کیفیت سے قبر کو تعبیر کرنا چاہئے۔ واللہ اعلم۔ (خازن، قرطبی)

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ

پھر آج نہ ظلم ہوگا کسی جان پر ذرا سا اور نہ بدلہ پاؤ گے

اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

مگر جو کچھ کرتے تھے ۵۴

انصاف کا دن: یعنی کسی کی نیکی ضائع ہوگی نہ بدی کی سزا میں زیادتی ہوگی۔ بلکہ ہر ایک کو اس کے عمل کی ٹھیک ٹھیک سزا ملے گی اور ٹھیک اسی قدر جس قدر کہ اس نے نیکی یا بدی کی تھی۔ (خازن)

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ۝

بیشک صحبت والے جنت کے آج کام میں ہیں خوش کرتے

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِيْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ۝

وہ اور ان کی جورو باغوں میں چھاؤں میں تکیے لگائے بیٹھے ہیں

لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ۝

ان کو وہاں میوے اور ان کو ملے جو مانگیں

## عیش و تنعم کا انجام:

بہشت میں ہر قسم کے عیش و تنعم کا سامان ہوگا۔ دنیا کی محدود لذات سے بڑھ کر لذتیں ہوں گی۔ ان کا مختصر سا نمونہ اہل دنیا کو بھی دیا گیا ہے تاکہ وہ اس کی طلب و جستجو کے لئے تڑپ اٹھیں۔ اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور ان کے لئے ہر قسم کی مشقتیں برداشت کرنا آسان ہو جائے

وَيَجَاءَ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ ۙ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ ﴿٢٣﴾

اور جہنم کی سرد نگل

اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حکم سے جہنم کو لوگوں کے سامنے لایا جائے گا۔ جہنم بالکل ظاہر ہوگی وہ بھی کہے گی اے انسانو! کیا حظہ ہے۔ تم سے پہلے جو نافرمان تم جیسے لوگ شیطان کی عبادت کرتے تھے وہ تباہ و برباد ہوئے اور میری عبادت کرنا پسند کرتے تھے وہ کامیاب ہوگئے اور اس نے تم میں سے اکثر کو گمراہ کر دیا کیا تم سمجھتے نہ تھے؟ اے گنہگارو! آج تم جہنم کا ایندھن بنو اس وقت تیز ہوا ایک دم چلنے ہو جائیں گے ہر ایک قوم کے لوگ گھٹنوں کے بل گر پڑے گا پھر آپ کو ان کے برے انجام کی طرف جانا ہوگا کہ آج اپنی بد عملی کو خود ہی بھگتنے آئے ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَلَقَدْ أَضَلَّ مِنكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۖ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ﴿٦٢﴾ هَٰذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿٦٣﴾ اصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿٦٤﴾

اور وہ تم میں سے بہت سی مخلوق کو گمراہ کر چکا تھا کیا تم عقل نہیں رکھتے تھے؟ یہ وہی جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ جاؤ آج اس میں داخل ہو جاؤ بدلہ اپنے کفر کا۔

انسانوں کی ناشکری

جن انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو پہچانا نہیں، ان پر بھی تم کو تعجب ہوتا ہے اور ان لوگوں نے ایک مخلوق کو گمراہ کر دیا۔ کیا تمہیں اتنی سمجھ بھی نہیں کہ وہ مخلوق تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتی ہے۔ اور اپنے کیا نقصان کو پہچانتے ہو۔ دنیا کے لوگوں میں تو اس قدر بیوقوفی اور جہالت پائی جاتی ہے کہ فکر کرنے کے مقام میں۔ اور خوش ہو رہے ہیں کہ ہم نے بڑا کام کیا ہے۔ اب ہم کو کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ ہم جو چاہیں کریں۔ اب ہم کو کوئی روکنے والا نہیں ہے۔ ہم جو چاہیں کریں۔ ہم کو کوئی نہیں پوچھ سکتا

پھر فرشتہ ہم سے بندے سے زیادت کرے گا اور اس سے بھی بھلی فرمائے گا اور بھلی جواب سے گا پھر تیسرے سے عادت کرے گا اور اس سے بھی یہی فرمائے گا اور عرض کرے گا۔ جس قبر پر بھی کتاب پر اور تیسرے سوال پر ایمان لایا تو اس قبر میں چوتھی صبح روشنی کے تھے آگر دنیا کی بھی عورتیں جس قدر کہ کے گئی ہیں قبر کے اندر جمع کرے اس سے کہا جائے گا کہ یہ تیرے لئے ہے اور تو اس کو اس قبر میں اس سے بھی زیادہ پسند کرے گا۔ پھر تیسرے سے عادت کرے گا اور اس سے بھی یہی فرمائے گا اور عرض کرے گا۔ میں تجھ

کہا گیا کہ باوجود قریش کے اس اعلیٰ خاندان میں سے ہونے کے جس کی معلومی حیثیت ہیں بھی سوسائٹی شعر کہنے کا اعلیٰ طبقہ کبھی نہیں۔ آپ نے مدت العمر کوئی شعر نہیں بنایا۔ یوں رجز وغیرہ کے موقع پر کبھی کبھی آدھ مرتبہ زبان مبارک سے مثل بہت کچھ کہہ جانا شعر کے ساتھ شعر کے ساتھ جوڑ ہو جانا کچھ اور بات ہے اسے شاعری یا شعر پڑھنا نہیں کہتے آپ خود تو شعر نہیں کہتے تھے دوسرے شاعر کا شعر یا مصرع بھی کبھی بھر میں دو چار مرتبہ سے زائد نہیں پڑھا اور پڑھتے وقت اکثر اس میں ایسا تغیر کر دیا کہ شعر شعر نہ رہے۔ بعض مطلب شاعر ادا ہو جائے۔ غرض آپ کی طبع شریف کو شاعری سے مناسبت نہیں دی گئی تھی کیونکہ یہ چیز آپ کے منصب جلیل کے لائق نہ تھی۔ آپ حقیقت کے ترجمان تھے اور آپ کی بعثت کا مقصد دنیا کو الٰہی حقائق سے باخبر اور الٰہی تزئین کر دینا تھا اس کو راستہ اس کو راستہ ظاہر ہے کہ یہ کام ایک شاعر کی نہیں ہو سکتا کیونکہ شاعر کا حسن زبان کذب و مبالغہ خیال بلند پروازی اور فرضی بحر آفرینی کے سوا کچھ نہیں۔ شعر میں اگر کوئی حرف بھی ہو تو اس کی تاثیر اور دل لبھی ہو سکتی ہے سوچ یہ قرآن کی نثر میں اس اعلیٰ درجہ کی بالا ہے کہ سارے دنیا کے شاعر اس کو اپنے کلاموں کے گلدستہ میں پیدا نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کے اسلوب بدیع کو دیکھتے ہوئے کہہ سکتے ہیں کہ نثر اعلیٰ نظم کی اعلیٰ روح کمال تک نہیں پہنچ سکی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بلاغت کے صحیح واقفی دنگ ہو کر قرآن کو شعر یا کہنے لگتے تھے۔ حالانکہ شعر اور قرآن کے کیا نسبت؟ کیا شاعری اور جادو گری کی بنیاد پر انسانی کسی قومیت و روحانیت کی ایسی عظیم الشان اور لازوال عمارتیں کھڑی ہو سکی ہیں جو قرآنی تعلیم کی اساس پر آج تک قائم دیکھتے ہو یہ کام شاعرانہ کا نہیں وہ نبیوں کا ہے کہ خدا کے حکم سے مردہ قلوب کو جلا بخش زندگی عطا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عرب کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیا کہ آپ پہلے سے شاعر تھے شاعری سے ترقی کر کے نبی بن بیٹھے۔ (تفسیر جلالین)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام شاعری سے بہت بلند ہے:

حسن کی روایت سے بیہقی نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر بطور مثل پڑھا۔

کفی بالاسلام والشیب للمرء ناھیا

(اسلام اور بالوں کی سفیدی کی آواز کو کوئی انسان سے سنے کیلئے کافی ہے)

حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ اللہ کے نبی شاعر نہ تھے اس طرح نہیں کہا ہے

کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا

آپ نے دوبارہ پڑھا تو اس پر حضرت ابوبکر نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ نے فرمایا وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ۔

مقدام بن شریح کے والد کا بیان ہے میں نے حضرت عائشہ سے عرض کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور مثل کبھی کوئی شعر پڑھتے تھے، ام المومنین نے جواب دیا، ہاں بعض اوقات میں شعر بطور مثل پڑھتے تھے۔

وياتيك الاخبار من لم تزود

شعر کا مطلب ہے تجھ سے فرمائے گا جو حضرت نہ بھیجے گئے فہمی نے پوچھا، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شعر بطور مثل کبھی پڑھتے تھے ام المومنین نے فرمایا، شعر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر کلام سے زیادہ نفرت تھی، آپ کوئی شعر بطور مثل کبھی پڑھتے تھے۔ مگر (الطبرانی) فہمی بنی طرف کے شاعر کا یہ شعر بطور مثل پڑھتے تھے۔

ستبدی لک الایام ما کنت جاھلا　　ویاتیک بالاخبار من لم تزود

لیکن میں نے آپ کو اس طرح پڑھتے سنا

ویاتیک من لم تزود بالاخبار

حضرت ابوبکر نے عرض کیا یہ شعر اس طرح نہیں ہے فرمایا میں شاعر نہیں ہوں اور نہ (شاعری) میرے لیے مناسب ہے۔

## اتفاقاً مقفی کلام کا زبان پر جاری ہونا:

صحیح حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کھودتے ہوئے حضرت عبداللہ بن رواحہ کے اشعار پڑھے، سو بار دہرائے کہ آپ کا یہ پڑھنا صحابہ کے ساتھ تھا وہ اشعار یہ ہیں۔

لا ھم لولا انت ما اھتدینا　　ولا تصدقنا ولا صلینا

فانزلن سکینۃ علینا　　وثبت الاقدام ان لاقینا

ان الاولی قد بغوا علینا　　اذا ارادوا فتنۃ ابینا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ابینا کو کھینچ کر پڑھتے اور ساتھ ہی بلند آواز سے پڑھتے، تو بعض ان اشعار کا یہ ہے کہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت پانے والے نہ ہوتے نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، اب تو ہم پر تسکین نازل فرما اور ہمارے دشمنوں سے زبردستی لڑنے جا رہے ہیں، بیشک دشمن ظالم ہیں، جب وہ ہم پر فتنہ کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کرتے ہیں اسی طرح ہمت ہے کہ فہمی کے دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ شعر بلند آواز سے پڑھے۔

ان الالی قد بغوا علینا　　اذا ارادوا فتنۃ ابینا

اس کے بارے میں یاد رہے کہ ابینا کا کلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نکل گیا ہو ورنہ ان شعر پر وہ اثر نہ کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعر کہا۔ حضرت جندب بن عبداللہ فرماتے ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غار میں تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی زخمی ہو گئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ھل انت الا اصبع دمیت　　وفی سبیل اللہ ما لقیت

یعنی تو ایک انگلی ہی تو ہے اور تو راہ خدا میں خون آلود ہوئی ہے یہ بھی

قائم نہ ہونے دیں۔

آپ نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ حَمْزَۃَ وَاَنْتَ عَبْدُ لَکَ مِنَ الْاَسَدِ

یعنی اے اللہ حمزہ کو بخش دے تو ہمارے لیے اس کو شیر سے بڑھ کر ہے۔ (ابن ہشام، ج ۲، ص ۶۴)

کیسی عمدہ تعبیر ہے جو ہر اس شخص کی زبان پر جاری ہونی چاہیے جو اللہ کی راہ میں جان دینے کے لیے تیار ہو۔

اشعار کی تشریح: حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی یہ تفسیر کہ آپ کو وحی نکرت تھی، زمانہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع حکمت پسند کرتے تھے، اس سے کوئی بھی پہلو سے تھے (اور ہم) اور ذہن سے کہ کسی کلیہ سے بہتر ہے (ابوداؤد) اسی معنی کی ایک حدیث غریب بھی ہے "حیی نے اعشاء کی نماز کے بعد کسی شعر کا ایک مصرعہ بھی نہ پڑھا تھا سوائے اس رات کی نماز کے متعلق ہے۔" یا درہے کہ شعر گوئی کی تحسین ہیں، نظر کو حیا کی چوکھٹ میں شعر کہنے شروع کیے۔ حضرت ابن عباسؓ حضرت عبداللہ بن رواحہ اور دیگر صحابہ کا یہ صحابہ کا شعر کی تشریح کے لیے ہیں۔ (مترجم)

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ

تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کر دے جو زندہ ہو

الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ

اور حجت ان منکروں پر چسپاں ہو جائے

قرآن زندہ دلوں کی کتاب ہے۔

یعنی زندہ دل آدمی قرآن سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور منکروں پر حجت تمام ہو جاتی ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "جس میں جان ہو گی فکر کرے گا، جو پتھر ہو گیا اس کے گلے کو اور منکروں پر الزام آئے گا۔" (موضح)

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَيْدِيْنَآ

کیا یہ لوگ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے

اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ۝ وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا

چوپائے بھی ان کے لیے پیدا کر دیے ہیں جن کے یہ مالک بنے بیٹھے ہیں

رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا يَاْكُلُوْنَ ۝ وَلَهُمْ فِيْهَا

ہم نے ان کو ان کے تابع کر دیا ہے ان میں سے کوئی ان کی سواری کے کام آتا ہے

مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ

کوئی ان کا گوشت کھاتا ہے ان کے اندر ان کے لیے

فائدے بھی ہیں، پینے کے لیے مشروبات بھی فراہم کرتے ہیں

آیات نگویہ: "آیات" کا لفظ عربی زبان میں معجزہ کے لیے بھی بولا جاتا ہے، اور اس کے علاوہ ہر نشانی کو بھی۔ یہاں یہ دونوں معنی لیے جا سکتے ہیں۔ پہلی صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ ان کے لیے ہم نے کوئی معجزہ ہی ایسا نہیں دکھایا جو ان کی فرمائش کے مطابق ہو۔ دوسری صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ ہم نے اپنی قدرت کی جو نشانیاں ان کے اپنے نفس میں اور ان کے ماحول میں ہر طرف پھیلا رکھی ہیں ان کی طرف یہ لوگ توجہ نہیں کرتے۔ (مترجم)

ملکیت مویشی کی اصل علت خلق و تخلیق ہے: ملکیت مویشی کی اصل علت خلق و تخلیق ہے۔ یہ بات ہر شخص کی سمجھ میں آ سکتی ہے۔ اس کے بعد ملکیت کی دوسری صورتیں اور تفریعات ہیں۔ ان کو سمجھنے کے لیے ہمیں اس اصل کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے۔ اسی اصل کی بنا پر فقہاء نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جو شخص کسی جانور کو ذبح کرے گا اس کا گوشت اور چمڑا اس کی ملکیت ہو گا

کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ جو لوگ ان کے ساتھ مل کر ان کی پہلی دعوت کو نہیں سمجھ سکے، وہ اب جب آپ کی دعوت کی غیر معمولی کامیابی کے بعد آپ کی اصل دعوت کو سمجھ رہے ہیں، تو ان کے لیے اس کو قبول کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ وہ تو اب اس کی مخالفت میں اور زیادہ بگڑ رہے تھے۔ (تفہیم القرآن)

ابن عباسؓ سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں قریباً ہر مومن کو دس کی ایک جیسی جماعت ملے گی۔ میں بدر کے شہیدوں اور دوسروں کی جنت کی چوٹی ہے۔ میں دو رکعت پڑھوں اور فلاں دو میں کا کیا جائے۔ (ابن جریر)

اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ ۔۔۔ وہ غالب آ کر تمہارے دین کو بدل ڈالیں گے۔

اَوْ اَنْ يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۔۔۔ یا ملک میں فساد برپا کریں گے۔ اپنے معبودوں کو جس طریقے سے وہ چاہے، رائج کریں گے۔ جس میں لوگوں کی فلاح ہو یا نہ ہو، اس کی کوئی فکر نہ کریں گے۔ جس کو چاہیں گے، ترقی دیں گے۔ جس کو چاہیں گے، تباہ کر دیں گے۔ (تفہیم القرآن)

اَوْ يُظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۔۔۔ یا ملک میں فساد برپا کریں گے۔ اپنے معبودوں کو جس طریقے سے وہ چاہے، رائج کریں گے۔ جس میں لوگوں کی فلاح ہو یا نہ ہو، اس کی کوئی فکر نہ کریں گے۔ جس کو چاہیں گے، ترقی دیں گے۔ جس کو چاہیں گے، تباہ کر دیں گے۔ (تفہیم القرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی:

یعنی جب تم ہمارے ساتھ اس ناپسندیدہ رویہ پر اڑے ہوئے ہو تو پھر ان کی بات سے تمہیں رنج کیوں ہو۔ انہوں نے اگر کفر کا راستہ اختیار کیا ہے تو ہم بھی ان کے کافر ہی ہیں۔ ہمارا فرض ادا کر کے ہم سے سبکدوش ہو چکے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ ۔۔۔ کیا انسان نہیں دیکھتا کہ ہم نے اسے نطفہ سے

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ۔۔۔ پھر وہ کھلا جھگڑالو بن گیا۔

یعنی انسان اپنی اصل کو بھول کر ایک بے خبر نطفہ سے ایک جھگڑالو بحث باز بن کر کھڑا ہو گیا ہے۔ اور وقت یہ بھول رہا ہے کہ کائنات کے خالق کے مقابلہ میں زبان کھولنے کا مجاز آدمی اپنے سوا کسی اور کو نہیں بلکہ خود اپنے خالق کو سمجھ رہا ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ۔۔۔ اور ہمارے لیے مثالیں بیان کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے۔

قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ۔۔۔ کہتا ہے کہ ہڈیوں کو جب کہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہوں کون زندہ کرے گا۔

ناچیز قطرہ کی برأت:

یعنی دیکھتے نہیں ہو کہ یہ حضرت انسان کیا ہیں۔ کیا بن کر آئے تھے اور کیا بن کر کھڑے ہو گئے ہیں۔ جو ذات ہر لمحہ ہر آن اپنی ہر تخلیق کی طرح اپنی تخلیق کر رہی ہے جو کہتا ہے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی تو کون ان کو جوڑ کر پھر سے زندہ کرے گا، اس سے سوال کرتے وقت اسے اپنی پیدائش پر بھی ذرا غور کرنا چاہیے تھا۔ اگر وہ اپنی ہستی کی ابتدا پر غور کرتا تو اپنی اصل پر نظر کرنے کے بجائے اپنی موجودہ حالت کو دیکھ کر ایسے بیہودہ سوال پیش کرنے کی جرأت نہ کرتا۔ (تفہیم القرآن)

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔۔۔ کہو کہ وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار پیدا کیا تھا۔

وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

اور وہ ہر قسم کا خلق جانتا ہے

خالق کیلئے دوبارہ خلق کرنا کوئی مشکل نہیں:

یعنی جس نے پہلی مرتبہ انسان کو پیدا کیا ہے اسے دوسری بار پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ بلکہ پہلے سے (بدء آسان ادا جاتے) (اعادہ علیہ) اور اس قاعدہ مطلقہ کے لئے تو سب ہی چیز آسان ہے پہلی مرتبہ ہو یا دوسری مرتبہ۔ وہ ہر طرح جانتا ہے اور ہر ایک کے اجزاء اور ہر نوع کے ذرے ذرے جہاں کہیں منتشر ہو گئے ہوں ان کا ایک ایک روآں کے طریقہ پر۔ (شیخ الہند)

خلقت و حقیقت جسم انسانی کے مختلف اور متفرق اجزاء کا مجموعہ ہے اور انسان کے اصل متفرق کا ظاہر ہے، لیکن جانب ہے ہی ایک قطرۂ آب (نطفہ) میں ہزار ہا گوناگوں اور بالکل مختلف کرداروں کا نمونہ ان کے تمام اجزاء لطیفہ جمع ہیں وہ ہر تمام اجزاء لطیفہ سے مرکب مشتمل شدہ ہیں اس لئے کہ جس کے تمام اجزاء اور اصل غذا سے پیدا شدہ ہیں جس جو غذا سے جسم کا قدم بقدم بالکل ہم قسم کے ان اجزاء متفرقہ سے انسان کو پیدا کر سکتا ہے وہ مرنے کے بعد بھی کل اور ہڈی پسلیوں کے متفرق ریزوں کو جمع کر کے ان کی اولاد کو دوبارہ بھی پیدا کر سکتا ہے پہلی بار پیدا کرنا اور دوسری بار پیدا کرنا خدائی قدرت کے اعتبار سے سب برابر ہے۔ (حاشیہ کا خلاصہ)

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ

جس نے تم کو ہری لکڑی سے

نَارًا فَإِذَا أَنتُم مِّنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾

پھر اب تم اس سے سلگاتے ہو

دوبارہ پیدائش کی دلیل:

یعنی اول پانی سے ہزہ شاداب درخت پیدا کیا پھر اس کو خشک درخت کو سلگا کر ایندھن بنا دیا۔ جس سے اب تم آگ پیدا کر رہے ہو۔ پس جو ذات ایسی متضاد صفات کو اول پیدا کر سکتے پیدا کر سکتا ہے ایک چیز کی ضد سے ضد کے اثبات پر ہر ایک قادر نہیں۔ (تنبیہ) بعض سلف نے فرمایا اخضر (ہزہ رطب) سے مراد وہ درخت ہیں جن کی شاخیں کوٹ لیں تو پانی نکلے، گویا سے آگ نکلنا بھی ویسے ہی کاریگری ہے جیسے پانی کا درخت سے یا عرب قبل مرنے اور عفار تھے۔ (فتح الرحمٰن و تنبیہ الجنان)

آگ کا درخت:

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہر قسم کے درخت سے ایک کو مرخ کیا جاتا ہے اور دوسرے کو عفار دو شاخوں کی سوا کہ کسی کی دو ہری شاخیں آپس میں رگڑی جائیں تو ان سے پانی نکلتا ہے اور خشک ہو کر ٹوٹ جائیں پھر مرخ کو اٹھائے تو اس سے آگ نکلتی ہے عرب کہتے ہیں ہر درخت میں آگ ہے اور مرخ و عفار میں کچھ زیادہ نمایاں طور پر پائی جاتی ہے (واللہ اعلم) کے بزرگ فرماتے ہیں۔

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

کیا نہیں ہے جس نے پیدا کیا آسمان اور زمین

بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُم ۚ

کیا وہ قادر نہیں ہے کہ پیدا کر دے

وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾

وہ تو پیدا کرنے والا ہے سب کچھ جاننے والا

یعنی جس نے آسمان اور زمین جیسی بڑی چیزیں پیدا کیں اسے کافروں جیسی چھوٹی چیز دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے۔ (شیخ الہند)

بجو دیکھ میں پہلی ہوئی راکھ سے دوبارہ پیدا کرنا:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین شخصوں میں سے ایک شخص قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے آئے گا جو دل تھا اس نے اپنے اہل و عیال کو جمع کر کے ان سے کہا کہ میں تم سب سے مرجاؤں تو تم لکڑیوں کا ایک بڑا انبار جمع کرنا اور پھر اس میں آگ لگا دینا جب میرا گوشت پوست سب جل جائے تو اس میں سے کوئلہ نکال کر پیس ڈالنا پھر جب تیز ہوا چلے تو اس کا آدھا حصہ ہوا میں اڑا دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کے ہر حصے کو حکم دیا کہ اس کے اندر جو کچھ ہے اسے جمع کر دے۔ چنانچہ وہ جمع ہو گیا اور وہ کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر آمادہ کیا تھا؟ اس نے عرض کیا کہ اے پروردگار، میں نے یہ حرکت تیرے خوف کی وجہ سے کی اور تو ان جانتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ (بخاری، مسلم، نسائی)

فقیر کو ہے ہوا شوق یہ کہ رحمت
اڑا کر خرد قدرت تو کے گرد بکھیرے
گر آئے ہوا ہو کے ہوا صد ہم
چلوں بخار الفل کے کنکر نہ مرے ہم

نوٹ یہ کہ خلاصہ ہے بعض کو حل سلیمانی ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ خدا تعالیٰ ہزار بار پیدا کرنے اور ہزار بار موت دینے اور ہزار بار زندہ کرنے پر قادر ہے اور یہ سارا خدا کی قدرت کاملہ کے ادنیٰ درجے کے نمونے ہیں اور نہ حصیہ ہے۔ (حاشیہ، محمود)

إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ
جس کا حکم یہ ہے کہ جب کسی چیز کا ارادہ
لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝
اس کو ہو جا کہتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے

ہر چیز کا جو اللہ کو ارادہ ہوتا ہے اس کی احتیاج ہے۔

جس کو چھوٹی بڑی چیز کے پیدا کرنے میں اس کے ارادہ کی ضرورت ہو اور بغیر اس کے ارادہ کے کوئی چیز پیدا نہ ہو سکتی ہو وہ کسی دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔ ایسا عاجز کسی کا معبود ہونے کے لائق نہیں ہو سکتا۔ (تسہیل)

(تنبیہ) یہ ہے اس آیت کا مطلب جو کچھ آیت کے الفاظ کا ترجمہ کیا گیا ہے اس سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کے پیدا کرنے کے لیے کن فرمانا ضروری ہے بلکہ یہاں صرف اس کا مطلب بتلانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی چیز کے پیدا کرنے میں کسی کی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ (تسہیل)

## مخلوق کی قدرت پر خالق کی قدرت کو قیاس نہ کرو

بعض نے کہا ہے کہ یہاں تشبیہ ہے غیر واقع کی واقع کے ساتھ۔ مطلب یہ ہے کہ ہمارا ارادہ اور تعلق جس کو ہم کسی کام کی قدرت اور مقدور ہونے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ایسا تعلق کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ اس کی قدرت اور مقدور ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کام کی صورت ہو اور ممکن ہو۔ اس کے ارادہ کے ساتھ ہی وہ کام ہو جائے۔ جیسے قرآن میں دوسری جگہ فرمایا ہے:

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ
کہہ دیجیے کہ وہ قادر ہے اس پر کہ بھیج دے تم پر کوئی عذاب اوپر سے تمہارے یا نیچے سے تمہارے پاؤں کے

فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ
سو پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہے حکومت ہر چیز کی

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝
اور اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے تم

حکومت کس کی ہے

جس کو ہر قسم کی قدرت حاصل ہے اور جس کی طرف سب کو پھر جانا ہے اسی کی حکومت ہونی چاہیے۔ اس کے سوا کسی کی حکومت کو جائز سمجھنا اور ماننا ایک قسم کا شرک ہے۔ (تسہیل)

# سورۃ الصافات

نام ہے اس سورت کا اس لفظ سے جو اس کی پہلی آیت میں ہے۔ اس کو اس لحاظ سے بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ اس کی آیت ۱۶۵ میں صافون کا لفظ ہے۔

## سورت کے مضامین

یہ سورت مکی ہے۔ دوسری مکی سورتوں کی طرح اس کا بھی بڑا حصہ توحید اور آخرت کے عقائد کو مختلف طریقوں سے مدلل کرنے میں ہے۔ اس کے ضمن میں مشرکین کے رد میں کچھ زیادہ تفصیل سے توحید کے دلائل بیان ہوئے ہیں۔ اور آخر میں رسالت کے حالات کی تشریح کی گئی ہے۔ خاتمہ سورت پر انبیاء علیہم السلام کی دعوت میں کامیابی کا اعلان ہے۔

إِنَّهُ لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝
بیشک قرآن البتہ قول ہے پیغام پہنچانے والے معزز کا۔ جو قوت والا ہے مالک عرش کے نزدیک جگہ والا ہے۔ سردار ہے وہاں امانت دار ہے

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ۝
قسم ہے صف باندھنے والوں کی

## صف باندھنے والے

جن کو صف باندھنے کا حکم ہوا ہے وہ فرشتے ہیں خواہ وہ جماعت ہو جو نماز میں صف باندھتی ہے یا عبادت کرنے والوں کی جماعت ہو یا جہاد میں صف باندھنے والے ہوں۔ (تسہیل)

قسموں کے ساتھ کی تاکید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین کے توحید کی جو باتیں سن کر تعجب کرتے تھے اور ان کو ماننے سے انکار کرتے تھے ان کی تردید کے لیے یہ قسمیں کھائی گئی ہیں۔ اور آگے جن قسموں کا ذکر ہے ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ واو القسم یہاں محذوف ہے۔ (تسہیل)

بعض علماء نے کہا ہے کہ یہاں فرشتوں کی صف باندھنے کی قسم کھائی گئی ہے اور اس سے فرشتوں کی شان بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی توحید کے ماننے پر جن لوگوں کو اعتراض ہے وہ فرشتوں کی شان کے خلاف ہے۔ کیونکہ فرشتے اللہ کی توحید کے ماننے والے ہیں۔ (تسہیل)

فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ۝
پھر جھڑکنے والوں کی جھڑکنا

فَالتَّالِيَاتِ ذِكْرًا ۝
پھر پڑھنے والوں کی نصیحت

إِنَّ إِلَٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝
بیشک تمہارا معبود البتہ ایک ہے

## نماز میں صفوف کی درستی اور اس کی اہمیت

چونکہ نمازوں کو کامل جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے، حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے (صحابہ کرام) میں طلوع ہو کر فرمایا کہ تم صف بندی کیوں نہیں کرتے جس طرح فرشتے اپنے رب کے حضور صف بندی کرتے ہیں" ہم نے پوچھا یا رسول اللہ فرشتے اپنے رب کے حضور کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ وہ پہلی صفوں کو پورا کرتے ہیں اور صف میں ملے ہوئے کھڑے ہوتے ہیں (نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ)

نماز میں صفوں کو برابر کرنے اور سیدھا رکھنے کی بڑی تاکید ہے، ایک حدیث میں ہے کہ صفوں کو برابر رکھو ورنہ تمہارے چہرے بگڑ جائیں گے (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں ہمارے کندھوں کو برابر کرتے تھے (ابوداؤد) فرمایا کہ صف سیدھی رکھو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ بحوالہ مسلم و ابوداؤد)

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ
پس عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو!

## برائی سے روکنے والی قومیں

جن قوموں نے شیطانوں کو دعوت کر بلایا ہے انہوں نے اچھائی کے ساتھ برائی کو بھی اپنا لیا ہے، نیکیوں کو چھوڑ دیا ہے، برائیوں کو نیکی کہنا اور سمجھنا شروع کر دیا ہے جیسے آج کل جو لوگ اپنے آپ کو پڑھے لکھے اور روشن خیال سمجھتے ہیں وہ بھی تمام برائیوں کو اچھائی سمجھ رہے ہیں خصوصاً سود، جوا، شراب کے مقابلہ پر ان کی اتنی زبردست محبت ثابت ہوئی ہے۔ (تفسیر ماجدی)

بعض لوگوں کو نماز میں کمی بیشی (خلل) کی شکایت ہوتی ہے، ایسے لوگوں کے لئے حضرت شیخ نے یہ اکسیر نسخہ بتایا ہے کہ قرآن کی آیات جو نماز کی حالتوں کی تلاوت کرتی ہیں، (فلاح المومنین سے مراد ہیں قرآن کی وہ آیات جو نماز کی حالتوں کی تلاوت کرتی ہیں) فرماتے ہیں:

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ
پس عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو!

یعنی وہ فرشتے یا آدمی جو اٹھنے کے وقت سجدے کے بعد بیٹھتے اور کھڑے ہوتے ہیں ایک دوسرے کے بارے میں کہتے ہیں کہ کیا تم نے فلاں کو دیکھا کہ کیسا نماز پڑھتا ہے (تفسیر ابن کثیر)

بلاشبہ آیات پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں کہ کیا پڑھ رہے ہیں، نماز کی حالتوں کی جو آیات ہیں ان کے معانی (اعراب اور ترجمہ) سے خوش ہو کر ان کو پڑھنا شروع کر دیں تو نماز صحیح ہونے لگے، دماغ کی روشنی میں خواہ مخواہ کمی سے روکتے ہیں اور آیات سے کمی کی حرمت ثابت کرتے ہیں۔

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ
پس عبرت حاصل کرو اے آنکھ والو!

حضرت حسن بصری نے فرمایا ہے

"اللہ تعالیٰ بلاشبہ ہر اس بندے کو دشمن سمجھتا ہے جس کی نماز کی چار قسمیں نہ ہوں، نماز کی ابتدا سے پہلے نیت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور نیت نماز کا جزو نہیں ہے، نماز میں

إِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتٰبًا مَّوْقُوتًا
بیشک نماز مسلمانوں پر فرض ہے وقت کی پابندی کے ساتھ

## فرشتوں اور نیک لوگوں کی گواہی

بیشک قرآن پڑھنے والے اور نماز پڑھنے والے سے زیادہ کون گناہگار ہوگا جو نماز میں قرآن پڑھتے ہیں، (تفسیر ابن کثیر)

کاتبوں کی تردید کہ کیا فلاں نے نماز نہیں پڑھی، کیا فلاں نے نماز نہیں پڑھی، آپ جھوٹ بولتے ہیں، آپ نے ایسی بات کہی ہے جو آپ نہیں جانتے، فرشتوں کے اس قول کی تردید ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے

وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝

اور رب مشرقوں کا ☆

مشارق اور مغارب کا رب:

شمال سے جنوب تک ایک طرف مشرق ہیں۔ سورج کی پرورش چھ اور بارہ مہینے کی بعد الگ الگ قطعے جن سے اس کا طلوع ہوتا ہے اور دوسری طرف ان ہی مغرب ہیں جن میں سورج مغارب کا ذکر یہاں اس لئے نہیں کیا کہ یہ دونوں سے بالکل مقابلہ کے خوبی سمجھ میں آ جاتی ہے۔ ایک حیثیت سے طلوع شمس و کواکب کی تین خوابی کی شان عظمت و جلالت کے ثابت کرنے میں زیادہ غروب کے زیادہ دخل ہے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر حقانی)

مشارق سے مراد ہیں تمام مشرقوں کے طلوع کے مقامات یا سورج کے روزانہ طلوع ہونے کے مقامات سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں اور ہر دن کا طلوع کا مقام بدلتا رہتا ہے اور مقامات طلوع کے اختلاف کے مطابق غروب کے مقامات بھی مختلف ہوں گے۔ یہاں پر صرف مشارق کا ذکر ہے مغارب کے ذکر کی ضرورت نہیں کی اس کے علاوہ آفتاب کے طلوع سے اللہ کی قدرت اور قدرت کی عظمت کا زیادہ اظہار ہوتا ہے اس نے مشارق کا ذکر کیا۔ (تفسیر عثمانی)

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ ۝

ہم نے سنوار دی ہے آسمان کو ایک رونق ☆ تارے ہیں

آسمان کی زینت:

یعنی اندھیری رات میں یہ آسمان پر چمکتے ستاروں کی جگمگاہٹ سے دیکھنے والوں کو کیسا خوبصورت منظر اور دلکش معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

زینت سے مراد ہے ستاروں کی روشنی اور ان کے اوضاع مختلفہ۔ (تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہ) نیز بنت الکواکب کا تذکرہ بھی صورۃ کواکب ہے۔

فائدہ: یعنی الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے ستاروں کو کواکب کی زینت کیلئے اور شیطان سرکش سے حفاظت کیلئے پیدا کیا کواکب سے شیاطین کے فکار ہوتے ہیں۔

آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کواکب آسمان دنیا میں ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

فلاسفہ کا قول:

فلاسفہ متاخرین کہتے ہیں کہ کواکب ثابتہ میں قوت جاذبہ کے تفاوت کے قائم ہیں کہ آسمان میں تجے ہوئے ہیں۔ یہ مسئلہ اسلام کے نزدیک غلط جائز ہے اور واقعات حادثہ کی تصریف میں دخل ہے۔ (عباس)

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝

اور نگہبان ہر شیطان سرکش سے ☆

ستاروں کا مقصد:

یعنی آسمان سے آسمان کی زینت کا ذکر ہے اور بعض ستاروں نے ذریعہ سے جو شیطانوں کو مار سکنے اور رفع کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ ذکر ہے والے ستارے بیان ہیں آیا کہ وہ آسمان زینت ہے ستاروں کی مستقل نوع کو آسمان زینت ہے کی شیطانوں ہی سے حفاظت ہو کر ایک طرح کی ان کی سوزش پیدا ہو جاتی ہے باوجود اکثر کے۔ کہ ستارے ٹوٹ کر گرتے ہیں ہمیں میں علماء کلام کے مختلف اقوال ہیں بہر حال ان کی حقیقت کچھ ہی کیوں نہ ہو۔ ہم شیاطین کا کام بھی ان سے لیا جاتا ہے۔ اس کی کچھ تفصیل سورۂ "جن" کے فوائد میں ملاحظہ کر لینی چاہئے۔ (تفسیر حقانی)

مطلب یہ ہے کہ کواکب سے نشانے بھی کام کرتے ہیں شیاطین کی شناعت کرتے ہیں اور بعض علماء نے اس شہاب ثاقب یا ٹوٹے ہوئے ستارے کے متعلق یہ کہا ہے جیسا کہ امام رازی نے بھی تصریح کی ہے۔ (روح المعانی)

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو آسمان دنیا کی زینت کیلئے پیدا کیا ہے اور شیاطین کی شناعت کیلئے پیدا کیا ہے۔ یہ ستارے ہی ہیں جن کو آسمان دنیا کی زینت میں اور گھر کے چھوٹے ستارے شیاطین کی شناعت کی کہتے ہیں۔ (معارف کاندھلوی)

جابر بن سمرہ کی روایت سے بیان کیا ہے اللہ نے ستاروں کو تین امور کیلئے پیدا کیا آسمان کی زینت بنایا۔ شیاطین پر مارنے کیلئے (بنایا) راستہ پہچاننے کی علامت (بنایا) اس لیے اگر کوئی ان کو کسی اور دوسری غرض کیلئے شخص بیان کرتا ہے تو غلطی کرتا ہے۔

شیاطین کی مراد کے مقام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ شیاطین پہلے جا کر آسمانوں میں بیٹھتے تھے اور وحی سن لیتے تھے اس وقت ان پر تارے پھینکے جاتے تھے یہاں کی وحی سن کر زمین پر آ کر ایک ایک دو دو سو جھوٹ کے کاموں میں ملا دیتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ

نہ سنیں سکنے فرشتوں کی مجلس تب اور پھینکے جائے ہر طرف سے

مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوْرًا

ہر طرف سے بھگانے کو ☆

اوپر کی مجلس سے مراد ملائکہ کی مجلس ہے یعنی شیاطین کو یہ طاقت نہیں دی گئی کہ فرشتوں کی مجلس میں پہنچ کر کوئی بات وحی الٰہی کی سن آئیں جب بھی وہ کوشش

نے وہ آدمیوں کے قریب پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں تو انہیں طرف سے ہوتے تیر اندازی سے مارے جاتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## کاہنوں کے کاروبار کا پس منظر

بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب فرشتہ آسمان میں کسی امر کا حکم دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے وحی سے پر پھڑپھڑاتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پتھر کی کسی چٹان پر کسی زنجیر کھینچنے کی آواز ہو جب فرشتے کے دل سے خوف دور ہو جاتا ہے تو پوچھتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ کہتے ہیں فرشتوں نے حق فرمایا حق ہے وہ بڑی بلند عظمت والا ہے۔ شیطان کی اس بات کو چوری سے سننے والے (یعنی شیطان) اس طرح سنتے ہیں اور (یعنی اوپر نیچے) اوپر والے سننے والے سنتے ہیں ایک دوسرے کو پہنچاتے ہیں (سفیان راوی) اپنی طرح بتاتے ہیں۔ سفیان راوی نے اپنے ہاتھ کو ترچھا کر کے کھول کر بتلایا کہ کبھی شیطان (کوئی بات) سنتا ہے پہنچ نہیں پاتا اور کبھی شیطان اوپر تک پہنچ جاتا ہے (اور فرشتوں کی بات سن لیتا ہے) اپنے سے نیچے والے کو پہنچا دیتا ہے تو کبھی شیطان آگ پہنچنے سے پہلے ہی بھڑک اٹھتا ہے اور قبل اس کے کہ وہ اس بات کو نیچے والے تک پہنچائے وہ اس کو جلا ڈالتا ہے (اور کبھی نہیں جلا پاتا) اور کبھی شیطان اس بات کو پہنچا دیتا ہے اس سے پہلے کہ وہ اس کو جلا ڈالے۔ سفیان راوی نے کہا اسی طرح ہم سمجھتے ہیں کہ کاہنوں کو جو خبر دی جاتی ہے وہ اسی طرح ہوتی ہے۔ (یعنی فرشتوں کی بات شیطان سن کر کاہنوں کو بتلا دیتا ہے) مگر وہ اس میں سو جھوٹ ملا دیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## شہابِ ثاقب کا مطلب

ثاقب کے معنی ہیں چمکنے والا۔ شہاب ثاقب سے مراد ہے کہ ایسا ستارہ جو ٹوٹ کر گرتا ہوا دکھائی دے۔ اسے عربی میں شہاب ثاقب کہتے ہیں۔ اردو میں اسے ٹوٹا ہوا تارا کہتے ہیں۔ (تفسیر ماجدی)

## شیاطین کیلئے دائمی عذاب!

یعنی دنیا میں جیسے یہ شیاطین ہمیشہ ہی راندۂ درگاہ رہے ہیں اور آخرت میں بھی ان کے لئے دائمی عذاب تیار ہے۔ (تفسیر عثمانی)

انظامات کئے ہوئے ہیں، اور بیشمار عجائبات بھی ہیں۔ (موضح، مظہری، قاسمی)

| |
|---|
| فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا |
| پس پوچھ ان سے کیا یہ بڑھ کر ہیں بنانے میں یا جو کچھ ہم نے بنائے ہیں ۱۲ |

## انسان کا دوبارہ زندہ کرنا کوئی مشکل نہیں:

یعنی مکذبین بعث سے دریافت کیجئے کہ آسمان، زمین، ستارے، فرشتے، شیاطین، دیو، چوپائے وغیرہ کا پیدا کرنا ان کے خیال میں زیادہ مشکل کام ہے یا خود ان کا پیدا کیا جانا اور ایک مرتبہ پیدا ہو چکنے کے بعد ظاہر ہے کہ ان اعلیٰ و عظیم الشان مخلوقات کا بنانے والے کے لئے دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**لطیفہ:** مَنْ (جو) ذوی العقول کیلئے مستعمل ہوتا ہے لیکن اس جگہ غیر ذی عقل کو بھی ذی عقول کے ساتھ ملا کر سب کے لئے ذوی العقول کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| إِنَّا خَلَقْنَاهُم مِّنْ طِينٍ لَّازِبٍ |
| ہم نے ان کو بنایا ہے ایک چپکنے والے گارے سے ۱۲ |

## انسان کی تخلیق:

یعنی ان کی اصل حقیقت ہمیں سب معلوم ہے ایک قسم کے چپکنے والے گارے سے جس کا پتلا ہم نے تیار کیا۔ پھر اس کے بعد سے ہی کہ آسمان، زمین کا بنانے والا اس کے دوبارہ پیدا کرنے پر قادر نہیں۔ جس طرح پہلے تھا کوئی سے بنانا، بعد کو بھی مٹی سے نکال کر کھڑا کر دیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

لازب چپکنے والی چیز کو کہتے ہیں۔ مجاہد، ضحاک نے لازب کا ترجمہ کیا۔ "مزاج ہوئی" مٹی (جسمانی) تخلیق اور آسمان و زمین کی تخلیق میں یہی بڑا فرق ہے کہ انسان کی تخلیق مادہ و ہیئت دار ہے۔

## کافروں کے استعجاب کا شافی جواب:

کافروں نے کہا تھا وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ (جب ان کو سمجھایا جائے کچھ نہیں سمجھتے) اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کے خلاف اللہ نے بلوا بھیجا اور اپنی قدرت کاملہ کی تکمیل ہوں فرمائی۔ "ہوئی" کہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے پھر اب (خاک) سے ہو جانا تخلیق کا کیسے انکار کر سکتے ہیں، طین لازب میں اجزاء آپس اور اجزاء خاکیہ کو جوڑنے والی چیز بھی ہو جاتی ہے جو اجزاء کو متصل ہو کر اپنی اپنی جگہ باقی رہتے ہیں پھر دوبارہ اجتماع اور خلط سے کون روک سکتا ہے، مادہ کی قابلیت شدید فرق نہیں اور نہ اس کی قدرت میں کمزوری کہیں۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ |
| بلکہ تو کرتے ہے تعجب اور وہ کرتے ہیں ہنسی ۱۲ |

## کافروں کی بے وقوفی:

یعنی تجھ کو ان پر تعجب آتا ہے کہ ایسی صاف باتیں کیوں نہیں سمجھتے اور تعجب کرنے میں کہ بیٹا) اگر تعجب ہی ہو رہا ہے تو کر رہا ہے۔ (الدر المنثور) (تفسیر قاسمی)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعجب:

علماء نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعجب اللہ تعالیٰ کی قدرت کے بموجب ہی ہوا کہ آدم کو کس طرح پیدا کیا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی شاک نہ تھا کہ یہ لوگ بھی اس قرآن کو سنتے اور دیکھتے ہیں اور ان کو لانے والا اور ایمان نہ لانے والا بھی معلوم ہے، پھر کیونکر ایمان نہ لائے، بلکہ تعجب اس پر ہوا کہ ایسے کھلے ہوئے دلائل کو سن کر بھی ایمان نہیں لاتے، بلکہ مذاق اڑانے لگے اس لئے حجت کے بعد دو ہی چیزیں فرمائیں، تعجب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعجب کا مذاق اڑاتے ہیں یعنی آپ حد سے زیادہ متعجب ہوئے کی تقریر کرتے ہیں، وہ اس کی ہنسی اڑاتے ہیں۔

**تعجب کا معنی:** تعجب اس حالت کو کہتے ہیں، جو کسی غیر معمول بات کو دیکھنے سے انسان کے اندر پیدا ہو جاتی ہے، تعجب میں یہی حالت ہوتی ہے، ایک حدیث میں عَجِبَ رَبُّكَ مِنْ قَوْمٍ يُسَاقُونَ إِلَى الْجَنَّةِ بھی اسی طرح ثَبَتَ بِهٖ الْعَرْشُ میں سینہ تعجب ہی معنی کیلئے مستعمل کیا گیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ |
| اور جب ان کو سمجھائے کچھ سوچتے اور جب دیکھیں کچھ نشانی ہنسی میں ڈال دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ تو کچھ نہیں |
| هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَقَالُوا |
| مگر جادو ہے ۱۲ |

یعنی نصیحت سن کر فوراً نہیں سوچتے اور جو کرامات و نشانات دیکھتے ہیں انہیں جادو کہہ کر ہنسی میں اڑا دیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ |
| کیا جب ہو مر گئے اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے |
| أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ |
| کیا اور باپ دادے ہمارے پہلے ۱۲ |

## کافروں کی ہٹ دھرمی:

دوبارہ مرنے کی ایک انوکھی بات کہی جاتی ہے کہ صاحب ہم تو جان خاک میں مل کر ختم ہو گئے صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں، اور ان میں بھی بوسیدگی آ گئی ہے کیا پھر ہم سے بھی بڑھ کر ہمارے باپ دادا جنہوں کو سوئے ہوئے قرن گذر گئے مٹی میں مل گئے ہیں کیا وہ بھی اٹھائے جائیں گے۔

کس طرح بیان ہیں کہ یہ سب ایک دوسرے کو دیکھ کر کہتے ہوں گے۔

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا فَبِئْسَ الْقَرَارُ

وہ کہیں گے کہ بلکہ تم ہی (ہو) تمہارے لئے کوئی خوشی نہیں تم ہی تو ہو جس نے ہمارے سامنے یہ (عذاب) پیش کیا تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ

وہ کہیں گے اے ہمارے رب جس نے ہمارے سامنے یہ (عذاب) پیش کیا تو اس کو آگ میں دوہرا عذاب دے

اقوام جمعت (یعنی باہم شریک ہونے والے) اور ان کے معبود (جن کی وہ پوجا کرتے تھے) دونوں کو اکٹھا کر کے ان کا باہمی جھگڑا ہوگا۔ (تفسیر قمی)

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ

اور کہیں گے اے ہماری بربادی یہ تو روز جزا ہے

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ یعنی ایک دوسرے میں سب اپنے کئے پر پچھتائیں گے اور حیرت و دہشت سے اکٹھے ہو کر کہیں گے (یہ اپنے اپنے ٹھکانے کی طرف روانگی کی) منادی کی گئی (تفسیر قمی)

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ

یہ ہے دن فیصلہ کا جس کو تم جھٹلاتے تھے

جنتی جنت میں جائیں گے تو ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہ دن آ پہنچا جس کی خبر دنیا میں تم کو دیتے اور ہم بھی سنایا کرتے تھے۔ (تفسیر قمی)

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ

جمع کرو (قیامت میں) ظالموں کو اور ان کے جوڑوں کو اور

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ

ان کو جن کی وہ اللہ کے سوا پوجا کرتے تھے پھر چلاؤ ان کو دوزخ کی راہ پر

یہ حق تعالیٰ کی طرف سے خطاب ہوگا

یہ حکم ہوگا فرشتوں کو کہ ان سب کو اکٹھا کر کے دوزخ کا راستہ بتاؤ۔ (مجمع) "ازواج" (جوڑوں) سے مراد ہیں ہم مشرب لوگ جو ان کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور "وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" سے اصنام (بتوں) وغیرہ مراد ہیں۔ (تفسیر قمی)

ہم مشربوں کا اجتماع

جنتی کے بعد فریق مخالف کا بھی تذکرہ کیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ" (یعنی ان کے ہم مشرب لوگوں کو جو انہیں کی طرح ہیں، وہ خود اور ان کے ساتھی) دنیا کا وہ ساتھی، شراب خانوں کے ساتھی، کبوتر بازوں کے ساتھی، سب ہم مشرب جنت میں ساتھ ہوں گے اور ہم مشرب دوزخ میں بھی ساتھی ہوں گے۔ (تفسیر قمی)

نفسیات کے ماہر روایات بتاتے ہیں کہ "اَحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا" (یعنی وہ جو ظالم تھے) میں ظالم سے مراد مشرک ہیں (یعنی وہ جو مشرک تھے) جیسے "وَاَزْوَاجَهُمْ" (یعنی ان کے ہم مشرب ساتھی) اور "وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" سے بت مراد ہیں۔ (تفسیر قمی) "فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ" (پھر ان کی روحیں دوزخ کی طرف روانہ کر دی جائیں گی۔ (تفسیر قمی) (یعنی ان کے ہم مشرب لوگوں کو جہنم میں پہنچا دیا جائے گا)

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ

اور ٹھہراؤ ان کو کہ ان سے پوچھا ہے

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَسْئُوْلُوْنَ (حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا) ان کو روک لو کہ ان سے ایک سوال کیا جائے گا جو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ (تفسیر قمی) "مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ" میں مخاطب ہم ہیں۔ (تفسیر قمی)

مسلم نے حضرت ابوہریرہ سلمی کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک بندے سے قیامت میں سوال نہ کر لیا جائے گا اس کے قدم نہیں ہلیں گے، پوچھے جائیں گے جب تک ان سوالوں کے جواب نہ دے لیں۔

(۱) عمر کس کام میں گذاری، (۲) جسم کو کس کام میں لگایا، (۳) مال کہاں سے کمایا اور کس راستے میں خرچ کیا، (۴) اہل بیت کا حق ادا کیا یا نہیں۔

(۵) علم کے بعد کیا عمل کیا۔ (۶) اہل کہاں سے کمایا اور کس راستے میں خرچ کیا۔ (تفسیر قمی) اس مضمون کی روایت حضرت ابن مسعود سے بھی اسی طرح کی حدیث نقل کی ہے۔

حضرت ابوالدرداء پر خوف:

حضرت ابوالدرداء فرماتے تھے مجھے سب سے زیادہ خوف اس بات کا ہے کہ جب میں مرنے کے بعد اٹھایا جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا کہ تو جانتا تھا پھر تو نے کیا کیا؟

جہنم کے سات طبقے:

ابن ابی حاتم نے اپنی سند سے ابوالعالیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ہم سے کہا گیا ہے کہ جہنم کے سات طبقے ہیں، سات سب سے نیچے ہیں، پہلے طبقے میں اہل توحید (موحد) ہوں گے جو گناہوں کی وجہ سے داخل کئے جائیں گے (لیکن) کچھ دن کے بعد ان کو بھی جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔ چنانچہ اسی کے متعلق پڑھا جاتا ہے کہ "وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ" (جہنم میں جو ہمیشہ کے لئے ہیں وہ ہلاک ہو چکے ہیں) (دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے) اور جو نجات پانے والے ہیں وہ نجات پا جائیں گے، دوسرے جہنم میں پہنچنے کی روایت کے متعلق روایات کیا ہے کہ اس بات کی خبر دی گئی ہے کہ جہنم کی یہ وادی ایسی ہے

کے نتیجے میں ہلاک ہو جائے ہیں ہلاک ہو جائیں گے اور جو نجات پانے والے ہیں نجات پا جائیں گے، پھر خبر دے بلی پر مشرکین کے تو قریب ہونے کے متعلق سوال کیا جائے گا کہ جب قریب آ رہا تھا تو اس وقت ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوا، اور اس کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے ہلاک ہو جائیں گے اور نجات پانے والے نجات پا جائیں گے، راوی نے کہا اس روز ہم نے دریافت کیا تھا کہ وہ کیا معاملہ ہوا تھا جس کے متعلق سوال کیا گیا تھا، جس نے مجھے بتایا اس نے مجھے بتایا کہ ان کو بھی جوڑ دیا جائے گا اور ان کے معبودوں کو بھی جوڑ دیا جائے گا، پھر ان سے پوچھا جائے گا کہ تم کیا عبادت کرتے تھے، کیا اللہ کے سوا معبود بنا کر تم اس کی عبادت کرتے تھے یا اس کے بندوں کو معبود بنا کر ان کی عبادت کرتے تھے، یا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کرتے تھے

### بے وقوفی کی انتہاء:

یعنی مشرکوں کی حماقت تو دیکھو کہ اللہ کے لئے بیٹیاں تجویز کیں اور اپنے لئے بیٹے پسند کئے۔ (خازن، صافی)

### فَاسْتَفْتِهِمْ کا مطلب:

یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافروں سے فرمائیں کہ اگر میں نے قرآن میں جھوٹ ملایا ہے تو تم ہی اس کی تصدیق کرتے ہو، تم ہی اس کی تعریف کرتے ہو، تم ہی اس پر ایمان لاتے ہو، تم ہی اس کی تلاوت کرتے ہو، تم ہی اس کی تعلیم دیتے ہو، تم ہی اس کی اشاعت کرتے ہو، تم ہی اس کی حفاظت کرتے ہو، تم ہی اس کی خدمت کرتے ہو، تم ہی اس کی عزت کرتے ہو، تم ہی اس کی محبت کرتے ہو، تم ہی اس کی عظمت کرتے ہو، تم ہی اس کی تکریم کرتے ہو، تم ہی اس کی توقیر کرتے ہو، تم ہی اس کی تبجیل کرتے ہو، تم ہی اس کی تقدیس کرتے ہو، تم ہی اس کی تطہیر کرتے ہو، تم ہی اس کی تزکیہ کرتے ہو، تم ہی اس کی تحسین کرتے ہو، تم ہی اس کی تزئین کرتے ہو، تم ہی اس کی تجمیل کرتے ہو، تم ہی اس کی تکمیل کرتے ہو، تم ہی اس کی تتمیم

تی "مجھ سے پردہ کرلی! مجھ کو اس کی قسم جلت میں مجھے تم سے محبت کوئی ظاہر نہیں آتا جس اللہ نے مجھے تمہارا بیوی اور تمہیں میرا شوہر بنایا اتمام حجت لیکن اسی کی ہیں۔"

"تاہیں نیچی رکھنے والی" کا ایک اور مطلب علامہ ابن قتیبہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ وہ اپنے شوہر اور اس کی خاطر یں نیچی رکھیں گی یعنی وہ خواتی شوہر محبت اور وفاشعار ہیں ان کی نگاہ ان کے شوہروں کو کسی اور کی طرف نظر اٹھانے کی نوبت نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کی نظر دوسرے مردوں پر جمتی ہے۔ (قرطبی ملخصاً)

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ۝

گویا وہ انڈے ہیں چھپے ہوئے ☆

**خوروں کا حسن:** یعنی صاف و شفاف رنگ کا جیسے انڈا جس کو برند اپنے پروں کے نیچے چھپائے رکھتے ہیں تاکہ دانہ چگنے کو جاتے وقت بچے پر اڑ کے اندر کی مفید شے حرارت بچے کے لیے پہنچتی رہے اور ظاہر ہے کہ انڈا کو شترمرغ کے انڈے مراد ہیں جو بہت خوش رنگ ہوتے ہیں بہر حال تشبیہ صفائی و خوش رنگ ہونے میں ہے نہ میدی میں کیسی۔ جیسا دوسری جگہ فرمایا قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ (الرحمٰن ع ۲) لا تحصی علیٰ)

عرب کے نزدیک خوروں کا یہ رنگ حسین ترین رنگ ہے اس لئے خوروں کو شترمرغ کے انڈوں سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

ابن جریر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہیں موٹی آنکھوں والیاں جن کی پلکیں (آنکھوں کو چھپائیں گی اس طرح) جیسے گدھ کے پر (یعنی عورتوں کی تعبیر خوبی ہوگی کالا خمیر ہوگی)

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ۝

پھر متوجہ ہوئے بعض ان میں بعض کی طرف پوچھتے ہوئے

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۝

بولا ہوئے ان میں کہنے والا میرا تھا ایک ساتھی

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ۝ ءَاِذَا مِتْنَا

کہتا تھا کیا تو یقین کرنے والوں میں ہے کہ جب ہم مر گئے

وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ۝

اور ہو گئے مٹی اور ہڈیاں کیا ہم کو بدلہ ملنے والا ہے

**اہل جنت کی باہمی گفتگو:**

نیکی یاران جلسہ جمع ہوں گے اور شراب طہور کا جام چل رہا ہوگا اس بیٹھ کے وقت اپنے بعض گذشتہ حالات کا ذکر کریں گے۔ ایک جنتی کہے گا۔ میاں! دنیا میں ہم ایک ملنے والا تھا جو مجھ کو آخرت پر یقین رکھنے کی وجہ سے ڈانٹا کیا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ تو کیسا بے وقوف ہے۔ یہ بالکل کھلی بات تھی کہ ایک مٹھی مٹی میں مل جائے اور گوشت پوست کچھ باقی نہ رہے بعض وعظ جو یہاں میں سنا کرتا ہوں مجھ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ تو کیسا بے وقوف ہے کہ ان باتوں پر یقین کرتا ہے۔ بھلا کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ہم کو ان چیزوں کا یقین آجائے۔ ہم تو خیر مٹی

**(دوسرا گفتگو (راز):**

یعنی علماء کا قول ہے دو انسان دنیا میں شریک تھے ایک کافر تھا جس کا نام حضرت شاہ عبدالقادر صاحب قدس سرہ کی تصریح کے موافق اخنس تھا اور دوسرا ان کا ساتھی مسلمان تھا جس کا نام حضرت شاہ صاحب نے لکھا ہے (اور ابن عساکر نے بھی یہی نام بیان کیا ہے) (کبیر ملخصاً)

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ۝

بولا کیا تم جھانکتے ہو

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ۝

پھر جھانکا اس نے تو دیکھا اس کو بیچ دوزخ کے

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ۝

بولا قسم اللہ کی تو تو ڈالنے لگا تھا مجھ کو

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ۝

اور اگر نہ ہوتا احسان میرے رب کا تو میں بھی پکڑا ہوا آتا حاضر ہونے والوں میں

**کافر ساتھی کا انجام اور عبرت:**

یعنی وہ ساتھی جنتیوں کو خبر دے گا کہ آؤ ذرا جھانک کر دیکھیں کس حال میں ہے (یہ بھی منقول ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ خطاب ملائکہ کا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم) فرمائیں گے کہ تیرا ہم بھی کہ تو ان کو بھلا چاہتے ہو۔) یعنی اس جنتی کو اپنے ساتھی کا حال دیکھنا بھلا چاہے گا۔ کیونکہ دوست کی آگ میں جلنا اور یہ حال دیکھ کر اور حیرت ہوگی اور اللہ تعالیٰ کا فضل یاد آئے گا۔ کہے گا کہ بخدا تو نے مجھے بھی اپنے ساتھ برباد کرنا چاہا تھا۔ بعض عقلاء کے احسان نے مجھ پر فرمائی عذاب مصیبت سے بچا لیا اور ہم اللہ کے احسان و فرمان سے بچے نہ پائے آج میں بھی تیری طرح پکڑا جاتا اگر اللہ تعالیٰ مدد نہ فرماتا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ۝ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا

تو اب ہم کو نہیں مرنا مگر پہلی موت جو ہو چکی

نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ

ہم کو نہیں عذاب ہونے والا بے شک یہ بڑی مراد ملی

فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ

(ایسی ہی کامیابی کے لئے چاہئے کہ عمل کرنے والے عمل کریں)

### پچھلی متعلقہ آیات کا خلاصہ

اس سورت کی ابتدائی آیات سے لے کر یہاں تک توحید کے دلائل اور شرک کے رد کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔ پہلے ان مشرکین کی سرزنش کی گئی ہے جو فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے۔ پھر ان کے اس عقیدے کے بطلان کے دلائل پیش کئے گئے ہیں۔ اس کے بعد توحید کے دلائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ خدا کے دلائل کے مقابل مشرکین کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے۔ اس کے بعد توحید کے دلائل کی تکمیل کے لئے پیغمبروں کی داستانوں کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے۔ ان داستانوں میں بھی توحید کی دعوت اور شرک کے رد کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد قیامت کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد پھر توحید کے دلائل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اس کے بعد پھر پیغمبروں کی داستانوں کا ایک حصہ بیان کیا گیا ہے۔ ان داستانوں میں بھی توحید کی دعوت اور شرک کے رد کے بارے میں گفتگو ہوئی ہے۔ اس کے بعد پھر

قریب قیاس ہے۔ واللہ اعلم

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ جو آدمی پہلے خاص وقت سے لیٹ ہو جائے اس کی نماز کا حکم بھی بعینہٖ وہی ہے جیسے صبح کی نماز میں سورج نکلنے کے بعد پڑھنے والے کی نماز ہوتی ہے۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ظہر کی نماز کا وقت ہے۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عصر کی نماز کا وقت ہے۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مغرب کی نماز کا وقت ہے۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح عشاء کی نماز کا وقت ہے۔ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔

**وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْآنُ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا وَوَجَدَ اللَّهَ عِندَهُ فَوَفَّاهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٣٩﴾**

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے اعمال ایسے ہیں جیسے چٹیل میدان میں ریت کا چمکتا ہوا سراب کہ پیاسا اس کو پانی سمجھتا ہے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آتا ہے تو کچھ بھی نہیں پاتا اور اللہ کو اپنے پاس موجود پاتا ہے تو اللہ اس کا پورا پورا حساب چکا دیتا ہے اور اللہ جلد حساب لینے والا ہے۔

**أَوْ كَظُلُمَاتٍ فِي بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِ سَحَابٌ ۚ ظُلُمَاتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۚ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكَدْ يَرَاهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِن نُّورٍ ﴿٤٠﴾**

یا جیسے گہرے دریا میں اندھیرے کہ اوپر تلے ایک موج آتی ہے اس کے اوپر ایک اور موج ہے اس کے اوپر بادل ہے اندھیرے ہیں اوپر تلے جب نکالے اپنا ہاتھ تو نہ دیکھ سکے اس کو اور جس کو نہ دے اللہ روشنی تو نہیں اس کو کچھ روشنی۔

**أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُسَبِّحُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالطَّيْرُ صَافَّاتٍ ۖ كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ بِمَا يَفْعَلُونَ ﴿٤١﴾**

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں اس کی جو کوئی ہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور پرند پر پھیلائے ہوئے ہر ایک نے جانا اپنی نماز کو اور اپنی تسبیح کو اور اللہ کو خبر ہے ان کے کام کی۔

**وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٤٢﴾**

اور اللہ کا ہے ملک آسمانوں اور زمین کا اور اللہ ہی کی طرف پھرنا ہے۔

**أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يُزْجِي سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهُ ثُمَّ يَجْعَلُهُ رُكَامًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۚ وَيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَاءِ مِن جِبَالٍ فِيهَا مِن بَرَدٍ فَيُصِيبُ بِهِ مَن يَشَاءُ وَيَصْرِفُهُ عَن مَّن يَشَاءُ ۖ يَكَادُ سَنَا بَرْقِهِ يَذْهَبُ بِالْأَبْصَارِ ﴿٤٣﴾**

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ چلاتا ہے بادل کو پھر ملاتا ہے اس کے ٹکڑوں کو پھر کر دیتا ہے اس کو تہ بہ تہ پھر تو دیکھتا ہے مینہ نکلتا ہے اس کے بیچ سے اور اتارتا ہے آسمان سے پہاڑوں جیسے بادل ان میں ہے اولے پھر ڈالتا ہے ان کو جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے جس سے چاہے بجلی کی چمک قریب ہے کہ اچک لے جائے آنکھوں کی روشنی۔

**يُقَلِّبُ اللَّهُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ﴿٤٤﴾**

الٹ پھیر کرتا ہے اللہ رات اور دن میں بیشک اس میں عبرت ہے آنکھ والوں کو۔

**وَاللَّهُ خَلَقَ كُلَّ دَابَّةٍ مِّن مَّاءٍ ۖ فَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ بَطْنِهِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ رِجْلَيْنِ وَمِنْهُم مَّن يَمْشِي عَلَىٰ أَرْبَعٍ ۚ يَخْلُقُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٤٥﴾**

اور اللہ نے پیدا کیا ہر جانور کو پانی سے پھر بعضے ان میں سے چلتے ہیں پیٹ پر اور بعضے ان میں سے چلتے ہیں دو پاؤں پر اور بعضے ان میں سے چلتے ہیں چار پاؤں پر پیدا کرتا ہے اللہ جو چاہے بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

**لَّقَدْ أَنزَلْنَا آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَاللَّهُ يَهْدِي مَن يَشَاءُ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٤٦﴾**

ہم نے اتاری ہیں آیتیں کھولتی اور اللہ راہ دیتا ہے جس کو چاہے سیدھی راہ۔

**وَيَقُولُونَ آمَنَّا بِاللَّهِ وَبِالرَّسُولِ وَأَطَعْنَا ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُم مِّن بَعْدِ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا أُولَٰئِكَ بِالْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٧﴾**

اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللہ پر اور رسول پر اور حکم مانا پھر پھر جاتا ہے ایک فرقہ ان میں اس کے پیچھے اور وہ ایمان والے نہیں۔

**وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم مُّعْرِضُونَ ﴿٤٨﴾**

اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ وہ حکم کرے ان میں تو ایک فرقہ ان میں منہ پھیر جاتا ہے۔

**وَإِن يَكُن لَّهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ ﴿٤٩﴾**

اور اگر ان کو حق پہنچتا ہو تو چلے آویں اس کی طرف حکم مانتے ہوئے۔

**أَفِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَن يَحِيفَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ ۚ بَلْ أُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٥٠﴾**

کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے یا شک میں پڑے ہیں یا ڈرتے ہیں کہ اللہ ظلم کرے گا ان پر اور اس کا رسول بلکہ یہ آپ ظالم ہیں۔

**إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾**

بات تو مسلمانوں کی یہی ہے جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف کہ وہ حکم کرے ان میں کہ کہیں ہم نے سنا اور حکم مانا اور وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

**وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَخْشَ اللَّهَ وَيَتَّقْهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَائِزُونَ ﴿٥٢﴾**

اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اور ڈرتا رہے اللہ سے اور بچتا رہے اس سے سو وہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔

**وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ لَئِنْ أَمَرْتَهُمْ لَيَخْرُجُنَّ ۖ قُل لَّا تُقْسِمُوا ۖ طَاعَةٌ مَّعْرُوفَةٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿٥٣﴾**

اور قسمیں کھائیں اللہ کی بڑی قسمیں کھا کر کہ اگر تو ان کو حکم کرے تو ضرور نکلیں گھروں سے کہہ قسمیں نہ کھاؤ حکم ماننا چاہیے اچھی طرح اللہ کو خبر ہے تمہارے کاموں کی۔

**قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۖ فَإِن تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا عَلَيْهِ مَا حُمِّلَ وَعَلَيْكُم مَّا حُمِّلْتُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوهُ تَهْتَدُوا ۚ وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ﴿٥٤﴾**

کہہ دے حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا پھر اگر منہ پھیرو تو رسول پر جو بوجھ رکھا گیا ہے اس کا ذمہ وہ ہے اور تم پر جو بوجھ رکھا گیا ہے اس کا ذمہ تم ہو اور اگر حکم مانو گے رسول کا تو راہ پاؤ گے اور رسول کے ذمہ نہیں مگر پہنچا دینا کھول کر۔

**وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾**

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں ایمان لائے اور کئے بھلے کام کہ ضرور ان کو پیچھے زمین میں حکومت دے گا جیسی حکومت دی تھی ان سے پہلوں کو اور ضرور جما دے گا ان کے لئے دین ان کا جو پسند کیا ان کے لئے اور ضرور بدل دے گا ان کو ان کے خوف کے پیچھے امن کا وہ میری بندگی کریں گے میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں گے اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد تو وہی لوگ نافرمان ہیں۔

**وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿٥٦﴾**

اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکوٰۃ اور حکم مانو رسول کا تاکہ تم پر رحم ہو۔

**لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ وَمَأْوَاهُمُ النَّارُ ۖ وَلَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٥٧﴾**

تو ہرگز نہ سمجھ کافروں کو کہ عاجز کر دیں گے زمین میں اللہ کو اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور بہت برا ٹھکانا ہے۔

**يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنكُمُ الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ وَالَّذِينَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنكُمْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ۚ مِّن قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَحِينَ تَضَعُونَ ثِيَابَكُم مِّنَ الظَّهِيرَةِ وَمِن بَعْدِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ ۚ ثَلَاثُ عَوْرَاتٍ لَّكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ بَعْدَهُنَّ ۚ طَوَّافُونَ عَلَيْكُم بَعْضُكُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٨﴾**

اے ایمان والو چاہیے کہ تم سے اجازت لیا کریں جو مالک ہوئے تمہارے ہاتھ کے اور جو لڑکے تم میں سے ابھی نہیں پہنچے بلوغ کو تین وقت دن میں نماز فجر سے پہلے اور جب تم اتار رکھتے ہو اپنے کپڑے دوپہر کو اور نماز عشاء کے پیچھے یہ تین وقت ہیں پردہ کے تمہارے لئے نہ تم پر گناہ ہے نہ ان پر اس کے سوا تم کو آنا ہے ایک دوسرے کے پاس اللہ یوں کھولتا ہے تم پر حکم اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

**وَإِذَا بَلَغَ الْأَطْفَالُ مِنكُمُ الْحُلُمَ فَلْيَسْتَأْذِنُوا كَمَا اسْتَأْذَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٥٩﴾**

اور جب پہنچیں لڑکے تم میں بلوغ کو تو چاہیے کہ اجازت لیا کریں جیسے اجازت لیتے رہے ہیں ان سے اگلے اللہ یوں کھولتا ہے تم پر حکم اللہ سب کچھ جانتا ہے حکمت والا ہے۔

**وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحًا فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ ۖ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٦٠﴾**

اور بڑی عمر کی عورتیں جو نہ رکھتی ہوں نکاح کی امید پھر ان پر گناہ نہیں کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے بشرطیکہ ظاہر کرنے والی نہ ہوں زینت کو اور اگر بچتی رہیں تو ان کو بہتر ہے اور اللہ سنتا ہے جانتا ہے۔

**لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَلَا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ أَن تَأْكُلُوا مِن بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَائِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أُمَّهَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ إِخْوَانِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخَوَاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَعْمَامِكُمْ أَوْ بُيُوتِ عَمَّاتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ أَخْوَالِكُمْ أَوْ بُيُوتِ خَالَاتِكُمْ أَوْ مَا مَلَكْتُم مَّفَاتِحَهُ أَوْ صَدِيقِكُمْ ۚ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَأْكُلُوا جَمِيعًا أَوْ أَشْتَاتًا ۚ فَإِذَا دَخَلْتُم بُيُوتًا فَسَلِّمُوا عَلَىٰ أَنفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِندِ اللَّهِ مُبَارَكَةً طَيِّبَةً ۚ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ ﴿٦١﴾**

نہیں ہے اندھے پر کچھ گناہ اور نہ لنگڑے پر کچھ گناہ اور نہ بیمار پر کچھ گناہ اور نہ تم پر کہ کھاؤ اپنے گھروں سے یا گھروں سے اپنے باپ کے یا گھروں سے اپنی ماں کے یا گھروں سے اپنے بھائی کے یا گھروں سے اپنی بہن کے یا گھروں سے اپنے چچا کے یا گھروں سے اپنی پھوپھی کے یا گھروں سے اپنے ماموں کے یا گھروں سے اپنی خالہ کے یا جن گھروں کی کنجیاں تمہارے ہاتھ میں ہیں یا گھروں سے اپنے دوست کے نہیں ہے تم پر کچھ گناہ کہ کھاؤ سب مل کر یا جدا جدا پھر جب جاؤ گھروں میں تو سلام کرو اپنے لوگوں کو دعا اللہ کی برکت والی ستھری یوں کھولتا ہے اللہ تم پر حکم تاکہ تم سمجھو۔

**إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَإِذَا كَانُوا مَعَهُ عَلَىٰ أَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ يَذْهَبُوا حَتَّىٰ يَسْتَأْذِنُوهُ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ فَإِذَا اسْتَأْذَنُوكَ لِبَعْضِ شَأْنِهِمْ فَأْذَن لِّمَن شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٦٢﴾**

ایمان والے تو وہی ہیں جو یقین لائے اللہ پر اور اس کے رسول پر اور جب رسول کے پاس کسی کام پر جمع ہوئے ہوں تو نہ جائیں جب تک اجازت نہ لیں تجھ سے جو لوگ اجازت لیتے ہیں تجھ سے وہی ہیں جو یقین لائے ہیں اللہ پر اور اس کے رسول پر پھر جب اجازت مانگیں تجھ سے کسی کام کے واسطے تو اجازت دے دے جس کو چاہے ان میں سے اور بخشش مانگ ان کے واسطے اللہ سے بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

**لَّا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا ۚ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ۚ فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦٣﴾**

مت ٹھہراؤ رسول کے بلانے کو آپس میں جیسا بلانا ہے تم میں ایک کا دوسرے کو اللہ جانتا ہے جو تم میں سرکتے ہیں آڑ لے کر سو چاہیے ڈریں وہ جو خلاف کرتے ہیں رسول کے حکم کا کہ ان پر آ پڑے کوئی آفت یا پہنچے ان کو عذاب دکھ کا۔

**أَلَا إِنَّ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قَدْ يَعْلَمُ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ وَيَوْمَ يُرْجَعُونَ إِلَيْهِ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۗ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٤﴾**

سنو اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور جس دن پھریں گے اس کی طرف پھر جتا دے گا ان کو جو کچھ انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

**وَلَقَدْ أَنزَلْنَا إِلَيْكُمْ آيَاتٍ مُّبَيِّنَاتٍ ۚ وَمَثَلًا مِّنَ الَّذِينَ خَلَوْا مِن قَبْلِكُمْ وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٦٥﴾**

اور ہم نے اتاری ہیں تمہاری طرف آیتیں کھولتی اور مثال ان لوگوں کی جو ہو گزرے تم سے پہلے اور نصیحت پرہیزگاروں کو۔

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِينَ ﴿۷۳﴾
[illegible]
إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۷۴﴾
[illegible]

ہر دور میں ڈرانے والے آتے ہیں:

پچھلی پیرا گراف میں انجام بد کا ذکر کرنے والے اور آخرت کا ڈر سنانے والے آتے رہے۔ آخر میں نے بتایا ان کا انجام کیا ہوا۔ پھر ان کا انجام بیان کیا جو اللہ کی اطاعت کرنے والے بندے تھے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو سب میں اچھے ہوئے ہیں ان میں نیک بچتے ہیں اور وہ کہ ہیں آگے ڈر سنانے والے (یعنی کافر) اور ڈر سنائے ہوئے (یعنی مؤمن) کے قصے جانے ہوئے ہیں۔ مخلصین کی جگہ اور مخلصین کی نعمتیں ہے۔" (موضح)

وَلَقَدْ نَادَانَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ﴿۷۵﴾
[illegible]
وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ﴿۷۶﴾
[illegible]
وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ
[illegible]
فِي الْآخِرِينَ ﴿۷۸﴾ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ﴿۷۹﴾
[illegible]
إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۸۰﴾ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا
[illegible]
الْمُؤْمِنِينَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ ﴿۸۲﴾
[illegible]

حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم:

تقریباً ہزار سال تک حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم کو سمجھاتے اور نصیحت کرتے رہے مگر ان کی شرارت اور ایمان رسالی برابر بڑھتی رہی آخر حضرت نوح نے مجبور ہو کر اپنے پیچھے والے کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا

قَالَ رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ ﴿۱۱۷﴾ "(اللہ تعالیٰ سے) عرض کیا اے میرے رب! میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے" اس مطلب ہوا آپ نے فیصلہ فرما دیجئے کیونکہ انہوں نے میری بات نہیں مانی اور مجھے جھٹلا دیا ہے۔ فَافْتَحْ بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا "پس میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے" یعنی ان کو ہلاک کر دیجئے۔ وَنَجِّنِي وَمَنْ مَعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۱۸﴾ "اور مجھ کو اور میرے ساتھ کے مسلمانوں کو بچا لیجئے" چنانچہ ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ کے مسلمانوں کو بچا لیا۔ فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿۱۱۹﴾ "پھر ہم نے ان کو اور ان کے ساتھ والوں کو بھری ہوئی کشتی میں سوار کر دیا" (۲) پھر اس کے بعد باقی لوگوں کو ڈبو دیا ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِينَ ﴿۱۲۰﴾ "پھر اس کے بعد باقی لوگوں کو ڈبو دیا" (۳) اس قصہ میں عبرت کا مقام ہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے (کنعان، سام، یافث) تھے سام، یافث اور ان کی اولاد میں سے مسلمان ہوئے اور ہم کے بعد بھی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اور کنعان کی نسل میں سے کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ اس کی اولاد میں سے جو بھی مرا کافر مرا۔ اور کافر ہی رہا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کی اولاد ہونا کافی نہیں بلکہ ایمان بھی ضروری ہے۔ ورنہ نبی کی اولاد میں سے بھی کافر ہی رہے۔

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ:

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے لوگ بت پرست تھے۔ (تفسیر ابن کثیر) بعض نے کہا ہے کہ ان کے بت ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ (تفسیر قرطبی) یہ بت قوم نوح کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ بعد میں شیطان نے ان کی قبروں پر ان کی مورتیاں بنوا دیں۔ (بخاری) پھر ان کی عبادت شروع ہو گئی۔ (تفسیر قرطبی) بعض نے کہا ہے کہ یہ بت عرب کے قبائل کے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

نوح علیہ السلام ایک مخصوص قوم کے نبی تھے:

نبوت کی (یعنی منصب نبی) تعمیم کی ہے (حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ساری دنیا کے لوگوں کی طرف تھی) یہ خصوصیت تو صرف رسول اللہ ﷺ کی ہے (حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت صرف ان کی قوم کے لئے تھی) مخصوص قوم سے

والے اور ان کا ساتھ دینے والے آپ نے ان کیلئے جو دعا کی اور پھر وہ دعا کس طرح قبول کی گئی اس کا ذکر ہم سورۂ عنکبوت میں کر چکے ہیں۔ اسی جگہ ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کا شمار ان کافروں کی سوسائٹی میں ہوا جن پر حضرت لوط علیہ السلام ایمان نہیں لائے تھے اور آگے کی آیات میں فرمایا:

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ۘ

اور نوح کی پیروی میں سے ابراہیم تھا

## سب انبیاء ایک جماعت ہیں:

انہی دو مضامین اصول دین میں سب آنے والے انبیاء میں اور جو جو بھی پہلے کی تصدیق کرتا ہوا آتا گیا ان سب کو ایک ہی گروہ (تیسم السلام) کے طور پر سے فرمایا "اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِيْنُ" (اس میں روشن کا اشارہ ہے)۔

حضرت نوح علیہ السلام سے ہزار ہا برس بعد جو چالیس سال کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے درمیان اور حضرت صالح علیہ السلام کے بعد ہوئے۔ (مترجم)

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۚ

جب آیا اپنے رب کے پاس لے کر دل جو سلامت رہا

## حضرت ابراہیم کی خدا پرستی

یعنی یہ محض کے اعتقاد ولی والے نہ تھے کہ دنیا کی ہر چیز کو پوجنے لگتے اور ہر قسم کی فرضی طاقتوں سے آزاد ہو کر اکیلا اللہ رب العالمین کے ساتھ اپنے رب کی طرف بھاگ پڑتا۔ اور اپنی قوم کو بھی بت پرستی سے روکنے کی نصیحت کی۔

اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۚ

جب کہا اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو تم کیا پوجتے ہو

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ۚ

کیا جھوٹ بنائے ہوئے معبودوں کو اللہ کے سوا تم چاہتے ہو

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

پھر کیا خیال ہے تم کو رب العالمین کا

## اپنے والد اور قوم کو نصیحت:

یعنی یہ کیا چکر ہے، کیوں ہیچ کی چیزوں کو تم اس قدر پوجتے ہو کہ اللہ کو بھلا کر ان کے پیچھے لگے ہوئے ہو۔ کیا کبھی تم نے یہ بھی سوچا ہے کہ اللہ کی عظمت سے یہ کتنی چھوٹی ہوئی ہستیاں کے اکھڑ ہیں؟ آخر یہ اللہ کو چھوڑ کر تم جن جھوٹے معبودوں کی نذر عقیدت اور عبادت کیں ہے کیا تصور کرتے ہیں؟

اپنے مخاطبوں کو اس سے پہلے [illegible] ان کی اس وضع قطع پر ملامت کرنے کی بھی کوئی وجہ بیان نہیں کی تھی (اس لئے کہ وہ خود اس حقیقت کو جانتے ہی تھے)

کیا اس کے بعد بھی تمہیں سوچنے کی کوئی راہ نہیں سجھائی دیتی؟ تم خود سوچتے نہیں تو چلو اپنے بڑوں اور اپنے ساتھ کے چند سمجھدار لوگوں ہی سے پوچھ لو۔ کیا ان میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں ہے جو تمہارے اس طرز عمل کی کوئی معقول وجہ بیان کر سکے؟ آخر تم نے کیا سمجھ کر یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے؟ (مترجم)

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ ۙ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ ۚ

پھر اس نے ایک نظر ستاروں پر ڈالی اور کہا میں بیمار ہوں

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ۚ فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ

پھر وہ اس سے پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔ تب وہ چپکے سے ان کے

فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ۚ

معبودوں کے پاس گیا اور کہا تم کھاتے نہیں ہو؟

## حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نجومی عمل:

اس کی توجیہ میں مجھے وہ [illegible] حضرت ابراہیم [illegible] تو ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ ستاروں کی طرف نظر ڈال کر انہوں نے اپنی طبیعت ٹھیک نہ ہونے اور بیمار ہونے کا جو ذکر کیا ہے اس کی حقیقت بہ طریق ہیک رہے ہوئے ہونے کا ذکر ہے جو اس وقت ان کی طبیعت پر طاری تھا۔ بعض لوگوں نے اس کو یہ معنی پہنانے کی تکلیف کی ہے کہ وہ طاعون کی بیماری میں مبتلا تھے۔ بعض دوسرے لوگوں نے یہ مطلب نکالا ہے کہ وہ بیمار ہونے والے تھے۔ بعض دوسرے لوگوں نے ان الفاظ سے یہ مطلب نکالا ہے کہ وہ اپنے دل میں بیمار تھے۔ ان کی قوم کے لوگ جس طرح شرک میں مبتلا تھے اس کو دیکھ کر ان کا دل کڑھتا تھا۔ یہ تینوں صورتیں پیش آنے والی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان میں سے کوئی بھی مطلب صحیح نہیں ہے۔ میرا خیال یہ ہے کہ ان کی قوم کے لوگ جب کسی تہوار کے موقع پر میلے میں جانے لگتے تھے تو ان سے کہتے تھے کہ ہم بیمار ہیں، ہمارے ساتھ نہ چلو۔ یہ ایک قسم کا حیلہ تھا جو وہ ان کے ساتھ جانے سے بچنے کے لئے کرتے تھے۔ یہی معنی حضرت ابراہیم کے ساتھ بھی بیان کئے گئے ہیں۔

آپا بھوا کر پہنچے گئے۔ اور ہم لوگ بھی ان کی خوشی میں شریک ہونے کی سعادت سے تہی دامن نہ رہے۔

**حضرت اقدس کا انعام پانے والوں سے خطاب ہوتے ہیں:**

یہ خوشی بہت دیر تک نہ رہی۔ حضرت اقدس نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا "یہ خوشی تو ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہر سال جلسہ منعقد کریں اور ہر سال انعام تقسیم کریں۔ لیکن ہم کیا کریں ہمارے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ ہم تو یہ خوشی تمہارے ہی مال سے منا سکتے ہیں۔ اگر تم اپنے مال میں سے ہمیں کچھ دو تو ہم بھی خوشی منا سکتے ہیں۔ ورنہ ہم تو مجبور ہیں۔"

(مفہوم تقریر) اسے سنکر ہر شخص کا دل حضرت اقدس کی طرف سے بیحد میلا ہو گیا۔ کہ یہ کیا خطاب ہے۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ ہمیں انعام ملے گا۔ اور ہم خوشیاں منائیں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ ہمیں انعام ملے گا۔ اور ہم خوشیاں منائیں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ ہمیں انعام ملے گا۔ اور ہم خوشیاں منائیں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔

اس خطاب کے بعد حضرت اقدس نے فرمایا "ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ ہم نے جو خدمات کی ہیں ان کا ہمیں انعام ملے گا۔ اور ہم خوشیاں منائیں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ ہمیں انعام ملے گا۔ اور ہم خوشیاں منائیں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔ ہم نے تو سمجھا تھا کہ ہمیں انعام ملے گا۔ اور ہم خوشیاں منائیں گے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے۔

**علم نجوم کی شرعی حیثیت**

اس بحث کے تحت دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ علم نجوم کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ یہاں اختصار کے ساتھ اس مسئلہ کا جواب عرض کیا جاتا ہے۔

یہ تو ایک بے شبہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چاند، سورج اور ستاروں میں بہت سی تاثیریں رکھی ہیں جو انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ اثر کبھی تو براہ راست ہوتا ہے جیسے چاند کی روشنی سے بعض نباتات کا نشو و نما پانا۔ اور کبھی بالواسطہ ہوتا ہے جیسے چاند کی روشنی سے سمندر میں مدوجزر کا پیدا ہونا۔ اور کبھی بالواسطہ اور بالمقابل ہوتا ہے جیسے سورج کی روشنی سے چاند کا روشن ہونا۔ اور کبھی بالواسطہ اور بالمقابل ہوتا ہے جیسے سورج کی روشنی سے چاند کا روشن ہونا۔ اور کبھی بالواسطہ اور بالمقابل ہوتا ہے جیسے سورج کی روشنی سے چاند کا روشن ہونا۔

**ہر قوم کو نجوم کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کی بعثت کا اندازہ ہوا:**

بخاری و صحیح میں ایک حدیث ہرقل بادشاہ روم کی ہے کہ ابن ناطور نے جو ہرقل کا قریبی دوست اور علم نجوم کا بڑا ماہر تھا۔ ہرقل سے کہا تھا کہ اب ختنہ کرنے والی قوم کا بادشاہ پیدا ہو گیا ہے۔ ہرقل نے اس کی تحقیق کرائی اور یہودیوں سے آپ کا ختنہ کرنا معلوم کر لیا۔ اور اس سے ہرقل کو یقین ہو گیا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کی بعثت کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے۔ اور ہرقل اس تحقیق میں مشغول تھا کہ شاہ فارس (کسریٰ پرویز) کا خط جا پہنچا۔ جس میں اس نے ہرقل پر چڑھائی کی تھی۔ ہرقل نے اس خط کو پڑھ کر پھاڑ ڈالا۔ اور حکم دیا کہ اس کے سارے ملک میں اعلان کر دیا جائے کہ ہرقل نے اس نبی کی تصدیق کر دی ہے۔ جس کی بعثت کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے۔ اس اعلان کو سنکر عیسائی لوگ ہرقل کے محل کے سامنے جمع ہو گئے۔ اور ہرقل سے کہنے لگے کہ آپ نے ہمارا دین چھوڑ دیا۔ ہرقل نے کہا کہ میں نے دین نہیں چھوڑا۔ بلکہ میں نے تو اس نبی کی تصدیق کی ہے۔ جس کی بعثت کا ذکر ہماری کتابوں میں ہے۔ اس پر عیسائی لوگ ہرقل سے بگڑ گئے۔ اور ہرقل کو بادشاہت سے معزول کر دیا۔ اور اس کے بھائی کو بادشاہ بنا دیا۔ ہرقل نے اپنے بھائی سے کہا کہ میرا ملک مجھے واپس کر دو۔ ورنہ میں تمہارا سر قلم کر دوں گا۔ اس پر اس کے بھائی نے ملک واپس کر دیا۔ اور ہرقل نے اپنا ملک واپس لے کر ان سب لوگوں کو قتل کر دیا۔ جنہوں نے اس کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اور اس کے بھائی کو بھی قتل کر دیا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ علم نجوم کی تحقیق تو ان واقعات و حوادث کا علم ہوتا ہے جو ستاروں کی حرکات کے ساتھ وابستہ ہیں۔ جیسے سورج گرہن اور چاند گرہن وغیرہ کا علم۔ اور یہ علم شرعاً جائز ہے۔ جیسا کہ ہرقل کے واقعہ سے معلوم ہوا۔ اور ہرقل نے جو کچھ کیا وہ سب کے سامنے ہے۔ اور ہرقل کے واقعہ کو بخاری نے کتاب الوحی میں بھی ذکر کیا ہے۔ اور کتاب الجہاد میں بھی۔ اور کتاب التفسیر میں بھی۔ اور کتاب التمنی میں بھی۔ اور کتاب الاحکام میں بھی۔ اور کتاب بدء الخلق میں بھی۔ اور کتاب الصلوٰۃ میں بھی۔ اور کتاب الصوم میں بھی۔ اور کتاب الزکوٰۃ میں بھی۔ اور کتاب الحج میں بھی۔ اور کتاب الشہادات میں بھی۔ اور کتاب الجنائز میں بھی۔ اور کتاب الایمان میں بھی۔ اور کتاب الاستیذان میں بھی۔ اور کتاب الرقاق میں بھی۔ اور کتاب الدعوات میں بھی۔ اور کتاب الاستسقاء میں بھی۔ اور کتاب الاعتصام میں بھی۔ اور کتاب التوحید میں بھی۔ اور کتاب الادب میں بھی۔ اور کتاب المغازی میں بھی۔ اور کتاب الفتن میں بھی۔ اور کتاب الاحکام میں بھی۔ اور کتاب الاطعمہ میں بھی۔ اور کتاب الاشربہ میں بھی۔ اور کتاب الطب میں بھی۔ اور کتاب اللباس میں بھی۔ اور کتاب الفرائض میں بھی۔ اور کتاب الحدود میں بھی۔ اور کتاب الدیات میں بھی۔ اور کتاب الاکراہ میں بھی۔ اور کتاب الحیل میں بھی۔ اور کتاب التعبیر میں بھی۔ اور کتاب الفتن میں بھی۔ اور کتاب الاحکام میں بھی۔ اور کتاب الاعتصام میں بھی۔ اور کتاب التوحید میں بھی۔ اور کتاب الادب میں بھی۔ اور کتاب المغازی میں بھی۔ اور کتاب الفتن میں بھی۔ اور کتاب الاحکام میں بھی۔ اور کتاب الاطعمہ میں بھی۔ اور کتاب الاشربہ میں بھی۔ اور کتاب الطب میں بھی۔ اور کتاب اللباس میں بھی۔ اور کتاب الفرائض میں بھی۔ اور کتاب الحدود میں بھی۔ اور کتاب الدیات میں بھی۔ اور کتاب الاکراہ میں بھی۔ اور کتاب الحیل میں بھی۔ اور کتاب التعبیر میں بھی۔

رہے وہ لوگ جو ذہنی واقعیت میں سوفسطائی تو نہ تھے لیکن ہیں کو ثابت نہیں سمجھتے تھے مگل تو قبل ہیں کہ اللہ نے انسانوں کو پیدا خواہی عطا فرمائی ہیں تو جیسے کہ ہر شخص اپنی بھی پر اثر خواہ ورنہ ہیں اسی طرح ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے بھی ہے لیکن اس کا ظاہری سبب بنا دیا ہیں اسی طرح تمام کے پیچھوں اور کا اصل سرچشمہ تو اللہ تعالیٰ کی حیثیت ہی ہے لیکن ہر کا سیاہیوں اور کا ہیں کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہ ہے ذہنی شرک کی بنیاد۔ قرآن حدیث سے اس طرح کی تصدیق ہوتی ہے تو اس بنیاد پر یہ کہنا بعید نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کی گردش اور ان کے طلوع و غروب میں کچھ ایسے اثرات رکھے ہوں جنکی اثرات کی تشکیل کرنے پہلے علم نجوم کی تحصیل اس کے بعد اس کا استعمال اور اس کا طریقہ کے بارے میں ایسے ارشادات بیہقی نے شعب الایمان میں اپنی روایت آئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا

اذا ذکر القدر فامسکوا واذا ذکرت النجوم فامسکوا واذا ذکر اصحابی فامسکوا (تخریج احیاء العلوم للعراقی بحوالۃ طبرانی وھو حدیث حسن للعراقی)

"جب تقدیر کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ (یعنی اس میں بحث نہ کرو) جب ستاروں کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ اور جب میرے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو رک جاؤ (یعنی ان کے باہمی اختلافات وغیرہ کا) ذکر نہ کیا جائے"

اور حضرت ابوالدرداء کا ارشاد ہے

تعلموا من النجوم ما تھتدون بہ فی البر والبحر ثم امسکوا (احیاء علوم الدین للعراقی)

"ستاروں کے علم سے اتنا علم حاصل کرو جس کے ذریعہ تم خشکی اور سمندر میں اپنے جان مکانوں کے بارے رک جاؤ"

اس ممانعت سے ستاروں کے غلط اثرات پر اعتقاد کی ممانعت ہے تاکہ ان غلط اعتقادات کے پیچھے جو [illegible] کی ممانعت کو سمجھ لیا گیا ہے، وہ دور ہو جائے۔ اسی طرح علم نجوم کی جو تفصیل بعض لوگوں نے بیان کی ہے اس کی ممانعت کی وجہ بھی یہی ہے۔

علم نجوم کے طلوع و غروب کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے کہ جب تک علم میں انسان کا تجربہ بڑھتا جائے گا تو یہ ہے کہ وہ دن رات ستاروں کے طلوع و غروب کو سمجھ جائے گا اور یہ چیز اسے کسی نہ کسی ستارے کے طلوع کے وقت بارش کے لئے دعا مانگنے کی طرف لے جاتی ہے۔

درج ذیل حدیث سے یہ بات کہ ستاروں میں اللہ نے جو خواص رکھے ہیں

رکھے ہیں جن کو انسان نے تجربہ کی علم کا ذریعہ بنا لیا ہے اس کی تائید ہوتی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بارش کے بارے میں استاروں کے بارے میں فرمایا ہے کہ "بارش ہونے میں اللہ کی مشیت کے ساتھ ساتھ ستاروں کا بھی دخل ہے" اب ہم کو ان کے بارے میں یہ تو معلوم ہو گیا کہ بارش ہونے میں ان کا دخل ہے لیکن اس کی کیفیت کیا ہے، یہ ہمیں معلوم نہیں۔ اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بعض ستاروں کے طلوع کے وقت بارش ہوتی ہے۔ اب اس کی وجہ ہم کو معلوم نہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ بعد میں کسی وقت ہم کو معلوم ہو جائے۔ اس طرح کی بات کہنا کہ ستاروں کے بارے میں ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا آنحضرت ﷺ نے ہم کو بتایا ہے، یہ بات صحیح نہیں ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ہم کو اتنا ہی بتایا ہے جتنا ہم کو اس وقت ضرورت تھی۔ اس کے بعد ہم کو اس کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرنے سے نہیں روکا ہے۔

مفید و غیر مفید علوم کی معلومہ غیر مفید

"یعنی ان علوم کا جاننا جن سے نہ تو آپ کو کسی کام کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہو اور نہ ہی وہ آپ کے لئے مفید ہو"

علامہ آلوسی نے روح المعانی میں ساتویں واقعات کی اول قسم، حقائق پر مبنی ہے جس میں علم نجوم کے صحیح اصول سے نکالے ہوئے ایک واقعہ کی طرح پیش کیا جاتا ہے تو حقیقت میں اس کے دلائل ہیں جس پر پہنچا جا سکتا ہے۔ اس کی تفصیل میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کون سے ستارے ہیں جن کے بارے میں یہ علوم حاصل ہوئے ہیں، یہ بھی ہمیں معلوم نہیں ہے۔ ان علوم کی بنیاد پر کچھ لوگوں نے ایسے اصول بنا لئے ہیں جن کے ذریعہ وہ کسی شخص کی تقدیر کے بارے میں پیشگوئی کرتے ہیں۔ ابن خلدون نے مقدمہ میں اس کا رد کیا ہے۔

علامہ آلوسی نے اس کے بعد لکھا ہے کہ

وقد یکون بعض ھذہ الاحکام مما یعلمہ الکھان والمنجمون بالتجربۃ وکثرۃ الممارسۃ لا بالاستناد الی ھذہ الاصول المدونۃ فی الکتب ولا یخفی ان ھذا القسم لیس من علم النجوم فی شیء وان سماہ بہ من سماہ

"ان احکام میں سے بعض کو کاہن اور نجومی تجربہ اور کثرت ممارست سے جانتے ہیں نہ کہ ان اصولوں کی بنیاد پر جو کتابوں میں مدون ہیں اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اس قسم کا علم نجوم سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے اگرچہ کسی نے اس کا نام علم نجوم رکھا ہو"

علامہ آلوسی کی اس تشریح سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علم نجوم کے جو اقوال نقل فرماتے ہیں وہ بھی حال ہے ثابت نہیں ہے کہ علم نجوم کوئی یقینی چیز نہیں ہے، اس میں قیاسیوں کے بہت سے احتمالات ہوتے ہیں اور یقین حاصل نہیں ہوتا ہے کہ جو قول اس طریقہ سے حاصل ہوا ہے وہ بالکل قطعی اور یقینی طور پر صحیح ہے۔ اسی لئے علماء نے اس علم کو مشکوک کہا ہے اور اسی کی وجہ سے اس کے بارے میں سخت ممانعت کی ہے۔ اس علم کو جو چیز اور بھی زیادہ خراب بنا دیتی ہے وہ یہ ہے کہ اس کے ذریعہ انسان اپنے علم غیب کے دعوے تک پہنچ جاتا ہے اور یہ چیز ایمان کی بنیاد کو ہی ختم کر دینے والی ہے۔

علم نجوم کی ممانعت کی تیسری وجہ یہ ہے کہ [illegible] علامہ شاطبی [illegible] نے اس کو حلال سے [illegible] کی تیسری قسم بھی علم نجوم کا حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ وہ یہ ہے کہ دریا کے ساحل پر علم نجوم کے ذریعہ [illegible] نہیں ہوتا، اب تو [illegible] ہے کہ [illegible] ہے [illegible] زمین اور ہوا کے دباؤ کے اثر سے کشتی کو محفوظ رکھنے کے لئے [illegible] کر دیا گیا ہے۔

## خلاصۂ کلام

اسی بات کو یہ سمجھنا بھی ممکن ہے کہ ضرورت کے [illegible]

[illegible] قوم کے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہ

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔

اٹھائے ہیں کہ ایک طرف تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بڑھاپے میں اولاد نرینہ عطا فرمائی اور دوسری طرف ان کی آزمائش کے لئے ان کو حکم دیا کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیں۔ اس سے بڑھ کر آزمائش کیا ہو سکتی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ قرآن کریم میں ہے:

رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ

اے میرے رب! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔

اولاد کی دعا:

یعنی اے اللہ! مجھے نیک اولاد عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی۔

فَبَشَّرْنَاهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ

پھر ہم نے اسے ایک بردبار لڑکے کی خوشخبری دی۔

اور جب حضرت اسماعیل پیدا ہوئے اور ان میں قربانی کا شعور پیدا ہوا۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تمہارا یہ لڑکا ہی ذبح کیا جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اور اپنے بیٹے سے اس کا ذکر بھی کیا تھا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام اس عمر کو پہنچے کہ ان کے والد کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹا سکیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ابا جان! آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اسے کر ڈالئے۔ آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

(سورہ صافات)

پھر جب وہ اس عمر کو پہنچے کہ ان کے ساتھ کام کاج میں ہاتھ بٹا سکیں تو ابراہیم نے کہا کہ بیٹا! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تمہیں ذبح کر رہا ہوں۔ تم بتاؤ تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا ابا جان! جو آپ کو حکم دیا گیا ہے اسے کر ڈالئے۔ آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح کرنے کا ارادہ کر لینے کے بعد ہی یہ حکم دیا گیا کہ اب اس کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا مقصد تو ابراہیم علیہ السلام کے ارادے سے پورا ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو اپنے خلیل کی قربانی کا امتحان مقصود تھا۔ جو پورا ہو گیا۔ اس کے بعد حضرت اسماعیل کی جگہ ایک مینڈھا ذبح کرنے کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ

اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ دے کر اس کو چھڑا لیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جگہ جو مینڈھا ذبح کیا گیا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک بڑا انعام تھا۔ اور اس کی وجہ سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا حکم منسوخ ہو گیا۔ اور اس کے بعد حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں یہ قربانی جاری ہو گئی۔ اور ہر سال ایام حج میں منیٰ کے مقام پر قربانی کی جاتی ہے۔ اور اس قربانی کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس قربانی کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ جو انہوں نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے پیش کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ کو اس قربانی کا مقصد اتنا پسند آیا کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ

(سورہ صافات)

اور پیچھے آنے والوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑ دیا۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ ہر سال ایام حج میں ان کی قربانی کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ اور ان کے ذکر خیر کے ساتھ ساتھ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر خیر بھی ہوتا ہے۔ اور ان کی قربانی کی یاد بھی تازہ کی جاتی ہے۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر بھی قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ

(سورہ صافات)

سلام ہو ابراہیم پر۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام پر سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو یہ سلام اتنا پسند فرمایا کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ ہر نماز میں ہم ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجتے ہیں۔ اور درود میں ابراہیم علیہ السلام کا ذکر خیر بھی ہوتا ہے۔ اور ان پر سلام بھی بھیجا جاتا ہے۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(سورہ صافات)

ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ان کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ ہر سال ایام حج میں ان کی قربانی کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ اور ان کے ذکر خیر کے ساتھ ساتھ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر خیر بھی ہوتا ہے۔ اور ان کی قربانی کی یاد بھی تازہ کی جاتی ہے۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر بھی قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

(سورہ صافات)

بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھا۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ایمان والے بندوں میں شمار فرمایا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَبَارَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَاقَ

(سورہ صافات)

اور ہم نے ابراہیم اور اسحاق پر برکت نازل فرمائی۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام پر برکت نازل فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ

(سورہ صافات)

اور ان کی اولاد میں سے کوئی نیکوکار ہے اور کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی نیکوکار ہے اور کوئی اپنے نفس پر ظلم کرنے والا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

(سورہ صافات)

اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر احسان کیا۔

یعنی ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر احسان کیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ

(سورہ صافات)

اور ہم نے ان دونوں اور ان کی قوم کو بڑی تکلیف سے نجات دی۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور ان کی قوم کو بڑی تکلیف سے نجات دی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَنَصَرْنَاهُمْ فَكَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ

(سورہ صافات)

اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب رہے۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام اور ان کی قوم کی مدد کی تو وہی غالب رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَآتَيْنَاهُمَا الْكِتَابَ الْمُسْتَبِينَ

(سورہ صافات)

اور ہم نے ان دونوں کو کتاب روشن عطا فرمائی۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو کتاب روشن عطا فرمائی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

(سورہ صافات)

اور ہم نے ان دونوں کو سیدھا راستہ دکھایا۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کو سیدھا راستہ دکھایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْآخِرِينَ

(سورہ صافات)

اور پیچھے آنے والوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑ دیا۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا ذکر خیر قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

سَلَامٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَارُونَ

(سورہ صافات)

سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام پر سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(سورہ صافات)

ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام نیکوکار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

(سورہ صافات)

بیشک وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

(سورہ صافات)

اور بیشک الیاس بھی رسولوں میں سے تھے۔

یعنی الیاس علیہ السلام بھی رسولوں میں سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ

(سورہ صافات)

جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟

یعنی الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم ڈرتے نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ

(سورہ صافات)

کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو چھوڑتے ہو؟

یعنی الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ کیا تم بعل کو پکارتے ہو اور سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو چھوڑتے ہو؟ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

اللَّهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ

(سورہ صافات)

اللہ تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔

یعنی الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ

(سورہ صافات)

پھر انہوں نے اسے جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے۔

یعنی الیاس علیہ السلام کی قوم نے ان کو جھٹلایا تو وہ ضرور پکڑے جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ

(سورہ صافات)

مگر اللہ کے خالص بندے۔

یعنی الیاس علیہ السلام کی قوم میں سے جو اللہ کے خالص بندے تھے وہ پکڑے نہیں جائیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ

(سورہ صافات)

اور پیچھے آنے والوں میں ان کا ذکر خیر چھوڑ دیا۔

یعنی الیاس علیہ السلام کا ذکر خیر قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

سَلَامٌ عَلَىٰ إِلْ يَاسِينَ

(سورہ صافات)

سلام ہو الیاسین پر۔

یعنی الیاس علیہ السلام پر سلام ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ

(سورہ صافات)

ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔

یعنی الیاس علیہ السلام نیکوکار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ

(سورہ صافات)

بیشک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھا۔

یعنی الیاس علیہ السلام ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ

(سورہ صافات)

اور بیشک لوط بھی رسولوں میں سے تھے۔

یعنی لوط علیہ السلام بھی رسولوں میں سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ

(سورہ صافات)

جب ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو بچا لیا۔

یعنی لوط علیہ السلام اور ان کے سب گھر والوں کو بچا لیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ

(سورہ صافات)

مگر ایک بڑھیا کو جو پیچھے رہ گئی۔

یعنی لوط علیہ السلام کی بیوی کو جو پیچھے رہ گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ

(سورہ صافات)

پھر ہم نے دوسروں کو ہلاک کر دیا۔

یعنی لوط علیہ السلام کی قوم کو ہلاک کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ

(سورہ صافات)

اور بیشک تم ان پر صبح کے وقت گزرتے ہو۔

یعنی لوط علیہ السلام کی قوم پر صبح کے وقت گزرتے ہو۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَبِاللَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ

(سورہ صافات)

اور رات کو بھی۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟

یعنی لوط علیہ السلام کی قوم پر رات کو بھی گزرتے ہو۔ کیا تم سمجھتے نہیں؟ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ

(سورہ صافات)

اور بیشک یونس بھی رسولوں میں سے تھے۔

یعنی یونس علیہ السلام بھی رسولوں میں سے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ

(سورہ صافات)

جب وہ بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کی طرف گئے۔

یعنی یونس علیہ السلام بھاگ کر بھری ہوئی کشتی کی طرف گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ

(سورہ صافات)

پھر قرعہ ڈالا گیا تو وہ ہار گئے۔

یعنی یونس علیہ السلام کی کشتی میں قرعہ ڈالا گیا تو وہ ہار گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ

(سورہ صافات)

پھر مچھلی نے اسے نگل لیا اور وہ ملامت کے قابل تھے۔

یعنی یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا اور وہ ملامت کے قابل تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ

(سورہ صافات)

پھر اگر وہ تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔

یعنی یونس علیہ السلام اگر تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ

(سورہ صافات)

تو وہ اس کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔

یعنی یونس علیہ السلام اگر تسبیح کرنے والوں میں سے نہ ہوتے تو وہ اس کے پیٹ میں قیامت تک رہتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَنَبَذْنَاهُ بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ

(سورہ صافات)

پھر ہم نے اسے ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھے۔

یعنی یونس علیہ السلام کو ایک چٹیل میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَأَنبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّن يَقْطِينٍ

(سورہ صافات)

اور ہم نے اس پر ایک بیل کا درخت اگا دیا۔

یعنی یونس علیہ السلام پر ایک بیل کا درخت اگا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

وَأَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ

(سورہ صافات)

اور ہم نے اسے ایک لاکھ یا زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا۔

یعنی یونس علیہ السلام کو ایک لاکھ یا زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَآمَنُوا فَمَتَّعْنَاهُمْ إِلَىٰ حِينٍ

(سورہ صافات)

پھر وہ ایمان لائے تو ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ دیا۔

یعنی یونس علیہ السلام کی قوم ایمان لائی تو ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی برکت سے نوازا۔ اور اس طرح ان کا ذکر خیر اور ان پر سلام قیامت تک کے لئے جاری ہو گیا۔ اور اللہ تعالیٰ کو ابراہیم علیہ السلام کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اس کو قیامت تک کے لئے جاری فرما دیا۔ چنانچہ قرآن کریم میں ہے:

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ

(سورہ صافات)

پھر ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے؟

یعنی یونس علیہ السلام کی قوم سے پوچھو کہ کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہی

(فدیہ) بن جائے "عظیم" "صابر" "صادق الوعد" کے الفاظ کے مصداق ایک ہی معصوم ہستی حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ "وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ" وہ اپنے اہل کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔ اس آیت میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان سے ادا ہونے والا ہر لفظ اللہ کی رضا کا ترجمان تھا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا" (بیشک وہ وعدے کے سچے تھے اور رسول نبی تھے) اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو "ذبیح اللہ" کا لقب عطا فرمایا۔ اس لقب کی وجہ سے ہی ان کی اولاد میں سے ہر نبی کو ذبیح کہا جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت محمد ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ کو بھی ذبیح کہا جاتا ہے۔ اسی لئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہ کرنے کی ان کے علی سے کہ میں ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد سے حضرت ہاجرہ اور بچے کو لے کر مکہ کی طرف ہجرت کی تھی اور یہ قصہ سورۃ ابراہیم میں گزر چکا ہے، یہاں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کے بعد کا واقعہ ذکر کیا جا رہا ہے، یہ بچہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے جو اللہ کے فضل سے نبی بنے اور اللہ کے گھر کی تعمیر میں اپنے والد کے ساتھ شریک ہوئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي

پھر جب پہنچا اس کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو کہا اے بیٹے میں دیکھتا ہوں

الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ قَالَ

خواب میں کہ تجھ کو ذبح کرتا ہوں سو دیکھ تو کیا تیری رائے ہے بولا

يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ سَتَجِدُنِي

اے باپ کر ڈال جو تجھ کو حکم ہوا ہے تو مجھ کو

إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ

اللہ چاہے گا صبر کرنے والوں میں سے

خواب اور قربانی:

جس وقت آپ علیہ السلام اپنے بیٹے کو لے کر ان کی جگہ پر پہنچ گئے جہاں آپ نے قربانی کے حکم کئے گئے، ان دنوں ابراہیم علیہ السلام سے بیٹے کو جدا ہونے کا خیال معلوم نہیں کہ کتنی مدت کے بعد ملاقات ہوئی ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں رات کو سوتے ہوئے خواب دیکھتا رہا ہوں کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں تو خواب قبول کیا ہے۔ (ابن کثیر) ایک کا خواب کو پورا کرنا (یہ ہم میں مشروع کی ضرورت نہیں اور نہ کسی کتاب میں ثابت ہے نہ کرنا چاہئے)، میں اسے اپنا خواب بتایا ہوگا، تو بیٹے نے کہا کہ جس بات کا آپ کو حکم ہوا ہے اسے ضرور بجا لائیے، آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ (ابن کثیر) یہ بیٹے کی فرمانبرداری اور ان کے صبر کی خبر دینا تھا۔

شاعر اور مکہ میں آمد و رفت:

اس کے بعد کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام واپس اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتے تھے، راستے میں ہاجرہ کو حکم ہوا تھا کہ وہ واپس آ جائیں اور وہیں ٹھہریں، یہ

کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کا نام خلیل رکھا۔ یہ وہ پہلے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے صحیح النسب عربی بولنا سیکھا اور پھر آپ کی والدہ ہاجرہ نے عربی زبان سکھائی۔ (تاریخ الخمیس ج ۱ ص ۱۲۸)

بعض لوگوں نے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان عربی تھی۔ بخاری کی صحیح میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے اور مسند احمد میں حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے اور ابن ماجہ میں ابوذرؓ کی روایت سے یہاں لیے گئے ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ج ۱ ص ۱۱۴)

قُلْنَا اسْلَمْنَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ۝

ہم نے کہا ہم حکم بردار ہوتے ہیں۔ (پارہ ۲۳ رکوع ۳)

## قربانی کا منظر

بیٹے نے جواب دیا کہ ابا جان! آپ کو جو حکم ملا ہے اسے کر ڈالیے۔ آپ انشاء اللہ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔ باپ بیٹے نے یہ گفتگو کی اور دونوں اس پر راضی ہو گئے۔ اب بھی کچھ نہیں بگڑا تھا۔ آپ بیٹے کو لٹا کر چھری چلا سکتے تھے۔ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل پچھاڑ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۰۰)

پھر اللہ کی طرف سے آپ کے پاس ندا آئی کہ اے ابراہیم! تو نے خواب کی تصدیق کر دکھائی۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک یہ بڑا صریح امتحان تھا۔ اور ہم نے اس کے بدلے میں ایک بڑا ذبیحہ دیا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۰۰)

## قربانی سے پہلے بیٹے کی پیشی:

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ اہل روایت کا بیان ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام نے اپنی ماں سے کہا کہ امی جان! میرے لیے اچھی طرح کنگھا کر دیں۔ میرے منہ پر پانی ڈالیں۔ میرے کپڑوں پر پانی ڈالیں۔ میرے کپڑوں پر پانی ڈالیں۔ میرے کپڑوں

[illegible] کی شیطان سات آگیا آپ نے [illegible] میں [illegible] کیا [illegible] ہوئے [illegible] آگیا [illegible] ہے [illegible] بات کہ [illegible] شیطان [illegible] گئی [illegible] شیطان [illegible] آپ کے [illegible] چلا [illegible] آپ [illegible]

آنحضرت ﷺ [illegible]

[illegible] حضرت [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حاضر ہوا اور [illegible] اللہ [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] شروع [illegible] شیطان [illegible] آنحضرت ﷺ [illegible] حضرت [illegible] [illegible] [illegible]

## عمل کا بدلہ

[illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

۱۰ بصری خوشخبری:

مطلوبہ ہو، ایسی خوشخبری تھی جس کا ذکر ہم نے آیت ۱۰ کے ذیل میں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سے اور ہمارے بھائیوں کو برکت دے، ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ بشارت ہے کہ ہم ایک ایسی نسل کو دیکھیں گے جس کا سلسلہ نسب ہمارے ہی ذریعہ سے ہوگا اور جس کی نبوت کو ہم پہلے ہی سے دیکھ رہے ہیں اور جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ہمارا نبوت کے معاملے میں ہے۔ کاہن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت شان اور تقریب کو حاصل ہونا ہمارے ہی ذریعہ سے ہوگا۔ اور یہ ہے کہ ہمارے ہی ذریعہ سے نبوت کا دور اصلی ہے نبوت ہوتا ہے (یا ہوا تھا) کی ابتدا ہوتی ہے۔ (تفسیر بیضاوی)

وَبَرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلَىٰ إِسْحَٰقَ ۚ وَمِن ذُرِّيَّتِهِمَا
اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور ان دونوں کی اولاد میں سے
مُحْسِنٌ وَظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ﴿١١٣﴾
کوئی نیکی کرنے والا ہے اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ہے

اولاد ابراہیم میں برکت:

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ابراہیم کی اولاد میں بہتوں کو نبوت سے بہت بار (بہت بار) نبوت ملی اور اسحاق کی اولاد میں اکثر انبیاء اور کامل ہوئے" اور اسمٰعیل کی اولاد میں عرب میں جن میں اللہ نے پیغمبر محمد ﷺ بھیجے۔ یعنی اولاد میں سب کے نہ ملی۔ اپنے بھی بعض اولاد کا نام روشن نکلا۔ اور بعضے بھی۔ اپنی جان پر ظلم کیا۔ بعد کی اولاد سے تک خاندان گیا۔ نے کے مستحق (منصب) ہوئے۔ ظالم ہیں۔ "ان ذریتہ" کی ضمیر "ابراہیم" کی طرف راجع ہے مگر حضرت شاہ صاحب نے "اسحٰق" کی طرف راجع کرتے ہوئے یہ بات بیان فرمائی ہے۔

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿١١٤﴾ وَنَجَّيْنَٰهُمَا
اور ہم نے احسان کیا موسیٰ اور ہارون پر اور نجات دی ہم نے ان دونوں کو
وَقَوْمَهُمَا مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿١١٥﴾ وَنَصَرْنَٰهُمْ فَكَانُوا۟
اور ان کی قوم کو بڑی تکلیف سے اور مدد کی ہم نے ان کی تو وہ ہو گئے
هُمُ ٱلْغَٰلِبِينَ ﴿١١٦﴾ وَءَاتَيْنَٰهُمَا ٱلْكِتَٰبَ ٱلْمُسْتَبِينَ ﴿١١٧﴾
وہی غالب آنے والے اور دیں ہم نے ان دونوں کو کتاب واضح
وَهَدَيْنَٰهُمَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ﴿١١٨﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا

فِى ٱلْءَاخِرِينَ ﴿١١٩﴾ سَلَٰمٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَٰرُونَ ﴿١٢٠﴾ إِنَّا كَذَٰلِكَ
پیچھے آنے والوں میں سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم ایسا ہی
نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿١٢١﴾ إِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا ٱلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٢﴾
بدلہ دیتے ہیں نیکی کرنے والوں کو بیشک وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھے

یعنی ان دونوں اور ان کی قوم کو بڑے بڑے مصائب سے نجات دی۔ وہ قلزم سے نجات پانا، فرعون کے ہلاک ہونے کا واقعہ ہے۔

یعنی توراتیں دیں جن کے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق کرتے تھے۔ یہ کتاب توراۃ ہے۔ مستقیم کہا، یعنی سیدھا راستہ بتلایا۔

یعنی توراۃ شریف کی تعریف پچھلے لوگوں میں ہمیشہ رہی۔ وہ اس کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ یہ سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر۔

یعنی اعمال و اخلاق کی استقامت بخشی اور ہمیشہ کی یاد چھوڑ گئے۔ اور پچھلا جو مصیبت آنے کا لازم ہوگا۔

یہ ان دونوں کے قابل اسلام ہونے کی دلیل ہے۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿١٢٣﴾ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦٓ أَلَا تَتَّقُونَ ﴿١٢٤﴾
اور بیشک الیاس البتہ رسولوں میں سے تھا جب کہا اس نے اپنی قوم سے کیا تم ڈرتے نہیں
أَتَدْعُونَ بَعْلًا وَتَذَرُونَ أَحْسَنَ ٱلْخَٰلِقِينَ ﴿١٢٥﴾
کیا تم پکارتے ہو بعل کو اور چھوڑتے ہو بہتر بنانے والے کو

## حضرت الیاس علیہ السلام:

حضرت الیاس علیہ السلام جس زمانہ میں تھے اس زمانہ میں بنی اسرائیل کی سلطنت دو حصوں میں منقسم ہو چکی تھی۔ ایک حصہ جس کا دارالسلطنت سامریہ تھا "اسرائیلی سلطنت" کہلاتا تھا۔ دوسرا حصہ جس کا دارالسلطنت یروشلم تھا "یہودی سلطنت" کہلاتا تھا۔ حضرت الیاس علیہ السلام اسرائیلی سلطنت کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔

نسب: بعض مؤرخین نے حضرت الیاس علیہ السلام کا نسب یہ بیان کیا ہے الیاس بن یاسین بن فنحاص بن ہارون بن عمران

## بنی اسرائیل کی گمراہی:

شمالی اسرائیلی بادشاہوں کے عہد میں بنی اسرائیل میں جو گمراہیاں پھیلی تھیں ان کی ابتدا حضرت سلیمان علیہ السلام کے آخر زمانہ سے ہوئی تھی۔ ان کی بیویوں میں سے بعض بیویاں غیر قوموں کی تھیں۔ جن کے اثر سے وہ بھی شرک میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ان بیویوں کے لئے انہوں نے بیت المقدس کے جنوب مشرق کی طرف ایک پہاڑ پر بت خانے بنوا دیئے تھے۔ ان بیویوں کے ساتھ ان کے بھائی بند بھی آتے جاتے تھے۔ ان کے اثر سے بھی بہت سے لوگ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ سلیمان علیہ السلام کے بعد ان کے بیٹے رحبعام کے عہد میں ملک دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ دس قبیلوں کی حکومت یربعام کے ہاتھ آئی۔ اس نے اپنی رعایا کو بیت المقدس جانے سے روکنے کے لئے دو بچھڑے سونے کے بنوائے۔ ایک بیت ایل میں دوسرا دان میں رکھوا دیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ بیت المقدس جانے کے بجائے ان بچھڑوں کی پوجا کیا کریں۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ناداب کے عہد میں بعشا نے اس کے خاندان کو تباہ کر کے خود حکومت حاصل کی۔ اس کے عہد میں بھی بت پرستی کا رواج رہا۔ بعشا کے بعد اس کے بیٹے ایلہ کے عہد میں زمری نے اس کے خاندان کو تباہ کر کے حکومت حاصل کی۔ اس کے عہد میں بھی بت پرستی کا رواج رہا۔ زمری کے بعد عمری نے حکومت حاصل کی۔ اس کے عہد میں بھی بت پرستی کا رواج رہا۔ عمری کے بعد اخی اب نے حکومت حاصل کی۔ اس کے عہد میں بت پرستی کا رواج بہت بڑھ گیا۔ اخی اب نے اپنی بیوی ایزبل صیدا کے بادشاہ کی بیٹی کے ساتھ شادی کی تھی۔ ایزبل بعل کی پرستار تھی۔ اس کے اثر سے اخی اب نے بعل کے بت خانے بنوائے۔ اور بعل کی پرستش کی۔ اخی اب کے عہد میں ایلیاہ نبی نے بنی اسرائیل کو بعل کی پرستش سے روکا۔ اخی اب کے بعد اخزیاہ بادشاہ ہوا۔ اس کے بعد یورام بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج رہا۔ یورام کے بعد یہو بادشاہ ہوا۔ اس نے بعل کی پرستش کا رواج بند کر دیا۔ یہو کے بعد یہوآحاز بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ یہوآحاز کے بعد یہوآش بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ یہوآش کے بعد یربعام بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ یربعام کے بعد زکریاہ بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ زکریاہ کے بعد شلوم بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ شلوم کے بعد منحیم بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ منحیم کے بعد فقحیاہ بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ فقحیاہ کے بعد فقح بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ فقح کے بعد ہوشع بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ ہوشع کے بعد سلمنصر بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ سلمنصر کے بعد سرجون بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ سرجون کے بعد سنحاریب بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ سنحاریب کے بعد اسرحدون بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ اسرحدون کے بعد اشوربانیپال بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ اشوربانیپال کے بعد اشورایتل بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ اشورایتل کے بعد نبوپلاسر بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ نبوپلاسر کے بعد نبوکدنضر بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ نبوکدنضر کے بعد اویل مرودک بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ اویل مرودک کے بعد نرگلشر بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ نرگلشر کے بعد نبونائد بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ نبونائد کے بعد بیلشصر بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ بیلشصر کے بعد داریوس بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ داریوس کے بعد خشایارشا بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ خشایارشا کے بعد ارتخشستا بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ ارتخشستا کے بعد داریوس بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ داریوس کے بعد اسکندر بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ اسکندر کے بعد بطلیموس بادشاہ ہوا۔ اس کے عہد میں بھی بعل کی پرستش کا رواج بند رہا۔ بطلیموس

دیکھی ہی اس کشش کو پہچانا اور ان میں سے ایک بیٹا خاندان کا وظیفہ اس کے اطراف میں آباد کر دیا تھا، باقیوں میں سے ایک بیٹا [illegible] بھیجا گیا [illegible] کی ہدایت کیلئے [illegible]

بادشاہ ... اس زمانے میں جبکہ بادشاہ [illegible] تھا، اس نے بڑی سرد دلی کا برتاؤ کیا، [illegible] اور [illegible] کا [illegible] تمام [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

ہوئے گئے۔ اور بیٹے سے ملنے کی بڑی خواہش ہوئی۔ اپنے بیٹے سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ اپنے بیٹے سے ملنے کی خواہش ہوئی۔ اپنے بیٹے سے ملنے ک

سوار معلوم ہوتے تھے، لیکن بعض جوگی دور غریب کے ایسی طرح تک اس کی
سرزنش بھی کرتے تھے، ان کے (اس نے ایک جوگی چلی) اپنی قوم کے بیوی
و فکر کی تاویل کرتے تھے اور ان کو ہدایت دیتے تھے۔ یہ ایک
ام جس دروازے کے اندر اب کر اس طرح سے ٹوکری اور اس کے اندر کو
گوالی دیں کہ اس دروازے کو کھولیں گے اور اپنے جیسے چھوڑ کر آئے ہیں سب کے
سب آپ پر ان سے آگیں گے اور ان کو بھی آپ کے ساتھ ہو جائیں گے
ہونے کا اور اس طرح کہ جائیں گے اور اپنے آپ ہم کو کہ گوالی دیں گے
کرنے کا ہدایت دیتے ہیں۔ جوگی اس طرح سب لوگ دروازے کے
میں اپنا کہ بیٹھ کر سوت کریں۔ جب اس پر چلے تو منتظر رہے اور
انتظار کرنے لگے اور ان کے بیٹھ کر بیٹھنے لگے اور گئے کے بعد کے
نبی آپ ہم پر ایمان لائے اور ہمارے ساتھ ہو جائیں گے ہم آپ پر ایمان لائے
ہیں اور آپ کو چاہتے ہیں اور ہمارا دل آپ کے اور ہمارے ساتھ لوگ بھی آپ پر
ایمان لائے ہیں۔ جوگی نے کہا کہ آپ کو کہا تھا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں اور ان کے کہ
کہ آپ کا یہ ہم کو کیا تھا کہ آپ نے فرمایا ہم نے اس کو جان لیا ہے
آپ پر ایمان لے آئے اور آپ کی ہدایت کی ہے اور آپ اب آپ ادھر
ہوں جائیں اور ہمارے ساتھ ہو جائیں۔ ہم آپ کو کہتے ہیں کہ آپ کے
اطاعت کریں گے اور ہم بات سے راضی ہو گئے اور ہم آپ کے ساتھ ہو
اس طرح آپ پر ایمان لائے ہیں اور آپ کے ساتھ ہو گئے ہیں تو آپ کے
لئے ہم سے الگ رہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے ہمارے پاس آ جائیں۔

## دھوکے کے بازو میں پر آگ کا برسنا:

ان لوگوں کی یہ باتیں ایک عام تھیں، آپ فریب خاص طور پر ایسی
بیٹھ کے لئے ان کا ارادہ بیٹھا آپ کو ان کے ساتھ ہونے کا یقین
بھی ہوا اور (جوگی کی بات بھی) ہمارے نے اس کو بھی کی ساتھ
اور جب بھی ان کو نہیں ہوئی طرف سے فن کے لئے اس میں یہ خیال پیدا ہوا کہ
ابھی توقف کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ کر لینا چاہئے کہ آپ نے اور اس کی
اور کہا جائے تھے اور لوگ اپنے قول میں سچے ہیں تو مجھے برا ہونے کی
جارحیت معاف ہے اور اگر یہ جھوٹے ہیں تو ان کو سمجھ لیں گے اور ان پر
ہیں کہ ان کو اس وجہ سے کہ یہ بھی یہ خطا اور ہے کہ اس کے
کر اور یہ ہے کہ ان کو ہلاک کر دیں گے۔

## دوسرے دھوکے اور ہلاکت:

غرض اس قوم کا جب یہ حال تھا تو جب بھی مذہب اپنے اور اثر
دیکھتے تھے اور اور فریب سے کام لیا اور یہی خیانت کی۔ ایک اور حالت
ہوئی کہ ایک [illegible]

اعتراف کرلیا تھا اور کہا تھا کہ جن چیزوں کی ہم پہلے پوجا کرتے تھے ان کی پوجا ہم نے چھوڑ دی ہے اور الیاس علیہ السلام کے آنے تک ہم نے اس معاملہ کو ملتوی کر رکھا ہے تاکہ ان کی آمد کے بعد ہی کوئی فیصلہ کریں اور ہر بار کریں ان باتوں میں سے کوئی بات بھی خلوص دل سے نہ تھا بلکہ یہ سب کچھ بادشاہ کا خوف تھا۔

نوشی سکرنڈی اور اس کے ساتھ ایک جماعت سب وہاں جمع ہو گئے اور حضرت الیاس علیہ السلام والے پہاڑ پر سکرنڈی کی چوٹی کو اور حضرت الیاس علیہ السلام کو پکارا آپ نے اس کی آواز پہچان لی دل میں اس سے ملنے کا شوق پہلے ہی تھا، آواز سن کر فوراً ہی ایک ہولناک آندھی نور نامی کی طرف سے چلی کئی دن تک باہر نکل کر آواز دیتے رہے مگر کوئی جواب نہ ملا اور اس سے (وحی کے ذریعہ) تجدید کرنے کی آئی تھی حضرت الیاس علیہ السلام سکرنڈی کے سامنے آگئے حاضر ملیک اور مصافحہ کیا اور خیر و عافیت کی مزید گفتگو کی نوشی نے کہا مجھے اس طوفان اور سرکش قوم نے آپ کے پاس بھیجا ہے اس کے بعد پوری سرگذشت بیان کر دی اور یہ بھی کہا کہ اگر آپ میرے ساتھ نہ جائیں گے اور میں خالی ہاتھ واپس جاؤں گا تو مجھے خوف ہے کہ بادشاہ مجھے قتل کر دے گا اب جیسا چاہیں آپ مجھے حکم دیں میں اس کی تعمیل کروں گا اگر آپ چاہیں تو میں بادشاہ سے کہہ کر آپ نے پاس ہی رہنے لگوں اور اس کو اکیلا چھوڑ دوں اور اگر آپ چاہیں تو آپ کے ہم راہ کر دیں میں سے مقابلہ کروں اور اگر آپ کا ارادہ کچھ پیام دے کر مجھے اس کے پاس بھیجنے کا ہو تو میں آپ کا پیام بھی پہنچا دوں گا اور اگر آپ چاہیں تو اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ اصلاح اس ظالم بے رحم کے معاملہ میں کشائش کی کوئی صورت نکال دے۔

### حضرت الیاس علیہ السلام کی واپسی

اللہ نے الیاس علیہ السلام کے پاس وحی بھیجی کہ مشی بن منشی کی بیوی سب فریب اور مکر میں وہ تمہارے لوہے کا لوہا چاہتے ہیں، بادشاہ جب آئے گا تو اس کے جیسے ہونے خدا کے دشمن اور کافر ہیں گے کہ اس مرد (موسیٰ) کی قسم سے ملاقات ہو گئی ہے اور وہ تم کو اچھے ساتھ لے جا رہا ہے وہ اس شخص پر قسم سے مل جائے گی اعتبار لائے گا اور سمجھ لے گا کہ مرد موسیٰ نے تمہارے معاملہ میں سستی سے کام لیا اس لئے اس کے قتل ہو جانے کا اندیشہ ہے تم اس کے ساتھ چلے جاؤ، میں تم دونوں کی طرف سے آنے کو روک دوں گا اس کے بیٹے کی مصیبت دیکھ کر دوں گا تاکہ بیٹے کے ساتھی اور چیز کی اہمیت ہی اس کی نظر میں نہ رہے پھر اس بری حالت میں اس کے بیٹے پر رحمت کو مسلط کر دوں گا جب وہ مر جائے اس وقت تو اس کے پاس سے واپس آنا۔

### شہزادے کی موت:

حضرت الیاس علیہ السلام یہ حکم ملنے کے بعد ان لوگوں کے ساتھ روانہ ہو گئے اور سب لوگ جب کے پاس پہنچے کہ جو بھی یہ لوگ پہنچے اللہ نے جب کے بچے کی بیماری شدید کر دی یہاں تک کہ موت اس کے گھر پیر ہو گئی اس طرح اللہ نے جب اور اس کے ساتھیوں کو الیاس علیہ السلام کی طرف توجہ کرنے سے روک دیا اور الیاس علیہ السلام تجویز والیں آ گئے۔

### سکرنڈی کی نجات:

جب جب کا بیٹا مر گیا اور لوگ اس کے مسئلہ سے فارغ ہو گئے اور غم میں بھی کچھ کمی ہو گئی تو اللہ نے الیاس علیہ السلام کے سلسلے میں ان کی آنکھیں کھولیں اور سکرنڈی پر حضرت الیاس علیہ السلام کو ایسا اس کے الیاس علیہ السلام کے متعلق دریافت کیا، سکرنڈی نے کہا مجھے الیاس علیہ السلام کا کوئی علم نہیں، مجھے بیٹے کی موت اور اس کے غم نے غرقاب ہی نہیں دی اور میرا خیال تھا کہ آپ نے الیاس علیہ السلام کے متعلق مجھ سے انکار کر دیا ہوگا اس جواب پر سکرنڈی کی طرف سے اجنب نے پہلے تو کچھ کہا کہ (مخلص سے معلوم ہوتا ہے کہ سکرنڈی کو شہزادے کے مرنے کا بہت غم تھا۔

## حضرت الیاس کا حضرت یونس علیہ السلام کی ماں کے پاس جانا اور واپس ہونا

جب حضرت الیاس علیہ السلام کو پہاڑوں میں رہتے ہوئے ایک طویل مدت گذر گئی اور ان کو دوسرے آدمیوں کے ساتھ رہنے کا شوق پیدا ہو گیا تو پہاڑ سے اتر کر چل دیئے اور ایک اسرائیلی عورت کے گھر جا کر ٹھہرے یہ وہ عورت تھی جس کے حضرت یونس علیہ السلام تھی اس وقت تک ان کی ماں تھی اس عورت کے گھر آپ جا کر ٹھہرے اور یونس علیہ السلام اس وقت شیر خوار بچے تھے یونس علیہ السلام کی ماں حضرت الیاس علیہ السلام کی خدمت جب کیا کرتی تھی اور اپنے حال سے ان کی مدد کرتی تھی حضرت الیاس علیہ السلام پر پیار بھی کی کوشش کے عادی ہو چکے تھے، یہاں کو دل نہ لگتا تھا، رہنے سے انکار کیا اور پہاڑ پر ہی چلا جانا چاہا آپ نے پختہ کیا، آخر گھر سے نکل کر اپنی (کوہستانی) جگہ پر واپس آ گئے۔

### یونس علیہ السلام کی موت اور حضرت الیاس علیہ السلام کی تلاش:

حضرت الیاس علیہ السلام کی جدائی سے یونس علیہ السلام کی ماں بے تاب ہو گئی غم آپ کے گئے ہوئے کو بہت دن گذر گئے تو ایک بار پھر بھی مدت کے بعد جب الیاس علیہ السلام کی وفات کا واقعہ پیش آیا تو یونس علیہ السلام کی ماں ہو گئی اب یونس علیہ السلام کی ماں پر مصیبت عظیم تھی پہاڑی اور الیاس علیہ السلام کو تلاش کرنے کے لئے نکل کھڑی ہوئی اور پہاڑوں پر چڑھ چڑھ کر آواز دیتی پھری مگر آواز کا کوئی جواب نہ ملا اور بے قرار ہو گئی اور اسی بے قراری میں ایک بار پھر آپ کے آجانے کے بعد جب بچے کے مرنے کی مصیبت پھر سے ہری ہو گئی اور مصیبت میں بڑھ گئی اور الیاس کے بچے کے مرنے کی خبر سنی تھی ہو گئی تھی پہاڑ میں کے سوا کوئی اور رہنے کی نہیں ہے آپ کو ڈھونڈ کر اور ڈھونڈ کر (مخلص سے) میرے دل میں آیا کہ یہ ماں (یونس

ہے)، اسے کھانا دیا۔ اس کی بھوک مٹ گئی اور اس کو پھر کھانا ملا۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا: مجھے تو اس کا علم نہیں دیا گیا ہے (یعنی میرے لئے اور کھانا لانے کا وعدہ نہیں کیا گیا ہے) اور میں نہیں جانتا کہ یہ کیا ہے (یعنی جو کھانا مجھے ملا ہے، وہ کہاں سے آیا ہے)۔ عورت یہ جواب سن کر بے قرار ہو گئی اور گھر کو لوٹ گئی۔

### یوسف علیہ السلام کا زندہ ہونا:

اس نے حضرت الیاس علیہ السلام کے دل کو خوش کرنے کی خاطر ان کی جانب بالکل کوئی توجہ نہیں کی۔ آپ نے عورت سے کہا: جاؤ اور اپنے بیٹے کو لے آؤ۔ عورت نے کہا: میرا بیٹا تو مر چکا ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے فرمایا: اسی کو لے آؤ۔ عورت گئی اور اپنے بیٹے کو لے آئی۔ اس نے اس کے ساتھ مل کر کھانا کھایا اور سات روز چلے گئے۔ اس کے بعد اس کے گھر پہنچی اور اپنے بیٹے کو زندہ پایا۔ اس نے اپنے دل میں کہا: میں نے جان لیا کہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ اس لئے کہ میرا بیٹا مر چکا تھا، اور یہ اس کو زندہ کر کے لائے ہیں۔ اس کے بعد وہ عورت ان پر ایمان لے آئی اور ان کی تصدیق کرنے لگی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو یہ علم عطا فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کا انتقال ہو گیا ہے، تو آپ نے ان کی قبر کھودی اور ان کو اس میں دفن کر دیا۔ اس کے بعد آپ نے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے اپنے ساتھی یوشع علیہ السلام کو بلایا اور ان کو اپنا جانشین بنا کر فرمایا: تم میرے بعد میری قوم کی طرف جاؤ اور ان کو اللہ کی طرف بلاؤ۔ یوشع علیہ السلام نے عرض کیا: میں ایسا کروں گا۔ اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام یوشع علیہ السلام کو چھوڑ کر چل دیئے اور یہ مقام پر اوٹ گئے۔

### تین سال کیلئے قحط:

جب قوم کی نافرمانی بہت بڑھ گئی تو حضرت الیاس علیہ السلام ان کی نافرمانی سے بہت متاثر ہو گئے۔ اللہ نے سات سال کے لئے ان پر بارش کو روک دیا۔ چنانچہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی: اے میرے پروردگار! میں تجھ سے تیری اس نعمت کا سوال کرتا ہوں جس کو تو نے اپنے بندوں پر نازل فرمایا ہے (یعنی بارش)۔ مخلوق میں سے کوئی بھی تجھ سے مانگنے میں تیرا محتاج نہیں ہے (یعنی تو ہر ایک کی دعا قبول فرماتا ہے)۔ میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو مجھ پر رحم فرما اور میرے اس گناہ کو معاف فرما دے جو میرے اور تیرے درمیان ہے۔ اے میرے پروردگار! میں تجھ سے مانگتا ہوں کہ تو میرے لئے اور میری قوم کے لئے بارش نازل فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور ان کی قوم پر سات سال تک بارش روک دی۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی قوم کی طرف واپس جائیں۔ آپ نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میری قوم میرے پاس واپس آنے کی وجہ سے مجھ کو قتل کر دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم اپنی قوم کی طرف جاؤ۔ میں تمہارے لئے ان کو کافی ہوں۔ چنانچہ حضرت الیاس علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے۔ آپ نے دیکھا کہ ان کی قوم کے لوگ بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ ان کے بچے بھوک کی وجہ سے چیخ رہے ہیں۔ ان کی عورتیں بھوک کی وجہ سے رو رہی ہیں۔ ان کے مرد بھوک کی وجہ سے بے چین ہیں۔ ان کے جانور بھوک کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ ان کے کھیت اور باغات بھوک کی وجہ سے خشک ہو گئے ہیں۔ ان کے درخت بھوک کی وجہ سے سوکھ گئے ہیں اور ان کے چشمے بھوک کی وجہ سے خشک ہو گئے ہیں۔ الیاس علیہ السلام اس حالت میں مصیبت سابقہ اپنی قوم سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا: ہمارا حال وہ ہے جو آپ دیکھ رہے ہیں۔ ہم بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ ہم پر قحط سالی کا عذاب نازل ہوا ہے۔ ہم پر بھوک کی مصیبت نازل ہوئی ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف تباہی مچی ہوئی ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف بربادی پھیلی ہوئی ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف موت ہی موت ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف مصیبت ہی مصیبت ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف بدحالی ہی بدحالی ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف تباہی ہی تباہی ہے۔ ہم پر بھوک کی وجہ سے ہر طرف بربادی ہی برباد

کو مارتی رہ گئی۔ جب وہ بانجھ تھی اور بچہ پیدا کرنے کی امید نہ رہی تھی تو اللہ نے اسے بیٹا عطا فرمایا۔ اب بڑھاپے میں اس کے بیٹا ہوا تو اس کی خوشی کا کیا ٹھکانا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو بہت ہی پیار سے پالا۔ جب وہ بڑا ہوا تو اس کی ماں نے اسے اللہ کی راہ میں قربان کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہی ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے کہا کہ اماں جان! جو کچھ آپ کو حکم ہوا ہے اسے کر ڈالیے۔ اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گی۔ ماں بیٹا دونوں اللہ کے حکم پر راضی ہو گئے۔ ماں نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا اور چھری چلا دی۔ اللہ نے اس کی جگہ دنبہ بھیج دیا۔ اس طرح اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کر لی۔ اس کے بعد اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاق علیہ السلام کی خوشخبری دی۔ اسحاق علیہ السلام بھی نبی تھے۔ ان کے ہاں یعقوب علیہ السلام پیدا ہوئے۔ یہ بھی نبی تھے۔ ان کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سے ایک یوسف علیہ السلام تھے۔ یہ بھی نبی تھے۔ ان کے بھائیوں نے ان کو کنوئیں میں ڈال دیا تھا۔ پھر وہ مصر کے بادشاہ بنے۔ ان کے بھائی بھی مصر میں آ کر بس گئے۔ ان کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی۔ ان میں بہت سے نبی ہوئے۔ ان کی قوم کو فرعون نے بہت ستایا۔ ان کو غلام بنا لیا۔ ان سے بڑے بڑے کام لیتا تھا۔ ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا۔ ان کی لڑکیوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ ان کو بہت دکھ دیتا تھا۔ پھر اللہ نے موسیٰ علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا۔ وہ ان کو فرعون کے ظلم سے نکال کر لے گئے۔ پھر ان کو ملک شام میں بسایا۔ یہ ملک شام کا علاقہ ہے۔ یہ بہت سرسبز علاقہ ہے۔ اس میں بہت سے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سے غلے پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں۔ اس میں بہت سے غلے پیدا ہوتے ہیں۔

## حضرت الیاس علیہ السلام کی اپنے عہد کی قوم کی طرف بھیجے جانے کی روایت

یہ بعد میں ہوئے کہ اللہ نے ان کو نبی بنا کر بھیجا۔ ان کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے۔ ان کے بارے میں بھی کچھ شک نہیں کہ وہ بھی اللہ کے نبی تھے۔ ان کی قوم بھی بنی اسرائیل کی قوم تھی۔ ان کی قوم بھی ملک شام میں آباد تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سرسبز علاقہ میں آباد تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سے پھل پیدا کرتی تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سے میوے پیدا کرتی تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سے غلے پیدا کرتی تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سے پھل پیدا کرتی تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سے میوے پیدا کرتی تھی۔ ان کی قوم بھی بہت سے غلے پیدا کرتی تھی۔

## حضرت الیاس علیہ السلام کی اپنی قوم سے جدائی

الیاس علیہ السلام نے جب یہ حالت دیکھی تو (مایوس ہو کر) اللہ سے دعا مانگی۔ اللہ نے دعا قبول کر لی۔ ان لوگوں سے نجات دے دی۔ (قبل اس روایت) جناب الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم کا انتظار کیا اور مقررہ دن آ جانے تک وہ لوگ اس مقام پر چلے جانے اور نہ واپس آنے تک انتظار کرتے رہے۔ جب وہ لوگ اس مقام پر واپس نہ آئے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اب ہمیں یہاں سے چل دینا چاہیے۔ ہم کو اللہ کا حکم ہوا ہے کہ ہم یہاں سے چل دیں

ہابیل کا قتل: حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل اور قابیل کے درمیان ایک لڑکی کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا تھا۔ اس وقت اس لڑکی کے علاوہ دنیا میں اور کوئی عورت نہ تھی۔ اس لئے ہابیل نے قابیل سے کہا کہ اب تم اپنی بہن کو لے کر میرے سامنے سے دور ہو جاؤ۔ قابیل نے کہا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس پر ہابیل نے کہا کہ اچھا تو ہم دونوں اپنی اپنی قربانی پیش کریں گے۔ جس کی قربانی قبول ہو جائے گی وہ اس لڑکی کو لے جائے گا۔ اس زمانہ میں قربانی کی قبولیت کی یہ علامت تھی کہ آسمان سے ایک آگ آ کر قربانی کو جلا دیتی تھی۔ ہابیل نے اپنی قربانی پیش کی جو بہت اچھی تھی۔ اس کی قربانی کو آگ نے جلا دیا۔ قابیل کی قربانی کو آگ نے نہیں جلایا۔ اس پر قابیل کو بہت غصہ آیا اور اس نے ہابیل سے کہا کہ میں تجھ کو قتل کر دوں گا۔ ہابیل نے کہا کہ اللہ تعالیٰ متقی لوگوں کی قربانی قبول فرماتا ہے۔ اگر تو مجھ کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے گا تو میں تجھ کو قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا۔ کیونکہ میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ لے کر واپس جائے اور دوزخ میں جائے۔ ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۳۳)

حضرت ابلیس کا حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں تقریر و ہدایت کا خلاصہ:

قرآن و حدیث نے خلاصہ کے طور پر جو قدر مشترک نکلتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت ابلیس علیہ اللعنۃ نے اسرائیل کے جو شبہات اپنے ہوا میں کہ وہ اپنی اصل غایت کی بہ نسبت سے روک کر تو حضرت آدم کی نبوت کی جگہ دوسری جگہ ایک جنی نوعیت کے ساتھ کی نسبت سے آپ کی نبوت تک، پھر آپ کو طرح طرح کے پریشان کرنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کر کے آپ کو شہید کرنے کے منصوبے بنائے، آپ نے ایک ایک اور خاص میں پناہ، اور عرصہ دراز تک وہیں مقیم رہے، اس کے بعد جب نے خانہ بدوش اسرائیلیوں کے ملک قائم ہو جانے کا انکار ہو جائے، اس کے بعد ان کو ورغلانے کے لئے آپ ان کو ہدایات دیتا رہا، شاہ بابلیون سے آخر تک، جو پہلے قسم پر تھی، اس کا ذکر کیا۔

اس کے بعد حضرت ابلیس علیہ اللعنۃ نے کہا کہ اب تو میں اور اولاد سے کہہ کر یہ عذاب مانگتا ہوں کہ اس کی امید ہے، اور آخر تم اب بھی باز آ جاؤ تو عذاب دور ہو جائے، میری چالاکی کے امتحان کا بھی یہ بہترین موقع ہے، تم کہتے ہو کہ اسرائیلی تم تمہارے مشہور عمل کے سازشے ہو، سو ابھی ہم تم کو دکھا دیں گے کہ تم سب کو ہم کیسے صحیح راستہ سے ہٹا دیتے ہیں، پھر قربانی پیش کرنے میں بھی تم سب کے نام پر قربانیاں دیں گے جس کی قربانی قبول ہوئی اس کو آگ آ کر بھسم کر دے گی، اس کا دین چاہے کوئی سب نے اسی تجویز کو خوش سے مان لیا۔

چنانچہ وہ کنعان کے مقام پر پہنچ کر اپنے اپنے کھیتوں کے پھل اور جانوروں کی قربانی پیش کی، صبح سے دوپہر تک عمل میں لاتے رہے، جو قربانی پیش کی جاتی اس کے بعد حضرت عباس علیہ السلام نے اپنی قربانی پیش کی، اس پر آگ سے آگ نازل ہوئی اور اس نے حضرت عباس علیہ السلام کی قربانی کو بھسم کر دیا، یہ بڑا بہت سے لوگ بجدے میں گر گئے اور پھر اس پر جمع ہو گئے، دین عمل کے بعد نے کہا کہ اب بھی وقت ہے، اس سے حضرت عباس علیہ السلام کو اولاد کی فتح ہو گئی، دین عمل کو دوبارہ

[illegible] کے بعد [illegible] اور [illegible] ہے [illegible] ہوتا [illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] ہیں۔ (واللہ اعلم)

جنات بھی: بعض نے فرمایا کہ [illegible] ہے، لیکن یہ بات [illegible] حضرت ابلیس [illegible] ہے [illegible] ہوا تھا، جس کی [illegible] کی [illegible] ہے، تاہم کا مشہور [illegible] ہے [illegible] ہوا ہے [illegible] ہوا ہے [illegible] ہوا

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾

بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں سے تھا

حضرت الیاس علیہ السلام پر سلام

"الیاس" "ا" پر زبر، "ل" ساکن، "ی" کے نیچے زیر، "اس" کو ملا کر پڑھیں۔ "الیاسین" بھی کہتے ہیں جیسے "طور سینین" اور "طور سینا" میں ہے۔ الیاسین سے حضرت الیاس علیہ السلام اور ان کے ساتھی مراد ہیں۔ "ال" بمعنی "آل" یعنی "خاندان" بھی آتا ہے۔ "یٰسٓ" میں "ال یٰسین" کے بعد آگے آئے گا "یٰس" ان کا نام ہے۔ "یٰسین" سورۃ کا نام ہے جیسے "کھٰیٰعٓصٓ علی ان ابراھیم" میں "ابراھیم علیہ السلام" کا ذکر ہے۔ (ظہیر)

الیاس علیہ السلام بنی اسرائیل کی ہدایت کے لیے بھیجے گئے تھے۔ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا۔ ان کی مخالفت کی۔ ان کو ستایا۔ ان کو ایذائیں پہنچائیں۔ ان کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ ان کو ملک سے نکالنے کی کوشش کی۔ الیاس علیہ السلام نے ان کی ایذاؤں پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی قوم کے مقابلہ میں فتح عطا فرمائی۔ (قصص الانبیاء)

حضرت الیاس علیہ السلام کا نسب نامہ یہ ہے۔ الیاس بن یاسین بن فنحاص بن العیزار بن ہارون بن عمران۔ (قصص الانبیاء)

حضرت الیاس علیہ السلام کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی حالت بہت خراب ہو گئی تھی۔ وہ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ انہوں نے بعل نامی بت کا ایک بہت بڑا مندر بنا رکھا تھا۔ اس مندر میں ان کے ۴۵۰ پجاری تھے۔ ان پجاریوں کی تنخواہ بادشاہ کے ذمہ تھی۔ بادشاہ کا نام اخی اب تھا۔ اس کی بیوی کا نام ایزابل تھا۔ ایزابل بت پرست تھی۔ اس نے بنی اسرائیل کو بت پرستی میں مبتلا کیا تھا۔ (قصص الانبیاء)

حضرت الیاس علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو بت پرستی سے روکا۔ ان کو سمجھایا۔ ان کو ڈرایا۔ ان کو اللہ کے عذاب سے خبردار کیا۔ ان کو اللہ کی نافرمانی کے برے نتائج سے آگاہ کیا۔ ان کو اللہ کی فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ان کو اللہ کی فرمانبرداری کے اچھے نتائج سے آگاہ کیا۔ ان کو اللہ کی فرمانبرداری کی طرف بلایا۔ (قصص الانبیاء)

وَإِنَّ لُوطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٣﴾

اور بے شک لوط بھی رسولوں میں سے تھا

إِذْ نَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ﴿١٣٤﴾

جب ہم نے اس کو اور اس کے گھر والوں کو سب کو

إِلَّا عَجُوزًا فِي الْغَابِرِينَ ﴿١٣٥﴾

مگر ایک بڑھیا کو وہ رہ جانے والوں میں تھی

ثُمَّ دَمَّرْنَا الْآخَرِينَ ﴿١٣٦﴾

پھر ہم نے غارت کر دیا دوسروں کو

یعنی ان کی قوم کے سوا دوسروں کو۔ (ظہیر) یعنی ان کی قوم کے علاوہ سب بادشاہوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ (کبیر)

وَإِنَّكُمْ لَتَمُرُّونَ عَلَيْهِم مُّصْبِحِينَ ﴿١٣٧﴾

اور بے شک تم گزرتے ہو ان پر صبح کو

وَبِاللَّيْلِ ۗ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٣٨﴾

اور رات کو پھر کیا تم سمجھتے نہیں

گزرنے والوں کیلئے عبرت

یہ خطاب مکہ والوں کو ہے۔ مکہ سے شام کو جاتے ہوئے راستہ میں سدوم کی بستی پڑتی تھی۔ اس کے کھنڈرات کو دیکھتے ہیں عبرت حاصل ہوتی ہے۔ (ظہیر)

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴿١٣٩﴾

اور بے شک یونس بھی رسولوں میں سے تھا

إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ﴿١٤٠﴾

جب بھاگ کر پہنچا بھری ہوئی کشتی میں

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ﴿١٤١﴾

پھر قرعہ ڈالا تو وہ ہوا قرعہ میں

حضرت یونس علیہ السلام کی آزمائش

اس سورت میں یونس اور الیاس علیہما السلام کا ذکر ہے۔ ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کے لیے بھیجا تھا۔ ان کی قوم نے ان کو جھٹلایا۔ ان کی مخالفت کی۔ ان کو ستایا۔ ان کو ایذائیں پہنچائیں۔ ان کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ ان کو ملک سے نکالنے کی کوشش کی۔ ان کی قوم کے مقابلہ میں ان کو فتح عطا فرمائی۔ (قصص الانبیاء)

ہے کہ تمہی بارگاہوں نے قرعہ ڈالا اور ہر مرتبہ یونس علیہ السلام کا نام نکلا۔ بالآخر انہوں نے تنگ آ کر یہ بھی فرمایا کہ اچھا آپ سمندر میں پھینکنا چاہتے ہیں تو آپ کے ساتھ میں بھی اور آپ کے ڈوبنے کے بعد میں بھی ڈوب جاؤں گا۔ آپ نے پہلے سوار ہونے سے بچنا چاہا لیکن مجبور کرنے پر ایک طرف کشتی میں بیٹھ گئے (ابن جریر) کہ کشتی نے گویا بوجھ محسوس کرنے لگی اور لوگوں سے کہنے لگے کہ ایک گناہگار شخص ہم میں ہے۔ ہم ڈوبنے لگے۔ تین بار قرعہ اندازی ہوئی ہر بار آپ ہی کا نام نکلا۔ آپ نے فرمایا کہ میں ہی ہوں۔ پھر آپ نے اپنے تئیں سمندر میں ڈال دیا۔ (ابن جریر) ابن ابی حاتم نے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کیا ہے کہ آپ کے ساتھ ایک اور شخص تھا۔ آپ نے اسے پکڑ کر سمندر میں پھینک دیا۔ (ابن ابی حاتم) ابن جریر میں ہے کہ

نظر تھیں (اللہ کی طرف سے پیغمبر رحمتہ کہنے اور مراحب میں ترقی پانے کی وجہ سے) ہوتی ہیں جس نے کسی نبی پر اعتراض کیا وہ کافر ہو گیا اللہ نے (مؤمنوں کو یہ کہنے کا حکم دیا اور) فرمایا۔ ہم لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی بندہ کیلئے یہ کہنا جائز نہیں کہ میں یونس علیہ السلام بن متی سے افضل ہوں (صحیح مسلم) بخاری کی روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کسی نے یہ نہ کہنا کہ میں یونس علیہ السلام بن متی سے افضل ہوں اس نے غلط کہا۔

## التفضیل انبیاء کا مسئلہ:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی میں باہم کسی معاملہ میں تو تو میں میں ہو گئی مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو سارے عالموں پر برتری عطا فرمائی یہودی بولا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو سارے جہان والوں پر فضیلت عنایت کی۔ یہ سنتے ہی مسلمان نے بڑھ کر یہودی کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا یہودی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر نیت واقعہ عرض کی جس کے اور مسلمان کے درمیان جو جھگڑا ہوا تھا بیان کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مسلمان کو طلب فرمایا اور واقعہ دریافت کیا مسلمان نے بتا دیا۔ فرمایا مجھے موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت مت دو کیونکہ قیامت کے دن جب (سب لوگ) بے ہوش ہو جائیں گے تو میں اپنی ان کے ساتھ بے ہوش ہو جاؤں گا پھر سب سے پہلے میں ہی ہوش میں آؤں گا اور دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا ایک کونہ پکڑے (کھڑے) ہیں مجھے کس معلوم کہ وہ بیہوش ہونے والوں میں شامل تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا اس کوتاہی میں شامل تھے جن کو اللہ نے بیہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا ہوگا۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے نبیوں معلوم ہو موسیٰ علیہ السلام کو طور سے دوسری بے ہوشی کے بعد ہوش دے دی گئی اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں ہی ہوش میں آؤں گا دیکھوں گا کہ موسیٰ عرش کا ایک کونہ پکڑے ہوئے ہیں مجھے نہیں کہتا کہ کوئی بھی یونس علیہ السلام بن متی سے افضل ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء کو باہم ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ نے نبیوں کے مابین فضیلت دی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت المرسلین (پیغمبروں کا میدان) ہوں گا کوئی فخر نہیں میں ہی خاتم النبیین ہوں گا کوئی فخر نہیں میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں گا اور سب سے پہلے

---

تعمیل اشاعت ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

میں کہتا ہوں تفصیلی بیان انبیاء کی برتری کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی من جانب اللہ ذمہ داری کے سپرد کیے جانے میں کسی نبی کو اصل بنا دیا جائے اس وقت کسی دوسرے اور تیسرے سے اپنے کو دوسرے پر فضیلت نہ دینا یعنی جب اللہ کی طرف سے ایک کو دوسرے پر فضیلت ثابت ہو جائے تو بعض کو بعض سے افضل قرار دینے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ۝

اور بھیجا اس کو سو لاکھ یا زیادہ پر (الصافات ۳۷ : ۱۴۷)

## قوم یونس کی تعداد:

یعنی اگر صرف عاقل بالغ گنتے تو اتنے تھے اور اگر سب چھوٹوں بڑوں کو شامل گنتے تو زیادہ تھے یا یوں کہو۔ بعد واقعہ کے گنتے تو زیادہ تھے کئی پہلے تھے۔ بہرکیف گنتی کا تو کیا کہنا لاکھ کا کہنا اور ستر ہزار کی جائے تو لاکھ کے اوپر چند ہزار اور ہو جائیں گے۔ واللہ اعلم۔ (شوکانی)

۱۔ حضرت قتادہ نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام ایک لاکھ کی طرف بھیجے گئے تھے اس سے۔ مزید یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کی قوم کے ایک لاکھ افراد ایمان لے آئے تھے۔

۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۲۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۳۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۴۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۵۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۶۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۷۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۸۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۹۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۰۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۴۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۵۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۶۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۷۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۸۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۱۹۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۲۰۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۲۱۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۲۲۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۲۳۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب یونس علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر چلے گئے تھے اور ان کو عذاب کے آثار نظر آئے تھے۔

۱۲۴۔ حضرت ابن عباس نے فر

بھی عذاب نہ آیا تب انہوں نے اللہ کی ذات سے بھی بچنے کیلئے قانون بنانے شروع کر دیا جو کہ کفار کے دل میں قرار گئے ہیں اس لئے ان پر بے سود عذاب نہ آیا جس طرح حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر ٹل گیا تھا۔ لیکن قرآن کریم کی یہ آیت اس قانون بالکل کو مسترد کر دیتی ہے جس کے لئے کہ قوم یونس استثناء ہے (ایمان کی وجہ سے عذاب سے بچ گئی) اس کے برعکس مراد کامیابی کے قوانین نہ صرف یہ کہ ایمان نہیں لائے بلکہ ان کی مخالفت جدوجہد تیز ہوتی رہی۔ (معارف علی علیہ)

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝

پس پوچھ تو ان سے کیا تیرے رب کیلئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝

یا ہم نے پیدا فرشتوں کو عورتیں اور وہ دیکھ رہے تھے

أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝

خبردار یہ تو اپنی بناوٹ سے کہتے ہیں کہ

وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

اللہ کے اولاد ہوئی اور یہ بیشک جھوٹے ہیں

سب اللہ کی مخلوق اور اس کے محتاج ہیں:

یعنی جب ان کا یہ حال ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جیسے اولوالعزم پیغمبر کی اتنی لمبی مدت تک دعوت و تبلیغ کی بدولت ان کی مشکلات نہ ٹلیں اور ان کا اصرار و عناد کم نہ ہوا، پس اے پیغمبر اسلام! آپ کی مشکلات نہ ٹلنے کی اور آپ کی دعوت کا مخالفین پر اثر نہ ہونے کی وجہ سے آپ بڑے مضطرب اور پریشان حال ہیں لوگوں کی نسبت خدا جانے کیا کیا دل خراش جملے منہ سے نکال رہے ہیں۔ چنانچہ عرب کے بعض قبائل کہتے تھے کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ جب پوچھا جاتا کہ ان کی مائیں کون ہیں تو جنات سے جنوں کی لڑکیاں کہہ دیتے۔ اسی طرح (العیاذ باللہ) خدا کا نسب فرشتوں اور فرشتوں والوں سے جوڑ رکھا تھا۔ آگے دونوں کا حال ذکر کیا جاتا ہے۔ تم سے پہلے نظر ڈالو۔ تعجب کرو کہ عرب کے ان بیخبر بوقوف قبیلوں کا رویہ کیا ہے۔ چند نہایت بے وقوفانہ دعوؤں کی بنا پر اپنی محرومی اور بدبختی کے دلائل اور نفس کے لئے اپنی قسمت کا بہروپ تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ پھر کیا کوئی نئی مخلوق ہیں۔ کچھ سوچیں سمجھیں۔ (تفسیر عثمانی)

فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝

پس پوچھ تو ان سے کیا تیرے رب کیلئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝

یا ہم نے پیدا فرشتوں کو عورتیں اور وہ دیکھ رہے تھے

أَلَا إِنَّهُمْ مِنْ إِفْكِهِمْ لَيَقُولُونَ ۝

خبردار یہ تو اپنی بناوٹ سے کہتے ہیں کہ

وَلَدَ اللَّهُ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝

اللہ کے اولاد ہوئی اور یہ بیشک جھوٹے ہیں

قاسم فیاضات:

مشرکین نے جب یہ کہا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا: اے رسول اللہ! ان کی ماں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: جنوں کی بیٹیوں سے کی، یہ کہتے ہیں، بعض قبائل عرب کے یہ خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ نے سرداران جن کی لڑکیوں سے اپنی شادی کر لی ہے جس سے فرشتے پیدا ہوئے ہیں۔ جب کہ خود ان کی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ان جاہلانہ خیالات سے مراد ہے کہ تمہارے خدا (مشرکین مکہ) کہتے ہیں کہ فرشتوں اور جنوں کی لڑکیوں سے اللہ تعالیٰ نے شادی کر لی ہے۔ (معارف علی علیہ)

ظاہر عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور جنات کی سرداروں کی لڑکیوں سے اللہ تعالیٰ نے شادی کر لی ہے۔ جس سے فرشتے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی عقیدہ کی بنا پر وہ فرشتوں کی پوجا کرتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ۝

کیا اس نے پسند کیں بیٹیاں بیٹوں سے

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ۝ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝

کیا ہو گیا تم کو کیسا حکم لگاتے ہو کیا تم دھیان نہیں کرتے ہو

بے تکا عقیدہ: یعنی یہ بھی تو عجیب کرتے آخر ہی چلے ہے۔ ایک تکا عقیدہ بنا لیا تو اب اسی پر اڑے ہوئے ہو۔ اور جب تکا ہے تو کھلا تکا ہے کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرو اور خدا کے لئے بیٹیاں پسند کرو۔

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۝

یا تمہارے پاس کوئی سند ہے کھلی

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

تو لاؤ اپنی کتاب اگر تم سچے ہو

مشرکین مکہ کے پاس دلیل بھی کوئی نہیں

یعنی آخر تمہارے پاس اس کی کوئی دلیل ہے؟ کوئی آسمانی کتاب ہے جس میں تم کو یہ لکھا ملا ہو؟ اگر کوئی ایسی چیز ہے تو پیش کرو۔ (تفسیر عثمانی)

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا

اور ٹھہرایا اس میں اور جنوں میں رشتہ

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۝

اور جنوں کو معلوم ہے کہ وہ بھی پکڑے ہوئے

لَيَقُولُونَ

وہ یہ کہے بغیر نہیں رہتے کہ

**جن اللہ سے رشتے جوڑا:**

یعنی انہوں نے بتوں کے ساتھ (معاذ اللہ) ازدواجی کا رشتہ قائم کر دیا۔ سبحان اللہ کیا بات کرتے ہیں موحد سے موحد تر اور ان خرافات سے پاک تر کوئی تو اپنی بیٹی کو دیتا ہے کوئی تو اپنی بیٹی لیتا ہے۔ ان کا معاملہ ہے کہ دوسرے فریق کی طرف سے اگر اللہ کے لیے دی جائے تو نہیں لیتے۔ اپنی زیادتی کا سرے سے احساس ہی نہیں ہوتا۔ بعض سلف نے سب سے مراد یہود لیے ہیں کہ وہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے تھے۔ (۲) جیسے آگے "یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ" میں "مِنْ" کے دخول میں یہی ایک شکل کافی ہے اور یہ ابوعبیدہ کا قول ہے۔ (ابن جریر)

**سبب نزول:**

قرظی کی روایت ہے کہ جب اللہ عزوجل نے فرمایا تھا آیت "اَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْاُنْثٰى" کے تین قبائل کے متعلق نازل ہوئی۔ بنو سلیم، بنو احمد اور جہینہ۔

**جن کا معنی:**

مجاہد اور قتادہ نے کہا اللہ سے مراد ملائکہ ہیں فرشتے (انسان کی نظروں سے پوشیدہ۔ جن کا معنی ہے ہر وہ چیز جو پوشیدہ ہو) ابن کیسان نحوی نے کہا ان کو جن اس لیے کہتے ہیں کہ وہ خدا کے لشکر ہیں (جن کا معنی ہے پوشیدہ ہونا) ہے کہ وہ نہیں دیکھے جاتے۔ ملائکہ کو اللہ کے لشکر سے تعبیر کرنا بات بڑھانا ہے کہ وہ الٰہیت خدا کے مزاد نہیں۔

**مشرکین کے غلط خیالات:**

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ملائکہ کا ایک خاص گروہ ہے جن کے پاس بھی بیٹیاں کہا جاتا ہے کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ کلبی نے کہا ان کا قول تھا کہ خدا نے کسی خلق سے اپنا جوڑا ملا کیا اور اس سے اللہ پیدا کیے۔ (نعوذ باللہ منہ)

جنی قریشیوں نے جب ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا ان کی ماں کون ہے۔ کہنے لگے جنات میں کے شریف ترین اہل عرب کی (بیٹی بیویاں) ان کی مائیں ہیں۔ کہا فریق المخالفین فی الدین والایمان فاجابہ۔ (ابن جریر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حسن، ضحاک اور قتادہ سے منقول ہے اور وجہ یہ کہ بعض اہل عرب کا عقیدہ یہ تھا کہ معاذ اللہ اللہ خان کا اللہ کے ساتھ نسبی تعلق ہے۔ اللہ خالق خیر ہے اور وہ خالق شر۔ یہاں اسی باطل عقیدے کی تردید کی گئی ہے۔ (ابن جریر، ابن کثیر، فتح القدیر)

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ (اور جنات کا عقیدہ ہے کہ وہ ضرور

حوالے کیے جائیں گے؟ وہ تو یہ جانتے ہیں کہ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ شیاطین اور ان کے ساتھی مراد ہیں۔ (ابن جریر) خود جنات بھی مراد ہو سکتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جن شیاطین اور جنات کے ساتھ شریک ٹھہرا رکھا ہے وہ خود ان کی حقیقت جان چکے ہیں کہ آخرت میں ان کا کیا حشر ہونے والا ہے۔ بعض السلف نے کہا ہے کہ قریش کا یہ قول اللہ کے علم اور خود یقین رکھنے کو بتلا رہا ہے۔ (ابن کثیر) اس کا جواب ۱۵۸ میں آئے گا۔

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ

مگر اللہ کے وہ بندے جو چنے ہوئے ہیں

**اخلاص والے بندوں کا کام آئے گی:**

یعنی جن کی نسبت اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اس پاک اخلاص کے آزاد ہیں معلوم ہوا کہ یہ بات کسی کی شرکت یا تعیین، صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ (فتح القدیر)

فَاِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ

تم اور جن کو تم پوجتے ہو

مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفٰتِنِيْنَ

تم نہیں بہکا سکتے کسی کو اللہ سے

اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ

مگر اسی کو جو جہنم میں جانے والا ہے

**سب اللہ کے اختیار میں ہے:**

بندہ کوئی کسی کو ہرگز نہیں بہکا سکتا جن کو بہکانے کی قوت فرشتوں کے ہاتھ میں بھی نہیں کہ وہ بھی ایسے شخص کو جو اپنا بھلا چاہتا ہو بہکا نہیں سکتے اور خود شیطان بھی ایسے شخص پر کوئی زور نہیں رکھتا جو اس کے مکر و فریب سے بچنا چاہے۔ ہاں جو شخص اپنی بدبختی سے خود ہی گمراہی کا طالب ہو اور اس کے لیے اللہ کی طرف سے بھی یہی فیصلہ ہو چکا ہو کہ اس کو ہدایت نہیں ملے گی تو ایسے شخص کو شیطان اپنے جال میں پھانس لیتا ہے۔ (ابن کثیر) یہ ہے اللہ کی سنت جو کبھی نہیں بدلتی۔ (ابن جریر)

وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ

اور ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام مقرر ہے

**فرشتوں کا کلام:**

یہ کلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی زبان سے ہے۔ (ابن جریر)

جیسے بہت بڑے آدمیوں کی بیان سے دعائیں لی جاتی ہیں۔ یعنی ہر فرشتہ کی یہ ایک حد مقرر ہے، اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ کافر کہتے ہیں کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں جنوں کی ماؤں سے پیدا ہوئی ہیں۔ حالانکہ فرشتوں کو اپنا حال خوب معلوم ہے اور فرشتے یوں کہتے ہیں کہ ان کو بھی عقل و سمجھ سے ہمارا خدا ہونے کی گنجائش نہیں۔ (تفسیر حقانی)

## انسان اور ملائکہ کا فرق:

ابوبکر وراق نے کہا کہ ہر مرتبہ والے کو جیسے خوف، امید، محبت، رضا میں کچھ نہ کچھ بات تو ضرور ملتی ہے لیکن انسان مراتب قرب میں برابر ترقی کرتا رہتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بیرا بندہ خواہش کے ذریعہ سے پورے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ مجھ میں سے محبوب ہو جاتی ہے اور وہ مجھ میں گم ہو جاتا ہے۔

ملائکہ کے متعلق وہب سے آگے نہیں بڑھ سکتے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ابی اوفی راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ نے اپنے رب کو کیسا دیکھا ہے جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں ستر پردوں کے پیچھے ہوں (یعنی خوف کی وجہ سے ان پر فرشتہ طاری ہو گیا) اور کہا کہ اگر میں ان میں سے ایک پردہ کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل جاؤں۔ (کذا فی المدارک) ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ لیکن اس روایت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کے بجائے پیغمبر علیہ السلام کا ذکر ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے جب سے مراتب ملائکہ علیہم السلام کو پیدا کیا ہے اسی وقت سے وہ برابر اپنے قدموں پر کھڑے ہیں، کلام اور تسبیح کی بات اور ہے تو ہم خوب گن کر کے بتلاتے اور معرفت و عبادت میں ترقی کرتے رہے اور مخصوص و منتخب بندوں میں شامل ہو جاتے جب جبرئیل کے اندر نبی کی بو پیدا کی گئی تو ہم نے اقرار کیا کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین)

وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ۝

اور ہم ہی ہیں صف باندھنے والے ۔۔۔

## نماز میں صف بندی

یعنی اپنی اپنی جگہ پر ہر فرشتہ صف بندی اور اس کا حکم ملنے کے لئے کھڑا رہتا ہے جہاں نہیں ہٹ کے پیچھے سرک جاتے۔ (فتح رحمانی)

ابن ابی حاتم نے یزید بن مالک کی روایت سے بیان کیا کہ ایک حدیث میں صف پر نماز پڑھا کرتے تھے (یعنی قضا نہیں ہوتے تھے) جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو صف بندی کا حکم دے دیا۔

مسلم نے حضرت جابر بن سمرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم فرشتوں کی صفوں کی طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فرشتے صف بندی کرتے ہیں فرمایا فرشتے اپنے رب کے سامنے اس طرح صف بندی کرتے ہیں کہ اگلی صفوں کو پورا (پہلے) بھر دیتے ہیں اور باہم ملکر کھڑے ہوتے ہیں۔

آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے عبادت کے وقت ہم اپنے قدموں کو صف بستہ رکھتے ہیں۔ (قصص الانبیاء)

وَاِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ۝

اور ہم ہی ہیں تسبیح بیان کرنے والے ۔۔۔

یہاں تک فرشتوں کا کلام ختم ہوتا ہے اب اہل مکہ کا حال بیان فرماتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا لَيَقُوْلُوْنَ ۝

اور یہ تو کہا کرتے تھے

لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝

اگر ہمارے پاس کچھ اگلے لوگوں کا

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ۝

تو ہم ہوتے اللہ کے چنے ہوئے

فَكَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝

سو انہوں نے حکم اس کا مگر اب جان لیں گے ۔۔۔

یہ حقیقت تمنا نہیں، وعدہ تھا۔ نبیا کے وہ بیٹے تھے جن کے علم سے فخر رازی نے کہا تھا کہ کاش ہمیں بھی لوگوں سے علوم حاصل ہوتے یہ سب باتیں کوئی کتاب اور سمجھ کی بات اتری تو ہم خوب گن کر کے بتلاتے اور معرفت و عبادت میں ترقی کرتے اور اے مخصوص و منتخب بندوں میں شامل ہو جاتے جب جو ان کے اندر نبی کی بو پیدا کی گئی تو ہم نے اقرار کیا کہ وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ (اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین) سو جس انکار کا یہ اب مرتکب ہوئے ہیں اس کے عذاب کو بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ ۝

اور پہلے ہو چکا ہے ہمارا حکم ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کو

اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ۝

کہ بے شک انہی کو مدد دی جاوے گی

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝

اور بے شک لشکر ہمارا وہی غالب ہے ۔۔۔

آخر کار فتح حق والوں ہی کی ہوتی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایک مشہور اعتراض کا جواب دیا ہے۔ وہ اعتراض یہ تھا کہ اگر محمد ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں تو ان کے ساتھ ایمان لانے والے اتنے کمزور اور بے حیثیت لوگ کیوں ہیں؟ ہم میں سے بڑے بڑے سرداروں نے ان کی دعوت کو قبول کیوں نہیں کیا؟ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب یہ دیا کہ ہدایت دینا میرا کام ہے، کسی کو ہدایت دینا یا نہ دینا میرا کام نہیں ہے۔ میں جس کو چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں۔ اس کے لئے میرے ہاں کوئی معیار ہے جو میرے علم میں ہے، تمہارے علم میں نہیں ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے "اور کہتے ہیں منکر ایمان والوں کو اگر یہ دین کچھ اچھا ہوتا تو ہم سے پہلے نہ پاتے اس کو یہ لوگ" یعنی ہم جو اتنے بڑے بڑے لوگ ہیں، ہم نے تو اس دین کو قبول نہیں کیا، یہ کمزور لوگ اس کو کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ ہدایت دینا میرا کام ہے، میں جس کو چاہتا ہوں ہدایت دیتا ہوں۔ اس کے لئے میرے ہاں کوئی معیار ہے جو میرے علم میں ہے، تمہارے علم میں نہیں ہے۔

| |
|---|
| وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ |
| اور جب راہ نہیں پائی انہوں نے اس سے تو اب کہیں گے یہ پرانا جھوٹ ہے |
| وَمِن قَبْلِهِ كِتَابُ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۚ وَهَٰذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ لِّسَانًا عَرَبِيًّا |
| اور اس سے پہلے کتاب تھی موسیٰ کی راہ اور رحمت اور یہ کتاب ہے سچا کرنے والی عربی زبان میں |

جب عذاب آئے گا تو آنکھیں کھلیں گی

وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ ۔۔۔ اس آیت کا ترجمہ شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے یہ کیا ہے "اور جب راہ نہیں پائی انہوں نے اس سے تو اب کہیں گے یہ پرانا جھوٹ ہے" یعنی جب ان کو ہدایت نہیں ملی تو اب کہیں گے کہ یہ پرانا جھوٹ ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ہدایت نہ ملنے کی وجہ سے یہ قرآن کو جھوٹ قرار دیں گے۔ اس کا ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہے، جو ترجمہ میں نے کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب عذاب آئے گا تو اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی اور وہ کہیں گے کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ چنانچہ جنگ بدر میں جب ان کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر قید ہوئے تو اس وقت ان کو پتہ چلا کہ یہ تو پرانا جھوٹ ہے۔ اس وقت ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ اس کا ایک اور مطلب بھی ہو سکتا ہے، جو ترجمہ میں نے کیا ہے۔ وہ یہ کہ جب عذاب آئے گا تو

[illegible] ہیں اور [illegible] ہیں جو [illegible] ہیں اور آپ [illegible] ان کی آواز نہیں سن سکتے ہیں [illegible] کے [illegible] ان [illegible] کے [illegible] ان [illegible] کے [illegible] ان

سُوْرَةُ يٰسٓ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اثْنَتَانِ وَثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّخَمْسُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ یٰسٓ مکی ہے اور اس میں بیاسی آیتیں اور پانچ رکوع ہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ ذِي الذِّكْرِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

یٰسٓ قسم ہے قرآن کی جو نصیحت والا ہے بیشک تو رسولوں میں سے ہے سیدھی راہ پر

قرآن کی شہادت ہے کہ نبی علیہ السلام ان مرسلین میں سے ہیں جو توحید و صفات کی صحیح تعلیم سے بہرہ ور ہیں جو عقائد میں لوگوں کو کجی اور ضلالت سے بچا کر صراط مستقیم پر گامزن کرتے ہیں۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کی شہادت خود قرآن کریم نے دی ہے اور اس کی تائید میں بے شمار دلائل و براہین موجود ہیں۔ اس کے باوجود اگر کوئی شخص آپ کی رسالت کا انکار کرتا ہے تو یہ اس کی اپنی بدبختی ہے۔ ورنہ آپ کی رسالت کا ثبوت اتنا واضح اور روشن ہے کہ اس کے لئے کسی اور دلیل کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کے بعد قرآن کریم کی عظمت و صداقت کا بیان شروع ہوتا ہے۔

شانِ نزول: امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور بخاری و مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے) تو مشرکین مکہ کو بڑا تعجب ہوا اور انہوں نے آپس میں کہا کہ یہ شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے تمام معبودوں کو ایک معبود کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔ یہ بات ہمارے لئے بڑی عجیب ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (صحیح بخاری)

تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ۝ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ۝

اتارا ہوا زبردست مہربان کا تاکہ تو ڈر سنائے ایسے لوگوں کو جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے سو وہ بے خبر ہیں

## ولادت جن منافق

ماں کے شکم میں بچہ کا انجام معلوم ہونا ماں کا آخر تک بچہ کی حفاظت کرنا ولادت سے قبل حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جانا

ماں کے شکم میں بچہ کا انجام معلوم ہونا ماں کا آخر تک بچہ کی حفاظت کرنا ولادت سے قبل حفاظت کی ذمہ داری ختم ہو جانا

ایک عالم کا بیان ہے

واللہ لقد رأیت بعینی ما لم یرہ بشر من حاضب

واللہ لقد رأیت بعینی ما لم یرہ بشر من حاضب

روایت ہے کہ جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کی ماں کو اس کے متعلق کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی۔ اس کی شکل و صورت کیسی ہے۔ اس کی عمر کتنی ہے۔ اس کا رزق کتنا ہے۔ اس کا انجام کیا ہے۔ یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ جب بچہ ماں کے پیٹ سے باہر آتا ہے تو اس کی ماں کو اس کے متعلق سب کچھ معلوم ہو جاتا ہے

کرنے کے لئے کہ تم نے ان کو اپنی خصی کی برات دلانی چاہئے تھی سے اکابرین صداقت کے ساتھ کیا۔

حدیث: یعنی اس نے جھگڑے کے وقت وہ کہا جو کہنا چاہئے تھا۔ اگر اس بات میں جھوٹ کے احتمال کی بھی گنجائش ہوتی۔ ملاحظہ ہو!

| |
|---|
| لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ |
| بیشک اس نے تم پر ظلم کیا تمہاری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کرکے |
| وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ |
| اور بیشک اکثر ملے جلے لوگ ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے اور کم ہیں ایسے |
| وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ |
| اور داؤد سمجھ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑا اور رجوع لایا |

(ترجمہ کنزالایمان)

یعنی اس نے بیشک ظلم کیا تمہاری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کرکے اور بیشک اکثر ملے جلے لوگ ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے اور کم ہیں ایسے اور داؤد سمجھ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑا اور رجوع لایا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس سے علیحدگی اختیار کرلے۔ اس کے ساتھ رہنا اچھا نہیں۔ اور اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے پاس رکھے۔ اس کو طلاق نہ دے۔ اور اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے پاس رکھے۔ اس کو طلاق نہ دے۔ اور اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے پاس رکھے۔ اس کو طلاق نہ دے۔

**فائدہ:** اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کوئی شخص کسی کی برات دلانی چاہئے تھی سے اکابرین صداقت کے ساتھ کیا۔

حدیث: یعنی اس نے جھگڑے کے وقت وہ کہا جو کہنا چاہئے تھا۔ اگر اس بات میں جھوٹ کے احتمال کی بھی گنجائش ہوتی۔ ملاحظہ ہو!

| |
|---|
| لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ |
| بیشک اس نے تم پر ظلم کیا تمہاری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کرکے |
| وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ |
| اور بیشک اکثر ملے جلے لوگ ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے اور کم ہیں ایسے |
| وَظَنَّ دَاوُودُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ۩ |
| اور داؤد سمجھ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑا اور رجوع لایا |

(ترجمہ کنزالایمان)

یعنی اس نے بیشک ظلم کیا تمہاری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کا سوال کرکے اور بیشک اکثر ملے جلے لوگ ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر ایمان والے اور اچھے کام کرنے والے اور کم ہیں ایسے اور داؤد سمجھ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا تو اپنے رب سے معافی مانگی اور سجدہ میں گر پڑا اور رجوع لایا۔

اس آیت کریمہ سے ثابت ہوا کہ اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس سے علیحدگی اختیار کرلے۔ اس کے ساتھ رہنا اچھا نہیں۔ اور اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ نہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے پاس رکھے۔ اس کو طلاق نہ دے۔ اور اگر کسی کو اپنی بیوی کے متعلق کوئی شبہ ہو تو اس کو چاہئے کہ اس کو اپنے پاس رکھے۔ اس کو طلاق نہ دے۔

**فائدہ:** اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ کوئی شخص کسی کی

... نے پیارا ... حضرت علی ... علیہ السلام ... کیلئے ... میں ... ہوتی ... ہوتی ... ہوتی

گزرا ہے تو ان کے پاس اپنی طاقت کہاں سے نکلی ہے کہ ہلاک ہونے والے ہم سے زیادہ ہیں۔ یہ جملہ یا تو مطلب ہے اوپر کے مضمون کا یا اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو ہلاک کرنے سے ہمارا کچھ نہیں بگڑا ہے ہی نہیں ہم سے زیادہ طاقتور۔ وَهُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ هَلْ مِنْ مَّحِيصٍ (ق) مگر جب عذاب آیا تو ان کی ساری طاقت دھری کی دھری رہ گئی اور وہ ہلاک ہو کر رہے۔ اسی طرح ان کافروں کی بھی ساری طاقت دھری کی دھری رہ جائے گی جب عذاب آئے گا۔ اور ان کی ہلاکت سے ہمارا کچھ نہیں بگڑے گا۔ ہم ان سے بہت زیادہ طاقتور ہیں۔ اس کے بعد ان کی ہلاکت کی مثالیں دی گئی ہیں۔ فرمایا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور فرعون

ذُو الْأَوْتَادِ

کیل والا (۱۲)

ذوالاوتاد کا مطلب: اکثر مفسرین نے اوتاد کا لفظی مطلب لیا ہے کہ فرعون بڑی بڑی میخوں والا تھا۔ کیونکہ وہ جس کو سزا دینا چاہتا تھا اس کے ہاتھ پاؤں میخوں سے زمین پر ٹھونک دیتا تھا۔ اس لئے اس کو ذوالاوتاد کہا گیا۔ بعض مفسرین نے کہا کہ اوتاد سے مراد فوجیں ہیں۔ کیونکہ فوجیں خیموں کی طنابوں کو میخوں سے گاڑ کر ٹھہرتی ہیں۔ اس لئے فوجوں کو اوتاد کہا گیا۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد بڑے بڑے محل ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے اہرام ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے مینار ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے مکانات ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے درخت ہیں جو فرعون نے لگائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے پتھر ہیں جو فرعون نے لگائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے ستون ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے مجسمے ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے مقبرے ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے مندر ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے بت ہیں جو فرعون نے بنائے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے ستارے ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے سیارے ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے چاند ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے سورج ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے آسمان ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے زمین ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے پہاڑ ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے دریا ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے سمندر ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے جزیرے ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے براعظم ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے ملک ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے شہر ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے گاؤں ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے جنگل ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے صحرا ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے پہاڑ ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے دریا ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے سمندر ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے جزیرے ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے براعظم ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے ملک ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے شہر ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے گاؤں ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے جنگل ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔ بعض نے کہا کہ اوتاد سے مراد وہ بڑے بڑے صحرا ہیں جو فرعون نے دیکھے تھے۔

فرعون جب کسی پر غضب ناک ہوتا تھا تو اس کے ہاتھ پاؤں کو زمین پر ٹھونک دیتا تھا۔ ایک ایک ہاتھ میں ایک ایک میخ ٹھونک دیتا تھا۔ ایک ایک پاؤں میں ایک ایک میخ ٹھونک دیتا تھا۔ اس طرح اس کے ہاتھ پاؤں زمین پر

سبل اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے اور سب سے پسندیدہ روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں۔ آپ آدھی رات سونے کے بعد تہائی رات عبادت کرتے اور پھر چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے ایک دن روزہ نہ رکھتے تھے اور جب جنگ کا سامنا ہوتا تو فرار اختیار نہ فرماتے تھے۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ کو بہت سی معجزات عطا فرمائی تھیں۔ آپ کی آواز بہت خوبصورت تھی۔ آپ کی آواز سن کر پرندے بھی آپ کے ساتھ مل کر تسبیح کرنے لگتے تھے۔ آپ کی آواز سن کر پہاڑ بھی اللہ کی تسبیح کرنے لگتے تھے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے لوہے کو نرم کرنے کا معجزہ عطا فرمایا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے زبور عطا فرمائی تھی۔ آپ کی حکومت بہت وسیع تھی۔ آپ کی حکومت میں جن، انسان، چرند، پرند، حشرات الارض سب شامل تھے۔ آپ کی حکومت میں ہوا بھی آپ کے تابع تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے رکتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے تیز چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے آہستہ چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے موافق چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے مخالف چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے ٹھنڈی چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے گرم چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے خشک چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے نم چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے صاف چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے گرد آلود چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بدبودار چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے خوشبودار چلتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے زلزلہ لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے طوفان لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بادل لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بارش لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے برف لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے اولے لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے ژالہ باری لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے آندھی لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بگولے لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے گرد و غبار لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے ریت لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے کنکر لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے پتھر لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے آگ لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے دھواں لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بھاپ لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے پانی لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے برف لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے اولے لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے ژالہ باری لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے آندھی لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بگولے لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے گرد و غبار لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے ریت لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے کنکر لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے پتھر لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے آگ لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے دھواں لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے بھاپ لاتی تھی۔ آپ کی حکومت میں ہوا آپ کے حکم سے پانی لاتی تھی۔

## إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ

ہم نے پہاڑ اس کے ساتھ کر دیے تھے کہ وہ شام

## وَالْإِشْرَاقِ

اور



[illegible] پہاڑ اس کے ساتھ کر دیے تھے کہ وہ شام [illegible] اور [illegible] کے ساتھ تسبیح کریں۔ (ص: ۱۸)

نماز چاشت کا حکم: [illegible] نماز چاشت کی تاکید کے بارے میں [illegible] اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے [illegible] پر فرمایا: اے ابن آدم! میرے لیے دن کے شروع میں چار رکعت نماز پڑھ، میں دن کے آخر تک تیرے لیے کافی ہو جاؤں گا۔" [illegible] کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میرے خلیل صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے [illegible] چاشت کی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔" [illegible] نماز چاشت کی نماز پڑھنے کا حکم دیا۔

ہے۔ اور یہ معمول تھا کہ جب کبھی آپ کو کوئی اچھا پھل ملتا آپ اسے گھر کا سب سے چھوٹا بچہ ہی کھاتا تھا۔

**وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ** (اور ہم نے ان کو حکمت اور فیصلہ کرنے والی تقریر عطا فرمائی) حکمت سے مراد نبوت یا وہ باتیں ہیں جن کی ہم نے پہلی فصل میں تشریح کی تھی اور جس مخلوقات نے فرمایا کہ نبوت عطا ہوئی ہے۔ اور "وَفَصْلَ الْخِطَابِ" کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ بیان اور قوت خطابت ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام کو اپنے زمانہ کے لوگوں سے حاصل تھی۔ چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے خطبہ دیا اور سب سے پہلے آپ ہی نے "اما بعد" کہنا شروع کیا اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اس سے مراد وہ بہترین قوت فیصلہ ہے۔ (معارف القرآن ملخصاً)

**وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ**

اور پرندوں کو بھی جو کہ جمع ہوتے تھے، ہر ایک اس کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ (ص: ع ۲)

☆ یہ حضرت داؤد کے ساتھ تیسرا تکوینی معجزہ ہے جو پرندوں سے متعلق ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت اور تسبیح میں مشغول ہوتے تو پرندے بھی جمع ہو کر آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے۔ (ابن کثیر)

**وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً** کا ترجمہ جمع اور حاضر کیا گیا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے ساتھیوں میں پرندوں کا بھی ایک گروہ تھا جو ان کی تسبیح میں شریک ہوتا تھا۔ (ابن کثیر)

**كُلٌّ لَّهٗ اَوَّابٌ** کا ترجمہ ہر ایک اس کی طرف رجوع کرنے والا تھا کیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح شروع کرتے تو پرندے بھی ان کے ساتھ تسبیح شروع کر دیتے تھے۔ (ابن کثیر)

**وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ**

اور حکومت کو ہم نے اس کی مضبوط کیا تھا۔

☆ یعنی لوگوں میں اس کی ہیبت اور دبدبہ قائم کر دیا تھا۔ یا اس کی حفاظت کے لئے بڑی بڑی فوجیں مقرر کر دی تھیں۔ (ابن کثیر)

حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت

☆ بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی حکومت کا پہرہ ہر رات کو چھتیس ہزار آدمی دیتے تھے۔ (ابن کثیر)

**وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ**

اور ہم نے ان کو حکمت اور فیصلہ کن بات کہنے کی قوت عطا فرمائی تھی۔

حضرت داؤد کے دو اور معجزے

☆ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ فیصلہ کن تقریر سے مراد قضاوت ہے۔ ہر جھگڑے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قوت "فصل خطاب" یعنی فیصلہ کن طریق سے عطا فرمائی تھی کہ ایک ہی نظر میں حق کو پہچان لیتے تھے۔ لیکن الفاظ کی وضاحت سے اس کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ جس کا فیصلہ آپ نے بیان فرمایا تھا وہ کیا تھا۔ (ابن کثیر)

دعائے داؤدی۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں دیکھا کہ وہ آپ سے ایک دعا کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے سیکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے محبوب کی محبت اور ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ تیری محبت میرے نزدیک میری جان، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے)

**وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ**

اور ہم نے ان کو حکمت اور فیصلہ کن بات کہنے کی قوت عطا فرمائی تھی۔

حضرت داؤد کے دو اور معجزے

☆ بخاری نے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ فیصلہ کن تقریر سے مراد قضاوت ہے۔ ہر جھگڑے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ قوت "فصل خطاب" یعنی فیصلہ کن طریق سے عطا فرمائی تھی کہ ایک ہی نظر میں حق کو پہچان لیتے تھے۔ لیکن الفاظ کی وضاحت سے اس کا بھی پتہ نہیں چلتا کہ جس کا فیصلہ آپ نے بیان فرمایا تھا وہ کیا تھا۔ (ابن کثیر)

دعائے داؤدی۔ ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے خواب میں دیکھا کہ وہ آپ سے ایک دعا کے بارے میں پوچھ رہا ہے جو آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے سیکھی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُّحِبُّكَ وَالْعَمَلَ الَّذِيْ يُبَلِّغُنِيْ حُبَّكَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْ نَّفْسِيْ وَاَهْلِيْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ

(اے اللہ میں تجھ سے تیری محبت اور تیرے محبوب کی محبت اور ایسے عمل کی توفیق مانگتا ہوں جو مجھے تیری محبت تک پہنچا دے۔ اے اللہ تیری محبت میرے نزدیک میری جان، میرے اہل اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو جائے)

عدک اخبارا فخبرتها فی عدک وعلز وضع بها علی یدرا فاتیها سی کما فعلتها من عدک فعلوا فکر ہے علماء کرام اس کے بارے میں کہ اپنے پیارے اور محترم کے سبب سے ان کی قبر پر جانا اور ان کے پاس بیٹھنا کیسا ہے؟ جیسے کوئی شخص اپنے پیارے سے کہے کہ میں تیرے پاس آؤں گا اور تجھ سے قول و قرار کروں گا جیسے تو نے میرے ساتھ کیا ہے پھر میں نے تجھ سے ایسا ہی کیا ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا ہاں زیارت کرنے والی جو چیز ہے وہ زیارت کرنے والے کو نفع دیتی ہے اور اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے زیارت کرنے والے پر اور جس کی زیارت کی جائے اس کو بھی اور زیارت کرنے والے کو بھی اس چیز میں جس میں وہ مشغول ہو۔ اور زیارت کرنے والے کی نیت اچھی ہو۔

**فائدہ** سوال کرنے والے نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ آپ سے بلند سوال کیے اور آپ نے مختلف جوابات ارشاد فرمائے میں نے پوچھا کہ سب سے بڑی چیز کیا ہے؟ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معصوم سردار ہیں۔ پھر پوچھا کہ سب سے بڑی چیز ہے؟ جواب دیا "عقل" میں نے عرض کیا کہ ایمان کے بعد۔ پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ نفع والی چیز کو بہ عرض کیا کہ خدا اخلاق کی دولت ہے۔ پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ نقصان والی چیز کیا ہے؟ جواب دیا حسد حالی کا کہ وہ حسد کرنے والوں کی نیکیوں کو کھا لیتی ہیں جیسے آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے۔ والعیاذ باللہ من ذلک۔

**الحکمۃ** نکتہ سے مراد ہے بات کی دل میں اتر جانے والی۔

**فصل الخطاب** علوی نے حضرت علی کا قول نقل کیا ہے کہ فصل الخطاب ہے شہادۃ علی الشاھد او الاقرار علی من انکر (دعوی پر گواہ پیش کرنا گواہ پیش کرے اور گواہ ہوں تو مدعا علیہ کے سامنے کر دیا جائے) یہ بات تمام علماء کے نزدیک یقینی بات ہے اس کا حکم دیا جاتا ہے۔ حضرت داؤد کے خطاب کا قول بھی یہی روایت میں آیا ہے۔ حضرت ابی نے فرمایا فصل الخطاب قضاء اور حکم ہے۔ فراء نے کہا کہ اس میں وہ تمام کلام داخل ہے جو حق کو باطل سے جدا کر دے۔

شعبی نے کہا کہ شاہد کے حد سے زیادہ بیان کرنے سے پہلے پہلے جو بات مقصد کو ظاہر کر دے وہی فصل الخطاب ہے۔

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع کلام** ہم نے ہجرت کے باب میں صحیحین کی ایک حدیث نقل کی ہے جس میں ام عبید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے متعلق بیان کیا تھا کہ ان کو کلام جامع معلوم ہوا تھا کہ حضرت نے کلام میں کوئی لفظ زائد نہیں فرمایا اور کوئی حرف کم نہیں فرمایا جو مقصد کلام کے لیے ضروری ہو۔ (امیر بخاری)

وَهَلْ تَمَّ نَبِيٌّ الْمَحْرَابَ إِذْ سَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ؛

اور کیا وہ قصہ تجھ کو پہنچا ہے دیوار پر چڑھے جب کہ دیوار پر چڑھے عبادت خانہ کی؟

إِذْ دَخَلُوا عَلَىٰ دَاوُودَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ

جب کہ آئے داؤد کے پاس تو وہ گھبرا گیا ان سے۔

## حضرت داؤد کی آزمائش

حضرت داؤد کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس میں بعض خصوصات کا ہے جن سے اپنے اہل و عیال کے پاس، جنگ کا ایک دن خاص اندرونی حالات کا اس دن کی موت میں دیکھنا تھا۔ اس کی تو کوئی اصل ایسی دن حالت میں نہیں ہوتی تھی کہ کوئی شخص اپنا پورا وقت عبادت میں گزار دے اور اپنی قوت و طاقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے سوا کسی سے کچھ نہ طلب کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی آزمائش نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نہ کوئی امتحان نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت پھیلی ہوئی ہے اور بندوں پر ہر وقت اس کی رحمت کی بارش ہوتی رہتی ہے۔ بندوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے اپنے دلوں کو کھلا رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے اپنے قلوب کو کشادہ رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے اپنے دلوں کو ہر وقت تیار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے اپنے دلوں کو ہر وقت تیار رکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے لیے اپنے دلوں کو ہر وقت تیار رکھیں۔

**آزمائش کی تشریح** حکیم ترمذی نے اس آزمائش کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ مقصد کے لیے اپنے دل کو ہر وقت تیار رکھنا اور اس کو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھنا اور اس کے ساتھ ہر وقت مشغول رکھنا یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے امتحان ہوتے ہیں جن سے حضرت داؤد علیہ السلام کو اضافہ کرنے اور مقام بلند کرنے کی تعلیمیں شروع ہوئیں اس امتحان کی شان کی وجہ پر کوئی دو مرتبہ کی بات ہوئی ہے جس سے حضرت داؤد علیہ السلام نے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت اوریا کو قتل کرانے کے لیے ان کی بیوی سے نکاح کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ حالانکہ یہ بات نہیں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے صرف ان کو امتحان میں ڈالنے کے لیے ایسا ہونا مقدر فرمایا تھا۔ اور جب حضرت داؤد نے اس کو سمجھ لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کو معاف فرما دیا۔ واللہ اعلم۔

اس تمام تشریح سے یہ بات خوب معلوم ہو جاتی ہے کہ قصہ کی اصل حقیقت وہ ہے جو بیان کی گئی اور صورت مقدمہ کے متعلق جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس کی اصل حقیقت کچھ نہیں ہے۔

**مخرب** مخرب اس کو کہتے ہیں جو کسی بات کی تہ تک پہنچ جائے۔ اس کے معنی کاٹنے کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب الکتاب کتاب کو کاٹ دیا۔ اس کے معنی چور کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب البیت گھر میں چور گھس گیا۔ اس کے معنی ہلاک کرنے کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب الرجل آدمی ہلاک ہو گیا۔ اس کے معنی فساد کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب الزمان زمانہ میں فساد ہو گیا۔ اس کے معنی بگاڑ کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب الرجل آدمی بگڑ گیا۔ اس کے معنی بگاڑنے کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب الرجل آدمی نے بگاڑ دیا۔ اس کے معنی بگاڑنے کے بھی آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے خرب الرجل آدمی نے بگاڑ دیا۔

کو کہا جائے گا۔ قرآن کریم میں یہ لفظ عبادت کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ حاسد یہودی نے اس لفظ کو بھی آپ کے خلاف استعمال کیا۔ اور حال تک اس لفظ کو اہل تشیع کے خلاف استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ یہ بھی بڑی فتنہ پرور کتاب تھی۔ (مترجم)

**طبعی خوف:** فَفَزِعَ مِنْهُمْ (پس حضرت داؤدؑ ان سے خوف کھانے لگے) اس سے کئی جاہل حاسد یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ داؤدؑ بھی گناہ کے وقت پکڑے جانے کے خوف سے گھبرا گئے تھے۔ حالانکہ یہ خوف نبوت کے بلند مقام کے منافی نہیں ہے۔ (مودودی۔ ضیاء القرآن)

**حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں بلا تحقیق قصے**

مفسر سعید بن کثیر اور حافظ ابن حجر نے اس لفظ سے ہدایت کی ہے۔

لا قال من حدثکم بحدیث داؤد علی ما یرویہ القصاص جلدتہ مائۃ وستین جلدۃ وھو حد الفریۃ علی الاطلاق

انہوں نے فرمایا کہ جو شخص تم میں سے داؤد علیہ السلام کے بارے میں وہ قصہ بیان کرے گا جس کو ہمارے ہاں قصہ گو بیان کرتے ہیں میں اس کو ایک سو ساٹھ کوڑے ماروں گا یہ انبیاء علیہم السلام پر بہتان کے لئے ہے۔

صاحب تفہیم نے بھی تحقیق کئے بغیر اسی قصہ کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب مقبول ہے۔ اور تاج تک خوبصورت کتاب کبھی اس کتاب کا چربہ نہیں چھاپ سکا کہ اس کا مصنف کون ہے۔ وہ ایک حقیقت درج کی گئی کتاب ہے۔ یہ بات ہمارے مروجہ علمی جمود کو بے نقاب کرنے کے لئے کافی ہے۔ (حافظ محمد زبیر)

**خصمانِ انبیاء:** خصمانِ انبیاء کی تین قسمیں ہیں۔ کافر جو کہ اللہ کا دشمن اس کے تمام انبیاء کا دشمن ہے۔ دوسرے تو بدعتی تک پہنچتے ہیں۔ خوارج انبیاء علیہم السلام کے علیہ ورنہ عجب ہوتے ہیں۔ آپ معصوم ہیں تو پھر ان کی سنت ہی کیا ہے۔ سنت تو قابل عمل ہو سکتی ہے جو انسان کے لائے ہوئے احکام پر ہوں کا سوء ظن ہوتا ہے۔ اور ظن سے بچنا ہی بہتر ہو سکتا ہے۔ خصمانِ انبیاء کا مسلک تو آپ نے اصول حسن ظن سے ہے کہ کوئی بھی آپ پر اعتماد نہ کرے۔ اور اعتماد کے بغیر تشریع احکام و شریعت کی تبلیغ و تحصیل ممکن ہی نہیں کہ ایک بھی حکم پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ (مترجم عفی عنہ)

| |
|---|
| قَالُوْا لَا تَخَفْ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى |
| وہ بولے ڈریے نہیں ہم دو فریق ہیں جن میں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے |
| بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ |
| اب آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیں، بے انصافی نہ کریں |
| وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ۝ |
| اور ہمیں راہ راست پر قائم کر دیں ۝ |

آپ نے اللہ سے کہا کہ آپ کو ہمارے گناہ اور معصیت خوب نظر آتے ہوں گے۔ مگر آپ اپنے مقرب بندوں کے ساتھ ایسا نہیں کرتے۔ آپ نے ہماری مدد کی ہے۔ آپ ہم میں سے فیصلہ کر دیجئے۔ کوئی بے انصافی ہو تو ہمیں بتا دیجئے۔ ہم اس کے لئے تیار ہیں۔ آپ کی بارگاہ میں ہمیں معافی مانگنے کے لئے آنے میں کوئی عار نہیں۔ آپ ہمیں صحیح راہ پر قائم رکھیں۔ (مترجم عفی عنہ)

**حاکم کے آداب:** فَاحْكُمْ (آپ فیصلہ کر دیجئے) اس سے آنے والوں نے یہ سمجھ لیا کہ اپنی بات سنانی شروع کر دی اور حضرت داؤد علیہ السلام نے سمجھا کہ یہ ہمارے ہی ساتھ ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حاکم کو چاہئے کہ کسی کی بات سنے بغیر رائے قائم نہ کرے۔ خاص طور پر فوجداری مقدمات میں تو ایسا کرنا بہت ہی بڑی غلطی ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکم کو چاہئے کہ فریقین کی بات سنتے وقت ان کے ساتھ ایسا برتاؤ کرے کہ ان کو یہ محسوس نہ ہو کہ حاکم ہمارے مخالف کی بات سن رہا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حاکم کو چاہئے کہ فریقین کی بات سنتے وقت ان کو مخاطب کر کے بات کرے۔ (مترجم عفی عنہ)

| |
|---|
| اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ |
| یہ میرا بھائی ہے میرے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس |
| نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي |
| ایک دنبی ہے پھر کہتا ہے اسے بھی میرے حوالے کر دے اور گفتگو میں زبردستی کرتا ہے |
| الْخِطَابِ ۝ |
| مجھ سے بات میں ۝ |

**تشریح:** حق مگر کوتاہ بیں ہے۔ میرے دل پر بھی کبھی کبھی ایسی ہی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ میں اپنے ہی مسائل کو اہم سمجھتا ہوں۔ اپنے دکھ کی ہی طرح سب کے دکھ سمجھتا ہوں۔ اور چاہتا ہے کہ سب کی توجہ اپنی ہی طرف ہو۔ اپنے ہی مسائل پر سب غور کریں۔ اور جھگڑا یہ ہوتا ہے کہ جب بولتا ہے تو بولتا ہی چلا جاتا ہے اور مخالف کبھی اپنی بات کہنے کی دل میں ہی رہ جاتی ہیں۔ ہر فریق ہمیشہ کے لئے زبردستی کی بات کرتا ہے۔ (مترجم عفی عنہ)

| |
|---|
| قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ |
| اس نے کہا کہ تو نے تو اپنی دنبی کے ساتھ اس کی دنبیوں میں ملا لینے کا |

[illegible]

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ

[illegible]

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۩ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ

[illegible]

آزمائش کا سبب [illegible] ہے اس پر [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

[illegible] ہوئی تو [illegible] ہوئی [illegible] ہوئی [illegible] ہوئی

نہیں فرماتے۔ اسلام نے تصور کی بجائے تصدیق پر زور دیا ہے۔ یہ کوئی مشرقیوں کی مخصوص صفت بھی نہیں ہوتی ہے۔ آیات ملاحظہ فرمائیں:

لَا يُؤْمِنُونَ بِهٖ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۔ لَيْسَ الْاِيْمَانُ بِالتَّمَنِّيْ وَلَا بِالتَّحَلِّيْ ۔ وَمَا اٰمَنَ مَعَهٗ اِلَّا قَلِيْلٌ ۔ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ

اسی طرح:

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِي الْاَرْضِ

اے داؤد ہم نے تجھ کو نائب کیا

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى

پس حق حکومت کرو لوگوں میں انصاف سے اور نہ چلو پی

فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ

کہ تم بہک جاؤ اللہ کی راہ سے بیشک جو لوگ

يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ

بہکتے ہیں اللہ کی راہ سے ان کے لئے سخت عذاب ہے

## خلافت کے تقاضے

☆ جس خدا نے آپ کو زمین میں اپنا نائب بنایا ہے اپنا ہی نائب بنایا ہے۔ لہٰذا اسی کے حکم پر چلو اور حکومت کے ذریعے عدل، انصاف کے ساتھ شریعت الٰہی کے مطابق فیصلے کرو۔ اگر کسی حکومت میں تمہارا اپنا نفس کہے گا، اپنی خواہش بھی تو آئے پائے کہ تم یہ چیز آپس کی انتظامی مصلحت ہو گا کہ اب ہو اسے اور اس میں انصاف کی، تو اسے بجا نہ لانا۔ کہیں ہر رکاوٹ ہو۔

**خلیفہ اور بادشاہ کا فرق:** حضرت عمر بن خطاب نے حضرت علی، زبیر، سعد، عبدالرحمٰن وغیرہ سے پوچھا خلیفہ اور بادشاہ میں کیا فرق ہے حضرت علیؓ نے کہا خلیفہ وہ ہے جو حق پر چلے اور بادشاہ وہ ہے جو حق پر نہ چلے۔ حضرت سلیمان نے کہا خلیفہ وہ ہے جو حق پر چلے اور بادشاہ وہ ہے جو انصاف نہ کرے۔ سب کی رائے تقریباً ایک جیسی تھی کہ خلیفہ وہ ہے جو شخصیت سے بالا ہو کر اپنے حکمرانوں پر حکومت کرے۔ اور بادشاہ وہ ہے جو شخصیت سے بالا نہ ہو۔ حضرت عمرؓ نے کہا میں نے تمہارے سوالوں کے جواب سن لئے ہیں۔ اب میرے سوال کا جواب سنو۔ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ؟ حضرت علیؓ نے کہا اگر آپ حق پر چلیں گے تو خلیفہ ہیں اگر حق پر نہ چلیں گے تو بادشاہ ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں تو ڈرتا ہوں کہ کہیں بادشاہ نہ ہو جاؤں۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ کو یہ ڈر ہے تو آپ بادشاہ نہیں خلیفہ ہیں۔ یہ ہیں وہ حضرات جن کی آنکھیں اشک آلود رہتی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو رونے کی وجہ سے ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ حضرت عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ ان کے رونے کی آواز پیچھے صفوں میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عثمانؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب قبر پر کھڑے ہوتے تو اتنا روتے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو جاتی تھی۔ حضرت علیؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن شخیرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کے رونے کی آواز پیچھے صفوں میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کے رونے کی آواز پیچھے صفوں میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کے رونے کی آواز پیچھے صفوں میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کے رونے کی آواز پیچھے صفوں میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کے رونے کی آواز پیچھے صفوں میں سنائی دیتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ جب نماز پڑھاتے تو ان کی ہچکی بندھ جاتی تھی۔

## اصل ریاست کا نمبر دو کام اقامت حق ہے

اسلام نے ہمیں ایک چوتھائی دنیا پر حکومت کرنے کا موقع دیا۔ اسلام نے ہمیں ایک تہائی دنیا پر حکومت کرنے کا موقع دیا۔ اسلام نے ہمیں آدھی دنیا پر حکومت کرنے کا موقع دیا۔ اسلام نے ہمیں پوری

جس حاکم یا قاضی کے دل میں خدا کا خوف اور آخرت کی فکر ہے وہی صحیح معنی میں عدل و انصاف قائم کر سکتا ہے۔ اور اگر یہ نہیں ہے تو آپ جتنے اچھے سے اچھے قانون بنا لیجئے۔ جتنی اصلاحی کمیشنیں مقرر کر لیجئے۔ وہ سب کارآمد نہ ہوں گی۔ خود ہی ناکام ہو جائیں گی اور ان کی موجودگی میں بھی کوئی بہتر سے بہتر نظام قانون بھی حق و انصاف قائم نہیں کر سکتا۔ یہ تاریخ کا اور موجودہ زمانے کے حالات کا بڑا سبق ہے۔

## خدا کی یاد میں غفلت ہو تو اپنے اُوپر
## سزا مقرر کر نا دینی غیرت کا تقاضا ہے

کسی مثبت کی عادت ڈالنے کے لئے اپنے اوپر کسی نہ کسی مناسب سزا کو مقرر کر لینا اصلاح نفس کا ایک بہت اچھا طریقہ ہے۔ اس کا اختیار کرنا مستحب ہے۔ ہر کار ثواب ہے۔ لہٰذا صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو جہم نے ایک شامی چادر حضرت عمرؓ کی بیس ہزار کی خوش دلی سے بیچ دی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ میں چادر میں تم پر رحم کی وجہ سے نہیں بیچ رہا تھا۔ حضرت عائشہ سے فرمایا کہ یہ چادر تم لے لو۔ جب تم کو یاد آئے کہ میں نے اپنی چادر بیچ دی تھی تو قریب تر کہ یہ تکبر دل سے نکل جائے۔ (احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۷۳)

ایک مرتبہ حضرت ابو طلحہؓ جب مرغزار میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک پرندے کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے۔ جس سے نماز کی طرف دھیان نہ رہا تو بطور سزا آپ نے وہ باغ صدقہ کر دیا۔

اس کو کوئی کام درست نہیں جس سے خاطر عال فوت ہو۔ ایک صوفیاء میں سے حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ اسی کو اپنے لئے سزا کے طور پر اپنے کپڑے بیچ دیئے تھے۔ لیکن محقق صوفی، متقی شیخ عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس طرح نہیں سمجھا ہے۔ (ترجمہ) فرماتے ہیں:

## امیر کو بذات خود ریاست کے
## کاموں کی نگرانی کرنی چاہئے

فقہاء کے زمانہ والا کہ اپنے درجہ کے افسر کو چاہئے کہ وہ اپنے ماتحت عہدوں پر بذات خود نگرانی کرے۔ کیونکہ وہ اپنے آنکھوں پر بھروسہ کر کے خراب نہ ہو جائے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے آنکھوں کی کمزوری کے باوجود یہ خاص تیز گھوڑوں کا معائنہ فرمایا۔ خلفائے راشدین اور خواص ملوک سے حضرت فاروق اعظم کے نمونہ سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

## ایک عبادت کے وقت
## دوسری عبادت میں مشغول ہونا غلطی ہے

ایک مرتبہ عبادت کے وقت کو کسی دوسری عبادت میں بھی صرف نہ کرنا چاہئے۔ ظاہر ہے کہ جہاد سے تعلق رکھنے والا حکم ایک خصوصی عبادت تھی۔ لیکن پنج وقتہ

بلکہ اس عبادت نے اپنے کو اور کفار کو نقصان پہنچانے کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اس کی بھی غلطی میں نماز کو قضا فرما دیا۔ اسی لئے نماز میں خشوع ہے کہ جس کی وجہ سے اس طرح حرج واقع نہیں ہوتا۔ تفریح جو نماز میں اسی طرح کی نماز جمعہ کی تیاری کے علاوہ دوسری اور کاموں میں مشغول ہونا بھی۔ سنت نہیں خود وہ عبادت قرآن یا نفس پڑھنے کی طرح ہی کیوں نہ ہو۔ (مدارج، ص ۱۵۶، ج ۱)

## يَسْئَلُونَكَ يَوْمَ الْحِسَابِ ۚ

اس بات پر کہ حساب و اعمال نامے کا دن کب ہوگا؟

خواہشات کی پیروی کا سبب یہ بھی ہوتا ہے کہ انسان حساب نفس کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ اپنے نفس کا حساب کرو۔ قبل اس کے کہ تمہارا حساب کیا جائے۔ اور وزن عمل کا حساب ہوتا ہے تو اعمال کی جانچ اور عرض پر اپنے خواہش کو مقدم کرو۔ کلبی (مفسر) کہتے ہیں کہ "یوم الحساب" کا متعلق "نقیم عذاب شدید" کے ساتھ ہو تو معنی یہ ہوں گے کہ اللہ کے عذاب کے ساتھ ان پر حجت قائم ہو جس روز ان کے اعمال کا حساب ہوگا۔ (تفسیر کبیر)

عادل حکمران: حدیث میں ہے کہ عادل حکمران قیامت کے روز نور کے منبروں پر رحمٰن کی داہنی جانب ہوں گے۔ تمام لوگوں کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں جو اپنے اہل و عیال میں اور جن کے والی ہیں ان سب میں عدل و انصاف کرتے ہیں اور حدیث میں یہ ہے کہ سب سے زیادہ خدا کے دشمن اور سب سے زیادہ اس کے عذاب کے مستحق وہ والی ہوں گے جو ظلم کرتے ہوں۔ اور سب سے زیادہ اللہ کی محبت اور سب سے قریب اس کے عذاب سے محفوظ رہنے والے وہ ہوں گے جو حکمران عادل ہوں۔ (مدارج، ص ۱۵۶، ج ۱)

خلیفۂ وقت سے حساب: حضرت عمرؓ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے اپنا وقت کیونکر حساب لیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا کہ میں پہلے اپنے اوقات سے حساب لیتا ہوں کہ کس وقت خدا تعالیٰ کے لئے کام کیا ہے اور کس وقت نہیں کیا۔ پھر اس کے بعد اپنے اعمال کا حساب لیتا ہوں۔ (مدارج، ص ۱۵۶، ج ۱)

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ ان کے لئے یوم الحساب سے مراد حساب ہیں ان کے محاسبہ کرنے والے جانتے ہیں۔ عرض سدی کہتے ہیں ان کے لئے یوم الحساب سے مراد حساب ہیں اس وجہ سے کہ لوگوں نے یوم الحساب کے لئے اعمال نہیں کئے۔ آیت کے لفظوں سے کوئی قید یا خصوصیت نہیں ہے۔ (تفسیر کبیر)

## وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا

اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے بیہودہ

ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا

یہ خیال ہے ان کا جو کافر ہیں سو خرابی ہے منکروں کے لئے

مِنَ النَّارِ ۝

آگ سے ۱۲

آخرت کو سامنے رکھو اور جس طرح یہ کافر دنیا کی زندگی کو بے آخرت بنا دینا چاہتے ہیں اور دنیا کا نتیجہ بے آخرت بنا دینا چاہتے ہیں اسے غلط ثابت کرو اور اس کے برعکس اپنی زندگی کو آخرت کی بہتری کے لئے بنانے کی کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے جن لوگوں کو اپنے لئے منتخب کر لیا ہے وہ کیسے ہیں اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔ فرمایا کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب اس لئے نازل کی ہے تاکہ لوگ اس میں غور و تدبر کریں اور اس کی آیتوں پر عقل سے کام لیں۔ یہ مقصد اسی وقت پورا ہو سکتا ہے جب کہ اس کتاب کو سمجھنے کی کوشش کی جائے۔ اس کتاب کی آیتوں کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے ساتھ ساتھ دوسری زندگی سے متعلق ان آیتوں کو بھی پڑھا جائے جو اس کتاب کے دوسرے حصوں میں بیان کی گئی ہیں۔

**باطل کا معنی** باطل عربی زبان کا مستعمل لفظ ہے۔ اس کا استعمال کسی بھی چیز پر ہو سکتا ہے۔ ہر وہ شے جو اپنی خواہشات یا حقائق کے مطابق ہے اس سے مادی کائنات خالق کے وجود پر استدلال اور اس کے احکام و تعلیمات کی صورت میں کی جانے والی وحی تک کو کفار و مشرکین کی خواہشات کے مطابق نہ ہونے کی وجہ سے باطل کہا جاتا ہے۔ اس لئے اس لفظ کو اللہ کے لئے بھی بولا جا سکتا ہے اور اس کے مخالفین کے لئے بھی۔ اس لئے سیاق و سباق کو سامنے رکھ کر ہی اس کا مفہوم متعین کیا جا سکتا ہے۔ یہاں یہ لفظ اللہ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس لئے یہ مشرکین کے لئے ہی ہے۔

أَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

یا ہم کر دیں گے ایمان والوں کو اور نیک کام کرنے والوں کو

كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ اَمْ نَجْعَلُ

مانند خرابی ڈالنے والوں ملک میں یا ہم کر دیں گے پرہیزگاروں کو

الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝

مانند بدکاروں کے ۱۲

قیامت کی حکمت یہ آیت قیامت کی حکمت کے بیان کے سلسلہ میں ہے۔ قیامت کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ دنیا میں نیک اور بد انسانوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جا رہا ہے اس کے برعکس ان کے ساتھ برتاؤ کیا جائے جو اس دنیا میں اچھے یا برے کاموں کے نتائج بھگتنے کے لئے ضروری ہے۔ کیونکہ دنیا میں ہم دیکھتے ہیں کہ بہت سے نیک اور اچھے لوگ ظلم کی چکی میں پستے رہتے ہیں اور بہت سے ظالم اور بدکار عیش و آرام کی زندگی گزارتے ہیں۔ ان کے ساتھ جو برتاؤ کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعمال کے نتائج کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک ایسا وقت آئے جس میں ان کے ساتھ ان کے اعمال کے نتائج کے لحاظ سے برتاؤ کیا جائے۔ اس وقت کا نام قیامت ہے۔ اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے نتائج کے لحاظ سے جزا یا سزا دی جائے گی۔ اس دن کا نام یوم الحساب بھی ہے۔ یعنی وہ دن جس میں ہر شخص کے اعمال کا حساب کیا جائے گا۔ (ترجمان)

**قیامت کی ایک عقلی دلیل** اس آیت میں قیامت کے ثبوت میں ایک عقلی دلیل پیش کی گئی ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ دنیا میں نیک اور بد انسانوں کے ساتھ جو برتاؤ کیا جا رہا ہے وہ ان کے اعمال کے نتائج کے لحاظ سے بالکل غلط ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک ایسا وقت آئے جس میں ان کے ساتھ ان کے اعمال کے نتائج کے لحاظ سے برتاؤ کیا جائے۔ اس وقت کا نام قیامت ہے۔ اس دن ہر شخص کو اس کے اعمال کے نتائج کے لحاظ سے جزا یا سزا دی جائے گی۔ اس دن کا نام یوم الحساب بھی ہے۔ یعنی وہ دن جس میں ہر شخص کے اعمال کا حساب کیا جائے گا۔ (ترجمان)

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ

یہ کتاب ہے جو ہم نے تیری طرف اتاری برکت والی تاکہ سوچیں

وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

اور تاکہ نصیحت پکڑیں عقل والے ۱۲

**کتاب کے نزول کی حکمت**

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ

نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ إِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْنَاقِ

حَتَّىٰ تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ رُدُّوهَا

## حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی آزمائش

[illegible]

الصافات الجیاد

[illegible]

ہوتی ہے (کہ گھوڑا) حضرت ابن عباسؓ نے کہا آیت میں گھوڑوں کی دوڑوں (یعنی صفتی بیان کی گئی ہیں۔ صافنات اور جیاد۔ جب گھوڑا کھڑا ہو تو اس کی صفت صافنات ہوتا ہے کہ کھڑے ہونے کے ساتھ تین پاؤں پر کھڑا ہو اور جب چلے یا دوڑے تو جیاد ہوتا ہے یعنی تیز رفتار ہونے کی صفت ہے۔

سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے: عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے بیان کیا کہ ابراہیم تیمی کے حوالہ سے بیان کیا کہ (۱۰۰) سو گھوڑے (پروں والے (پرندوں کی طرح) پروں والے تھے اور حضرت سلیمان کے لئے سمندر سے برآمد کئے گئے تھے آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کسی کو دریائی گھوڑے نہیں ملے تھے۔ (ابن جریر)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ جن گھوڑوں کو سلیمان نے ذبح کیا تھا وہ (پرندوں کی طرح) پروں والے تھے اور نہ آپ کے بعد کسی کو دریائی گھوڑے نہیں ملے تھے۔ (ابن جریر)

حضرت عائشہؓ: اپنی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنگ یا خیبر کے سفر سے واپس آئے تھے تو میرے طاق میں پردہ لٹکا ہوا تھا، جو تیز ہوا کے جھونکے سے گھر میں ایک گوشے کا پردہ ہٹ گیا۔ اپنی حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ گڑیاں رکھی ہوئی تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا کہ اپنی گڑیاں ہیں۔ آپ نے دیکھا کہ ان میں ایک گھوڑا ہے جس کے دو پر بنے ہوئے ہیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ کہا گھوڑا ہے۔ فرمایا اور اس کے اوپر دونوں طرف جو کچھ ہے کیا ہے؟ کہا پر ہیں۔ فرمایا گھوڑوں کے بھی پر ہوتے ہیں؟ کہا کیا تم نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان کے پر والے گھوڑے تھے؟ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اتنے ہنسے کہ آپ کے آخری دانت تک دکھائی دینے لگے۔ (ابن ابی حاتم)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا استغفار: ابن ابی حاتم نے بطریق ابن جریج بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سلیمان نے گھوڑے معائنہ کئے یہ گھوڑے گنتی میں بیس ہزار تھے اور ان کے ساتھ پر بھی تھے اور یہ کام کل نے حکم میں اور ان کے مرد پر نے محمد بن اسحٰق کے ساتھ حضرت ابن عباس کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے سلیمان کی جنڈیاں اور گھوڑیاں ہوا ہیں خدا کا شکر ہے ہی عمل کا باعث نماز کو خدمت کو نکل ہو جانے کے علاوہ ہے تو پر کرنے تقرب خدا کے خصوص کی طلب اور عرفی رب پالنے کا جذبہ ہو۔

حسن کہ جب سلیمان نے گھوڑوں کو قابو کر دیا تو ان کے عوض اللہ نے آپ کو ایسی سواری عنایت کی جو گھوڑوں سے بہتر ان سے زیادہ تیز رفتار تھی

تھی (یعنی ہوا) آپ کا تابع حکم فرمان ہو۔

بعض اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان نے گھوڑوں کو ذبح کر کے ان کا گوشت خیرات کر دیا۔ گھوڑے کا گوشت ان کی شریعت میں حلال تھا۔ جیسا کہ شریعت میں بھی تھا۔ بعض علماء کا قول ہے کہ امام ابوحنیفہؒ نے اسے مکروہ کہا ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت سلیمان نے ان گھوڑوں کو اپنے کے لئے ذبح کر دیا۔ ان کی ٹانگیں اور پنڈلیاں پر قوت کی وجہ سے کاٹ دیں۔ (خازن)

دوسری تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ سلیمان نے جو کہا تھا کہ فرشتوں میں سے کوئی شخص آفتاب کے ڈوبنے تک مجھ سے ملاقات نہ کرے تو ایسا ہی ہوا۔ آفتاب ڈوب گیا اور آپ کے لشکر کی نماز جو عصر کی نماز تھی رہ گئی۔ آپ کو اس کا بہت رنج ہوا۔ آپ نے حکم دیا کہ گھوڑوں کو واپس بلایا جائے اور آپ نے عصر کی نماز ادا کی۔ (تفسیر حسینی)

| |
|---|
| وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا |
| اور ہم نے جانچا سلیمان کو اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک دھڑ |
| ثُمَّ أَنَابَ ﴿٣٤﴾ |
| پھر وہ جھکا رجوع لایا |

آزمائش کی ایک اور صورت

یہ حدیث صحیح میں ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک روز قسم کھائی کہ آج رات میں اپنی تمام عورتوں کے پاس جاؤں گا (جو تعداد میں ستر یا اسی تھیں) اور ہر ایک عورت ایک بچہ جنے گی جو اللہ کی راہ میں جہاد کرے گا۔ فرشتہ نے کہا کہ انشاء اللہ کہہ لیجئے مگر (یاد جو دل میں سمجھ بوجھ نہ رہی) نہ کہا۔ سو اکاکر کوئی عورت کے پاس نہ گئی مگر ایک عورت نے بھی بچہ نہ جنا۔ صرف ایک عورت سے ادھورا بچہ پیدا ہوا جس کے سر پر بیٹھ کر ایک مرغ نے بانگ دی اور سلیمان نے قسم توڑ دی۔ (ابن ابی حاتم) اسے بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ (ابن کثیر)

حضرت سلیمان علیہ السلام کا استغفار: ابن ابی حاتم نے بطریق ابن جریج بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا سلیمان نے گھوڑے معائنہ کئے یہ گھوڑے گنتی میں بیس ہزار تھے اور ان کے ساتھ پر بھی تھے اور یہ کام کل نے حکم میں اور ان کے مرد پر نے محمد بن اسحٰق کے ساتھ حضرت ابن عباس کے حوالہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے سلیمان کی جنڈیاں اور گھوڑیاں ہوا ہیں خدا کا شکر ہے ہی عمل کا باعث نماز کو خدمت کو نکل ہو جانے کے علاوہ ہے تو پر کرنے تقرب خدا کے خصوص کی طلب اور عرفی رب پالنے کا جذبہ ہو۔

حسن کہ جب سلیمان نے گھوڑوں کو قابو کر دیا تو ان کے عوض اللہ نے آپ کو ایسی سواری عنایت کی جو گھوڑوں سے بہتر ان سے زیادہ تیز رفتار

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ

[illegible]

لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝

[illegible]

بے مثل حکومت [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان [illegible] حضرت سلیمان کی دعا [illegible]

اشیاء پر حضرت سلیمان کی درخواست کا طریقہ

[illegible]

حکومت اور قدرت کی [illegible]

عذابات شامل ہو جاتے ہیں جب کہ ان کا اس قسم کے جرائم سے اجتناب اختیار کرنے کا یقین ہو۔ اور الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی اور نافرمانی کا ارتکاب عمداً کیا جائے۔ اگر کسی سے غلطی ہو جائے تو اس کے لیے عفو و مغفرت کی دعا کی جائے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، ص ۱۰۰)

فَفَزِعَ مِنْهُمْ ۚ قَالُوا لَا تَخَفْ ۖ خَصْمَانِ بَغَىٰ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ

پھر وہ ان سے خوف زدہ ہوا۔ انہوں نے کہا کہ ڈریے نہیں، ہم دو فریق مقدمہ ہیں جن میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، آپ ہمارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیجیے، بے انصافی نہ کیجیے اور ہمیں راہ راست دکھائیے

إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَعْجَةً وَلِيَ نَعْجَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ

یہ میرا بھائی ہے، اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک ہی دنبی ہے، مگر اس نے کہا کہ یہ ایک دنبی بھی میرے حوالہ کر دے، اور اس نے بات کرنے میں مجھ کو دبا لیا

ہاروت و ماروت ان کے حکم سے دو بڑی آزمائشیں تھے اور عوام کی بھلائی کے لیے ان کا وجود ضروری تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے مقام پر رہنے دیا۔ البتہ ان کے ذریعہ سے جو فتنے رونما ہوتے تھے ان کا سدباب فرما دیا۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد اول، ص ۱۰۰)

### حضرت سلیمانؑ کی جنوں پر حکومت

حضرت سلیمانؑ ہی سے متعلق قصے ہیں جن کے مضمون کے سوا کچھ نہ تھے تفسیروں میں بھر گئے ہیں۔ حضرت سلیمانؑ نے ہوا اور جنوں کو اپنے تابع کر رکھا تھا، یہ بات بائبل میں بھی ہے اور قرآن میں بھی۔ مگر بائبل نے اس کی توجیہ یہ کی ہے کہ سلیمانؑ نے جادو کا زور حاصل کر رکھا تھا (۱) اور قرآن کہتا ہے کہ یہ اللہ کی دین تھی، جادو کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ان کی حکومت کا طریقہ دوسرے بادشاہوں سے مختلف تھا۔ وہ جنوں کو اپنا غلام بنا کر نہیں رکھتے تھے بلکہ ان کو اپنا خادم بنا کر رکھتے تھے۔ وہ ان سے بیگار نہیں لیتے تھے بلکہ ان کی خدمات کا معاوضہ دیتے تھے۔ وہ ان کو سزا دیتے تھے تو صرف اس صورت میں جب کہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔ اور یہ سزا بھی ایسی نہیں ہوتی تھی کہ ان کو ایذا پہنچے، بلکہ صرف اس قسم کی ہوتی تھی کہ ان کو قید کر دیا جائے یا ان سے کام لینا بند کر دیا جائے۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، ص ۱۰۰)

بعض مفسرین نے یہ قصہ بھی گھڑا ہے کہ سلیمانؑ نے ایک مرتبہ ۱۰۰ بیویوں سے مباشرت کی اور ہر ایک سے ایک ایک بچہ پیدا ہونا تھا، مگر صرف ایک بیوی سے ایک بچہ پیدا ہوا جو ناقص الخلقت تھا۔ یہ بات بھی بائبل میں ہے اور ہمارے بعض مفسرین نے بھی اس کو نقل کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ صریح طور پر انبیاء کی شان کے خلاف ہے۔ ایک نبی سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ اتنی بیویاں کرے گا اور اس کثرت ازدواج کی بنا پر اس کی توجہ اللہ کی عبادت سے ہٹ جائے گی۔ (مزید تشریح کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن، جلد سوم، ص ۱۰۰)

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ

تو ہم نے ہوا کو اس کے تابع کر دیا جو اس کے حکم سے نرمی کے ساتھ چلتی تھی جدھر وہ جانا چاہتا

وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ

اور شیاطین کو بھی اس کے تابع کر دیا جو عمارتیں بنانے اور غوطے لگانے کا کام کرتے تھے

میں شیطان ہمارے اس قابو سے باہر ہے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی بیوی کی تکلیف دہ آزمائی نسبت شیطان کی طرف کی تو یا تو اضافت ذہنی ظاہر کیلئے کہ ضرور ایسے ہی کہا ہوگا۔ یا کوئی خطرناک اپنے وہم سے موافق صادر ہوئی ہے جس کے نتیجہ میں یہ آزار پہنچے گا۔ یا حالت مرض و شدت میں شیطان استاد وساوس کی تشویش کرتا ہوگا اور یہ اس کی مدد نسبت میں سبب اضافت ہوئے ہوں گے۔ اس کا نصب وغیرہ سے تعبیر فرمایا۔ واللہ علم

(تنبیہ) حضرت ایوب علیہ السلام کے قصہ سورہ "انبیاء" میں گزر چکا۔ وہاں حاشیہ کو لیا جائے مگر واضح ہے کہ قصہ گو یوں سے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کے خلق جو انہوں نے بیان کئے ہیں ان میں مبالغہ بہت ہے۔ ایسا مرض شدید ظاہر ہو لوگوں کے حق میں تنفر اور استخفاف کا موجب ہو انبیاء علیہم السلام کی عبادت کے منافی ہے۔ قول قال فاعل "وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ" (ترجمہ) اور یاد کر ہمارے بندے ایوب کو جبکہ پکارا اپنے رب کو کہ مجھ کو پہنچی ہے تکلیف شیطان سے اور ایذا۔ (تنبیہ ثانی)

قتادہ نے کہا نصب سے مراد ہے جسمانی تکلیف و مذہب سے مراد ہے مال جاتا رہنا حضرت ایوب کے کھانا، تکلیف کا مخلص ذکر ہوا۔ ان کا یہ قصہ ہے ہم نے سورۂ انبیاء میں بیان کر دیا ہے (منہ جوں)

نیز طبری نے بھی اس سے پہلے گزرے ہوئے دو قائل ان اخیر سے باہر کسی جگہ لے جا کر ذال دیں۔ انبیاء چونکہ علیہم السلام کی اس مخلوقات و ہیئت کے معافی ہیئات کی طرف سے خائف ہوتے ہیں۔ حوادث و سانحہ وہ امور جن کا انہیں وہم ہو بے شک دہشت ہے۔ لیکن ایسے امور اس جزو قدسی و فاضل فطرت ہوں مثلاً جذام و برص کی (جو بدن اور خون و پٹھے میں سے گنوا دیئے جاتے ہیں۔ صاحب وحی)

وہ آفات جن میں حضرت ایوب علیہ السلام کی طرف بھوپے کی نسبت کی گئی ہے یا جن میں کہا گیا ہے کہ آپ کو کوڑے مارنے کی قسم کھائی تھی (یا جو ایذا تھی) وہ آفات نہیں ہیں۔ (نقص فی بدن یا بعض اعضاء)

| |
|---|
| اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ (پ ۲۳ ع ۱۰) |
| بات ہے ہمارے دیئے ہوئے کی کہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ |
| وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا (پ ۲۳ ع ۱۰) |
| ہم نے اس کو گھر والے اور ان کے برابر اور ان کے ساتھ اپنی طرف سے مہربانی |
| وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ |
| سے اور یاد رکھنے عقل والوں کے لئے |

## صبر کا پھل

جب اللہ نے چاہا کہ ان کو پھر کامل کر دیوے کہ زمین پر پاؤں ماریں۔ پانی وہ فائدہ قدرت نے وہاں سے نکالے پانی کا چشمہ نکل پڑا۔ ایک سے نہیں کرتے اور پانی پیتے وہ بھی اس کی بخشا کہ جب ہوا اور ان کے گھر والے کے لوگ جو چھوٹ گئے پیچھے کر مر گئے تھے۔ اللہ نے اچھی حیرانی سے ان سے دے دیئے تاکہ فکلنے لوگ ان کو وفات کو اور کچھ نہیں کہ جو بندہ صاحب میں اتنا ہو صبر کرتا اور صاحب دھوکے طرف رجوع ہوتا ہے حق تعالیٰ اس کی کوطرح کفالت و عافیت فرماتے ہیں۔ (منہ جوں)

## صبر کے بدلہ میں رحمت

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ایوب ننگے نہا رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیاں ان پر گرنے لگیں ایوب نے جو کپڑے میں اپنے بھر لیں تو اللہ تعالیٰ نے آواز دی کہ اے ایوب کیا میں نے تجھ کو اس سے بے پروا نہیں کر دیا۔ ایوب نے جواب دیا بیشک تو نے مجھ کو بہت کچھ دے رکھا ہے۔ میں تیری برکت سے نہیں ہوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے صابر بندے کو نیک بدلے دیئے۔ اجر جزیل عطا فرمائیں۔ اور اللہ ہی کی توفیق سے ہوئی۔ بلکہ حضرت حسن بصری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں عزیز رکھتا ہے جیسا کہ اپنے مومن بندوں کو رکھتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کافر جو ان کے درپے ہوتے ہیں ان کو دنیا میں عزیز رکھتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو ایوب کی طرح فرمایا اور ان کے لئے بہت دولت بھیج دی۔ (منہ جوں)

صبر کا انجام کتنا اچھا ہے اور رحمت ہو رحمت ہے۔ (منہ جوں ط)

| |
|---|
| فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ |
| اور (ترجمہ) اپنا ہاتھ میں سینکوں کا تو مار اس سے اور قسم نہ توڑ اپنا |

## قسم پوری کرنے کی خاص ترکیب

حضرت ایوب علیہ السلام نے حالت مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ عورت کو سو تازیانے لگاؤں گا۔ بعد صحت اس عورت پر رحیم ہوئے کہ وہ بیوی اس حالت کی بیکسی اور بیچارگی کی تھی اور بیمار بھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم پوری کرنے کا ایک حیلہ بتلا دیا۔ جھاڑو کی سو سیکوں کا ایک مجموعہ تھا۔ سو کا ہر ایک تازیانہ کی قسم کھانے والے کو اس سے مارنے کے لئے کافی بات کافی نہ ہوگی (تنبیہ) جس حیلہ سے کسی حکم شرعی یا مقصد دینی کا ابطال ہوتا ہو وہ حیلہ نہیں ہے۔ اغلاط عوام و فریب خلق اللہ لوگوں نے نکالے ہیں۔ ہاں جو حیلہ حکم شرعی کا ہو اس کے موافق ہو یا مخالف ہو بلکہ کسی معروف کا ہو یا منکر ہو جائز ہے۔ التفصیل بحاشیہ ۔۔۔

إِنَّا أَخْلَصْنَاهُم بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ۝

ہم نے انہیں ایک خالص چیز دی کہ گھر کی یاد

۝ انبیاء کا اخلاص یہ ہے کہ ان کے دل میں خدا کو اور آخرت کو یاد رکھنے والا کوئی بھی اور اسی خصوصیت کی وجہ سے اللہ کے ہاں ان کو سب سے ممتاز مرتبہ حاصل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِنَّهُمْ عِندَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝

اور بے شک وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ نیک لوگوں

وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ

میں اور یاد کر اسمٰعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور ہر ایک

مِّنَ الْأَخْيَارِ ۝

نیکوں میں سے

۝ حضرت اسمٰعیل، ادریس اور ذوالکفل علیہم السلام کے بارے میں پہلے ضمیر بیان اور "مسیح" کہتے ہیں۔ حضرت الیاس کے خلیفہ تھے یا ان کو بھی اللہ نے نبوت عطا فرمائی۔ (تفسیر عثمانی)

**حضرت الیسع علیہ السلام:** آپ کی نشانیوں میں منقول ہے کہ آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے جانشین اور بھائی ہیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کی خبر آپ کو دی گئی۔ آپ کی طاقت میں رہے تھے ان کے بعد آپ کو نبوت عطا کی گئی۔ آپ کی قوم میں ۴۰ سال تک نبوت کا کام کیا۔ آپ کے معجزات کی حالات بیان کئے گئے ہیں۔ اہل آپ کے ہم نام الیسع بن اخطوب (تفسیر عثمانی)

هَٰذَا ذِكْرٌ

یہ ایک نصیحت ہے

یعنی یہ تو ہوا انبیاء کا قصہ۔ آگے متقین کا حال بیان کیا جاتا ہے (تفسیر عثمانی)

وَإِنَّ لِلْمُتَّقِينَ لَحُسْنَ مَآبٍ ۝ جَنَّاتِ عَدْنٍ

اور بے شک متقیوں کے لیے اچھا ٹھکانا ہے باغ ہیں ہمیشہ رہنے کے

مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْأَبْوَابُ ۝

کھلے ہیں ان کے لئے دروازے

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں: جب بہشت میں داخل ہوں گے ہر کوئی جدا جدا اپنے گھر میں چلا جائے گا "آج وہ سے کہ روزہ کھولنے کی ضرورت نہ ہوگی۔" (تفسیر عثمانی)

**محل عدن:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں ایک محل عدن ہے جس کے گرد پانچ سو دروازے ہیں۔ جس کے پانچ ہزار درجات ہیں اور ہر درجے پر پانچ ہزار چھاؤنیاں ہیں۔ اس میں صرف نبی، صدیق یا شہید یا امام عادل داخل ہوں گے (ابن ابی حاتم، بحوالہ مظہری)

مَّتَّعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝ فَإِذَا جَاءَتِ الطَّامَّةُ الْكُبْرَىٰ ۝

تمہارے لئے اور تمہارے ان مویشیوں کے لئے جن سے تم اپنے جانور چراتے ہو

وَشَرَابٍ ۝

اور شراب ۝

۲۲ یعنی تم کو تمہارے پیچھے اور اپنے کل کی بھی بہت سب فراغتیں حاصل ہیں۔ (تفہیم القرآن)

جنت میں کھانے کا مقصد: اہل جنت کا کچھ کھانا محض لذت اندوزی کیلئے ہوگا۔ حصول غذائیت کے لئے نہیں ہوگا۔ غذا کی ضرورت تو اس لئے ہوتی ہے کہ جسم کا تحلیل شدہ مادہ خارج ہوتا رہے۔ اور جنت کے اجسام تحلیل ہونے اور کمزور پڑ جانے کا کوئی احتمال ہی نہیں رکھتے۔ (تفسیر عثمانی)

وَعِندَهُمْ قَٰصِرَٰتُ الطَّرْفِ أَتْرَابٌ ۝

اور ان کے پاس حور عین ہوں گی نیچی نگاہ والیاں ایک عمر کی ۝

یعنی سب کی سب نوجوان ایک عمر ہوں گی یا اپنے شوہروں کی خوبیوں میں اپنے اور ان کی ہم عمر معلوم ہوں گی۔ (تفسیر عثمانی)

قَٰصِرَٰتُ الطَّرْفِ یعنی ایسی حور عین جن کی نگاہیں شوہروں کے سوا دوسروں پر نہ پڑیں گی (یعنی جن کی نگاہ ناز دارہ ہوگی)

اترابا۔ یہ اب کی عمر ہے ہم عمر۔ سب کی عمر ۳۳ سال کی ہوگی۔ مجاہد نے کہا سب آپس میں بہنیں بہنوں کی طرح ہوں گی۔ سیاروں کی سوئیوں کی طرح ان میں بھین نہ ہوگی نہ حسد ہوگی۔

نزول قرآن کے درمیان عمر کا تناسب

اور اصل صورت یہی ہے کہ "ہم عمر" کا مطلب یہ لیا جائے کہ وہ اپنے شوہروں کی ہم عمر ہوں گی۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ ہم عمری کی وجہ سے شوہروں میں زیادہ مشابہت اور اتحاد ہوگا۔ اور ایک دوسرے کی راحت و دلچسپی کا خیال زیادہ رکھا جائے گا۔ یہی سب کچھ معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کے درمیان عمر میں تناسب ہی رعایت رکھی جائے۔ ایک ہی عمر سے یہ بات اس طرح پیدا ہوتا ہے۔ اور جنت کا ماحول زیادہ خوشگوار اور پائیدار ہو جاتا ہے۔ (معارف عثمانی، ملخص)

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَٰذَا

یہ وہ ہے جو تم سے وعدہ کیا جاتا ہے حساب کے دن کا یہ ہے

لَرِزْقُنَا مَا لَهُ مِن نَّفَادٍ ۝

روزی ہماری دی ہوئی۔ سکتی نہیں ۝

اور دوسری نعمتیں ۝ یعنی ہر مشتہیٰ اور ہر لذیذ چیز جس کا سلسلہ کبھی ختم نہ ہوگا۔ وہ ما اشتہت انفسھم و لذ الاعین و انتم فیھا خالدون (تفسیر عثمانی)

هَٰذَا ۚ

یہ ہیں جنکے ۝

۲۲ یعنی ہر پرہیزگار کو اس کا اچھا حسن بدلہ ملے گا۔ (تفہیم القرآن)

(نصب ۱۵)

وَإِنَّ لِلطَّٰغِينَ لَشَرَّ مَـَٔابٍ ۝ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا

اور تحقیق سرکشوں کے واسطے ہے برا ٹھکانا اور وہ ہے جہنم جس میں وہ داخل ہوں گے ۝

فَبِئْسَ الْمِهَادُ ۝ هَٰذَا فَلْيَذُوقُوهُ

سو کیا برا ہے وہ ٹھکانہ ۝ یہ ہے سو چاہیے کہ وہ چکھیں اس کو

یعنی کھولتا ہوا پانی اور پیپ۔ یہ ہے کافروں کا ٹھکانہ۔ (تفسیر عثمانی)

حَمِيمٌ وَغَسَّاقٌ ۝

کھولتا پانی اور پیپ

غساق۔ کے معنی ہیں "سیلان" سے لیکن ہم نے ترجمہ وہ لیا ہے جو دوزخیوں کے بدن سے بہتی ہوئی پیپ اور پانی کی آلائشیں مراد ہیں جن میں سانپوں بچھوؤں کا زہر ملا ہوگا۔ اور بعض کے نزدیک "غساق" سے مراد وہ کھولتے پانی کی کثرت ہے جس سے پینے سے غسل بہتر ہو گیا۔ "تم" کی پوری تفسیر ۷۸ میں آئے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ بھی سخت کھولتا ہوا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ٹھنڈا ہے۔ حمیم اور غساق دونوں چیزیں ہی عذاب میں ہوں گی۔ حمیم جلا دے گا۔ غساق بدبو اور تعفن کی وجہ سے ناقابل برداشت ہوگا۔ (ابن کثیر)

اعاذنا اللہ منہا بفضلہ و کرمہ۔ اللہ اکبر! الاکثر حس والا معنی (تفسیر ابن کثیر)

وَءَاخَرُ مِن شَكْلِهِۦٓ أَزْوَٰجٌ ۝ هَٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ

اور کچھ اسی شکل کی دوسری طرح کی چیزیں ہیں ایک فوج ہے جو تمہارے ساتھ گھسی آتی ہے

فَعَكَّرُوا مَرْجِعَهُمْ إِلَىٰ صَالُوا الْبَابَ قَالُوا

تمہارے لئے کچھ ہیں اور تم ان کے لئے کچھ ہیں اور وہ

بَلْ أَنْتُمْ لَا مَرْحَبًا بِكُمْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُّتَّقُونَ

بلکہ تم ہی تو ہو جو ہمارے پاس آنے سے ڈرتے تھے اور ہمارے

يُنْسِلُونَ الْقَرْنَيْنِ

خوف سے لرزتے ہیں

دوڑتے ہوئے آئے تھے اور کہنے لگے کہ پہلے تو تم ہی ہمارے پاس آنے سے ڈرتے تھے اور ہمارے خوف سے لرزتے ہیں

ایک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور میں بہت پریشان ہوں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم نے خواب میں دیکھا کہ تمہارے دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہیں اور تم بہت پریشان ہو۔ اس شخص نے کہا کہ ہاں میں نے یہ خواب دیکھا ہے

إِنَّ ذَٰلِكَ لَحَقُّ تَخَاصُمِ أَهْلِ النَّارِ ﴿٦٤﴾

یہ بات ٹھیک ہوئی ہے شکوہ کرنا آپس میں دوزخیوں کا ہونا

## دوزخیوں کا جھگڑا حق ہے

یعنی بظاہر یہ بات خلاف قیاس ہے کہ اس دار الفرقی میں ایک دوسرے سے جھگڑیں۔ عذاب کا ہونا تو کسے مظنہ کسے دوسری طرف منتقل ہونے نہ دے گا۔ لیکن یاد رکھو ایسا ہو کر رہے گا۔ یہ بالکل سچی خبر ہے جس میں شک (شبہ کی گنجائش نہیں۔ دراصل حقیقت میں یہ ان کے عذاب کی تکمیل ہے۔ (تنویر حسنی)

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ ۖ وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿٦٥﴾ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾

تو کہہ میں تو یہی ہوں ڈر سنانے والا اور حاکم کوئی نہیں مگر اللہ اکیلا دبادو بالا رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو ان کے بیچ میں ہے زبردست بخشنے والا ☆

یعنی پیغمبر کا کام ☆ میرا کام یہ ہے کہ تم کو اس آنے والی خوفناک گھڑی سے ہوشیار کردوں جو بہرحال ضرور آنے والا ہے اس سے بے خبر نہ رہنے دوں۔ باقی رہا یہ معاملہ کہ تم اس سے بچنے والے ہو تو وہی اکیلا خدا جس کے سامنے کوئی چھوٹا بڑا دم مار نہیں سکتا جو چیز جس کے لئے چاہے دبا دیتا ہے اور جو چاہے ابھار دیتا ہے کسی میں کوئی چیز نہیں جو اس کے زبردست ہاتھ سے بچا سکے جب چاہے ان کو قائم رکھے جب چاہے توڑ پھوڑ کر برباد کر دے۔ اس عزیز و غفار کا بھلا کون کچھ بگاڑ سکتا ہے جتنے بڑے بڑے قلعے کوٹ بنا لو گے سب اس کے ایک ہی دھکے سے ڈھیر ہو جائیں گے اور ساتھ ہی اس کی غفاری اور ستاری کو کس کی بھول سے بھروسہ کر رہے ہو۔ (تنویر حسنی)

قُلْ هُوَ نَبَأٌ عَظِيمٌ ﴿٦٧﴾ أَنتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُونَ ﴿٦٨﴾

تو کہہ یہ ایک بڑی خبر ہے کہ تم اس کو دھیان میں نہیں لاتے ☆

بہت بڑا حادثہ ہو یعنی قیامت اور اس کے احوال کوئی معمولی چیز نہیں۔ بڑی بھاری اور سنگین خبر ہے جو میں تم کو دے رہا ہوں۔ ﴿عَنْهُ﴾ یعنی ﴿عَلَى الْغَيْبِ﴾ ﴿بِضَنِينٍ﴾ (تکویر ع ۱) مگر انسوس ہے کہ میری طرف سے بالکل بے فکر ہو۔ جو کچھ تمہاری خیر خواہی کو کیا جا رہا ہے دھیان میں نہیں لاتے۔ بالکل اتنا خیال نہ کرتے ہو کہ کب آئے گی۔ کیا کہہ آئے گی اور اپنی دھن میں اور ہی مست ہو۔ اسے جملہ میں نہیں لیتے وغیرہ وغیرہ۔ (تنویر حسنی)

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَإِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ﴿٦٩﴾

مجھ کو کچھ خبر نہیں اوپر کی مجلس کی جب وہ آپس میں جھگڑتے ہیں ☆

إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا أَنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٧٠﴾

یہی حکم آتا ہے کہ اور کچھ نہیں میں تو ڈر سنانے والا ہوں کھول کر ☆

**ملاء اعلیٰ:** ☆ ملاء اعلیٰ (اوپر کی مجلس) سے ملائکہ مقربین وغیرہم ہی مجلس ہے جس کو متعدد سلسلے سے تدابیر امور، تصریفات، تنظیم، تہ بہ ہوتی ہیں۔

## قیامت کا صحیح علم کسی کو نہیں

یعنی ملاء اعلیٰ میں نظام عالم کے بارے میں جو مختلف تدبیریں یا تجویزیں اور قیل و قال ہوتی ہے۔ مجھے ان کی کیا خبر تھی جو تم بیان کرتے ہو۔ حضرت تھانوی نے بھی اجزاء پر مطلع فرمادیا ہو بیان کرتے ہے۔ جو کچھ کہا ہوں وہی کہا ہوں جو علام سے کہتا ہوں مجھ کو یہ علم حاصل ہے کہ سب کو دوزخ میں ڈالنے والے فرشتے مشتمل ہے خوب تحول کر گا دوں۔ رہا یہ کہ وہ واقعہ کب ہے گا اور قیامت کب قائم ہوگی؟ اس کے لئے اعلیٰ ضرورت ہے۔ اس کی اطلاع کسی کو نہیں دی گئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ پندرہ علیہ السلام نے یہ اجتماع میں قیامت کا ذکر چھڑا کہ کب ہے گی سب نے حضرت آدم علیہ السلام کے حوالہ کیا انہوں نے فرمایا کہ مجھے علم نہیں پھر سب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر حوالہ کیا ان کی طرف سے بھی وہی جواب ملا آخر سب نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرف رجوع کیا فرمایا "لہ" (مسیح قیامت کے اچانک آنے کی گواہی) تو مجھے بھی معلوم ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے۔ (مسیح ایک حدیث میں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے قیامت کے آنے کا وقت دریافت کیا۔ فرمایا "ما المسئول عنہا بأعلم من السائل" یعنی میں تم سے زیادہ نہیں جانتا۔ علوم ہوا کہ ملاء اعلیٰ میں قیامت کے متعلق اس قسم کی بحث ہوئی اور قیل و قال ہوتی ہے جیسا کہ ایک حدیث میں اللہ تعالیٰ کا آپ سے کئی مرتبہ سوال کرنا ﴿فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى﴾ اور آپ کا جواب دینا مذکور ہے۔ مگر وہاں کے مباحثہ کا علم ہمکو وحی الٰہی کے اور کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہاں یہ بتایا ہے کہ میرے سب علوم کا ذریعہ وحی الٰہی ہے اس کے علاوہ میرے پاس کوئی ذریعہ علم نہیں۔ جو کچھ اس کے ذریعہ سے معلوم ہوا ہے وہ میں نے بیان کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ میرے پاس کوئی علم نہیں۔ (تنویر حسنی)

**عالم بالا کی گفتگو:** حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں نے اپنے رب کو نہایت ہی حسین شکل میں دیکھا۔ رب نے مجھ سے فرمایا، محمد عالم اعلیٰ علیہ السلام نے کس

بات میں گفت کر رہے ہیں (میں نے) عرض کیا اے میرے رب تو بہتر جانتا ہے (تو) فرمایا (اچھا) میرے رب نے فرمایا میرے دونوں شاگردوں کے درمیان اپنی تجلی (کا نور) کی تجلی مجھے سیدھے اگلے حصہ میں بھی محسوس ہوئی اور آسمان و زمین میں جو کچھ (ہو رہا) تھا مجھے معلوم ہو گیا پھر حضور نے تلاوت کی وَكَذٰلِكَ نُرِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ تلاوت کی اور فرمایا میں نے بھی میرے رب نے پوچھا محمد تم کیا جانتے ہو ملاء اعلیٰ کے لوگ کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا کفارات کے متعلق بحث کر رہے ہیں۔ (یعنی کون کون چیزیں ان سے گناہوں کا کفارہ اور گناہوں کو مٹا دیتا ہے) فرمایا گناہ کیا ہے (کیا) میں نے عرض کیا پاؤں سے چل کر (نماز کی) جماعتوں کی طرف جانا۔ نماز کے بعد (دوسری نماز کے انتظار میں) مسجد میں بیٹھے رہنا، وضو کو اچھی طرح (مشقت و غیر مشقت پانی اور تکلیف سردی) کے پورا پورا بجا لانا۔ فرمایا ہاں تم نے سچ کہا (اور) پھر میں نے عرض کیا اے میرے رب تو نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا اور ان سے کلام فرمایا اور موسیٰ کو اپنا مقرب بنایا اور ان سے کلام فرمایا اور داؤد کو خلیفہ بنایا اور ان کی طرف زبور نازل فرمائی اور سلیمان کو ایسی سلطنت عطا فرمائی جو کسی کو نہ ملی اور عیسیٰ کو کلمہ اور روح بنایا اور ان کو مردوں کے زندہ کرنے کی قدرت دی (ان کے متعلق آپ کا کیا ارشاد ہے) فرمایا (ان میں سے) کوئی بات بھی ایسی نہیں جو میں نے تجھ کو نہ دی ہو (اور) تیرا مرتبہ میرے نزدیک ان سب سے بڑا ہے (اور) تجھ کو میں نے اپنا محبوب بنایا ہے اور تجھ پر ایک کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کا بیان ہے اور تیری امت کو بہترین امت بنایا ہے اور تیری امت کو اول و آخر بنایا ہے اور تیرے لئے تیرے سینہ کو کھول دیا ہے اور تجھ سے تیرا بوجھ اتار دیا ہے اور تیرے ذکر کو بلند کیا ہے (اور) تجھ سے پہلے جس نبی کو میں نے بھیجا اس کو یہ فرمایا کہ میرے بندوں میں سے جو تیری امت ہے ان کو جنت میں داخل کرے اور تجھ سے پہلے جس نبی کو میں نے بھیجا اس کو یہ فرمایا کہ تو جو مانگے گا تجھ کو دیا جائے گا اور تجھ سے پہلے جس نبی کو میں نے بھیجا اس کو یہ فرمایا کہ تو جو مانگے گا تجھ کو دیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے ہاں شب معراج میں آپ نے یہ سب باتیں کیں۔ (دلائل النبوۃ بیہقی، شرح السنۃ بغوی)

**ملاء اعلیٰ سے کفارات کا مطلب:** کفارات کے معاملہ میں ملاء اعلیٰ کی بحث سے شاید یہ مراد ہو کہ فرشتوں کی ایک جماعت ان نیکیوں کو لکھنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر کوشش کرتے ہیں تاکہ لکھنے کے لحاظ سے سب سے پہلے ہی بڑی کریں۔ (مترجم) حضرت معاذ بن رافع کی روایت میں آیا ہے۔ حضرت معاذ سے بیان کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو آپ نے رکوع سے سر اٹھا کر سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو ایک شخص نے ربنا ولک الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کہا حضور نے نماز پوری کر لی تو فرمایا کہ کس نے یہ بات کہی تھی، اس شخص نے کہا میں نے کہی تھی فرمایا مجھے اور تیس فرشتوں کو دیکھا کہ وہ پہلی بات لکھ کر

سے جلدی کون ان کلمات کو لکھتا ہے (ابو داؤد، بخاری، مسلم، نسائی)

| |
|---|
| اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا |
| جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو میں بنانے والا ہوں ایک انسان |
| مِّنْ صَلْصَالٍ |
| سنی کی مٹی |

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں ایک بار بھی تمام فرشتوں کی (یہ بیان فرمایا) (تنبیہ از مترجم)

الفاظ (لِلْمَلٰٓئِكَةِ کا بیان ہے اور تفصیلاً سورۂ بقرہ میں ملاحظہ ہو اور ابلیس کی تخلیق آدم اور ان کے استخلاف خلافت کے متعلق تفکرات اور ان کا مقصود ملائکہ کو اجمالاً تفصیلاً سے بیان فرما دیا گیا۔

**اپنے آپ کو بڑا سمجھنے کا انجام:** حضرت آدم کے مقابلہ میں ابلیس نے غرور کیا اور سزا وار ہوگیا موسیٰ فرعون کے بھی رسول، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں اپنے کو بڑا سمجھنے سے ان کا بھی ابلیس کی طرح حشر ہوا اور (اس بارہ میں) قصہ یوں ہے (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ |
| پھر جب ٹھیک بنا چکوں اور پھونکوں اس میں ایک اپنی جان سے |

روح پھونکنے سے پہلے ٹھیک بنانا گویا کہ کے پتلا سے ایک سانچا بنا چکوں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ مٹی (اپنی جبلت کا سلسلہ قرار دیا) آپ (اپنا) کہنے سے یہ بھی عالم غیب سے آیا۔ کچھ مضمون سانچ کے متعلق معلوم ہوا (اور) اسرائیلی جھوٹی گڑھی ہوئی باتیں جو مضامین پیدائش کی ملی تھیں ان کا اطمینان ہو جائے۔ (تنبیہ از مترجم)

| |
|---|
| فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ |
| تو تم گر پڑو اس کے لئے سجدہ میں پھر سجدہ کیا فرشتوں نے سب نے |
| اَجْمَعُوْنَ اِلَّآ اِبْلِيْسَ |
| اکٹھے ہو کر مگر ابلیس نے نہ |

چوتھا رکعہ سورۂ "طٰہٰ" "الاعراف" "حجر" وغیرہ سورتوں میں گزر چکا۔ اعراف کے فوائد میں ہم نے مفصل بحث کی ہے۔ اسے ایک مرتبہ دیکھ لیا جائے۔ (تنبیہ از مترجم)

| |
|---|
| اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ |
| غرور کیا اور تھا وہ انکاریوں میں |

ابلیس ☆ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ (ابلیس اصل سے) جن تھا

ہو کر فرشتوں کے حکم سے سجدہ میں گر پڑے لیکن جب (اپنی کثرت عبادت وغیرہ کے سبب سے) بڑے بڑے فرشتوں میں [تفسیر قرطبی]

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ

فرمایا اے ابلیس تجھ کو کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ کرے

لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ

جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا

قدرت ☆ حضرت تھانوی صاحب لکھتے ہیں "خلق" میں کاف کو ہٹا دینے سے ہاتھ اور روح کو جمع (بصیغہ) کے ہاتھ سے خلق عجیب کی چیزیں ایک طرح کی قدرت سے اور ظاہر کی چیزیں دوسری طرح کی قدرت سے بناتا ہے۔ اس لئے ان میں دونوں طرح کی خلق سے ترکیب کی (موہوبا خلق میں پارہ ۲۳ رکوع ۲ کے قریب "كُلَّ يَدٍ مَّنْسُوْخَةٍ بِيَدِهٖ" کا فائدہ ملاحظہ کرنا چاہئے اور سورہ یٰسین "اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ" سے ملک کی انوکھی موجودہ ایجادات بھی ملحوظ رہیں۔ (منہ)

بِيَدَيَّ ☆ بعض نے کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ میں نے تیرے ہاتھ سے بنایا کیا مجھ قدرت کا ہاتھ پر تخلل ہے کہ کل مخلوق اعضاء اور جوارح کے تصور سے منزہ ہے جناب حق سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت سب کو محیط ہے بلکہ ہر ایک چیز کو اس کی قدرت نے پیدا کیا ہے اور یہ جو آیت کا مطلب یہ ہے کہ ملک نے آدم کو اپنی قدرت سے پیدا کیا۔ اور یہ تو کائنات کو سماوی اور ارضی قدرت خداوندی ہی سے پیدا ہوئی ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا خاص طور شرف ظاہر کرنا چاہتے ہیں تو اسے اپنی طرف منسوب فرما دیتے ہیں۔ جیسے اونٹ اور ناقہ۔ حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ اللہ کی ناقہ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اللہ کی روح کہلائی۔ اسی طرح یہاں بھی چونکہ آدم علیہ السلام کی خلقت براہ راست اللہ تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی اس لئے اس کی نسبت حضرت آدم نے اپنی طرف کی خلیفہ بنانے کے لئے بھی یہی طریقہ اختیار فرمایا۔ (منہ)

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ

بڑے بننے کو تو نے پسند کیا یا تو بڑے لوگوں میں سے تھا

☆ یا جان بوجھ کر اپنے کو بڑا بنانا چاہا یا تھا ہی میں تو ان بڑوں میں سے نہ تھا جو تو نے سمجھا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ

بولا میں بہتر ہوں اس سے مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اس کو

مِنْ طِيْنٍ

مٹی سے بنایا ہے

☆ سورہ اعراف میں اس کا بیان گزرا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "آگ پختہ ہے اور مٹی کچی ہے اس سے ابلیس نے سمجھا میں اچھا کیا اچھے سے بنا ہوں" (تفسیر عثمانی)

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ

فرمایا تو نکل یہاں سے تو مردود ہوا ہے

☆ یعنی جنت میں یا آسمانوں کی حکومت میں یا جماعت فرشتگان میں۔ (تفسیر عثمانی)

☆ جنت سے یا آسمانوں سے نکل جا۔ حسن نے کہا یعنی زمین کی طرف جا (وجہ حصر تحقیر) اس لئے خاص کسی کی تعیین نہیں کی تاکہ ہر حقیر سے حقیر چیز کی طرف بھی تو جا سکے۔ یہ فرمان حکم کے بعد ایسی قائم رہا جیسا کہ پہلا حکم قائم رہا۔ (تفسیر قرطبی)

وَاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ

اور تجھ پر میری لعنت ہے جزا کے دن تک

☆ یعنی اس دن تک جب سے میں نے تجھ کو پیدا کیا۔ پھر جب وہ دن آ جائے گا جس کی حد کوئی نہیں ہو گی تو تجھ کو ہمیشہ کے لئے جہنم میں ڈالا جائے گا۔ "اَلْاَمَدُ مُدَّةٌ جُعِلَتْ لِلْاَشْيَاءِ يَنْتَهِيْ اِلَيْهَا" (امد وہ مدت ہے جو اشیاء کی انتہا تک ہو گی یہاں کی انتہا تک۔ (تفسیر قرطبی)

☆ یعنی قیامت کے دن تک۔ کہتے ہیں یہ دنیا ہی تک نہیں ہے بلکہ قیامت کے بعد بھی لعنت قائم رہے گی۔ پھر مرنے کے بعد دوزخ تک تو پہنچ ہی جائے گا۔ یہ لعنت کے ساتھ ذلت بھی ہو گی۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

بولا اے رب مجھ کو مہلت دے تو ان کے اٹھنے کے دن تک

☆ یعنی قیامت کے دن تک۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ

فرمایا تو تجھ کو مہلت ہے اس کے وقت تک جو ٹھہرا ہے

## الْمَعْلُوْمِ

معلوم ہے ☆

☆ یعنی پہلے کو کے قریب تک کس کے بعد نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا عِبَادَكَ

بولا تو تیری عزت کی قسم میں گمراہ کروں گا ان سب کو مگر جو ہوئے تیرے

مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ أَقُولُ ۝

ان میں چنے ہوئے تو فرمایا تو ٹھیک بات ہے اور ٹھیک ہی کہتا ہوں ☆

☆ یعنی میری سب باتیں سچی اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

فَبِعِزَّتِكَ میں قاسمیہ ہے۔ ابلیس کو مہلت مل جانا اس کا مزید اغوا کا سبب ہے اگر اسے کی طرف سے اس کو مہلت نہ ملتی تو وہ اغوا پر قادر نہ ہو سکتا۔ ابلیس لعین نے اللہ کی عزت یعنی غلبہ کامل اور ہمہ گیر قدرت کی قسم کھائی کہ اس ذریعہ سے (یعنی آدم کے اغوا) وہ نسلاً حاصل ہو جائے گا۔

المخلصین یعنی وہ لوگ جنہوں نے اپنے عاجت کے لیے منتخب کر لیا ہے اور گمراہی سے محفوظ بنا لیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ۝

تجھ کو اور جو تجھ سے ہو ان سب سے بھر دوں گا دوزخ تیرے اور ان کے تمام چلنے والوں سے

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ

تو کہہ میں مانگتا نہیں تم سے اس پر کچھ بدلہ اور میں نہیں اپنے آپ سے کچھ

الْمُتَكَلِّفِينَ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝

بنانے والا ہے تو ایک نصیحت ہے سارے جہان والوں کو

## وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ

(معلوم کرو گے تم اس کا احوال تھوڑی دیر کے پیچھے) ۱۲

### پیغمبر کی خیر خواہی

☆ میں نصیحت سے غرض یہ ہے کہ اپنے دشمن اللہ اور دوست میں تمیز کرو۔ شیطان لعین جو دلی دشمن ہے اس کی ساری جدوجہد نیز اس کا نیز باطل جو شیطانی کی بھی خواہی کے لئے آئے ہیں۔ میں تم سے اس نصیحت کا کوئی صلہ یا معاوضہ نہیں مانگتا نہ خود کو اپنی طرف سے بنا کر کوئی بات بتاتا ہوں۔ اللہ نے ایک نصائح کی دستاویز کے تم تک پہنچا دی۔ تھوڑی مدت کے بعد تم خود معلوم کر لو گے کہ یہ خبریں دی گئیں کہاں تک درست ہیں اور جو نصیحت کی گئی کیسی کی اور مفید تھی۔

تم سورہ ص بعون اللہ و حسن توفیقہ وللہ الحمد والمنۃ

(تفسیر عثمانی)

### تکلف اور تصنع کی مذمت

قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں) مطلب یہ ہے کہ میں تکلف اور تصنع کر کے اپنی نبوت و رسالت اور علم و حکمت کا اظہار نہیں کر رہا۔ بلکہ اللہ کے احکام کو ٹھیک ٹھیک پہنچا رہا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تکلف اور تصنع ہر نامذموم ہے پہلا تو اس کی مذمت میں بعض احادیث وارد ہوئی ہیں۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا ارشاد منقول ہے کہ "اے لوگو تم میں سے جس شخص کو کسی بات کا علم ہو وہ تو لوگوں سے کہہ دے اور جس کا علم نہ ہو تو وہ "اللہ اعلم" کہنے پر کتنا کرے (کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ (سورہ ص، آیت ۸۶)

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر)

الحمد للہ سورہ ص ختم ہوئی

## سورۂ زمر کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس طرح بے دھڑک چلے جاتے کہ ہم کہنے لگتے کہ آج کہاں رات گزاریں گے شاید اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑیں گے نہیں۔ اور جیسا بھی ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً ہی ہمیں کہتے یہاں تک کہ ہم کو خیال ہوتا کہ اب تو کچھ ہی دیر میں صبح ہو جائے گی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ بقرہ اور سورۂ زمر کی تلاوت کرتے۔ (تفسیر ابن کثیر)

## شانِ نزول:

بیہقی نے دلائل میں بروایت عطاء عن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ زمر مکہ میں نازل ہوئی۔ بجز ان تین آیات کے جو وحشی قاتل حمزہ کے بارے میں نازل ہوئیں وہ تین آیات قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ کہ یہ سورہ وحشی کے اسلام کے وقت نازل ہوئی اور بعض مفسرین کا قول ہے کہ تمام آیات۔ (زاد المسیر۔ ج۷۔ قرطبی۔ ابن کثیر) (حاشیہ کاشفی)

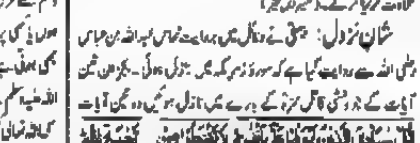
سورۂ زمر کی نازل ہوئی، اس میں پچھتر آیتیں ہیں اور سات رکوع

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝

اتارا ہے کتاب کا اللہ نے جو زبردست ہے حکمتوں والا ☆

## قرآن کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکتا

چونکہ زبردست ہے اس لئے اس کتاب جیسی کتاب کا نازل کرنا اور لانا ہو کر ہی رہے گا۔ کسی کی مقابل یا مزاحم اس کے شیوع و اشاعت کو روک نہیں سکتا۔ یہ حکیم ہے اس لئے دنیا کی کسی کتاب میں اس کی خوبیوں جیسی خوبیاں نہیں کہی جا سکتیں۔ (تفسیر جلالین)

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ

میں نے تیری طرف کتاب ٹھیک ٹھیک بندگی کرتا ہوں

مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۝ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۝

خالص کر کے اپنے لئے بندگی کو سچ ہے بندگی خالص ہے

## اللہ کی بندگی اور حکومت میں لگے رہو

یعنی جس معبود اللہ کی بندگی کرتے ہے جو شائبہ شرک و ریا وغیرہ سے پاک ہو اسی کی طرف خود بھی لوگوں کو دعوت دیجئے اور اعلان کر دیجئے کہ اللہ ہی بندگی کو قبول کرتا ہے۔ یہ جو خالص اسی کے لئے ہو۔ کل غلبۂ اور اخلاص کی اللہ کے ہاں پوچھ پڑتی ہے۔ (فتح البیان)

## عمل کی مقبولیت اخلاص کے مطابق ہوتی ہے

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں بعض اوقات کوئی صدقہ و خیرات کرتا ہوں یا کسی پر احسان کرتا ہوں جس میں میری نیت اللہ خاتی کی رضا جوئی کی بھی ہوتی ہے اور یہ بھی کہ لوگ میری تعریف و ثناء کریں گے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی چیز کو قبول نہیں فرماتے جس میں کسی غیر کو شریک کیا گیا ہو۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ حضور استقبال میں تلاوت فرمائی۔ اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۔ (ترجمہ)

متعدد آیات قرآنی اس پر شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اعمال کا حساب محض بقدر اخلاص ہے۔ وَلْيَخْلُصُوْا وَلْيَرْضَوْهُ اور آیات بکثرت اس پر دلالت کرتی ہیں۔ اللہ نے فرمایا کہ جتنی بھی قسم اور جس طرح بھی عبادت کی جائے اس میں اخلاص ہونا ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ اخلاص وہی شخص کامل ایمان حاصل نہیں ہوتا۔ کیونکہ اخلاص کامل یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو نفع و ضرر کا مالک سمجھے نہ کسی کاموں میں کسی غیر اللہ کو متصرف خیال کرے نہ کسی طاعت و عبادت میں غیر اللہ کا اپنے تصور سے دھیان آنے دے۔ غیر اللہ کی رسائی کو اللہ تعالیٰ محال فرما چکا ہے۔ (تفسیر جلالین صفحہ ۴۰۰)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا

جنہوں نے پکڑ رکھے ہیں اس کے سوا حمایتی کہ ہم تو انکو پوجتے ہیں

نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰٓى اِنَّ اللّٰهَ

اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف قریب کے رتبہ میں بیشک اللہ

يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۝

فیصلہ کر دیگا ان میں جس چیز میں وہ جھگڑ رہے ہیں ☆

## مشرکین کا فیصلہ ہو جائے گا

یعنی مشرک لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ ہم جو غیر اللہ کی عبادت اور ان سے توسل کرتے ہیں تو ہم جانتے ہیں کہ وہ ہمارے اور اللہ کے درمیان میں ہمارے حاجت روا نہیں ہیں۔ ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے مقرب ہیں اور ہماری سفارش کریں گے۔ اس لئے ہماری عبادت اللہ کے نزدیک ہماری سفارش کا ذریعہ ہو جائے گی۔ اس کا جواب دیا گیا کہ اللہ کے نزدیک وہی عبادت مقبول ہے جو خالص اللہ کی ہو۔ جس میں کسی غیر کا شائبہ نہ ہو۔ اور تمہاری عبادت میں شرک کی آمیزش ہے۔ اس لئے اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر ابن کثیر)

توحید خالص ہے۔ تو مخلوق والی ہے، اور اللہ والی ہے۔ اللہ والے کو اللہ ہی کہا جائے گا۔ کسی اور طرف سے کہا جائے گا تو ہو جائے گا۔ (تبلیغی)

**آیت کا شان نزول:** بعض لوگوں نے اس آیت کے متعلق یہ کہا ہے کہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت نازل نہیں ہوئی تم لوگ کے متعلق اعرابی عامر بن طفیل اور اربد بن ربیعہ آئے تھے۔ یہ قبائل کے بڑے تھے اور قریش کو حاصل کی تھیں (آپ سے کہنے لگے تھے کہ ہم آپ کی پوجا صرف اس لئے نہیں کرتے کہ یہ ہمارے معبود کا مقرب بنا دیں (یعنی ان کی پوجا کرکے ہم خدا کے مقرب بن جائیں)

بعض نے کہا ہے جب ان لوگوں سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہارا رب کون ہے تو کہتے تھے اللہ ہے، آسمان و زمین کو کس نے پیدا کیا تو وہ جواب دیتے تھے سب کو اللہ نے پیدا کیا ہے، کہا جاتا پھر تم ان کو کیوں پوجتے ہو تو جواب دیتے ہم تو ان کی پوجا محض اس لئے کرتے ہیں تاکہ یہ ہمیں اللہ سے قریب کر دیں۔ (ہم خدا کے مقرب بن جائیں)

**مشرکین عرب کا حال**

وَكَذٰلِكَ اَخَذُ رَبِّكَ اِذَآ اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهٗٓ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۔ یہ مشرکین عرب کا حال ہے اور اس زمانے کے عام مشرکین بھی کسی قدر یا کلی عقیدہ رکھتے تھے کہ خالق، مالک اور نظام کا مالک جس کو مصرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ البتہ ان کے ان کو یہ کہہ کر ہم تو اپنے مشائخ کے مطابق فرشتوں کی شکلوں پر بت تراشتے اور پوجا جانتے ہوئے کہ یہ بت اور بت پرست ہوئے ہیں۔ انہیں کوئی قصہ و شعور اور قدرت و طاقت نہیں۔ انہیں عقیدہ ہوتا تھا کہ ان بتوں کی تعظیم و تکریم سے اور نذر نیاز سے ہم خوش ہوں گے بلکہ مخلص ہو بت بنانے لگے ہیں اور ظن شیطان کے نزدیک مقرب ہیں۔ انہوں نے اپنا کام خدا وندی کو دنیا کے بادشاہوں پر قیاس کیا۔ جیسے بادشاہ مقرب کی سے خوش ہوں تو وہ بادشاہ سے جو ان کی سفارش کرے کہ ان کا کہنا مان لو۔ وہ مقرب بادشاہ دے دیتے ہیں۔ یہ سمجھے تھے کہ فرشتے بھی بادشاہ ہیں، جس کی طرح جس کی چاہیں سفارش کر سکتے ہیں مگر ان کے یہ سوچے خیالات سب غلط تھے۔ اور آیت میں فرشتوں کی شکل پر وہ لوگ نہیں ہیں اور ہوں بھی تو نہ کسے مقرب درجے والی پر سفارش سے لب ہلا سکتے ہیں۔ ان کو تو ہر ایک چیز سے قبل خدا سے ڈرنا ہے جو اللہ کے ڈر کا ایک ثبوت ہے۔ اس سے وہ بادشاہ نہیں کر سکتے جب تک اس کا ڈر کسی خاص شخص کے ہو۔ اور فرشتوں کی یہ حالت نہیں ہے۔

آج کے بارہ پرست کفار خود اللہ تعالیٰ کے بجز دوسرے کے منکر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شان میں بارہ بت کہتے ہیں۔ پھر یہ سب بارہ بت پرست کفار خدا کو ایک کہنے والے ہیں۔ کوئی مورد بت پرست اللہ کو نہیں کہتا کہ ان کا قول یہ بات سب بلا قید مشترک ہے کہ معبود حقہ خدا کی پرستش بجز اپنی مرضی کے ناممکن ہیں۔ ہم سے ہمارے اعمال کی وجہ پر کرنے والا کوئی نہیں، وہی بدترین

نفس اور شیطان کی تابعیت سے۔ یہ دنیا سے اپنی ایمان کو بچا کر لے جانا ہے۔ یہ بچانا صرف کہنے سے نہیں ہوتا بلکہ اس کی صفات کو اپنے اوپر طاری کرنے سے ہوتا ہے۔ یہ صفات اور تجلیات کی صفات کو اپنے اوپر طاری کرنے کی کوشش کرنے سے ہوتا ہے۔ یہ کوشش کیسی کی جائے؟ یہ کوشش کیسے کی جائے؟ یہ کوشش کیسے کی جائے؟ یہ کوشش کیسے

کیجیے، پھر جہاں وہ رہتی ہے وہیں اس کو ٹھہرائیے، پھر جب کبھی وہ فطرتِ کونیہ کو پکاریاں جاتا تو کسی طرح بچ نہیں سکتا۔ ملحد قافلہ جب خالق میں سے قانون کی تعمیل کی توانائی کا کیا مطلب کر سکتا ہے اپنے لئے گنجائش تلاش کرنا ہے، یہ ہے وہ دین جس کو تمام انبیاء علیہم السلام نے پیش کیا۔ (واضح طلبی)

## فرشتوں کا شکر اولاد:

تو تو اللہ کے ان بندوں کا ذکر ہے جو اللہ کی نعمتوں پر ہر وقت شکر کرتے ہیں اور فرشتوں کا شکر کی ادا دیتے ہیں۔ ان کے محسن ہیں۔ اس خیال کا اس کمال کی بنا پر فرشتوں کو اولاد کہنا کہ آرائش جمالی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہوتی تو وہ بھی اس کے بندہ اور عبادت کے لائق ہوتی۔ کیا یہ ہے کہ وہ بھی اللہ کی ذات کے مساوی ہیں۔ ان کی عبادت بھی کی جائے۔ اور اللہ کی اولاد کے اپنے اوپر ہر حق لازم ہے جو اللہ کے لئے ہے۔ فرشتوں کی عبادت کی ہم عرض نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تعلق کو اولاد بنانے کا لفظ نہیں استعمال ہوا۔ (واضح طلبی)

هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

وہی ہے اللہ اکیلا زبردست ☆

یعنی وہ چیز جس کے سامنے ذلیل ہوتی ہے۔ جس پر کسی کا دباؤ نہیں۔ نہ کسی چیز کی حاجت، اکیلا اور اللہ یعنی تمام خوبیوں سے ہوگا۔ (واضح طلبی)

هُوَ اللّٰهُ الْوَكِيلُ ۔ تیسری الوہیت تو وجوب پر مبنی ہے (جب تو اول و دوم واجب نہیں ہو سکتا تو مخلوق ہے اور ہر مخلوق محکمی جو اس کا قائم ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ اپنی ذات و صفات میں واحد ہو۔ اس کا کوئی مثیل یا ضد شریک نہ ہو جب اس کی محکمی کوئی دوسرا نہیں ہو سکتا تو اس کی اور کیا کس طرح ممکن ہے۔ باپ کے بعض افراد سے بنتی ہے اس لئے اپنے اوصاف ہر عرض ہوتی ہے۔ (واضح طلبی)

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ يُكَوِّرُ

بنائے آسمان اور زمین ٹھیک لپیٹتا ہے

الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ

رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر

## نظام کائنات

عرب کے وقت مشرق کی طرف دیکھو معلوم ہوگا کہ افق سے ایک چادر ہر گھڑی کی اجلی ہوتی چلی آرہی ہے اور اپنے آگے۔ جیسے رات کی وسعت کو عرب کی طرف صف کی طرح لپیٹتی چلی جاتی ہے اسی طرح صبح صادق کے وقت نظر آتا ہے کہ دن کا اجالا رات کی ظلمت کو مشرق سے اکھیلتا ہوا آرہا ہے۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "ایک پر ایک چڑھا آتا ہے جاتا نہیں پڑتا۔" (واضح طلبی)

يُكَوِّرُ کا معنی: یعنی لپیٹنا کی طرح ہر ایک کو دوسرے پر لپیٹ رہا ہے، ایک کو دوسرے کی جگہ۔ لپیٹنا یہ ہے جیسے عمامہ کو اپنے اوپر لپیٹتے ہیں۔ کبھی دائیں کی طرف سے بائیں کی طرف مسلسل ایک کو دوسرے کے بعد اور اس کے اوپر لپیٹتا جائے۔ (واضح طلبی)

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَجْرِي لِاَجَلٍ

اور کام میں لگائے سورج اور چاند ہر ایک چلتا ہے ایک ٹھہرائی چال

مُّسَمًّى اَلَا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾

مدت پر سنتا ہے وہی ہے زبردست بخشنے والا ☆

## اللہ تعالیٰ اور بندہ کو نے والا ہے

یعنی اسی زبردست قدرت سے یہ نظام قائم کیا اور تمام دنیا کے لوگوں کی گمنامیوں اور شرارتوں کی توانائی ہے کہ اس نظام کو درہم برہم کر دیا جائے لیکن وہ بڑا بخشنے والا اور درگزر کرنے والا ہے اپنی شان عفو و مغفرت سے ایک وقت تک ڈھیل دیتا ہے۔ (واضح طلبی)

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ

بنایا تم کو ایک جی سے پھر بنا دی اسی سے

مِنْهَا زَوْجَهَا

اس کا جوڑا ☆

## تخلیق انسانیت

یعنی آدم علیہ السلام اور ان کا جوڑا حضرت حوا۔ (واضح طلبی)

نفس واحدہ: یعنی حضرت آدم جن کو اللہ نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ (واضح طلبی)

وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ

اور اتارے تمہارے لئے چوپائے سے آٹھ

## دوسری مخلوقات

یعنی تمہارے نفع اٹھانے کے لئے چوپایوں میں آٹھ نر و مادہ پیدا کئے۔ حالت گائے، بھیڑ، بکری، اونٹ کا نر و مادہ۔ "انعام" یعنی مویشی۔ (واضح طلبی)

نر و مادہ بھی تمہارے نفع کے لئے چوپائے پیدا کرنے کا حکم دیا۔ اللہ فیصلہ اور حکم جو اس مخلوقات متعلق ذکر کر چکا ہے اس کو دوبارہ دہرانا کہہ دیا جاتا ہے (کیونکہ اس گفتگو سے وہ حکم واضح ہو گیا یہ مطلب ہے کہ

ان اسباب کے ذریعہ سے تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے جو آٹھ نر و مادہ پائے جاتے ہیں جیسے شتر، گائے، بھیڑ اور بکری (انعام کی تشریح میں ان کی تفصیل بیان کی گئی ہے) ۔ یہ عجب بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت آدم کے ساتھ اللہ نے جنت سے اتنا چوپائے بھی پیدا کر دیئے تھے جو آپ ہی کے ساتھ اتر کر آئے تھے۔

**يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّن**

تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک طرح پر

**بَعْدِ خَلْقٍ**

دوسری طرح کے پیچھے

## انسانی پیدائش میں قدرت کے کرشمے

یعنی پہلے نطفہ پیدا کیا، پھر اس سے علقہ بنایا، علقہ سے مضغہ بنایا، پھر ہڈیاں بنائیں اور ان پر گوشت منڈھا، پھر روح پھونکی۔ (تفسیر طبری)

اس میں قدرت خداوندی کے ان معجزوں اور اعجاز کی طرف اشارہ ہے جو انسان کی خلقت میں پائے جاتے ہیں اور یہ کہ کس طرح اللہ کی قدرت میں تدریجی طور پر یہ بھی شامل ہے کہ ہر شخص میں ایک وقت مکمل ہو جائے۔ مگر یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ حکمت و مصلحت ایسا نہیں ہوگا۔ خلقاً من بعد خلق سے توالد و تناسل کی کیفیت بھی سامنے آجاتی ہے کہ کس طرح ایک مرد اور عورت کے ملاپ سے نطفہ ٹھہرتا ہے، اور پھر کس طرح وہ نطفہ بڑھتا ہوا بچہ بن جاتا ہے۔ یہ عالم صنعت کا ایک ایسا عجوبہ ہے جس کی نظیر دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں ملتی۔ یہ ایک ایسا کارخانہ ہے جس میں ہر روز ہزاروں انسان پیدا ہوتے ہیں، مگر ایک کی بھی دوسرے سے شکل نہیں ملتی۔ ہر ایک کی آواز، ہر ایک کی انگلیوں کے نشان، ہر ایک کی آنکھ، ہر ایک کا چہرہ، ہر ایک کا مزاج، ہر ایک کا ذہن، ہر ایک کا دماغ، ہر ایک کا دل، ہر ایک کا جگر، ہر ایک کا خون، ہر ایک کا ہاضمہ، ہر ایک کا پھیپھڑا، ہر ایک کا گردہ، ہر ایک کا پٹھا، ہر ایک کا ریشہ، ہر ایک کا عصب، ہر ایک کا خلیہ، ہر ایک کا ایٹم، ہر ایک کا الیکٹرون، ہر ایک کا پروٹون، ہر ایک کا نیوٹرون، ہر ایک کا ہر چیز دوسرے سے الگ ہے۔ ہر ایک کا ہر چیز دوسرے سے الگ ہونا، ہر ایک کا ہر چیز دوسرے سے الگ ہونا، ہر ایک کا ہر چیز دوسرے سے الگ ہونا،

ناپسند کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

غَنِيٌّ عَنكُمْ ۔ اللہ تم سے اور تمہارے ایمان سے بے پروا ہے، وہ تمہارا محتاج نہیں۔ ایمان کا فائدہ تمہیں ہے۔ اس کفر و ناشکری سے اللہ کا کچھ نقصان نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۔ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ (تفسیر عثمانی)

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۔ پھر اپنے رب کی طرف تم کو پھر جانا ہے تو وہ تمہیں جتلا دے گا تم کو جو تم کرتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۔ سب کے دل کی باتیں جانتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا ۔ اور جب آدمی کو کچھ تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو رجوع ہو کر پکارتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَئِن شَكَرْتُمْ يَرْضَهُ لَكُمْ ۔ اور اگر تم شکر کرو تو وہ تمہارے لئے اس کو پسند کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## اللہ کی پسند یدہ بات

یعنی بندے سے اللہ کی طرف سے جو کچھ شکر گزاری ہے یہ بات اس کو پسند ہے جس سے اس نعمت کو بڑھتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۔ اور نہ اٹھائے گا کوئی اٹھانے والا بوجھ دوسرے کا۔ (تفسیر عثمانی)

## اللہ عادل ہے

یعنی: شکر کی کوئی قدر نہ ہوگی تو ناشکری کی سزا دی جائے گی۔ یہ بات اللہ کے یہاں نہیں ہوگی۔ وہ سب کے ساتھ پورا پورا انصاف کرے گا۔ (تفسیر عثمانی)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی براءت

اس میں اشارہ ہے اس امر کی طرف کہ وبال کفر تم پر ہے، آپ پر نہیں، آپ پر پہنچانے کی تمہاری فرمائش کے خلاف کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نقصان نہیں ہوا تو تمہارے ہی فائدے کے لئے تم کو اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

## سب کے کئے سامنے آئیں گے

یعنی وہاں جا کر سب کے اچھے برے اعمال سامنے دکھا دیئے جائیں گے۔ کوئی چھپا ہوا کام نہ رہے گا۔ کیونکہ جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَإِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۔ پھر جب ہم اس کو کوئی نعمت دیں ہم سے۔ (تفسیر عثمانی)

صاحب اللہ فرماتے ہیں کہ کفر و شکر سے باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کا خالق ہے اور وہی کرتا ہے مگر وہ اس کو برا سمجھتا ہے اور پسند نہیں کرتا ہے۔ اگر یہاں کی تخلیق کا اور اس کی حکمت و مصلحت سے ہونا جس کو ہر ذی ہوش جانتا ہے (عبارت حسن العلم)

| |
|---|
| الْيَوْمَ ۚ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ |
| صرف پہلے جب اللہ کی طرف سے بھول جائے جس کو |
| يَدْعُوا إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا |
| کہ جس کے لیے پکارتا تھا پہلے سے اور ٹھہرائے اللہ کے برابر |
| لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ |
| اور اس کو تاکہ بہکائے اس کی راہ سے |

## انسان کی عجیب طبیعت

یعنی انسان کی حالت عجیب ہے۔ مصیبت پڑنے پر تو بہت گڑگڑا کر دعا کرتا ہے کہ کوئی مصیبت کو ہٹانے والا نظر نہیں آتا۔ پھر جہاں اللہ کی مہربانی سے مصیبت دور ہوئی، فوراً ہی سب کچھ بھول جاتا ہے جس کے لیے ابھی ابھی ہم کو پکار رہا تھا۔ بعض حکماء نے لکھا ہے کہ انسان کی حالت بھول جانے کی اس لیے ہوئی کہ اس سے دوسرے انسان اور اللہ کی مخلوق کی دوسری نعمتوں کو بھی یاد کرے اور ان نعمتوں کے ذریعہ خدا کی طرف متوجہ ہونے کی کوشش کرے مگر انسان کی یہ عادت ہے کہ جب ایک نعمت مل جاتی ہے تو دوسری نعمتوں کو بھول جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ |
| تاکہ بہکائے اس کی راہ سے تو کہہ برت لے اپنے کفر کے تھوڑے دن تو ہے |
| النَّارِ ۝ |
| دوزخ والوں میں ۝ |

## مہلت کو نجات نہ سمجھو

یعنی دنیا کا فر، فاجر اور بدکار ہیں اور عیش و آرام سے اور خدا نے جب تک مہلت دے رکھی ہے دنیا کی نعمتوں سے فیض حاصل کر رہا ہے اس کے بعد تجھے دوزخ میں رہنا ہے جہاں سے کبھی چھٹکارا نصیب نہ ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا |
| کیا ایک جو ہیں فرمانبردار رات کی گھڑیوں میں سجدہ کرتا ہوا اور کھڑا |
| يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ |
| خطرہ رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے رحمت اپنے رب کی تو کہہ |

| |
|---|
| يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ |
| کہیں برابر ہوتے ہیں جو سمجھ والے اور جو بے سمجھ ہوتے |
| إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ |
| وہی ہیں جن کو عقل ہے ۝ |

## صابرین کی شان

یعنی جو بندے رات کی تنہائی میں خدا کے آگے سجدہ کرنے کی عبادت میں لگتے ہیں، ان کے سامنے دو حالتیں ہیں۔ ایک طرف آخرت کا خوف ان کے دل میں ہے۔ قدم رکھے ہوئے ہیں، دوسری طرف اللہ کی رحمت سے بڑی امیدیں بندھی ہوئی ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ یہ دونوں حالتیں کسی کافر کی ہو سکیں؟ ہرگز نہیں۔ یہ حالتیں خدا کی پہچان اور جن مصیبتوں کی وجہ سے خدا کی نافرمانی چھوڑ دیتے ہیں، ان پر غور کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ پھر کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک عالم اور جاہل یا سمجھدار اور بے وقوف میں کچھ فرق نہ ہو؟ مگر افسوس ہے کہ بھی دنیا کے سوچنے سمجھنے والوں میں سے بہت کم لوگ خدا نے عقل دی ہے۔ (تفسیر اشرفی)

**يَحْذَرُ الْآخِرَةَ** یعنی اپنے اعمال کی کوتاہی پر فکر کرتا ہے تو طالب آخرت ہے اور **يَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ** کے الفاظ سے بھی یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اعمال کی بے وزنی کی تلافی رحمت الٰہی سے چاہتا ہے۔ فائدہ یہ ہے کہ اعمال کی بے وزنی کی وجہ سے بھی امید رکھتا ہے کہ اللہ کی رحمت سے جنت ملے گی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال کی بے وزنی سے ڈرنا چاہیے۔ جب تک ایمان پر خاتمہ نہ ہو جائے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ **إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ** سے معلوم ہوا کہ عقلمند ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ یہ صرف سید ہی بتایا ہے کہ اللہ کے خطاب سے بے خوف و مطمئن ہو جانے کی وجہ سے **وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ** نہیں ہوتے۔

**آیت کا شان نزول:** (۵) بعضوں نے لکھا ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس کا نزول حضرت عثمانؓ کے بارے میں ہوا۔ ابن ابی حاتم نے بھی یہی قول نقل کیا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

ابن ابی حاتم روایت کرتے ہیں کہ یحییٰ ابن کثیر نے ایک دفعہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کو خطاب کر کے یہ آیت **أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ** پڑھتے ہوئے سنا۔ ابن عمرؓ نے جواب دیا کہ میں عثمانؓ ہوں۔ (تفسیر ابن کثیر)

**علم تقویٰ کی بنیاد ہے:** **قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ** یعنی جو لوگ خدا کے خاص ہیں افضل صفات جلالی و جمالی کو جانتے ہیں اس لئے عذاب سے ڈرتے ہیں اور رحمت سے دل بڑھائے رکھتے ہیں۔ حکم کی حفاظت کرتے اور قرآن میں

سے بچتے رہتے ہیں۔ (ابن ماجہ)

**رات کی عبادت** رات کا قیام نیک بندوں کے کاموں کو کہا جاتا ہے۔ رات کی تاریکی میں عبادت، خلوت میں محبت کی اور غیب قرب خداوندی بھی ہے۔ قرآن میں متعدد جگہ اس کا ذکر محبوب عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل کو بارگاہ صمدیت میں قبولیت کرنے کے لئے خصوصیت کرتے ہیں۔ ہر ایک فرد دل سے تمنا ہوتی ہے کہ یہ عمل کرنے کی کوشش کرے۔ جو پہلی بار دعوت عبادت میں پیسے چھپے کہ یہ بہت انتظام والا عمل ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ خوشحالی پر پتا چلتا ہے کہ لشکر کے متعلق حساب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی فرد یا فرد کو چھوٹے کرامت قبول ہوئی ہے اور رات کی اس عبادت میں محمد اور تہجد کی حالت شروع ہے۔ اس عمل کی وجہ کو آخرت کی فکر کی ہوا اور جنت کی امید ہوگی۔ بعض حضرات نے مغرب و عشاء کے درمیان کے وقت کو بھی تہجد کہا ہے (قرطبی)۔ (صدیث حق اعلم)

**ثواب عذاب کرنے والی (عشتر)**

عبید بن عمیر نے بیان کیا کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عبید بن عمیر علیہ السلام کی بات نہیں سنی تھی جبکہ وہ عرض کر رہے تھے کہ اے اللہ! میں نے تیرے بندوں کو دیکھا ہے کہ وہ بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہیں اور اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو معاف کر دے تو تو بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے عبید! تو اپنے کام سے کام رکھ۔ میں اپنے بندوں کے بارے میں جو چاہوں فیصلہ کروں۔ تو اس بات کا مکلف نہیں ہے۔ (ابن ماجہ)

**قانت کا معنی** اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ یہ لفظ جس قول، عبادت اور معرفت کے ساتھ بھی آیا ہے اس کے معنی ہیں اطاعت گزار اور یہ لفظ جب نماز کے لئے بولا جائے۔ جیسے **وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ** تو وہاں مراد ہوتا ہے کہ نماز میں اپنی نگاہ کو پست رکھے، ادھر ادھر نہ دیکھے، نہ اپنے بدن یا کپڑوں سے کھیل کرے، نہ اپنا کوئی حصہ چھپائے، نہ ہی اس قسم کی اور حرکتیں کرے جو نماز کے خلاف ہوں۔ (قرطبی)

نماز میں بولنے کی ممانعت کی حدیث ہے جس نے ایک بات سے زیادہ بولنے والوں کے ساتھ ہونے کی بات کی تردید کی ہے۔ (صدیث حق اعلم)

**قُلْ يٰعِبَادِ**

اے کہہ دو میرے بندو

ان اللہ کی طرف سے ایمان والوں کے لئے پیغام ہے۔ فرمایا:

**لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا**

جو لوگ ایمان لائے ڈرو اپنے رب سے جنہوں نے نیکی کی

**فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۭ**

اس دنیا میں ان کے لئے بھلائی ہے

## نیکی کا بدلہ ضرور ملے گا

یعنی جس نے نیکی کی اس کو دنیا میں بھلائی ملے گی یا آخرت میں اس کے لئے بھلائی ہے یا طلب ہے کہ جس نے نیکی کی اس کو آخرت سے پہلے دنیا میں بھلائی ملے گی۔ (ابن کثیر)

**احسان** کیا ہے: **اَحْسَنُوْا** یعنی جس نے اچھے اور خلوص کے ساتھ نیکی کی۔ تو ایک قول کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: ان (نیکی) کو اس طرح ادا کرو کہ تم اپنے رب کو دیکھ رہے ہو۔ تو اگر اس طرح عبادت نہ کر سکو (اپنے میں یہ کیفیت نہ پیدا کر سکو) تو یہ شعور تو ضرور پیدا کرو کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ (ابن کثیر)

**وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۭ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ**

اور زمین اللہ کی کشادہ ہے صبر کرنے والوں ہی کو پورا

**اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ**

ان کا ثواب بے شمار

## ہجرت کی فضیلت

جس نیکی کے لئے ہجرت کرنا پڑے اس کا ثواب بے حساب ہوتا ہے۔ اس لئے ہجرت کرنے والے کو بے حساب ثواب ملے گا۔ (ابن کثیر) ہجرت کرنے والے کو بے حساب ثواب ملنے کی وجہ یہ ہے کہ ہجرت کرنے والا اپنے وطن، اہل و عیال، مال و دولت، عزیز و اقارب، دوست احباب، غرض ہر چیز کو چھوڑ کر اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہجرت کرنے والا اپنے وطن میں عبادت نہیں کر سکتا، اس لئے ہجرت کرنے والے کا ثواب بے حساب ہوگا۔ (ابن کثیر)

**ہجرت اور جہاد** حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ ہجرت میں اضافہ زیادہ ہجرت سے یہ ہوتا ہے کہ انسان اپنے وطن میں عبادت نہیں کر سکتا، اس لئے ہجرت چاہتا ہے کہ وہ ہجرت کرے تاکہ وہ اپنے وطن میں عبادت کر سکے۔ جہاد میں ہجرت کرنے والے کی تعریف یہ ہے کہ جہاد میں ہجرت کرنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بے حساب ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [

اللہ کے سب سے پہلے حکم بردار بنوں۔ یہی اللہ علیہ وسلم اور تمام مومنین کا مقام ہے۔

لِنَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ کی تشریح اس سے پہلے ہم کر چکے ہیں۔ یعنی میری عبادت اور میرا دین اللہ کے لیے خالص ہے۔ اس کے ساتھ کسی اور کی عبادت یا بندگی کا شائبہ تک نہیں ہے۔ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ یعنی مجھے خدا کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں دنیا میں سب سے آگے بڑھ کر اس کی بندگی و اطاعت کا اور اخلاص کا ثبوت دوں۔

## اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ کا مطلب:

قریش کے سرداروں کے جو وفود آپ کی خدمت میں آتے تھے ان سے آپ فرماتے تھے کہ مجھے اللہ کی طرف سے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں سب سے پہلے خود مسلم ہو جاؤں اور اپنے رب کی بندگی و اطاعت کا حق ادا کرنے میں سب سے آگے بڑھ جاؤں۔ یہ ہے اس آیت کا مطلب۔ اس کے بعد آپ نے ان سرداروں کو اسلام کی طرف مائل کرنے کے لیے یہ فرمایا کہ میں تم کو اس روش پر دعوت دیتا ہوں جو تمام انبیاء کی روش رہی ہے۔ اگر میں اس دعوت کے معاملہ میں اللہ کی نافرمانی کروں تو مجھے بھی اس کے عذاب کا خوف ہے۔ اسی مضمون کو آگے بیان فرمایا ہے۔

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ

تو کہہ میں ڈرتا ہوں اگر نافرمانی کروں اپنے رب کا ایک

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

بڑے دن کے عذاب سے ۱۵

## ۱۵ نافرمانی سے مراد جنگ کا عذاب ہے

۱۵ یعنی مجھ جیسے معصوم اور مقرب انبیاء کی اگر بفرضِ محال نافرمانی کرے تو اس پر بھی عذاب سے امان نہیں۔ (تفہیم القرآن جلد اول)

## آیت کا مطلب:

اس کا مطلب یہ ہے کہ اے قریش کے لوگو، میں تو خدا کا فرمانبردار بندہ ہوں، اس کی بندگی میں کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا، اور تمہاری طرف بھی اسی کی طرف سے آیا ہوں کہ تم بھی اس کی بندگی کرو۔ اب اگر تم اس کی نافرمانی کرتے ہو تو میں اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

## شان نزول:

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا کا دین اختیار کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ۝ فَاعْبُدُوْا

تو کہہ میں تو بندگی کرتا ہوں اللہ کی اپنی بندگی اس کے واسطے خالص کر کے ۱۵ اب تم

مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ

چھوڑو جس کو چاہو اس کے سوا بندگی کرو

## توحید پر استقامت

۱۵ یعنی میں تو اللہ کے حکم کے مطابق نہایت اخلاص کے ساتھ اسی کی بندگی کر رہا ہوں، مگر تمہارا عقیدہ ہے کہ خدا کی بندگی کے ساتھ دوسروں کی بندگی بھی ہونی چاہیے، تو تمہیں اختیار ہے جس کی چاہو بندگی کرتے رہو۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

## کافروں کو دھمکی:

پہلے حصہ میں آپ کو حکم دیا گیا کہ میں عبادت کرنے میں اللہ کی خالص نیت کے ساتھ اس بات میں سب سے پہلا مسلم بنوں، اور دوسرے حصہ میں آپ کو ہدایت کی گئی کہ ان لوگوں سے صاف کہہ دیں کہ میں تو اپنی عبادت کے معاملہ میں اللہ کا مخلص بندہ بن کر رہوں گا، تم جس کی چاہو عبادت کرتے رہو۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

۱۵ یعنی تم اپنے باطل معبودوں کی عبادت کرتے رہو، میں ان کی عبادت نہیں کرتا۔ میرا اور تمہارا کوئی جوڑ نہیں ہے۔ تم اپنے معبودوں کو مبارک ہو۔ میں ان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

تو کہہ گھاٹے میں وہ ہیں جو ہار بیٹھے اپنی جان کو

وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ

اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنتا ہے کہی ہے

الْمُبِيْنُ ۝

صریح نقصان ۱۵

## مشرکین خسارے میں ہیں

۱۵ یعنی مشرکین نے اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو سب کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اس سے بڑا خسارہ اور کیا ہوگا۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

خسروا انفسھم یعنی گمراہ ہو کر اپنے تئیں ہمیشہ کے عذاب میں ڈالا۔ واھلیھم یعنی جو ان کے تابع ہوئے ان کو بھی ہلاک کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حقیقی گھر والے وہی ہیں جو دین میں شریک ہوں۔ (موضح القرآن)

خسران کی وضاحت کی۔ بعض لوگوں کا قول ہے کہ خسران مال کی رو سے تھا جیسے اولاد اور اہل و عیال ورثہ میں تو انہیں بعض لوگ کافر ہونے کی وجہ سے اور قتل ہونے پر اگر جنتی ہیں (کیونکہ شہید ہیں) تو ان سے جدا ہونا پڑا۔ یہ ان کے لئے نقصان ہوا۔

الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ: کھلا نقصان اور آخرت کا خسران ہی حقیقت میں خسران ہے (اور کچھ بھی ہو وہ نہ ہونا ہوگا) (خزائن العرفان)

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ

ان کے واسطے اوپر سے بادل ہیں آگ کے اور

تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ

نیچے سے بادل ہیں

یعنی ہر طرف سے آگ ہی آگ ہوگی جیسے گنبد چھا جاتا ہے۔ (خزائن العرفان)

ظُلَلٌ: ظُلَّۃ اور جھریوں کے بچھانے کے بستر ہوتے ہیں تکیے اور بچھونے بھی ظُلَّۃ کہلاتے ہیں یہاں آگ کا فرش اور اوڑھنا مراد ہے۔ قرآن کی سمائیں (ظلل) اس لئے فرمائی کہ آگ کا فرش بھی اوپر سے بچھایا جائے گا۔ (جمل وغیرہ)

ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ: یہ عذاب جو کافروں پر ہوگا اس سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے تاکہ وہ ایسے کاموں سے بچیں جن پر عذاب میں مبتلا کئے جاتے ہیں۔

فَاتَّقُوْنِ: یعنی میرے عذاب کی تکلیف دہ سزاؤں اور میری ناراضی اور غضب کا کام نہ کرو۔ (خزائن العرفان)

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا

اور جو بچتے رہے شیطانوں سے کہ ان کو نہ پوجیں

وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى

اور جھکے اللہ کی طرف ان کے لئے خوشخبری ہے

## مومن کے لئے خوشخبری

یعنی جن لوگوں نے شیطانوں کی پوجا نہ کی اور ہمیشہ سے سرکشی سے بچتے رہے

اور اللہ کی طرف رجوع کیا اور اس کی عبادت کی ان کے لئے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی خوشخبری ہے۔

**الطاغوت:** طغیان (سرکشی) میں حد سے بڑھا ہوا ہر معبود طاغوت ہے۔ بعض کے نزدیک طاغوت سے مراد شیطان ہے اس لئے طاغوت کا لفظ شیطان کے لئے خاص ہو گیا۔ جمہور نے طاغوت سے مراد لئے ہیں بت کیونکہ ان کی عبادت کی جاتی ہے اور ان کی طرف داعی بھی ہیں۔

اَنْ يَّعْبُدُوْهَا: مفعول ہے اجتنبوا کا۔ (جمل وغیرہ)

**آیت کا شانِ نزول:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ (تم مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں) نازل ہوئی تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال کہا جاتا ہے ہر سال ہوتا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (جمل، الخازن) کہ ہر سال نہیں ہر وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ (صاوی، جمل)

فَبَشِّرْ عِبَادِ ۙ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ

تو خوشی سنا میرے بندوں کو جو سنتے ہیں بات

فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ

پھر چلتے ہیں اچھی بات پر تو یہ ہیں جن کو راہ دی اللہ نے

## اعلیٰ مراتب والوں کے لئے بشارت

یعنی جو لوگ کہی جانے والی باتوں میں سے ہر اچھی بات کو سنتے ہیں پھر اچھی باتوں پر چلتے ہیں یہ مطلب ہے کہ قرآن کی بات سنتے ہیں اور اس میں جو ہدایت اعلیٰ ہیں ان پر عمل کرتے ہیں۔ مثلاً معاف کرنے اور حلم و صبر کی ہدایت کی تو معاف کر دیتے ہیں اور غصہ پی جاتے ہیں۔ بدلہ لینے کی اجازت دی تو برابر بدلہ لیتے ہیں۔ یا یہ کہ اچھی بات سنتے ہیں اور اچھی باتوں کا ہی دوسروں کو حکم کرتے ہیں کیونکہ ہر کلام میں اچھی بات بھی ہوتی ہیں۔ کلمۂ اضلال لعنصریوں اور شوہ صاحب نے ایک اور طرح اس کا مطلب بیان کیا ہے کہ چلتے ہیں اچھے نیک حکم پر پھر اچھا کام کرتے ہیں اور سیدھے راستہ پر چلتے ہیں کجی نہیں کرتے۔ اس کا مضمون ہے کہ اللہ کی طرف رجوع کرنے والے۔

**اَلْقَوْلَ اور اَحْسَنَ کی مراد:** یعنی قرآن کو بھی سنتے ہیں اور دوسرے کلام بھی پھر قرآن کی ہدایتوں پر چلتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی سنتے ہیں اور اس کا بھی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر چلتے ہیں (اس مطلب پر اکھڑل نے عام کلام مراد لیا کہ کسی کا کلام ہو اچھا ہو اس کو سنتے ہیں اور اچھا ہی قبول کرتے ہیں مراد ہو کہ قرآن بھی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام بھی) اس تقدیر پر اَحْسَنَ (اسم تفضیل) حَسَنٌ (صفت مشبہ) کے معنی

ہیں ہوگا (یعنی احسن کا ترجمہ بہت اچھا ہوگا بلکہ بہترین ہوگا) کیونکہ کافروں کے کلام میں تو کوئی اچھائی نہیں ہوتی (کہ اس کے مقابلہ میں افضل ہو اس کے رہنے کے کہ کلام بہت اچھا کیا جائے)۔

بعض نے کہا احسن سے مراد یہ ہے کہ جو احکام ان کو دیئے جاتے ہیں ان میں سے جو اعلیٰ حکم ہو وہ چنے لیں اور عمل کریں۔ بعض علماء نے کہا کہ قرآن میں خود ہی انتقام لینے کی اور معاف کر دینے کی ہر ایک کی اجازت ہے لیکن دونوں میں سے معاف کرنا احسن ہے۔ قرآن میں عزائم کا بھی ذکر ہے اور رخصتوں کا بھی لیکن عزائم احسن ہے۔

**آیت کا شان نزول:** حاکم نے حضرت ابن مسعود کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر جب یہاں سے گئے تو حضرت عثمان حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم آپ کے پاس آئے اور مسلمان ہونے کی خبر سنائی۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں یہاں سے تو اس پر بہت خوش تھا مسلمان ہو گئے اور انہیں کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن زید کا قول ہے کہ ان دونوں آیت کا مراد وہ لوگ ہیں جو بتوں کے متعلق یہ جو جاہلیت میں کہتے تھے لا الٰہ الا اللہ کے قائل تھے۔ (۱) یہ ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ (۲) اور مجاہد نے (۳) علی بن طلحہ نے۔ اور حسن (قتادہ) نے مراد وہ لوگ لیے ہیں جو لا الٰہ الا اللہ کے قائل تھے۔ (ابن کثیر، طبری)

**لفظ "احسن" کا اشارہ:**

یہ لفظ احسن کا ہونا قرآن کے کسی طرف اشارہ فرمایا کہ ان لوگوں نے قرآن اور تعلیم رسالت و سنت کا تو نہیں بلکہ پیروی تو ہے سوائے نہیں کی جو اپنے کو واقف لوگوں کا طریقہ ہے کہ جس کی حق بات سنی بلا تحقیق و تصدیق کے اس کا اتباع کرنے لگے تو ان لوگوں نے جو اوامر و نواہی کے رسول کے کلام کو قبول اور احسن کو پہچانے کی اتباع کیا ہے اس کے نتیجہ میں ان کو دائمی انعام یعنی نفس والے اپنے کا مخاطب کیا ہے۔ اسی کی نظیر قرآن ہی میں دوسری جگہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات کے متعلق ہوا ہے۔ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا۔ یہاں بھی احسن سے مراد پوری تورات اور اس کے احکام ہیں۔

اور جس راہ پر ان میں ایک احسن اور دوسرا احسن تھا ان میں سے احسن ہی کو قبول کرنے کے لئے منتخب کرتے ہیں۔ (معارف مفتی اعظم)

| |
|---|
| أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَاهُمُ اللَّهُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمْ |
| وہی ہیں جن کو راستہ پر لے اللہ نے اور وہی ہیں |
| أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٨﴾ |
| عقل والے ☆ |

## کامیابی کا راستہ

یہ ہے کامیابی کا راستہ ان لوگوں کے لئے جنہوں نے اپنے اختیار سے اچھی بات کو سنا اور اس پر عمل کیا۔ (تفسیر طبری)

یہ لوگ باتیں تو بہت سی سنتے ہیں مگر کوئی بھی سوچتے نہیں کی گئی۔ کئی کئی باتیں بھی اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی لیکن انسان صرف اچھی بات کا اتباع کرتے ہیں جو احسن ہے۔ وہ حق و باطل میں سے حق کا اور خیر و شر میں سے خیر کا اتباع کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کو اولوالالباب کہا گیا ہے۔ اسی لئے ان کو ہدایت یافتہ بھی کہا گیا۔ عقل ہی وہ چیز ہے جو اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہے۔ اس لئے مخلوق کو عقل دی گئی ہے۔ (۱۲ منہ) أُولُو الْأَلْبَابِ۔ یعنی جو لوگ عقل والے ہیں جو ہر شخص کا کام ہی ہے کہ اس کی پیروی کرے۔ اور جو عقل والے ہیں وہی پہچان کر احسن کو اختیار کرتے۔ (صاحب القرآن بقلم مفتی اعظم)

| |
|---|
| أَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ أَفَأَنْتَ |
| بھلا جس پر ثابت ہو چکا ہے بات کا حکم بھلا تو خلاص کرے گا |
| تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾ |
| اسکو جو آگ میں پڑا ہے ☆ |

**بدبخت آدمی:** یعنی جس پر عذاب کا حکم ہو چکا ہے اور جو اس کی وجہ سے عذاب کا مستحق ہو چکا ہے تو کیا تو اس کو عذاب سے نکال سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جن لوگوں کو جہنم میں جانا ہے وہ کسی طرح بھی نہیں بچ سکتے۔ ان کے جب آگ میں گرنے کی خبر دی گئی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان کو عذاب سے کوئی نہیں بچا سکتا ہے تو یہ حال عذاب کے مستحق اور اہل جہنم کا بیان کیا گیا ہے۔ (تفسیر طبری)

| |
|---|
| لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّن |
| لیکن جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کے واسطے ہیں بالاخانے |
| فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا |
| اوپر کئی اور بالاخانے چنے ہوئے ان کے نیچے بہتی ہیں |

الَا اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

## جنت تیار ہے

۱۔ یہ جملہ جنت کی طرف اشارہ ہوا ہے کہ جنت تیار ہے۔ اس کو پانے کی کوشش کرو۔

## جنت کے محل اور ان کے حقدار:

۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنت میں ایسے محل ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ اللہ نے ان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جو میٹھا بولیں، کھانا کھلائیں، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

## جنت کے محل اور ان کے حقدار:

۳۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جنت میں ایسے محل ہیں جن کا اندرونی حصہ باہر سے اور بیرونی حصہ اندر سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ اللہ نے ان لوگوں کے لئے تیار کئے ہیں جو میٹھا بولیں، کھانا کھلائیں، رات کو جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز پڑھیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

وَعْدَ اللّٰهِ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ۔ یہ اللہ نے وعدہ کیا ہے اور اللہ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ یہ جملہ اصول فلسفہ و منطق میں بہت اہم ہے اور اللہ ہر عیب سے پاک ہے اور تمام اچھی صفات کا مالک ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت والے اور جہنم والے کا ٹھکانہ بتلا دیا ہے۔ اب کوئی شخص جنت والوں کی اس طرح زندگی گزارے جیسے کہ جہنم والے گزارتے ہیں تو یہ اللہ کے وعدہ کی خلاف ورزی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کے لئے جو راستہ بتلایا ہے اس پر چلنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے جنت کو پھل، میوہ جات، نہریں، شراب، شہد اور دودھ کی نہروں سے مزین فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ بہت سی نعمتیں ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہے۔ جنت کے بالاخانوں کو اس طرح بیان کیا گیا ہے جیسے کہ آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہیں۔ اور روایت میں ہے کہ مشرق اور مغرب کے ستاروں کی مسافت جس طرح فاصلہ رکھتی ہے اسی طرح جنت کے درجات کا فاصلہ ہوگا۔ کیونکہ اللہ کے وعدہ شدہ جنت کے مکانات کی یہ تعریفیں ان لوگوں نے کیں جنہوں نے اپنے جیسوں کے لئے جنہوں نے آپ سے فرمایا ہمارے ان لوگوں کے لئے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور رسول کو سچا جانا۔ (ترمذی و ابن ماجہ) اللہ اکبر کبیرا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب سے ہم آپ کی خدمت میں حاضر رہتے ہیں اور آپ سے جو کچھ دیکھتے، سنتے ہیں اس وقت تک ہمارے دل نرم ہوتے ہیں اور ہمیں آخرت کی طرف سے توجہ ہوتی ہے لیکن جب آپ کی مجلس سے اٹھ کر اپنی گھر والی کے پاس جاتے ہیں اور بال بچوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو اس وقت ہماری حالت بدل جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم اسی حالت میں رہتے جو میرے پاس ہوتی ہے تو فرشتے اپنے ہاتھوں سے تم سے مصافحہ کرتے اور تمہارے گھروں میں آکر تم سے ملاقاتیں کرتے۔ مگر اے حنظلہ کبھی یہ کبھی وہ کیفیت ہوتی ہے لوگوں کو۔ یہ جو کیفیت کہ میرے پاس ہوتی ہے اس کو ہمیشہ رکھتے تو فرشتے تم سے مصافحہ کرتے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کمی بیشی ہے؟ فرمایا کہ ایک ساعت ہوتی ہے کہ جس وقت انسان اپنے گھر والوں سے اور کھانے پینے کا انتظام کرنے کے لئے فارغ ہوتا ہے۔ اس کی نفسانی خواہشات جاگ اٹھتی ہیں اور وہ اپنی عورت کا ارادہ کرتا ہے اور عورت اس کی طرف رغبت کرتی ہے اور یہ ساعت ایسی ہوتی ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناراض ہوتا ہے۔ اس وقت کی نماز اس کو اچھی لگتی ہے جو اس ساعت سے بچ جائے۔ (ابن ماجہ) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وقت کی عبادت اللہ کو پسند ہے۔ اس لئے ہر وقت عبادت میں مشغول رہنا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی سے ہمبستری کرنا بھی عبادت ہے۔ اس لئے اس کو بھی اچھی نیت سے کرنا چاہئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بیوی سے ہمبستری کرنا بھی عبادت ہے۔ اس لئے اس کو بھی اچھی نیت سے کرنا چاہئے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے اتارا آسمان سے پانی

فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ

پھر چلایا اس کو پانی چشموں میں زمین کے؟

## نظام آب پاشی

۱۔ بارش کا پانی پہاڑوں اور زمینوں کے مسام میں جذب ہو کر چشموں کی صورت میں پھوٹ نکلتا ہے۔ پانی انسانوں کے استعمال کے لئے بہت بڑی نعمت ہے۔ (وحیدی)

## پانی کا مفت مل جانا پانی سے بڑی نعمت ہے

۲۔ صبح سویرے کی بات ہے جس نے بھی زمزم سے پیاس بجھانے والے چشمے کے پانی کو پیا ہے وہ یہ کہے گا کہ اللہ نے پانی نازل کر کے ہی ایک عظیم احسان فرمایا ہے۔ پھر یہ پانی کتنا لذیذ ہے اور کتنا ہلکا ہے۔ اس کا ذائقہ کتنا اچھا ہے۔ اس کی تعریف کرنے والے کہتے ہیں۔ اس کی مٹی کی خوشبو جیسے اس میں مشک ملا ہوا ہو۔ کہتے ہیں کہ جب ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے لئے اس کو روکنا چاہا تو اس کی خوبی اور اچھائی جاتی رہی۔ اس کی مٹھاس ختم ہو گئی۔ اس کا ذائقہ بدل گیا۔ اس کی خوشبو جاتی رہی۔ اس کا ہلکا پن ختم ہو گیا۔ اس کی تعریف کرنے والے کہتے ہیں۔ اس کی مٹی کی خوشبو جیسے اس میں مشک ملا ہوا ہو۔ کہتے ہیں کہ جب ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے لئے اس کو روکنا چاہا تو اس کی خوبی اور اچھائی جاتی رہی۔ اس کی مٹھاس ختم ہو گئی۔ اس کا ذائقہ بدل گیا۔ اس کی خوشبو جاتی رہی۔ اس کا ہلکا پن ختم ہو گیا۔ اس کی تعریف کرنے والے کہتے ہیں۔

انسان اُس سے صرف بارش کے وقت یا اس کے متصل چند دن تک فائدہ اٹھا سکتا۔ حالانکہ پانی اس کی زندگی کا لمحہ لمحہ کا ساتھی ضرورت ہے جس سے ایک دن بھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اس لئے حق تعالیٰ سے صرف اس بات کے سوال کرنے پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اُس کے محفوظ کرنے کے عجیب عجیب سامان فرما دیئے۔ کہ کچھ تو زمین کے مخصوص حوضوں اور تالابوں میں محفوظ ہو جاتا ہے اور بہت بڑا ذخیرہ برف بنا کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر لاد دیا جاتا ہے۔ جس سے اس کے سڑنے اور خراب ہونے کا امکان نہیں ہوتا۔ پھر وہ برف آہستہ آہستہ پگھل کر پہاڑی رگوں کے ساتھ زمین میں اُتر جاتا ہے اور جا بجا نکلنے والے چشموں کی صورت میں خود بخود بغیر کسی انسانی عمل کے پھوٹ نکلتا ہے اور دریاؤں کی شکل میں زمین میں پہنچ جاتا ہے اور باقی پانی ہوا کی زمین کی گہرائی میں پہنچا دیتا ہے جس کو کنوؤں کھود کر ہر جگہ نکالا جا سکتا ہے۔ (معارف القرآن، عثمانی)

ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ

پھر نکالتا ہے اُس سے کھیتی کئی رنگ کی

یا بالفظ دیگر اس کی کھیتیاں مختلف قسم کی ہیں۔ (جلالین، الجمل)

ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا

پھر وہ تیار ہوتا ہے تو دیکھے کہ زرد ہو گیا پھر کر دیتا ہے اس کو چورا چورا

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

بیشک اس میں نصیحت ہے عقلمندوں کے واسطے ☆

## کھیتیوں میں نصیحت

☆ یعنی عقل مند آدمی کھیتی کا حال دیکھ کر یہ نصیحت حاصل کرتا ہے کہ جس طرح اگلی رونق اور سرسبزی چند روز کی تھی پھر جو اگایا گیا وہ پیدا ہی حاصل دینے کو تھا کل پھل پک کر رہے گا۔ جانے کہ آدمی اسی کی عارضی بہار پر مغلوں ہو کر انجام سے غافل نہ ہو جائے۔ جیسے کھیتی متلف ہو کر بے مصرف ہے ہمیشہ اس میں ہوا ہے جو آدمی دنیا کی لذتوں پر ریجھ کر آخرت کی فکر نہ کرے۔ اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔ اسی طرح دنیا کو سمجھ لو کہ اس میں نیکی بدی، راحت تکلیف، دنیا سب کی جلی ہوئی ایک کھیتی ہے۔ کوئی کہے گا کہ یہ کھیتی کھلے اور خوب پھلے پھولے جائے تاکہ اس میں سے ہر ایک جز کو کاٹنے مناسب کھانے پینے میں لایا جائے۔ کھیتی اور دنیا اپنے مرکز پر منتہی ہو جائے۔ اور ہر ایک کو اپنے اپنے کام سے کام ہو یا تکلیف اپنے خاتمہ میں جا ملے۔ فرض کھیتی کے مختلف احوال دیکھ کر عقلمند لوگ بہت سفید مسئلہ حاصل کر سکتے ہیں۔ یعنی مضمون آیت میں بعد بھی نتارہ ہو گیا کہ جس خدا نے آسمانی بارش سے زمین میں طرح طرح کی نباتات پیدا کی ہے اسی حیثیت سے قادر ہے کہ تمام مُردوں کا بھی ایسا ہی نشو و نما کر دے۔ (تفسیر عثمانی)

## عقل والوں کے لئے نصیحت:

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۔ یعنی پانی آسمان سے اترنے اور اس کو محفوظ کر کے انسان کے کام میں لانے کے پھر اس سے ہر قسم کی نباتات اور رنگ رنگ کے اناج اور میوے پیدا کرنے میں جو مختلف مگر آپس میں ملتے جلتے ہوئے ہیں ایک بڑا عجیب اور بھرا سا گورکھ دھندا ہے اور اس میں عقل والوں کے لئے بڑی نصیحت ہے جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی عظیم الشان قدرت و حکمت کے دلائل پا سکتے ہیں۔ جس کو دیکھ کر انسان اپنی تحقیق کے مطابق صنعت بھی پہچان سکتا ہے جو وہ پیدا کرنے والے کے سچے خالق و مالک کے پہچاننے کا۔ (معارف القرآن)

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ

بھلا جس کا سینہ کھولا اللہ نے دین اسلام کے واسطے ۲۲

عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ ۚ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُم

روشنی میں ہے اپنے رب کی طرف سے سو خرابی ہے سخت دل کافروں کے حال

مِّن ذِكْرِ اللَّهِ ۚ أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ

خدا کی یاد سے وہ جو ہے پھرے ہیں بھٹکتے سرسری

## خوش بخت و بد بخت

☆ نیکی بدی، راحت تکلیف، دنیا سب کا یہی حال ہے۔ جس کا سینہ خدا نے قبول اسلام کے لئے کھول دیا ہے اسے اسلام کے نافع ہونے میں، پھل تک پہنچنے میں، ہر ہے مقام اسلامی تسلیم سے انتظام ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو قبول و بصیرت کی ایک عجیب روشنی عطا فرمائی ہے۔ جس کے اجالے میں نہایت مکمل و اطمینان کے ساتھ منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اور ہر وہ بد بخت جس کا دل پتھر کی طرح سخت ہو رہا ہے نور ایمان سے بالکل بے نور ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اندھیری رات میں راستہ بھولا ہوا ہو۔ اور ہر طرف سے تاریکی اس کو گھیرے ہوئے ہو۔ (تفسیر عثمانی)

شرح صدر: شرح صدر سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے بندہ کے دل میں ایک نور پیدا کیا جس کی جنس میں اس نے حق کو قبول اور باطل کو رد کیا اور بغیر کسی تردد اور شک کے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر ایمان لے آیا اور سب کی تصدیق کی اس ہدایت کو شرح صدر سے تعبیر

[illegible] کے بعد ان کا [illegible] ہے۔ [illegible] کو [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

## اولیاء اللہ کاملین کی حالت

۱۷۵ یعنی کتاب اللہ کو گوں کو اللہ کے خوف اور اسکے کلام کی عظمت سے جو دین کے کام آپ اٹھتے ہیں اور جن کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھائیں نرم پڑ جاتی ہیں۔ مطلب یہ کہ خوف اور رعب کی کیفیت حاوی ہو کر ان کو غالب آ جاتی ہے جو ہر اس اللہ کی یاد کے سامنے جھک جاتا ہے اور عاشقانہ پیار ان کے جذبات اور دلوں پر ایک خاص اثر پیدا کرتی ہے۔ یہ حال اخلاص کاملین کا ہوا کرتا ہے اگر کبھی ملاقاتیں ہو جاتی ہیں تو وہ بھی قسم کی کیفیات واردات طاری ہو جاتی ہیں مثلاً غش بیہوشی وغیرہ وغیرہ جن کی آیت سے یہ معنی ہوتی احسان کی تفصیل میں پڑنا ضروری ہے۔ بلکہ اس طرح کی خوف اور بے قابو ہو جانا عموماً ارادی قوت اور عزم کے ضعف کی دلیل ہے۔ جامع ترمذی میں ایک صحابہ بیان کرتے وقت ہو مرجوع پر اس قسم کے بعض لوگوں کا عادی ہونا معلوم ہوتا ہے۔ (خلاصہ علی)

جس اللہ کی رحمت اور عموم مغفرت کا جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اس ذکر کی وجہ سے ان کے دلوں میں سکون و اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ ذکر خدا کے ساتھ رحمت کا ذکر تو کیوں کیا کہ یہ تو اصل رحمت ہی ہے۔ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ الخ ذکر خلقہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی امت کے دلوں میں تسکین و تسلی پیدا ہوتی ہے۔ (تفسیر طبری)

## موحدوں کا خوف اور فضیلت

آیت وعید کا ذکر آتا ہے تو موحدوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جسم بدن سکڑ جاتی ہیں اس میں اختر علی پیدا ہو جاتا ہے اور جب آیات رحمہ کا ذکر آتا ہے تو دلوں کا خوف غائب ہو جاتا ہے دلوں میں نرمی ہو جاتی ہیں اور دلوں میں سکون پیدا ہو جاتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کے خوف سے بندے کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے چہرہ اس سے جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے سوکھے پتے۔ (رواہ الطبرانی بسند ضعیف رواہ البیہقی۔ بخاری کی دوسری روایت ابن الفقاء کے ساتھ ہے جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اللہ اس کو دوزخ کے لئے حرام کر دیتا ہے۔

صحابہ پر تاثر غیر صحابہ کا فرق: صحابہ کے طرف سے سچے تھے وہ صحبت رسول کی برکت سے استقامت کی وجہ سے بلا ہاتھ ہو کرامت کی وجہ سے ان پر بیہوشی طاری نہیں ہوتی صحابیوں کے علاوہ دوسروں کو یہ چیز میسر نہیں ہوتی ان پر بیہوشی طاری ہوتی ہے۔ (۱) یا ایمان کی کمزوری کی وجہ سے ہوتا ہے (۲) یا اس کا طرف سے ہوتا ہے اور صحابہ میں یہ نہیں ہوتی

فوصول الی اللہ پر بجلی گرنے ہوئے اور ﴿فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ﴾ کے ذیل میں گذر چکی ہے۔ صحابہ کی موجودگی میں ایسی حالت نہیں ہوئی

## فرشتوں کا خوف

بخاری نے حضرت ابوہریرہؓ سے صحبت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی موت کا فیصلہ کرتے ہیں تو اس کے کلام کو سن کر عرش کے ساتھ جو حاملین ہیں اور ان کے آس پاس جو فرشتے ہیں (اور وہ بھی آسمان والے ہیں) جیسے پتھر پر چٹان پر زنجیر گھسنے سے پیدا ہوتی ہے پھر جب ان کے دلوں کی یہ حالت دور ہو جاتی ہے تو (بعض بالکل بعض) سے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا وہ جواب دیتے ہیں (جو کچھ فرمایا) حق ہے۔ بلند ہے ایک اور آیت میں حضرت موسیٰ کے بیہوش ہو جانے کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔ ﴿فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا﴾

## انسان کی ہمت فرشتوں سے زیادہ ہے

تعجب: ظاہر ہے انسان کی استعداد اور قوت فرشتوں سے کم ہے پھر انسان نے اتنے ثبات کیسے آیت۔ ﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ﴾ کافی ہے اور حضرت عمرؓ اور قوت مشاہدہ کو جانچ کر کے لئے فرمایا ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ﴾ بھی سب ہے کہ فرشتوں نے جب تجلی کی (کلام کو) مشاہدہ میں پر کیفیت طاری ہو گئی لیکن آدمی کی حالت ایسی نہیں ہے دیکھ کر (عرش کے بعد) انسان کا نزول تجلی حاصل ہو جائے تو ہمت اور مثال کے طور پر اپنے دلوں کی حالت میں کوئی تغیر نہیں آتا اور اگر دل میں عظمت کا اثر ہوتا بھی ہو تو کم حالت میں تغیر آ جاتا ہے (اور) اس اور دل میں معارف کلام اللہ کے لئے زیادہ جگہ ہوتا ہے۔

## اولیاء اللہ کی صفات

حضرت ابوالدرداء سے مروی ہے کہ حضرت داؤد فرماتے ہیں الٰہی اللہ کی صفت یہ ہے کہ تو ان میں ہے جن کی طرف جائیں ان کے دل مرہم ہو جائیں اور ذکر اللہ کی طرف دوڑ جائیں جائیں کے دوڑ جائیں اس کی آنکھیں آنسو بہانے لگیں اور صحبت میں سکون پیدا ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے کے دل پر اللہ کے خوف سے ہیبت طاری ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدن کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔ (تفسیر علی)

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

یہ اللہ کی راہنمائی ہے جس طرح وہ چاہتا ہے اس کی راہنمائی کرتا ہے

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

اور جس کو اللہ گمراہ کرے اس کو کوئی راہ نہیں دکھا سکتا۔

## ہدایت اللہ ہی سے مانگو

یہ جملہ اس کے لئے علت ہے کہ مشرکین کو اس طرح کا سوال کرنا چاہئے کہ ہمارے سامنے کھول دے جائے ہیں اور اس شان سے حق کی تصدیق کی طرف لے چلئے ہیں اور جس کو اللہ استعداد کی کمی کے سبب حق کی راہ پانے کی توفیق نہ دے اس کو کون ہے جو اس کی دستگیری کر سکے۔ (تفسیر نمونہ)

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ

بھلا ایک وہ جو روکتا ہے اپنے منہ پر برا عذاب دن

الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ

قیامت کے اور کہا جائے گا ظالموں کو چکھو جو تم

تَكْسِبُوْنَ

کماتے تھے۔

## محشر میں کافر کی حالت

یہ آیت کافر کی حالت کو بیان کرتی ہے کہ جب عذاب سے کوئی مفر نہ ہوگا تو اس پر ہوگا کہ اپنے بدن کے نفیس ترین حصوں کو جیسے منہ وغیرہ میں عذاب کے لئے سامنے کرے گا تاکہ اس کے ذریعہ عذاب کو کچھ ہلکا کر سکے۔ یہ مفہوم بہت سی آیات میں آیا ہے جیسے سورۂ ابراہیم آیت ۵۰ میں ہے تَغْشٰى وُجُوْهَهُمُ النَّارُ (آگ ان کے منہ کو ڈھانپ لے گی) اور سورۂ انبیاء آیت ۳۹ میں ہے لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ (وہ آگ کو اپنے چہروں سے نہیں ہٹا سکیں گے) اور سورۂ صافات آیت ۶۵ میں ہے طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ (اس کا شگوفہ شیطان کے سر کی مانند ہے) اور سورۂ واقعہ آیت ۵۲ میں ہے لَاٰكِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ (تم زقوم کے درخت سے کھانے والے ہو) اور سورۂ دخان آیت ۴۳ میں ہے طَعَامُ الْاَثِيْمِ (گناہگار کا کھانا) اور سورۂ مزمل آیت ۱۲ میں ہے ذَا غُصَّةٍ وَّعَذَابًا اَلِيْمًا (گلے میں پھنسنے والا کھانا اور دردناک عذاب) اپنے آپ کو بچانے کے لئے اپنے حد درجہ قیمتی عضو کو آگ پر ڈالنے کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اپنے کو ہر ممکن طریقہ سے عذاب سے بچانا چاہے گا۔ اس کے لئے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے گا اور اپنے پیر بھی آگے بڑھائے گا اور اپنے منہ کو بھی آگے بڑھائے گا اور اس کے لئے اپنے ہاتھ کو بھی

## غربت عن غربتی یرحم اللہ من یعلمون

غربت، یعنی اس کی وجہ سے لوگ اس کو نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟

### قرآن کے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں

یعنی قرآن کے سمجھانے میں کوئی کمی نہیں ہے۔ قرآن نے بات کو مثال اور نمونہ سے سمجھایا ہے تاکہ لوگ ان میں دھیان کر کے اپنی عاقبت درست کریں۔ قرآن ایسی صاف عربی زبان میں ہے جو اس کے مخاطبین اور پہلی کی بولی زبان تھی۔ اس میں کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جو اس کے مخاطب نہ سمجھ سکتے ہوں۔ ہاں یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے کہ قرآن کی طرح کی پختہ اور مضبوط عبارت میں کسی بڑی سے بڑی علمی بات کو اس طرح ادا کیا جائے کہ ہر پڑھا لکھا اس کو سمجھ لے۔ اس کے لئے بڑی ہی زبردست قابلیت اور کمال درجہ کی علمی لیاقت چاہئے۔ اس لئے قرآن کی عبارت کو سمجھنے کے لئے بھی بڑی ہی علمی لیاقت چاہئے۔ اس لئے قرآن کی عبارت کو سمجھنے کے لئے بھی بڑی ہی علمی لیاقت چاہئے۔ اس لئے قرآن کی عبارت کو سمجھنے کے لئے بھی بڑی ہی علمی لیاقت چاہئے۔

### خلق قرآن کا مسئلہ

جہمیہ نے اس سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ قرآن نہ خالق ہے نہ مخلوق، یہ تو کلام نفسی کی طرح ہے جو اللہ کی ذات کا ایک وصف ہے۔ اللہ کی ذات کی طرح اس کا کلام بھی قدیم ہے۔ اس کا کوئی حصہ بھی مخلوق نہیں ہے۔ اس

## اکثر لوگ نہیں سمجھتے

یہ بھی اللہ ہی کی شان ہے کہ کیسے اہل مطالب و حقائق کو کیسی لطیف اور نشین مثال و شاہد سے سمجھاتے ہیں مگر ہم پر بھی بہت بڑا نصیب ایسے ہیں، جنہوں نے واضح مثالوں کے سمجھنے کو تو سمجھا نہیں (تفہیم القرآن)

لغوی بحث ہم کا اجمال ہے کہ اللہ سے پہلے اللہ کل کو دیکھ رہے ہیں جیسا کہ اب دیکھتے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ نے نعمت دینے والا خاص دین ایک مستقل رسالہ لکھ کر ہے اس پیغام کے لئے ساری عمر دیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ثُمَّ إِنَّكُمْ

بیشک تو بھی مرنا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں پھر تم

يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

قیامت کے دن اپنے رب کے آگے جھگڑو گے ﴿٣١﴾

## قیامت میں سب کا آمنا سامنا ہوگا

☆ یعنی جیسے مشرکہ اور موحد میں جو اختلاف ہے اسکا اثر قیامت کے دن کھل جائے گا اور ظاہر ہوگا جس وقت جھگڑنے والے سب کھڑے کئے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ انبیاء اور مومنین کے مقابلہ میں جھگڑنے اور جھوٹی دلیلیں کرنے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "کافر منکر ہوں گے کہ ہم کو کسی نے حکم نہیں پہنچایا پھر فرشتوں کی گواہی اور زمین و آسمان و ہاتھ پاؤں کی گواہی سے ثابت ہوگا" کس ان کا دعوا بھی جھوٹے ہیں۔ اسی طرح دوسرے تمام جھگڑوں کا فیصلہ بھی اس دن پروردگار کے سامنے ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ قطعاً "اختصام" کو عام رکھا جائے تاکہ ہر بات آجائے۔ (تفہیم القرآن)

## صفت مشبہ کا صیغہ لانے کی وجہ

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ یہاں جملہ اسمیہ (صفت مشبہ اور مبتدا) کے صیغے استعمال ہوئے ہیں جو استمرار پر دلالت کرتا ہے استعمال کیا (یعنی موت اور حقوق فرمایا) فعل اور کسائی کی تحقیق ہے کہ میت فعل کو کہتے ہیں جو آئندہ مرنے والا ہو اور میت اس کو کہتے ہیں جس کی جان نکل چکی ہو اس لئے میت اور مردہ دونوں متعلقہ بدی فرمایا۔

## آیت کا شان نزول: کلبی نے لکھا ہے کہ کفار کہا چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد وفات پا جائیں اس پر یہ آیت مذکورہ نازل ہوئی مطلب یہ ہے کہ آپ بھی مریں گے اور وہ بھی مریں گے کفار مکہ بھی سب مریں گے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے ان کو فتح ہی ہوئی چاہئے۔

## عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ کی وضاحت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرتے کریں نے سب عمر سے اب یہ بری قوم نے اس قرآن کو جھوٹا ہی قرار دے رکھا تھا انہوں نے میری تکذیب کی اور جو دیکھ کر بھی حق پر تو تو ہمیں کو پہچان گیا۔ باقی رہا یہ اظہار پر تھے مشرکہ نے تھے ان کو اس کو ساتھ دکھانے اور جب یہ مقام پہنچانے کی بہت کوشش کی اور یہ دیکھا کہ وہ تکذیب پر تلے رہے تو آپ سے فرمایا کہ اچھا اپنے طور جس طرح تمہیں تھے تم اللہ کی جانب سے ہے قصور تو کر لیجئے ہیں۔ یہ مشرکہ نہیں تھے۔ یہ بھی کہیں گے کہ ہمارے پاس کوئی خبر وحی پر تکذیب ہی نہیں آیا ہے یہ بھی کہیں گے ہمارے پہلے سرداروں نے کہا اور ہم نے کیا ہے ہم پہلے اور اس چیز کی تخطیہ کی جس پر آپ باپ دادا کو پایا۔

لوگ آپس میں بھی اپنے متعلق باتیں جھگڑیں گے سب سے پہلے اس کی خون بہا کا فیصلہ کیا جائے گا۔ جنہوں نے بھی حضرت ابن مسعود کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں کے باہمی مقدمات میں سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ کیا جائے گا۔

ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مقتول قاتل کو پکڑ کر لے آئے گا اس کی گردن کی رگوں سے خون بہہ رہا ہوگا اور عرض کرے گا اے اللہ اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا۔ قاتل کہے گا میں نے اس کو اس لئے قتل کیا کہ فلاں شخص کی عزت (نسب) حاصل ہو۔ فرمایا قتل ہونے والے کی عزت (سرداری) اللہ ہی کے لئے ہے۔ ابن حاتم نے حضرت ابن مسعود کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) قاتل اور مقتول دونوں کو لا کر جن کے سامنے کھڑا کیا جائے گا اور قاتل سے پوچھا جائے گا تو نے اس کو کیوں قتل کیا اگر اس نے اللہ کے لئے قتل کیا ہوگا تو کہہ دے گا میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تاکہ غلبہ اللہ کا (یعنی) ہو جائے (یہ جواب دیا جائے گا) بیشک حرمت (نسب) اللہ ہی کے لئے ہے اور اگر تو نے کسی حق تلفی کے لئے قتل کیا ہوگا تو وہ کہے گا میں نے اس لئے قتل کیا تھا کہ فلاں شخص کو حاصل ہو (ارشاد ہوگا) اس کے لئے تو عزت نہیں۔ غرض جس ظالم نے کسی کو قتل

کیونکہ اس سے ظالم کا ظلم کیا جانے گا اور اسے (یعنی اس کو سزا سے) کا مزہ چکھایا جاتا رہے گا جبکہ اس نے دنیا میں ظلم کیا تھا اور وہ اس سے محروم رہا تھا۔

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صدقہ بن یسار سے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُفْلِسُ الْمُسْلِمِ مَنْ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ۔ (مسلم) یعنی مفلس مسلمان وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا لیکن اس کا حال یہ ہوگا کہ کسی کو گالی دی ہوگی کسی پر تہمت لگائی ہوگی کسی کا مال کھایا ہوگا کسی کا خون بہایا ہوگا کسی کو مارا ہوگا تو جتنا جتنا اس کو اپنے کارناموں میں کچھ نیکیاں ایک (حقدار) کو ملتی جائیں گی اور جب نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو حقداروں کے گناہ اس کے سر پر ڈال دیے جائیں گے پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا

## اعمال کے لین دین میں اہلسنت کا مسلک

یہ کہنا کہ ان مظلوم ظالم کی نیکیاں لے لیں گے، میں لکھا ہے کہ

حالانکہ ایمان نے دوسری نیکیوں کا ثواب لے لیا ہے کیونکہ کفر کے ساتھ ہر قسم کے حقوق اور نیکیوں کی برباد ہونا ضروری ہے۔ بھی ختم ہو جائے گی اہلسنت قول اہل سنت کے مطابق ہے۔ اس حدیث سے بڑا کہ کفر ایک ہمیشہ دوزخ میں رکھے گا اور ایمان کی جزا والی بات ہے ہم جانے کی والی نہیں ہوا جو بھی نیکیاں ان سے (اچھی اعمال) وہ بندوں کی حق تلفی کی وجہ سے ہیں ہوں گی بلکہ ضائع ہو جائیں گی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ مؤمن کا ایمان ہوتے ہوئے بغیر توبہ کے کوئی گناہ ختم ہو جائے گا اور صرف ایمان باقی رہ جائے گا تو کفر کے علاوہ تمام مخلوق کے گناہ ظالم پر ڈال دیے جائیں گے (مظلوم کا کفر ختم ہو جائے گا کیونکہ کفر قابل سزا غیر متناہی ہے اور حقداروں کی سزا متناہی ہے اور متناہی کی سزا غیر متناہی سے نہیں ہو سکتی اور ظالم کو ہمیشہ دوزخ میں پھینک دیا جائے گا اور ابدی مدت تک رہے گا۔ حق تعالیٰ ان کافروں کو اس کے لئے ہمیشگی کی سزا دیں گے جو کہ ان کے کفر کی وجہ سے ہے جبکہ کافر ہمیشہ کفر پر رہے گا۔ اس لئے ہمیشہ کی سزا کا مستحق ہے۔ اس سے خوارج کا یہ عقیدہ باطل ہو گیا کہ مؤمن بھی ہمیشہ کی سزا کا مستحق ہے)

## قیامت کے دن حقوق دلائے جائیں گے

مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے یوں لکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگوں کو ان کے حقوق واپس دلائے جائیں گے یہاں تک کہ مخلوق کی بھی بکریوں والی بکریوں سے (اگر اس نے مخلوق کی بکری کو بغیر اجازت مارا ہوگا تو) بدلہ دلایا جائے گا۔ (مطلب یہ ہے کہ ہر جانور میں جان ہے اس لئے ہر جانور کا بدلہ دلایا جائے گا۔ (ظالم) جانور سے بھی قیامت کے دن ان کا بدلہ دلایا جائے گا۔ (مترجم)

ایک اور حدیث میں ہے کہ دو عورتوں کو انہیں کی قوم کے ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر کے برابر قرار دیا ہے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوذر کے ثواب دیا جائے گا۔ لکھنے لیکن آپ نے فرمایا نہیں۔ بلکہ ان عورتوں کا ثواب ان کے مرد کو دیا جائے گا۔ (ابن ماجہ)

صحابہ کرام کا تعجب: مسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے عرض کیا کہ ہم تو اپنے (نیک اعمال) کے لیے پکڑے جائیں گے اور اب ایک سے ہو رہا ہے ہم تو ہلاک ہو گئے۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ہم میں سے بعض لوگوں نے بعض لوگوں کو گالی دی ہے اور بعض نے بعض کو مارا ہے اور بعض نے بعض کا مال کھایا ہے یہاں تک کہ میں نے (اب کہا کہ) ہم میں سے بعض لوگوں نے بعض لوگوں کا خون بہایا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی ہے تم لوگ جاؤ اور اللہ سے دعا کرو۔ حضرت

اس لڑکی روایت بھی اسی طرح آئی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری نے اس آیت کے ذیل میں فرمایا ہم کہتے تھے اور اب ایک بے اندازہ کی ایک ہے۔ اللہ کی کتاب ایک ہے پھر (قیامت کے دن) یہ باہمی حق تلفی کیوں ہوگی اور جب ہمارے اور ان آیات کے درمیان سے فصل نے اختلاف کی بنا کو ان کے سامنے رکھ دیا تو ہم نے کہا بلکہ یہ ہی ہے۔

ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ جب آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا کہ ہم تو اپنے بھائی بندوں کے ساتھ جھگڑا کس طرح کریں گے جبکہ ہمارے درمیان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ تو لوگوں نے کہا یہ ہے وہ اپنی جھگڑا۔

ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام کے سامنے یہ سوال تھا کہ آخرت میں مسلمانوں اور کافروں کے جھگڑے میں مسلمانوں کے درمیان ہوں گے (مسلمانوں کے آپس میں کیسے ہوں گے) لیکن جب یہ آیات نازل ہوئیں اور مسلمانوں کے درمیان میں فساد ہوئے تھے اس وقت ظاہر ہوا کہ خصومت اور جھگڑا مسلمانوں کے آپس میں بھی ہوگا۔ (ماتحت عفری)

## مظلوم کا حق ظالم سے وصول کرنے کی صورت

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہاں لفظ الْخَصْم میں دنیا کے تمام اہل حق و باطل مظلوم سب داخل ہیں۔ ہر شخص اپنے اپنے مقدمہ، اپنے اپنے معاملات میں فیصلہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ ظالم سے مظلوم کا حق دلوائے گا۔ وہ کافر ہو یا مومن۔ اور صورت میں واجبی حق دلوائے گا وہ ہوگی جو صحیح حدیث میں حضرت ابوہریرہ کی روایت سے آئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مفلس کسے کہتے ہو؟ لوگوں نے کہا ہم تو اسی کو مفلس کہتے ہیں جس کے پاس درہم اور مال نہ ہو۔ آپ نے فرمایا میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب کچھ لے کر آئے گا مگر اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا مال کھایا ہوگا، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا۔ پس ان سب کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی۔ اگر حساب چکنے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے اور پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔ (مسند احمد، مسلم، ترمذی)

مسند احمد کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ امت محمدیہ کے لوگ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا یعنی بالکل پوری پوری حق تلفی کا بدلہ لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ بے سینگ کی بکری کو سینگ والی بکری سے بدلہ دلوایا جائے گا۔ (ابن کثیر)

حضرت ابن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندوں کے مقدمات سب سے پہلے خون کے فیصلہ کیے جائیں گے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس کا ہاتھ اس کے سر سے لٹکا ہوا ہوگا۔ اس کی رگیں اس کے عرش سے لٹکی ہوئی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی رگیں اس کے عرش سے لٹکی ہوئی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔ (ابن کثیر)

ابن ابی حاتم نے ابن عباس کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ جو شخص کسی کو قتل کرے گا اس کا ہاتھ اس کے سر سے لٹکا ہوا ہوگا۔ اس کی رگیں اس کے عرش سے لٹکی ہوئی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔ یہاں تک کہ اس کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور اس کی رگیں اس کے عرش سے لٹکی ہوئی ہوں گی۔ وہ کہے گا اے میرے رب اس سے پوچھ کہ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا۔ (ابن کثیر)

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى

پھر اس سے ظالم زیادہ کون ہوگا جس نے جھوٹ بولا

اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ

اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب کہ وہ اس کے پاس

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

کیا نہیں ہے جہنم میں ٹھکانا منکروں کا ﴿۳۲﴾

وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ
اور جو لے کر آیا سچی بات اور جس نے اس کو سچ مانا
بِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ
یہی لوگ ہیں ڈر والے ان کے
مَا يَشَاءُونَ عِندَ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ
لئے ہے جو چاہیں اپنے رب کے پاس یہ ہے
جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ ۝
بدلہ نیکی والوں کا (۳۳)

### ڈرنے والوں کی شان

یہ بھی حضرت سے ڈرنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ سچی بات لائیں، بیشک ہی کہیں اور سچ کو تصدیق کریں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو سچی بات لے کر آیا وہ رسول ہے اور جس نے سچی مانا وہ مومن ہے کچھ یہاں مسلمان صدیق مراد ہے۔ (خلاصہ)

**آیت کا مصداق:** حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ (صدق الا) یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کہ آپ نے خود اس کی تصدیق کی یعنی خود آپ کی ذات پر **أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ** سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پیروی کرنے والے اہل ایمان کی طرف بھی سب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔

کچھ اور اصحاب نے کہا کہ آیت سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اور ابوبکر صدیق ہیں۔ ابوبکر صدیق نے آپ کی تصدیق کرنے میں سبقت کی اور آپ کی ہر بات کو سچ مانا۔ اس کی تائید میں ابن مردویہ نے حضرت علی کی یہ روایت نقل کی ہے۔

انا صاحب الصدق وصدیق ابوبکر　　وبذلک سمانی ربی فی القرآن

(میں صاحب صدق ہوں اور ابوبکر صدیق ہیں اور اللہ نے قرآن میں میرا نام یہی رکھا ہے)

آپ کی تعریف کرتے ہوئے آپ کی وفات کے بارہ میں کہتے ہیں۔ (باقی صفحہ)

لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي
تاکہ اللہ ان سے دور کرے بدتر کام
عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ
جو انہوں نے کئے اور بدلہ دے ان کو ان کے بہتر کاموں کا

### سب سے بڑا ظالم

یہ اصل میں حضور کو جھٹلانے والوں کے شریف طبقہ کا بیان ہے جو آپ کی دعوت کو سنتے ہی اس کی طرف سے منہ موڑ لیتے تھے اور اس کی طرف توجہ بھی نہ کرتے تھے۔ اب تک کی آیات میں اس کے برعکس ایمان لانے والوں کا ذکر تھا جو اللہ کی طرف سے لائے ہوئے دین کو سنتے اور سمجھتے تھے اور اس کی اچھی باتوں کی پیروی کرتے تھے۔ اب ان کے مقابلہ میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو اللہ کی طرف سے آئی ہوئی بات کو سننے کی بھی تکلیف گوارا نہ کرتے تھے اور اس کی طرف توجہ بھی نہ دیتے تھے۔ ان کے اس رویہ کی وجہ سے ان کے دل اللہ کی طرف سے پھر جاتے تھے اور ان کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے تھے۔ ان کے اس رویہ کی وجہ سے ان کے دل اللہ کی طرف سے پھر جاتے تھے اور ان کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے تھے۔ ان کے اس رویہ کی وجہ سے ان کے دل اللہ کی طرف سے پھر جاتے تھے اور ان کے لئے ہدایت کے دروازے بند ہو جاتے تھے۔

### سب سے بڑا بے انصاف

اس شخص سے بڑا ظالم اور بے انصاف کون ہو سکتا ہے جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا ہو اور اللہ کی طرف سے رسول خدا کے ذریعہ سے جب سچائی کا صحیح کلام اس کے پاس آ گیا تو اس نے سچائی کو جھوٹ بتایا (ایسے) کافروں کا ٹھکانا جہنم ہی نہیں ہے۔

**فَمَنْ أَظْلَمُ** ۔ اس میں اس نے سچی بات کا فروں کا موقف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھگڑا اور ان سے بے انصافی ہونے کا سبب ہے رسول اللہ کا دعویٰ ہے جس سے بڑا بے انصاف اور ظالم کوئی نہیں۔

**كَذَبَ عَلَى اللَّهِ** ۔ اللہ پر جھوٹ باندھنا یہ ہے کہ اللہ کے لئے اولاد اور شریک اور ساجھی بتائیں۔

**وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ** ۔ اور سچ کو جھوٹ بتانا یہ ہے کہ اللہ کا بھیجا ہوا سچا کلام جو اس کے رسول نے سنایا اس کو جھوٹ بتانا اور اس کی تکذیب کرنا۔ اللہ پر جھوٹ باندھنے والوں کی سزا جہنم ہے اور سچ کو جھوٹ بتانے والوں کی سزا بھی جہنم ہے۔

**حضور کیلئے تسلی۔ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ** ۔ یہ سوال تقریری ہے۔ اس کا جواب دینے کا مقام ہم مفہوم تقریر ہے۔ ایک بہت سے اس آیت میں یہ بتا کر اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ مخالف حاسد تنگ دل اور تعصب کا مارا ہوا ہے۔ لوگ جو آپ کی تکذیب کر رہے ہیں آپ کو ظالم قرار دیتے ہیں۔ اس سے آپ کوئی فکر نہ کریں اللہ کو ان کے قابل سزا دینے کے لئے جہنم کافی ہے۔ (باقی صفحہ)

الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

جو وہ کرتے تھے

غلطیوں کی معافی

(۱۰) اللہ تعالیٰ تمہیں (تمہارے) گناہوں کو بخش دے گا اور تمہاری غلطی سے جو (گناہ) ہو گیا ہے اس کو معاف کر دے گا (یعنی جان بوجھ کر) اور اللہ تعالیٰ نے اختیار فرمایا کہ یہ دونوں باتیں (یعنی) اپنی بھلائی اور دوسروں کی بھلائی اور اپنی برائی اور دوسروں کی برائیوں سے بچنا بھی جان لیتا ہے۔ واللہ اعلم (تفسیر ابن کثیر)

بڑے گناہ بھی معافی کے قابل ہیں

اسوٰا (برے کام) اور سیاۂ (کلام کو) برا جانا (یعنی) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب سب سے بڑے قبائل کو اللہ معاف فرما دے گا اور کہا ہے بڑے قبائل کی معافی تو ہر جانی ہوئی چیز ہے گی۔ یہ آیت دلالت کرتی ہے کہ کبیرہ گناہ موقوف نہ ہو جائیں گے۔ کیونکہ اللہ کا قول ظاہر ہے جو کچھ کیا ہے کے ساتھ نہیں اسوٰا اللہ ی عملوا (جیسے) سے یہ طرف بھی اشارہ ہے کہ وہ پر گناہ جو توبہ سے معاف ہو جاتے ہیں (خواہ وہ چھوٹے ہوں) سب سے برا سمجھے ہیں گویا تمام (چھوٹے بڑے) گناہوں کی تکفیر ہو جاتی ہے۔

سفیان نے کہا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کا ہر برا قول کا بدلہ نہیں دیتا (تفسیر عزیزی)

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ میرے والد کہا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرنے والے مسلمان حاجی کی ملاقات کرے اور اس سے مصافحہ کرے اور اس سے درخواست کرے کہ وہ اس کے لئے دعائے مغفرت کرے تو وہ حاجی اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے قبل اس کے کہ وہ اپنے اونٹ کو بٹھائے یا اپنے اونٹ پر سے اترے۔ پس اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ اس کا ثواب اس شخص کو ملتا ہے جو اس کے ساتھ ہو۔ اس کے اہل و عیال اور اس کے مال کی حفاظت کرتا ہے۔ اس کے بعد وہ حاجی اپنے گھر جاتا ہے اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ۭ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے پیدا کئے ہیں آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہہ دیجئے بھلا دیکھو تو تم جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا اگر چاہے مجھ کو اللہ کچھ تکلیف تو وہ اٹھانے والیاں ہیں اس کی تکلیف کی یا وہ چاہے مجھ پر مہربانی تو وہ روکنے والیاں ہیں اس کی مہربانی کو تو کہہ مجھ کو اللہ کافی ہے اسی پر بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے

جو خالق ہے وہی معبود ہے

اللہ تعالیٰ ایک طرف تو خود وحدہٗ لاشریک ہونے پر خود تمہارے اقرار کے حوالے قائم فرما رہا ہے اور دوسری طرف یہ بھی بتا رہا ہے کہ جن کو تم پوجتے ہو وہ تو خود اپنی ذات کے لئے بھی کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچا سکتے، وہ بھلا تمہارے کیا کام آئیں گے۔ پھر تم کس بنا پر ان کو اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کو اللہ کے سامنے سفارشی بنا کر پیش کرتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کو اللہ کی عبادت میں شریک ٹھہراتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کو اللہ کی مخلوق کا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے آگے ہاتھ جوڑتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے سامنے دست سوال دراز کرتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے آگے سجدہ ریز ہوتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی منتیں مانتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی قسمیں کھاتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی دہائی دیتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی بھینٹ چڑھاتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی قربانی کرتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی نیاز دیتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی نذر مانتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی منت مانتے ہو؟ اور کس بنا پر ان کے نام کی قسم

خدا شرک کی حقیقت کا قرار کرنے کے بعد ان پر اس بات کا اقرار کرنا زیادہ مشکل ہو جاتا ہے کہ بت بے وقعت اور کمزور ہستیاں ہیں خدا کے بھیجے ہوئے رسول کی بھیجی ہوئی مصیبت کو روک نہیں سکتے جیسے یہ کہ ان کی مدد سے دشمن کا دور ہو جانا۔

شانِ نزول: مقاتل کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس آیت کے نزول کے بعد) مشرکین سے یہ سوال کیا تھا لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اس پر آیت ذیل نازل ہوئی قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ

عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ آپ کہہ دیجئے میرے لئے خدا کافی ہے بھروسہ کرنے والے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔ (ترجمہ شیخ الہند)

قوی اور قوی ہونے کا طریقہ: ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا من احب ان یکون اقوی الناس فلیتوکل علی اللہ ومن احب ان یکون اغنی الناس فلیکن بما فی ید اللہ عزوجل اوثق منہ بما فی یدہ ومن احب ان یکون اکرم الناس فلیتق اللہ عزوجل جس شخص کو یہ بات محبوب ہے کہ وہ دنیا میں سب سے زیادہ قوی ہو تو اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرے اور جو شخص یہ چاہتا ہے کہ سب سے زیادہ غنی ہو تو اس کو چاہئے کہ جو چیز خدا کے ہاتھ میں ہے اس پر اس چیز سے زیادہ اعتماد کرے جو خود اس کے ہاتھ میں ہے اور جو شخص چاہتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ عزت والا ہو تو اس کو چاہئے کہ خدا کا تقویٰ اختیار کرے۔ (ابن کثیر، روح)

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ

تو کہہ دے اے قوم کام کئے جاؤ اپنی جگہ پر

اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ

میں بھی کام کرتا ہوں اب آگے معلوم کئے لیتے ہو تم

يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ

کس پر آتی ہے آفت کہ جس کو رسوا کرے اور واقع ہوتا ہے اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۝

عذاب ہمیشہ رہنے والا ۝

خدا پرست ہی غالب ہوگا

جس طریقہ پر چلنے کا تم سے دعویٰ کیا جاتا ہے اس کا انجام یا عمل بالکل واضح ہے کہ اس کے ماننے والوں کے لئے دنیا میں بھی ترقی ہے اور آخرت میں بھی۔ اب تم جلد بتا دو کہ

کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ مقابلہ کرنے والے آخر کار سب ذلیل و خوار ہوں گے (منہ) عذاب مخزیہ سے آخرت کا عذاب مراد ہے اللہ اعلم۔ (منہ)

ہر حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غالب ہونا

الغرض عاملون سنی میں اپنی حالت پر قائم رہو ہمیں یہاں مخالفتوں کو انتہا تک ختم کر دینا ہے اس سے ہمارے عزم میں کمزوری پیدا نہیں ہوگی (منہ) میں کامیاب ہوں گا اور تم ہارو گے آخرت میں تو ظاہر ہے ہی دنیا میں بھی اللہ کے فضل سے ہم غالب ہو کر رہیں گے اور تم بھی ذلیل و خوار ہو کر رہو گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں آپ کا مشن پورا ہو جائے گا یہ ضروری نہیں ہے آپ

قبض فرمانے کی تشریح اس کتاب سے جو ہم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے اپنی سند کے ساتھ سدی کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔

**تفسیر کی ذمہ داری** ۔ ہم نے اس کتاب میں جو کچھ ذکر کیا ہے اس کی ذمہ داری ہم پر نہیں ہے بلکہ ہم نے اس کو اس طرح پایا کہ جو کچھ ہم نے اس کتاب میں ذکر کیا ہے اس پر آپ کو مکمل اعتماد ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ کتاب ہم نے اپنے پاس سے نہیں لکھی بلکہ ہم نے اس کو اسی طرح پایا جس طرح ہم نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اب ہم اصل تفسیر کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

**اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا**

اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو ان کے مرتے

**وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ**

وقت میں اور جو نہیں مرتیں ان کو بھی قبض کر لیتا ہے ان کی نیند میں پھر روک

**الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ**

رکھتا ہے جس پر حکم بھیجا ہے موت کا اور چھوڑ دیتا ہے

**الْاُخْرٰى اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ**

اوروں کو ایک وعدہ ٹھہرائے ہوئے تک بیشک اس میں

**ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝**

نشانیاں ہیں ان لوگوں کو جو سوچ کریں ۔

خلیفہ اور موت ۔ حضرت خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابن علیہ نے ابو رجاء (واسطی) العطاردی سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ قبض کر لیتا ہے جانوں کو ان کے مرتے وقت میں اور جو نہیں مرتیں ان کو بھی قبض کر لیتا ہے ان کی نیند میں پھر روک رکھتا ہے جس پر حکم بھیجا ہے موت کا اور چھوڑ دیتا ہے اوروں کو ایک وعدہ ٹھہرائے ہوئے تک۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جس کی موت آنی ہوتی ہے اس کی روح اور جسم کو موت سے پہلے نہیں قبض کیا جاتا۔ (یعنی قرآن کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کی موت آنی ہوتی ہے اس کی روح اور جسم کو موت سے پہلے نہیں قبض کیا جاتا۔ (یعنی قرآن کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کی موت آنی ہوتی ہے اس کی روح اور جسم کو موت سے پہلے نہیں قبض کیا جاتا۔

**بعض اہل علم کا قول** ۔ بعض اہل علم کا قول ہے کہ جب کوئی شخص سوتا ہے تو اس کی روح اور جسم کو موت سے پہلے نہیں قبض کیا جاتا۔ (یعنی قرآن کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کی موت آنی ہوتی ہے اس کی روح اور جسم کو موت سے پہلے نہیں قبض کیا جاتا۔ (یعنی قرآن کی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس کی موت آنی ہوتی ہے اس کی روح اور جسم کو موت سے پہلے نہیں قبض کیا جاتا۔

**توفی کا معنی** ۔ توفی کا لفظ عربی زبان میں کئی معنوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جس کی وضاحت ہم نے اپنی کتاب میں کر دی ہے۔ (اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنی کتاب میں توفی کے معنی کی وضاحت کر دی ہے۔)

[illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے [

ہوتی ہے۔ حالانکہ وہ کچھ نہیں جانتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ شفاعت کی اجازت اور اس کا ملنا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں کر سکتا۔ علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ نے اس مضمون کا ایک اور پہلو سے بھی ذکر کیا ہے۔ وہ یہ کہ مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ ان کے معبود ان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچا لیں گے۔ اس عقیدہ کا رد کرتے ہوئے فرمایا:

قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا

تو کہہ کیا اگر ہوں وہ اختیار نہ رکھتے کچھ

يَعْقِلُوْنَ ۝

سمجھ ۔۔۔

کوئی تو اختیار رکھتا ہے کچھ کوئی تو سمجھتا ہو گا۔ فرمایا:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ

تو کہہ اللہ کے اختیار میں ہے سب شفاعت اسی کا ہے

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ

آسمان اور زمین پھر اسی کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ۝

پھیرے جاؤ گے ۔۔۔

### سب کچھ اللہ کے اختیار میں ہے

اس کی تشریح میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس کی مالک ہے۔ اس نے کسی کو شفاعت کرنے کا اختیار نہیں دیا۔ اگر کسی کو شفاعت کی اجازت ملے گی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملے گی۔ اس کی مثال ایسے ہے جیسے بادشاہ کسی کو کوئی عہدہ دیتا ہے تو اس کے ساتھ اختیارات بھی دیتا ہے۔ اس کے بعد اس عہدہ دار کے فیصلے بادشاہ کے فیصلے تصور کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کسی کو شفاعت کی اجازت دے گا تو اس کی شفاعت اللہ تعالیٰ کی شفاعت تصور ہو گی۔ فرمایا:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ

اور جب نام لیا جائے اللہ کا اکیلا سکڑ جاتے ہیں دل

الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ

ان کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر پر

وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ

اور جب نام لیا جائے ان کے سوا اوروں کا تب وہ

يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

خوش ہو جاتے ہیں ۔۔۔

### غیر اللہ کی محبت والے

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت نہیں ہوتی اور وہ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے تو جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل سکڑ جاتے ہیں اور ان کے چہرے بجھ جاتے ہیں اور جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ اس آیت کا مصداق ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے محروم ہو اور آخرت پر ایمان نہ رکھتا ہو۔ ایسے لوگوں کی یہ علامت بیان کی گئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل سکڑ جاتے ہیں اور ان کے چہرے بجھ جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جائے تو ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے محروم لوگوں کی یہ علامت ہے کہ ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل سکڑ جاتے ہیں اور ان کے چہرے بجھ جاتے ہیں۔ اس کے برعکس جن لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت ہوتی ہے ان کی یہ علامت ہے کہ جب ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل جاتے ہیں اور ان کے چہرے خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝

خوش ہو جاتے ہیں ۔۔۔

### اشمئزاز اور استبشار کا فرق

اشمئزاز کے معنی ہیں سکڑ جانا۔ اس میں یہ مفہوم شامل ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے خالی ہو جاتے ہیں اور دل پر وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر سنا جاتا ہے تو دل پر وحشت طاری ہو جاتی ہے۔ اس کے برعکس استبشار کے معنی ہیں خوش ہونا۔ اس میں یہ مفہوم شامل ہے کہ دل اللہ تعالیٰ کی عظمت اور محبت سے بھر جاتے ہیں اور دل پر خوشی طاری ہو جاتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر سنا جاتا ہے تو دل پر خوشی طاری ہو جاتی ہے۔

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ

جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے گا

بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ

بیچ بندوں اپنے کے اس میں کہ

يَخْتَلِفُوْنَ ۝

جھگڑتے تھے ۔۔۔

☆ یعنی جب کسی سوالی باتوں میں کسی طرح سے نہ آئے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی باتوں میں پانی نہ رکھنا چاہتا ہے تو کہتے ہیں کہ جتنوں کا کچھ نہیں بھرتا پانی۔ (منہ)

اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں اور کافروں کے معاملہ میں قطعاً مایوس ہو گئے اور ان کی طرف سے آپ کا دل بالکل ٹوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا شروع کر دی کیونکہ وہی ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے تمام احوال سے واقف ہے جو چیز کہ عالم اسباب یا عالم شہادت میں ہے وہ سب کا عالم ہے۔

امت محمدیہ میں اس حق کو کون ثابت کرے گا اور باطل پر تو ان کے بھروسے ہیں گے۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا

جو کلمہ یہاں ہے اس کے متعلق حافظ ابن حجر نے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کی فکر میں شب کو آرام کرتے تھے۔ اور تہجد میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔ اللّٰھُمَّ رَبَّ جِبْرَئِیْلَ وَ مِیْکَائِیْلَ وَاِسْرَافِیْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ اِھْدِنِیْ لِمَا اخْتُلِفَ فِیْہِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِکَ اِنَّکَ تَھْدِیْ مَنْ تَشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔ (اے اللہ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل کے رب! آسمانوں اور زمین کو اور ہر ظاہر و پوشیدہ کو پیدا کرنے والے! تو ہی اپنے بندوں کے درمیان ان مسائل کا فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے تھے مجھے اپنے حکم سے حق کی طرف قیام میں جن کا اختلاف کیا گیا ہے راہ پر چلا تو جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ پر چلاتا ہے۔) (منہ)

## حضرت ربیع بن خثیم کی دربار الٰہی میں فریاد

ربیع ابن خثیم کی مجلس میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا ذکر کیا گیا تو ربیع نے اس مجلس سے اٹھ کر اپنے گھر میں جا کر وضو کیا اور چار رکعت نماز پڑھی جس کی ہر رکعت میں ایک بار قل ھو اللہ احد اور دو بار آیۃ الکرسی پڑھی پھر سجدہ میں گر کر یہ دعا پڑھی۔ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ تَحْکُمُ بَیْنَ عِبَادِکَ فِیْ مَا کَانُوْا فِیْہِ یَخْتَلِفُوْنَ۔ (منہ)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سکھلائی ہوئی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو نے ایک کلمہ بیان کیا اور فرمایا کہ یہ کلمہ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا ہے۔ اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَّ مَلِیْکَہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَبِاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَشْھَدُوْنَ نَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ وَشَرِکِہٖ وَاَنْ نَّقْتَرِفَ عَلٰی اَنْفُسِنَا سُوْٓءًا اَوْ نَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ (اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! ظاہر و پوشیدہ کے جاننے والے! ہر چیز کا اور اس کے مالک کا تو ہی رب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے اور فرشتے بھی یہی گواہی دیتے ہیں۔ میں شیطان اور اس کے شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس امر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اپنے اوپر کوئی برائی کمائوں یا کسی مسلمان کی طرف کسی برائی کو کھینچ لاؤں۔) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو سکھایا تھا جس وقت وہ سونے کے وقت پڑھا کرتے تھے (صحیح ابن حبان) اور روایت میں ہے کہ ابوداؤد حمیری نے کہا کہ میں عبداللہ کی خدمت میں حاضر تھا جس وقت وہ سونے کے لیے بستر پر گئے تو یہ کلمات کہنے لگے میں نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات کس سے سنے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں میں نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے پڑھو اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَّ مَلِیْکَہٗ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ وَاَنْ نَّقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ (اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! ظاہر و پوشیدہ کے جاننے والے! ہر چیز کا اور اس کے مالک کا تو ہی رب ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے اور فرشتے بھی یہی گواہی دیتے ہیں۔ میں شیطان اور اس کے شرک سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اس امر سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ اپنے اوپر کوئی برائی کمائوں یا کسی مسلمان کی طرف کسی برائی کو کھینچ لاؤں۔) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں یہ کلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرو کو سکھایا تھا جس وقت وہ سونے کے وقت پڑھا کرتے تھے (صحیح ابن حبان) اور روایت میں ہے کہ ابوداؤد حمیری نے کہا کہ میں عبداللہ کی خدمت میں حاضر تھا جس وقت وہ سونے کے لیے بستر پر گئے تو یہ کلمات کہنے لگے میں نے کہا کہ آپ نے یہ کلمات کس سے سنے ہیں کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنے ہیں میں نے کہا کہ آپ نے فرمایا ہے پڑھو اللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ اَنْتَ رَبُّ کُلِّ شَیْءٍ وَّ مَلِیْکَہٗ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطٰنِ وَشِرْکِہٖ وَاَنْ نَّقْتَرِفَ عَلٰی نَفْسِیْ سُوْٓءًا اَوْ اَجُرَّہٗ اِلٰی مُسْلِمٍ

ہے کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو اکیلا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور میری یہ پکی شہادت ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں تو اگر مجھے میری ہی طرف سونپ دیا تو میں تو برائی سے قریب اور بھلائی سے دور ہو جاؤں گا۔ نفس یا مجھے صرف تیری رحمت ہی کا سہارا اور بھروسہ ہے۔ پس تو بھی مجھ سے عفو کرنے کا وعدہ تو قیامت کے دن پورا کرے یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں۔ اس حدیث کے راوی کہتے ہیں کہ میں نے قسم من عند الرحمٰن سے جب کہا کہ کون ایسی طرح یہ حدیث بیان کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا جبرائیل اللہ تعالیٰ قرآن کی تفسیر ہی کیوں کہ یہ حدیث بھی ہے۔ (مسند احمد، ابو نعیم اور کبیر)

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا

اور اگر نافرمانوں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا

وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ

اور اتنا ہی اور اسکے ساتھ تو عوض دے ڈالیں بدلے چھڑانے

الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ

میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور ظاہر آئے ان کے

اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ۝ وَبَدَا

اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے اور ظاہر

لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَحَاقَ بِهِمْ

آگیں ان کو برے کام جو کماتے تھے اور گھیر لے

مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝

ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے۔

## کافر کی نجات نہیں ہوگی

۴۷ یعنی جب قیامت کے دن ان نافرمانوں کا فیصلہ سنایا جائے گا اس وقت جو ظالم شرک کر کے اپنے اوپر ظلم ڈھاتے تھے ان کا حشر یہ ہوگا۔ اگر ان کے پاس وہ ساری دنیا جو زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زیادہ ان کے پاس موجود ہوں تو چاہیں گے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑا لیں جو ہولناکیاں وہاں پیش آئیں گی جن سب میں ایک ایک کر کے ان کے سامنے ہوں گی اور جسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو کبھی ان کے خیال و گمان میں بھی نہ گزرے تھے۔ غرض تو حید خالص اور دین حق سے جو انحراف کرتے تھے اس کا وبال پڑ کر رہے گا اور جس عذاب کا مذاق اڑاتے

گرتے تھے وہ ان پر ٹوٹ پڑے گا۔ (شیخ زادہ)

## کافروں کے لئے ناگہانی عذاب:

۴۸ جس جملہ کے فرمایا تھا فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ اس کے مقابل دو نفسوں کے لئے فرمایا۔ وَبَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ۔ یعنی اشتباہ و خیال کا ایسا سخت عذاب۔ ان نے سامنے جس کا ان کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ مقاتل نے کہا سختی، یہ بھی ان کو گمان بھی نہ تھا کہ ایسے عذاب سے آخرت میں دوچار ہوں گے۔ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ان کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد ہم سے مواخذہ نہ کریں گے۔ یا یہ خیال تھا کہ مشرکوں کو کبھی نہ کبھی کچھ دیئے جائیں گے آخرت میں ہم مسلمانوں کے مقابلہ میں بہتر حالت میں ہوں گے قیامت کے دن ان تمام خیالوں کے برعکس عذاب سامنے آئے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا

موجب "یعنی مبتدا اول کو کہ کیا تکلیف ہم دیکھتے ہیں انسان کی جنس

## انسان کی جنس

۴۹ یعنی جس کے ذکر سے چڑ تھا مصیبت کے وقت اسی کو پکارتا ہے اور جس کے ذکر سے خوش ہوتا تھا کیسا بھول جاتا ہے۔ (تفسیر اشرفی)

ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ

پھر جب بھیجتے ہم اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہتا ہے یہ تو مجھ کو ملی

اُوْتِيْتُهٗ عَلٰي عِلْمٍ

کہ پہلے سے معلوم تھی مجھ کو

۵۰ یعنی قارون یہ کہتا تھا کہ یہ نعمت مجھ کو مجھ سے بہتر کسی اور میں نہیں تھی اور یہ نعمت اس کو میرے ذاتی کمال کا علم رکھتا تھا اور خدا کو میری استعداد اور لیاقت معلوم تھی۔ چنانچہ کہیں سنتی۔ غرض اپنی لیاقت اور عقل پر مغرور ہونے سے فضل و نعمت پر خیال نہ کیا۔ (تفسیر عثمانی)

بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا

کوئی نہیں یہ جانچ ہے پر وہ بہت سے لوگ نہیں

يَعْلَمُوْنَ

سمجھتے۔

### نعمت استحقاق ہے

[illegible] اس لئے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہ

اعلان کرتی ہے اور نفاق سے ذات یا دین الحاد یا مرتدین کے کفر میں گرفتار ہونے کا حکم لگاتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، بیدینی، اہل ہوا، کفر، نفاق، فاسق، فاجر، مفسد، ظالم وغیرہ کرنے کے بعد کفر کی صحت سے بالکل مایوس ہو جائے اور اس کو توبہ کرنے پر نہ لایا جا سکے۔ کوئی حد نہیں کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے۔ کوئی امید باقی نہیں رکھی جا سکتا۔ پھر بندہ کو امید کیوں ہو یا ہی یہ ضرور ہے کہ ان کے دوسرے اعلانات میں تضریح کر دی گئی کہ کفر و شرک کا جرم دوبارہ توبہ کے معاف نہیں کرے گا۔ لہٰذا اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا کو لفظ بلفظ کے ساتھ مقید کرنا ضروری ہے کہ قول خداوندی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ (پ۵، رکوع ۱۸) اس تقیید سے یہ لازم نہیں آتا کہ بندہ توبہ کرے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹا بڑا قصور معاف نہیں کرتا ہے۔ اور نہ یہ مطلب ہوا کہ کسی جرم کے لئے توبہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اس سے صرف گناہ معاف کرنے کا ہی کے لئے صرف مشیت کی ہے اور مشیت کے متعلق دوسری آیات میں بتلا دیا گیا کہ وہ کفر و شرک سے بدون توبہ کے مغفرت نہ دے گی۔ پھر آیات بالا کی شان نزول بھی اس پر دلالت کرتی ہے جیسا کہ آگے آیت کے فائدہ سے معلوم ہوگا۔ (منہ حنفی)

**آیت کا شانِ نزول:** طبرانی نے ضعیف سند سے حضرت ابن عمرؓ سے بیان نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحشی کو جو حضرت حمزہؓ کا قاتل تھا اسلام کی دعوت دینے کے لئے ایک شخص کو بھیجا۔ وحشی نے جواب دیا آپ مجھے اپنے مذہب میں داخل ہونے کی دعوت کس طرح دے رہے ہیں۔ آپ کا قول یہ ہے کہ جو شخص قتل کرے، یا شرک کرے، یا زنا کرے اس کو تو سخت سزا دن (دوزخ) کا عذاب ہوگا اور میں یہ سب کچھ کیا ہے اس پر آیت اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا نازل ہوئی۔ وحشی نے جواب دیا شرط سخت ہے شاید میں ایسا نہ کر سکوں، کیا اس کے علاوہ بھی کوئی صورت ہے؟ اس پر آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ نازل ہوئی۔ وحشی نے کہا اس آیت میں مغفرت کو مشیت پر موقوف رکھا گیا ہے۔ میں شبہ میں پڑا ہوا ہوں معلوم نہیں کہ (اگر میں شرک سے توبہ کر لوں تو) میری مغفرت ہوگی یا نہیں ہوگی اس پر آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا نازل ہوئی

بغوی کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ مسلمانوں نے خاص یہ کہا: رسول اللہ یہ بات صرف ہمارے لئے خاص ہے یا تمام مسلمانوں کے لئے عمومی (حکم) ہے حضور نے فرمایا (نہیں) بلکہ سارے مسلمانوں کے لئے عمومی ہے۔

دوسرے حضرت ابن مسعودؓ کا بیان نقل کیا ہے حضرت ابن مسعودؓ نے فرمایا ہر کہ کچھ لوگ کہ مسلمان ہونے اور ایمان لانے کے بعد جو لوگ مصحف میں مثلاً بوکر بادیہ چھوڑ بیٹھے ان کی توبہ قبول نہ ہوگی لیکن عبد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یہ میں اگر یہ سنے کہ ان لوگوں کے متعلق سورت آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا نازل فرمائی۔ ہوئی نے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا کہ اس آیت کا نزول ان لوگوں کے بارے میں ہوا جو کہ (شرک میں) مبتلا ہو کر ایمان لے آئے تھے پھر جب ان کو کفار نے فتنہ میں ڈالا تو وہ فتنہ میں پڑ کے یعنی اسلام چھوڑ بیٹھے ہم چاہا کرتے تھے کہ ان کا کوئی عمل کبھی قبول نہیں کرے گا صرف یہ فرمائی کہ جو شخص کسی طرح ان کی توبہ قبول نہ ہوگی لوگ اپنی توبہ کو مسلمان ہونے کے بعد پھر توڑ چکے ہیں پھر بھی ان کی توبہ قبول ہوگی۔ (منہ حنفی)

شیخین نے صحیحین میں بیان کیا ہے کہ کچھ مشرک ایسے تھے جنہوں نے بہت سے قتل کئے تھے اور بہت زنا بھی کیا تھا۔ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ جو کچھ فرماتے ہیں اور جس طرف ہمیں دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے۔ کیا آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ ہمارے اگلے گناہوں کا بھی کفارہ ہو جائے اس پر آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے کہا کہ ہم نے اس پر ناحق خون بہائے ہیں اور زنا کئے ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بنائے ہیں ہمارے لئے کوئی توبہ نہیں ہے اس پر آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیرؓ سے صحیح بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا آیت مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی۔ بغوی نے روایت معاویہ بن صالح عن علی عن ابن عباسؓ حضرت ابن عباسؓ کی طرف نقل کیا ہے۔

مقاتل بن حیان نے بسند ضعیف حضرت ابن عباسؓ کا بیان نقل کیا ہے حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہر کہ وحشی رضی اللہ عنہ اور ان کے دوسرے ساتھی جو کہ (مشرک ہو کر) مسلمان ہوئے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ جو کچھ فرماتے ہیں اور جس طرف کی دعوت دیتے ہیں وہ بہت اچھا ہے۔ کیا آپ یہ فرما سکتے ہیں کہ ہمارے اگلے گناہوں کا بھی کفارہ ہو جائے اس پر آیت وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ مشرکین مکہ نے کہا کہ ہم نے اس پر ناحق خون بہائے ہیں اور زنا کئے ہیں اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود بنائے ہیں ہمارے لئے کوئی توبہ نہیں ہے اس پر آیت قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ نازل ہوئی۔ ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیرؓ سے صحیح بیان کیا کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا آیت مشرکین مکہ کے متعلق نازل ہوئی۔ بغوی نے روایت معاویہ بن صالح عن علی عن ابن عباسؓ حضرت ابن عباسؓ کی طرف نقل کیا ہے۔

لوگوں کو مایوس نہ کرو: روایت ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ سے کسی شخص

لے گئے وہاں ایک اٹھا اور اٹھا کر لے گیا۔ اتنے میں دوسرا گرا، وہ دوسرا گرا کے پیچھے گرے ہوئے اور یہ کہا کہ واپس جانے والے تم لوگوں نے ایسا کیوں کر دیا ہے مگر آپ نے آیت فَلَمَّا جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا (پھر جب ان کے پاس وہ چیز آ پہنچی جسے وہ پہچان گئے تھے) تک پڑھی۔

حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔ اس قاتل کو ایک راہب کا پتہ بتایا گیا تھا لہٰذا قاتل نے اس راہب سے جا کر کہا کہ میں نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ (قبول) ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا نہیں۔ اس شخص نے راہب کو بھی قتل کر دیا اس طرح سو قتل کی تعداد پوری ہو گئی پھر لوگوں سے دریافت کیا (اب) اس زمین پر رہنے والوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ لوگوں نے ایک اور عالم کا پتہ بتایا اس قاتل نے اس عالم کے پاس جا کر کہا کہ میں نے ایک سو انسانوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ (قبول) ہو سکتی ہے؟ عالم نے جواب دیا ہاں (قبول ہو سکتی ہے) کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے؟ تم فلاں مقام پر جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں تم بھی اللہ کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہ آؤ کیونکہ یہ علاقہ برا ہے (چنانچہ وہ قاتل ان لوگوں کی طرف چل دیا) جب وہ آدھا راستہ طے کر چکا تو اس کی موت آ پہنچی اس کے متعلق رحمت اور رحمت کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا (فرشتہ رحمت کی صورت میں) کہ (اس کا اختلاف دور کرنے کے لئے) آدمی فرشتوں نے ایک ثالث مقرر کیا فیصلہ کیا کہ دونوں طرف کی زمین ناپو جس طرف کی زمین اس کے قریب ہو اسی کے حکم میں اس شخص کو داخل کر دو۔ فرشتوں نے زمین کی پیمائش کی تو اسی طرف کی زمین کو پایا جس طرف وہ جا رہا تھا (عبادت کے لئے) تو رحمت کے فرشتوں نے اس کا نامہ اعمال اپنا ہاتھ پھیلا کر قبول کر لیا۔

قتادہ نے کہا کہ حسن کا ذکر ہوا تو وہ (یعنی قتادہ) رو پڑے فرشتوں نے (حسب الحکم) دونوں طرف کی زمین کو ناپا اور صحابہ نے کہا کہ یحییٰ کی طرف والی زمین سے ایک بالشت قریب پائی پس اس شخص کی مغفرت ہو گئی (متفق علیہ)۔

مصنف کہتا ہے کہ یحییٰ نے بھی یہ حدیث بیان کی ہے۔ اس روایت کے مطابق حدیث سعد یہ بیان کرتے ہیں۔ اس قاتل کو ایک راہب کا پتہ بتایا گیا تھا قاتل نے اس راہب سے جا کر کہا کہ میں نے ننانوے انسانوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ (قبول) ہو سکتی ہے؟ راہب نے کہا نہیں۔ اس شخص نے راہب کو بھی قتل کر دیا اس طرح سو قتل کی تعداد پوری ہو گئی پھر لوگوں سے دریافت کیا (اب) اس زمین پر رہنے والوں میں سب سے زیادہ علم والا کون ہے؟ لوگوں نے ایک اور عالم کا پتہ بتایا اس قاتل نے اس عالم سے جا کر کہا کہ میں نے ایک سو انسانوں کو قتل کیا ہے کیا میری توبہ (قبول) ہو سکتی ہے؟ عالم نے جواب دیا ہاں (قبول ہو سکتی ہے) کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے؟ تم فلاں مقام پر جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں تم بھی اللہ کے ساتھ مل کر اللہ کی عبادت میں مشغول ہو جاؤ اور اپنے علاقہ کی طرف واپس نہ آؤ کیونکہ یہ علاقہ برا ہے (چنانچہ وہ قاتل ان لوگوں کی طرف چل دیا) جب وہ آدھا راستہ طے کر چکا تو اس کی موت آ پہنچی اس کے متعلق رحمت اور رحمت کے فرشتوں میں اختلاف ہو گیا (فرشتہ رحمت کی صورت میں) کہ (اس کا اختلاف دور کرنے کے لئے) آدمی فرشتوں نے ایک ثالث مقرر کیا فیصلہ کیا کہ دونوں طرف کی زمین ناپو جس طرف کی زمین اس کے قریب ہو اسی کے حکم میں اس شخص کو داخل کر دو۔ فرشتوں نے زمین کی پیمائش کی تو اسی طرف کی زمین کو پایا جس طرف وہ جا رہا تھا (عبادت کے لئے) تو رحمت کے فرشتوں نے اس کا نامہ اعمال اپنا ہاتھ پھیلا کر قبول کر لیا۔

## بنی اسرائیل کے گنہگار کی مغفرت

حضرت ابوسعید خدری راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جو ننانوے آدمیوں کا قاتل کر چکا تھا پھر (توبہ کی خواہش ہوئی) ایک راہب کے پاس گیا اور اپنے اس نے (دل کی توبہ کے متعلق) دریافت کیا اور پوچھا کہ میرے لئے کیا توبہ ہے (کوئی گنجائش) نہیں ہے۔ سائل نے یہ جواب سن کر اس راہب کو بھی قتل کر دیا اس کے بعد لوگوں سے دریافت کرتا پھرا کہ اب میں کس سے مسئلہ پوچھوں۔ ایک شخص نے کہا فلاں بستی میں جاؤ۔ (وہاں ایک بڑا عالم ہے) اس نے (یہ) سنا تو اس صمیم ہدایت پر آگے اس بستی کی طرف چل پا (لیکن راستہ میں) اس کا موت آ پہنچی۔ (مرتے مرتے) اس نے اپنا سینہ اس بستی کی طرف اٹھا دیا یعنی جا رہا تھا (اور مر گیا) رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اس شخص کے متعلق اختلاف ہو گیا (فرشتے ایک طرف (یعنی بستی کی طرف) والی زمین کو حکم دیا (کہ تم) قریب ہو جاؤ اور دوسری طرف والی زمین کو حکم دیا (کہ تم) پیچھے ہو جاؤ پس اس شخص

نے فرمایا کہ کیا تم اپنے اس شخص کی جان سے بھی زیادہ پیارے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میری جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی شخص کے دل میں ایمان اور یقین کی روشنی ہو تو وہ اس کے لئے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے پڑوسی کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے والد کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے بیٹے کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے بھائی کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے چچا کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے ماموں کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے خالو کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے سسر کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے داماد کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے بہنوئی کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے سالے کے بارے میں بھی ایسا ہی محسوس کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اللہ کی قسم وہ میرا مال ہے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے ساتھی

ہوں ہے جنگی یہ ہوئی ہے اپنے بچے پر صبر کرنا ہے افضل ہے۔

حضرت عائشہ کا بیان ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے ایک شخص آیا (یا بعض) لوگ سے فرمایا کوئی چیز ان کے ہاتھ میں تھی جو پرند (کے کوئے) میں نچلی ہوئی تھی میں نے عرض کیا میں نے ایک جھاڑی کی طرف سے گذرا اس کے بچے کی پرندے کے چوزوں کی آواز سنی تھی میں نے ان کو پکڑ کر اپنی چادر میں رکھ لیا تھا میں ان کی ماں آئی پر سر کے اوپر پر پھیلا دیئے میں نے چادر بچھا کر چوزوں کو اس کے سامنے کر دیا وہ چوزوں پر جھپٹ پڑی میں نے سب کو اپنی چادر میں لپیٹ لیا اب وہ سب میرے پاس ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو رکھ دو اس نے (چادر کھول کر) سب کو رکھ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم کو تعجب ہوا ہے کہ ان چوزوں پر کسی وجہ سے رحم آیا ہے (کہ ان کو چھوڑ دو) قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق دے کر بھیجا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر ان سے زیادہ مہربان ہے۔ جاؤ ان کو لے جاؤ اور جہاں سے لئے ہو وہیں لے جا کر رکھ دو۔ صب اللہ تعالیٰ ان سب کو کہا گیا۔ (ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمر کا بیان ہے ہم کسی جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ ہم کو لوگوں کی حاجت سے آپ کا قصد ہوا اور فرمایا تم لوگ ہو جو انہوں نے عرض کیا ہم مسلمان ہیں ان میں ایک عورت تھی جو بچہ کی ماں سے سوا پی تھی اس کے ساتھ اس کا بچہ تھا جب کوئی ٹیلہ اترتی تھی تو بچہ کو لے کر گزرتی تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں نہیں آپ اللہ کے رسول ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہاں نہیں آپ نے پوچھا ہاں ہے فرمایا کیا اللہ تعالیٰ اپنے بچے پر مہربانی کرتی ہے حضور نے فرمایا ہاں نہیں۔ کہنے لگی کیا ماں بھی اپنے بچے پر مہربانی کرتی ہے حضور نے فرمایا اللہ اپنے بندوں پر مہربان نہیں ہے فرمایا کیوں نہیں کہنے لگی ماں اپنے بچہ کو آگ میں نہیں ڈالتی پس کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے کچھ دیر کے بعد سر اقدس اوپر فرمایا اللہ نے اپنے بندوں میں سے صرف اسی کو عذاب دے گا جو نافرمانی سے سرکشی اور حد سے سرکشی کرنے والا ہو اور لا الٰہ الا اللہ کہنے سے انکار کرے۔ (ابوداؤد)

## آخر کار مومن جنت میں جائے گا

حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندہ نے لا الٰہ الا اللہ (یعنی اقرار توحید کیا) پھر اسی حالت میں مر گیا وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا میں نے عرض کیا خواہ اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو میں نے کہا خواہ اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو فرمایا خواہ اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو میں نے پھر کہا خواہ اس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو فرمایا خواہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو (یہ کلمہ عرب کی عادت ہے کہ بات کی تاکید کے لئے بولتے ہیں) ابوذر جب سنتے تھے کہ حضور نے فرمایا خواہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو تو کہا کرتے تھے اگرچہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو۔ (بخاری و مسلم)

## ثواب کے لئے ایمان شرط ہے

اس سے معلوم ہوا کہ صرف نیک کام سے نجات نہیں ہو سکتی جب تک ایمان نہ ہو نجات نہیں ہو سکتی۔ ایمان کے ساتھ ہی نیک کام ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ایمان کے بغیر نیک کام ثواب کا باعث نہیں ہوتے۔ ایمان کے ساتھ ہی نیک کام ثواب کا باعث ہوتے ہیں۔ ایمان کے بغیر نیک کام ثواب کا باعث نہیں ہوتے۔

## معافی کے دو طریق

معافی دو طرح سے ہوتی ہے ایک تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے یا کسی ولی کی، فاسق سے بعض اوقات مہربانی اور رحمت سے۔ اور گناہگار مومن کو عذاب بھی ہوتا ہے تو وہ عذاب ہمیشہ کا نہیں ہوتا بلکہ ہر گناہ کے ثواب کا وعدہ فرمایا ہے ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ يَّفْعَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ اور ایسا سب سے بڑی بھلی ہے (ہر نیکی کا بدلہ دیا جائے گا) اور ایمان کے بعد کے وعدے کے خلاف ہوتا ہے لیکن ہر نظام ثواب ضرور جنت ہے۔ (ع)

ہزار دکن جنت میں جائے گا جو ہے ایک بھی عذاب سے۔

## گناہ و مومن اور کافر کے تردد یک

مومن اپنے ایک گناہ کو بھی ایسا سمجھتا ہے جیسے وہ پہاڑ کے نیچے ہے اور پہاڑ گرنے والا ہے اور کافر اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے جیسے ناک پر مکھی بیٹھی ہو اور ہاتھ کے اشارے سے اڑا دی۔ (بخاری)

## سب سے زیادہ عظمت والی آیت

طبرانی میں حضرت ابن مسعود کا قول ہے کہ کتاب اللہ قرآن میں

سب سے بڑا وعظ و نصیحت والی آیت آیت تکویر ہے اور نبی و رسول سب سے زیادہ اسی کی تلاوت کرتے تھے۔ اسی لئے فرمایا جاتا ہے "یعنی ہے بیشک اللہ حکم دیتا ہے بالعدل والاحسان" یہ دو لفظ ہیں جو ساری شریعت کا خلاصہ ہیں۔ عدل کے معنی ہیں ہر چیز کو اس کی جگہ پر رکھنا اور احسان کے معنی ہیں ہر کام کو اچھی طرح انجام دینا۔ اس کے بعد فرمایا "اور دیتا ہے قرابت والوں کو" یعنی ان کے حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ "اور روکتا ہے بے حیائی سے اور برے کام سے اور ظلم سے" یہ تین بڑے گناہ ہیں جن سے روکا گیا ہے۔ "نصیحت کرتا ہے تم کو تاکہ تم یاد رکھو" یعنی ان تعلیمات کو یاد رکھو اور ان پر عمل کرو۔

## حضرت ابوایوبؓ نے انتقال کے وقت

حضرت ابوایوب انصاریؓ سے انتقال کے وقت فرماتے ہیں کہ میں نے تم سے کئی بار تک جہاد کی حدیث بیان کی ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص مرجائے اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو اور نہ کوئی بڑا گناہ کیا ہو تو وہ بخشا جائے گا (صحیح مسلم)۔

## حضرت آدم علیہ السلام کی درخواست

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب شیطان نے آدم علیہ السلام سے کہا کہ میں نے تمہارے سبب سے ہی تو تم کو جنت سے نکلوایا ہے تو آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے اللہ مجھ کو اور میری اولاد کو قیامت تک کی عمر دے دے۔ پروردگار عالم نے فرمایا کہ تم نے جیسا کیا ویسا بھگتو۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ تو نے ہم کو جنت سے نکالا اور ہم کو اس سے محروم کر دیا جس میں ہم آرام سے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تم کو اور تمہاری اولاد کو اس کی طرف لوٹا دوں گا جو اس کا مستحق ہوگا۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو بلایا اور ان کو دیکھا کہ ان میں کوئی اندھا ہے کوئی کانا ہے کوئی لنگڑا ہے کوئی کوڑھی ہے کوئی مفلوج ہے کوئی بیمار ہے کوئی کمزور ہے کوئی طاقتور ہے کوئی خوبصورت ہے کوئی بدصورت ہے۔ اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ تو نے ان کو ایسا کیوں بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو ایسا اس لئے بنایا ہے کہ ہر ایک کو اس کے اعمال کا بدلہ دوں۔ جس نے اچھا کام کیا ہے اس کو اچھا بدلہ دوں گا اور جس نے برا کام کیا ہے اس کو برا بدلہ دوں گا۔ اس کے بعد

بَغْتَةً فَتَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَرْسَلْتَ اِلَيْنَا رَسُوْلًا

اچانک پھر کہے اے رب ہمارے کیوں نہ بھیجا تو نے ہماری طرف

فَنَتَّبِعَ اٰيٰتِكَ وَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

پھر ہم تیری آیتوں پر چلتے اور ہوتے ایمان والوں میں ۝

قرآن پر عمل کرنے والے مومن بن جاتے ہیں اور ہم سے ان کی قوی امید ہے کہ وہ ہدایت پر چلیں گے۔ ہم نے یہ بات اس لئے فرمائی ہے کہ کفار مکہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس کوئی رسول نہیں آیا ورنہ ہم ضرور ایمان لے آتے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ ہر قوم میں رسول بھیجے تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ ہمارے پاس کوئی رسول نہیں آیا ورنہ ہم ضرور ایمان لے آتے۔ (تفسیر صاوی)

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا

کہیں کہے کوئی جی کہ افسوس ہے مجھ پر اس بات

فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ

کہ میں کوتاہی کی اللہ کے حق میں اور میں

لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ۝

البتہ ہنسی کرنے والوں میں ۝

کافر کی حسرت جو اس وقت ہوگی جب اس کے سامنے جہنم ہوگی اور وہ دیکھ لے گا کہ اس کے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔ اس وقت وہ حسرت کرے گا کہ میں دنیا میں اللہ کے حکموں کی نافرمانی کرتا رہا اور اس کے رسولوں کا مذاق اڑاتا رہا۔ اب جو میرے سامنے جہنم ہے تو میں اس کا مستحق ہوں۔ (تفسیر صاوی)

بے اختیار توبہ: یعنی نفس کہے گا کہ کاش میں دنیا میں ہدایت کو قبول کر لیتا اور اللہ کی نافرمانی سے باز رہتا۔ اس وقت کی توبہ بے اختیار توبہ ہوگی جو عذاب دیکھنے کے بعد ہوگی۔ ایسی توبہ قابل قبول نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ توبہ کا وقت عذاب سے پہلے پہلے ہے۔ عذاب کے بعد توبہ کا وقت نہیں رہتا۔ اس وقت کی توبہ کو توبہ یاس کہتے ہیں۔ (تفسیر صاوی)

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ

یا کہے کہے اگر اللہ مجھ کو راہ بتاتا

لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝

البتہ ہوتا میں پرہیزگاروں میں ۝

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ کی کتاب پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں گمراہی سے اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صاوی)

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ

یا کہے کہے جب دیکھے عذاب کاش کہ

لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

مجھ کو پھر جانا دنیا میں تو ہوں نیکوکاروں میں ۝

یہ تمام نفسیاتی حالتیں اس وقت ہوں گی جب عذاب کا مشاہدہ ہو رہا ہوگا۔ اس وقت کی توبہ بے اختیار توبہ ہوگی جو قابل قبول نہیں ہوگی۔ (تفسیر صاوی)

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا

کیوں نہیں پہنچ چکی تھیں تجھ کو میری آیتیں پھر تو نے جھٹلایا ان کو

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور تکبر کیا اور تھا کافروں میں ۝

لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ

البتہ ہوتا میں پرہیزگاروں میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص اللہ کی کتاب پر عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو دنیا میں گمراہی سے اور آخرت میں عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر صاوی)

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ

یا کہے کہے جب دیکھے عذاب کاش کہ

لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

مجھ کو پھر جانا دنیا میں تو ہوں نیکوکاروں میں ۝

یہ تمام نفسیاتی حالتیں اس وقت ہوں گی جب عذاب کا مشاہدہ ہو رہا ہوگا۔ اس وقت کی توبہ بے اختیار توبہ ہوگی جو قابل قبول نہیں ہوگی۔ (تفسیر صاوی)

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا

کیوں نہیں پہنچ چکی تھیں تجھ کو میری آیتیں پھر تو نے جھٹلایا ان کو

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور تکبر کیا اور تھا کافروں میں ۝

وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور غرور کیا اور تو تھا منکروں میں سے ۝

ہدایت کے مکمل اسباب موجود ہیں

وہ بھی غلط کہتا ہے کہ اللہ نے اس کو ہدایت نہیں دکھائی تھی وہ اپنے قصور کو خود جانتا تھا۔ مگر اس نے کبھی یہ سمجھا تھا کہ تو نے اس کی کوئی بات ہی نہیں سنی۔ جو کچھ کہا گیا تھا اور تجھ سے کہلایا گیا تھا۔ تیرا دل بھی تو اس سے واقف تھا۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو اول سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کرے گا اور تکبر و سرکشی سے پیش آئے گا۔ نتیجہ ہے مزاج اور طبیعت کی افتادِ ازلی ایسی ہے کہ ہزار موقعہ دین کی طرف لایا جائے تب بھی اپنی حرکات سے باز نہیں آسکتا۔ وَلَوْ رُدُّوْا لَعَادُوْا لِمَا نُهُوْا عَنْهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ (انعام۔ رکوع ۳) اپنے لوگوں کی نسبت خدا کی عادت بھی کہ ان کو حوادث کی سیاہی سے ہمیشہ ڈراتے رہے۔ (تنبیہ ثانی)

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى

اور قیامت کے دن تو دیکھے ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں

اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ

اللہ پر کہ ان کے منہ ہیں سیاہ ہوئے

حق کو جھٹلانے کا انجام: جھوٹ اللہ کی طرف سے برگشتہ ہونے کی وجہ سے اسی کو جھٹلانا یہ بھی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے کیونکہ جھٹلانے والا دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ نے فلاں بات نہیں کہی حالانکہ وہ کہی ہے۔ اس جھوٹ کی سزا قیامت کے دن ان کے چہروں پر ظاہر ہوگی۔ (تنبیہ جلی)

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝

کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا ۝

غرور کا انجام: اوپر کی آیت وَاسْتَكْبَرْتَ میں وہ مستکبر کافر ہی بیان ہوئی تھی جو مشغول ہے کفر پر اور تکذیب میں۔ اور یہاں بتلایا کہ کذب و دروغ سے اتنے حصے ہوں گے اور غرور و تکبر کا حصہ اس کے سوا کیسی نہیں۔ (تنبیہ ثانی)

تکبر کرنے والوں کا حشر: ابن ابی حاتم کی مرفوع حدیث میں ہے کہ تکبر کرنے والوں کا حشر قیامت کے دن چیونٹیوں کی صورت میں ہوگا اور چھوٹی سے چھوٹی مخلوق بھی انہیں روندتی جائے گی یہاں تک کہ جہنم کے جیل خانہ میں بند کر دیئے جائیں گے جس کا نام بولس ہے جس کی آگ بہت تیز اور نہایت ہی مصیبت والی ہے جنہیں سے جہنمیوں کے جو پیپ اور گندگی انہیں پلائی جائے گی۔ (تنبیہ ثانی)

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ

اور بچا لیتا اللہ ان کو جو ڈرتے رہے اپنے بچاؤ کی جگہ

لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

نہ لگے ان کو برائی اور نہ وہ غمگین ہوں گے ۝

متقین کا انعام: یعنی اللہ تعالیٰ متقین کو ان کے اعمال و حسنات کی بدولت کامیابی کے اس بلند مقام پر پہنچائے گا جہاں ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ اور ہر طرح کے غم و الم سے آزاد ہوں گے۔ (تنبیہ جلی)

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ

اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر

شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ

چیز کا اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی

وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہیں اللہ کی باتوں سے

اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

وہی لوگ ہیں اپنا نقصان کرنے والے ۝

تمام اختیارات اللہ کے پاس ہیں

یعنی ہر چیز اس نے پیدا کی اور پیدا کرنے کے بعد اسکی حفاظت کا ذمہ اور نگہبانی بھی اور زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اختیار بھی اسی کو حاصل ہے پھر جو لوگ سب اختیاروں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر اوروں کی پناہ جانے چاہئے کیا وہی کے غضب سے امن اور اسی کی رحمت کا امید وار ہونے کفر و ایمان اور جنت و دوزخ سب اسی کے زیر تصرف ہیں۔ ان کی باتوں سے منکر ہو کر تو اوروں کا کیسے کہا نہیں۔ نیز اس کے مخلوق ہو کر اوروں سے کسی فائدہ کی امید رکھ سکتا ہے۔ (تنبیہ جلی)

اللہ خالق ہے ہر شے اور ہر کام کا بھی خالق ہے۔

وکل کتب سماویہ میں ان کی پیروی میں ہوا ہے جب کہ وہ اللہ کے حکم کے مطابق ہو۔

مقاتل کی تفسیر: مقاتل نے کہا: مفاتح السموات سے امراد ہیں بارش کے خزانے اور (مقالید الارض سے مراد) نباتات کے خزانے مطلب خزانوں کی کنجیاں ہے کہ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق پر کیا۔ مقصود قرآن اس کی تفسیر ہے۔ اسی لیے فرمایا: **والذین کفروا بآیات اللہ اولئک ھم الخاسرون** (اور جو اللہ کی آیات کا انکار کرتے ہیں وہی نقصان اٹھانے والے ہیں)۔ یہ کافروں کی صفت ہے۔ یعنی جو اس کے ساتھ کفر کرتے ہیں وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کرتے۔ اور ایمان کی توفیق نہیں دی جاتی۔

## اس ایمان کی فلاح

اسلام لانے کی وجہ سے کافروں نے جن ایمان والوں کو نقصان پہنچایا تھا اس کے متعلق بتایا کہ ان کی ناکامی ان کے کفر کی وجہ سے ہے اس میں مسلمانوں کی تسلی ہے۔

**آیت کا مطلب:** زجاج نے کہا کہ کہتے ہیں مقالید کا واحد مقلید ہے۔ اور اس کی جمع یہ بھی کہی گئی ہے اقالید (اردو میں کنجیوں کا کہتے ہیں) کنجیوں کا کسی سے پوچھا جائے تو وہ کہے گا کہ ہمارے پاس نہیں ہیں جو قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے۔ آخرت میں ان کے لیے کنجیاں نہیں ہیں جو قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے۔ جب کہ ان کے لیے کنجیاں نہیں ہیں جو قرآن کے ساتھ کفر کرتے ہیں ان کے لیے ہلاکت ہے۔

دوسرے کہنے کی فضیلت: اور اللہ کی بات حدیث میں ہے کہ جس نے **لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے) دس مرتبہ کہا اس کے لیے دس نیکیاں لکھی جائیں گی۔ اور اس کے دس گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ اور اس کے لیے دس درجے بلند کیے جائیں گے۔ اور اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوگا۔ اور اس کے لیے دس اونٹنیوں کا ثواب ہوگا۔ اور اس کے لیے دس گھوڑوں کا ثواب ہوگا۔ اور اس کے لیے دس اونٹوں کا ثواب ہوگا۔ اور اس کے لیے دس غلام آزاد کرنے

تنبیہ ہمارے زمانہ کے اکثر جاہل صوفی اور بزرگ کہلانے والے لوگ اسی آیت کی غلط تفسیر کرکے عوام کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم کو خدا سے کیا مطلب ہم تو اللہ والوں سے تعلق رکھتے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہیں وہ ہم کو خدا سے ملا دیں گے۔ یہ سراسر شیطانی دھوکہ ہے۔ اللہ والوں کا تعلق اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے وہ خود اللہ کے سوا کسی کو نہیں چاہتے۔ ان کا تعلق اللہ سے جوڑنے کے لئے ہوتا ہے توڑنے کے لئے نہیں ہوتا۔ ان کی صحبت سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ ان کی باتوں کو سنا جائے ان کے اعمال کو دیکھا جائے اور ان کے نقش قدم پر چلا جائے۔ ان کی ذات کو اپنا معبود نہ بنایا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

حضرت تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مشرکین سے آپ نے کہا کہ آپ کو ہم سے معبودوں کی توجہ کیا اور معبودوں سے رب کی توجہ کیونکر ہوسکتی ہے اس کے بعد آیت **وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ اللَّهَ فَاعْبُدْ وَكُن مِّنَ الشَّاكِرِينَ ۝** نازل ہوئی۔

## فقط اللہ کی عبادت کرو

یہ بھی عقلی حیثیت سے سمجھا جائے کہ تمام پیغمبروں کا یہ دعوی رہا کہ ہم کو اور ہمارے ماننے والوں کو اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنی چاہئے۔ ہمارا تعارف اللہ کا کام ہے نہ خود ہماری ذات کا مقصد بھی یہی رہا کہ لوگ ہمیں عقلی حیثیت سے اللہ کا نمائندہ قرار دیں تاکہ ہمارے ذریعہ اللہ اور انسان میں براہ راست تعلق قائم ہو جائے۔ ہمارا مقصد یہ نہیں تھا کہ لوگ ہمارے ذریعہ اللہ کی عبادت اور شرک کے بطلان پر متنبہ ہوں بلکہ ہر پیغمبر کی زندگی میں یہ بات بار بار دہرائی گئی ہے کہ (آپ سے پہلے بھی) شرک کے تمام اعمال ضائع ہوگئے اور شرک کا انجام خاسرین و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہے کہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک خالق کی طرف توجہ کی جائے اور ہر مخلوق کو اللہ کا بندہ سمجھا جائے۔ نہ کہ عقیدت و محبت کے ساتھ اس کو اللہ کا شریک بنا لیا جائے۔ یہ ہی وہ طریقہ ہے جس کی طرح ہر زمانہ میں ہر پیغمبر نے دعوت دی ہے۔ (راقم الحروف)

## شرک سے اعمال غارت ہو جاتے ہیں

اور آپ کی طرف بھی اور جو پیغمبر آپ سے پہلے گذرے ہیں ان کی طرف بھی یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ (اے عام مخاطب) اگر تو شرک کرے گا تو

تیرا کیا کرایا سب غارت ہو جائے گا اور تو بالکل برگشتہ ہے اس سے پہلے کا تو بھی کچھ امید نہیں اور صرف اللہ کی پرستش کر اور شکر گزار بندوں میں سے ہو جا۔

## مرتد ہونا نیکیوں کو اکارت کر دیتا ہے

اس آیت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مرتد ہو جانے سے تو ہم نیکیوں کو کہتے ہیں۔ مرتد کا دروازہ کھلا ہوا ہے جس طرح اعمال صالحہ کی بدولت انسان کے درجات بڑھتے ہیں اسی طرح ارتداد سے ساری کمائی ضائع ہو جاتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

آخری حکم مرتد ہونے کے بعد مسلمان ہونا یا اسے وقت مطلقاً ہے اگر اس وقت باقی ہے تو وہ اسے پہلے اگر پڑھ چکا ہے تو پھر پڑھنی لازم ہے (سابق نماز کا حکم ہے) اگر حیض آگیا ہے تو فرض ترجیحا ہے پھر مرتد ہو گیا اور پھر مسلمان ہو گیا تو اس کو دوبارہ روزے رکھنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ (تفسیر عثمانی)

**وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ**

اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کہ وہ ہے

## مشرکین نے اللہ کی قدر نہیں کی

یہ بھی مشرکین نے اس کی عظمت و جلال اور بزرگی و برتری کو نہ پہچانا نہ سمجھا اور ٹھوکر کھائی جہاں تک اپنے بندہ نواز کو سمجھنا چاہئے تھا اتنی شان بھی نہ سمجھی۔ بندہ کا اپنی تصور رکھنا کہ ایک بڑے بادشاہ کی خدمت میں جو بڑے بڑے وزیروں کا بھی شریک نہیں ہو سکتا ہے۔ حالانکہ وہ آقا اپنی بعض شفقتوں سے مخلوق (جلال کا) کون ہے۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی ان لوگوں نے عظمت الٰہی کو ویسا نہیں جانا جیسا عظمت کا حق تھا (یعنی عظمت ہونی چاہئے تھی) کہ دوسروں کو اس کا شریک قرار دیتے اور ان صفات خاص میں اس کو بھی کسی کی شان نے لئے تاویز ہیں جن کی اس طرح عبادت کی جس طرح کرنی چاہئے تھی اور جس کی مخلوق کا حال یہ ہے کہ شکر کیا ہے تو ایسا جانا، مانا، مرنے کے بعد زندہ ہونا کسی کو ماننے کا اقرار کرنا۔ (تفسیر عثمانی)

**وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ**

اور زمین سارے کی ایک مٹھی ہے اس کی دن قیامت کے

**وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحَانَهُ**

اور آسمان لپٹے ہوئے ہیں اس کے داہنے ہاتھ میں وہ پاک ہے

**وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ**

اور بہت اوپر ہے اس سے جو شریک ٹھہراتے ہیں

عظمت شان الٰہی: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام زمینوں کو اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور تمام آسمانوں کو اپنے داہنے ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا کہ میں بادشاہ ہوں میں اللہ ہوں میں خالق ہوں میں رازق ہوں میں ہی سب کچھ ہوں۔ اس کی عظمت میں یہ بھی ہے کہ ساتوں زمینیں اور ساتوں آسمان اس کی مٹھی میں ہیں جیسے رائی کا دانہ ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس کی عظمت میں یہ بھی ہے کہ عرش کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہے۔ اس کی عظمت میں یہ بھی ہے کہ اس کی کرسی ساتوں آسمانوں اور ساتوں زمینوں پر حاوی ہے۔ اس کی عظمت میں یہ بھی ہے کہ اس کی کرسی کے سامنے اس کے عرش کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں جیسے کسی بڑے میدان میں ایک انگوٹھی پڑی ہو

ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ

پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو یکایک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے

صور اسرافیل علیہ السلام کے منہ میں ہے۔ وہ ہر وقت اللہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ جونہی حکم ہوگا وہ صور پھونک دیں گے۔ پہلی بار صور پھونکنے سے تمام مخلوق مر جائے گی۔ دوسری بار صور پھونکنے سے سب زندہ ہو کر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ دوسری بار صور پھونکنا قیامت کے دن ہوگا۔ اس وقت سب لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر کی طرف دوڑیں گے۔ اس دن کی ہولناکی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس دن ماں اپنے بچے کو بھول جائے گی۔ باپ اپنے بیٹے کو نہیں پہچانے گا۔ ہر شخص اپنی فکر میں ہوگا۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ سب لوگ اللہ کے سامنے پیش ہونے کے لیے بے چین ہوں گے۔ اس دن کی ہولناکی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ اس دن ماں اپنے بچے کو بھول جائے گی۔ باپ اپنے بیٹے کو نہیں پہچانے گا۔ ہر شخص اپنی فکر میں ہوگا۔ کسی کو کسی کا ہوش نہیں ہوگا۔ سب لوگ اللہ کے سامنے پیش ہونے کے لیے بے چین ہوں گے۔

**سورۃ کی آخری آیات کی فضیلت** حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ اور جو شخص سورۃ یٰسین کی آخری آیات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔

وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن

مضطرب ہے کہ وہ کیا کرے۔ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنا دیا گیا ہے کہ وہ اپنے کام سے کام رکھے۔ اس کا کام یہ نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو زبردستی مسلمان بنائے۔

**علامات قیامت** اس کے بعد ان علامات کا ذکر ہے جو قیامت سے پہلے ظاہر ہوں گی۔ ان میں سے ایک علامت یہ ہے کہ زمین سے ایک جانور نکلے گا جو لوگوں سے باتیں کرے گا۔ اس کے بارے میں مختلف روایتیں ہیں۔ بعض روایتوں میں ہے کہ وہ جانور ایک بڑا عجیب و غریب جانور ہوگا۔ اس کا سر بیل کا سا ہوگا، آنکھیں خنزیر کی سی ہوں گی، کان ہاتھی کے سے ہوں گے، سینگ ہرن کے سے ہوں گے، گردن شتر مرغ کی سی ہوگی، سینہ شیر کا سا ہوگا، رنگ چیتے کا سا ہوگا، کمر بلی کی سی ہوگی، دم مینڈھے کی سی ہوگی، ٹانگیں اونٹ کی سی ہوں گی۔ اس کے بیچ میں اتنا فاصلہ ہوگا کہ تین دن میں سوار اس کو طے کر سکے گا۔ اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت سلیمان کی انگوٹھی ہوگی۔ وہ عصا سے ہر مومن کی پیشانی پر ایک نور کا نشان بنا دے گا جس سے اس کا چہرہ روشن ہو جائے گا۔ اور انگوٹھی سے ہر کافر کی ناک پر ایک مہر لگا دے گا جس سے اس کا چہرہ سیاہ ہو جائے گا۔ پھر وہ مومنوں کو مخاطب کر کے کہے گا کہ اے مومن! اور کافروں کو مخاطب کر کے کہے گا کہ اے کافر! اس کے بعد وہ مومنوں کو جنت کی طرف اور کافروں کو جہنم کی طرف روانہ کرے گا۔ اس کے بعد وہ زمین میں گم ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر کبھی ظاہر نہیں ہوگا۔ اس کے بعد سورج مغرب کی طرف سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد دجال کا ظہور ہوگا۔ اس کے بعد یاجوج و ماجوج کا ظہور ہوگا۔ اس کے بعد عیسیٰ کا نزول ہوگا۔ اس کے بعد دابۃ الارض کا ظہور ہوگا۔ اس کے بعد قیامت ہوگی۔

**قیام قیامت** جب قیامت قائم ہوگی تو اس وقت کسی کو توبہ کا موقع نہیں ملے گا۔ اس وقت کسی کا ایمان لانا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا توبہ کرنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا نیکی کرنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا بدی سے باز آنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا صدقہ دینا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا روزہ رکھنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا حج کرنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا جہاد کرنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا نماز پڑھنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت کسی کا کچھ بھی کرنا اس کے کام نہیں آئے گا۔ اس وقت سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ برباد ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ فنا ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ ہیچ ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بیکار ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے کار ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے سود ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے فائدہ ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے نتیجہ ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے ثمر ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے اثر ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے کار ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے سود ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے فائدہ ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے نتیجہ ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے ثمر ہو جائے گا۔ اس وقت سب کچھ بے اثر ہو جائے گا۔

**لوگوں کا حال** اس کے بعد لوگوں کا حال بیان کیا گیا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت برے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو رسول اللہ نے خوش ہو کر پڑھے یہاں تک کہ ہنسی آ گئی پھر آپ نے ان سب کے لئے نیکی کی دعا فرمائی اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ہر ایک کو ایک ایک نبی عطا فرمائے گا۔ اور یہ حال اس وقت ہوگا جب کہ ان کے ہاتھ میں ایک تلوار ہوگی جس کے ساتھ وہ لڑیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو غالب کرے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں گے اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے باز آ جائیں گے۔ اور یہ حال اس وقت ہوگا جب کہ ان کے ہاتھ میں ایک تلوار ہوگی جس کے ساتھ وہ لڑیں گے اور اللہ تعالیٰ ان کو غالب کرے گا یہاں تک کہ وہ اللہ کی توحید کا اقرار کریں گے اور اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے باز آ جائیں گے۔

قَالَ لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ ﴿٤٦﴾

فرمایا تم دونوں ڈرو نہیں میں تم دونوں کے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا ہوں

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٤٧﴾

تو تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور کہو کہ ہم دونوں رب العالمین کے رسول ہیں

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ ۖ قَدْ جِئْنَاكَ بِآيَةٍ مِّن رَّبِّكَ ۖ وَالسَّلَامُ عَلَىٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَىٰ ﴿٤٨﴾

کہ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ بھیج دے تو ان کو تکلیف نہ دے ہم تیرے پاس تیرے رب کی طرف سے نشانی لائے ہیں اور سلامتی ہے اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

إِنَّا قَدْ أُوحِيَ إِلَيْنَا أَنَّ الْعَذَابَ عَلَىٰ مَن كَذَّبَ وَتَوَلَّىٰ ﴿٤٩﴾

ہم کو وحی کی گئی ہے کہ عذاب ہے اس پر جو جھٹلائے اور منہ پھیرے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ فَمَن رَّبُّكُمَا يَا مُوسَىٰ ﴿٥٠﴾

کہا پھر تم دونوں کا رب کون ہے اے موسیٰ

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ ﴿٥١﴾

کہا ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی بناوٹ دی پھر راہ بتائی

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥٢﴾

کہا تو پہلی قوموں کا کیا حال ہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ عِلْمُهَا عِندَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۖ لَّا يَضِلُّ رَبِّي وَلَا يَنسَى ﴿٥٣﴾

کہا اس کا علم میرے رب کے پاس کتاب میں ہے میرا رب نہ چوکتا ہے نہ بھولتا ہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ مَهْدًا وَسَلَكَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا وَأَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَخْرَجْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّن نَّبَاتٍ شَتَّىٰ ﴿٥٤﴾

جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور اس میں تمہارے لئے راستے نکالے اور آسمان سے پانی اتارا پھر ہم نے اس سے طرح طرح کی مختلف قسم کی سبزیاں نکالیں

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

كُلُوا وَارْعَوْا أَنْعَامَكُمْ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّأُولِي النُّهَىٰ ﴿٥٥﴾

کھاؤ اور چراؤ اپنے جانوروں کو بیشک اس میں نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ ﴿٥٥﴾

اسی سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں پھر لوٹائیں گے اور اسی سے پھر نکالیں گے تم کو ایک بار

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَىٰ ﴿٥٦﴾

اور ہم نے دکھائیں اس کو اپنی نشانیاں سب کی سب پھر جھٹلایا اور نہ مانا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٥٧﴾

کہا کیا تو ہمارے پاس آیا ہے کہ ہم کو نکال دے ہمارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اے موسیٰ

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِّثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَّا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنتَ مَكَانًا سُوًى ﴿٥٨﴾

تو ہم بھی تیرے مقابل ایسا ہی جادو لائیں گے سو ٹھہرا لے ہمارے اور اپنے بیچ ایک وعدہ کا دن جس کا خلاف نہ کریں ہم اور نہ تو ایک ہموار میدان

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ وَأَنْ يُحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى ﴿٥٩﴾

کہا تمہارا وعدہ دن ہے عید کا اور جمع ہوں لوگ دن چڑھے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَتَوَلَّىٰ فِرْعَوْنُ فَجَمَعَ كَيْدَهُ ثُمَّ أَتَىٰ ﴿٦٠﴾

تو فرعون پھرا پھر اکٹھا کیا اپنا داؤ پھر آیا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ وَيْلَكُمْ لَا تَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ كَذِبًا فَيُسْحِتَكُم بِعَذَابٍ ۖ وَقَدْ خَابَ مَنِ افْتَرَىٰ ﴿٦١﴾

موسیٰ نے ان سے کہا خرابی ہے تمہاری اللہ پر جھوٹ نہ باندھو کہ وہ تم کو عذاب سے تباہ کر دے گا اور جس نے جھوٹ باندھا وہ نامراد ہوا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَتَنَازَعُوا أَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ وَأَسَرُّوا النَّجْوَىٰ ﴿٦٢﴾

پھر وہ جھگڑنے لگے اپنے کام میں آپس میں اور چھپائی بات

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالُوا إِنْ هَٰذَانِ لَسَاحِرَانِ يُرِيدَانِ أَن يُخْرِجَاكُم مِّنْ أَرْضِكُم بِسِحْرِهِمَا وَيَذْهَبَا بِطَرِيقَتِكُمُ الْمُثْلَىٰ ﴿٦٣﴾

کہا یہ دونوں جادوگر ہیں چاہتے ہیں کہ تم کو نکال دیں تمہارے ملک سے اپنے جادو کے زور سے اور لے جائیں تمہارا اچھا دستور

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَأَجْمِعُوا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوا صَفًّا ۚ وَقَدْ أَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلَىٰ ﴿٦٤﴾

تو تم جمع کرو اپنا داؤ پھر آؤ صف باندھ کر اور آج جو غالب ہوا وہ جیت گیا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالُوا يَا مُوسَىٰ إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ أَوَّلَ مَنْ أَلْقَىٰ ﴿٦٥﴾

بولے اے موسیٰ یا تو تو ڈال یا ہم ہوں پہلے ڈالنے والے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ بَلْ أَلْقُوا ۖ فَإِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِن سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعَىٰ ﴿٦٦﴾

کہا بلکہ تم ہی ڈالو پھر یکایک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں خیال میں آئیں موسیٰ کے جادو کے زور سے کہ وہ دوڑتی ہیں

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَأَوْجَسَ فِي نَفْسِهِ خِيفَةً مُّوسَىٰ ﴿٦٧﴾

تو موسیٰ نے دل میں خوف کیا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قُلْنَا لَا تَخَفْ إِنَّكَ أَنتَ الْأَعْلَىٰ ﴿٦٨﴾

ہم نے کہا ڈر نہیں تو ہی غالب ہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَأَلْقِ مَا فِي يَمِينِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوا ۖ إِنَّمَا صَنَعُوا كَيْدُ سَاحِرٍ ۖ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتَىٰ ﴿٦٩﴾

اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے نگل جائے گا جو انہوں نے بنایا ہے بنایا ہے جادوگر کا داؤ اور جادوگر کا بھلا نہیں جہاں جائے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سُجَّدًا قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ هَارُونَ وَمُوسَىٰ ﴿٧٠﴾

تو ڈالے گئے جادوگر سجدہ میں بولے ہم ایمان لائے ہارون اور موسیٰ کے رب پر

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ آمَنتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ ۖ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۖ فَلَأُقَطِّعَنَّ أَيْدِيَكُمْ وَأَرْجُلَكُم مِّنْ خِلَافٍ وَلَأُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ ۖ وَلَتَعْلَمُنَّ أَيُّنَا أَشَدُّ عَذَابًا وَأَبْقَىٰ ﴿٧١﴾

کہا تم ایمان لائے اس پر پہلے اس سے کہ میں تم کو اجازت دوں بیشک وہ تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا سو میں کاٹوں گا تمہارے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمت سے اور تم کو سولی دوں گا کھجور کے تنوں پر اور تم ضرور جان لو گے کہ ہم میں کس کا عذاب سخت تر اور دیرپا ہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالُوا لَن نُّؤْثِرَكَ عَلَىٰ مَا جَاءَنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالَّذِي فَطَرَنَا ۖ فَاقْضِ مَا أَنتَ قَاضٍ ۖ إِنَّمَا تَقْضِي هَٰذِهِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ﴿٧٢﴾

بولے ہم تجھ کو ترجیح نہ دیں گے اس پر جو ہمارے پاس آیا روشن دلیلوں سے اور اس پر جس نے ہم کو پیدا کیا سو تو کر جو کچھ تجھ کو کرنا ہے تو تو بس اسی دنیا کی زندگی میں کر سکتا ہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

إِنَّا آمَنَّا بِرَبِّنَا لِيَغْفِرَ لَنَا خَطَايَانَا وَمَا أَكْرَهْتَنَا عَلَيْهِ مِنَ السِّحْرِ ۗ وَاللَّهُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ﴿٧٣﴾

ہم ایمان لائے اپنے رب پر تاکہ وہ بخش دے ہمارے گناہ اور جو تو نے ہم سے زبردستی کرائے جادو کے کام اور اللہ بہتر ہے اور دیرپا ہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

إِنَّهُ مَن يَأْتِ رَبَّهُ مُجْرِمًا فَإِنَّ لَهُ جَهَنَّمَ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿٧٤﴾

جو کوئی آئے اپنے رب کے پاس گنہگار ہو کر تو اس کے لئے جہنم ہے نہ وہ اس میں مرے نہ جیے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَمَن يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ الْعُلَىٰ ﴿٧٥﴾

اور جو آئے اس کے پاس ایمان لا کر نیک کام کئے ہوئے تو ان کے لئے بڑے درجے ہیں

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَذَٰلِكَ جَزَاءُ مَن تَزَكَّىٰ ﴿٧٦﴾

باغ ہمیشہ رہنے کے جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بدلہ ہے اس کا جو پاک ہوا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَلَقَدْ أَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنْ أَسْرِ بِعِبَادِي فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَلَا تَخْشَىٰ ﴿٧٧﴾

اور ہم نے وحی بھیجی موسیٰ کو کہ لے چل رات کو میرے بندوں کو پھر مار ان کے لئے راہ دریا میں سوکھی نہ تو ڈر پکڑے جانے کا اور نہ کھٹکا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ بِجُنُودِهِ فَغَشِيَهُم مِّنَ الْيَمِّ مَا غَشِيَهُمْ ﴿٧٨﴾

پھر پیچھا کیا ان کا فرعون نے اپنے لشکر سے تو ان پر چھا گیا دریا سے جو کچھ چھا گیا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَأَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهُ وَمَا هَدَىٰ ﴿٧٩﴾

اور بہکایا فرعون نے اپنی قوم کو اور راہ نہ بتائی

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ قَدْ أَنجَيْنَاكُمْ مِّنْ عَدُوِّكُمْ وَوَاعَدْنَاكُمْ جَانِبَ الطُّورِ الْأَيْمَنَ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوَىٰ ﴿٨٠﴾

اے بنی اسرائیل ہم نے تم کو چھڑایا تمہارے دشمن سے اور وعدہ کیا تم سے طور کی داہنی طرف اور اتارا تم پر من اور سلویٰ

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَلَا تَطْغَوْا فِيهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِي ۖ وَمَن يَحْلِلْ عَلَيْهِ غَضَبِي فَقَدْ هَوَىٰ ﴿٨١﴾

کھاؤ ستھری چیزیں جو ہم نے تم کو روزی دیں اور اس میں زیادتی نہ کرو کہ تم پر اترے میرا غضب اور جس پر اترا میرا غضب وہ گرا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِّمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهْتَدَىٰ ﴿٨٢﴾

اور میں بخشنے والا ہوں اس کو جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے پھر راہ پر رہے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَمَا أَعْجَلَكَ عَن قَوْمِكَ يَا مُوسَىٰ ﴿٨٣﴾

اور کیا جلدی کرائی تجھ کو اپنی قوم سے اے موسیٰ

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ هُمْ أُولَاءِ عَلَىٰ أَثَرِي وَعَجِلْتُ إِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضَىٰ ﴿٨٤﴾

کہا وہ لوگ یہ ہیں میرے پیچھے اور میں جلدی آیا تیرے پاس اے رب تاکہ تو خوش ہو

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالَ فَإِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِن بَعْدِكَ وَأَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ﴿٨٥﴾

فرمایا تو ہم نے آزمائش میں ڈالا تیری قوم کو تیرے پیچھے اور بہکایا ان کو سامری نے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَرَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ أَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ أَمْ أَرَدْتُمْ أَن يَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّكُمْ فَأَخْلَفْتُم مَّوْعِدِي ﴿٨٦﴾

پھر موسیٰ پھرا اپنی قوم کی طرف غصہ میں افسوس کرتا ہوا کہا اے قوم کیا تم سے تمہارے رب نے وعدہ نہیں کیا اچھا وعدہ تو کیا تم پر زمانہ دراز ہو گیا یا تم نے چاہا کہ تم پر اترے غضب تمہارے رب کا سو تم نے خلاف کیا میرے وعدہ کا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالُوا مَا أَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلَٰكِنَّا حُمِّلْنَا أَوْزَارًا مِّن زِينَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنَاهَا فَكَذَٰلِكَ أَلْقَى السَّامِرِيُّ ﴿٨٧﴾

بولے ہم نے خلاف نہیں کیا وعدہ تیرا اپنے اختیار سے لیکن ہم پر لدے تھے بوجھ لوگوں کے زیور کے پھر ہم نے ان کو ڈالا پھر ایسا ہی ڈالا سامری نے

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

فَأَخْرَجَ لَهُمْ عِجْلًا جَسَدًا لَّهُ خُوَارٌ فَقَالُوا هَٰذَا إِلَٰهُكُمْ وَإِلَٰهُ مُوسَىٰ فَنَسِيَ ﴿٨٨﴾

پھر نکالا ان کے لئے ایک بچھڑا دھڑ کہ اس کی آواز گائے کی سی تھی پھر کہنے لگے یہ تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا معبود ہے پھر موسیٰ بھول گیا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

أَفَلَا يَرَوْنَ أَلَّا يَرْجِعُ إِلَيْهِمْ قَوْلًا وَلَا يَمْلِكُ لَهُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ﴿٨٩﴾

کیا نہیں دیکھتے کہ وہ نہ پھیرتا ان کی طرف کوئی بات اور نہ اختیار رکھتا ان کے لئے نقصان کا اور نہ نفع کا

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هَارُونُ مِن قَبْلُ يَا قَوْمِ إِنَّمَا فُتِنتُم بِهِ ۖ وَإِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمَٰنُ فَاتَّبِعُونِي وَأَطِيعُوا أَمْرِي ﴿٩٠﴾

اور کہہ چکا تھا ان سے ہارون پہلے سے اے قوم تم آزمائش میں پڑے ہو اس بچھڑے سے اور تمہارا رب تو رحمٰن ہے سو میری راہ چلو اور میرا کہا مانو

یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک بشارت تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرمائے گا اور ان کو فتح عطا فرمائے گا۔

قَالُوا لَن نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عَاكِفِينَ حَتَّىٰ يَرْجِعَ إِلَيْنَا مُوسَىٰ ﴿٩١﴾

يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ
پڑھتے تھے تم پر تمہارے رب کی
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا ۚ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنْ حَقَّتْ
اس دن کی ملاقات کی بولے کیوں نہیں لیکن ثابت ہو گئی
كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ
حکم عذاب کا کافروں

اقرار بدفعتی یعنی پیغمبروں نے کہا تھا اور وہ ہو رہا ہے تم نے اس کا انکار کیا تھا اب اقرار کرتے ہو اب کیا ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اب اقرار کرنا کچھ کام نہیں آتا ہے

قِيلَ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا
کہا جائے گا داخل ہو جاؤ دروازوں جہنم کے ہمیشہ رہو گے اس میں
فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ
پس برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں

کفر و تکبر کا انجام

کافروں کو اس

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا
اور ہانکے جائیں گے جو ڈرتے تھے اپنے رب سے طرف جنت کے گروہ گروہ

اور جو لوگ

وَسِيقَ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۖ

اچھی طرح پڑھ لے

تحفظ حق اللہ علیہ السلام

جنت میں داخل ہونے والی پہلی جماعت

جنتیوں کا استقبال

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ

فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ

صاف ہو جائے گا۔ اس کے بعد ان کے دلوں میں کسی قسم کی کوئی رنجش باقی نہ رہے گی۔ وہ ایک دوسرے کے بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔ اب ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے محبت ہی محبت ہوگی۔ وہ ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھیں گے۔ ایک دوسرے سے باتیں کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہنسیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھیلیں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ٹھٹھا کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دوستانہ گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردانہ گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مخلصانہ گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ناصحانہ گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مشفقانہ گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ رحم کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ترحم کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ غمخواری کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلداری کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلجوئی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلنوازی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلربائی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلفریبی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلکشی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلآویزی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلپذیری کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلنشینی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلچسپی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلکشی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلآویزی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلپذیری کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلنشینی کی گفتگو کریں گے۔ ایک دوسرے کے ساتھ دلچسپی کی گفتگو کریں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو رنجش تھی وہ دور کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو کینہ تھا وہ نکال دیا جائے گا۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو بغض تھا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو حسد تھا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو عداوت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو دشمنی تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو نفرت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو بیگانگی تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو اجنبیت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو غیریت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو بیگانگی تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو اجنبیت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو غیریت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے تو ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو رنجش تھی وہ دور کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو کینہ تھا وہ نکال دیا جائے گا۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو بغض تھا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو حسد تھا وہ ختم کر دیا جائے گا۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو عداوت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو دشمنی تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو نفرت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو بیگانگی تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو اجنبیت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔ ان کے دلوں میں ایک دوسرے کے لئے جو غیریت تھی وہ ختم کر دی جائے گی۔

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ

اور وہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا

ہر سچی خوشی کا تصور اللہ کے سچے وعدوں کی یاد سے پیدا ہوتا ہے۔ مومن جنت میں اپنے گھر والوں سے ملتے ہوئے کہیں گے۔

(الحمد للہ) یہ شکر ان جنتیوں کا ہے جو دنیا میں اللہ کے وعدوں پر یقین رکھتے تھے۔ اس کے کرم سے امید رکھتے تھے۔ اس کی رحمت کے طلبگار تھے۔ اس کی جنت کے خواہاں تھے۔ اس کی رضا کے متمنی تھے۔ اس کی بخشش کے آرزومند تھے۔ اس کی نعمتوں کے شائق تھے۔ اس کی جنت کے مشتاق تھے۔ اس کی رضا کے طالب تھے۔ اس کی بخشش کے آرزومند تھے۔ اس کی نعمتوں کے شائق تھے۔ اس کی جنت کے مشتاق تھے۔ اس کی رضا کے طالب تھے۔

وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ

اور ہمارے لئے زمین کا وارث بنا دیا

یہ زمین جس کے ہم وارث بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم مالک بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم حکمران بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بادشاہ بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سلطان بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم فرمانروا بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم حاکم بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم والی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم گورنر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کمشنر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ڈپٹی کمشنر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم تحصیلدار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم تھانیدار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم پٹواری بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم چپڑاسی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم خاکروب بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم مہتر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بھنگی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم چوہڑے بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم چمار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم موچی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نائی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم دھوبی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم درزی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم جولاہے بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کمہار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم لوہار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سنار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم حجام بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم قصاب بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بھٹیارے بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم حلوائی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نانبائی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم باورچی بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم خانساماں بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بٹلر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم خدمتگار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نوکر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ملازم بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم مزدور بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کسان بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم زمیندار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم جاگیردار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سرمایہ دار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم صنعتکار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم تاجر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم دکاندار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بیوپاری بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ساہوکار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بینکار بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کلرک بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم افسر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم وزیر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم صدر بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم وزیراعظم بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم گورنر جنرل بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم وائسرائے بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بادشاہ بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم شہنشاہ بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم خدا بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم معبود بنائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم پوجے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سجدے کئے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نذرانے چڑھائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم چڑھاوے چڑھائے گئے ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم منتیں مانی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم مرادیں مانگی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم دعائیں مانگی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم التجائیں کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم فریادیں کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم آہ و زاری کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم گریہ و زاری کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نالہ و فریاد کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم شکوہ و شکایت کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم گلہ و شکوہ کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم طعن و تشنیع کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم لعن و طعن کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سب و شتم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم گالی گلوچ کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ہاتھا پائی کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم مکے بازی کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم لاٹھی چارج کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم آنسو گیس کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم گولی باری کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بمباری کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ایٹم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ہائیڈروجن بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نیوٹرون بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کوبالٹ بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سٹرونشیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم یورینیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم پلوٹونیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم تھوریم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نیپٹونیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم امریشیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کیوریم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم برکیلیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کیلیفورنیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم آئنسٹینیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم فرمیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم مینڈیلیوینم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نوبیلیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم لارنسیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم رادرفورڈیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ڈبنیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم سیبورگیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم بوہریم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ہاسیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم میٹنریم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ڈارمسٹیڈیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم رونٹجینیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم کوپرنیشیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم نیہونیم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم فلیروویم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم موسکوویم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم لیورموریم بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم ٹینیسین بم کی گئی ہیں۔ یہ زمین جس کے ہم اوگانیسون بم کی گئی ہیں۔

فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ

پس کیا ہی اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا

حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ
گھیرے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے اپنے رب کی تعریف
رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ
اور فیصلہ ہوا ان میں انصاف کا اور کہا سب نے کہ خوبی
لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٧٥﴾
اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا

### عذاب النبی کا منظر

۷۵ یعنی جس خوفناک حساب کتاب کے لئے نزول ملائکہ ہوگا اس وقت وہ فرشتے عرش کے گرد حلقہ بنائے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہوں گے اور تمام خلائق میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔ جس پر ہر طرف سے چیخ و خروش کے ساتھ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کا نعرہ بلند ہوگا۔ یہی ساری خوبیاں اس خدا کو زیبا ہیں جو تم سب کا پروردگار ہے (جس نے تمہارے جہان کا ایک عمدہ فیصلہ تمہارا اپنی خود تحسین پر اور بہت مناسب ہو جائے گا۔ خود مفسرین نے آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے لیکن مفتی شفیع صاحبؒ نے بیان کو مزید واضح کر دیا اور فصلی بَيْنَهُمْ کی ضمیر ملائکہ کی طرف راجع کی ہے، لکھتے ہیں کہ فرشتوں میں فیصلہ کر دینے کے بعد (خلائق میں) پہنچ جانا سے ایک قدرتی امر ہوتا ہے (کہ جیسے یہ انتظام اطلاع عمل و تفصیل فی قبضۂ اللہ تعالیٰ ہے) پھر اللہ تعالیٰ ایک بات جاننے کو ہے وہ ہو جاتی ہے۔ حکمت کے موافق یہ ہوا اب بھی ہے اور آئندہ بھی ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ تم سورۃ زمر میں ملاحظہ ہو۔ وَاللّٰهُ الْحَمْدُ وَهُوَ الْمُتَعَالِ)

### تخلیق کائنات اور انتہائے امور میں ربط

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے کائنات کی تخلیق اپنی حمد سے فرمائی۔ جیسے کہ قرآن ہے۔ تَحْمَدُ بِحَمْدِ رَبِّكَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تو مناسب ہوا کہ تمام مخلوقات کا انجام اور فیصلہ اور ان کے امور کی بجا بھی حمد خدا پر ہی ہوگی۔ (ابن کثیر)

الحمد للہ سورۃ الزمر ختم ہوئی

المؤمن — جس نے خطاب میں اس سورۃ کی صفات کی اس کی تفسیر یہ ہے کہ اس کے پہلے الطاء الطیبین اور آخر مخلص ہوگا (طاہر بن عاشور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿١﴾ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ
الٓمٓرٰ کتاب کا اللہ سے ہے
الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿٢﴾ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَقَابِلِ
جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول
التَّوْبِ
کرنے والا ہے

توبہ ۲۔ یعنی توبہ قبول کرنے کے لئے بندوں سے ایسا پاک وصاف کر دیتا ہے گویا کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا اور مزید برآں توبہ کو مستقل طاعت قرار دے کر اس پر اجر عظیم عطا فرماتا ہے۔ (تسہیل خلق)

سورۂ مومن کی مکی کی سورت ہے۔ اس سورت کو سورۂ غافر بھی کہتے ہیں قرطبی کہتے ہیں کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی۔ یکی قول عطا، جابر اور عکرمہ کا ہے۔ قتادہ کا قول ہے اِلَّا الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وہ آیت ہے جو مدینہ میں نازل ہوئی ہیں اس حصہ میں بچا کی آیات اور نور کوہ ہیں۔

### سورۂ غافر کی فضیلت

ترمذی نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اٰل حٰمٓ یعنی جو سورتیں حٰمٓ سے شروع ہوتی ہیں وہ سات ہیں اور جہنم کے بھی سات دروازے ہیں۔ ہر دروازے سے یہ سورۃ ہر ایک کے لئے علیحدہ علیحدہ آنے والے کی گواہی دے گی۔

نوٹ: اس سے قبل سورۂ حٰمٓ کی تفسیر میں الٓمٓ اور قرآن کریم کی مکاشفات کے بیان سے قبل ہم نے اس مضمون کی تفسیر کی کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوقات کے درمیان صحیح صحیح فیصلہ اور عدل و انصاف قائم کرنے، حق تعالیٰ کی شان عزت و کبریائی اور علم و حکمت پر مبنی ہے یہ سورت حق تعالیٰ کے اسی عدل و عزت عظیم کے ذکر سے شروع ہوتی ہے۔ (سعید بجنوری)

[illegible] نے اپنی سند سے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن کی کوئی آیت کسی کے سامنے تلاوت نہیں کی (یعنی مطلب بیان نہیں کیا) آپ (لوگوں کو) قائل کر لیتا ہے (یعنی لاجواب کر دیتے تھے) اور ان کو کسی چیز (کی تلاوت) کے متعلق نہیں چھوڑتے تھے (یعنی ان کی تلاوت کے متعلقات بیان کر دیتے تھے) اور (یہ بھی) فرمایا کہ (اگر) میں جانتا کہ کوئی شخص (بھی) ایسا ہے جو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا علم رکھتا ہے اور میں اس کے پاس پہنچ سکتا ہوں تو میں ضرور اس کے پاس پہنچتا (اور اس سے علم حاصل کرتا) اور (یہ بھی) فرمایا کہ (اگر) کوئی شخص (یہ) سمجھتا ہے کہ میں (قرآن کا) علم رکھتا ہوں (حالانکہ) میں اس کی تفسیر نہیں جانتا تو (اس کا یہ سمجھنا) ضرور بے سود ہے۔

## ان آیات کے ذریعہ لوگوں کی اصلاح

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک [illegible] اور [illegible] اس کی [illegible] کہتے تھے [illegible] حضرت [illegible] پوچھا [illegible] حضرت [illegible] اس [illegible] حضرت [illegible] اس [illegible] حضرت [illegible] اس

[illegible] کیا۔ اس کی تفسیر میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

مقصد تھا اور ان سے یہ بھی ظاہر ہو گیا تھا کہ اس کے مخاطب کون لوگ ہیں۔ اس لیے ان کو بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ جو لوگ اس وقت موجود نہ تھے اور جو بعد کے زمانوں میں اس کتاب کو پڑھنے والے تھے ان کے لیے یہ جاننا ضروری تھا کہ یہ کتاب کن لوگوں کے لیے اتری ہے اور کن کے لیے نہیں اتری۔ اس لیے ابتدا ہی میں اس کے مخاطبوں کی نشان دہی کر دی گئی۔

اس سلسلہ میں یہ بات بھی سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن مجید کی جو آیات اس سورہ میں اور اس کے بعد کی سورتوں میں ہمیں ملتی ہیں ان کے مخاطب صرف وہ لوگ نہیں تھے جو اس وقت مکہ میں موجود تھے، بلکہ وہ سب لوگ بھی تھے جو اس کے بعد دنیا میں کبھی پیدا ہوئے ہوں۔ اس کتاب کا مخاطب ہر وہ شخص ہے جو اس کو پڑھے یا سنے، اور اس کا مقصد ہر اس شخص کو متاثر کرنا ہے جو اس کے سامنے آئے۔ (تفہیم القرآن ۴)

۱۔ یہ سورہ اور اس کے بعد کی چھ سورتیں جن کا نام حٰمٓ سے شروع ہوتا ہے، قرآن میں مجموعی طور پر "حٰمٓ" کے نام سے موسوم ہیں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ نام دیا تھا۔ ابو عبید نے فضائل القرآن میں حضرت عبداللہ بن مسعود کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو "حٰمٓ" کے نام سے سنا ہے۔ (تفہیم القرآن ۴)

فَلَا يَغُرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ

تو (اے نبی) ان لوگوں کی چلت پھرت تمہیں دھوکے میں نہ ڈالے

كَانَ عِقَابِ

عذاب تھا

## کفر کے نتائج کو کام یابی نہیں کہا جا سکتا

اس فقرے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا کسی اور شخص کو یہ دھوکا لاحق ہو رہا تھا کہ کافروں کو دنیا میں جو فراخی اور خوش حالی حاصل ہے وہ ان کی کام یابی ہے۔ اس کو مخاطب کرنے کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ اس کے ذریعہ سے ان لوگوں کو متنبہ کیا جائے جو اس وقت کفار کی خوش حالی دیکھ کر یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کا ساتھ دینے میں فائدہ ہے اور ان کا مخالف بننے میں نقصان ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی مقصود ہے کہ ان کی خوش حالی سے مرعوب ہو کر جو لوگ ان کی طرف جھک رہے ہیں ان کو بھی خبردار کر دیا جائے۔ (تفہیم القرآن ۴)

ان کافروں پر بھی عذاب آئے گا

اس سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ جو لوگ اس وقت مکہ میں اللہ کے رسول کو جھٹلا رہے تھے اور ایمان لانے والوں پر ظلم و ستم ڈھا رہے تھے، ان کو اللہ کی طرف سے ڈھیل دی جا رہی تھی۔ ان کی خوش حالی اور ان کی چلت پھرت کو دیکھ کر کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ ان کا رویہ اللہ کو پسند ہے اور اس کی وجہ سے وہ عذاب سے بچ گئے ہیں۔ (تفہیم القرآن ۴)

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَالْأَحْزَابُ

ان سے پہلے نوح کی قوم نے اور ان گروہوں نے جنہوں نے

مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ

ان کے بعد

بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ

اپنے اپنے رسول کو گرفتار کرنے کی کوشش کی

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ

تاکہ اس کے ذریعہ سے حق کو نیچا دکھائیں تو میں نے ان کو پکڑا پھر کیسا

كَانَ عِقَابِ

عذاب تھا

## حق کے منکروں کا کیا سب سے بڑا قصور ہے

حق کو نیچا دکھانے کی جو صورت ان کے لیے ممکن تھی وہ انہوں نے اختیار کی۔ اللہ کے رسول کو جھٹلانا، اس کی دعوت کو رد کرنا، اس کے پیش کردہ دلائل کو باطل ٹھہرانا، اس کی تعلیم کو مسخ کرنا، اس کے خلاف طرح طرح کے الزامات گھڑنا، اس کی باتوں کو لوگوں کے سامنے غلط رنگ میں پیش کرنا، اس کی اپیل کو سمجھنے سے لوگوں کو روکنا، اس کے مخالفوں کو مدد دینا، اس کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کرنا، اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ہر طرح ستانا، یہ سب کچھ انہوں نے کیا۔ (تفہیم القرآن ۴)

وَكَذَٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِينَ

(اسی طرح تیرے رب کا فیصلہ ان لوگوں کے حق میں

كَفَرُوا أَنَّهُمْ أَصْحَابُ النَّارِ

کفر کیا ہے کہ وہ جہنمی ہیں)

ان منکروں پر بھی عذاب آئے گا

اس آیت کے دو مطلب ہو سکتے ہیں اور میرے نزدیک دونوں ہی صحیح ہیں۔ ایک یہ کہ جس طرح ان سے پہلے کافروں پر عذاب آیا اسی طرح ان پر بھی آئے گا۔ دوسرا یہ کہ جس طرح ان سے پہلے کافروں کے لیے جہنم کا فیصلہ ہو چکا ہے اسی طرح ان کے لیے بھی ہو چکا ہے۔ (تفہیم القرآن ۴)

الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ

يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهٖ

باقی رہتے ہیں اپنے رب کی تسبیحیں اور اس پر یقین رکھتے ہیں

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے واسطے

## مومنین کا شرف

جب پچھلی آیت میں مجرمین و منکرین کا حال زبوں بیان ہوا تھا یہاں ان کے مقابل مومنین و متقین کا فضل و شرف بیان کرتے ہیں۔ یعنی عرش عظیم کو اٹھانے والے، اس کے گرد طواف کرنے والے، یہ تینوں قسم کے فرشتے ان کی نعما صرف حق تعالیٰ کی تسبیح و تحمید اور مشرکین پر لعنت کرنے ہی سے فارغ نہیں ہوتے بلکہ وہ کما یلیق ایمان رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار کے سچے مومنین کے لئے استغفار کرتے ہیں، یہاں اللہ تعالیٰ عزت الرسل اور شرف التزام کا کیا کھلا ہے کہ فرش خاک پر رہنے والے مومنین سے نہ صرف فرشتیں اور انبیاء ہی محبت رکھتے ہیں بلکہ عرش کے حاملین اور گرد طواف کرنے والے بھی ان کے لئے غائبانہ دعائیں کرتے ہیں اور جن کی شان میں وَيَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا آیا ہے تو حق تعالیٰ کی طرف سے ان کا کام بھی ہو جاتا ہے۔ (واللہ اعلم)

## عرش کے حامل فرشتے

علماء کا بیان ہے کہ عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں جن کو ان میں عرش فرشتوں اور ان کے گروہ جن کو کروبین کہا جاتا ہے بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ عرش کے حاملین چار فرشتے ہیں۔ ایسے فرشتے جن کی عظمت کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک حدیث میں ان کی سینگ کا لاکھوں کوس کا ہونا بھی آیا ہے تو کیا عجب ہے کہ فرشتوں کی تعداد بھی بہت ہو، اور عرش عظیم کو وہ سب مل جل کر اٹھاتے ہوں۔ اس روایت سے حاملین عرش کا صرف چار معلوم ہونا بھی قرآن کریم کی اس آیت وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ کے منافی نہیں ہوتا جس سے کہ قیامت کے روز عرش کے اٹھانے والے آٹھ ہونے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے روز ان کی تعداد میں کسی وجہ سے اضافہ کر دیا جائے گا۔

شیخ ابو منصور بیان کرتے ہیں ان آٹھ حاملین عرش میں سے چار کی تسبیح تو یہ ہوتی ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى حِلْمِكَ بَعْدَ عِلْمِكَ۔ اے اللہ تیری ہی کبریائی ہے حمد و ثنا کے ساتھ اور تیرے ہی لئے ہے حمد جب تیرے حلم نے تیرے علم پر حجاب کر دیا ہے۔ اور چار کی تسبیح کی شرح یوں ہے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى عَفْوِكَ بَعْدَ قُدْرَتِكَ۔ تیری ہی حمد و ثنا ہے تیرے عفو و درگزر پر باوجود تیری قدرت کے۔ (ابن ابی حاتم)

من حولہ یعنی عرش کا طواف کرنے والے حاملین عرش اور حافین عرش تمام ملائکہ کے سردار ہیں انہیں کروبین کہا جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا حافین عرش سے مخلوق میں سے ولید (یعنی تولے) کی طرح بلند حال کی مسافت (۷۰ کے بقدر) فاصلہ ہے۔ یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ ان سے آدھے زمینوں کی نچلائی میں تک قائم ہیں اور ان کے ان کی تسبیح آتی ہے۔ (عن ان کے خلف الی) فاعلون سے یا رب (۱۱ وہ یا رب) کہتے ہیں۔ سبحان ذی العزۃ والجبروت سبحان ذی الملک والملکوت سبحان الحی الذی لا یموت سبوح قدوس رب الملئکۃ والروح یہ سب ان عبادتوں کے بیان کے قسم سب سے پہلی تین میں ہیں، ان میں سے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں (یعنی عرش کے برابر ہیں) اور سب تسبیح کی حالت میں ہیں نگاہ اوپر نہیں اٹھاتے اور ساتویں آسمان والوں۔ سے (یا وہ الملئکۃ الذین ہم حول العرش) فاعلون سے ہیں اور ساتویں آسمان والے پہلے آسمان والوں سے زیادہ ہیں ہم سے پوچھے (آسمان والے اپنے نیچے) والوں کے مقابلہ میں زیادہ فائق ہیں۔ پھر جانے کہ ملائکہ اور عرش سے مراد ہمارے عرش کے متر ادف ہیں۔ محمد بن منصور نے حضرت جابرؓ سے بیان کیا کہ حول العرش کو (یا) لکھا جاتا ہے کہ عرش کے گرد ستر ہزار (کرسی) ایک فرشتہ کی (کچھ) حالت بیان کروں اس کے کان کی لو سے کاندھے تک سات سو برس کی راہ ہے جو بڑھ چلتا ہے۔ وہ اپنا تمام وظیفہ یہ پڑھتا ہے۔

حضرت عطیہ بن سعد سے اپنے والد کے حوالہ سے روایت کیا کہ قول تعالیٰ کے کہ عرش کے پایوں میں سے ایک پایہ کی دوسرے پائے سے مسافت اتنی ہے جتنی تیز رفتار گھوڑے پر سو برس کی راہ ہے اور عرش کی راہ یا ان عرش کے وہ نہ ختم ہونے والے گوشے کے جانب پیدا ہوتے ہیں اور نہ یہ ہے کہ کوئی مخلوق اس کی طرف نہیں پہنچ سکتی۔ اللہ نے تمام مخلوق کو عرش کے اندر ایسا پیدا کیا ہے جیسے جہان سیدان کے اندر کوئی چھوٹا سا۔ کہا جاتا ہے کہ ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ستر ہزار حجاب (نور سے اور) ہیں ایک نور کا حجاب پھر تاریکی کا حجاب پھر نور کا حجاب پھر تاریکی کا حجاب۔ جب ان سے کہا عرش کے گرد فرشتوں کی ستر ہزار صفیں ہیں جن میں سے ہر ایک کے پیچھے نگاہ سے عرش کا طواف کر رہے ہیں۔ ان کی یہ سامنے آتے ہیں کوئی دائیں آتے ہیں جب ایک دوسرے کے سامنے آتا ہے تو ایک لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور دوسرا اللہ اکبر کہتا ہے۔ ابن سے قبیل صفوں والوں کے جب اگلی صف والوں کی تہلیل و تکبیر کی آواز سنائی دیتی ہے تو وہ بلند آواز سے کہتے ہیں۔ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ مَا عَظَّمُوكَ وَلَا حَقَّ قَدْرِكَ مَا عَرَفُوكَ غَيْرَ اَنَّكَ اَنْتَ الْاَكْبَرُ الْعَلِيُّ تَعْلَمُ مَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ وَمَا تُعْلِنُ۔ اے اللہ صفت بیان کرتے ہیں ان نے تجھ کو اور تیری طرف اور کاندھوں پر رکھے

ہوئے ہیں۔ ان کی بھی متعدد قطاریں ہیں جن سے پیچھے ملائکہ کی اور صفیں قطار در قطار ہیں جو حد نگاہ تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں مشعلیں ہیں جن سے برابر شعلے نکل رہے ہیں۔ ان کے درمیان کہیں کہیں بادل کی سی ہیئت کا بڑا سا ٹکڑا ہے جو ان کے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے۔ اس کے چاروں طرف بجلیاں چمک رہی ہیں۔ اس کی گرج سے ایسی ہیبت طاری ہوتی ہے کہ دل دہلے جاتے ہیں۔ اس بادل کے اوپر سے ایک آواز آتی ہے جو ہر طرف سنائی دیتی ہے۔ یہ آواز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اس کے مخاطب وہ سب لوگ ہیں جو اس وقت وہاں موجود ہیں۔ اس آواز کے سنتے ہی ان پر ایک سکتہ کا عالم طاری ہو جاتا ہے۔ ان کی ساری بے باکی اور بے خوفی ہوا ہو جاتی ہے۔ ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں۔ ان کے چہرے پیلے پڑ جاتے ہیں۔ ان کے ہوش و حواس اڑ جاتے ہیں۔ ان کی ساری ہمتیں جواب دے جاتی ہیں۔ ان کی ساری طاقتیں سلب ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں۔ ان کی ساری آرزوئیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ ان کی ساری تدبیریں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ان کے سارے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ ان کے سارے ولولے سرد پڑ جاتے ہیں۔ ان کے سارے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں۔ ان کی ساری امنگیں ختم ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری تمنائیں دم توڑ دیتی ہیں۔ ان کی ساری آرزوئیں مٹ جاتی ہیں۔ ان کی ساری خواہشیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری کوششیں بے سود ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری محنتیں اکارت ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری کاوشیں بے نتیجہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری جدوجہد بے ثمر ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری تگ و دو بے کار ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری سعی و عمل بے فائدہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری محنت و مشقت بے کار ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری جدوجہد بے سود ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری کوششیں بے نتیجہ ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری تگ و دو بے ثمر ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری سعی و عمل بے کار ہو جاتی ہیں۔ ان کی ساری محنت و مشقت اکارت

وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ
الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ

(سورۃ حم السجدۃ ۴۱: ۳۱)

## عزیز و اقارب کی وجہ سے نجات

[illegible]

## عزیز و اقارب کی وجہ سے نجات

[illegible]

وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْعَظِيمُ

[illegible]

## [illegible] سے حفاظت اللہ کا فضل ہے

[illegible]

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ
اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ
تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ

[illegible]

طرف بار بار توجہ دلائی اور قدم قدم پر ٹوکتے رہے۔ آخر اسی کی سزا انہیں ملنے والی تھی جس کی خبر تم اپنی چالوں سے پا رہے ہو۔ فعال اس سے وہ قوت مراد ہے جو کسی کو کچھ کرنے پر مجبور کر دے۔

قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا

اثنتین

دو بار۔

**(دو موتیں اور دو حیاتیں):**

حضرت شہ صاحبؒ لکھتے ہیں کہ پہلے نطفے کے بعد تو مرنے کی نفی ہے پھر ان پر جی اٹھنا ہوا کہ مر کر پھر زندہ ہوئے۔ پھر زندہ ہو کر کہاں گئے۔ یہ نہیں معلوم ہوا۔ (موضح) فعال حوالہ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون (البقرہ۔ رکوع ۳) اور کل نویں رکوع (ظہیر۔ ۱۲ آیت ۲۵)

فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا

اب آپ تو ہوئے ہیں ہم کو بھول کے۔

آخر انہوں نے جرم تسلیم کر لیا جس کا ارتکاب کرنے کے بعد اب انہیں سخت پچھتاوا ہو رہا تھا۔ یہ کوئی اور قصہ ہی نہ تھا بلکہ انہی کے گناہوں اور شرارتوں پر جزا و سزا ہونے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ جس عمر بھر چلنے دوڑنے کے بعد آپ نے ہم کو دھوکا دیا اور جس کے فعال کردہ وعدوں کا بار بار ہمیں موت کے بعد کی زندگیوں کے بارے کے سبز باغ دکھائے گئے تھے وہ تو ہمارے سامنے ہی ہوا ہو گئی۔ آج ہمیں صاف صاف نظر آ رہا ہے کہ وہ سب جھوٹ تھا۔ ہم نے اس کا یقین کر کے بڑی غلطی کی اور خطاؤں کا اعتراف کر لیا۔ (تفہیم جزا)

**منکرین کا اقرار اور اظہار افسوس:**

یہ اس وقت کہا جائے گا جب موت کے بعد دوسری زندگی کا وقوع ہو چکے گا۔ جس کو یہ لوگ موت کے بعد دوسری زندگی سے انکار کرتے تھے اور اس کو ناممکن قرار دیتے تھے۔ اس طرح (تفہیم جزا) فعال حوالہ کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون (البقرہ۔ رکوع ۳) اور کل نویں رکوع (ظہیر۔ ۱۲ آیت ۲۵)

فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ

پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ

حسرت ہو رہی ہے کہ اب تو یہاں سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اب تو ہمیں یہاں آپ قید رہیں گے۔ یہاں (آخرت) سے واپس دنیا میں جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ

یہ تم پر اس لئے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم نہ مانے

وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ

اب حکم ہو چکا اللہ کی جو سب سے اونچا اور بڑا ہے

الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ

سب سے اوپر اور بڑا

یعنی جب تک دنیا میں تم لوگ اللہ کو اکیلا معبود نہیں مانتے تھے اور تم کو اپنے اوپر کسی بڑے حاکم کا خوف نہ تھا اور تم بے کھٹکے اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی معبود بناتے تھے اور اس کی خدائی میں بے تکلف شریک ٹھہراتے تھے اس وقت تم کو اس کا کچھ خیال نہ تھا کہ اس کے ہاں تمہارے اس رویہ کا کیا نتیجہ ہو گا۔ اب جو تم نے اس کے ہاں حاضر ہو کر دیکھ لیا کہ وہ اکیلا ہی سب کا حاکم اعلیٰ اور سب سے بڑا ہے تو تم کو اس کی بات ماننی چاہیے۔ اب تمہارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس کے فیصلوں پر راضی ہو جاؤ۔ (تفہیم جزا)

**کافروں کی حسرت:** عذاب دیکھ کر کہیں گے۔ اگلے دنیا میں ہمارا کہا مانتے تو ہم اس عذاب سے بچ جاتے۔ اب ہم کو دوسری زندگی ملے تو ہم ایسا نہ کریں۔ (موضح) یہ دوسری زندگی کی تمنا کرنا بھی ان کا جھوٹ ہے۔ (تفہیم جزا)

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗٓ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ

یہ تم پر اس لئے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم نہ مانے

وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ

اب حکم ہو چکا اللہ کی جو سب سے اونچا اور بڑا ہے

الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ

سب سے اوپر اور بڑا

یعنی جب تک دنیا میں تم لوگ اللہ کو اکیلا معبود نہیں مانتے تھے اور تم کو اپنے اوپر کسی بڑے حاکم کا خوف نہ تھا اور تم بے کھٹکے اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی معبود بناتے تھے اور اس کی خدائی میں بے تکلف شریک ٹھہراتے تھے اس وقت تم کو اس کا کچھ خیال نہ تھا کہ اس کے ہاں تمہارے اس رویہ کا کیا نتیجہ ہو گا۔ اب جو تم نے اس کے ہاں حاضر ہو کر دیکھ لیا کہ وہ اکیلا ہی سب کا حاکم اعلیٰ اور سب سے بڑا ہے تو تم کو اس کی بات ماننی چاہیے۔ اب تمہارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس کے فیصلوں پر راضی ہو جاؤ۔ (تفہیم جزا)

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ

وہی ہے جو تم کو دکھاتا ہے نشانیاں اور اتارتا ہے تمہارے

مِنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ

واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے

يُنِيبُ ﴿١٣﴾

جو رجوع رکھتا ہو

## عظمت و وحدانیت کی نشانی

یہ یعنی اس کی عظمت و وحدانیت کی نشانیاں ہر چیز میں ظاہر ہیں۔ ایک اپنی روزی ہی کے سلسلہ کو لو کہ کتنے لوگوں کے بس کا سامان آسمان سے نہ ہوا، پانی برستا ہے تو سب کو کچھ نہ کچھ مل جاتا ہے لیکن جب ہر ہر عضو کی بناوٹ، قوت و فکر کے کام ہی نہ لے تو کیا خاک کچھ حاصل ہو سکتی ہے۔ (منہ)

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ

سو پکارو اللہ کو خالص کر کر اس کے واسطے بندگی اگرچہ برا لگے

كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿١٤﴾

ناشکرائیں منکر☆

## کافروں کی پرواہ نہ کرو

یعنی بندوں کو چاہئے کہ سمجھ سے کام لیں اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اسی کو پکاریں اس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں بے شک مخلص بندوں کے اس طرح خالص سے کافر و مشرک ناک بھوں چڑھائیں گے کہ ہر سو دیوتا کر کر اور صرف ایک ہی خدا کو بندگی کیا کر پکارا جا رہا ہے، ہم مشرکین کے کیا پروا کریں۔ (منہ)

## فرض نماز کے بعد کی دعاء

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہر فرض نماز کے سلام کے بعد یہ پڑھتے تھے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر لا حول ولا قوۃ الا باللہ لا الٰہ الا اللہ ولا نعبد الا ایاہ لہ النعمۃ ولہ الفضل ولہ الثناء الحسن لا الٰہ الا اللہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر نماز کے بعد انہیں پڑھا کرتے تھے۔

(مسند احمد) یہ حدیث مسلم ابوداؤد وغیرہ میں بھی ہے۔ (منہ)

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي

وہی ہے اونچے درجوں والا مالک عرش کا ڈالتا ہے

الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ

بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے

عِبَادِهِ

بندوں میں سے☆

"بھید کی بات" سے وحی مراد ہے جو اول الرسل و خاتم الانبیاء علیہما السلام پر اترتی ہے اور ان کے ذریعہ سے دوسرے بندوں کو پہنچائی جاتی ہے چنانچہ قیامت تک اسی طرح پہنچتی رہے گی۔ (منہ ملخصاً)

## ہر ضرورت فقط اللہ تعالیٰ ہی سے

طریق کی اضافیات ہادی اور اضافیات ربوبیت ہر قسم کی اضافیات اسی کی بارگاہ اضافیت سے پوری ہوتی ہے۔ ربوبیت کے ذریعہ ہادی اضافیات پوری کرتا ہے اور ہادی ہونے فرما کر ربوبیت کی طرف اشارہ کر دیا۔ تو اس پہلو کے لحاظ سے يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ فرما کر نظام تبلیغ اور وحی الٰہی کو بیان فرما دیا کہ جس طرح خلقت و ربوبیت و رزق پیدا فرما کر مخلوق کو عالم دنیا میں جسمانی پرورش فرماتا ہے اسی طرح وحی نازل فرما کر دلوں کی روحانی حاجتیں الٰہی پوری کی جاتی ہیں۔ تو اس ذات خداوندی کا کمالی نام بالاضافت سے متصف ہونا، انسان صفت نبوت سے پیدا ہونا، اس مقرر کا کل کائنات اس کی محتاج ہے۔ ہادی و محتاج کے کمالات سے بھی ہادی و روحانی اضافیت کے لحاظ سے بھی فرض ہیں۔ لہٰذا مقرر اس کے متکلمی ہیں وہ کہتا ہے اس کے ہوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

روح سے مراد وحی ہے مروی ہے کہ جبرائیل امین کے لیے آیت مبارکہ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا میں وحی کا نام روح سے تعبیر فرمایا۔ مروی ہے کہ جبرائیل امین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ آپ کی دعا سے مردے زندہ ہوتے ہیں، چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ فَنَفَخَ فِيهِ فَيَكُونُ طَائِرًا بِإِذْنِ اللَّهِ میں حضرت جبرائیل امین کی انگلیوں کا ذکر ہے۔ (منہ ملخصاً)

لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿١٥﴾

تاکہ ڈر سنائے ملنے کے دن سے☆

## یوم التلاق کا مفہوم

اس آیت سے مراد بعض حضرات نے صفات کو لیا ہے بعض نے مصدر صفت کے لئے ہے۔ یوم التلاق یعنی اس کے صفات کمال سب سے زیادہ رفیع الشان ہیں۔ بندہ گنہگار سے لے کر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں ہم نہ ہوتے تو لمن الملک الیوم آج کس کی حکومت ہے جب کوئی جواب دینے والا نہ ہوگا تو خود ہی فرمائے گا للہ الواحد القہار یعنی صرف اللہ کی حکومت ہے جو اکیلا اور یکتا ہے۔ اس کے جلووں میں کوئی شریک نہیں کی جاسکتی کہ یہ اس کی حکومت میں حصہ دار ہیں۔ (تفسیر مظہری)

سوال اور جواب۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی بولنے کی جرأت نہ کرے گا۔ اس لئے سوال کرنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہی ہوگا اور جواب دینے والا بھی وہی ایک ہستی ہوگی۔ تاہم یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس میں کسی نے کوئی نالائقی کی ہے۔ اس وقت ایک ہی حکم ہوگا جو جلوہ گر ہوگا۔ لمن الملک الیوم یعنی آج کے دن سلطنت کس کی ہے۔ اس پر تمام مخلوقات سوائے مومنین کاملین یہ جواب دیں گے کہ للہ الواحد القہار۔ کوئی نہ کوئی اپنے اعتقاد کے مطابق کوئی نہ کوئی صورت میں کہیں گے اور کوئی نہ کوئی ہاں پر ان کے ساتھ اس کا اظہار کریں گے۔ (روح المعانی)

جبار و متکبر کہاں ہیں؟ ابوداؤد نے ابن عمر کی حدیث میں یہ مضمون اس طرح ذکر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں (یعنی مومنوں کے سوا) کو جمع فرما کر ان سے دریافت فرمائے گا کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟ پھر خود ہی جواب دے گا کہ آج کی بادشاہی صرف اللہ کی ہے جو اکیلا ہے اور سب پر غالب ہے۔ پھر فرمائے گا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جو دنیا میں اپنے کو خدا کہتے تھے۔ کہاں ہیں وہ جو خود اپنی طاقت کے بھروسے پر دوسروں سے لڑتے تھے۔ کہاں ہیں وہ جو اللہ کے بندوں کو اپنا بندہ بناتے تھے۔ (ابن کثیر)

الیوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ آج ہر شخص کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ یعنی آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ جس کو جو کچھ ملے گا اپنی کمائی کے مطابق ملے گا۔ کسی کی نیکی ضائع نہیں ہوگی اور نہ کسی کی برائی میں اضافہ کیا جائے گا۔ لا ظلم الیوم۔ آج کسی پر ظلم نہیں ہوگا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ دنیا میں جس کسی نے جو ظلم کیا ہوگا اس کا بدلہ اس کو آج ضرور ملے گا۔ (تفسیر مظہری)

آج کے دن کی خصوصیت۔ الیوم تجزی کل نفس بما کسبت۔ آج کے دن کی خصوصیت یہ ہے کہ سب لوگوں کا حساب اس دن کے نصف یوم کی مدت میں کر دیا جائے گا۔ حدیث میں آتا ہے کہ اس میں بھی سب کا حساب کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس کو کسی عمل میں ایسی مشغولیت ہی نہیں ہوگی جو دوسرے کام کرنے میں رکاوٹ پیدا کرے۔

وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ

اور خبردار کر دے انکو اس دن سے جو کہ آنے والا ہے جس وقت دل

مُدِّي الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ

پہنچیں گے گلوں کو دہشت سے گھونٹتے ہوئے

قیامت کی دہشت

زاذان نے ابن عمر سے ایک دفعہ سوال کیا کہ قیامت کے دن لوگ کس طرح چلیں گے؟ آپ نے فرمایا کہ جس طرح تم دنیا میں چلتے ہو۔ (ابن کثیر)

ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ لوگ پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچا ہوا ہوگا۔ (ابن کثیر)

ابن ابی الدنیا نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ لوگ پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچا ہوا ہوگا۔ (ابن کثیر)

حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچا ہوا ہوگا۔ (ابن کثیر)

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ

کوئی نہیں ظالموں کا دوست نہ سفارشی جو

يُطَاعُ ۚ

کہ جس کی بات مانی جائے

حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کے دن لوگ پسینہ میں ڈوبے ہوئے ہوں گے۔ پسینہ ان کے کانوں تک پہنچا ہوا ہوگا۔ (ابن کثیر)

یعلم خائنۃ الاعین وما تخفی

وہ جانتا ہے چوری نظر اور جو کچھ چھپاتے ہیں دل

الصدور ۚ وَاللَّهُ يَقْضِي بِالْحَقِّ

سینوں میں اور اللہ فیصلہ کرتا ہے ٹھیک

آنکھ کی خیانت: حضرت مجاہد نے کہا کہ آنکھ کی خیانت یہ ہے کہ آدمی کسی چیز کی طرف دیکھے اور پھر اس کی طرف سے آنکھ بچا کر دیکھے۔ (ابن کثیر)

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا

يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ

السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

فیصلہ کا اختیار نہیں فیصلہ تو اپنی ذات پر بھی نہیں کرسکتے ہیں جب سوال یہ ہے کہ تم خدا کو کیوں پوجتے ہو تو یہ جواب کہ وہ فیصلہ کرتا ہے پوجنے کی وجہ نہیں ہوسکتا۔ وہ کس طرح فیصلہ کرتا ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۔ یہ بتلا دیا کہ وہ سنتا ہے اور دیکھتا ہے اور اس کے فیصلے اسی بنا پر ہوتے ہیں۔ [illegible] اس کے فیصلے ہوتے ہیں۔ [illegible] ہیں۔ [illegible] ہیں۔ [illegible]

فرعون، ہامان اور قارون تین ایسے نام ہیں جو تاریخ میں ظلم و سرکشی کا عنوان بن گئے ہیں۔ ان میں سے فرعون بنی اسرائیل کا سب سے بڑا دشمن اور ظالم حکمران تھا۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلاف اپنی پوری طاقت لگا دی۔ ہامان اس کا وزیر تھا اور قارون بنی اسرائیل ہی کا ایک فرد تھا جو دولت کے نشے میں اپنی قوم کے خلاف فرعون کا ساتھی بن گیا۔ یہ تینوں کردار ہر دور میں ظلم کی علامت بنے رہے ہیں۔

فرعون کی چالبازی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جب فرعون کے جادوگروں کو شکست ہوئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادوگر ہے، ہم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ فرعون نے اس موقع پر بھی اپنی چالبازی سے کام لیا۔ اس نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ موسیٰ جادوگر ہے، اس لیے ہمارے جادوگروں کو شکست دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اصل مقابلہ تو تب ہوگا جب وہ ہمارے ملک کے بڑے جادوگروں کو شکست دے۔ اس طرح اس نے اپنی رعایا کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ (تفسیر عثمانی)

فَقَالُوا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝

کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا ہے

یعنی جادوگر ہے جادو دکھاتے ہیں اور جھوٹے دعوے کرتے ہیں۔ یہ تھا فرعون کا پہلا حملہ۔ اس نے اپنی رعایا کو یہ کہہ کر بہکانے کی کوشش کی کہ موسیٰ کا معجزہ کوئی حقیقی چیز نہیں بلکہ جادو ہے۔ (تفسیر عثمانی)

فرعون کی دہشت گردی

جب فرعون کا پہلا حربہ ناکام ہو گیا تو اس نے دوسرا ہتھکنڈا اختیار کیا۔ اس نے کہا کہ ہم موسیٰ کو اس کے ساتھیوں سمیت ختم کر دیں گے۔ یہ دہشت گردی کی ایک واضح مثال ہے۔ فرعون نے سوچا کہ اگر موسیٰ کو ختم کر دیا جائے تو بنی اسرائیل کی تحریک خود بخود دم توڑ دے گی۔ اس نے اپنے درباریوں سے کہا کہ مجھے موسیٰ کو قتل کرنے دو، وہ اپنے رب کو بلا لے۔ (تفسیر عثمانی)

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا

پھر جب پہنچا ان کے پاس سچ کی بات ہمارے پاس سے

قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ

بولے مار ڈالو بیٹے اُن کے جو یقین لائے ہیں اس کے ساتھ

وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ

اور جیتی رکھو ان کی عورتیں ۝

فرعون کی دہشت گردی

یہ حکم اب دوسری مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے ارسال کے بعد دیا گیا کہ بنی اسرائیل کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، ان کی تعداد گھٹانا کیسی اور ان کے بچوں میں یہ خیال پیدا کرنا کہ جب مصیبت ان پر موسیٰ علیہ السلام کی بدولت آئی ہے۔ یہ خیال کر کے لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دیں گے اور دہشت انگیزی کی پالیسی کامیاب ہو جائے گی۔ آگے یہ پالیسی اس حکم پر عمل ہوا یا نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝

اور جو داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں ۝

منکرین کے منصوبے: یعنی جو پیسے از قسم تدبیر وہ کرتے ہیں کہ بظاہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر منکرین کے سب منصوبے ناکام کر دیتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِيْٓ اَقْتُلْ

اور بولا فرعون مجھ کو چھوڑو کہ میں مار ڈالوں

مُوْسٰى وَلْيَدْعُ رَبَّهٗ

موسیٰ کو اور پکارے اپنے رب کو ۝

فرعون کی چالبازی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جب فرعون کے جادوگروں نے کہا کہ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ موسیٰ جادوگر ہے، اس لیے ہمارے جادوگروں کو شکست دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ اصل مقابلہ تو تب ہوگا جب وہ ہمارے ملک کے بڑے جادوگروں کو شکست دے۔ اس طرح اس نے اپنی رعایا کو دھوکہ دینے کی کوشش کی۔ (تفسیر عثمانی)

اِنِّيْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ اَوْ اَنْ

میں ڈرتا ہوں کہ بدلا دے تمہارا دین یا

يُّظْهِرَ فِي الْاَرْضِ الْفَسَادَ ۝

پھیلائے ملک میں خرابی ۝

خوف اختلاف امت: یعنی مجھ کو ڈر ہے کہ یہ شخص دین کو بدل دے گا، تو بدی طاقتوں طرح طرح کے فساد برپا کر دے گا۔ مگر یہ کہ یہ شخص ہمارے ہاتھ سے مارا جائے۔ تمہارے دین کی طرف سے بھی یہ بات پیش کی جا سکتی ہے کہ اس کو قتل کرنے سے ہمارے ملک میں فساد پھیلے گا۔ (تفسیر عثمانی)

وَقَالَ مُوْسٰٓى اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ

اور کہا موسیٰ نے میں لے پکا تمہارے اپنے

وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ

اور تمہارے رب کی ہر مغرور سے ۔

## حضرت موسیٰ کا عزم

[illegible] جب ان کی نظر پڑی اس [illegible] پر تو [illegible] پا لیے گئے

علم علیم میں ارادہ کر رہے تھے کہ قتل کر دیں یا جلا وطن کر دیں یا قید میں ڈال دیں اور سے کہیں گے کہ گھوڑا اور تلوار لے کر ہم میں سے ایک ایک شخص اس زور سے کھینچ کر مارے کہ تلوار اس کے جسم کے پار ہو جائے۔ جب یہ بات ہو چکی تو جبرئیل علیہ السلام آئے اور حضور سے عرض کیا کہ آج رات آپ اپنے بستر پر نہ سوئیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ حضور نے اس رات کو اپنے بستر پر سونا چھوڑ دیا اور ہجرت کر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَاِذْ یَمْکُرُ بِکَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْکَ اَوْ یَقْتُلُوْکَ اَوْ یُخْرِجُوْکَ (اور جس وقت کافر تیرے ساتھ مکر کر رہے تھے کہ تجھ کو قید کر دیں یا قتل کر ڈالیں یا جلا وطن کر دیں) تو آل قریش کو معلوم ہوا کہ حضور نے ان کو چھوڑ دیا ہے اور ان کے ہاتھ سے نکل گئے ہیں۔ تو وہ لوگ حضور کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب حضور کے قریب پہنچے تو حضور نے ان کو دیکھ لیا۔ حضور نے ان کو بددعا دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ وہ حضور کو نہ دیکھ سکے۔ حضور ان کے سروں پر خاک ڈالتے ہوئے ان کے پاس سے گزر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اندھا کر دیا تھا۔ حضور نے یہ آیت پڑھی۔ وَجَعَلْنَا مِنْ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ (اور ہم نے ان کے آگے دیوار کھڑی کر دی اور ان کے پیچھے دیوار کھڑی کر دی پھر ہم نے ان کو ڈھانک دیا تو وہ نہیں دیکھ سکتے)۔

**چند اہم تحقیقی نکات**

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سو یقین چند یقین ایک عیب ہے اور جس کے اندر عیب ہو وہ کامل نہیں ہو سکتا۔ اور حضور نے یہ بھی فرمایا کہ تم میں سب سے زیادہ کامل وہ ہے جو سب سے زیادہ یقین والا ہو۔ اور ان سب باتوں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یقین کے اندر کمی بیشی ہوتی ہے۔ (قرطبی)

**مسئلہ** یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مسلمان ہونے والے کافر کو اس سے پہلے اپنے ایمان کا اظہار کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ حضور نے ان کے ایمان کی خبر دی ہے۔ مگر ظاہر میں یہ بات نہیں ہے کہ ان کے ایمان کے مقبول ہونے کے لئے حضور کی تصدیق قال شرط ہے۔ بلکہ ان کے اقرار کرنے کی شرط ہے جب کہ ان سے اقرار کرنا ممکن ہو۔ اور جب اقرار کرنا ممکن نہ ہو تو پھر ان کے دل کا اقرار ان کو کافی ہو جائے گا۔ اور اس کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ اپنے ایمان کا اظہار کریں۔ اس کی ضرورت صرف ان لوگوں کو ہے جو ان کے ایمان کا علم نہیں رکھتے۔ (قرطبی)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ترین ایذاء

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا مجھے بتائیے کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ سخت تکلیف دہ کون سا کام کیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حجر میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا اور حضور کے دونوں کندھے پکڑ کر آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر مروڑنا شروع کر دیا تاکہ گلا گھونٹ دے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر آ گئے اور عقبہ کے دونوں کندھے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس سے ہٹا دیا اور فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی کھلی دلیلیں لے کر آیا ہے)۔ (بغوی، ابن کثیر)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ترین ایذاء

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے کہا مجھے بتائیے کہ مشرکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ سخت تکلیف دہ کون سا کام کیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حجر میں نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی معیط آیا اور حضور کے دونوں کندھے پکڑ کر آپ کی گردن میں کپڑا ڈال کر مروڑنا شروع کر دیا تاکہ گلا گھونٹ دے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر آ گئے اور عقبہ کے دونوں کندھے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے پاس سے ہٹا دیا اور فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ (کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے کھلی کھلی دلیلیں لے کر آیا ہے)۔ (بغوی، ابن کثیر)

إِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ

بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو حد سے نکلا

كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

جھوٹا بڑا

موسیٰ کی سچائی کی دلیل ... یعنی موسیٰ (علیہ السلام) کا فرعون کو خطاب کرنا اور غرض ظاہر کرنا تو یہ کہ اس کا خاندان والے اور پیچھے آنے والے اور اپنے معجزات سے اس کا اور اس کے درباریوں کا ایمان نہ لانا ان پر ثابت ہو جائے اور ان کو ہم جھوٹے ہونے کی وجہ سے ایسے کو ہلاک کر دیں جو واقعی سچا ہو۔ یہ بات عقل کے نزدیک بہت قوی ہے۔

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗۤ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ

اور بولا ایک مرد ایمان والا فرعون کے لوگوں میں سے جو چھپاتا تھا اپنا ایمان کیا قتل کرتے ہو ایک شخص کو اس پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس لایا ہے نشانیاں تمہارے رب کی طرف سے

وَاِنْ یَّكُ كَاذِبًا فَعَلَیْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَاِنْ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُكُمْ ۚ

اور اگر جھوٹا ہے تو اوپر اسی کے ہے اس کا جھوٹ اور اگر سچا ہے تو پہنچ رہے گا تم کو کچھ جو وعدہ دیتا ہے تم کو

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِیْ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

بیشک اللہ راہ نہیں دیتا اس کو جو ہو حد سے نکلا جھوٹا بڑا

**رجل مؤمن کا تعارف** ... یہ مرد مومن جس کا یہاں ذکر ہے وہ فرعون کی قبطی قوم کا اور فرعون کے چچا کا بیٹا تھا۔ یہی شخص تھا جس کے متعلق سورۂ قصص میں اللہ نے فرمایا ہے وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ یَسْعٰی قَالَ یٰمُوْسٰۤی اِنَّ الْمَلَاَ یَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِیَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّیْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِیْنَ ﴿۲۰﴾ (اور آیا ایک شخص شہر کے پرلے کنارے سے دوڑتا ہوا بولا اے موسیٰ سردار مشورہ کرتے ہیں تیرے مارنے کا سو نکل جا میں تیرا خیر خواہ ہوں)۔ یہ شخص بنی اسرائیل میں سے تھا۔ کلام میں یہ قاعدہ ہے کہ جب کسی کلام کو نقل کرتے ہیں تو اس کلام کو اس شخص کی طرف منسوب کرتے ہیں جس نے اس کلام کو کہا ہو۔ اس لئے اس کلام کو اس شخص کی طرف منسوب کیا گیا۔ اگرچہ اس کلام کو اس شخص نے نہیں کہا تھا۔ (قرطبی)

**یَكْتُمُ اِیْمَانَهٗ** ... یعنی اپنے ایمان کو فرعون سے چھپاتا تھا۔ اس کے ایمان کو چھپانے کی وجہ یہ تھی کہ اس کی قوم اور اس کے خاندان کے لوگ فرعون کے دین پر تھے۔ اس لئے اس نے اپنے ایمان کو چھپا رکھا تھا۔ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰهُ (کیا تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے) یہ اس مرد مومن کی طرف سے ان کو خطاب ہے۔ یعنی تم کسی شخص کو اس لئے قتل کرتے ہو کہ وہ اللہ کو اپنا رب کہتا ہے۔ یہ بات عقل کے نزدیک بہت بڑی بات ہے۔ اس لئے کہ اس کا کہنا کہ میرا رب اللہ ہے اس کی طرف سے اس بات کی خبر ہے کہ اس کے پاس اللہ کی طرف سے معجزات اور دلائل ہیں جو اس کی سچائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اس لئے اس کو قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔ اس کے بعد اس مرد مومن نے ان کو ڈرایا کہ اگر تم نے اس کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب تم پر نازل ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے پاس اللہ کی طرف سے معجزات اور دلائل ہیں۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے۔ اس کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو خود ہلاک کر دے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے تو اس کے قتل کرنے کی صورت میں اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے پاس اللہ کی طرف سے معجزات اور دلائل ہیں۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ اسی پر ہے۔ اس کو قتل کرنے کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو خود ہلاک کر دے گا۔ اور اگر وہ سچا ہے تو اس کے قتل کرنے کی صورت میں اللہ کا عذاب تم پر نازل ہوگا۔ اس لئے کہ اس کے پاس اللہ کی طرف سے معجزات اور دلائل ہیں۔

یٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْیَوْمَ ظٰهِرِیْنَ

اے میری قوم آج تمہارا راج ہے ملک میں

فِي الْأَرْضِ فَمَنْ يَنْصُرُنَا مِنْ
زمین میں کون ہے جو ہماری مدد کرے اللہ کی
بَأْسِ اللَّهِ إِنْ جَاءَنَا
گرفت سے اگر وہ ہم پر آ جائے

طالت سے دھوکہ نہ کھاؤ

تیسرے آپ نے اپنی اور حکومت پر بے فکر ہونے سے آج تمہیں یہ شدید خطرہ ہے کہیں موسیٰ کے خدا نے خلاف سے آج تم کو کوئی پناہ نہ دے دے۔ یہ سب وہ باتیں تھیں جو فرعون کے ساتھیوں نے کہیں۔ فرمایا:

قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا
فرعون نے کہا میں تو وہی بات تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں
أَرَىٰ وَمَا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ
جو خود دیکھ رہا ہوں اور میں تو وہی راستہ تمہیں دکھا رہا ہوں جو
الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾
راہ راست ہے۔

فرعون کی رائے عامہ کی نباض ہونے کی یہ داد ہے کہ اس نے بات تہہ نہیں کہی ہے بلکہ کھلے کھلے دو ٹوک الفاظ میں کہہ دیا کہ میں تو وہی کچھ تمہارے سامنے پیش کر رہا ہوں جو خود دیکھ رہا ہوں۔ میں تو وہی راستہ تمہیں دکھا رہا ہوں جو صحیح ہے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کے ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے، مخاطب کیا:

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَا قَوْمِ إِنِّي
اور وہ شخص جو ایمان لایا تھا، بولا اے میری قوم کے لوگو، میں
أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ﴿٣٠﴾
تمہارے اوپر اس دن کی سی آفت کا اندیشہ کرتا ہوں جو گزرے ہوئے گروہوں پر آئی تھی۔
مِثْلَ دَأْبِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ
جیسا حال قوم نوح اور عاد اور ثمود کا
وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ
اور ان کے بعد والوں کے ساتھ ہوا تھا، اللہ بندوں پر ظلم کرنا نہیں چاہتا

ظُلْمًا لِلْعِبَادِ ﴿٣١﴾
ہوئے ہیں۔

ظلم سب انبیاء کی دعوت

یہ تھی وہ حکمت عملی جو اس مخلص مومن نے اپنی قوم کے لوگوں کو سمجھانے کے لیے اختیار کی۔ وہ جانتا تھا کہ اپنی قوم کے لوگوں سے وہ اپنی ایمان کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اس کا اظہار تو اس وقت ہو گا جب وہ ان کی حکومت سے نکل کر باہر کسی اور جگہ جا کر اپنی آزاد حکومت قائم کر لے گا۔ اس لیے اس وقت وہ ان کے سامنے اپنی ایمان کا اظہار نہیں کرتا۔ بلک

مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت کا انکار کیا تھا اور پھر اس سے بڑھ کر اسراف اور شک کرنے والوں کو ہدایت نہ دینے والے کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ان کی مذمت کی ہے۔ اسراف اور شک کرنے والے اپنی اپنی جگہ ہر قسم کے گناہ کر لیتے ہیں اور اس وقت ہر قسم کی خوشی محسوس کرتے ہیں جب ان کے مقابلہ میں کوئی حق کی بات کہنے والا ہو۔ ان کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہم نے اس کو شکست دے دی ہے اور اس کی بات کو غلط ثابت کر دیا ہے۔ اس کے بعد شقاوت کا کون سا درجہ باقی رہ جاتا ہے۔ اس کی نیکی تختی کا کون سا مثال نہیں ہے۔ ہاں وہ ان کی فطرت مسخ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اس کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ سعادت و شقاوت کا ازلی فیصلہ ہے جو اعمال کے ظہور سے پہلے ہو چکا ہے۔

**حضرت ابو جازم کی حالت:** ابو جازم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے صحابہ تھے۔ ہمیشہ اپنے گھر میں کھانا تیار کر کے فریاد کرتے تھے کہ اے اللہ کے تمام مسلمانوں کو بلا لائیں تو ہم کھانا کھائیں۔ ایک دن ان کے گھر میں کھانا تیار ہوا تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ جاؤ اور دیکھو کہ کوئی مسلمان ہمارے گھر میں موجود ہے یا نہیں۔ بیوی نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ ابو جازم نے کہا کہ جاؤ اور اس کو بلا لاؤ۔ بیوی نے کہا کہ وہ شخص تو بہت کمزور

طبع ہو۔ (تفسیر طبری)

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ

اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل

مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾

پر غرور (اور) سرکش کے پر

غرور کی مہر: دوسری آیت کے ساتھ ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ ایک دوسرے کو جنم دیتے ہیں۔ پہلے گناہ کے نتیجہ میں دوسرا گناہ سرزد ہوتا ہے۔ آخر کار انسان کے دل پر غفلت کی ایسی مہر لگ جاتی ہے کہ پھر اس میں حق کو قبول کرنے کی کچھ بھی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ (تفسیر المنار)

ابن جریر نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ فرعون کے خاندان سے سوائے اس عورت اور اس کی بیٹی کے اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ (ابن کثیر، ج ۴، صفحہ ۱۰۰)

سرکش: غفلت، قساوت قلبی اور جبار وہ شخص ہے جو اپنے آپ کو ہر ایک سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو ذلیل اور حقیر سمجھے۔ (تفسیر المنار)

خیانت کرنے والا حکمران: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو امام (حکمران) رعایا پر ظلم کرتا ہے، عیب تلاش کرتا ہے، ناجائز امور میں مبتلا ہوتا ہے تو خود اس کی خیانت کی وجہ سے اس کی رعایا بھی خیانت کرنے لگتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِي صَرْحًا

اور کہا فرعون نے اے ہامان بنا میرے واسطے

لَّعَلِّيْ أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ ﴿٣٦﴾ أَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ

شاید کہ میں پہنچ جاؤں راستوں پر راستوں آسمانوں کے

فَأَطَّلِعَ إِلٰى إِلٰهِ مُوْسٰى

پھر جھانکوں طرف معبود موسیٰ کے

فرعون کی بے شرمی: ہامان اس کے محلوں کی انتظامی کا شعبہ تھا۔ فرعون کی بے شرمی ملاحظہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کی صفت علو کو لفظی معنوں پر محمول کر کے وہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں آسمان پر جا کر موسیٰ کے خدا کو دیکھ آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفت آلہ سے پاک ہے۔ وہ ہر جگہ ہے اور کسی جگہ نہیں ہے۔ (تفسیر المنار)

وَإِنِّيْ لَأَظُنُّهٗ كَاذِبًا

اور میرا گمان ہے کہ وہ جھوٹا ہے

یہ محض مذاق ہے۔ بالکل ہی بے بنیاد بات نہیں تھی کیونکہ وہ ساحر ہونے کی وجہ سے جانتا تھا کہ موسیٰ اور ہارون کا خدا آسمان پر نہیں ہے۔ (تفسیر المنار)

وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ

اور اسی طرح بھلا دکھایا گیا فرعون کو اس کے برے کام

وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ

اور اس کو سیدھی راہ سے روک دیا گیا

مسلسل برائی کا نتیجہ

یہ آیت بتاتی ہے کہ آدمی جن برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے اور انہیں کی صفائی پیش کرتے کرتے اس کے بصیرہ پر اس کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ (تفسیر فی ظلال القرآن، ج ۲۴، صفحہ ۱۰)

وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿٣٧﴾

اور نہیں تدبیر فرعون کی مگر تباہی میں

بیکار مقصد: فرعون کے جس مقصد (موسیٰ کا خاتمہ) کے لئے یہ سب تھا وہ مقصد ہی بے حقیقت تھا۔ خود اپنی ہی بربادی کے لئے موسیٰ علیہ السلام کا مقابلہ کیا۔ (تفسیر جلالین)

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ

اور کہا اس شخص نے جو ایمان لایا اے قوم میری پیروی کرو

أَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٣٨﴾

میں راہ پر لے چلوں گا تم کو راہ بھلائی کی

اوپر چونکہ فرعون نے کہا تھا أَهْدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ (میں تمہیں صحیح راستہ ہی بتاتا ہوں) اس کے جواب میں مرد مومن نے کہا کہ سَبِيلَ الرَّشَادِ (بھلائی کا راستہ) تو میں تمہیں بتاؤں گا۔ فرعون کو یہ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی کہ میں تمہیں ہلاکت کا راستہ بتاؤں گا۔ (تفسیر جلالین)

ہے۔ اس آیت کے بعد بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ ہے جو پہلے گزر چکا ہے کہ کس طرح ان کے دل ان کے اعمال اور ان کے ساتھیوں نے ان کو دھوکا دیا تھا۔ فرماتا ہے:

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ

اے میری قوم! یہ زندگی دنیا کی چند روزہ زندگی ہے

وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝

اور آخرت ہی ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے

آخرت کو بھلا دینا، دنیا کی زندگی پر ریجھ جانا، دنیا کی چند روزہ زندگی کو ہی سب کچھ سمجھ لینا، آخرت کو بھلا دینا، یہ سب ایسی باتیں ہیں جو انسان کو اللہ کی راہ سے روکتی ہیں۔ اسے اللہ کی نافرمانی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اسی لئے ان کی مذمت کی گئی ہے۔ اور ان کے برے نتائج سے ڈرایا گیا ہے۔ اس لئے کہ انسان ان کی وجہ سے اپنی ذمہ داریوں کو بھول جاتا ہے۔ اپنے فرائض سے غافل ہو جاتا ہے۔ اپنے کئے کی سزا کو بھول جاتا ہے۔ اور اس طرح وہ کام کرنے لگتا ہے جو اسے نہیں کرنے چاہئیں۔ اور وہ کام نہیں کرتا جو اسے کرنے چاہئیں۔ اس لئے فرمایا:

مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا

جس نے کوئی برائی کی ہوگی وہ صرف

مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

اسی کے برابر سزا پائے گا اور جس نے

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ

خواہ مرد ہو یا عورت اور ہو وہ ایمان رکھنے والا تو ایسے لوگ

يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا

جنت میں داخل ہوں گے وہاں انہیں

بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝

بے شمار رزق دیا جائے گا

## آخرت کی ایک جھلک

یہ آیت بھی اسی مضمون کو مختلف انداز سے بیان کر رہی ہے۔ جس طرح پہلے

وَيٰقَوْمِ مَا لِيْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ

اور اے قوم کیا بات ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف

وَتَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَى النَّارِ ۝

اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو

## عجیب معاملہ

یہ کتنی عجیب اور تعجب انگیز بات ہے کہ میں تو تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلا رہے ہو۔ میں تو تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے اللہ کے ساتھ کفر کرنے کی طرف بلا رہے ہو۔ میں تو تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں جو عزیز ہے اور غفار ہے اور تم مجھے ایسی چیزوں کی طرف بلا رہے ہو جو نہ دنیا میں کچھ حیثیت رکھتی ہیں اور نہ آخرت میں۔ اس لئے فرمایا:

تَدْعُوْنَنِيْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ

تم مجھ سے کہتے ہو کہ میں کفر کروں اللہ کے ساتھ اور شریک ٹھہراؤں اس کا

مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ

اس کو جس کی کوئی خبر نہیں ہے

## قوم کی دعوت

یہ بھی تعجب انگیز بات ہے کہ میں تو تمہیں اللہ کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے اللہ کے ساتھ کفر کرنے کی طرف بلا رہے ہو۔

معاف کر دیتا ہوگی۔ بہرحال اگر وہ تو توبہ و استغفار سے کام نہ لیں گے تو ان کو دنیا و آخرت میں عذاب سے روک نہ سکے گا۔ وہی اس کا مستحق ہے کہ آگ ہی میں جائے گا۔ مگر اس وعید سے یہ سمجھ لینا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہے گا، صحیح نہیں۔ اس خدا کی پناہ میں آ کر ہم بول سکتے ہیں کہ

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ

آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھ کو بلاتے ہو اس کا بلانا

دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَلَا فِی الْاٰخِرَةِ

کچھ بھی دنیا میں اور نہ آخرت میں ☆

## قوم کی بے عقلی

یہ مسلمان مومن خدا کے کوئی نئے نہیں بلکہ ایسی کلمہ حق بولنے والے ہمیشہ سے آخرت میں اونچی جگہ پائیں گے اور دنیا میں بھی ان کی بات ہی چلے گی اور خدا ہی کا بول بالا ہوگا۔ مگر ان کی قوم ہمیشہ سے ان کی مخالف ہی رہی ہے۔ اس کو ان کی بات کبھی سمجھ میں نہیں آئی۔ اس کو ہمیشہ یہی شکایت رہی ہے کہ یہ ہمارے ہی جیسے انسان ہیں، ہم سے کچھ بڑے نہیں، ہم سے کچھ زیادہ نہیں، پھر ہم ان کی بات کیوں مانیں۔ ہم ان کی پیروی کیوں کریں۔ ہم ان کو اپنا پیشوا کیوں بنائیں۔ ہم ان کو اپنا رہنما کیوں تسلیم کریں۔ ہم ان کو اپنا حاکم کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا مطاع کیوں بنائیں۔ ہم ان کو اپنا مقتدا کیوں تسلیم کریں۔ ہم ان کو اپنا امام کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا ہادی کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا مرشد کیوں جانیں۔ ہم ان کو اپنا ولی کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا مقرب کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا مقبول کیوں جانیں۔ ہم ان کو اپنا محبوب کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا معبود کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا خدا کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا رب کیوں جانیں۔ ہم ان کو اپنا الٰہ کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا ایشور کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا پرمیشور کیوں جانیں۔ ہم ان کو اپنا پرماتما کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا بھگوان کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا گاڈ کیوں جانیں۔ ہم ان کو اپنا ٹھاکر کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا مہاراج کیوں سمجھیں۔ ہم ان کو اپنا مہاراجہ کیوں جانیں۔ ہم ان کو اپنا مہاراجہ کیوں مانیں۔ ہم ان کو اپنا مہاراجہ

الغرض جب یہ ہوا کہ ہر نیک و بد کو اپنے اپنے ٹھکانے پہنچا دیا گیا تو ملائکہ نے اس کا بھی انتظام کیا اور بیمار پڑ جانے پر کیا کیا تدابیر کرتے رہے، ان میں مشغول ہوئے اور چاروں طرف خبر دار کے لئے بیٹھ گئے اور اس کی حفاظت کرنے لگے۔ جیسے تھے کہ کسی کو خبر نہ ہونے پائے کہ فرشتوں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ (منہ حلوی)

**اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا**

وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں اُن کو صبح اور شام ۞

عذاب قبر: یہ آیت قبر کے عذاب کا ثبوت ہے۔ جس میں وہ قیامت کے دن داخل کئے جائیں گے جس کو ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتا ہے تو ثبوت کے طور پر پیش آنے والے عذاب کا کچھ نہ کچھ دیکھنے میں آ جانا ضروری کا حال ہوا۔ احادیث سے ثابت ہے کہ اسی طرح ہر فاجر کے سامنے روزانہ اور ہر مومن کے سامنے جنت کا ٹھکانہ دکھلایا جاتا ہے (صحیحین) آیت ہذا سے صرف ان لوگوں کا عذاب معلوم ہوا تھا جن کے بعد حشر بھی نہ ہو۔ علیہ السلام نے معلوم کرا دیا کہ جملہ کفار جو حشر و نشر کے بھی منکر ہیں، روح ہی عذاب میں (آثار باقیہ جسم) نہاد ان کا جلا دیئے جانا وغیرہ اور تعلق اور تفوق ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح دنیا میں شہداء کی روحیں سیر رفتار کے ساتھ "حیث شاءت" کی سیر کرتی ہیں۔ اسی طرح ان روحیں بھی سے فرعونیوں کی ارواح کو "یعرضون" سے "موصل" میں داخل کرتے ہیں۔ پس شاید روح کی طرف کیا جائے (بایں ارواح کا تابع ان کے اجزاء کے جنت و دوزخ میں اقامت پذیر ہونا آخرت میں ہوگا) کہ پہلے پیچھے ہوتا فرعونیوں کے متعلق "اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا" اور ہر سہ آیات میں کے متعلق حدیث عرض علیہ مقعدہ بالغداۃ و العشی کے اخلاف کا خوف نہ ہوا ہو (واللہ تعالیٰ اعلم۔ منہ حلوی)

**عالم برزخ پر ایمان لانا ضروری ہے:** عالم برزخ اور وہاں کا ثواب و عذاب اور اس کے متعلقین امر مکمل سے اور اس طرح آخرت پر اور آخرت کے ثواب و عذاب پر ایمان ضروری ہے۔ اسی طرح برزخ کے ثواب و عذاب پر بھی ایمان (یقین ضروری ہے اور ایمان بالغیب فرمانا ہوا یہ بھی اسی کی اصل ہے) وہ ایمان ہی کیا جس کا ایمان بالغیب نہ ہو۔ (منہ)

**برزخ و قبر کیا ہے:** برزخ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک درمیانی عالم کا نام ہے۔ جس میں ہر ایک مرنے والے کی روح اس عالم میں بھی ہوا کرتی ہے۔ اور جسم کے ساتھ بھی اس کا تعلق رہتا ہے۔ جسم کا تعلق خواہ مدفون ہونے کی صورت میں ہو یا جلا دیئے جانے یا سمندر میں ڈبو دیئے جانے یا آگ میں جلا دیئے جانے یا درندوں اور پرندوں کی خوراک بنا دیئے جانے کی صورت میں ہو۔ بہرحال روح کا تعلق جسم کے ساتھ کسی نہ کسی طرح ضرور رہتا ہے۔ اسی تعلق کا نام برزخ ہے۔ اسی تعلق کی وجہ سے روح کو تکلیف یا راحت پہنچتی ہے۔ اسی کا نام عذاب قبر یا ثواب قبر ہے۔ اگرچہ قبر کا لفظ عام ہے۔ خواہ زمین کے گڑھے میں ہو یا کسی اور طرح ہو۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں یہ بعد حلول

خاص خاص قسم کے گڑھوں کے ساتھ مخصوص ہو گیا ہے۔ اسی اصطلاح کی وجہ سے فقہاء نے قبر کی تعریف میں "حفرۃ تحفر فی الارض لوضع المیت فیھا" کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ اسی لئے تعزیرات حکومت کے مسئلے میں بھی قبر کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔

اس عالم برزخ کی حالت کا بھی کچھ نہ کچھ اندازہ ہر شخص کو ہوتا رہتا ہے کہ عالم خواب میں جہاں روح کے تعلق بدن کے ساتھ ہوتا ہے بعض اوقات ایسا پیش آ جاتا ہے کہ خواب میں ہی عالم برزخ کی حالت و کیفیات سے دوچار ہونے کے ساتھ عالم کے سامنے بھی طرح طرح کی حالتیں اور کیفیات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ ایسے ہی اس عالم برزخ کی حالت سے بھی ہر شخص کو کچھ نہ کچھ اندازہ ہو جاتا ہے۔ انسان کے مرجانے کے بعد روح کی حیات کا خاتمہ نہیں ہو جاتا ہے بلکہ روح کی حیات باقی رہتی ہے۔ البتہ جسم کی حیات کا اثر جسم کی ایک خاص قسم کی حیات تعلق باقی رہتا ہے۔ کامل ایمان کے بھی علاوہ ہے۔

**قبر کی حیات:** قبر کی حیات سے مراد حیات حاصل ہوتی ہے وہ دنیا کی حیات معہود کی طرح نہیں بلکہ وہ ایک دوسری قسم کی ہوتی ہے جس کا انسان کو احساس نہیں ہوتا کیونکہ یہ حیات دنیا کی حیات سے بہت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔ اس حیات کی وجہ سے انسان کی روح کو ثواب و عذاب ہوتا ہے۔ اسی طرح جانوروں کی حیات بھی ہوتی ہے۔ اس حیات کی وجہ سے ان کو بھی ثواب و عذاب ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک چیز کی حیات اس کے مناسب ہوتی ہے۔ اس حیات کی وجہ سے ان کو بھی ثواب و عذاب ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر ایک چیز کی حیات اس کے مناسب ہوتی ہے۔ اس حیات کی وجہ سے ان کو بھی ثواب و عذاب ہوتا ہے۔

**نکیرین کا سوال کس سے ہوگا:** شیخ عبدالحکیم لکھتے ہیں کہ بعض لوگ فرماتے ہیں کہ نکیرین کا سوال انبیاء سے نہیں ہوگا کیونکہ وہ جواب جانتے ہیں۔ بعض لوگ فرماتے ہیں کہ ان کا سوال انبیاء سے متعلق صورتی نہیں ہے۔ بعض لوگ فرماتے ہیں کہ یہ سوال انبیاء سے متعلق نہیں ہے۔ کیونکہ زندگی میں بھی ان کو اس قسم کا سوال ہوا ہے۔ اور ہر شخص کے ساتھ اس کے مناسب متعلق رکھتے ہیں۔ اسی طرح مرنے کے بعد قبر میں اس کے حال کے مناسب سوال ہوتا ہے۔ خصوصاً کے ساتھ روح کا تعلق ہر شخص کے ساتھ ہوتا ہے۔ نکیرین کے

سوال: اصحاب الاعراف کون ہیں؟

جواب: اعراف کے معنی ہیں بلند جگہ۔ اور یہ لفظ قرآن میں جس مفہوم کے لیے استعمال ہوا ہے اس سے یہ خود بخود ظاہر ہو جاتا ہے کہ یہ کوئی ایسی جگہ ہے جہاں سے نیکوں اور بدوں کے انجام کا فرق صاف صاف نظر آتا ہو۔ اسی لیے مفسرین کی اکثریت کا خیال یہ ہے کہ یہ پل صراط کے قریب ایک بلند مقام ہوگا جہاں سے جنت اور جہنم کے درمیان حد فاصل صاف نظر آتی ہوگی۔ اور اصحاب الاعراف سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی، اس لیے وہ جنت اور جہنم کے درمیان اس مقام پر روک لیے جائیں گے جہاں سے دونوں کا فرق صاف نظر آتا ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو جنت میں داخل فرما دے گا۔ (تفہیم القرآن ج ۲ ص ۱۹۲)

## ثواب و عذاب قبر کے دلائل

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہاں ثواب و عذاب قبر کے متعلق بیان فرمایا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ثواب و عذاب قبر کے متعلق بہت سی آیات ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۲) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۳) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۴) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۵) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۶) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۷) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۸) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۹) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۱۰) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۱۱) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۱۲) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۱۳) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۱۴) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۱۵) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۱۶) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۱۷) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۱۸) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۱۹) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۲۰) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۲۱) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۲۲) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۲۳) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۲۴) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۲۵) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۲۶) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۲۷) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۲۸) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۲۹) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۳۰) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۳۱) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۳۲) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۳۳) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۳۴) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۳۵) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۳۶) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۳۷) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۳۸) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۳۹) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۴۰) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا اَيْدِيْهِمْ اَخْرِجُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ (انعام ع ۱۴)

(اور کاش تم دیکھو ظالم جب موت کی سختیوں میں ہوتے ہیں اور فرشتے ہاتھ بڑھا بڑھا کر کہہ رہے ہوتے ہیں کہ نکالو اپنی جانیں، آج تمہیں ذلت کا عذاب دیا جائے گا بدلہ اس جھوٹ کا جو تم اللہ پر تہمت رکھتے تھے اور اس کی آیتوں کے مقابلہ میں سرکشی کرتے تھے۔)

(۴۱) وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ (انعام ع ۱۴)

(اور تم ہمارے پاس اکیلے اکیلے آئے جیسا ہم نے تم کو پہلی بار پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو دنیا میں دیا تھا اسے تم پیچھے چھوڑ آئے۔)

(۴۲) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ (السجدہ ع ۱)

(کاش تم دیکھو مجرم جب سر جھکائے اپنے رب کے حضور کہہ رہے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہم نے دیکھ لیا اور سن لیا، اب تو ہمیں واپس بھیج دے تاکہ ہم نیک عمل کریں، ہمیں اب یقین آ گیا ہے۔)

(۴۳) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ِۨالْقَوْلَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَآ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ (سبا ع ۱)

(کاش تم دیکھو ظالم جب اپنے رب کے حضور کھڑے ہوں گے، ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے، جو لوگ دنیا میں دبا کر رکھے گئے تھے وہ اکڑنے والوں سے کہیں گے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور مومن ہوتے۔)

(۴۴) وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ و

ہجرت کے بعد کا ہے یا آیت مکہ شریف میں نازل ہوئی ہے۔ قولِ اوّل یہ ہے کہ آیت سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ مشرکوں کی روحیں صبح و شام جہنم کے سامنے پیش کی جاتی ہیں، باقی عذاب کی کیفیات کا بیان حدیث سے ہوا ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آیت عذابِ برزخ کو بھی شامل ہے اور یہ بھی کہ آیت عذابِ برزخ کو بھی شامل ہے اور عذابِ آخرت کو بھی۔ اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص مرتا ہے تو اس کا ٹھکانہ اس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہے تو جنت اور اگر وہ جہنمی ہے تو جہنم۔ پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے یہاں تجھے قیامت کے دن پہنچایا جائے گا۔ (ابن کثیر)

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ
اور جس دن قائم ہو گی قیامت حکم ہو گا داخل کرو
فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَاِذْ
فرعون والوں کو سخت سے سخت عذاب میں اور جب
يَتَحَاۗجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا
آپس میں جھگڑیں گے آگ کے اندر پھر کہیں گے کمزور
لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ
غرور کرنے والوں سے ہم تھے تمہارے تابع
تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا
پھر کیا تم ہم پر سے اٹھا لیتے ہو
نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۝
حصہ آگ کا؟

## جھوٹے لیڈروں کا انجام

حضرت ابن عباسؓ ہم سے پہلی اطاعت اور چال کرانے والے جس کی بدولت آج ہم پکڑے گئے۔ اب یہاں اندر یہ کہنے کا کیا آخر ان کمزوروں کو چھوٹوں کی تھوڑی بہت خیر خیرات چاہئے دیکھتے نہیں آج ہم کس قدر مصیبت میں ہیں۔ کیا تمہیں ہو سکتا کہ اس مصیبت کا کوئی ٹکڑا ہم سے ہلکا کر دو۔ (ابن کثیر)

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ
کہیں گے بڑا ہونے کے تھے ہم سبھی پڑے ہوئے ہیں اس میں

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝
بیشک اللہ نے فیصلہ کر دیا بندوں میں

جو کچھ کہ تم دنیا میں بنائے بیٹھے تھے جواب دینے کے لائق ہم اور تم سب اکٹھے ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے ذمہ کے موافق سزا کا فیصلہ دیا ہے جو بالکل عدل والا ہے۔ اب ہم میں سے کوئی کسی کی کسی طرح کی مدد نہیں کر سکتا۔ سب کے سب ہی عذاب میں گرفتار ہیں۔ ہر ایک اپنی اپنی جگہ مصیبت کو اٹھا رہا ہے۔ کوئی کسی کا بوجھ نہیں بٹا سکتا۔ پھر کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن جریر)

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ
اور کہیں گے جو لوگ ہیں آگ میں داروغوں سے
جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا
جہنم کے تم ہی اپنے رب سے کہو ہلکا کر دے
يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝
ایک دن عذاب

## داروغوں سے درخواست

ہاں اپنے سرداروں کی طرف سے مایوس ہو کر داروغانِ جہنم سے درخواست کریں گے جو دوزخ کے کنارے اپنی مسند پر ہیں کہ تم تو اپنے رب سے ہر روز دن تھوڑا سا عذاب کم کرنے کی التجا کرتے رہتے تھے۔ آج تم ہی ہماری مدد کیوں نہیں کرتے؟

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ
وہ بولے کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول
بِالْبَيِّنٰتِ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۭ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ
کھلی نشانیوں سے کہیں گے ہاں آتے تھے پھر بولے پھر تم ہی دعا کرو
وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ۝
اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا

## اب وقت نکل چکا ہے

یعنی اس وقت ان کی یہ بات نہ مانی جائے گی اور اپنی فریاد رسی ہوتی نہ دیکھ کر یہ چلا اٹھیں گے کہ اچھا ہم سے ٹل جاؤ ہم خود ہی دعا کر لیں گے۔ تو جواب ملے گا کہ تمہاری دعا کافروں کی دعا ہے اور کافروں کی دعا ضائع اور اکارت ہے۔

کفار ہمارے پیغمبر اور مومن اہل ایمان کو ہر معاملہ میں مغلوب کر سکتے ہیں نہ تباہی پہنچا سکتے ہیں کیونکہ ہم ان کی مدد کرتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "دنیا میں کہتے کبھی کسی کے مقدر میں نہ ہوا کہ سب کو مغلوب کر لے اپنے پرمشر ہیں عاشق کا ہم ہے دونوں کا ہوا سو ہوا۔ جو ہم پر مخالف ہی تھے" (تنبیہ) اس سے معلوم ہوا کہ آیت میں کافروں کی ہار کا کوئی ٹھیکہ نہیں لیا گیا بلکہ اس میں کافروں کے مقابلے کی کوئی چیز بیان ہوئی ہے جیسے انبیاء کی خیانت تک محدود ہے۔ (موضح)

إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا

ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان داروں

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

کی دنیا کی زندگانی میں اور

دنیا میں مدد اور نصرت کی دو شکلیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ دشمن کو ہلاک کر دیا جائے جس مقصد کے لئے وہ کھڑے ہوئے ہیں اس کو ختم کر دیا جائے یہ مدد کی ایک شکل ہوئی۔ دوسری شکل یہ ہے کہ دشمن کی تمام تر کوششوں کے باوجود حق کو غلبہ حاصل ہو جائے۔ علمی حیثیت سے بھی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ حق جس کو مخالفین نے ہر طرح سے مٹانا چاہا لیکن مادی طاقتوں کی بدولت نہیں بلکہ اپنی آفاقی اور ابدی صداقتوں کی وجہ سے وہ حق کبھی مغلوب نہیں ہوا۔ ان کا ظہور روز بروز بڑھتا ہی گیا۔ شک اور وسوسے کا ازالہ ہوتا ہے۔ اجالا ہوتا ہے۔ مومنین کی تائید کے متعلق ایسی ہی کیفیت ہونا بھی بتاتا ہے اور یہ خداوند تعالیٰ ان سے اپنے وعدہ کا انتقام لئے بغیر نہیں چھوڑتا لیکن ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض اوقات میں حکمت خداوندی کے لئے وقتی طور پر کچھ ایسی شرطیں ہوتی ہیں کہ بظاہر مومنین اور حق کے متبعین کو ناکامی نظر آتی ہے مثلاً فرمایا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ (اگر تم مدد کرو گے اللہ کی تو وہ مدد کرے گا تمہاری) یہ مدد کی شرط ہے۔ اس کے بعد فرمایا وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ (اور جما دے گا تمہارے پاؤں) یہ مدد کا نتیجہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مدد کی شرط پوری نہ ہو تو ثبات قدم بھی نہیں ہوتا۔ (موضح)

وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ

اور جب کھڑے ہوں گے گواہ

☆

اللہ حق کا اعتراف کرنے والے یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور مومنین جو اللہ کے دین کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کرتے رہے اور اللہ کی نصرت کی برابر دعا کرتے رہے اور حق کی دعوت کو پہنچاتے رہے۔ (موضح)

يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ الاشہاد کی تشریح ابھی ابھی گزری ہے۔ جو بندوں کے اعمال کے گواہ ہوں گے۔ ربط کے اعتبار سے یہ آیت سابق آیت کی تاکید ہے یعنی جس طرح ہم دنیا میں اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کریں گے۔ آخرت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ دنیا میں بعض اوقات ظالموں کو مظلوموں پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے اور ظالم مظلوم کو ستاتے ہیں۔ ظالموں کی اس قسم کی کامیابی سے مومنوں کے دل میں شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ ہم اللہ کے رسول اور اس کے دین کی مدد کرتے ہیں پھر ہم کو ظالموں کے ہاتھ سے ایذائیں کیوں پہنچتی ہیں۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی۔ (مظہری)

يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ

جس دن کام نہ آئے گا ظالموں کو ان کا عذر

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ

اور ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے

اور ظالموں کے لئے برا گھر ہے یعنی جہنم جس میں داخل ہونے کے بعد کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق بڑھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے انعام یافتہ بندوں میں سے نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ پس میں نے ان کی رفاقت کو پسند کیا۔ اسلام کا کامل اور دین کا اعلیٰ مشرق و مغرب میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گیا۔ (ابن کثیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ

اور جب کھڑے ہوں گے گواہ

☆

اللہ حق کا اعتراف کرنے والے یعنی فرشتے اور انبیاء علیہم السلام اور مومنین جو اللہ کے دین کی خاطر اپنے نفس سے جہاد کرتے رہے اور اللہ کی نصرت کی برابر دعا کرتے رہے اور حق کی دعوت کو پہنچاتے رہے۔ (موضح)

يَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ سے مراد قیامت کا دن ہے۔ الاشہاد کی تشریح ابھی ابھی گزری ہے۔ جو بندوں کے اعمال کے گواہ ہوں گے۔ ربط کے اعتبار سے یہ آیت سابق آیت کی تاکید ہے یعنی جس طرح ہم دنیا میں اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کرتے ہیں اسی طرح آخرت میں بھی کریں گے۔ آخرت کا ذکر اس لئے فرمایا کہ دنیا میں بعض اوقات ظالموں کو مظلوموں پر غلبہ حاصل ہو جاتا ہے اور ظالم مظلوم کو ستاتے ہیں۔ ظالموں کی اس قسم کی کامیابی سے مومنوں کے دل میں شبہ پیدا ہو سکتا تھا کہ ہم اللہ کے رسول اور اس کے دین کی مدد کرتے ہیں پھر ہم کو ظالموں کے ہاتھ سے ایذائیں کیوں پہنچتی ہیں۔ اس شبہ کو دور کرنے کے لئے فرمایا کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور آخرت میں بھی۔ (مظہری)

يَوْمَ لَا يَنفَعُ الظَّالِمِينَ مَعْذِرَتُهُمْ

جس دن کام نہ آئے گا ظالموں کو ان کا عذر

وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ

اور ان پر لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے

اور ظالموں کے لئے برا گھر ہے یعنی جہنم جس میں داخل ہونے کے بعد کوئی عذر قبول نہ ہوگا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق بڑھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے انعام یافتہ بندوں میں سے نبی اور صدیق اور شہید اور صالح ہیں۔ پس میں نے ان کی رفاقت کو پسند کیا۔ اسلام کا کامل اور دین کا اعلیٰ مشرق و مغرب میں دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گیا۔ (ابن کثیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہما)

وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ

اور جب کھڑے ہوں گے گواہ

☆

میدان حشر میں ان کے حمایتی کام نہ آ سکیں گے، اور نہ وہ کہیں سے مدد پا سکیں گے۔

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَن مَّوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ

جس روز کوئی حامی کسی کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ کہیں سے ان کی مدد ہو گی

وَلَهُمُ النَّعْمَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ

اور ان کو پناہ ہے اللہ کے رحم کی جو بڑا زبردست اور رحیم ہے۔

یہ ان لوگوں کی آخری مہلت ہو گی۔ یہ فیصلہ کن گھڑی کے بالمقابل اس مہلت کا موازنہ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

**ھُوَ الدخان کی تفسیر:** بعض مفسرین نے حٰمٓ عٓسٓقٓ کی طرح حٰمٓ کو بھی حروف مقطعات میں شمار کیا ہے۔ حضرت الضحاک و الطبری رحمہما اللہ نے اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ کے ناموں کی حکمت سے کی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حٰمٓ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابن جریر نے اس کی تفسیر ابو صالح کی سند سے یہ نقل کی ہے کہ حٰمٓ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابن ابی حاتم نے اس کی تفسیر ابو مالک کی سند سے یہ نقل کی ہے کہ حٰمٓ اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ ابن ابی حاتم

| |
|---|
| الْجَهِيرَةُ |
| زیادہ بڑا |

ہیں جن کی اصل بنیاد یہ تھی کہ وہ اللہ کو مانتے تھے، آخرت کا عقیدہ رکھتے تھے، اور اپنے آپ کو ابراہیمؑ کے خلیفہ سمجھتے تھے۔ اس لیے ان کے سامنے جب توحید کی دعوت پیش کی جاتی تھی تو وہ اس کو رد کرنے کے لیے کچھ دلائل پیش کرتے تھے۔ ان دلائل کو قرآن میں نقل کیا گیا ہے، اور ان کا جواب دیا گیا ہے۔ ان میں سے پہلی دلیل یہ تھی کہ اگر ہم شرک کریں تو آخر اس کائنات کا خالق اور مالک کوئی اور بھی تو ہونا چاہیے جس کی ناراضی سے ہم ڈریں، اور جس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ:

| | |
|---|---|
| خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَكْبَرُ مِنْ | |
| اس نے پیدا کیا ہے آسمانوں کو اور زمین کو بڑا ہے | |
| خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا | |
| لوگوں کے پیدا کرنے سے لیکن بہت اکثر لوگ نہیں | |
| يَعْلَمُوْنَ ۝ | |
| جانتے | |

حضرت کے بعد دوسری دلیل جو مشرکین پیش کرتے تھے وہ یہ تھی کہ اگر ہم پر کسی طاقت کی حکومت ہے تو ہمارے معاملات کے بنانے اور بگاڑنے کی یہ حقیقت ہے۔ اس دلیل کی تشریح کرتے ہوئے کہ وہ کیا طاقتیں ہیں جن کی حکومت کا وہ اقرار کرتے تھے، ان کے اس عقیدے کو رد کیا گیا ہے کہ ان کی دعائیں اور نذریں ان کے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ فرمایا گیا کہ:

| | |
|---|---|
| وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ | |
| اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور جو لوگ | |
| اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ | |
| ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور نہ برا کام | |
| قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ اِنَّ السَّاعَةَ | |
| تم بہت کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت | |
| لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ | |
| آنے والی ہے اس میں کچھ شک نہیں لیکن بہت | |
| النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝ | |
| لوگ نہیں یقین لاتے | |

## دعوت کا طریقہ

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو یہ ہدایت فرمائی کہ وہ اپنی دعوت کو کس طریقہ سے پیش کرے۔ اس سلسلہ میں تین باتیں ارشاد ہوئی ہیں۔ ایک یہ کہ اپنی دعوت کو بصیرت کے ساتھ پیش کرو۔ تمہیں خود اس بات کا پورا شرح صدر ہونا چاہیے کہ جس راہ کی طرف تم بلا رہے ہو وہ حق ہے، اور جس راہ سے تم روک رہے ہو وہ باطل ہے۔ اس کے بغیر تم دوسروں کو کیا راہ دکھا سکتے ہو۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ اپنی دعوت کو حکمت کے ساتھ پیش کرو۔ یعنی ایسے طریقہ سے جو مخاطب کے دل و دماغ کو اپیل کرنے والا ہو، جو اس کے اندر ضد اور ہٹ دھرمی پیدا نہ کرے، جو اس کے سوئے ہوئے ضمیر کو جگا دے، جو اس کے اندر سوچ بچار کی صلاحیت کو بیدار کر دے۔ تیسری بات یہ فرمائی کہ اپنی دعوت کو موعظہ حسنہ کے طریقہ پر پیش کرو۔ یعنی ایسے طریقہ سے جو دلوں کو نرم کرنے والا ہو، جو دلوں کے اندر خدا کا خوف اور آخرت کی فکر پیدا کرنے والا ہو، جو دلوں کو اللہ کی طرف کھینچنے والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی شان الله بعضے ان حرکت سنو لگ جیسے آدم جیسا بعضے جس نہ تعالیٰ لی شان ہے کہ جب تم اس سے مانگو تو وہ ضرور عطا فرماتا ہے اور انسان کی یہ حالت ہے کہ جس سے مانگو وہ روٹھ جاتا ہے، مطلب کی ہے تو اس خدا سے کہیں زیادہ اللہ اس بات کا مستحق ہے۔ (ترجمہ)

## دشمن کو دوست بنانے کا طریقہ

اس کے بعد آپ کو ہدایت کی گئی کہ اگر تمہارے مخالف تمہارے ساتھ برا سلوک کریں، تمہیں ایذا پہنچائیں، تمہارے خلاف جنگ کریں، تو تم ان کے ساتھ بھلائی کا برتاؤ کرو۔ اس طریقہ سے تمہارے اور ان کے درمیان دشمنی کے بجائے دوستی کا رشتہ قائم ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ کو ہدایت کی گئی کہ اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ تمہارے دل میں آئے تو اللہ سے پناہ مانگو۔ (ترجمہ)

| |
|---|
| وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ |
| اور کہہ اے رب میرے میں پناہ مانگتا ہوں تیری شیطانوں کے وسوسوں سے |

## اس امت کے لیے مخصوص تین چیزیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس امت کو تین چیزیں عطا کی گئی ہیں جو ان سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئی تھیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ہر معاملہ میں آسانی کا طریقہ اختیار فرمایا ہے۔ دوسرے یہ کہ ان کی خطاؤں پر ان کو معاف فرما دیا ہے۔ تیسرے یہ کہ ان کے نیک اعمال پر ان کو اتنا اجر دینے کا وعدہ فرمایا ہے جتنا اجر دینا اللہ کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ (ابن جریر)

حضرت ابو موسیٰؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو تین چیزیں عطا فرمائی ہیں جو اس سے پہلے کسی امت کو نہیں دی گئی تھیں، اور جب کوئی نبی کسی چیز کی دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ دعا سکھائی کہ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطأنا (اے ہمارے رب ہم سے مواخذہ نہ کر اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں)۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ دعا سکھائی کہ ربنا ولا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا (اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا)۔ تیسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو یہ دعا سکھائی کہ ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ (اے ہمارے رب ہم پر وہ بوجھ نہ ڈال جو ہماری طاقت سے باہر ہو)۔ (ابن جریر)

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

یقیناً جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت سے

سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ

اب وہ ضرور ذلیل و خوار ہو کر [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

اور افضل ہے۔ (مظہری) اور حسب تصریح مذکور ہے جب مکافات ہے۔

## فضائل دعا

**حدیث ۱:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا سے زیادہ کوئی چیز مکرم نہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان، بیہقی)

**حدیث ۲:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اللہ سے صبح عافیت مانگنا ہر عبادت سے افضل ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

**حدیث ۳:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلوق سے اس کا فضل مانگو کیونکہ اللہ تعالیٰ سوال کرنے اور دعا کرنے کو بہت پسند فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ سب سے افضل عبادت یہ ہے کہ فرج کے بند ہونے اور فراغ کا انتظار کرے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

**حدیث ۴:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ سے دنیا و عافیت کا سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر غضب ہوتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ، حاکم)

ان سب روایات کو تفسیر مظہری میں نقل کر کے فرمایا کہ دعا نہ مانگنے والے پر غضب الٰہی کی علامت اس صورت میں ہے کہ دعا نہ مانگنا تکبر اور اپنے آپ کو مستغنی سمجھنے کی وجہ سے ہو جیسا کہ دوسری آیت میں اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ کے الفاظ سے ثابت ہوتا ہے۔

**حدیث ۵:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا سے بڑھ کر کوئی چیز اللہ کے نزدیک مکرم نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ، حاکم، ابن حبان)

**حدیث ۶:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا آسمان و زمین کے درمیان ہر چیز کا مقصود ہے اور دعا کرنے والا آسمان و زمین کے درمیان کسی چیز سے عاجز نہیں ہوتا۔ (ترمذی، بیہقی)

**حدیث ۷:** - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے لئے دعا کے دروازے کھول دیئے گئے اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے اور اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا عافیت سے بڑھ کر محبوب نہیں مانگی گئی۔ انسان اس سے عافیت کا سوال کرے۔ (ترمذی۔ حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے) خلاصہ عافیت جو ہر مطلب کے لئے جامع لفظ ہے جس میں ہر قسم کی سلامتی اور ہر قسم کی راحت داخل ہے اس کا سوال ہے۔

**فائدہ:** - اس حدیث اور سابق حدیث میں دعا نہ مانگنا کو جو بے التفاتی کے ساتھ ہو دعا نہ کرنے کے مرادف کہا گیا ہے۔ (عارضۃ الاحوذی، ابن ابی جمرہ، اذکار نووی)

**قبولیت دعا کا وعدہ:** - آیت مذکورہ میں اگرچہ وعدہ ہے کہ ہر بندہ اللہ سے دعا مانگے گا اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں گے لیکن مشاہدات انسان پر گواہ ہے کہ دعا مانگی ہے اور قبول ہوئی مگر بعض اوقات انسان یہ سمجھتا ہے کہ دعا مانگی اور قبول نہیں ہوئی۔ اس کا جواب ایک حدیث میں جو حضرت ابو سعید خدری سے منقول ہے یہ دیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان جو بھی دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو تین طرح قبول فرماتے ہیں۔ بشرطیکہ وہ کسی گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے یا جلد قبول ہونے کی تین صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ جو دعا مانگی اسی کو عطا فرما دے دوسرے یہ کہ اس کی مطلوب چیز کے بدلے

اس کو آخرت کا کوئی اجر و ثواب دیدے تیسرے یہ کہ مانگی ہوئی چیز تو نہ ملی مگر کوئی آفت و مصیبت اس پر آنے والی تھی وہ ٹل گئی (مسند احمد مظہری)

**قبولیت دعاء کی شرائط:** - آیت مذکورہ میں اگرچہ کوئی شرط نہیں۔ بہال بہ سبحان ہونا بھی قبولیت دعا کی شرط نہیں ہے۔ کافر کی دعا بھی اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ ابلیس کی دعا قیامت تک دینے کی قبول ہوگئی۔ دعا کے لئے کوئی وقت شرط یا طہارت اور باوضو ہونا شرط ہے۔ مگر احادیث صحیحہ میں بعض چیزوں کو موانع قبولیت فرمایا ہے۔ ان چیزوں سے اجتناب لازم ہے جیسا کہ حدیث میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض آدمی بہت سفر کرتے اور آسمان کی طرف دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں اور یا رب یا رب کہہ کر اپنی حاجت مانگتے ہیں مگر ان کا کھانا حرام، پینا حرام، لباس حرام، غذا حرام ہو تو ایسی کی دعا کیوں قبول ہوگی۔ (رواہ مسلم)۔

اسی طرح غفلت اور بے پروائی کے ساتھ بغیر دھیان دئے دعا کے قبول نہ ہونے کا حدیث میں اس کے متعلق بھی آیا ہے کہ ایسی دعا بھی قبول نہیں ہوتی۔ (ترمذی، ابن ابی ہریرہ) کا ارشاد ہے کہ:

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ لِتَسْكُنُوْا

اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں

فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا

چین کرو اور دن کو بنایا دیکھنے کا ☆

رات اور دن کی ساعات کا نظام الاوقات بہت بڑی نعمت ہے

حق جل شانہ کی بڑی نعمت ہے کہ مخلوقات انسان کا جانور ہونے کے لئے فطری طور پر نیند کا ایک وقت معین کر دیا اور اس وقت کو اندھیرا کر کے نیند کے لئے مناسب بنا دیا اور سب کی طبیعت کو ایسا مجبور رکھا کہ اس وقت بغیر رات کو نیند آئی ہے اور جس طرح انسان اپنے کاروبار کے لئے اپنی اپنی طبیعت و ضرورت کے مناسب اوقات مقرر کرتا ہے۔ اسی طرح بعض ممالک میں ان کے اختیار میں ہوتا ہے اور انسان اپنی فطرت کا پورا لحاظ نہ کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہے تو نیند نہ آنے والوں کو نیند کی لذت و راحت ملتی نہ

جانے والوں کے دلوں کو بھی درست رکھتا ہے کیونکہ صالحوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں ایک وہ جو صحت سے متعلق ہوتی ہیں اور دوسری وہ جو بیماری سے متعلق ہوتی ہیں اور مرنے والوں کے دو قسم کے حالات ہوتے ہیں جو صحت میں متعلق ہو جانے والوں سے ہے وہ صالح صالحوں کی جنت کا وقت معین رکھتا ہے اور بیماری والے صالحات کی خبر کے وقت دوسرے ہوتے ہیں تو اللہ ان دونوں کا نظام مکمل ہو جاتا ہے۔ (تفسیر صاوی، ج ۱، ص ۱۹)

إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿٦١﴾

اور لیکن اکثر لوگ شکر ادا نہیں کرتے

۶۱ شکر کی: یعنی منعم حقیقی کی نعمتوں کی جن شناسی یہ ہے کہ فرض نماز، روزہ، زکوٰۃ ادا کرے۔ شکر ادا کرنے کے بعد اللہ کی محبت کے بجائے اللہ کی محبت کو شریک کرتے ہیں۔ (تفسیر جمل)

ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿٦٢﴾

کوئی بندگی نہیں اس کے سوا، کہاں سے پھرے جاتے ہو

معبود برحق کی دلیل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جس ذات کی یہ صفتیں اوپر بیان کی گئیں وہ ہر چیز کا خالق ہے اور ہر چیز کی روزی اسی کے ذمہ ہے اور وہ ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز کا مدبر ہے اور ہر چیز کا مصور ہے اور ہر چیز کا رازق ہے اور ہر چیز کا محیی ہے اور ہر چیز کا ممیت ہے اور ہر چیز کا حاکم ہے اور ہر چیز کا حاشر ہے اور ہر چیز کا محاسب ہے اور ہر چیز کا مجازی ہے اور ہر چیز کا مثیب ہے اور ہر چیز کا معاقب ہے اور ہر چیز کا مالک ہے اور ہر چیز کا مقدر

☆ کہ موت اور حیات سب وحدہ لاشریک کے قبضہ میں ہے جو کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہے اور یہی عبادت کا مستحق اور تمام کمالات اور خوبیوں کا مالک ہونا اسی کے لئے ثابت ہے۔ ثُمَّ لِتَكُونُوا نے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا جیسا کہ پہلے بعد میں مختصر کلمہ کا ذکر کرنے کے فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فرمایا تھا۔ جس سے معلوم ہوا کہ مقصود یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہنا چاہئے۔ اسکا خلاصہ یہی آیت ہے۔ (خیر حسن)

**حضرات سلف کا عمل:** وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ کی تفسیر میں ابن جریر نے نقل کیا ہے فرمایا حضرات سلف کی ایک جماعت یہ کہا کرتی تھی کہ جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اس کو چاہئے کہ اس کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ بھی کہہ لیا کرے تاکہ اس کی بیت جہالت پر مشتمل نہ ہو جائے اور بروایت اعمش مجاہد حضرت ابن عباس سے بھی یہی نقل فرماتے تھے۔ عبدالرحمٰن بن ابزیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ ہر نماز سے سلام پھیرنے کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَلَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّآ اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ وَرَدِيْ بیان کیا کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہ کلمات ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم، رسائل التفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۰۔ وسبحانک اللھم)

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ

تو کہہ مجھ کو منع کر دیا ہے جن کو

تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ

جس کو تم پوجتے ہو سوائے اللہ کے جب پہنچ چکیں

الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ

میرے پاس کھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ تابع رہوں

لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جو رب ہے سارے جہان کا ☆

☆ یعنی مجھ کو کھلے نشانات دیکھنے کے بعد کیا حق ہے کہ کوئی آدمی خدائے واحد کے سوا کسی اور معبود یا مجھ کو خالص اسی کا تابع فرمان ہونے سے روکے۔ (خیر حسن)

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ

وہی ہے جس نے پیدا کیا تم کو خاک سے ☆

☆ یعنی تمہارے باپ آدم کو اور تم دوسرے طریق سے نطفہ جس خلقہ کا خلاصہ ہے مٹی سے ہی پیدا ہوئی ہے۔ (خیر حسن)

ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ

پھر پانی کی بوند سے پھر خون جمے ہوئے سے ☆

☆ یعنی نطفہ جو اصل ایک پانی کی بوند تھا قطرہ خون کی شکل اختیار کر گیا۔ (خیر حسن)

ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا

پھر تم کو نکالتا ہے بچہ پھر جب تک تم پہنچو

اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا وَمِنْكُمْ

اپنے پورے زور کو پھر جب تک کہ ہو جاؤ بڈھے اور کوئی تم میں پہلے

مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْٓا

کہ مر جائے پہلے اس سے اور جب تک کہ پہنچو

اَجَلًا مُّسَمًّى

ایک میعاد ٹھہرائی ☆

☆ یعنی بچے سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہونے اور بعض کا کئی جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی گزر جانے میں۔ جو حال سب کو ایک معین میعاد اور لکھے ہوئے تک کا پہنچنا ہے۔ جو اس سے پہلے کوئی مر جائے اس کی تمنا نہیں۔ ؎

ہر آنکہ زادنش چاہ پیش نوشید
زجام دہر مے عمر خویش ناچار

(ترجمہ)

وَلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

اور تاکہ تم سوچو ☆

☆ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی موت سے پہلے اوقات (۱۱۱۱) تم پر گزریں۔ جس نے ایک حال اور بھی گزرے۔ وہ بھی مر کر رہتا ہے آخر سے کیوں نہ غافل بیٹھے رہو۔" (خیر حسن)

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ فَاِذَا قَضٰٓى

وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے پھر جب تم کرے

أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿٦٨﴾

کسی کام کو تو یہی کہتے ہیں اس کو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے ہوا

تو یعنی جس کی قدرت کا ملہ اور شان کن فیکون کے سامنے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کر دے۔ (تفسیر جمل)

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ

تو نے نہ دیکھا ان کو جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں

اللَّهِ أَنَّىٰ يُصْرَفُونَ ﴿٦٩﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا

کہاں سے پھرے جاتے ہیں وہ لوگ کہ جھوٹا جانا

بِالْكِتَابِ وَبِمَا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا ۖ

جھٹلایا اس کتاب کو اور اس کو بھی جو ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٧٠﴾

سو آخر جان لیں گے ☆

ہوا کہ اس تکذیب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ (تفسیر جلالین)

إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ

جب طوق پڑیں ان کی گردنوں میں اور زنجیریں بھی ہوں

یعنی زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا سر اغلال میں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اسی طرح مجرموں اور قیدیوں کی مانند لائے جائیں گے۔ (تفسیر جلالین)

يُسْحَبُونَ ﴿٧١﴾ فِي الْحَمِيمِ ثُمَّ فِي النَّارِ

کھینچے جائیں کھولتے پانی میں پھر آگ میں ان کو

يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾

جھونک دیں ☆

☆ یعنی دوزخ میں کبھی کھولتے پانی کا عذاب دیا جائے گا اور کبھی آگ کا عذاب دیا جائے گا۔ (ماخوذ از تفسیر ابن کثیر)

تفسیر کبیر میں ہے جہنم کی بہت سے طبقات ہوں گے جن میں ہر قسم کے عذاب ہوں گے۔ کبھی ایک طبقہ میں ایک قسم کا عذاب ہو کبھی دوسرے کو بھی ملتا ہو اور الگ ہونے کے بعد جہنم سے خارج بھی کیا جا سکتا ہے اور چونکہ یہ بھی ایک طبقہ جہنم ہی کا ہے جس سے اس کو جہنم ہی کہا جاتا ہے اور اس طبقہ میں کافر ہی نہیں بلکہ مسلمان بھی جھونکے جائیں گے صحیح تر یہ ہے کہ یہاں کافر ہی مراد ہیں۔ واللہ اعلم

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا كُنتُمْ

پھر ان کو کہیں جائیں گے جن کو تم

تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ

تم شریک ٹھہراتے تھے اللہ کے سوائے ☆

☆ یعنی اس وقت ان میں سے کوئی کام نہیں آتا جن کو تم اللہ کے سوا معبود بنائے ہوئے تھے۔ (تفسیر جلالین)

قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا

بولیں وہ ہم سے بھاگ گئے ☆

☆ یعنی ہم سے بھاگ گئے ہیں وہ اس وقت جب ہم ان کو ضرورت سے دیکھیں اور مطلب یہ ہے کہ وہ گم ہو گئے ہیں اور ہم ان کو نہیں پاتے۔ بعض نے کہا کہ ضلوا عنا کا مطلب یہ ہے کہ وہ گم ہو گئے ہیں ہم سے کوئی فائدہ نہیں دے رہے ہیں۔ (تفسیر جلالین)

بَل لَّمْ نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ

کوئی نہیں ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو ☆

☆ یعنی اس وقت ان کا اعتراف ہوگا کہ ہم نے خدا کے ساتھ کسی کو پکارا ہی نہیں۔ (تفسیر جلالین)

كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾

یہی طور ہے بہکا دیتا ہے اللہ منکروں کو ☆

☆ یعنی جس طرح یہ لوگ ہیں اسی طرح اور لوگ بھی تھے پہلے گئے اور بھٹکے اور اقرار کیا جو کچھ ان کی حالت ان کو فروں کی تھی۔ (تفسیر جلالین)

ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ

یہ بدلہ اس کا جو تم خوش ہوتے تھے پھرتے تھے زمین میں

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ۝

نا حق اور اس کا جو تم اترتے تھے ۝

جب فرعون کو یہ کہتے سنا کہ میں موسیٰ کو قتل کر ڈالوں گا تو مومن نے کہا کہ اگر وہ سچا ہے تو اس کی دھمکی کا کچھ اثر نہ ہونا چاہیے اور اگر جھوٹا ہے تو اس کا قتل کرنا بھی درست نہیں۔ اس پر فرعون نے کہا کہ میں تو موسیٰ کو قتل کر کے رہوں گا۔ اب دیکھیں کہ وہ اپنے رب کو مدد کے لیے پکارتا ہے یا نہیں۔ (ابن کثیر)

فَرِحَ کا معنی ہے خوش ہونا۔ مراد دولت کے نشہ میں خدا کو بھول جانا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تم دنیا کی دولت حاصل کر کے اس پر خوش ہوتے اور اترتے پھرتے ہو۔ یہ بات نہیں ہونی چاہیے۔ اس دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ ہمیشہ رہنے والی نہیں۔ اس لیے اس پر اترانا نہیں چاہیے۔ (ابن کثیر، جلالین)

ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ

داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے ۝

یہ کفار کے ہر گروہ کے لیے الگ الگ دروازے ہوں گے۔ (جلالین)

خَالِدِينَ فِيهَا فَبِئْسَ مَثْوَى

رہا کرو گے اس میں سو کیا برا ٹھکانا ہے

الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ

غرور والوں کا سو تو صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا

اللَّهِ حَقٌّ فَإِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ

ٹھیک ہے پھر اگر ہم دکھلا دیں تجھ کو کوئی وعدہ

الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا

جو ہم ان سے کرتے ہیں یا تجھ کو لے لیں تجھ کو اور حالت میں ہو تو ہماری ہی طرف

يُرْجَعُونَ ۝

پھر آئیں گے ۝

وعدہ کا بھی یہی معنی ہے کہ اللہ نے ان کو عذاب دینے کا جو وعدہ کیا ہے وہ ضرور پورا ہو کر رہے گا۔ ممکن ہے کہ کوئی وعدہ آپ کی موجودگی میں پورا ہو جائے۔ جیسا کہ ''بدر'' اور ''فتح مکہ'' (غیرہ میں ہوا) یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہو۔ بہرحال یہ ہم سے بچ کر نہیں جا سکتے سب کا انجام تمہارے ہاتھ میں ہے اس زندگی کے بعد عذاب کی تکمیل اس زندگی میں ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی کسی صورت سے ہوئے۔ (ابن کثیر، فتح)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِنْ قَبْلِكَ

اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے

مِنْهُمْ مَنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ

بعضے ان میں وہ ہیں کہ سنایا ہم نے تجھ کو ان کا حال

مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

اور بعضے ہیں کہ نہیں سنایا ہم نے

یعنی بعض کا مفصل حال تجھ سے بیان کیا، بعض کا نہیں کیا اور ممکن ہے کہ ان انبیاء کے ناموں کا بھی مفصل حال بیان کر دیا ہو) بہرحال ہمیں ان کے نام معلوم ہیں جن پر قصہ یا نام سے ایمان لانا ضروری ہے اور جو نام معلوم نہیں ان پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے (لِنُفَرِّقَ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ۔ البقرہ)

وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ

اور کسی رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی

إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ

مگر اللہ کے حکم سے ۝

حق تعالیٰ اللہ تعالیٰ ہے یعنی اللہ کے سامنے سب عاجز ہیں۔ رسولوں کو بھی دنیا میں نہیں کہ جو معجزہ چاہیں اظہار کر لیں۔ ہر نبی اور ہر کتاب اور ہر نشانات اظہار کے لیے بھی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہوتی۔ (فتح عثمانی)

فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ

پھر جب آئے حکم اللہ کا فیصلہ ہو گیا انصاف سے

وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ۝

اور خسارے میں پڑے اس جگہ جھوٹے ۝

یہ یعنی جس وقت اللہ کا فیصلہ آئے گا۔ دونوں اور آگے پیچھے کے درمیان فیصلہ کر دیا جائے گا۔ اس وقت رسول سرخرو اور کامیاب ہوں گے اور باطل پرستوں کے حصہ میں دنیا و آخرت دونوں میں ناکامی و نامرادی آئے گی۔ (ابن کثیر)

اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَنْعَامَ لِتَرْكَبُوا

اللہ ہے جس نے بنائے تمہارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو

وَمِنْهَا تَأْكُلُونَ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا

اور ان میں سے کھاتے ہو ۔ اور تمہارے لیے ان میں

مَنَافِعُ

فائدے ہیں

اور تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اپنی ضرورتوں کو پہنچو

وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً فِي صُدُورِكُمْ

اور تم ان پر اور کشتیوں پر سوار کیے جاتے ہو

وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُونَ ۝

اور وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ ۝ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ

تو تم اللہ کی کون کون سی نشانیوں کا

تُنْكِرُونَ ۝

انکار کرو گے

کیا انہوں نے زمین میں چل پھر کر نہیں دیکھا کہ

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا

ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

وہ تعداد میں ان سے زیادہ اور قوت اور

كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا

فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا

زمین میں نشانات کے لحاظ سے بڑھ کر تھے مگر جو کچھ وہ کمایا کرتے تھے

يَكْسِبُونَ ۝

وہ ان کے کچھ کام نہ آیا

پھر جب ان کے پیغمبر ان کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے تو

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا

جو علم (نبوت) ان کے پاس تھا اس پر

بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ

وہ اترانے لگے اور جس چیز کا وہ مذاق اڑایا کرتے تھے

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝

اس نے ان کو گھیر لیا

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو

فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ

وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ

اور انکار کیا ان کا اور یقین کر چکے تھے ان کے دل

مُشْرِكِيْنَ ۝

شریک ٹھہراتے تھے

اب بتلاتے ہیں کہ ہدایت تو ان کی قسمت میں نہ تھی کیونکہ انہوں نے اپنے اوپر خود ہدایت کے دروازے بند کر لئے تھے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے خدا کی سنت یہی ہے کہ جب وہ اپنی بدکرداری سے ہدایت کی استعداد کھو بیٹھتے ہیں تو ان کی آنکھوں اور کانوں پر پردے ڈال دیتا ہے۔ اور ان کے دل پر مہر کر دیتا ہے (تنبیہ ۲۰)

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ

پھر نہ کام آیا ان کو یقین لانا ان کا جس وقت

رَاَوْا بَاْسَنَا

دیکھ لیا ہمارا عذاب

جس وقت عذاب کا فرشتہ سامنے آ گیا تو ایمان لانا بیکار ہے۔ ہر شخص کو اپنے اعمال کا نتیجہ اسی دنیا میں بھگتنا پڑتا ہے۔ اور ایمان لانا اس وقت کام آتا ہے جب کہ انسان کو اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا نہ پڑے۔ اور جب عذاب آ گیا تو ایمان لانا بیکار ہے۔ اس کا نام ایمان بالغیب ہے۔ اور اسی پر ثواب مرتب ہوتا ہے۔

بَشِيرًا وَّنَذِيرًا

سنانے والا خوشخبری اور ڈر

یعنی قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری بنا رہا ہے مگر ساتھ ہی انہیں یہ بھی بتا رہا ہے کہ اس کے ماننے کا انجام کیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ

پر وہ ان میں سے اکثر نے اعراض کیا پس وہ لوگ سنتے نہیں سنتے

**اکثر بہت کا اعراض** یعنی ان سب باتوں کے باوجود یہی تعجب ہے کہ ان میں کے بہت لوگ اس کتاب کی طرف توجہ نہیں کرتے اور جب اعراض و عدم دھیان ہی نہیں تو سننا کیسے چاہیں گے۔ اور فرض کیجئے کانوں سے سن بھی لیا لیکن کوشش دل سے نہ کی اور قبول کرنے کی نیت نہ ہوئی تو سننا نہ سننا برابر ہے۔ (تفہیم القرآن)

**قرآن پاک کا مقصد پر اثر** بصیرت ان دلائل و براہین میں ہے جو قرآن میں کئی جگہ مختلف طریقوں سے بیان کئے گئے ہیں۔ مثلاً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے ایک گوشے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عتبہ قریشی سے کہنے لگا کہ اگر تم سب کا مقصد ہو تو میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلوں اور انہیں سمجھا بجھا کر راضی کر لوں۔ اگر وہ کسی بات کو قبول کر لیں تو ہم انہیں دیدیں اور انہیں ان کے کام سے روک دیں۔ یہ الفاظ ان دنوں کا ہے کہ حضرت حمزہؓ مسلمان ہو چکے تھے اور مسلمانوں کی تعداد معقول ہو گئی تھی اور روز افزوں ہوتی جاتی تھی۔ سب قریشی اس پر متفق ہو گئے کہ عتبہ حضورؐ کے پاس آئے اور کہے لیکن حضورؐ نے فرمایا اے عتبہ جو تم سے ہو سکتا ہے وہ کر چکے۔ تمہارے پاس کے بھی ہمارے پیچھے کے لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے تم سے کچھ نہیں کہا۔ اب ایک بات میری سنو۔ عتبہ نے کہا کہو۔ آپ نے فرمایا کہ ابوالولید تم خدا کی پناہ مانگو۔ عتبہ نے کہا میں نے اپنا کام کر دیا۔ اب تمہارا کام ہے۔ جو چاہو کرو۔ اس نے آپ سے کہا تھ

کرنا آسان یا کلیے بیان ہو جائے۔ اور نصیحت سے کام اور بھی زیادہ ہو جائے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ اللہ بندوں پر جو تمہاری باتوں کی طرف سے غافل نہیں ہے۔ اس لئے کوئی بات وہاں تک پہنچتی نہیں۔ اور جب تم بات کرتے ہو تو اللہ کے کان اونچا سنتے ہیں۔ عقل دماغ کی وجہ سے کچھ سوجھتا نہیں۔ اور نہ تمہارے درمیان ایسا پردہ ہے جو ایک دوسرے سے چھپا دے۔ اللہ تعالیٰ اور عداوت کی جو دیواریں کھڑی ہیں وہ درمیان سے اٹھ جائیں اور جو حجاب حائل ہے وہ دور ہو جائے۔ تب تم میں سے ایک دوسرے تک پہنچ سکے۔ لیکن ایسا ہوتا نہیں۔ ممکن ہے بعض لوگ ایسا سمجھتے ہوں۔ ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ یہ بات ہم کو قرآن سے معلوم ہوئی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم کو یہ بات قرآن سے معلوم ہوئی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم کو یہ بات قرآن سے معلوم ہوئی ہے۔ اور ہم کہتے ہیں کہ ہم کو یہ بات قرآن سے معلوم ہوئی ہے۔

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۔ یعنی جس طرح تم اللہ کی طرف سے بے خبر نہیں ہو اسی طرح اللہ بھی تمہاری طرف سے بے خبر نہیں ہے۔ تم جو کچھ کرتے ہو اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ اور تم جو کچھ کہتے ہو اللہ اس کو سنتا ہے۔ اور تم جو کچھ دل میں چھپاتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔ اور تم جو کچھ ظاہر کرتے ہو اللہ اس کو جانتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۔ الخ۔ تفسیر۔ یہاں سے خطاب کا رخ پھر مشرکوں کی طرف پھر گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ان کو تم نے اس طرح پیدا کیا ہے جس طرح کوئی شخص کوئی چیز بناتا ہے۔ اور وہ بالکل بے جان ہیں۔ نہ ان میں کوئی حس ہے نہ حرکت۔ نہ ان میں کوئی قوت ہے نہ طاقت۔ نہ ان میں کوئی علم ہے نہ عقل۔ نہ ان میں کوئی سمجھ ہے نہ بوجھ۔ نہ ان میں کوئی ارادہ ہے نہ اختیار۔ نہ ان میں کوئی زندگی ہے نہ موت۔ نہ ان میں کوئی نفع ہے نہ نقصان۔ نہ ان میں کوئی بھلائی ہے نہ برائی۔ نہ ان میں کوئی خوبی ہے نہ عیب۔ نہ ان میں کوئی کمال ہے نہ نقص۔ نہ ان میں کوئی ترقی ہے نہ تنزل۔ نہ ان میں کوئی بڑائی ہے نہ چھوٹائی۔ نہ ان میں کوئی اچھائی ہے نہ برائی۔ نہ ان میں کوئی خوبصورتی ہے نہ بدصورتی۔ نہ ان میں کوئی سچائی ہے نہ جھوٹ۔ نہ ان میں کوئی راستی ہے نہ کجی۔ نہ ان میں کوئی نیکی ہے نہ بدی۔ نہ ان میں کوئی ثواب ہے نہ عذاب۔ نہ ان میں کوئی جنت ہے نہ دوزخ۔ نہ ان میں کوئی فرشتہ ہے نہ شیطان۔ نہ ان میں کوئی نبی ہے نہ ولی۔ نہ ان میں کوئی مسلمان ہے نہ کافر۔ نہ ان میں کوئی مومن ہے نہ منافق۔ نہ ان میں کوئی متقی ہے نہ فاسق۔ نہ ان میں کوئی صالح ہے نہ طالح۔ نہ ان میں کوئی عابد ہے نہ زاہد۔ نہ ان میں کوئی عالم ہے نہ جاہل۔ نہ ان میں کوئی حکیم ہے نہ احمق۔ نہ ان میں کوئی ذکی ہے نہ غبی۔ نہ ان میں کوئی ذہین ہے نہ کند ذہن۔ نہ ان میں کوئی فہیم ہے نہ بلید۔ نہ ان میں کوئی عقلمند ہے نہ بیوقوف۔ نہ ان میں کوئی دانا ہے نہ نادان۔ نہ ان میں کوئی بینا ہے نہ نابینا۔ نہ ان میں کوئی سننے والا ہے نہ بہرا۔ نہ ان میں کوئی بولنے والا ہے نہ گونگا۔ نہ ان میں کوئی چلنے والا ہے نہ لنگڑا۔ نہ ان میں کوئی ہاتھ والا ہے نہ ہاتھ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پاؤں والا ہے نہ پاؤں کٹا۔ نہ ان میں کوئی کان والا ہے نہ کان کٹا۔ نہ ان میں کوئی ناک والا ہے نہ ناک کٹا۔ نہ ان میں کوئی آنکھ والا ہے نہ آنکھ پھوٹی۔ نہ ان میں کوئی ہونٹ والا ہے نہ ہونٹ کٹا۔ نہ ان میں کوئی دانت والا ہے نہ دانت ٹوٹا۔ نہ ان میں کوئی زبان والا ہے نہ زبان کٹا۔ نہ ان میں کوئی داڑھی والا ہے نہ داڑھی منڈا۔ نہ ان میں کوئی مونچھ والا ہے نہ مونچھ منڈا۔ نہ ان میں کوئی سر والا ہے نہ سر کٹا۔ نہ ان میں کوئی گردن والا ہے نہ گردن کٹا۔ نہ ان میں کوئی سینہ والا ہے نہ سینہ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پیٹ والا ہے نہ پیٹ کٹا۔ نہ ان میں کوئی کمر والا ہے نہ کمر کٹا۔ نہ ان میں کوئی ران والا ہے نہ ران کٹا۔ نہ ان میں کوئی گھٹنا والا ہے نہ گھٹنا کٹا۔ نہ ان میں کوئی پنڈلی والا ہے نہ پنڈلی کٹا۔ نہ ان میں کوئی ٹخنے والا ہے نہ ٹخنے کٹا۔ نہ ان میں کوئی پاؤں والا ہے نہ پاؤں کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہاتھ والا ہے نہ ہاتھ کٹا۔ نہ ان میں کوئی انگلی والا ہے نہ انگلی کٹا۔ نہ ان میں کوئی ناخن والا ہے نہ ناخن کٹا۔ نہ ان میں کوئی بال والا ہے نہ بال کٹا۔ نہ ان میں کوئی جلد والا ہے نہ جلد کٹا۔ نہ ان میں کوئی خون والا ہے نہ خون کٹا۔ نہ ان میں کوئی رگ والا ہے نہ رگ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پٹھے والا ہے نہ پٹھے کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہڈی والا ہے نہ ہڈی کٹا۔ نہ ان میں کوئی گوشت والا ہے نہ گوشت کٹا۔ نہ ان میں کوئی چربی والا ہے نہ چربی کٹا۔ نہ ان میں کوئی خون والا ہے نہ خون کٹا۔ نہ ان میں کوئی رگ والا ہے نہ رگ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پٹھے والا ہے نہ پٹھے کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہڈی والا ہے نہ ہڈی کٹا۔ نہ ان میں کوئی گوشت والا ہے نہ گوشت کٹا۔ نہ ان میں کوئی چربی والا ہے نہ چربی کٹا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۔ الخ۔ تفسیر۔ یہاں سے خطاب کا رخ پھر مشرکوں کی طرف پھر گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ان کو تم نے اس طرح پیدا کیا ہے جس طرح کوئی شخص کوئی چیز بناتا ہے۔ اور وہ بالکل بے جان ہیں۔ نہ ان میں کوئی حس ہے نہ حرکت۔ نہ ان میں کوئی قوت ہے نہ طاقت۔ نہ ان میں کوئی علم ہے نہ عقل۔ نہ ان میں کوئی سمجھ ہے نہ بوجھ۔ نہ ان میں کوئی ارادہ ہے نہ اختیار۔ نہ ان میں کوئی زندگی ہے نہ موت۔ نہ ان میں کوئی نفع ہے نہ نقصان۔ نہ ان میں کوئی بھلائی ہے نہ برائی۔ نہ ان میں کوئی خوبی ہے نہ عیب۔ نہ ان میں کوئی کمال ہے نہ نقص۔ نہ ان میں کوئی ترقی ہے نہ تنزل۔ نہ ان میں کوئی بڑائی ہے نہ چھوٹائی۔ نہ ان میں کوئی اچھائی ہے نہ برائی۔ نہ ان میں کوئی خوبصورتی ہے نہ بدصورتی۔ نہ ان میں کوئی سچائی ہے نہ جھوٹ۔ نہ ان میں کوئی راستی ہے نہ کجی۔ نہ ان میں کوئی نیکی ہے نہ بدی۔ نہ ان میں کوئی ثواب ہے نہ عذاب۔ نہ ان میں کوئی جنت ہے نہ دوزخ۔ نہ ان میں کوئی فرشتہ ہے نہ شیطان۔ نہ ان میں کوئی نبی ہے نہ ولی۔ نہ ان میں کوئی مسلمان ہے نہ کافر۔ نہ ان میں کوئی مومن ہے نہ منافق۔ نہ ان میں کوئی متقی ہے نہ فاسق۔ نہ ان میں کوئی صالح ہے نہ طالح۔ نہ ان میں کوئی عابد ہے نہ زاہد۔ نہ ان میں کوئی عالم ہے نہ جاہل۔ نہ ان میں کوئی حکیم ہے نہ احمق۔ نہ ان میں کوئی ذکی ہے نہ غبی۔ نہ ان میں کوئی ذہین ہے نہ کند ذہن۔ نہ ان میں کوئی فہیم ہے نہ بلید۔ نہ ان میں کوئی عقلمند ہے نہ بیوقوف۔ نہ ان میں کوئی دانا ہے نہ نادان۔ نہ ان میں کوئی بینا ہے نہ نابینا۔ نہ ان میں کوئی سننے والا ہے نہ بہرا۔ نہ ان میں کوئی بولنے والا ہے نہ گونگا۔ نہ ان میں کوئی چلنے والا ہے نہ لنگڑا۔ نہ ان میں کوئی ہاتھ والا ہے نہ ہاتھ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پاؤں والا ہے نہ پاؤں کٹا۔ نہ ان میں کوئی کان والا ہے نہ کان کٹا۔ نہ ان میں کوئی ناک والا ہے نہ ناک کٹا۔ نہ ان میں کوئی آنکھ والا ہے نہ آنکھ پھوٹی۔ نہ ان میں کوئی ہونٹ والا ہے نہ ہونٹ کٹا۔ نہ ان میں کوئی دانت والا ہے نہ دانت ٹوٹا۔ نہ ان میں کوئی زبان والا ہے نہ زبان کٹا۔ نہ ان میں کوئی داڑھی والا ہے نہ داڑھی منڈا۔ نہ ان میں کوئی مونچھ والا ہے نہ مونچھ منڈا۔ نہ ان میں کوئی سر والا ہے نہ سر کٹا۔ نہ ان میں کوئی گردن والا ہے نہ گردن کٹا۔ نہ ان میں کوئی سینہ والا ہے نہ سینہ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پیٹ والا ہے نہ پیٹ کٹا۔ نہ ان میں کوئی کمر والا ہے نہ کمر کٹا۔ نہ ان میں کوئی ران والا ہے نہ ران کٹا۔ نہ ان میں کوئی گھٹنا والا ہے نہ گھٹنا کٹا۔ نہ ان میں کوئی پنڈلی والا ہے نہ پنڈلی کٹا۔ نہ ان میں کوئی ٹخنے والا ہے نہ ٹخنے کٹا۔ نہ ان میں کوئی پاؤں والا ہے نہ پاؤں کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہاتھ والا ہے نہ ہاتھ کٹا۔ نہ ان میں کوئی انگلی والا ہے نہ انگلی کٹا۔ نہ ان میں کوئی ناخن والا ہے نہ ناخن کٹا۔ نہ ان میں کوئی بال والا ہے نہ بال کٹا۔ نہ ان میں کوئی جلد والا ہے نہ جلد کٹا۔ نہ ان میں کوئی خون والا ہے نہ خون کٹا۔ نہ ان میں کوئی رگ والا ہے نہ رگ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پٹھے والا ہے نہ پٹھے کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہڈی والا ہے نہ ہڈی کٹا۔ نہ ان میں کوئی گوشت والا ہے نہ گوشت کٹا۔ نہ ان میں کوئی چربی والا ہے نہ چربی کٹا۔

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۔ الخ۔ تفسیر۔ یہاں سے خطاب کا رخ پھر مشرکوں کی طرف پھر گیا ہے۔ مطلب یہ کہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ کچھ بھی نہیں پیدا کر سکتے۔ بلکہ وہ خود پیدا کئے ہوئے ہیں۔ وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ ان کو تم نے اس طرح پیدا کیا ہے جس طرح کوئی شخص کوئی چیز بناتا ہے۔ اور وہ بالکل بے جان ہیں۔ نہ ان میں کوئی حس ہے نہ حرکت۔ نہ ان میں کوئی قوت ہے نہ طاقت۔ نہ ان میں کوئی علم ہے نہ عقل۔ نہ ان میں کوئی سمجھ ہے نہ بوجھ۔ نہ ان میں کوئی ارادہ ہے نہ اختیار۔ نہ ان میں کوئی زندگی ہے نہ موت۔ نہ ان میں کوئی نفع ہے نہ نقصان۔ نہ ان میں کوئی بھلائی ہے نہ برائی۔ نہ ان میں کوئی خوبی ہے نہ عیب۔ نہ ان میں کوئی کمال ہے نہ نقص۔ نہ ان میں کوئی ترقی ہے نہ تنزل۔ نہ ان میں کوئی بڑائی ہے نہ چھوٹائی۔ نہ ان میں کوئی اچھائی ہے نہ برائی۔ نہ ان میں کوئی خوبصورتی ہے نہ بدصورتی۔ نہ ان میں کوئی سچائی ہے نہ جھوٹ۔ نہ ان میں کوئی راستی ہے نہ کجی۔ نہ ان میں کوئی نیکی ہے نہ بدی۔ نہ ان میں کوئی ثواب ہے نہ عذاب۔ نہ ان میں کوئی جنت ہے نہ دوزخ۔ نہ ان میں کوئی فرشتہ ہے نہ شیطان۔ نہ ان میں کوئی نبی ہے نہ ولی۔ نہ ان میں کوئی مسلمان ہے نہ کافر۔ نہ ان میں کوئی مومن ہے نہ منافق۔ نہ ان میں کوئی متقی ہے نہ فاسق۔ نہ ان میں کوئی صالح ہے نہ طالح۔ نہ ان میں کوئی عابد ہے نہ زاہد۔ نہ ان میں کوئی عالم ہے نہ جاہل۔ نہ ان میں کوئی حکیم ہے نہ احمق۔ نہ ان میں کوئی ذکی ہے نہ غبی۔ نہ ان میں کوئی ذہین ہے نہ کند ذہن۔ نہ ان میں کوئی فہیم ہے نہ بلید۔ نہ ان میں کوئی عقلمند ہے نہ بیوقوف۔ نہ ان میں کوئی دانا ہے نہ نادان۔ نہ ان میں کوئی بینا ہے نہ نابینا۔ نہ ان میں کوئی سننے والا ہے نہ بہرا۔ نہ ان میں کوئی بولنے والا ہے نہ گونگا۔ نہ ان میں کوئی چلنے والا ہے نہ لنگڑا۔ نہ ان میں کوئی ہاتھ والا ہے نہ ہاتھ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پاؤں والا ہے نہ پاؤں کٹا۔ نہ ان میں کوئی کان والا ہے نہ کان کٹا۔ نہ ان میں کوئی ناک والا ہے نہ ناک کٹا۔ نہ ان میں کوئی آنکھ والا ہے نہ آنکھ پھوٹی۔ نہ ان میں کوئی ہونٹ والا ہے نہ ہونٹ کٹا۔ نہ ان میں کوئی دانت والا ہے نہ دانت ٹوٹا۔ نہ ان میں کوئی زبان والا ہے نہ زبان کٹا۔ نہ ان میں کوئی داڑھی والا ہے نہ داڑھی منڈا۔ نہ ان میں کوئی مونچھ والا ہے نہ مونچھ منڈا۔ نہ ان میں کوئی سر والا ہے نہ سر کٹا۔ نہ ان میں کوئی گردن والا ہے نہ گردن کٹا۔ نہ ان میں کوئی سینہ والا ہے نہ سینہ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پیٹ والا ہے نہ پیٹ کٹا۔ نہ ان میں کوئی کمر والا ہے نہ کمر کٹا۔ نہ ان میں کوئی ران والا ہے نہ ران کٹا۔ نہ ان میں کوئی گھٹنا والا ہے نہ گھٹنا کٹا۔ نہ ان میں کوئی پنڈلی والا ہے نہ پنڈلی کٹا۔ نہ ان میں کوئی ٹخنے والا ہے نہ ٹخنے کٹا۔ نہ ان میں کوئی پاؤں والا ہے نہ پاؤں کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہاتھ والا ہے نہ ہاتھ کٹا۔ نہ ان میں کوئی انگلی والا ہے نہ انگلی کٹا۔ نہ ان میں کوئی ناخن والا ہے نہ ناخن کٹا۔ نہ ان میں کوئی بال والا ہے نہ بال کٹا۔ نہ ان میں کوئی جلد والا ہے نہ جلد کٹا۔ نہ ان میں کوئی خون والا ہے نہ خون کٹا۔ نہ ان میں کوئی رگ والا ہے نہ رگ کٹا۔ نہ ان میں کوئی پٹھے والا ہے نہ پٹھے کٹا۔ نہ ان میں کوئی ہڈی والا ہے نہ ہڈی کٹا۔ نہ ان میں کوئی گوشت والا ہے نہ گوشت کٹا۔ نہ ان میں کوئی چربی والا ہے نہ چربی کٹا۔

تفسیر نمونہ جلد ۱۰ ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔

جس نے کل انسان کو پیدا کیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

**آیت کا مصداق** اس سے کچھ پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ جو لوگ قرآن مجید کی مخالفت کر رہے تھے ان کے متعلق یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ وہ اس آیت کا مطلب یہ سمجھ کر اس کی تلاوت سے جی چراتے ہوں گے کہ اس میں ان کے اپنے ہی خلاف دلیل پیش کی گئی ہے۔ مگر اس کے بعد اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حضرت حٰمٓ والی حدیث میں بھی ان کے اسی طرز عمل پر تنبیہ کی گئی ہے۔ اس حدیث کے راوی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی کو عجیب طریقہ سے عبادت کرتا ہوا دیکھے، یا وہ اس کے اپنے ہی اعمال میں کوئی چیز دیکھے، تو اس کو اچھا سمجھے، اور اس کے دین کے بارے میں اس سے خطرہ محسوس کرے، یا اس کے حالت خواب میں اس سے خطرہ محسوس کرے، تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے، کیونکہ ہر شخص اپنے ہی اعمال کا ذمہ دار ہے"۔ (مسند احمد، ابوداؤد طیالسی)

حضرت عبداللہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو عجیب حالت میں دیکھے، یا اس کے اندر کوئی ایسی چیز دیکھے جو اس کو ناپسند ہو، تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے اس کے لیے دعا کرے، کیونکہ اس کا بھائی اس حالت میں اس کے لیے دعا کرنے والا ہوگا جس میں وہ اس کو دیکھ رہا ہے"۔ (ابن ابی حاتم، طبرانی)

حضرت ابوالدرداء کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز نظر آئے جو اس کو ناپسند ہو، تو اس کو چاہیے کہ اس کے لیے دعا کرے"۔ (طبرانی)

حضرت ابوالدرداء ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز نظر آئے جو اس کو ناپسند ہو، تو اس کو چاہیے کہ اس کے لیے دعا کرے"۔ (طبرانی)

حضرت ابوالدرداء ہی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جب تم میں سے کسی کو اپنے بھائی میں کوئی ایسی چیز نظر آئے جو اس کو ناپسند ہو، تو اس کو چاہیے کہ اس کے لیے دعا کرے"۔ (طبرانی)

قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي
تو کہہ کیا تم منکر ہو اس سے جس نے
خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَ
بنائی زمین دو دن میں اور
تَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَٰلِكَ رَبُّ
ٹھہراتے ہو اس کے شریک وہی ہے
الْعَالَمِينَ
سارے جہان کا

مقام تعجب ہے کہ کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی اتنی عظیم الشان صفات کا اقرار کرنے اور دیکھ لینے کے بعد بھی کوئی شخص اس کی راہ میں کسی دوسرے کو حاجت روا اور مشکل کشا قرار دینے کی جرأت کرے۔ (تفہیم القرآن)

**آسمان و زمین کی تخلیق میں ترتیب** بیان القرآن میں حضرت تھانویؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کی متعدد آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین آسمان کی پیدائش کا ذکر قرآن میں مختلف مقامات پر کہیں پہلے کہیں بعد میں آیا ہے۔ اس لیے یہ اعتراض کہ قرآن کریم میں کہیں زمین کو پہلے پیدا کرنا بیان کیا ہے کہیں آسمان کو پہلے یا بعد میں، یہ اعتراض کی بات نہیں ہے۔

حضرت تھانویؒ کا یہ فرمانا کہ متعدد آیات میں زمین کو آسمان سے پہلے پیدا کرنا بیان کیا گیا ہے، اس کی تائید میں ہم نے اوپر جو آیات پیش کی ہیں ان میں یہ بات صاف طور پر بیان ہوئی ہے کہ زمین کو آسمان سے پہلے پیدا کیا گیا۔ اس کے بعد آسمان کی تخلیق کا ذکر ہے۔ اس کے بعد زمین کی تخلیق کا ذکر ہے

...ہے ... میں کوئی چھ ہزار سال ہیں ... جگہ مختلف قسم کی مخلوقات ... مختلف قسم کی نباتات ... اور مختلف قسم کی روایات ان کے ... نباتات کے ساتھ پیدا فرمائے ہیں۔

ل ... مختلف مخلوقات اور نباتات ... ہیں ... مصنوعات اور نباتات ... ہیں ... چاول اور ... ہیں ... اور ... ہیں ... اور ... ہیں ...

زمین و آسمان اللہ تعالیٰ کا حکم

[illegible] ہے اور [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

(۱۲) یعنی ہر حکم جس آسمان کے لئے مناسب تھا حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ سب کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور ان کا ایسا موسم (قسم رنگ اخلاق) ہے۔ انکی زمین میں ہر ایک کا کام نے تیں ہوتا ہے۔ آسمان کے بسنے والے جدا ہوں گے۔" (تفسیر عثمانی)

**اللہ تعالیٰ نے آسمان کو کیا حکم دیا:** علماء نے حضرت ابن عباس کا قول اس طرح نقل کیا ہے کہ اللہ نے آسمان کے اندر جس کی مخلوق چاہی اور جیسا چاہا پیدا کر دیا۔ صحیح یہ ہے کہ اللہ نے آسمان میں سورج چاند اور ستارے پیدا کر دیئے۔ شاگرد نے کہا فرشتے جو امور دنیا کی انجام دہی پر مامور ہیں وہ آسمان کا کون سا کام کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ ۖ |
| اور ہم نے زینت دی ہم نے سب سے نزدیک آسمان کو چراغوں سے |
| وَحِفْظًا ۚ ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ |
| اور محفوظ کر دینا یہ مقرر کیا ہوا ہے زبردست |
| الْعَلِيمِ ﴿١٢﴾ |
| جاننے والے کا ﴿۱۲﴾ |

آسمان کی زینت ۱۲؎ یعنی دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سب ستارے اسی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو جب قدرتی چراغوں سے آسمان کیسی پر بہار معلوم ہوتا ہے۔ پھر محفوظ کہنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دست رس نہیں۔ فرشتوں کے ذریعہ سے پہرے لگے ہوئے ہیں۔ یہ پہلی مخلوق ہے جس کا تمام کیا ہوا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**بمصابیح:** یعنی ستاروں سے مراد ہیں ستارے۔

**وحفظا:** یعنی ہم نے آفات یا چوری کرنے والوں سے اس کو محفوظ کر دیا یا خلا معلول نے جو یعنی زینت اور حفاظت کے لئے ہم نے آسمان وغیرہ پیدا کیا ہے۔

**تقدیر:** اپنی حکومت میں غالب۔

**العلیم:** اپنی مخلوق سے واقف۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| فَإِنْ أَعْرَضُوا فَقُلْ أَنذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً |
| پھر اگر روگردانی کریں تو تو کہہ میں نے خبردار کر دیا تمکو ایک کڑک سے |
| مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿١٣﴾ |
| کی جیسے عذاب آیا عاد اور ثمود پر ﴿۱۳﴾ |

**کفار مکہ کو تنبیہ:** ☆ یعنی کفار مکہ کی کرتوتیں عظیم شان آیات سننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید و اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے رہیں تو تم فوراً بتلا دینا کہ میں تم کو اُس کڑاکے سے ڈرا رہا ہوں جو "عاد" و "ثمود" وغیرہ والے معاصد میں کل ظہور میں آ چکا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| إِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنۢ بَيْنِ |
| جب آئے ان کے پاس رسول آگے |
| أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ |
| سے اور پیچھے سے ان کے |

**جاءتھم الرسل کا مطلب:** یعنی ہر طرف سے۔ شاید بہت رسول آئے ہوں گے مگر مشہور یہی چار رسول ہیں۔ حضرت ہود اور حضرت صالح کی طرف بھیجے گئے تھے اور ابراہیم و لوط علیہم السلام اور یا بین بین آئے ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی)

**من بین ایدیھم ومن خلفھم:** سے مراد یہ ہے کہ ان کو ہر طرح سمجھایا اور مستقبل کی باتیں سمجھاتے ہوئے ڈرائے۔ کوئی نصیحت اور کوئی پہلو نصیحت و نمائش کا نہیں چھوڑا۔ (تفسیر عثمانی)

**الا تعبدوا الا اللہ:** جب قوم عاد و ثمود کے پاس ان کے بھائی

## آگے اور پیچھے سے کیا مطلب

ہر طرف سے تبلیغ اور ان کو ہدایت کرنے کی کوشش کی۔ یا آگے پیچھے سے مراد یہ ہے کہ ان کو اور ان کے ملک و مال سے۔ گفتگو شکایت طرز پر "یا اللہ" داد بھی چاہا اور آئندہ آفت میں ان پر کیسا عذاب ہوگا اس سے لگی ڈرانے۔ یا آگے پیچھے سے مراد ہے پہلا پچھلا پیغام کہ لوگوں کو اصحاب کی اطاعت میں کوشش اور حضرت ہود و حضرت صالح نے ان کو پچھلے لوگوں کے احوال سے لگی ڈرانا اور اسی طرح ایمان کی دعوت دی۔ **من بین ایدیھم ومن خلفھم** سے مراد ہے کہ حجت پیچھے پھری ثابت نہیں آیا ہے۔ **یدعونہ من قبلھم قل فقد جاءکم رسل من قبلی** یعنی تم پر رسول ہونے کے دعوی سے اور کیا ہے کہ تم کو توحید کے لئے بھیجا گیا۔ اس میں کوئی نئی بات نہیں۔ تم بھی جانتے ہو کہ ہم نے کوئی بری حاصل نہیں۔

## قصہ والے واقعہ کی تفصیل

بغوی نے حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ ابو

هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۖ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا

يَجْحَدُونَ

أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۖ قَالُوا لَوْ شَاءَ

رَبُّنَا لَأَنْزَلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ

بِهِ كَافِرُونَ

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي

أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ

الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا

فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ

الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ

وَنُعَذِّبُهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ الْأَكْبَرِ

وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ

عذاب آخرت

وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا

الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ

ثمود۔ یعنی قوم ثمود والوں کے پاس تکذیب سے پہلے ہدایت کی

فَأَخَذَتْهُمْ صَاعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُونِ

بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

وَنَجَّيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

وَيَوْمَ يُحْشَرُ أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ

يُوزَعُونَ

قیامت میں

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ

سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ

ان سے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے چمڑے

بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

## کیا یہ چیزیں گواہی دیں گی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ
عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ
وَلَا جُلُودُكُمْ

تم اپنی [illegible] چھپاتے تھے [illegible] تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں [illegible]

**تستترون** کا معنی [illegible] نے کہا ہے کہ تم اپنے [illegible] چھپاتے تھے کیونکہ تم [illegible] نہیں سمجھتے تھے [illegible] تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں [illegible] گواہی دیں گی [illegible] اپنے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] کرتے تھے۔ (احسن الکلام)

وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ
كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ

[illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ

وَالْاِنْسِ

اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا

لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ

لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ

کافروں کی بک بک

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا

شَدِيْدًا وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ

كَانُوا يَعْمَلُونَ

(وہ اس کا بدلہ ہے جو کرتے تھے)

ذَٰلِكَ جَزَاءُ أَعْدَاءِ اللَّهِ النَّارُ

لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَاءً

(ان کا گھر ہی ہمیشہ رہنے کا ہوگا اس کا

بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ

(جو ہماری آیتوں میں انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا رَبَّنَا أَرِنَا

(اور کافر کہیں گے

الَّذَيْنِ أَضَلَّانَا مِنَ الْجِنِّ

(وہ دونوں جنوں نے ہم کو بہکایا ہے جن سے

وَالْإِنسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ أَقْدَامِنَا

لِيَكُونَا مِنَ الْأَسْفَلِينَ

کافروں کی تسلی

جو لوگ میں سے جن بھائیوں نے ہمارا بہکایا کہ اس آگ میں

اور نہایت ذلت و خواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے

## برے کام کی بنیاد ڈالنے والوں کا حشر

الذین اضلانا۔ یعنی جنات اور انسانوں میں سے جس نے ہمارا

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ

اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا

وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ

تُوعَدُونَ

(بے شک جن لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر

(اس پر ثابت قدم رہے

(ان پر فرشتے اترتے ہیں

(کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو

(اور خوش ہو جاؤ اس جنت سے جس کا تم

(وعدہ دیے جاتے تھے

وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ... سب سے آسان آیت

حضرت اس موقع سے سوال کیا کہ قرآن میں سب سے آسان آیت کونسی ہے؟ تو اس آیت کو پیش کیا۔ اس آیت کی عظمت کی کوئی حد نہیں۔ عرض کرنے کا مقصد حضرت خواجہ اجمیری کی عظمت پر روشنی ڈالنا کہ کیسے بڑے بڑے علماء حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور خواجہ کی یہ شان کہ کیسے کیسے مشکل سوالوں کو حل فرماتے ہیں۔

## استقامت کی دعا

اس جہاں آرائے جہاں خدا کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے تھے اللھم اجعلنی ولیا لک لا ولیا لغیرک خدایا مجھے اپنا ولی بنا لے اپنے سوا کسی کا ولی نہ بنا۔ حضرت خواجہ نے فرمایا تم ولی بننا چاہتے ہو تو پہلے استقامت حاصل کرو۔ استقامت سے مراد دین کا کامل علم حاصل کرنا ہے۔

## اسلام کے بعد سب سے اہم بات

حضرت حکیم ابن عبداللہ لقمان نے اپنے فرزند کی خدمت میں جو وعظ دیا اس میں سب سے اہم بات اسلام کے مسئلہ میں لکھے والی ذات پر بھروسہ کرنا ہے۔ حضور علیہ السلام نے حدیث لکھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) کیا حدیث نہ لکھوں (یعنی آپ سے جو کچھ سنوں) فرمایا ہاں لکھو۔

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ

ہم ہیں تمہارے رفیق دنیا میں

الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ

اور آخرت میں بھی

دنیا و آخرت کی رفاقت یہ بعض نے اس کو حدیث لکھا ہے بعض نے کہا ہے کہ فرشتوں کا قول ہے جو مرنے کے وقت مومن سے کہیں گے یہ بھی فرشتوں کا قول ہے جو قبر میں سوال کرنے کے وقت مومن سے کہیں گے۔ مومنوں کے لئے بشارتیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مومن کی روح کو فرشتے لیتے ہیں۔ جب پاک ہوتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ تھے تمہارے ساتھ رہے اور تمہارے لئے جنت کی خوشخبری ہو۔ یہ بھی مومنوں کے لئے بشارت ہے کہ فرشتے ان کے ساتھ رہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کو اللہ کی طرف سے حکم ہوتا ہے کہ مومنوں کے ساتھ رہو۔ ان کی حفاظت کرو۔ جب ان کی روح آخرت میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے تمہاری مشکلات دور کرتے رہیں گے۔ قبر میں منکر نکیر کے سوالوں میں صراط پر مومن کے ساتھ رہیں گے۔ دنیا اور آخرت کے ساتھی ہیں۔ فرشتوں والی حدیثوں میں یہ بشارت ہے کہ تم نے جو نیک عمل کئے وہاں جو تم چاہو گے تمہیں ملے گا جو تم مانگو گے تمہیں ملے گا۔ یہ بشارتیں ہیں عطایا عام ہیں خاص نہیں خدا کی طرف سے جو مانگنے والا اور جہاں مانگنے والا ہے اس کا لطف اور اس کی بخشش اور رحمت مانگتا ہے۔

جنت کے بازار: حضرت سعید بن مسیب اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرشتے جنت کے بازار میں لے جائیں گے۔ اس بازار میں حضرت جبرئیل کے پر کھڑا ہونا تک بھی دشوار ہوگا۔ اس بازار میں مختلف قسم کے پھل ہوں گے جو دنیا میں نہیں دیکھے ہوں گے۔ ان کی خوشبو بھی دنیا کی خوشبو سے بہتر ہوگی۔ ان کے رنگ بھی دنیا کے رنگوں سے بہتر ہوں گے۔ ان کے ذائقے بھی دنیا کے ذائقوں سے بہتر ہوں گے۔ ان کے حسن بھی دنیا کے حسن

ظاہر ہوگا۔ اب حضرت [illegible] فرماتے ہیں کہ اور [illegible] ہوسے چاندی کے خزانوں کو بھی [illegible] کے خیالات کو [illegible] ہے کہ [illegible] ملک کے [illegible] کے [illegible] کرنے والے کہاں سے [illegible] کرنے والے کہاں سے [illegible] کرنے والے کہاں س

خدا تعالیٰ کی مہمانی ... [illegible] اپنے مہمانوں کے ساتھ
[illegible] ... [illegible]

اللہ تعالیٰ کی مہمانی ... حضرت ابی الدرداء رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

...ن کی (اذان کی) آواز تک سماعت تک جن و انس، کوئی بھی (جو بھی) چیز اسے سنے گی قیامت کے دن اس کے لیے شہادت دے گی۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے۔ اللہ اماموں کو ہدایت دے اور مؤذنوں کو مغفرت فرمائے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے بارہ سال تک اذان دی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ (ابن ماجہ) انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مغفرت اس مؤذن کی ہوتی ہے جس کی آواز تک جن و انس اور ہر چیز جو اس کی آواز سنے گواہی دے گی۔ اور وہ شخص جس نے ایک فرض نماز کے لئے اذان کہی اس کے لئے ستائیس نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس نے ثواب کی نیت سے اذان کہی اس کے لئے ان تمام نمازوں کا ثواب لکھا جاتا ہے جو اس اذان کے سننے والے ادا کریں گے۔ اور اذان کہنے والے کو ہر اس نماز کا ثواب ملتا ہے جو اس اذان کے بعد پڑھی جائے گی۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابوسعید خدریؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہتا ہے تم بھی وہی کہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک خاص مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ملے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے شفاعت حلال ہو گئی۔ (مسلم)

حضرت عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کے گوز نکلتے ہیں تاکہ اذان کی آواز نہ سنے۔ پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ پھر جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر بھاگتا ہے۔ پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کے دل میں وساوس پیدا کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

**بیت کا شمار مؤذنوں میں:** حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر لوگ اذان اور پہلی صف کی فضیلت کو جان لیتے اور اس کے حاصل کرنے کا اس کے سوا کوئی راستہ نہ پاتے کہ قرعہ اندازی کریں تو ضرور قرعہ اندازی کرتے۔ (بخاری، مسلم)

**بیت کا شمار مؤذنوں میں:** حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہتا ہے تم بھی وہی کہو۔ پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک خاص مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ملے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے شفاعت حلال ہو گئی۔ (مسلم)

حضرت عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کے گوز نکلتے ہیں تاکہ اذان کی آواز نہ سنے۔ پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ پھر جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر بھاگتا ہے۔ پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کے دل میں وساوس پیدا کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

## اذان کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کی بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم مؤذن کی آواز سنو تو جو وہ کہتا ہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود بھیجو جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لئے وسیلہ طلب کرو، وسیلہ جنت میں ایک خاص مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو ملے گا۔ مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس جس نے میرے لئے وسیلہ طلب کیا اس کے لئے شفاعت حلال ہو گئی۔ (مسلم)

حضرت عمرو بن عاصؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مؤذنوں کی گردنیں قیامت کے دن سب سے لمبی ہوں گی۔ (مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان کہی جاتی ہے تو شیطان پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہے اور اس کے گوز نکلتے ہیں تاکہ اذان کی آواز نہ سنے۔ پھر جب اذان ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ پھر جب تکبیر کہی جاتی ہے تو پھر بھاگتا ہے۔ پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے تو واپس آ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کے دل میں وساوس پیدا کرتا ہے۔ یہ کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر، فلاں بات یاد کر، یہاں تک کہ آدمی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔ (بخاری، مسلم)

**اذان واقامت کے درمیان نماز:** حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ تیسری بار فرمایا: جو چاہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ تیسری بار فرمایا: جو چاہے۔ (بخاری، مسلم)

**اذان واقامت کے درمیان نماز:** حضرت انسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ تیسری بار فرمایا: جو چاہے۔ (بخاری، مسلم)

حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔ تیسری بار فرمایا: جو چاہے۔ (بخاری، مسلم)

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کا قلب دو انگلیوں کے درمیان (کی طرح) ہے جو چاہیں پلٹ دیں۔ (تفسیر طبری)

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ

اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا

جواب میں وہ کہو جو اس سے بہتر ہو پھر

الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ

تو جبکہ تم میں اور جس میں دشمنی تھی گویا

وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝

دوست ہے قرابت والا ☆

واقعی کے اخلاقی جذبات کی آیت میں ایک بے پناہ قوت ہے۔ یہ قوت ہی اللہ کے جس حسن اخلاق کی مصروفت سے اس کی تعلیم دیتے ہیں۔ یعنی خوب کہو کو نیکی و بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتی۔ دونوں کی تاثیر جدا جدا ہے۔ بلکہ ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے بہتر ہوتی ہے۔ جہاں ایک موذی کا ذات اور خصوص ایک ذاتی اللہ کا سلسلہ ہو جانا چاہئے کہ برائی کا جواب بھلائی سے دے۔ تب تک جہاں تک کچھ اس برائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے اگر کوئی اسے سخت بات کہے یا برا معاملہ کرے تو اسکے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہئے جو اس سے بہتر ہو۔ مثلاً غصہ کے جواب میں بردباری گالی کے جواب میں تہذیب و شائستگی اور تلخی کے جواب میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل کے نتیجہ میں تم دیکھو گے کہ سخت دشمن بھی (جلا پڑ جائیگا اور گویا وہ دوست ہے۔ شروع شروع تو ہم ایک مدت تک آپکا جب وہ ظاہر میں ایک کمزور سے اور کمزوں دوست کی طرح برتاؤ کرنے لگے تب تک ایک ممکن ہے کہ کچھ دنوں بعد سچے دل سے دوست بن جائے اور سچی اور مخلص دوست کے علاوہ تب کہ جب سے نکل جائیں کما قال عسی ربکم ان یرحمکم وعسی اللہ ان یاتی بھم جمیعا (کما فی م) ہاں کسی شخص کی طبیعت کی انتہا ہی سراسر بگڑ جائے کہ کوئی نرم برتاؤ اور خوش اخلاقی اس پر اثر نہ کرے (اور ایسا بہت کم ہوتا ہے) تو ایسے شخص کے مقابلہ میں (خود اپنی حفاظت کے لئے) ہوشیار ہو جانا چاہئے۔ (تفسیر حقانی)

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو صبر رکھتے ہیں

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

اور یہ بات ملتی ہے اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے ☆

☆ یعنی بہت بڑا حصہ جاتے کہ بڑی بات صبر کر کھلائی ہے جو صبر دے۔ یہ اخلاق اور اسی خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے نصیب اقبال مند ہی کو ملتی ہے (رہا) یہاں تک اس تعریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنے کا تعلق یہ جو حسن معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہے تمہیں ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی کیا ہے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا تم کتنی ہی خوشامد یا نرمی برتاؤ اس کا نصب العین یہ ہے کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے ایسے پکے شیطانوں سے محفوظ رہنے کی تدبیر آگے بتلا رہا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا

اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو صبر رکھتے ہیں

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝

اور یہ بات ملتی ہے اسی کو جس کی بڑی قسمت ہے ☆

☆ یعنی بہت بڑا حصہ جاتے کہ بڑی بات صبر کر کھلائی ہے جو صبر دے۔ یہ اخلاق اور اسی خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے نصیب اقبال مند ہی کو ملتی ہے (رہا) یہاں تک اس تعریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنے کا تعلق یہ جو حسن معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہے تمہیں ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی کیا ہے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا تم کتنی ہی خوشامد یا نرمی برتاؤ اس کا نصب العین یہ ہے کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے ایسے پکے شیطانوں سے محفوظ رہنے کی تدبیر آگے بتلا رہا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا: یعنی یہ خلق عظیم اور یہ خوش نصیبی۔ یعنی جس کو فضیلت ذاتی حاصل کرنا ہو اسے صبر ہی کرنا پڑتا ہے اسی کو یہ اعلیٰ خصلت ملتی ہے جس پر جب اعلیٰ صفات جلوہ پاش ہو جاتی ہیں تو یہ بری صفات نکل جاتی ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ

اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان

نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ هُوَ

کے چوک لگے تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہی

السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

سب سننے والا جاننے والا ☆

شیطان کا مقابلہ: ☆ یعنی ایسے شیطانوں کے مقابلہ میں نرمی اور عفو درگذر سے کام نہیں چلتا۔ بس اس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خدا کی

قدرتی کی پناہ میں آجاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جہاں شیطان کی رسائی نہیں۔ کرتوتی اعضاء و جوارح سے نہ تو کوئی برا کام ہوگا نہ کوئی برا خیال آئے گا۔ یہ ہر ایک کی پہنچ سکتا ہے۔ مرشد جو جانے کہ کس نے کتنے اور کس قسم کے نفوس کو پالا ہے۔ حضرت شیخ صاحب اس آیت کا مکمل آیت سے یا نماز کے کسی حصہ سے کیسے پتا لگتی ہے۔ انتظار فرمائیں۔ شیطان کا دخل نہ ہو۔ وہ یہ بھی چاہتا کہ فرمانبردار بندہ کو بھی اپنی طرف مائل کرے۔ (واللہ اعلم)

## شیطان کی کوشش اور اس کا ازالہ

یَنْزَغَنَّكَ نَزْغٌ کا مطلب یہ ہے کہ شیطان کچوکا دیتا ہے جس کو ہم چبھنا کہتے ہیں۔ اس میں بھی ہے کہ خلاف کی طرف اکسانا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر شیطان ان کے دل میں کچھ وسوسہ پیدا کرے یا کچھ کہنے کو دل چاہے تو اس سے بچنے کے لیے اللہ کی طرف سے آپ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوگا اور اس کو لیے پر اور برائی کے روکنے پر شیطان آپ کو اکسائے گا۔ تو شیطان کے شر سے آپ اللہ کی پناہ لیں گے۔ اس لیے شیطان کے بہکاوے میں نہ آئیں گے۔ اللہ خود ہی دل میں آپ سے بولے گا۔ (تفسیر نعیمی)

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ

اور اس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

اور سورج اور چاند

## عظمت الٰہی کے دلائل

اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت اور اپنی الٰہ ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی بلا شرکت غیرے ربوبیت اور خالقیت بیان فرمائی تھی۔ یہ بھی اپنی الٰہ ہونے کی حقانیت کی حکمت، اپنی ربوبیت اور خلق بعد الموت اور غیر اور عبادت میں کسی کے شریک نہ ہونے کی حکمت اس ضمن میں اور بھی بیان فرما دی کہ ایک طرف تو خدا کے محسوس خلق سے اپنے قول و دعویٰ کے خدائی طرف بلا رہے ہیں اور دوسری طرف چاند سورج رات اور دن کو اللہ تعالیٰ کا عظیم الشان علم و حکمت سوچنے والوں کو اللہ کی طرف توجہ دلانے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ وقس علی ھذا۔ اللہ تعالیٰ علی اور اعلیٰ ہونے کی وجہ سے کوئی چیز اس کی نظروں سے اوجھل نہیں ہوتی جیسے بہت سی آیتوں میں گزرا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکانے والے بھی ہیں جن کے سجدے میں کی ساری خلوت اور تنہائی ہے۔ کسی کی نظر نہیں پہنچتی۔ مگر اللہ تعالیٰ ان دونوں کی نیتوں پر اور سجدے ایک دوسرے کے مقابل میں اللہ تعالیٰ ان میں بڑا فرق کرتا ہے۔ ساتھی فرق اس کو قدرت ہے کہ عبادت کی اقسام میں اور عبادت کی نوعیت میں اور عبادت کی حکمت اور عبادت کی غرض میں اور عبادت کی نیت میں اور عبادت کی کیفیت میں اور عبادت کی کمیت میں اور عبادت کی ہیئت میں اور عبادت کی صورت میں اور عبادت کی جگہ میں اور عبادت کی سمت میں اور عبادت کی ترکیب میں اور عبادت کے اجزاء میں اور عبادت کی ادائیگی میں اور عبادت کی قبولیت میں اور عبادت کی جزا میں اور عبادت کی سزا میں اور عبادت کی ترت

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ
خَاشِعَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ
اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ اِنَّ الَّذِيْٓ اَحْيَاهَا
لَمُحْيِ الْمَوْتٰٓى اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيْرٌ ۝

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا
لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ
رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ
وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ

اَلَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ

آگے پیچھے اور اطراف سے کوئی باطل اس پر حملہ آور نہیں ہو سکتا

تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ

یہ اتارا ہوا ہے حکمت والے تعریف والے سے

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ

تم کرتے رہو جو چاہو

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ

جو تم کرتے ہو وہ دیکھتا ہے

**خلاصہ کلام:** یعنی جو لوگ حق کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیل سن کر اور طرفین اور اجزاء قرآنی کی آیات کو ایک دوسرے کی تفسیر بنتے دیکھ کر بھی حق کو قبول نہیں کرتے، وہ ایسی ہی سیدھی باتوں کو الٹی ہی شبہات پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں۔ ہم کو اور قرآن کو ان کی ہٹ دھرمی کا مطلب خوب سمجھ لینا چاہیے تاکہ ایسے ہی جھوٹ موٹ کے خود ساختہ شبہات کی وجہ سے ہم بھی ٹیڑھے نہ ہو جائیں اور ہمارا ایمان ان کی ایسی ہی جال چلنے والوں کو خوب جواب دینا ہے لیکن یہ بدنصیب لوگ اپنی ستاروں اور جھاگ کی طرح بے بنیاد باتوں کو خود بھی نہ سمجھ سکے اور ان کی کوئی چال بھی نہ چل سکی۔ اس لئے ان کا حال سمجھ لینے کے بعد ہمیں کسی قسم کے فضول خیال سے متاثر نہ ہونا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ان مسائل سے متعلق آیات قرآن میں تدبر کرے تو اس کو ان مسائل کی حقیقت اور اصل مفہوم سمجھ آ جائے گا اور وہ ان کافرانہ باتوں کی طرف توجہ بھی نہ کرے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ امت کا اجماع بھی اس پر ہے کہ قرآن کی تفسیر قرآن سے اور حدیث کی تفسیر حدیث سے ہونی چاہیے۔ اور حدیث کی تفسیر قرآن سے ہرگز نہیں ہونی چاہیے۔ اور امت کے علماء کا اس پر اجماع بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔

اس لئے تحریف کی تعریف اس کے بعد قابل رد ہوتی ہے جو قرآن یا حدیث یا اجماع امت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول قطعی معنی کے خلاف ہو۔ اور ایسے معنی میں تحریف کا لفظ استعمال کرنا بھی صحیح ہے۔

تو اب بھی ایسی قسم کی روایات دیکھ کر جن کو دلیل بنا کر کہا جائے کہ اس قسم کے مضامین والی آیات قرآنی کو اہل تحریف نے بدل دیا ہے۔ آپ کو قرآن کی اس تحریف کا انکار کرنا ہے۔

## اس فرقہ میں کفر و الحاد کی گرم بازاری

اس زمانے میں ایک طرف تو دین اور اسلام دشمن سے جہالت اور غفلت اپنے پنجے گاڑ کر لے گئے ہے دوسری طرف نئی نئی تحریکات اپنی سے بھی بڑھ کر رنگ دکھا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک تحریک قرآنیین کی ہے۔ جو اپنے کو اہل قرآن اور اہل حدیث سے بھی بڑھ کر اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے لٹریچر کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ اسلام کے مسلمہ قطعی عقائد و احکام کے خلاف شبہات و اوہام سے متاثر ہو کر بہت سے پہلے لوگوں نے اسلام اور اصول، علماء اور فقہاء کو گمراہ ٹھہرا کر خود قرآنی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حتیٰ کہ اصول، فروع، قرآن و حدیث کے علاوہ سے لوگ ہیں۔ ظاہر ہیں انہوں نے اسلام کے

امام ابو یوسف نے کتاب الخراج میں فرمایا:

كذالك الزنادقة الذين يلحدون وقد كانوا يظهرون الاسلام الذين هم زنادقة الذين يلحدون هذا الذكر تے ہیں وہ ظاہر اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ ملحد اور زندیق، وہاں ہر محل میں ہوتے کا دعویٰ کیا جائے جو ظاہر میں اسلام کا دعویٰ کرے اور حقیقت میں اس نے اسلام کی تحریف کی ہو۔ اس کا یہ جانا جائے کہ قرآن کے معنی اس نے خلاف ظاہر، خلاف لغت اور خلاف امت بیان کئے ہوں۔

اسی لئے علماء و فقہاء نے تصریح فرمائی ہے کہ باطنیہ جو کفر ہونے میں اجماع ہوتی ہے اس کی وجہ سے کہ ضروریات دین میں ان کے مفہوم قطعی کے خلاف ہے بعض ضروریات دین سے مراد اصول اسلام و مسائل ہیں جو اسلام اور مسلمانوں میں اپنے مقام قرار رکھتے ہیں۔ ان مسائل کے جاننے والوں کی تعداد ہزاروں تک کو پہنچ جاتی ہے جیسے پانچ نمازوں کا فرض ہونا، صبح کی رکعتوں کی چار رکعت کا فرض ہونا، رمضان کے روزے فرض ہونا، سود کا حرام قطعی ہونا وغیرہ۔ اگر کوئی شخص ان مسائل سے متعلق آیات قرآن میں تحریف تاویل کرے جس سے مسلمانوں کا متواتر اور مشہور مفہوم، بدل جائے اور وہ خلاف امت کافر بن جائے۔ کیونکہ اس حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ثابت ہے اور یہ بھی ان کی تحریف ہے۔ امت کے خلاف ایک نئی بات ہے۔ فضلت فضی صلی اللہ علیہ وسلم فیما علم مجیئہ به ضرورۃ۔ یعنی کسی آیت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تصدیق ان امور تمام امور میں جن کا جان لینا اور علم ہونا، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ضرورۃً ثابت ہو۔ یعنی ایسی یقینی بات ہو کہ علماء کے سوا عوام بھی اس کو جانتے ہوں۔

اس کے لٹریچر کی تحریف اس کے بالکل قابل رد ہونے کی وجہ ہوگی کہ ان کا اصول یہ ہے کہ اصل صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول قطعی معنی پر ثابت ہوں جس سے کوئی انکار نہیں کرتا۔

تو اب بھی ایسی قسم کی روایات دیکھ کر جن کو دلیل بنا کر کہا جائے کہ اس قسم کے مضامین والی آیات قرآنی کو اہل تحریف نے بدل دیا ہے۔ آپ کو قرآن کی اس تحریف کا انکار کرنا ہے۔

## اس فرقہ میں کفر و الحاد کی گرم بازاری

اس زمانے میں ایک طرف تو دین اور اسلام دشمن سے جہالت اور غفلت اپنے پنجے گاڑ کر لے گئے ہے دوسری طرف نئی نئی تحریکات اپنی سے بھی بڑھ کر رنگ دکھا رہی ہیں۔ ان میں سے ایک تحریک قرآنیین کی ہے۔ جو اپنے کو اہل قرآن اور اہل حدیث سے بھی بڑھ کر اہل قرآن ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے لٹریچر کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ لوگ اسلام کے مسلمہ قطعی عقائد و احکام کے خلاف شبہات و اوہام سے متاثر ہو کر بہت سے پہلے لوگوں نے اسلام اور اصول، علماء اور فقہاء کو گمراہ ٹھہرا کر خود قرآنی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ حتیٰ کہ اصول، فروع، قرآن و حدیث کے علاوہ سے لوگ ہیں۔ ظاہر ہیں انہوں نے اسلام کے

تحقیق کر لینے سے معلومات بھی حاصل کی ہیں تو اہل یورپ و انسان اسلام کے معمول کی ہیں ہدایت لوگوں سے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو تعلیم عصر حاضر کے طریق پر سائل بتلا کر اسلام کے تحقیق میدان اور تعلیمات قدیمہ کا ثابت شدہ اسلام کی خوبی کو اسلامی خدمت کہا ہے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے۔ یہ غلط تعریف ہے تو وہ کہتے ہیں ہمارا یہی معیار ہے ہم اس کے سوا نہیں سمجھتے ہیں یہ ایک کہنے کی بات ہے ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔

اس لئے بات کی اہم ضرورت سمجھ کر ہم نے دعا کی تھی۔ مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اس سطح کی تحقیق کے لئے ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "اکفار الملحدین فی ضروریات الدین" ہے جس میں ہر طبقہ ہر ملک کے ملحدانہ افکار کی تردید بحوالہ ثبوت کی ہے کوشش کی ہے۔ یہ کتاب ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ عرب میں بھی اسلام کی تعلیم سے متاثر ہونے والوں کے لئے بہت مفید ثابت ہوئ

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ

جھوٹ نہ باطل نہ اس کے آگے سے

وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ

اور نہ پیچھے سے اتارا ہوا ہے

حَكِيمٍ حَمِيدٍ ﴿۴۲﴾

حکمتوں والے سب قریفوں والے کی

فرمایا کہ اس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ نے تو آگے سے آنے کی راہ پائی نہ اس کتاب کی مخالفت کا سامان ہوا۔ باطل کی کیا مجال ہے کہ اس کے پاس پھٹکے۔ (منہ)

## قرآن پاک کی تحریف میں کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا

فرمایا حق سبحانہ نے باطل سے مراد شیطان ہے یعنی قرآن میں کوئی کمی بیشی یا تبدیلی تغیر نہیں کر سکتا۔ شیطان تو کیا ان سب ہی کا خدا باطل حاوی ہے۔ اور جو کچھ نے قرآن میں باطل کا خاصہ ہے لیکن کلام پاک میں ہے کہ قرآن کے پاس کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ اور باطل کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کی وجہ سے۔ اگر کوئی جاہل ملحد یا کافر آخر میں قیامت تک قرآن کا کوئی حرف یا نقطہ بدلنا چاہے تو نہیں بدل سکتا۔ (منہ)

فرمایا حق سبحانہ نے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے پہلے جو رسول ہوئے ہیں ان کو بھی ان کی قوم نے جھٹلایا جیسا کہ تجھ کو جھٹلاتے ہیں۔ پس تو صبر کر جیسا انہوں نے صبر کیا۔ تو بھی صبر کر۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تیرا رب البتہ بخشنے والا ہے ایمان والوں کو اور ان کو جو تیرے ساتھ ہیں۔ اور عذاب دینے والا ہے کافروں کو اور ان کو جو تیرے ساتھ نہیں۔ (منہ)

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ

تجھے وہی کہتے ہیں جو کہہ چکے ہیں

لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ

سب رسولوں سے تجھ سے پہلے بے شک تیرا رب

لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ

یہاں ہوئی کہ تیرے ہی لئے رہی ہے

## اَلِیْمٌ

دردناک (۱۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی ہے کہ آپ صبر کریں جو کچھ یہ کہتے ہیں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے پہلے کافروں نے بھی پیغمبروں کو ایسا ہی کہا ہے جب انہوں نے صبر کیا تو ان کو ثواب ملا اور ان کی دشمنوں پر مدد کی گئی آپ بھی صبر کریں۔ پھر تسلی دی ہے کہ آپ کے دشمنوں سے گھبرائیں نہیں۔ آپ کا رب بخشنے والا ہے مومنوں کو اور عذاب دینے والا ہے کافروں کو۔ (منہ)

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَقَالُوا

اور اگر ہم کر دیتے اس کو قرآن عجمی زبان کا تو کہتے

لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَأَعْجَمِيٌّ

کیوں نہ کھول کھول کر بیان کی گئیں اس کی آیتیں کیا عجمی زبان کی کتاب

وَعَرَبِيٌّ

اور عربی رسول (۱۳)

نحو کے بعد ابوعلہ بسیار بولنے لگے اب بات کرو۔ تو آپ نے ایسی بہتر بات نکالی کہ سب کو دنگ کر دیا اور کچھ بولتے ہی نہ بن پڑا۔ صاحب عربی پیغمبر کا تھا اور جو اس وقت لکھتے تھے قرآن عربی کے سوا اور زبان میں آپ نہیں بولتے تھے (موضح) جو کافر بہانے کرتے تھے یوں کہتے تھے کہ صاحب کیوں نہ ایسی کتاب جو ہماری سمجھ میں آوے۔ ہم کو سنائی جاوے اور عربی تو ہم سمجھتے نہیں اور پیغمبر خود عرب ہے اور قرآن عربی میں ہے۔ اس کا جواب دیا کہ عرب کو قرآن نہ سمجھنا ان کی ہٹ دھرمی ہے۔ (منہ)

## آیت کا شان نزول

مقاتل نے کہا کہ مشرکین کا ایک جماعت نے کہا کہ اگر قرآن عجمی زبان میں ہوتا تو ہم ایمان نہ لاتے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (منہ)

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى

تو کہہ یہ ایمان والوں کے لئے راہ بتانا اور

## وَعَرَبِیٌّ

اور عربی رسول (۱۳)

نحو کے بعد ابوعلہ بسیار بولنے لگے اب بات کرو۔ تو آپ نے ایسی بہتر بات نکالی کہ سب کو دنگ کر دیا اور کچھ بولتے ہی نہ بن پڑا۔ صاحب عربی پیغمبر کا تھا اور جو اس وقت لکھتے تھے قرآن عربی کے سوا اور زبان میں آپ نہیں بولتے تھے (موضح) جو کافر بہانے کرتے تھے یوں کہتے تھے کہ صاحب کیوں نہ ایسی کتاب جو ہماری سمجھ میں آوے۔ ہم کو سنائی جاوے اور عربی تو ہم سمجھتے نہیں اور پیغمبر خود عرب ہے اور قرآن عربی میں ہے۔ اس کا جواب دیا کہ عرب کو قرآن نہ سمجھنا ان کی ہٹ دھرمی ہے۔ (منہ)

## آیت کا شان نزول

مقاتل نے کہا کہ مشرکین کا ایک جماعت نے کہا کہ اگر قرآن عجمی زبان میں ہوتا تو ہم ایمان نہ لاتے۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ (منہ)

قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى

تو کہہ یہ ایمان والوں کے لئے راہ بتانا اور

وَشِفَآءٌ

كتاب عمل ... علاج ... شفا

وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى

مسح شدہ فطرت والے ... جس میں ... کان ... اور وہ ... پر ... ہے

اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ

بَعِيْدٍ

... ان کو ... جگہ سے ... دور

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ

فَاخْتُلِفَ فِيْهِ

... ہم نے ... موسیٰ کو ... کتاب

... پس اختلاف کیا گیا ... اس میں

وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ

... اور اگر نہ ... بات ... جو پہلے گزر چکی ... سے

رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ

... تیرا ... فیصلہ کر دیا جاتا ... ان کے درمیان

وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ

... اور بے شک وہ ... میں ... شک ... اس سے ... شک میں ڈالنے والا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ

اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ

... جس نے ... نیک ... پس اپنے لیے ... اور جس نے

... برا ... تو اس پر ... اور نہیں ... تیرا رب ... ظلم کرنے والا

لِّلْعَبِيْدِ

... بندوں کے لیے

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ

... اس کی طرف ... لوٹایا جاتا ... علم ... قیامت کا

وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا

اور نہیں نکلتی کوئی

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ

اور نہیں رکھتی کسی مادہ کا حمل اور نہ وہ جنتی ہے مگر اس کے علم میں

علم الٰہی: یہ ان مشرکین کے جواب میں جو قیامت کی خبر سن کر مذاق اڑاتے ہوئے کہتے تھے کہ اگر کوئی قیامت آنے والی ہے تو ہم کو کیسے معلوم ہو گا۔ فرمایا کہ اس کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ اس کے علم میں ہر پھل جو درخت سے نکلتا ہے، ہر مادہ جو حاملہ ہوتی ہے، ہر بچہ جو پیدا ہوتا ہے، سب کچھ ہے۔ کسی کو کیا خبر کہ کون سا پھل کب نکلے گا، کون سی مادہ کب حاملہ ہو گی، کون سا بچہ کب پیدا ہو گا۔ اس کی خبر کسی کو نہیں ہے تو قیامت کی خبر کسی کو کیسے ہو سکتی ہے۔ اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ اس کے علم میں ہر چیز ہے۔ اس کے سوا کسی کو کچھ نہیں معلوم۔ اس کے علم کے بغیر کوئی پھل درخت سے نہیں نکلتا، کوئی مادہ حاملہ نہیں ہوتی، کوئی بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علم کے بغیر کوئی قیامت نہیں آ سکتی۔ اس کے علم کے بغیر کوئی قیامت آ جائے تو کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ (تدبر قرآن)

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ اَيْنَ شُرَكَآءِيْ

اور جس دن وہ پکارے گا ان کو کہاں ہیں میرے شریک

قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ

کافروں کی دیدہ دلیری: یعنی اس وقت جب کہ ان کے جھوٹے معبود ان کی تردید کر چکے ہوں گے (آیت ۲۵) تو یہ بڑی ڈھٹائی سے کہیں گے کہ ہم نے تو آپ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کا گواہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ان میں سے کسی نے آپ کو کچھ نہیں بتایا۔ ہم نے تو آپ کو پہلے ہی بتا دیا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی اس کا گواہ نہیں ہے۔ اس کے بعد ان میں سے کسی نے آپ کو کچھ نہیں بتایا۔ (تدبر قرآن)

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ

اور گم ہو جائیں گے ان سے جن کو پکارتے تھے پہلے

قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ

پہلے سے اور سمجھ لیں گے کہ ان کو کہیں جگہ نہیں چھوٹنے کی

پچھلے سے بعد: یعنی دنیا میں جن کو اللہ کا شریک بنا رکھا تھا، جن کی پوجا کرتے تھے، جن کو نذر و نیاز چڑھاتے تھے، جن کے آستانوں پر حاضریاں دیتے تھے، جن سے مرادیں مانگتے تھے، جن کے نام کی منتیں مانتے تھے، جن کے نام کی نذریں دیتے تھے، جن کے نام کی قربانیاں کرتے تھے، جن کے نام کی دہائی دیتے تھے، جن کے نام کی قسمیں کھاتے تھے، جن کے نام کی دھونی رماتے تھے، جن کے نام کی مالائیں جپتے تھے، جن کے نام کی بھینٹ چڑھاتے تھے، جن کے نام کی چوکیاں بھرتے تھے، جن کے نام کی دیگیں پکاتے تھے، جن کے نام کی سبیلیں لگاتے تھے، جن کے نام کی چادریں چڑھاتے تھے، جن کے نام کی شیرینیاں بانٹتے تھے، جن کے نام کی مجلسیں کرتے تھے، جن کے نام کی محفلیں سجاتے تھے، جن کے نام کی قوالیاں سنتے تھے، جن کے نام کی دیگیں لٹا

ہوتی ہے اس کو دور کرنے کیلئے ہے۔ تکلیف و مصیبت دور کرنے کیلئے صبر اہل ہے جو صبر شکایت کا سبب نہ ہو اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی شان میں کسی قسم کی بے ادبی کا سبب ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ صبر کی تین قسمیں ہیں ایک مصیبت پر صبر کرنا، دوسرا اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرنا اور تیسرا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے صبر کرنا۔ (تفسیر روح البیان)

**فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا**

تو ہم ضرور ان کافروں کو جو انہوں نے کیا ہے

**وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ**

اور ضرور چکھائیں گے ان کو ایک سخت عذاب

اس آیت میں کافروں کو اس کفر پر عذاب کی وعید ہے، دوسری جگہ ہے کہ جو لوگ کفر پر مریں گے ان پر لعنت کی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہوں گے اور کسی طرح بھی عذاب سے نہیں بچ سکتے۔

**وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ**

اور جب ہم نعمت بخشیں انسان کو تو کنارا کرے اور مروڑے

**بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ**

اپنی کروٹ پر جب پہنچے اس کو برائی تو دعائیں کرے

**عَرِيْضٍ**

چوڑی

یہ آیت بھی اسی مضمون سے متعلق ہے کہ انسان آخرت کی بھلائی اور ہمیشہ کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی فانی نعمتوں پر مغرور ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں کو اپنی ذاتی کوشش کا نتیجہ سمجھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع نہیں کرتا اور اس کا شکر ادا نہیں کرتا۔ اور جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور دعائیں کرتا ہے۔ اس آیت میں اسی کی مذمت کی گئی ہے۔ (تفسیر روح البیان)

**قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ**

تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ اللہ کے پاس سے

**ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ**

پھر تم نے اس کو نہ مانا تو اس سے گمراہ زیادہ کون جو ہو ضد چلا

**سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ**

ہم دکھائیں گے ان کو اپنی نشانیاں اطراف میں اور ان کے جی میں یہاں تک کہ ان پر کھل جائے کہ وہی سچ ہے

انسانی امراض کا علاج ہے اور انسان کی ہدایت کیلئے یہ قرآن کریم نازل فرمایا ہے کہ اس کی گمراہیوں اور بداعمالیوں کو ہدایت سے دور کرنے والی تمام تاثیرات اس قرآن میں رکھ دی ہیں۔ جو قرآن کی طرف رجوع کرے اس کو ہدایت اور اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور جو قرآن سے اعراض کرے اس کو ضلالت اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو نازل فرمایا اور اپنی آخری کتاب بنایا اور اس کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ اس کی حفاظت کا ذمہ لینا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ لینا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔ اس کی حفاظت کا ذمہ لینا اس کی عظمت کی دلیل ہے۔

مفسرین نے اپنی اپنی رائے کی تائید میں دلائل دیئے ہیں۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ سیاق و سباق کے لحاظ سے زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ

ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے آفاق میں اور خود ان کی جانوں میں

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ

یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ قرآن برحق ہے۔

قدرت کے نمونے: اللہ تعالیٰ قرآن کی حقانیت کے ثبوت کے لئے دلائل دیتا ہے۔ کبھی تو انسان کی اپنی ذات سے اور کبھی کائنات کی چیزوں سے۔ یہاں بھی دونوں طرح کی دلیلیں ہیں۔ کائنات کی چیزوں میں سورج، چاند، ستارے، دریا، پہاڑ، درخت، پرند، چرند وغیرہ سب اللہ کی قدرت کے نمونے ہیں۔ ان کو دیکھ کر انسان اللہ کی ہستی کا اقرار کرتا ہے۔ اور اپنی ذات میں بھی اللہ تعالیٰ نے بے شمار نشانیاں رکھی ہیں۔ ان کو دیکھ کر بھی انسان اللہ کی ہستی کا اقرار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں طرح کی نشانیوں کا ذکر فرمایا ہے۔ ان نشانیوں کو دیکھ کر انسان کو اللہ کی ہستی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کے بعد قرآن کی حقانیت کا اقرار کرنا بھی آسان ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ قرآن نے اللہ کی ہستی کا جو تصور پیش کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اور اس کے بعد قرآن کی ہر بات کا ماننا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ جو ہستی ایسی قدرت والی ہے اس کا کلام بھی برحق ہونا چاہئے۔ اس کے کلام میں کسی قسم کی غلطی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن کی ہر بات کا ماننا ضروری ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد کسی اور دلیل کی ضرورت نہیں رہتی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے نمونے دکھا کر قرآن کی حقانیت کا ثبوت دیا ہے۔

جو شخص اس کی طرف رجوع کرے (اور اپنے دل کے دروازے اس کی طرف کھول دے)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ

اسی طرح وہی بھیجتا ہے تیری طرف

وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ

اور تجھ سے پہلوں کی طرف اللہ زبردست

الْحَكِيْمُ ﴿۳﴾ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي

حکمت والا اس کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور

الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿۴﴾

زمین میں اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا ☆

**شانِ حکمت** ۱؎ یعنی جس طرح سورۂ [illegible] (جو نہایت اعلیٰ و اکمل مضامین پر مشتمل ہے) آپ کی طرف اسی کی وحی ہوئی ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی وحی آپ کی طرف اور دوسرے انبیاء کی طرف بھیجنے کی رہی ہے۔ جس سے اس کی شانِ حکمت و حکومت کا اظہار ہوتا ہے۔ (تفسیر شبّر)

جابر اور فقر سے منقول ہے کہ ہر اپنے سوتے کہ کر سے میں نازل ہوئی۔ اس سورۃ کا نام حٰمٓ عسٓقٓ بھی کہا جاتا ہے۔ (صافی و نور)

**حٰمٓ عسٓقٓ کو الگ کرنے کی وجہ**

حٰمٓ عسٓقٓ۔ لغوی نے لکھا ہے کہ حسن بن فضل سے روایت کیا گیا ہے۔ عسٓقٓ کے درمیان کیوں کہ (یعنی حٰمٓ کو عسٓقٓ سے جدا کیوں کیا گیا) اور عسٓقٓ کے درمیان کیوں نہیں کہے گئے۔ حسن نے جواب دیا کہ حٰمٓ سورتوں کو جمع سے شروع کیا گیا ہے ان میں سے ہر ایک سورت ہے اس لئے حٰمٓ کو اس سورتوں کی طرح اس کا آغاز نہیں کیا گیا اس لئے کہ وہ جمع نہیں ہے۔ (اور کہنے کی سورت کا آغاز نہیں کیا گیا اس لئے کہ وہ جمع نہیں ہے) اس لئے کہ جمع نہیں کر دیا گیا۔

**عسٓقٓ کا معنی**۔ مکرمہ و ابن عباس سے روایت ہے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ حٰمٓ اللہ کا حلم اور عٓ اللہ کا علم اور سٓ اللہ کی شان (ہے) اور قٓ اللہ کی قدرت ہے۔ اللہ نے ان کی قسم کھائی ہے۔ یہ بھی حضرت ابن عباس کا قول کہا جاتا ہے کہ ہر صاحب کتاب نبی کے پاس حٰمٓ عسٓقٓ کا حرف بھیجا گیا۔ (نور الثقلین)

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ

قریب ہے کہ پھٹ پڑیں آسمان اوپر سے اپنے

**پھٹ پڑنے کی وجہ** ۲؎ یعنی آسمان پھٹ پڑیں اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے ڈر سے یا بے شمار فرشتوں کے ہونے سے یا ان کے ذکر کی کثرت سے۔ قتادہ اور ضحاک نے کہا کہ آسمانوں میں سب سے زیادہ فرشتے ہیں جو اللہ کی عبادت میں مشغول ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمای

اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝

خبردار ہو جاؤ (اللہ) معاف کرنے والا مہربان ہے ☆

اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ مشرکین کی ایسی بیہودہ باتوں پر فرشتوں کی طرح قہر نازل کر کے مشرکین کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے اور کافروں کو ایک عرصہ کے لئے مہلت دیتا ہے۔ (منہ)

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ

اور جنہوں نے بنا رکھے ہیں اس کے سوا رفیق اللہ

حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۭ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ

کو اللہ ہے نگہبان ان پر اور تو نہیں ان پر

بِوَكِيْلٍ ۝

ذمہ دار ☆

اللہ تعالیٰ حفیظ ہیں، بندوں کی ایسی مشرکانہ حرکات کو دیکھتا اور سنتا ہے لیکن اپنے کمال حلم و عفو کے لئے فوراً کسی کے سب اقوال و احوال عقد کے ہاں محفوظ ہیں جو وقت کو محمول دیئے گئے ہیں۔ آپ اگر ان کی ذمہ داری نہ لیں تو کیا حرج ہے کیونکہ یہ ماننے کیلئے تو آپ کو بھیجا نہیں گیا۔ (منہ)

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا

اور اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان کا

لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا

کہ تو ڈر سنائے بڑے گاؤں کو اور اس کے آس پاس والوں کو ☆

اُمُّ الْقُرٰى ☆ "ام القریٰ" (بڑا گاؤں) فرمایا کہ مخاطب کو کہ ہمارے عرب کا گنجان وہاں ہوتا ہے اور ساری دنیا میں اللہ کا گھر وہیں ہے اور وہیں گھر سارے مہین پر سب سے پہلی عبادت گاہ قرار پائی۔ نکتہ: روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائے آفرینش میں اللہ تعالیٰ نے زمین کو اسی جگہ سے پھیلایا، ضرور ہے کیا جیسی خانۂ کعبہ واقع ہے اور مکہ کے آس پاس سے اول ملک عرب اس کے بعد ساری دنیا عرب ہے۔ (منہ ضمیمہ)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا "مکہ" کو خطاب

امام احمد نے مسند میں حضرت عدی بن حمراء ثقفی سے روایت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جبکہ آپ (مکہ مکرمہ سے ہجرت کر رہے تھے اور) ہزاورہ مکہ کے مقام حزورہ پر کھڑے تھے کہ آپ ﷺ نے (مکہ مکرمہ کو) خطاب کر کے فرمایا۔

انک لخیر ارض اللہ واحب ارض اللہ الی ولولا انی اخرجت منک ما خرجت (ورواہ مثلہ الترمذی والنسائی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم وقال الترمذی حدیث حسن صحیح) "تو بہتر ہے زمین اللہ کی ساری زمین سے بہتر ہے اللہ کو ساری زمین سے زیادہ محبوب ہے اگر مجھے اس زمین سے نکالا نہ جاتا تو میں اپنی مرضی سے کبھی اس زمین کو نہ چھوڑتا۔" (منہ صدر حبی حلم)

## "مکہ" علمائے محققین کی نظر میں:

امام واحدی فرماتے ہیں مکہ مکرمہ کو ام القریٰ اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ کرۂ ارض میں سب سے پہلے زمین کے اسی حصے سے پانی خشک ہوا تھا۔ اسی نقطہ مرکز پر بیت عتیق کی بنیاد پڑی تھی۔ روایات میں ہے کہ پانی کی سطح اللہ رب العزت نے پہلے اسی جگہ کی طرح سے خشک فرمایا تھا اور گھر اسی سے ساری زمین بچھائی اور پھیلائی گئی تو تمام آبادی کا مرکز اور ملجا و ماویٰ مکہ مکرمہ بن گئے۔ اسی لئے بھی وجہ کہ اصل بھی اور اصل کو ام کہتے ہیں، کہا جاتا ہے۔ امام بغوی اور شیخ قسطلانی نے بھی اسی کو اختیار فرمایا اور یہ کہ نصب مکہ کا حرف تنبیہ محذوف ہے یعنی زمین کی ناف ہے ہمارا علم و دنیا میں اسی کے دور دور پھیلائی گئی۔ اگرچہ جانب شمال میں آبادی زیادہ ہے۔ یہ جہت جنوب کی جانب ہے۔

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ اس آیت وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر اور جمہور مفسرین نے جس بیان کیا کہ سارے زمین و دنیا کی آبادی کی اصل یہی سرزمین مکہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ سے پہلے اپنا عرش پانی پر بچھایا تھا۔ اسی نے ایک ٹیلا پیدا کیا جس نے پانی کی لہروں کو اپنی طرف کھینچ لیا اور پانی کی سطح پر ایک بلبلہ نمودار ہوا جو پھیل کر اس شکل کا ہو گیا۔ پھر اسی سے اللہ نے تمام زمین کو سمیٹ کر بچھایا اور پھیلایا۔ جس پر کہ پانی کا بچھانا، پھیلانا مشاہدہ اور روایت سے ثابت ہے زمین کا بیت کعبہ سے پہلے اللہ نے پیدا فرمانا وہ جگہ کعبہ محفوظ کی ہے جو کہ روئے زمین کے واسطے نقطۂ مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس نقطۂ مرکزیت کے ساتھ اللہ نے اس کو شرف مرکزیت بھی عطا کر دیا کہ روئے زمین کے سارے انسانوں کو اسی کی طرف عبادت کا حکم دیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے اسی جگہ جنت سے موتیوں کا خیمہ اتارا گیا تھا جس کا انہوں نے طواف کیا۔ غرضیکہ اسی جگہ بیت اللہ کی علامت قائم اور اصل۔ تفصیل کے لئے تاریخ کی کتاب جذب القلوب الی دیار المحبوب کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سرزمین مکہ میں آمد اور اسکی آبادی

یہ بھی روایات سے ثابت ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد جب

اللہ نے تم کو دیا۔ پھر جس پر پھیل تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے دین کی مدد کی یہاں تک کہ وہ دین اللہ کا غالب ہو گیا اور اللہ کے حکم سے وہ ظاہر ہو گیا۔ اور یہ بات اللہ کے علم میں تھی اور اللہ کے علم میں جو بات ہے وہ ضرور واقع ہو کر رہتی ہے۔ اور اللہ کے علم میں یہ بات تھی کہ یہ لوگ اللہ کے رسول کے ساتھ ہو کر اللہ کے دین کی مدد کریں گے اور اللہ کے دین کو غالب کریں گ

بستی میں اور ماں سے دور میں بھی قصہ سنے اب آپ (نبی اللہ سے نہیں) مگر میں پڑے ہوئے تھے ان میں سے بہت سی بستی سے نکلی۔ یا اللہ ملک ہونے والے (اولیاء اللہ) کو ان کی حرص سے بچا کر محفوظ رکھ دے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے عرض کیا تو کیسی دعوت ہے کہ کسی کا پیدا ہوتا فرمایا جب تک زندہ رہے اور کوئی محبوب اس سے چھین لیا گیا ہو اور اولاد کی محبت اس کے دل پر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک فتنہ بنا دیتا ہے۔ (ابن کثیر)

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

اور اگر چاہتا اللہ تو سب لوگوں کو کر دیتا ایک ہی قوم

وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ

لیکن وہ داخل کرتا ہے جس کو چاہتا اپنی رحمت میں

وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ

اور ظالم نہیں ان کا کوئی حمایتی

وَّلَا نَصِيْرٍ

اور نہ مددگار

قدرت اور حکمت خداوندی ہے کہ سب کو قدرت بھی کر دیتا تو سب ایک ہی طریقہ پر چلتے۔ ایک ہی راستہ پر چلتے۔ لیکن اس نے اپنی حکمت اور مشیت کی وجہ سے اپنی رحمت کا دامن سب کے لیے وسیع نہیں کیا بلکہ اپنی رحمت کو اپنی حکمت کے مطابق جس کے لیے چاہا خاص کر دیا اور کسی کو اپنی رحمت سے محروم رکھا۔ ظالموں کے لیے نہ تو کوئی حمایتی ہے اور نہ کوئی مددگار جو ان کو عذاب الٰہی سے بچا سکے۔

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ

اور جس بات میں جھگڑا کرو تم لوگ کسی چیز میں

فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہے وہ اللہ

یہ اصل سبب بیان فرمایا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ اس کی رحمت سے محروم ہیں۔ یہ ان کا اپنا جرم، اپنا ظلم ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی رحمت سے محروم ہیں۔ اختلاف کی جو بھی نوعیت ہو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہے۔ وہ اپنی کتاب میں یا اپنے رسولوں کی زبان پر فیصلہ فرما چکا ہے۔ اس کے بعد کسی کو حق نہیں کہ وہ اس میں مخالفت کرے۔ جو اختلاف اس کے بعد ہوگا وہ ظلم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کا فیصلہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ وہ ظالموں کو سزا دے گا اور اپنے مخلص بندوں کو جزا دے گا۔ (از خلاصہ تفسیر)

## کافر جہاں کا عذاب کوئی ٹال نہ کر سکے گا

مطلب یہ ہے کہ مطلب یہ کہ اللہ کی رحمت میں داخل ہونے کے اسباب میں سے کوئی سبب نہ ہونا کفر کا مطلب ہے کہ کفر کا مطلب ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے محروم رہے گا۔ اس کا کوئی حمایتی نہ ہوگا۔ اللہ کے عذاب کو کوئی ٹال نہ سکے گا۔ اللہ کے عذاب کو کوئی روک نہ سکے گا۔ اللہ کے عذاب کو کوئی دور نہ کر سکے گا۔

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

اللہ کو ہر کام پر قدرت ہے یعنی جس کو چاہے بڑھا دے اور جس کو چاہے گھٹا دے... تمام مخلوق کے لیے اس نے جوڑے جوڑے بنائے ہیں۔ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (از ترجمہ)

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ

اور جس بات میں جھگڑا کرو تم لوگ کسی چیز میں

فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ

اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہے وہ اللہ

یہ اصل سبب بیان فرمایا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ اس کی رحمت سے محروم ہیں۔ یہ ان کا اپنا جرم، اپنا ظلم ہے جس کی وجہ سے وہ اس کی رحمت سے محروم ہیں۔ اختلاف کی جو بھی نوعیت ہو اس کا فیصلہ اللہ کے حوالے ہے۔ وہ اپنی کتاب میں یا اپنے رسولوں کی زبان پر فیصلہ فرما چکا ہے۔ اس کے بعد کسی کو حق نہیں کہ وہ اس میں مخالفت کرے۔ جو اختلاف اس کے بعد ہوگا وہ ظلم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ سب کا فیصلہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ وہ ظالموں کو سزا دے گا اور اپنے مخلص بندوں کو جزا دے گا۔ (از خلاصہ تفسیر)

## حکم صرف اللہ کا ہے، رسولؐ اُولوالامر وہ سنتی کا حکم بھی اسی کے تابع ہے

یہ ہے اس معاملہ میں کام کی بھی قدر سے آخر میں ہر قسم کے اختلاف کو اس کی طرف لوٹا دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اصل علم صرف اللہ ہی کا ہے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ (لقمان، رکوع ۳)۔ اور دوسری اکثر آیات میں بھی اختلافات کے حکم بھی دیا گیا ہے کہ جس آیت میں اختلاف ہو اس کو بھی شامل کیا جائے اور اس کے معارض نہیں کیونکہ رسول یا اولوالامر کو بھی فیصلہ یا حکم کرنے میں وہ ایک حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہوتا ہے۔ اگر وہ اپنے خیال سے کوئی فیصلہ کریں جو قرآن کے خلاف ہو تو اس کا غلط ہونا ظاہر ہے۔ اور اگر اپنے اجتہاد سے ہے تو ایک اجتہاد دوسرا بھی کر سکتا ہے اور بھی فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور اگر اپنے اجتہاد سے ہے تو ایک حیثیت سے اللہ ہی کا حکم ہے۔ مجتہد میں غلطی کا احتمال ہوتا ہے اور اس کی اجتہادات کی بھی یہی حیثیت ہے۔ صحابہ کرامؓ میں یہی بات تھی۔ اسی لئے حضور نے فرمایا کہ ہر امام کا قول ہر وقت قابل وقعت کہنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ ان کے قول میں بھی حق کا قوی ہی قبول کیا جاتا ہے۔ (صنف عفی عنہم)

رَبِّیْ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ ﴿۱۰﴾

سب میرا بھروسا اسی پر ہے مجھ کو اور سب معاملوں میں اسی کی طرف رجوع ہوں ہے ﴿۱۰﴾

☆ یعنی شاق ہے جھگڑے سے مجھ کو اس لئے اور ہر امر میں طرف اسی کی رجوع ہوا ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ

بنا نکالنے والا آسمانوں کا اور زمین کا بنا دیئے تمہارے

لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ

اسطے تمہی میں سے جوڑے اور چوپایوں

الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا

میں سے جوڑے ﴿۱۱﴾

☆ یعنی چوپایوں میں سے ان کے جوڑے مرد اور عورت پیدا کئے کہ وہ بھی تمہارے کام آتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

یَذْرَؤُکُمْ فِیْہِ

تم سے تو کوئی چیز

## اس کی مثل کوئی نہیں

یعنی ذات میں کسی کی کوئی مثل نہیں۔ جب صفات میں ذرا سی بات کے اعتبار سے انسانوں کی طرح کسی کو ہم، اور نیست پہ ہونے میں کسی کے برابر کوئی دیتے ہیں تو ذات میں کوئی مثل کیونکر ہو سکتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

مثل کا لفظ زائد ہے مطلب یہ ہے کہ اللہ کسی چیز کی طرح نہیں ہے حکم کے لفظ کی زیادتی مفید تاکید ہے جس طرح ایک آیت میں آیا ہے فَاِنَّہُمْ لَا یُکَذِّبُوْنَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِیْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجْحَدُوْنَ (انعام، رکوع ۴) اس کے نزدیک کھٹکا ہے کہ لوگ آپ کو جھوٹا نہیں کہتے بلکہ ظالم لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔ یعنی اس کی مثل کوئی نہیں جو ہم جنس کی جوڑ اور ہو۔ (موضح القرآن)

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس کی کوئی نظیر نہیں ہے۔ (ابن جریر)

وَھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱۱﴾

اور وہی ہے سننے والا دیکھنے والا ﴿۱۱﴾

## اللہ کا دیکھنا سننا مخلوق کی طرح نہیں ہے

☆ یعنی جب کسی چیز کو اللہ سے ملتا جلتا نہیں تو اس کا دیکھنا سننا بھی مخلوق کی طرح نہیں کہ آلات اس کی ذات میں ہوں جب یہ کوئی مثل ایسا نہیں جس کی کیفیت بیان کی جا سکے تو اس کی نظر بھی موجودات اور مخلوق کی مطابقت و مشابہت سے بالکل پاک اور مقدس ہے۔ حضرت بھی اس کی صفات کی کیفیت کس طرح سمجھ میں آ سکے۔ (تفسیر عثمانی)

## لیس کمثلہ شئ سے ہونے والے ایک وہم کا ازالہ

جو چیز سننے کے قابل ہے اس کو سننا اور جو چیز دیکھنے کے قابل ہے اس کو دیکھنا بھی اللہ کی صفت ہے لیکن اس کا سننا دیکھنا بھی ایسا ہے جیسا اس کی اور صفتیں ہیں جن کی کیفیت ہم نہیں جانتے اور دیکھنے والا بھی ہے اور سننے والا بھی دیکھنے والے کی صفت ہے بصارت اور سننے والے کی صفت ہے سماعت۔ جس چیز کو ہم دیکھتے ہیں اس کو دیکھنے کی صفت سے یہ شبہ پیدا ہوتا تھا کہ جب اس کی مثل کوئی نہیں تو اس کے اندر کوئی بھی صفت نہیں ہونی چاہئے کہ وہ بھی مثل کو پیدا کرے۔ (تفسیر عثمانی)

لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

اسی کے ہاتھ ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی

يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ۚ

یعنی اپنی مرضی سے جس کے لیے چاہتا ہے رزق کشادہ کر دیتا ہے اور جس کا چاہتا ہے رزق ناپ تول کر دیتا ہے

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

وہ ہر چیز کی خبر رکھتا ہے

## تمام خزانوں کا مالک اللہ ہے

یہ تمام خزانوں کی کنجیاں ہیں جو تم لوگوں میں اپنی کوشش اور اختیار سے حاصل ہے۔ کبھی تو زور سے کسی کو جتنا چاہے مرحمت فرما دے اور کبھی اندازہ کر کے دے۔ کبھی تو کسی کو بے حساب دیتا ہے اور کبھی حکمت سے تولتا ہے۔ کبھی تو کسی کو دیتا ہے اور کبھی نہیں دیتا۔ یہ سب کچھ اس کی مرضی پر منحصر ہے۔ مگر اس کی مرضی کا ہر فیصلہ علم اور حکمت پر مبنی ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ کس کو کیا دینا چاہیے اور کس کو کیا نہ دینا چاہیے۔ کس کو کتنا دینا چاہیے اور کس کو کتنا نہ دینا چاہیے۔ کس کو کب دینا چاہیے اور کس کو کب نہ دینا چاہیے۔ کس کو کہاں دینا چاہیے اور کس کو کہاں نہ دینا چاہیے۔ کس کو کس طریقہ سے دینا چاہیے اور کس کو کس طریقہ سے نہ دینا چاہیے۔ کس کو کس کے ذریعہ سے دینا چاہیے اور کس کو کس کے ذریعہ سے نہ دینا چاہیے۔ کس کو کس کے ساتھ دینا چاہیے اور کس کو کس کے ساتھ نہ دینا چاہیے۔ کس کو کس کے بعد دینا چاہیے اور کس کو کس کے بعد نہ دینا چاہیے۔ کس کو کس کے پہلے دینا چاہیے اور کس کو کس کے پہلے نہ دینا چاہیے۔ کس کو کس کے مقابلہ میں دینا چاہیے اور کس کو کس کے مقابلہ میں

یہ دین اسلام تمام انبیاء کا ایک ہی دین تھا جو ذات اور صفات کے اعتبار سے کبھی نہیں بدلا اور نہ کبھی بدلے گا اور اس کی کتابوں کو اور اس کے ملائکہ کو ماننے کے بغیر کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا اور نہ کافر نہ کہلا سکتا ہے۔ جو بھی نبوت کے آنے سے پہلے کسی کافر کو مومن سمجھتا ہے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جو بھی نبوت کے آنے کے بعد کسی کافر کو مومن سمجھتا ہے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جو بھی نبوت کے آنے کے بعد کسی کافر کو مومن سمجھتا ہے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔ جو بھی نبوت کے آنے کے بعد کسی کافر کو مومن سمجھتا ہے وہ بھی کافر ہو جاتا ہے۔

## اقامت دین فرض اور اس میں تفرق حرام ہے

یہ بھی ظاہر ہے کہ دین توحید ہی ہے جو انبیاء سے اصالۃً اور امت سے تبعاً مطلوب ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ رسالت، آسمانی کتابیں اور اصول عبادات، اخلاق اور معاملات کی تعلیم ہی دین ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جو دین مقرر فرمایا ہے اور جس کی اقامت کا حکم دیا ہے اور جس کے قائم کرنے کی ذمہ داری امت محمدیہ پر ڈالی ہے اور جس کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس میں تفرق نہ کرو وہ یہی دین ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس دین کی اقامت کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اس میں تفرق نہ کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اقامت دین فرض اور اس میں تفرق حرام ہے۔

## آئمہ مجتہدین کے فروعی اختلافات تفرق ممنوع میں داخل نہیں

اس سے واضح ہو گیا کہ فروعی مسائل میں جو اجتہاد قرآن و حدیث میں کیا گیا ہے اور جس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کا عمل رہا ہے اس کو تفرق ممنوع میں داخل سمجھنا اور کہنا بالکل غلط ہے۔ ان حضرات نے اپنے اپنے اجتہاد سے جو کچھ کیا ہے اس کو اپنے اپنے دعوے کے طور پر نہیں کیا بلکہ اس کو دین سمجھ کر کیا ہے۔ ان کے اجتہادی اختلاف کو تفرق ممنوع کہنا بالکل غلط ہے۔ ان کے اجتہادی اختلاف کو تفرق ممنوع کہنا بالکل غلط ہے۔ ان کے اجتہادی اختلاف کو تفرق ممنوع کہنا بالکل غلط ہے۔ ان کے اجتہادی اختلاف کو تفرق ممنوع کہنا بالکل غلط ہے۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ
بڑی بھاری ہے شرک جس کی تم دعوت دیتے ہو ان کو
اِلَيْهِ اللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ
اللہ کھینچ لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہے

وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ۝

اور اور جو اپنی طرف رجوع کرے اس کو اپنی طرف راہ دکھاتا ہے

جہالت اور بد بختی کی انتہا

یعنی آپ جس دین کی تبلیغ کی خاطر اپنی قوم کے لوگوں کی طرف سے ایذا رسانی کا نشانہ بن رہے ہیں اور جس کی خاطر آپ کو ہجرت کرنا پڑی ہے اور اپنے وطن سے نکلنا پڑا ہے یہ دین کوئی نیا دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جو آپ سے پہلے نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کا دین رہا ہے۔ اس دین کی تبلیغ کرنے کی وجہ سے آپ کو جو مشکلات پیش آ رہی ہیں وہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے بلکہ ہر زمانہ میں انبیاء کو اسی قسم کی مشکلات پیش آتی رہی ہیں۔ اس دین کی حقانیت کی ایک بہت بڑی دلیل یہ بھی ہے کہ اس کی تبلیغ کرنے والے ہر زمانہ میں ایک ہی قسم کی مشکلات سے دوچار ہوتے رہے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ دین کوئی من گھڑت دین نہیں ہے بلکہ یہ وہی دین ہے جو ہر زمانہ میں اللہ کی طرف سے نازل ہوتا رہا ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے والے ہر زمانہ میں ایک ہی قسم کے لوگ رہے ہیں اور ان کی مخالفت کی وجہ بھی ایک ہی رہی ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ یہ دین ان کی خواہشات کے خلاف ہوتا ہے۔ اس دین کی تبلیغ کرنے والے ان کو ان کی بری خواہشات سے روکتے ہیں اور ان کو اچھی باتوں کی تلقین کرتے ہیں۔ اس لئے وہ ان کے دشمن بن جاتے ہیں۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ یہ نہیں ہوتی کہ اس دین کی تعلیم میں کوئی کمی ہوتی ہے یا اس دین کی تعلیم میں کوئی خامی ہوتی ہے بلکہ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف یہ ہوتی ہے کہ اس دین کی تعلیم ان کی خواہشات کے خلاف ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی جہالت اور بد بختی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی ضد اور ہٹ دھرمی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی انانیت اور خود پسندی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد اخلاقی اور بد تہذیبی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد نیتی اور بد طینتی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد فطرتی اور بد سرشتی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد عقلی اور بد شعوری ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد بختی اور بد قسمتی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد نصیبی اور بد طالعی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد اقبالی اور بد اختری ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد کرداری اور بد اعمالی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد گمانی اور بد ظنی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد خیالی اور بد اندیشی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد نیتی اور بد طینتی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد فطرتی اور بد سرشتی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد عقلی اور بد شعوری ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد بختی اور بد قسمتی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد نصیبی اور بد طالعی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد اقبالی اور بد اختری ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد کرداری اور بد اعمالی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد گمانی اور بد ظنی ہوتی ہے۔ اس دین کی مخالفت کرنے کی وجہ صرف ان کی بد خیالی اور بد اندیشی ہوتی ہے۔

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ

اور انہوں نے اختلاف نہیں کیا مگر اس کے بعد کہ آ چکا ان کے پاس

الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ

علم آپس کی ضد سے اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو ٹھہر چکی ہے

مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ

تیرے رب سے ایک مقرر وعدہ تک تو فیصلہ

بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ

کر دیا جاتا ان میں اور جن کو وارث کیا ہے کتاب کے

بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۝

پیچھے وہ البتہ اس کے دھوکے میں ہیں جو چین نہیں لینے دیتا

فرقہ بندی کے کرشمے

فرقہ بندی کے کرشمے بھی عجیب و غریب ہوتے ہیں۔ اصل دین میں انہوں نے اتنے نئے نئے اضافے کر لیے ہیں کہ پورے دین کا حلیہ ہی بگڑ گیا ہے۔ اصل دین کی جو باتیں بالکل واضح اور صریح تھیں ان کی جو تشریحات اور تفصیلات ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت تھیں ان کو بھی انہوں نے اپنی تشریحات اور تفصیلات کی خاطر بدل ڈالا ہے۔ [illegible] اپنی تشریحات اور تفصیلات کو اصل دین کا درجہ دے دی

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ

سو اسی طرف بلا اور قائم رہ جیسا کہ تجھ کو حکم ہوا ہے تجھ کو

وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ

اور مت چل ان کی خواہشوں پر اور کہہ میں یقین لایا جو کتاب بھیجی

اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ ۚ

اللہ نے کوئی کتاب اور مجھ کو حکم ہوا کہ انصاف کروں تمہارے بیچ میں

اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۚ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ

اللہ ہے پروردگار ہمارا اور تمہارا ہمارے لئے ہیں کام ہمارے تم کو

اَعْمَالُكُمْ ۚ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ ۚ اللّٰهُ

تمہارے کام کوئی جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ

يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ۝

اکٹھا کرے گا ہم سب کو اور اسی کی طرف پھر جانا ہے سب کو

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض

پچھلی جب دین حق کے متعلق تفریعی اختلاف کے عنوان پر دوں طرف سے غور ہو چکا تو آپ کا فرض یہ ہے کہ پھر متزلزل عزم کے ساتھ ہی دین حق کی طرف لوگوں کو بلاتے رہیں جس کی دعوت آپ کو اور آپ سے پہلے تمام انبیاء علیہم السلام دے چکے ہیں آپ اپنے پر وردگار کے حکم سے دعوت دیں اور اس راستہ پر ثابت قدم رہیں جو آپ کو اور آپ سے پہلے انبیاء کو ملا ہے اور ان کی خواہشات کی پروا نہ کریں جو صاحب اقتدار ہیں یا صاحب مال کی ہوا و ہوس کی پیروی کرتے ہیں یا جو خود ساختہ بدعات پر قرآن یا کوئی صحیفہ آسمانی کی سند پیش کرنے پر مصر ہیں ان سب کے مقابلہ میں آپ کا کام یہ ہے کہ ان سے صاف صاف کہہ دیں کہ میرا کام پہنچا دینا ہے اور تمہارا کام ماننا یا نہ ماننا، میں تو ایمان لایا ہر اس کتاب پر جو اللہ نے بھیجی ہے اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں اور قائم کروں اس قانون کو جو اللہ نے بھیجا ہے اور اس کا منشاء یہ ہے کہ دنیا میں دین و شریعت احکام و فرائض، فصل خصومات میں عدل و مساوات کا صحیح قائم کیا جائے، وہ سچائی جو کسی ایک مذہب میں ملے اسے بے تکلف تسلیم کریں، کسی طرح غم خواہی، بھلائی اور خیر خواہی کی طرف پیش قدمی کرنے میں پہلے میں خود اقدام کرنے کی پوری کوشش کرتے اس کا کامل طور پر اہتمام اور التزام ہو، ہمارا



ثابت کر دیں۔ کچھ کمی ہو تو ہم کو بتا دیں کہ تمہارا اور ہمارا رب ایک ہے ہم نے اس لئے ہم سب خواہی کی خوشامدی کے لئے کام نہیں کرنا چاہئے۔ آخر تم میں اور ہم میں کوئی وجہ امتیاز تو ہونی چاہئے۔ ہم میں اور تم میں نتائج و ثمرات کے متعلق فرق ہے۔ ہم میں سے کوئی دوسرے کے عمل کا ذمہ دار نہیں۔ ہر ایک کا عمل اسی کے ساتھ ہے وہی اس کے آگے آئے گا۔ چاہئے کہ اس کے نتائج برداشت کرنے کے لئے تیار رہیں آج آپس کے جھگڑے اور بحث و تکرار کی ضرورت نہیں سب کو خدا کی عدالت میں حاضر ہونا ہے وہیں جا کر ہر ایک کو اپنا پتہ لگ جائے گا کہ وہ کیا ہے کیا کہہ کر کیا لایا ہے۔ (منہ) یہ آیات مکی ہیں قبل کی آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں۔ (منہ)

## آیت کا شان نزول:

ابن المنذر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ والفتح و رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا نازل ہوئی تو مشرکین نے کہا ہمیں یہ باتیں جن کے بارے میں محمد ﷺ کہا کرتے ہیں کہ ہم کو خدا کی طرف بلاتے ہیں اگر وہ اللہ ہوتا تو ہم پر غالب ہو جاتا جیسا کہ اللہ غالب ہوتا ہے اور ہم پر عذاب نازل کرتا جیسا کہ پہلے جاہ کیا ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن جریر)

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ

اور جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی بات میں پیچھے اس کے

مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ

اسنا جیسے اس نے حکم ان کے

رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ

رب کے یہاں اور ان پر غصہ ہے اور ان کو سخت

شَدِيْدٌ ۝

عذاب ہے ۱۲

## اہل کتاب کے جھگڑے

یعنی اللہ نے جس اس کتاب اور شریعت کی بحال ہے دین حق کی طرف بلا دیا ہے اور اس کی حقانیت صاف کھل چکی ہے اب ان کا جھگڑنا محض ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر ہے کہ اس کی باتوں کو تسلیم کرنے کے لئے وہ ان کو ان کے مطابق ہونا چاہئے جو ان کی سمجھ میں قرار پا چکی ہیں۔ (منہ) ظلم، عناد، بغض حق کے بعد جو لوگ زادہ کو اختلاف پیدا کرتے ہیں۔ (منہ) یعنی جھگڑتے ہیں وہ عند اللہ مردود ہیں اور سخت عذاب کے مستحق ہیں اور ان کے سب جھگڑے محض بے بنیاد اور باطل ہیں۔ (منہ)

مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مشرکین نے کہا تھا کہ ہمارے دلوں سے پردے ہٹ گئے ہیں اور ہمارے کانوں میں بہرا پن (یعنی عدم استماع) ہے اور ہمارے اور آپ کے درمیان ایک حجاب ہے (یعنی ہم آپ کی بات نہیں سنتے) اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن عطیہ نے کہا: یہ بات ان کی طرف سے بطور تکبر اور مسلمانوں کے ساتھ بطور استہزاء کہی گئی تھی۔ جیسا کہ ان کا قول ہے: ہمارے دل غلافوں میں ہیں جو اس چیز سے روکے ہوئے ہیں جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو۔ اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے جو ہمیں تمہاری بات سننے سے روکتا ہے۔ اور ہمارے اور تمہارے درمیان ایک حجاب ہے جو ہمیں تمہارے دین تک پہنچن

تعالیٰ اپنے فاکر اس میں کوشش زیادہ اور بڑھتا چلا جائے گا۔ (تفسیر عثمانی)

اور یہ جو فرمایا کہ کوشش قیامت سے ڈرنے کی ہے۔ مراد اس سے اضطراری خوف ہے جو قیامت کے احوال سے ہے۔ نیز اپنی عمل کی کوتاہیوں پر نظر کرنے سے لازمی ہوتا ہے۔ مگر بعض اوقات کسی خاص شخص پر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا شوق غالب ہو کر اس خطرہ پر غالب آ جاتا ہے وہ اس کے خیال نہیں۔ جیسا کہ قبر میں بعض مومنوں کا یہ کہنا ثابت ہے "قیامت بلا" جائے تو بہتر ہے کہ قبر میں جب فرشتوں کی معرفت مسلمان کو بشارت رحمت و مغفرت کی ملے گی تو قیامت کا خوف مغلوب ہو جائے گا۔ (منہ عفی عنہ)

## خدا اور رسول کی محبت قیامت کی تیاری ہے

ایک شخص نے آ کر حضور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! قیامت کب ہوگی؟ آپ نے واقعی سنا دیا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ہاں تو بلیغ آنے والی ہے تو اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ اس نے کہا خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا ہے کہ ہر شخص اس کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت رکھنا تھا۔ یہ بہت بڑی بشارت ہے۔ (تفسیر حقانی)

**فَمَنْ يُّرِدْ** — بھگوڑے ہیں اور وقوع قیامت میں شک کرتے ہیں۔ قاموس میں ہے مرتاب اور مریب شک بھگوڑا کرنے والا۔ یہ دونوں باتیں شک کی ہیں اس لئے بعض نے کہا ہے کہ انکی کے لئے ہے کہ وہ دوسرے کے لئے شک کے ساتھ بھگوڑا کرنے والے دونوں طریق میں محنت کافی کے ساتھ۔ ہم جواب دینے کو تیار ہوتے ہیں اس لئے اس بھگوڑے کو مرتاب کہا ہے۔ منہ

**لَمَّا يَطْعَمُوا** — ممکن ہے کہ ابھی تک چکھے نہ ہوں۔ قیامت اگرچہ بعض کو نہیں تک ہے لیکن قرآن اور سنت اور سچی عقل اس کی شہادت دے رہے ہیں۔ اجمالی طور کا ہونا ضروری ہے۔ اس لئے کہا جا سکتا ہے کہ قیامت اس وقت ابھی ظہور میں نہیں آئی ہے اور محسوس نہیں ہے مگر محسوس کی طرح یقینی ہے (گویا نظروں کے سامنے ہی ہے) کما سبق۔ جو شخص قیامت کو نہیں جانتا اور اللہ کی ہر چیز پر قدرت ہونے باوجود وقوع قیامت و قدرت کے اوصاف سے خارج سمجھتا ہے وہ بہت ہی گمراہ اور بہت بڑا مجرم ہے۔ (تفسیر مظہری)

**اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ**

اللہ کی رحمت عام ہے بندوں پر

اللہ تعالیٰ کی رحمت عام ہے یعنی وہ جزا، مکافات اور انعام کے دینے میں کسی کی بندگی نہیں کرتا اور نہ بندوں کے ہر ایک عمل کی رعایت کرتا اور نہ ہر ایک کو جزا دیتا ہے بلکہ اپنے احسان کی رعایت کرتا اور جس کو چاہتا ہے بخشتا ہے۔ اور جس کو چاہے سخت سزا دیتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

## لَطِيْفٌ کا مطلب

لطیف کے معنی ہیں نکالنے والا اور ہر ایک پر رحم کرنے والا۔ بعض لوگوں کی غلطی ہے کہ لطیف کے معنی باریک بین کے کرتے ہیں۔ یہ معنی اس لفظ کے نہیں ہیں۔ اس غلطی کی وجہ سے کئی جگہ تفسیر کرتے ہوئے لوگوں نے یہ مطلب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ہر مصائب کا علم رکھتا ہے یعنی وہ ہر ایک کی پیروی اپنے عمل کے لحاظ سے کرتا ہے۔ یہ معنی یہاں کا مطلب نہیں ہے یہاں کا اہم مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ایک خاص مہربانی اور رحم ہے جو بندے کی ضرورت سے زیادہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ**

روزی دیتا ہے جس کو چاہے اور وہی ہے زور آور

**الْعَزِيْزُ ۝**

زبردست

(کہ جس کو چاہے سخت پکڑ لے۔ (تفسیر حقانی)

## رزق میں دو طرح کی مہربانی

حضرت مظہر نے فرمایا کہ رزق کے متعلق دو طرح کی مہربانی ہے۔ ایک تو اس کی مقدار میں اور دوسری کیفیت میں۔ ایک تو یہ کہ ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مناسب حال غذا اور ضرورت بقا عطا فرمانا۔ دوسرے یہ کہ کسی کو اس کا پورا رزق ایک بار جھٹکا نہ دینا بلکہ تھوڑا تھوڑا دیتا رہنا اول تو اس کو محنت کرنی پڑتی ہے اور پھر بھی مزے لے لے کر اور تھوڑا تھوڑا ہونے سے بہت پاتا ہے۔ (مظہری، صفحہ فی التفاسیر)

## ایک مجرب عمل

سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت حاجی امداد اللہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جو شخص ہر نماز کے بعد سورہ یٰسین پڑھا کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بے حساب روزی دے گا۔ فرمایا کہ بہت مجرب عمل ہے۔ میں نے خود بھی آزمایا ہے۔ واقعی ہے تجربہ کی ہے۔ (تفسیر مظہری)

**مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ**

جو کوئی چاہتا ہو کھیتی آخرت کی

**نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ**

ہم بڑھا دیں اس کے لئے اس کی کھیتی میں

ثواب میں زیادتی ہوتی ہے یہ بھی اس کا ایک ثواب ہے جو اس کو دنیا میں ملے گا اور آخرت میں اس کا ثواب اس سے بھی زیادہ ہوگا۔

حرث کا معنی: حرث اصل میں کھیتی کو کہتے ہیں جو زمین کو کھود کر بیج بونے کے بعد تیار ہوتی ہے پھر یہ لفظ مجازی طور پر ہر اس چیز کے لئے استعمال ہونے لگا جو کسی چیز کے حاصل کرنے کا ذریعہ بنے۔ اس لئے کہ زراعت بھی ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ ہے اور اس لئے بھی کہ زراعت کا کیا ہوا کام بھی ثواب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا میں ہونے والا کام جو آخرت کا ثواب حاصل کرنے کا ذریعہ بنتا ہے اس کو آخرت کی کھیتی فرمایا گیا ہو۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرث آخرت سے مراد وہ اعمال ہیں جن سے آخرت کا ثواب ملتا ہے۔ جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرث آخرت سے مراد وہ اعمال ہیں جن سے آخرت کا ثواب ملتا ہے۔ جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرث آخرت سے مراد وہ اعمال ہیں جن سے آخرت کا ثواب ملتا ہے۔ جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔

وَمَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ

اور جو کوئی دنیا کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو دیتے ہیں

مِنْهَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ

اس میں سے اور اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا

دنیا کے لئے محنت: اس آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا کی نعمتوں کے لئے محنت کرنا اور کوشش کرنا بری بات نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اسی لئے تو فرمایا ہے کہ جو دنیا کا بدلہ چاہتا ہے ہم اس کو دیتے ہیں۔ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے

حضرت عمر بن خطاب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ آدمی کو وہی ملتا ہے جو اس نے نیت کی ہو۔ جس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہو تو اس کی ہجرت اللہ اور رسول کی طرف ہی ہوگی۔ اور جس کی ہجرت دنیا حاصل کرنے کی خاطر ہو یا کسی عورت سے نکاح کرنے کی خاطر ہو تو اس کی ہجرت اسی کے لئے ہوگی جس کے لئے اس نے ہجرت کی ہوگی۔ متفق علیہ۔

اس امت کیلئے خوشخبری:

حضرت ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس امت کو روشنی (ہدایت) دی گئی ہے اور اس کو دین میں مضبوط مقام دیا گیا ہے اور اس کو فتح دی گئی ہے اور اس کو مدد دی گئی ہے اور اس کو غلبہ دیا گیا ہے اور اس کو اقتدار دیا گیا ہے اور اس کو ہدایت دی گئی ہے اور اس کو رزق دیا گیا ہے اور اس کو عزت دی گئی ہے اور اس کو نصرت

فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ
(جنت کے باغوں میں یہ لوگ جنت کے اعلیٰ سے اعلیٰ درجے پر ہوں گے)
عِنْدَ رَبِّهِمْ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ
(اپنے رب کے پاس جو کچھ چاہیں گے انہیں ملے گا یہ ہے بڑا فضل)

ہاں یہ بھی جنت میں پہنچ کر ہی معلوم ہوگا کہ اعمالِ صالحہ کی راہ میں اپنے رب کے آستانہ پر کیا کچھ پیش کیا تھا۔ (تفسیر نمونہ)

**دو شیزاؤں کی بارش۔** حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں جنتیوں کے حوض پر آئے گا اور انہیں خوش آمدید کہنے کا کہے گا۔ کہ پیاسے ہو پانی پیو۔ جس پیالے سے چاہو پانی پیو۔ اس حوض پر ان کا استقبال کرنے کے لئے دو شیزائیں کھڑی ہوں گی۔ ان کے رنگ مختلف ہوں گے ہر پیالہ سے پانی پیتے ہی ان کا رنگ بدل جائے گا۔ ان میں سے ہر ایک دوشیزہ دوسری سے زیادہ حسین ہوگی۔ (تفسیر نمونہ)

ذَٰلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ
(یہ ہے وہ خوشی جس کی اللہ اپنے بندوں کو)
آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
(جو ایمان لائے ہیں اچھے کام کئے ہیں)

پہلے ایمان کا ذکر ہے۔ عمل صالح کی شرط بعد میں لگائی گئی۔ کیونکہ ایمان کے بغیر عمل صالح کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا
(تو کہہ دیجئے میں تم سے اس پر کچھ بدلہ نہیں مانگتا)
إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ
(سوائے اس کے کہ قرابت میں)

**دعوت کا عجیب انداز۔** یہ ہے قرآن کی دلنواز دعوت اور یہ ہے اس کا اندازِ بیان اور اصلی ہدف و مقصد۔ نہ مفاد پرستی کا شائبہ ہے نہ ذاتی غرض کا۔ یہ ہے وہ چیز جو ہر عقل سلیم کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ اس آیت کا مفہوم ایک جملہ میں یہ ہے کہ میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا صرف ایک بات چاہتا ہوں کہ تم میرے قریبی رشتہ داروں سے محبت کرو۔ ان کا احترام کرو۔ ان کے ساتھ نیکی کرو۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں بہت سی روایات ہیں۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ! آپ کے قرابت دار کون ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے۔ تو آپ نے فرمایا علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے دونوں فرزند۔ (تفسیر نمونہ)

## سورۃ فی القربیٰ کا معنی

(تفسیر نمونہ) اس کے پہلے معنی تو ہم عرض کر چکے ہیں۔ دوسرے معنی مفعول بہ محذوف کے ساتھ ہیں۔ یعنی علقمہ نے "الا مودۃ فی القربیٰ" کا مطلب یہ لیا ہے کہ قرآن میں جہاں جہاں بھی رشتہ داروں کی محبت کو پیغمبرؐ اور اہل بیتؑ سے "قربیٰ" سے تعبیر کیا گیا ہے اس کی مراد بھی یہی ہے۔ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ میں تم سے اپنی رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا۔ البتہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے اہل بیتؑ کی محبت مدِ نظر رکھو۔ یہ معنی بھی صحیح ہے۔ اس لئے کہ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں جو روایات ہیں ان کی رو سے یہ معنی بھی صحیح

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں دیکھو۔ آپ نے صحیح روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں اگر تم نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابت داروں کے متعلق سنی ہو تو کھڑے ہو جاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں کھڑا ہو گیا اور میں نے گواہی دی کہ میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے راوی زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تھا کہ تمہارا اسلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اس سے زیادہ اچھا ہے جو صحیح مسلم میں ہے کہ یزید بن حیان اور حصین بن سبرہ اور عمر بن مسلم حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ حضرت حصین نے کہا اے حضرت آپ کو تو بڑی بڑی بھلائی اور برکت ملی ہے آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنی ہیں۔ آپ نے غزوات کئے ہیں اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ آپ کو بڑی بڑی فضیلتیں آپ نے حاصل کی ہیں۔ ہمیں بھی کچھ تو سنائیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔ آپ نے فرمایا بھتیجے میں بوڑھا ہو گیا ہوں میری عمر بہت ہو گئی ہے۔ بعض باتیں جو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد رکھی تھیں اب بھول گیا ہوں جو میں بیان کروں اسے قبول کرو اور جو نہ بیان کروں اس کے بارے میں مجھے تکلف نہ دو۔ پھر آپ نے فرمایا (ایک دن) اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور مکہ اور مدینہ کے درمیان پانی کی جگہ خم پر ہمارے سامنے خطبہ دیا جو اللہ کی حمد و ثنا کے بعد وعظ و نصیحت پر مشتمل تھا۔ آپ نے فرمایا لوگو! میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ قریب ہے کہ میرے رب کا قاصد (موت کا فرشتہ) میرے پاس آ جائے اور میں اس کی بات مان لوں۔ میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں پہلی اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور روشنی ہے۔ تم اللہ کی کتاب کو مضبوط تھام لو اور اسے مضبوط پکڑ لو۔ آپ نے کتاب اللہ پر ابھارا اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا میرے اہل بیت۔ میں تمہیں اپنے اہل بیت کے بارے میں خدا تعالیٰ کو یاد دلاتا ہوں۔ یہ جملہ تین مرتبہ فرمایا۔ حصین نے حضرت زید سے پوچھا اے زید! آپ بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت ہیں کیا آپ کی بیویاں اہل بیت میں داخل نہیں فرمایا آپ کی بیویاں تو اہل بیت ہیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت وہ ہیں جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدقہ حرام ہے پوچھا وہ کون ہیں فرمایا آل علی، آل عقیل، آل جعفر اور آل عباس رضی اللہ عنہم کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے فرمایا ہاں۔ حضرت جریر ابن عبداللہ کی روایت سے ہے کہ میں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے شرط کی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کرو۔ میں نے اس شرط پر بیعت کر لی۔ پھر میں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! میرا ایک بھائی ہے اس کی کیا رائے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ تمہارا بھائی ہے تو ہم اس کی مدد کریں گے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کی عبادت کرتے رہو اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرتے رہو اور ان کی جماعت سے الگ نہ ہو اور ہر مسلمان کے ساتھ بھلائی کرو۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں سے ہر ایک جنت میں جائے گا جیسا کہ دلہن اپنے پاؤں پر جس میں مہندی لگی ہوئی ہو آ جاتی ہے اور فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں سے ہر ایک جنت میں جائے گا جیسا کہ دلہن اپنے پاؤں پر جس میں مہندی لگی ہوئی ہو آ جاتی ہے اور فرمایا کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں سے ہر ایک جنت میں جائے گا جیسا کہ دلہن اپنے پاؤں پر جس میں مہندی لگی ہوئی ہو آ جاتی ہے۔

قربت کا حق ادا کرنے کا حکم ہر مسلمان کو ہے۔ آپ کی عزت نہیں کی تو یہ رسول ہی سے تو ہوا جاتا ہے۔ آخر میں ہمارا ہاتھ پر قریب ہوں گی تو ہم نہیں۔ ہاں کہ میری بات سنو اور اس پر توجہ کرو۔

تو سے نیکی نہ داری چہ کنی　　پدر و مادر چو خویش و پیوند من

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے صحیح بخاری اور مسلم میں ثابت ہوا ہے کہ آیت الا المودۃ فی القربیٰ کے بارے میں آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے مراد آپ کے قرابت دار ہیں۔ طبرانی میں بھی یہ حدیث مروی ہے۔ سعید بن جبیر نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سنا اور راوی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش سے فرمایا:

لا تسئلکم علیہ اجرا الا ان تودونی فی نفسی اللھوذۃ فی القربیٰ فلم یجبہ منکم ومنعضو اللہ بہ فی سبی ابنکم۔ یعنی میں تم سے کسی قسم کا کوئی معاوضہ نہیں چاہتا بجز اس کے کہ تم مجھے اپنے پڑوسی اور قرابت کی وجہ سے محبوب سمجھو سے اور تم اس قرابت کا لحاظ کرو جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم ج)

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے کہ ایک دن تھا کہ لوگوں نے حضرت سے اس آیت کے بارے میں بہت سے سوال کئے اور بحث بازی کی۔ تو آپ نے حضرت علیہ اللہ بن عباس کی خدمت میں لکھ کر بھیجا کہ یہ صورت حال ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آیت کی مراد کیا ہے۔ ابن عباس نے اس کے جواب میں لکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی جماعت میں سے ایک فرشتہ کو پیدا کیا جس کو اللہ تعالیٰ نے چار آنکھیں دی ہیں۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ! آپ نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو اپنا خلیل بنایا ہے کسی کو اپنا کلیم بنایا ہے کسی کو اپنا نبی بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا ہے۔ میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کی محبت میرے لئے نہ ہو گی تو میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں سے علی رضی اللہ عنہ کو اپنا وصی بنایا ہے۔ میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص علی رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کی محبت میرے لئے نہ ہو گی تو میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں سے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنی کنیز بنایا ہے۔ میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص فاطمہ رضی اللہ عنہا کی محبت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کی محبت میرے لئے نہ ہو گی تو میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں سے حسن رضی اللہ عنہ کو اپنا امین بنایا ہے۔ میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص حسن رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کی محبت میرے لئے نہ ہو گی تو میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں سے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا شہید بنایا ہے۔ میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کی محبت میرے لئے نہ ہو گی تو میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنی مخلوق میں سے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا شہید بنایا ہے۔ میں نے اپنی عزت و جلال کی قسم کھائی ہے کہ جو شخص حسین رضی اللہ عنہ کی محبت کا دعویٰ کرے گا اور پھر اس کی محبت میرے لئے نہ ہو گی تو میں اس کو آگ میں داخل کروں گا۔

ت کو نہیں طلب کرتا۔ (سورۃ الشوریٰ) اس لئے کہ تم میری قرابت کا خیال کرو۔ اور کچھ یہ نہ کہا جائے اور قدرت کاملہ نے اپنے رسول کو اپنے رسول کا پابند نہیں کیا۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۵)

**فرقہ شیعہ کی غلط تفسیر:** فرقہ شیعہ نے اس آیت کی بنیاد پر اہل بیت کی محبت اور تعظیم کو فرض قرار دیا ہے اور اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس آیت میں اہل بیت سے مراد علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔ چنانچہ ان کے مجتہد طبرسی لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ وہ کہہ دیں کہ میں اپنی تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے اہل بیت سے محبت کرو۔" اس آیت کی تفسیر میں شیعہ کے مجتہد طبرسی لکھتے ہیں کہ "اس آیت میں اہل بیت سے مراد علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم ہیں۔" (مجمع البیان جلد ۸ ص ۳۱۰)

**جواب:** یہ عجیب غلط ہے کہ قرآن کے تمام مخاطبوں کو صرف قرابت والے ہی سمجھا جائے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں، جو صاحبزادیاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور ان کی اولاد بھی قرابت داروں کی فہرست سے خارج ہوں، پھر کیا وجہ ہے کہ شیعہ فرقہ کی تفسیر کی رو سے احترام و محبت قرابت داروں کی اور ان میں سے بھی صرف چار کی ہوئی۔ پھر یہ کہ قرابت کا تعلق صرف ماں باپ کی طرف سے ہی نہیں ہوتا بلکہ ماں کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ پھر ماں کی طرف سے بھی خالہ اور ماموں کی قرابت ہوتی ہے۔ پھر ان کی اولاد کو بھی محبت کا مستحق ہونا چاہئے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ میری محبت، جو انتہائی درجہ کے خوف اللہ کا حاصل ہو، بھی اس طرح محدود کی جائے۔ وہ بھی صرف اہل بیت کی طرف، جو اس طرح بھی ہر ایک کو نہیں ملتا۔ اور شیعہ فرقہ کی تفسیر سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ اہل بیت کی محبت کا حکم کس وقت تک ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اہل بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے ہے اور حضرت حسن بن علی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد ہوا۔ اور حضرت حسین بن علی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی پیدا ہوئے اور اب یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ اہل بیت سے مراد حسنین رضی اللہ عنہما کی اولاد بھی ہے یا نہیں۔ اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ پھر یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی تعظیم و محبت اس آیت کی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں تم سے اپنی تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت والوں سے محبت کرو۔ یہ کیا معنی ہوئے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں سے کہہ دو کہ میں اپنی تعلیم و دعوت اور تبلیغ پر کوئی اجرت و معاوضہ نہیں مانگتا بلکہ صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور میری قرابت کا لحاظ کرو۔ (فافہم) (واللہ اعلم بالصواب)

جواب: یہ عجیب غلط ہے کہ قرآن کے تمام مخاطبوں کو صرف قرابت والے ہی سمجھا جائے حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویاں، جو صاحبزادیاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس اور ان کی اولاد بھی قرابت داروں کی فہرست سے خارج ہوں، پھر کیا وجہ ہے کہ شیعہ فرقہ کی تفسیر کی رو سے احترام و محبت قرابت داروں کی اور ان میں سے بھی صرف چار کی ہوئی۔ پھر یہ کہ قرابت کا تعلق صرف ماں باپ کی طرف سے ہی نہیں ہوتا بلکہ ماں کی طرف سے بھی ہوتا ہے۔ پھر ماں کی طرف سے بھی خالہ اور ماموں کی قرابت ہوتی ہے۔ پھر ان کی اولاد کو بھی محبت کا مستحق ہونا چاہئے۔ اس کا حاصل یہ ہوا کہ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ میری محبت، جو انتہائی درجہ کے خوف اللہ کا حاصل ہو، بھی اس طرح محدود کی جائے۔ وہ بھی صرف اہل بیت کی طرف، جو اس طرح بھی ہر ایک کو نہیں ملتا۔ اور شیعہ فرقہ کی تفسیر سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ اہل بیت کی محبت کا حکم کس وقت تک ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اہل بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے ہے اور حضرت حسن بن علی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد ہوا۔ اور حضرت حسین بن علی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بعد پیدا ہوئے اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی پیدا ہوئے اور اب یہ ثابت ہی نہیں ہوتا کہ اہل بیت سے مراد حسنین رضی اللہ عنہما کی اولاد بھی ہے یا نہیں۔ اور اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ پھر یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کی تعظیم و محبت اس آیت کی تفسیر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ میں تم سے اپنی تبلیغ رسالت پر کوئی اجرت نہیں مانگتا مگر یہ کہ تم میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور میری قرابت کا لحاظ کرو۔ یہ کیا معنی ہوئے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتا ہے کہ تم لوگوں سے کہہ دو کہ میں اپنی تعلیم و دعوت اور تبلیغ پر کوئی اجرت و معاوضہ نہیں مانگتا بلکہ صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے قرابت والوں سے محبت کرو اور میری قرابت کا لحاظ کرو۔ (فافہم) (واللہ اعلم بالصواب)

## ذوی القربیٰ کی محبت اہل سنت کے نزدیک ایمان کی بنیاد ہے

اس مقام کا مسلک یہ ہے کہ آل بیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ایمان کی روح اور جزو ہے۔ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم اجمعین اور اہل بیت کی محبت فرض ہے۔ اور اہل بیت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پچا زاد بھائی حضرت عبداللہ بن عباس کی اولاد بھی شرف و سیادت کے سبب داخل ہیں۔ ہر مسلمان کی محبت اور عظمت اس سے ہر چھوٹے سے بڑے تک واجب ہے۔ اجمالی طور پر یہ آیت کریمہ اس کے لئے دلیل ہے۔ اور اس کی تفصیل احادیث صحیحہ میں موجود ہے۔ اور اس کی تفصیل و تشریح کتب شروح حدیث میں مذکور

دعوت کی آپ نے جواب میں کہا کہ

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثر وسط النسب فی قریش لیس حی من احیائھم الا ولہ فیھم قرابۃ فقال اللہ تعالیٰ قل لا اسئلکم اجرا الا علی ما قد علمتم من قرابتی منکم و محبتکم ایاھا (روح) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قریش کے ایسے نسب سے تعلق رکھتے تھے کہ اس کے ہر شاخ و خاندان سے آپ کا کوئی نہ کوئی قریبی رشتہ ضرور تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ آپ مشرکین سے کہہ دیجئے کہ اپنی ہدایت پر میں تم سے کوئی ظاہر یا باطن کے بدلے نہیں مانگتا، تم مجھ سے قرابت داری کی مروت (صلہ رحمی) ہی کا معاملہ کرو کہ میری ایذا رسانی کے پیچھے نہ پڑو، میرے دوست و مددگار کی حفاظت کرو۔

اور ابن جریر و ابن منذر نے یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں

یا قوم ان ابیتم ان تعطونی ما تحطوا فراسی منکم الا تکفوا عنی بعض من العرب اولی ما تحفظونی و تھرنی منکم (روح) اے لوگو اگر تم میری ہدایت کا اتباع نہ کرتے ہو تو تم سے جو میرا قرابت کا رشتہ ہے اس کی پاسداری تو کرو اور یہ نہیں ہو سکتا کہ عرب کے دوسرے لوگ تمہیں میرے قرابت رشتہ دار کی حفاظت سے باز رکھیں، تم ہی مجھ پر ہاتھ ڈالنے جاؤ۔

حقیقت مسئلہ کی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و محبت کا سارے کائنات سے زائد ہونا جزو ایمان بلکہ عین ایمان ہے، اور اس کے لئے وجہ یہ ہے کہ جس کو جس قدر نسبت قریب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اسی تعظیم و محبت کی اسی درجہ سے مناسب و واجب ذمہ داری ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ نسبی قرابت بھی اولاد کو سب سے بڑھ کر نسبت قریب حاصل ہے اسلئے اس کی محبت بھی بڑا جزو ایمان ہے۔ اگر اس کے یہ معنی نہیں کہ تمام مطلوبات اور دوسرے تعلقات کو جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد قسم کی نسبتیں قریبہ اور قرابت کی حاصل ہیں ان کو نظر انداز کر دیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ جب بلا بحث و قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو مسئلہ امت میں کسی کو زیر اختلاف نہیں رہا، یا جماعی اتفاقی ان کی محبت و عظمت لازم ہے۔ اختلافات وہاں پیدا ہوتے ہیں۔ جہاں دوسروں کی عظمتوں پر تولی کیا جاتا ہے، یہ تو آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے عام ہے اور خاندان کا سلسلہ نسبت کتنا ہی بعید بھی ہو ان کی محبت و عظمت تین مراتب واجبہ اور جن کو اللہ تعالیٰ محبوب و مرغوب فرماتے ہیں، ان کو مستحب بھی عطا فرماتے ہیں، اور ان کے لئے اثر قائم کرتے ہیں۔ اس طرح تکوینی اور تشریعی طور پر ان کی عزت کا حامل کر دیتے ہیں۔

اور سب اپنے کلام کی آیات میں ان کی تعظیم بتلا دیتے ہیں۔

اب یہ ضابطہ معلوم ہو گیا تو اب یہ سمجھو کہ قرآن کریم یہ بتلا رہا ہے کہ قیامت تک جن افراد کی ایک آیت کی مثال بنا دے ہے، جن کا ہونا ان آیات میں ثابت ہو چکا اور جن کا ظہور ثابت ہے۔ اب اگر خود ان کی سمجھ سے دل سوت سے حسب ضابطہ ذکر و عمل نہیں ہو سکتا، اس لئے آپ کا اتباع ہی ہدایت ہے تو اس کی وجہ اور کسی سے کوئی اور فرد نہیں ہو سکتا، اس لئے آپ کا اتباع متعین ہے۔

دوسری آیت میں مکہ میں ان کو اور مدینہ میں ان کو نصیحت کی گئی ہے آپ بھی مکہ و مدینہ سے باہر جا چکے ہوں گے یہ بھی ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ یا رسول کریم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی نوبت قریب آنے والی ہے، اس کی نشانیاں ظاہر ہیں۔ (از مقاتل و غیرہ)

## شیعوں کا غلط استدلال:

ابن ابی حاتم نے اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے قرابت داروں سے کون لوگ مراد لیے ہیں۔ فرمایا علی اور فاطمہ اور ان کے دونوں بچے۔

فرقہ شیعہ نے اس حدیث کی اونچی بنیاد اس آیت سے استدلال کر کے بنائی ہے جس سے سابق خلفاء کی خلافت ہی صحیح نہیں مانتے، بلکہ صرف حضرت علی کو ہی خلیفہ برحق مانتے ہیں کیونکہ صرف انہی کو یہ آیت میں رسول اللہ کے رشتہ دار ہونے کا ذکر ہے، حالانکہ یہ بات ہی غلط ہے کہ حضرت علی کی محبت افضل قرار دی جائے اور اس کے مقابلہ میں دوسروں کی محبت نہیں ہے اور محبت کا لازمی تقاضا ہے کہ محبوب کی ہر محبت واجب ہو۔ اس لئے حضرت علی کی خلافت صحیح ہے ورنہ نہیں ہو سکتی۔

## ان کے استدلال کے جوابات:

فرقہ شیعہ کا یہ استدلال بعدہ چند وجوہ سے غلط ہے۔

(۱) حدیث مذکور کی سند ہی ضعیف ہے۔ ابن حسین۔ ضعیف ہے جو شخص اس حدیث کی سند سے یہ حدیث صحیح نہیں ہے پھر آیت کی یہ تفسیر کیسے ہو سکتی ہے کہ حضرت سیدہ کا کوئی بڑا فضل ہوا ان کو خاص۔

(۲) پھر تسلیم ہے کہ حضرت علی حضرت فاطمہ اور حسنین رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت واجب ہے جیسے ہر مسلمان کی محبت واجب ہے تو دوسروں کی محبت واجب نہ ہو۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے، امام بخاری نے حضرت عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کو اس کے والدین سے اور اولاد سے اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ اور انصار کی محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض کفر ہے۔ اور حضرت علی کی محبت ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض کفر ہے اور جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اور جو ان کے معاملہ میں میرا لحاظ رکھے گا میں قیامت

تھے اور اس کی خبر لوگوں تک پہنچا دیا کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ سے محبت کرو اس کی نعمتوں کی وجہ سے اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میرے اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قریش سے محبت کرو کیونکہ جو ان سے محبت کرے گا وہ عالم ہو جائے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ جاہل ہو جائے گا۔

جو شخص عرب سے محبت کرے گا میں اس سے محبت کروں گا اور جو عرب سے بغض رکھے گا میں اس سے بغض رکھوں گا۔

جو شخص میرے اہل بیت سے محبت کرے گا اللہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

جو شخص میرے اہل بیت سے بغض رکھے گا اللہ اس کو جہنم میں داخل کرے

فتح فرمائے۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ اس موقع پر خدا تعالیٰ اس کی خبر نہیں دیتا بلکہ آپ کے یہاں تشریف لے جانے کے بعد بھی نہیں بلکہ یہ فرماتا ہے لِيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ یعنی ہم نے تمہیں فتح اس وقت عطا کی ہے جب صریح طور پر تمہارے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ گویا آپ نے وہ کام کر لیا ہے جس کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ ابھی آپ نے مکہ میں داخل نہیں ہوئے ہیں۔ ابھی آپ کو فتح نہیں ملی ہے۔ ابھی آپ کو کامیابی نہیں ہوئی ہے۔ ابھی آپ کو یہ نہیں معلوم کہ آپ کو کامیابی ہوگی یا ناکامی ہوگی۔ ابھی آپ کو یہ نہیں معلوم کہ آپ کو فتح ہوگی یا شکست

ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا جب آیہ شریفہ ﴿قُلْ لَّا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ﴾ نازل ہوئی تو کچھ لوگوں کے دلوں میں ایک شیطانی خیال پیدا ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد اپنے قرابتداروں کو اپنا وارث قرار دیتے ہیں اس طرح سے وہ ہمارے مال کو ہڑپ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا گیا کہ لوگوں کے دلوں میں آپ کے متعلق اس طرح کے جھوٹے خیال پیدا ہوئے ہیں اور خدا نے آیت ﴿أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا﴾ نازل فرمائی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ لوگوں کو یہ سوئی تو اللہ خیال کرتے ہیں کہ ہم نے توبہ کی اور کہا ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ثابت نہیں دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندوں میں سے کسی پر یہ تہمت نہیں لگاتے (نمونہ جلد ۱۶)

| |
|---|
| وَهُوَ الَّذِي يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ |
| اور وہی ہے جو قبول کرتا ہے توبہ اپنے |
| عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ |
| بندوں کی اور معاف کرتا ہے برائیاں |
| وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَيَسْتَجِيبُ |
| اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور وہ سنتا ہے |
| الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ |
| ایمان والوں کی جو اچھے کام کرتے ہیں |
| وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ وَالْكَافِرُونَ |
| اور زیادہ دیتا ہے انکو اپنے فضل سے اور جو منکر ہیں |
| لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ |
| اُن کے لئے سخت عذاب ہے ☆ |

اللہ کا معاملہ جیسا کہ اس کی عادت و نظام بتایا ہے تم جھوٹ کچھ بات کی جس کے بعد بندوں کا سارا معاملہ خدا سے ہے ہر ایک بندہ سے اچھا اور آخرت میں اپنے حال و استعداد کے موافق معاملہ ہوتا ہے توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور باوجود سب کچھ جان لینے کے کتنی برائیوں سے درگزر کرتا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے ہیں دعا والوں کی دعائیں مستجاب ان کو وہ عنایات کا شرف قبول بخشتا ہے اور جس قدر اجر و ثواب کے وہ عام ضابطے مستحق ہوں اپنے فضل سے اس سے کہیں زیادہ مرحمت فرماتا ہے، وہ

گئے تھے اور ہے کہ کافرین کو مرتے ہوئے دیکھ کر اور جو کچھ ان کو عذاب قبر میں ہونے والا ہے اس کا خیال کر کے (نمونہ جلد ۱۶)

**توبہ کی حقیقت:** توبہ کے لغوی معنی لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں کسی گناہ سے واپس آنے کو توبہ کہتے ہیں۔ اور اس کے تمام صحیح ہونے کے لئے تین شرائط ہیں۔

ایک یہ کہ جس گناہ میں ابھی اخیر مبتلا ہے اس کو فوراً ترک کر دے دوسرے یہ کہ ماضی میں جو گناہ ہوا اس پر تاہم اور تیسرے یہ کہ آئندہ اسے ترک کرنے کا پختہ عزم کرے اور کوئی شرعی فریضہ چھوڑا ہوا ہو تو اسے ادا و قضا کرنے میں لگ جائے اور اگر حق العباد سے متعلق ہے تو اس میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر کسی کا مال اپنے ذمہ واجب ہے اور وہ شخص زندہ ہے تو اسے ادا کرے یا اس سے معاف کرائے اور اگر وہ زندہ نہیں اور اس کے وارث موجود ہیں تو ان کو لوٹائے اگر وہ بھی نہ ہوں تو قریبی اعزا میں تقسیم کرے اور اگر غیبت لگائی ہے تو اس کے سامنے صحیح کہہ کر اس کی معاف کرائے بہت اتلاف بھی نہیں ہے اور اگر کسی کا ناحق خون کیا ہے تو اس کے ورثہ سے معافی کرائے اور اگر کوئی غیر مالی حق کسی کا اپنے ذمہ واجب ہے جیسا کہ نماز روزہ وغیرہ ہے تو اس کی قضا کرے یہ اچھا کہا ہے یا جس کی بہت سی ہے تو اسے جس طرح ممکن ہو ادا کرے اس سے معافی حاصل کرے۔

اور یہ تو ہر قسم کی توبہ کے لئے ضروری ہے ہی کہ گناہ کو ترک کرنا اور کیلئے ہوا اپنے کسی ذاتی تعلق یا کمزوری کی بنا پر نہ ہو۔ اور شریعت میں اصل مطلوب توبہ ہے کہ توبہ سے ہر وہ نیکی حاصل ہوں جو کی جانے والی مگر صرف کسی خاص گناہ سے توبہ کرنی کہ اہل حق کے مسلک کے مطابق ہے اس گناہ کی حد تک تو صحافی ہو جائے گا۔ دوسرے گناہوں پر اصرار ہوگا۔ (مصنف عفی عنہ)

**توبہ کے چھ معانی:** بیضاوی نے لکھا ہے کہ حضرت کعبؓ نے فرمایا گناہ کے معنوں سے توبہ کرنے کے چھ معنی ہیں۔ (۱) فعل کے ضائع کر دینے پر پشیمانی (۲) فعل کو دوبارہ نہ کرنا (۳) عزم کرنا (۴) حق ادا کر دینا (۵) جس طرح نفس کو گناہوں میں مگن پایا اسی طرح نفس کو طاعت میں تعب (۶) جیسے پہلے نفس کو گناہوں کی لذت چکھائی ہے اسی طرح نفس کو طاعت کی تلخی چکھانا۔

بغوی نے شرح السنہ میں حضرت ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے۔ ندامت توبہ ہے اور گناہ سے توبہ کرنے والا بے گناہ کی طرح ہو جاتا ہے۔

**اللہ جب بندہ کی توبہ سے بہت خوش ہوتا ہے**

مسلم نے بسند خود کہا بیان کیا ہے میں حضرت عبداللہؓ کی عیادت کرنے گیا۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: کہ کوئی شخص جانتا ہے آدمی صحرا میں ہو اور اس کی اونٹنی بھی اس کے ساتھ ہو جس پر کھانا پینا ہو جگہ جگہ کر سو جائے اور اونٹنی

کر خرچ نہ چل جائے جب تک یہ قیمتی پیمانہ موجود ہے یہ کبھی ختم نہیں ہوگا۔ اس لیے جہاں میں اور سفر) کھانا لگا کر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ کھانا ختم کرنے کے بعد پانی نہ پئے) تو خود فیصلہ کرلے کہ اب مجھے اس مقام پر کیا کرنا ہے جہاں کھانا لگا ہے وہاں رہنا ہے یا اٹھ کر دوسرے کمرے میں جانا ہے؟ کھانا کھا کر دوسرے کمرے میں جانے کے بعد تو کبھی نہیں کہا جاتا کہ اب مجھے کیا کرنا ہے؟ کھانے کے بعد تو یہ کہا جاتا ہے

جیسا کہ ہم حالت موجودہ میں دیکھ رہے ہیں کہ ہر طرف قحط الرجال کے چرچے سنائی دیتے ہیں، جتنا آپ نے اس سے پہلے کے طالب ہوتے ہیں جن کو تلاش اور تمنا ہوتی ہے کہ آپ کے گھر مہمان کرکے اپنے گھر پر لیلۃ القدر کا ثواب حاصل کریں، اسی طرح نیک اعمال کے مقابلہ میں گناہ اور نافرمانی کی صورت میں گناہ حاصل ہوتا ہے اور کسی کو کسی سے ایسے کی کوئی اچھی بات یا دنیا کے حاصل کرنے اور پہنچانے کے خلاف فرض کیجئے کسی بات کی غیر معمولی طور پر کسی اعظم اور عام سے عظمت کی گرفت میں عام طور پر خیال اور قارئ الہٰی کے باوجود ۔ بھی وہ بدن اور طغیان و سرکشی کی بات نہ آئے اور زمانہ کے انقلاب عظیم ۔ سے دنیا کے خیالی حل میں انقلاب پیدا کیا جائے ہو اگر عادی اور اگر قاعدہ سے مستثنیٰ ہو گا جو حال دنیا ، حالت موجودہ میں علماء پر چلا ہے اس کا مشغول ہی ہے کہ ہمارا علم نہ کہ ہوئے بلکہ ہر ایک کو اس کی استعداد اور اعمال کی ۔ عایت سے جتنا مناسب سمجھا جائے قبول کرلیا جائے اور یہ خیال کافی ہے کہ جس کے لئے جس کی صورت اصلح ہو کیونکہ سب کے لئے ایک اور پچھلے زمانہ کی کے سامنے ہیں۔ (ختم ہوئی)

**آیت کا شان نزول:** امام نحوی نے حضرت ضباب بن ارت کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے ذمہ عاص بن وائل اور جو قبیلہ بنو سہم کا تھا کچھ مال واجب تھا، میں اپنے دلوں میں بھی ماہ محرم کی تمنا پیدا ہوئی اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں ہے کہ اصحاب بدر میں سے بعض حضرات نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اولاد عطا فرمائے ان پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (روح المعانی وغیرہ)۔

**حکیمانہ نظام:** مقصد یہ ہے کہ کائنات عالم کی مصلحت سے اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو اس دنیا میں دست دہ نہیں دیا ہے کہ ایک حکیمانہ انداز سے رزق کی تقسیم فرمائی ہے جیسا کہ کائنات کی جو چیزیں عمومی طور سے کسی ایک انسان سے ہر شخص کو بھرپور انداز کیا ہے، رزق، اولاد زمین آسمان اور ان کی مخلوقات سب انسانوں کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور یہ سب چیزیں اللہ کی طرف سے ہر شخص کو عطا کی جاتی ہیں

## تکلیفیں گناہوں کی وجہ سے آتی ہیں

اس کے بعد کسی شخص کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس کے اپنے اعمال کی وجہ سے پہنچتی ہے۔ لہٰذا اگر آپ پر اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرنے کے بجائے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہئے۔ وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ کا یہی مطلب ہے۔ حضرت حسن سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ جس شخص کو کسی تکلیف سے کوئی خراش لگتی ہے یا کوئی رگ وغیرہ حرکت کرتی ہے، قدم کو ٹھوکر لگتی ہے یہ سب اس کے گناہوں کے سبب سے ہوتا ہے اور ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ نہیں دیتے بلکہ جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں (وہ ان سے بہت زیادہ ہیں) جتنا ہر کوئی سزا دی جاتی ہے۔

**عارفانہ نکتہ:** حضرت اشرف التھانوی نے فرمایا کہ جس طرح جسمانی بیماریوں اور تکلیفوں کا ہونا گناہوں کے سبب آتی ہیں اسی طرح باطنی امراض بھی کسی گناہ کا نتیجہ ہوتے ہیں آدمی سے کوئی ایک گناہ سرزد ہو جاتا ہے، سبب بن جاتا ہے سارے گناہوں میں مبتلا ہونے کا جیسا کہ حافظ ابن قیم نے الداء والشافی میں لکھا ہے کہ انسان کی ایک غلط حرکت سے کہ اس کے ساتھ اور بہت سے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اسی طرح نیکی کی ایک نقل توفیق ہے کہ اس کے ساتھ اور بہت سی نیکیاں اور بھلائیاں نصیب ہو جاتی ہیں۔ (حسد، حقد، حسد)

ایک حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے پاس کوئی چیز ان گناہوں کے کفارہ کی نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی غم اور فکر میں مبتلا کر دیتے ہیں تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے۔ (الدر المنثور ابن کثیر ج ۷)۔

## تقسیم رزق میں حکمت الٰہی معیار ہے

حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے تقسیم رزق میں جو معیار اپنی حکمت و مشیت کے بیان فرمایا ہے کہ وہ اپنی حکمت سے جس کو جتنا چاہتا ہے۔ ان حدیث قرار دیتے ہیں جس میں یہ مضمون ہوتا ہے کہ کسی کو زیادہ عطا فرمانا، تنگ دستی کرنا اس کا خاص حکمت کے ماتحت ہوتا ہے اور جس پر رزق کی تنگی فرمانا ہے اس پر بھی حکمت خداوندی ہی ہے ہوتا ہے اور یہ بھی اس کی حکمت ہے کہ ایک بات ایک شخص پر تنگی کا مذہب بنتی ہے اس کو فراخی ہو تو طغیان آجاتا ہے۔ کبھی اس کا عکس ہوتا ہے۔ ایک بندہ فرمایا ہے کہ مومن کو فقر ہو۔ پھر بھی وہ تقدیر حکمت سمجھ لیتا ہے۔

**حضرت آدم کی تمنا:** احادیث میں ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی ذریت کو نکالا تو آدم علیہ السلام نے ان میں دیکھا کہ کچھ لوگ ہیں اور بہت تفاوت ہے۔ تو لولا سوّیت بین عبادی کما یرد کرنے اپنے بندوں میں برابر کیوں نہیں کر دیا۔ (یعنی میں) کہا کہ میں نے چاہا کہ میرا شکر ادا کیا جائے کہ ہے۔ اور یہ بات اس پر موقوف ہے فاوت مراتب سے۔

**علامہ طیبی کی رائے:** علامہ طیبی کی رائے یہ ہے کہ جو حدیث کل بندے مرد ہیں بلکہ اللہ کے وہ خاص بندے ہیں جن کو اللہ نے اپنی ولایت اور قرب کی کرامت سے نوازا تھا کہ اللہ نے ان پر رزق کو نہیں پھیلایا، اگر ان پر رزق

بھیجتا ہے تاکہ وہ بندوں کو اپنی رحمت کا مژدہ سنائے اور ان کو اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی طرف توجہ دلائے اور جہاز چلتے ہیں اس کے حکم سے تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ان کی قوموں کی طرف پھر ہم نے ان سے بدلہ لیا گناہ کرنے والوں سے اور ہم پر لازم تھا مدد کرنا ایمان والوں کی۔ اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں پھر وہ اٹھاتی ہیں بادل کو پھر پھیلاتا ہے اس کو آسمان میں جس طرح چاہتا ہے اور کر دیتا ہے اس کو ٹکڑے ٹکڑے پھر تو دیکھتا ہے مینہ کو کہ نکلتا ہے اس کے بیچ میں سے پھر جب برساتا ہے اس کو اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے جب وہ ان کو پہنچتا ہے اچانک وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ تھے وہ اس سے پہلے اتارے جانے مینہ سے ناامید۔ پس تو دیکھ اثر ہائے رحمت اللہ کے کیونکر زندہ کرتا ہے زمین کو بعد اس کے مرے ہوئے کی۔ بیشک وہ البتہ زندہ کرنے والا ہے مردوں کو اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اور اگر ہم بھیجیں ایک ہوا پھر دیکھیں اس کھیتی کو زرد ہو گئی البتہ ہو جاتے ہیں پیچھے ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ پس تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہ سنا سکتا ہے بہروں کو پکار جب کہ پھر جائیں پیٹھ دے کر۔ اور تو نہیں راہ دکھانے والا اندھوں کو ان کی گمراہی سے تو نہیں سنا سکتا مگر اس کو جو یقین لاتا ہے ہماری آیتوں پر پس وہ فرمانبردار ہوتے ہیں۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تم کو کمزوری سے پھر کیا کمزوری کے پیچھے قوت پھر کیا قوت کے پیچھے کمزوری اور بڑھاپا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہ ہے جاننے والا قدرت والا۔ اور جس دن قائم ہوگی قیامت قسم کھائیں گے گنہگار کہ نہیں ٹھہرے وہ مگر ایک گھڑی بھر۔ اسی طرح پھرتے تھے وہ سچائی سے۔ اور کہا جن کو دی گئی تھی سمجھ اور یقین البتہ تم ٹھہرے ہو اللہ کے لکھے میں دن اٹھنے کے تک۔ پس یہ ہے دن اٹھنے کا لیکن تم تھے کہ نہیں جانتے تھے۔ پس اس دن نہ فائدہ دیں گے ظالموں کو عذر ان کے اور نہ وہ منائے جائیں گے۔ اور البتہ ہم نے بیان کر دیا لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال اور اگر تو لائے ان کے پاس کوئی نشانی تو البتہ کہیں گے جو منکر ہوئے تم نہیں ہو مگر باطل بنانے والے۔ اسی طرح مہر کر دیتا ہے اللہ دلوں پر ان لوگوں کے جو نہیں جانتے۔ پس تو صبر کر بیشک وعدہ اللہ کا سچا ہے اور نہ ہلکا کریں تجھ کو وہ لوگ جو یقین نہیں لاتے۔

(اب مکرر توحید کا بیان ہے) وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ

اور وہی ہے جو اتارتا ہے مینہ برسنے کے

مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ

بعد جب کہ وہ ناامید ہو چکے ہوتے ہیں اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی ہے کام بنانے والا

الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾

سب تعریفوں کے لائق ہونے

یعنی رحمت مینہ کی بہت عرصہ تک نہیں ہوتی اسباب ظاہر کے نظر کرنے والے بارش سے مایوس ہو جاتے ہیں اس وقت اللہ تعالیٰ بارش نازل فرماتا ہے اور اس کی رحمت کا ظہور ہوتا ہے۔ (تفسیر عزیزی)

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ

اور اسی کی نشانی ہے بنانا آسمانوں کا

وَالْأَرْضِ

اور زمین کا

مخلوق خالق کے کمال کی دلیل ہے یعنی جس طرح ورق چاہتا اور اس کے عجائب (بادل اور ہوا کا اسباب آسمان و زمین کے پیدا کرنے میں اللہ کے اسباب ہونا باوجود ان کے آسمان و زمین کی مخلوق ہیں۔ (تفسیر عزیزی)

وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

اور جو پھیلائے ہوئے ہیں ان دونوں میں جانور اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قادر ہے

یعنی آسمان و زمین کی پیدائش اور ان میں جانداروں کا پھیلانا اللہ کی قدرت اور صفات کاملہ کی نشانیوں میں سے ہے۔ (تفسیر عزیزی)

وَمَا أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾

اور جو کچھ تم کو پہنچتی ہے کوئی مصیبت سو بدلہ ہے اس کا جو کمایا تمہارے ہاتھوں نے اور بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے

یعنی جو مصیبت تم کو پہنچتی ہے وہ تمہارے گناہوں کی سزا ہے اور بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ (تفسیر عزیزی)

وَمَا أَنتُم بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾

اور تم نہیں عاجز کرنے والے زمین میں اور نہیں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ مددگار

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾

اور اسی کی نشانی ہے کشتیاں دریا میں پہاڑوں کی طرح

إِن يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٣٣﴾

اگر چاہے تو ٹھہرا دے ہوا کو پھر رہ جائیں کھڑی کی کھڑی اس کی پیٹھ پر بیشک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر کرنے والے کو

أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَن كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾

یا ہلاک کر دے ان کو بدلہ ان کے کاموں کا اور بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے

وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا ۚ مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾

اور جانیں جو جھگڑتے ہیں ہماری آیتوں میں کہ نہیں ان کو کوئی جگہ بچنے کی

فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٣٦﴾

پس جو کچھ تم کو دیا گیا ہے سو برتنا ہے دنیا کی زندگی کا اور جو اللہ کے پاس ہے بہتر اور باقی رہنے والا ان لوگوں کے لئے جو یقین لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں

وَالَّذِينَ يَجْتَنِبُونَ كَبَائِرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوا هُمْ يَغْفِرُونَ ﴿٣٧﴾

اور جو بچتے ہیں بڑے گناہوں سے اور بے حیائی سے اور جب غصہ آتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿٣٨﴾

اور جو قبول کرتے ہیں حکم اپنے رب کا اور قائم کرتے ہیں نماز اور جن کا کام آپس کے مشورہ سے ہوتا ہے اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنتَصِرُونَ ﴿٣٩﴾

اور جن پر جب زیادتی ہوتی ہے تو بدلہ لیتے ہیں

وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۖ فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿٤٠﴾

اور بدلہ برائی کا برائی ہے اس کے برابر پھر جو معاف کر دے اور کام سنوارے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے بیشک وہ نہیں پسند کرتا ظلم کرنے والوں کو

وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِ فَأُولَٰئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ ﴿٤١﴾

اور جس نے بدلہ لیا اپنے اوپر ظلم ہونے کے پیچھے تو ان پر کوئی الزام نہیں

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٤٢﴾

الزام تو ان پر ہے جو ظلم کرتے ہیں لوگوں پر اور زیادتی کرتے ہیں زمین میں ناحق یہ لوگ ہیں جن کے لئے عذاب ہے دکھ دینے والا

وَلَمَن صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ﴿٤٣﴾

اور جس نے صبر کیا اور معاف کر دیا بیشک یہ البتہ کام ہے ہمت کے کاموں میں سے

وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن وَلِيٍّ مِّن بَعْدِهِ ۗ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ إِلَىٰ مَرَدٍّ مِّن سَبِيلٍ ﴿٤٤﴾

اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو نہیں اس کا کوئی حمایتی اس کے پیچھے اور تو دیکھے گا ظالموں کو جب دیکھیں گے عذاب کہیں گے کہ کوئی راہ ہے لوٹنے کی

وَتَرَاهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا خَاشِعِينَ مِنَ الذُّلِّ يَنظُرُونَ مِن طَرْفٍ خَفِيٍّ ۗ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ الْخَاسِرِينَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُّقِيمٍ ﴿٤٥﴾

اور تو دیکھے گا ان کو لائے جائیں گے اس پر دبے ہوئے ذلت سے دیکھتے ہیں چوری آنکھ سے اور کہیں گے ایمان والے کہ خسارہ میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے خسارہ میں ڈالا اپنے کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنو بیشک ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہیں

وَمَا كَانَ لَهُم مِّنْ أَوْلِيَاءَ يَنصُرُونَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۗ وَمَن يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن سَبِيلٍ ﴿٤٦﴾

اور نہیں ان کے لئے کوئی حمایتی جو مدد کریں ان کی اللہ کے سوا اور جس کو اللہ گمراہ کرے تو نہیں اس کے لئے کوئی راہ

اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ ۚ مَا لَكُم مِّن مَّلْجَإٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُم مِّن نَّكِيرٍ ﴿٤٧﴾

قبول کرو حکم اپنے رب کا پہلے اس کے کہ آئے وہ دن کہ نہیں اس کا ٹلنا اللہ کی طرف سے نہیں تمہارے لئے اس دن کوئی جگہ بچنے کی اور نہیں تمہارے لئے کوئی انکار کرنے کی

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا ۖ إِنْ عَلَيْكَ إِلَّا الْبَلَاغُ ۗ وَإِنَّا إِذَا أَذَقْنَا الْإِنسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ الْإِنسَانَ كَفُورٌ ﴿٤٨﴾

پھر اگر منہ پھیریں تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر نگہبان تیرا ذمہ تو صرف پہنچا دینا ہے اور ہم جب آدمی کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو اس پر اترا جاتا ہے اور اگر ان کو پہنچتی ہے کوئی برائی بدلہ اس کا جو آگے بھیجا ان کے ہاتھوں نے تو آدمی ناشکرا ہو جاتا ہے

لِّلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَن يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَن يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿٤٩﴾

اللہ کا ہے ملک آسمانوں اور زمین کا پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے

أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَن يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾

یا ملا دیتا ہے بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ بیشک وہ جاننے والا قدرت والا ہے

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ ۚ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ﴿٥١﴾

اور نہیں کسی آدمی کو یہ کہ کلام کرے اس سے اللہ مگر وحی سے یا پردہ کے پیچھے سے یا بھیجے کوئی فرشتہ پھر وحی کرے اس کے حکم سے جو چاہے بیشک وہ بلند ہے حکمت والا ہے

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿٥٢﴾

اور اسی طرح وحی بھیجی ہم نے تیری طرف روح اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہے اور نہ ایمان کیا ہے لیکن ہم نے اس کو نور کیا ہے راہ دکھاتے ہیں اس سے جس کو چاہتے ہیں اپنے بندوں میں سے اور تو البتہ راہ دکھاتا ہے سیدھی راہ

صِرَاطِ اللَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ أَلَا إِلَى اللَّهِ تَصِيرُ الْأُمُورُ ﴿٥٣﴾

راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں سنو اللہ ہی کی طرف پہنچتے ہیں سب کام

کلیات اور حالات اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور خالق و صانع اور قادر و مختار ہونے پر دلالت کر رہی ہیں۔ (خلاصہ عثمانی)

وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ

اور جس قدر کہ بکھیرے ہیں ان میں جاندار کا

☆ آیت سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کی طرح آسمانوں پر بھی جانداروں کی قسم سے کوئی مخلوق پائی جاتی ہے۔ (خیر حلی)

قَدِيرٌ کا تعلق: خلاصہ ترجمہ مفادوں کی شان ہے۔ واللہ اعلم۔ یعنی اس پر قادر ہونا جس کا ذکر اوپر زمین کی طرف اشارے سے ہوا ہے۔ لیکن مراد اس سے یہ نہیں کہ یہ چیز صرف آسمان و زمین کے مجموعہ میں ضرور موجود ہو۔ (خیر حلی)

وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ

اور وہ جب چاہے ان سب کو اکٹھا کر سکتا ہے ☆

☆ یعنی جس نے بکھیرنے سے اوپر سب کو اکٹھا کر سکتا ہے اور یہ قیامت کے دن ہوگا۔ (خیر حلی)

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا

اور جو پڑے تم پر کوئی مصیبت سو

كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ

بدلہ ہے تمہارے ہاتھوں کا اور معاف کر دیتا ہے بہت سے گناہ

مصائب کی علت: یہ بھی بعض نسخوں میں ایک عنوان ہے۔ اس آیت میں دنیا میں مصیبت و احوال کی وجہ بتلا دی جاتی ہیں مصائب کا نزول کسی خاص اسباب اور وجوہات کے ماتحت ہوتا ہے مثلاً بندوں کی کوئی بھی مصیبت جس سے وہ دوچار ہوتے ہیں اکثر سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال واقعی ہوتے ہیں بلکہ اس طرح جیسے ایک ذرا سی خراش جسم میں اچھا نہ کرنے سے تو بڑھ کر جان لیوا بلکہ بعض اوقات ہلاکت ہو جاتا ہے یا بعض اوقات ہلاکت والدہ کی بے پروائی کی وجہ سے مصیبت کو دعوت دی ہے یا کسی بھی ایک خطرہ۔ بڑی یا چھوٹی کے لئے بے پروائی اور غفلت سے پورے گھر اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے یہ بات عام اور ہمارے روزمرہ کی ہے اور بے پروائی کا کچھ حصہ تو یہ ہوتا ہے کہ مصیبت بندوں کے بعض اعمال واقعیہ کا نتیجہ ہے اور مستقل بھی کہ ان کے لئے تنبیہ اور انتباہ کا موقع ہو جاتی ہے ہر حال پر ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بندوں کے بہت گناہوں سے درگزر کرتی ہے اگر ہر ایک جرم پر گرفت ہوتی تو زمین پر کوئی متنفس بھی باقی نہ رہتا۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ خطاب عام لوگوں کو ہے تنبیہ کرنے کو ہے کہ تمہارے پہنچتی ہیں تم پر اکثر تمہیں بھولے پن کی سزا ملتی ہیں۔ بعض کے واسطے ہوتی ہیں کہ ہوشیار ہو جاؤ اور توبہ کرو باقی بہت گئی۔" (تفسیر عثمانی)

بہت بڑھیا آیت: عثمانی نے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کیا میں تم کو کتاب اللہ کی بہت بڑھیا آیت بتلادوں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمائی تھی وہ آیت ہے وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ۔ میں اس کی تفسیر بیان کرتا ہوں۔ مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ یعنی کوئی بیماری یا خلد یا کوئی دعوی بلاء۔ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (تو یہ اس عمل کے بدلہ آخرت میں ہو رہی سزا نہیں دے گا اس کی شان کریم سے بہت بڑے۔ اور جس جرم سے دنیا میں درگزر فرما دی تو تعالیٰ کے بعد پھر عود کر اس کی آخرت میں سزا نہیں دے گا وہ حکم الحاکمین ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

آیت کے مخاطب: بعض نے لکھا ہے آیت میں خطاب مجرموں کو ہے اور مجرموں ہی کے لئے آیت کا حکم ثابت ہوتا ہے کیونکہ جو خطاب نہ ہوں ان پر مصیبت بدرجہ وجود سے "گو" ہے مگر یہ مقتضیہ ہوتا ہے کہ مومن صبر کرے تاکہ اجر مصیبت کا مستحق ہو جائے۔

تکلیف آنے کی حکمت:

بعضوں نے فکر سے کام لیا ہے بندے کے جو زور کی تکلیف ہوتی ہے تو دل اس سے ہٹ جاتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع ہوتا ہے کہ اللہ ہی کے آگے فریاد کرنی ہے اس سے دل صاف ہو جاتا ہے اور بھولے ہوئے کی یاد آ جاتی ہے اور بھولا ہوا کام یاد آ جاتا ہے اور توبہ کی توفیق ہو جاتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ

اور تم تھکا دینے والے نہیں عاجز کر دینے کو

وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ

اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا نہ کام بنانے والا

وَلَا نَصِيرٍ

اور نہ مدد گار ☆

☆ یعنی محل اپنی عبرناکی سے صاف کرتا ہے وہ نہیں جو بچ کر نکل جائے یا ہم بھاگ کر نہیں دے سکتا ہو اللہ کے سوا کوئی دوست حمایت و

اور اس کے لئے نشانی ہے۔ (ارشاد ہوتا ہے)

وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ
اور ایک اس کی نشانی ہے کہ جہاز چلتے ہیں
كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾
دریا میں جیسے پہاڑ ☆

☆ یعنی جیسے زمین کی سطح پر پہاڑ اٹھے ہوئے ہیں سمندر کی سطح پر بڑے بڑے جہاز اٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ (ارشاد ہوتا ہے)

إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ
اگر چاہے تھما دے ہوا کو پھر رہیں
رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ
سارے دن ٹھہرے ہوئے اس کی پیٹھ پر ☆

ہوا بھی اللہ کے تابع ہے ☆ یعنی ہوا بھی اللہ کے قبضہ میں ہے اگر ہوا تھم جائے تو تمام بادبانی جہاز دریا کی پیٹھ پر جہاں کے تہاں کھڑے رہ جائیں فرطِ پانی اور ہوا سب اللہ کے زیرِ فرمان ہیں۔ (ارشاد ہوتا ہے)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ
بڑے عبرت کے نشان ہیں اس میں ہر تحمل رہنے والے کو
شَكُورٍ ﴿٣٣﴾
جو احسان مانے ☆

☆ بادبانی سفر میں عموماً دو قسم کے حالات سے سابقہ پڑتا ہے اس لئے بہت ضروری ہے کہ انسان موافق حالات پر شکر اور مخالف حالات پر صبر کرے تاکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو پہچان سکے۔ (سبحان اللہ)

أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ
یا تباہ کر دے انکو سبب ان کی کمائی کے اور معاف کرے
عَن كَثِيرٍ ﴿٣٤﴾
بہتیروں کو ☆

☆ یعنی چاہے تو مسافروں کے عمل اعمال کی پاداش میں جہازوں کو تباہ کر ڈالے اور اس تباہی کے وقت بھی بعض لوگوں کو معاف فرما دے۔ (ارشاد ہوتا ہے)

وَيَعْلَمَ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا
اور تاکہ جان لیں وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں ☆ ہماری قدرتوں
مَا لَهُم مِّن مَّحِيصٍ ﴿٣٥﴾
کہ کوئی نہیں ان کے لئے بھاگنے کی جگہ ☆

یعنی تاکہ اس لئے کہ جان لیں کہ ان کے بعض اعمال کا بدلہ ہو اور بڑے بڑے جھگڑالو اپنی آنکھ سے دیکھ لیں کہ ہاں خدائی قدرت سے نکل بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "جو لوگ ہر چیز اپنی تدبیر سے سمجھتے ہیں اس وقت عاجز رہ جائیں گے" کوئی تدبیر نہ چلے گی۔ (منہ)

یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ جو لوگ ہماری آیات کی تکذیب کرتے اور آیات خدا (قرآن) سے سخت انکار نہیں ہوتے قیامت کے دن جب اللہ کے سامنے جائیں تو ان کو معلوم ہو جائے کہ عذاب سے بچ نکلنا کیسا۔ کہاں۔ نہیں۔ (منہ عفی عنہ)

فَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ
سو جو کچھ تم کو دی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کی
الدُّنْيَا ۖ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ
زندگانی میں اور جو اللہ کے پاس ہے بہتر ہے اور باقی رہنے والا
لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
ان ایمان والوں کے جو اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں ☆

## دنیا کے سامان سے دھوکہ میں نہ پڑو

☆ یعنی یہ تمام باتیں سننے کے بعد انسان کو چاہئے کہ اللہ کو راضی رکھنے کی فکر کرے۔ نیک پیشہ و نیک کردار بنے، مخالف اور پیش آنے والی مصیبت سے نہ گھبرائے اور خوب سمجھ لے کہ یہ دنیا اور اس کی زیبائش و آرام اور آسائش کے پاس لے گا وہ اس دنیا کے عیش و آرام سے بہتر بھی ہے اور پائدار بھی۔ اس لئے کسی طرح کی فوقیت یا برتری کے خیال کا دل میں کھٹکا نہ ہوگا۔ (ارشاد ہوتا ہے)

فَمَا أُوتِيتُم۔ یعنی دنیا میں نہ پھولو تم کو جو دیا گیا ہے۔

فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ۔ سو وہ تو دنیا کی زندگی میں برتنے کا سامان ہے اس

زندگی میں اس کے کردار کا تعین ہوتا ہے اور اس کی دنیوی زندگی کا پتہ چلتا ہے۔ یہاں آخرت کے لئے تو تعین ہے لیکن بقیہ صفات ان میں سے کسی کے لئے بھی خاص نہیں ہیں۔ یہ صفات جو بیہودہ باتوں سے اجتناب کرنے والے ہیں کا تعین نہیں کرتیں۔

وما عند اللہ خیر وابقیٰ: آخرت ہی جو اللہ کے پاس ہے۔

خیر: بہتر ہے مقصد یہ ہے کہ یہ دنیا کی زندگی سے بہتر ہے اور ابقیٰ: زیادہ دیرپا ہے۔

## آیت کا شان نزول: للذین اٰمنوا وعلیٰ ربھم یتوکلون

حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ حضرت ابوبکر نے چار ہزار درہم خیرات کرنا چاہے تو انصار نے ان کی پیروی کی اور اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (مجمع البیان)

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ

اور جو لوگ کہ بچتے ہیں بڑے گناہوں سے

وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ

اور بے حیائی سے اور جب غصہ آوے تو وہ

يَغْفِرُوْنَ ۝

معاف کر دیتے ہیں وہ

اس آیت کا بیان سورہ نجم کی آیت الذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش الا اللمم کے ذیل میں گزر چکا۔ وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ شاید یہاں کبائر الاثم والفواحش سے وہ بڑے گناہ مراد ہوں جو وقت نظر ہی کی نذر ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض مفسرین نے کہا ہے اور اللمم وہ گناہ ہیں جن میں وقت شامل ہوتا ہے جیسا کہ آیت میں ہے "وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ" یعنی غصہ ہونے کے وقت جب انہیں روک لیا جاتا ہے (مجمع البیان)

حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ: یہ حسن اخلاق کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ جو کسی کی محبت یا کسی پر غصہ دلوں پر چیز ہے جب غالب آتی ہیں تو وقتی نکلے ناشی اعمال آدمی کو خود ہیرا کر دیتی ہیں، جو خود اپنا دل اپنے کنٹرول میں رکھتا ہے اور اپنے کو قابو میں رکھتا ہے وہ دوسروں کی صلاحیت کو سمجھتا ہے۔ جس پر غصہ آتا ہے اس کی کوشش پر اخلاقی ہے کہ معاف کر دے۔ بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مومن صالحین کی صفات میں یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ معاف کر دیتے ہیں۔ کیونکہ غصے کے وقت ہی معاف کرنے کی صفت پیدا ہوتی ہے۔ (مجمع البیان)

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا

اور جنہوں نے کہا مانا اپنے رب کا اور قائم کیا

## الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم

نماز کو اور کام کرتے ہیں مشورہ سے آپس کے (۱۰)

مشورہ: یہ مشورہ سے کام کرنا اللہ کے پسندیدہ امور میں سے ہے۔ یہ بات ہمیشہ کے لئے ہے۔ نہ صرف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں بلکہ ہر مومن صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مشورہ فرماتے تھے۔ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپس میں مشورہ کرتے تھے حرب و غیرہ کے متعلق بھی اور بعض معاملات میں بھی۔ بلکہ طرفین۔ شدید باہمی تنازعہ کی صورت میں بھی یہ حکم ہے کہ مشورہ کی ضرورت ہے ان کاموں میں سے جو اہم شان رکھتے ہوں اور جو قرآن و سنت میں مخصوص نہ ہوں جو چیز مخصوص ہو اس میں مشورہ کے کوئی معنی نہیں اور ہر چھوٹے بڑے کام میں اگر مشورہ کیا جائے تو کوئی کام نہ ہو سکے گا۔ بلکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مشورہ ایسے شخص سے لینا چاہئے جو عاقل و بالغ و باخبر ہو اور اچھی رائے دینے والا ہو۔ (تفسیر نمونہ جلد ۲)

اہمیت: سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم ملے اس کو فوراً بجا لانا چاہئے۔ دیر نہ کرے۔ اس قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو جائے۔ اپنی طبیعت کے خلاف ہو یا موافق ہو۔ نفس اس میں کیا چیز ہے۔ اس کی پروا نہ کرے۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی ادائیگی۔ تمام عبادات و کمالات سے پہلے کی چیز ہے۔ اور اس میں شامل ہے کہ نماز کو اس کے پورے وقت سے اور اس کے پورے فرائض کی پابندی اور خشوع خضوع کے ساتھ ادا کرے۔ اس کے بعد ہی کوئی اور چیز ہے۔ اس کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے فرائض و واجبات اور آداب کے ساتھ صحیح صحیح ادا کرتے رہنا۔ (تفسیر نمونہ جلد ۲)

## عوامی کام مشورہ اور مشورہ کا ادب:

یہ حقیقت ہے کہ جب کوئی مومن دوسرے مومن سے کسی معاملہ میں مشورہ کرتا ہے تو وہی مشورہ دینا چاہئے جس سے مشورہ لینے والے کو فائدہ ہو جہاں میں بھلائی ہو عمل ہو جائے کام انجام پا جائے اور بگڑے ہوئے کام سنور جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہے (یعنی خیر خواہ) ہو۔ (قیامت کا دن) خیانت کار نہ ہو۔ فرمایا مومن مومن کا آئینہ ہے اور مسلمان کی ایک برادری ہے۔ (تفسیر نمونہ جلد ۲)

صحیح ابن حبان نے بھی اسی مضمون کی روایت نقل کی ہے کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امین ہو وہی مشورہ دے جو اپنے لئے اختیار کرے اور جو بھلی چیز اپنے لئے پسند کرتا ہو وہی اپنے مشورہ طلب کرنے والے کو دے۔ (تفسیر طبری)

مقصود یہ ہے کہ اسلام کی دعوت شر پیدا نہیں کرتی بلکہ شر پہلے سے موجود ہوتا ہے اور اس کے مقابلہ پر اسلام کی دعوت اٹھتی ہے۔ یہ مضمون کہ اسلام کی دعوت کے کیا نتائج ہوئے، اس کی بہترین تشریح وہ ہے جو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے حبشہ کے دربار میں نجاشی کے سامنے کی تھی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، مردار کھاتے تھے، بدکاریاں کرتے تھے، ہمسایوں کو لوٹتے تھے، ہم میں طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا، ہم ایسی حالت میں تھے کہ اللہ نے ہم میں ایک رسول بھیجا جس کی شرافت، راست بازی اور پاکیزہ سیرت کو ہم خود جانتے تھے۔ اس نے ہمیں توحید کی دعوت دی اور بتایا کہ پتھر کے بت جنہیں ہم اور ہمارے باپ دادا پوجتے رہے ہیں، کچھ نہیں ہیں۔ اس نے ہمیں سچ بولنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوسیوں سے اچھا برتاؤ کرنے، حرام کاری اور خونریزی سے باز رہنے کا حکم دیا۔ اس نے ہمیں بدکاری، جھوٹ بولنے، یتیم کا مال کھانے اور پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانے سے منع کیا۔ اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں، کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرائیں، نماز پڑھیں، روزہ رکھیں، زکوٰۃ دیں۔ ہم نے اس کی تعلیم کو مانا اور اس پر ایمان لائے۔ اس کی لائی ہوئی باتوں میں سے جو کچھ اللہ کی طرف سے ہمیں پہنچا تھا اس کی پیروی کی۔ اس پر ہماری قوم ہماری دشمن ہو گئی۔ اس نے ہم پر ظلم کیے، ہمیں ستایا، ہمارے دین سے ہٹانے کی کوشش کی تاکہ ہم پھر اللہ کی بندگی چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنے لگیں۔ اس لیے ہم آپ کے ملک میں آ گئے۔ (ابن ہشام، ج ۱، ص ۳۳۷)

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ: خصوصیت کے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے کیونکہ آپ ہی سب سے بڑھ کر اپنے رب کی دعوت پر لبیک کہنے والوں میں اول درجہ کے مقام پر اور سب سے پیشوا تھے۔ ہدایت جس سلسلہ و ہیئت اور جس طریقہ سے آپ کو دی گئی تھی اس کے مطابق آپ نے اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا اور اس کی ہر ممکن طریقہ سے تاکید فرمائی۔ اقامت صلوٰۃ کے معنی اس کا باقاعدہ اہتمام کرنے کے ہیں۔ اس کے لیے مسجدیں بنانا، جماعت کا انتظام کرنا، اذان دینا، امام مقرر کرنا، یہ سب اس کے لوازم میں سے ہیں۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہ بھی فرماتے تھے کہ اچھی نماز پڑھنے والے بنو۔ یعنی نماز کی ظاہری شکل ہی نہ بناؤ بلکہ اس کی روح بھی پیدا کرو۔ اس کے ساتھ آپ نے اس کی بھی تاکید فرمائی تھی کہ نماز کو اس کے اوقات میں ادا کرو۔ اس کے لیے آپ نے جو طریقہ مقرر فرمایا تھا وہ یہ تھا کہ ہر نماز کے وقت کا آغاز ہوتے ہی مؤذن اذان دے دیتا تھا۔ اس کے بعد آپ خود یا آپ کے مقرر کردہ امام نماز پڑھاتے تھے۔ اس طریقہ سے ہر نماز کے اوقات کا ٹھیک ٹھیک تعین ہو جاتا تھا۔ اسی طریقہ کو آپ نے اپنے خلفاء کے لیے بھی مقرر فرمایا تھا۔ اسی کی پیروی میں مسلمان آج تک ہر نماز کے اوقات کا تعین کرتے ہیں۔

وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ: یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی غیر معمولی اہمیت ہے کیونکہ آپ کا معروف وصف شوریٰ تھا۔ آپ نے اپنے دورِ خلافت میں کوئی اہم امر ایسا نہیں فرمایا جو صحابہ کے مشورہ کے بغیر نافذ کیا گیا ہو۔ حتیٰ کہ اسی جدت پسندانہ اجتہاد کی نظیر تمہیں ملے گی کہ جب آپ نے تراویح کو باجماعت پڑھنے کا حکم دیا تو اس کے لیے امام بھی مقرر فرمایا۔ اسی طرح آپ نے اپنے زمانہ میں دفتر بھی قائم کیا، فوج کی تنظیم بھی کی، عدالتیں بھی قائم کیں، مردم شماری بھی کرائی، مال گزاری کا نظام بھی مرتب کیا، غرض ہر وہ کام جو آپ کے زمانہ میں نیا پیدا ہوا، آپ نے اس کے لیے مشورہ کا طریقہ اختیار فرمایا۔ اسی کی پیروی میں بعد کے خلفاء نے بھی اپنے اپنے زمانہ میں مشورہ کا طریقہ اختیار کیا۔ اسی کا نام اسلامی جمہوریت ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ہر معاملہ میں جو امر اللہ اور رسول کے احکام کے خلاف نہ ہو، اس میں مسلمانوں کی اجتماعی رائے کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔ اسی کا نام شوریٰ ہے۔ اسی کا نام اسلامی جمہوریت ہے۔ اسی کا نام خلافت ہے۔ اسی کا نام امامت ہے۔ اسی کا نام امارت ہے۔ اسی کا نام ولایت ہے۔ اسی کا نام حکومت ہے۔ اسی کا نام سلطنت ہے۔ اسی کا نام ریاست ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظام ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ زندگی ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ معیشت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ تجارت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ سیاست ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ عدالت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ حکومت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ ریاست ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ سلطنت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ ولایت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ امارت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ امامت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ خلافت ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ شوریٰ ہے۔ اسی کا نام اسلامی نظامِ جمہوریت ہے۔

وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝

اور ہمارے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ

اور وہ لوگ کہ جب ان پر واقع ہوتا ہے

الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ۝

ظلم تو وہ بدلہ لیتے ہیں ☆

مومن کی شان ہے کہ جہاں معاف کرنا مناسب ہو وہاں معاف کر دے مثلاً ایک شخص کی جرأت پر غصہ آ جائے اور وہ آپ کے مقابلہ میں اپنے کچھ فرائض سے اغماض برتنے لگے تو ایسے موقع پر آپ کو اس سے انتقام لینے کی فکر نہ کرنی چاہیے۔ ممکن ہے کہ کچھ دیر بعد اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے اور وہ خود اپنی غلطی محسوس کر کے معافی مانگ لے۔ اس صورت میں اس کو معاف کر دینا بہتر ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص آپ کے ساتھ بدسلوکی کرے تو آپ کو اس کا بدلہ

لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ

معاف نہ کرنا ظلم ہے اور ظلم اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں

معاف کرنے کی فضیلت

اللہ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ اللہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ

اور جو کوئی بدلہ لے اپنے اوپر ظلم ہونے کے پیچھے تو ان پر الزام نہیں

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا

بدلہ برائی کا برائی ہے اس کے برابر

آیت کی وضاحت

فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى

پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے سو اس کا ثواب ہے

سے جواب دے دے۔ خواہ تم نے اس کو نفس پر تکلیف دی ہو۔ یعنی جو ان پر ظلم کرے اس سے تم بدلہ لے سکتے ہو۔ اور یہ بدلہ لینا شیطان کو پسند ہے اور شیطان کے پاس جانے کی کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر فرمایا: اور جو شخص باوجود قدرت کے معاف کر دیتا ہے اور بندوں کی عیب پوشی کرتا ہے اور اللہ کے واسطے اس کو معاف کر دیتا ہے تو اللہ اس کو ثواب عطا فرماتا ہے اور اپنی نصرت عطا کرتا ہے۔ تم سے اور ہر شخص سے قیامت کا دن مقبول ہونے والا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ اس سے دل میں ترقی پیدا ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ سوال کرنے والوں کی خوشی سے گویا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو جو حمد کرنے والے کی حمد سے پیار ہے۔

(ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے)

ظالموں کے لئے دنیا و آخرت میں کوئی مددگار نہیں

اور ظالم جو اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یا اللہ کے ساتھ شرک کرتے ہیں یا اللہ کے نافرمان ہیں۔

إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ

بے شک الزام تو ان پر ہے جو ظلم کرتے ہیں

النَّاسَ

لوگوں پر۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے نافرمان ہیں یا اللہ تعالیٰ سے بڑھ جاتے ہیں (ابن ابی حاتم)

اور ایسے لوگوں کے لئے دنیا و آخرت میں کوئی مددگار نہیں ہے اور ان کے لئے آخرت میں دردناک عذاب ہے۔ (ابن ابی حاتم)

وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

اور جو ظلم ناحق کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَمَن

ان لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہوگا البتہ

صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ

جو صبر کرے اور معاف کر دے یہ کام بہت

الْأُمُورِ ۝

بڑے ہیں۔

ظالم سے بدلہ لینا جائز ہے اور معاف کرنا افضل ہے

یعنی ظالم سے بدلہ لینا جائز ہے اور معاف کرنا افضل ہے یا یہ کہ ہر ایک بات کے بدلہ میں اسی جیسی بات ہے۔ پھر جس نے ظلم پر صبر کیا حالانکہ بدلہ لینا جائز تھا اور معاف کر دیا اور جس سے بدلہ لیا جا سکتا تھا اس سے بدلہ نہ لیا۔ یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ اور یہ وہ کام ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

ابن عباسؓ نے کہا کہ صبر اور بخشنا ثواب دینے کا سبب ہے اور ثواب کی طلب افضل طلب ہے۔ مقاتل نے کہا یہ تمام امور میں سے ہے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ (ابن ابی حاتم)

## فضیل بن عیاضؒ اپنے خادم کو نصیحت

راوی ابن بشیر نے کہا کہ فضیل بن عیاضؒ نے اپنے خادم عبدالصمد بن یزید سے کہا کہ میں نے فضیل بن عیاضؒ سے سنا وہ کہتے تھے کہ جب تم سے کوئی شخص کسی کی شکایت کرے تو فوراً یہ نہ کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے بلکہ اس کو معاف کر دو اگر وہ بے گناہ ہے تو اس طرح تم اپنے بھائی کو معاف کر دو گے اور اگر وہ گناہگار ہے تو اس طرح اس کو اپنے سے دور کرنے کی اجازت دے دی۔

ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول نہ فرمائے جب تک کہ وہ اللہ کی نافرمانی یا قطع رحمی کی دعا نہ کرے۔ اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنحضرت حسن کے متعلق ارشاد فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرا دے گا۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو صلح پسند ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت حسن کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دی۔ اور ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا سید ہے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرا دے گا

ظالمین کے خود ظالم پر مصر ہونے اور اس اندیشہ سے کہ امت انتشار و افتراق کا شکار ہو جائے، مسلہ نور کو مصلحت وقت کے مقابلہ میں قربان کر دیا گیا اور پھر خود امت کی اطاعت قبول کی۔ عباسی گروہ کے مقابل امام علی بن موسیٰ رضا علیہ السلام (حضرت تفاسیر تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں)

**علامہ ابن زیاد کی نصیحت:**

حضرت محمد بن واسع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہ میں بوے لوگ تو دیکھا کہ خلق کی پرلی ہاتھ ہے۔ میں ابوبکر دینوری کو دیکھا کہ وہ ہیں تھا جو کہ قرار کر دیا گیا اور امیر بصرہ مروان بن موسیٰ کے پاس بھیجا گیا۔ اس نے کہا کہ کیا ہے کیا یا عبداللہ! تم کو یہ جانے سے ہوا؟ میں نے کہا کہ کی کہ تم سے نہ ہو سکے گا۔ تو بھی کی کے بھائی جیسے ہو جاؤ۔ پھر وہ کون ہے؟ کہا ظالم ابن زیاد کے باپ ایک دوست کو ایب مرتبہ کسی جیسے پر حال ہا تو انہوں نے اسے کہا کہ جو اللہ نے تجھ کو عطا کیا ہے اس کو اگر تو قبول نہ کرے تو یہ کہ تیری کمر ہو جائے حال رہے تیرا بیت؟ تم سے نہ ہو جائے تیرے ہاتھ مسلمانوں کے خون والی سے آلودہ ہوں۔ تو جب یہ کرے گا تو تجھ پر دوزخ کی آگ واجب ہو جائے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ

اور جس کو راہ سے بھٹکائے اللہ تو کوئی نہیں اس کا کام

قَوْلٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

بنانے والا اس کے سوا☆

توفیق اللہ کی طرف سے ہے ہدایت اللہ کی توفیق و دستگیری ہی سے حاصل ہوتی ہے اور انصاف پسند فکر کی اسی تحصیل حاصل ہو سکتی ہیں وہ ہیں بہترین اخلاق کی طرف راہنمائی ہو سکتی ہے جو ہاتھ پکڑ کر مطلوبہ منزل اور رسول کے گھر تک پہنچا سکے (تفسیر ابن کثیر)

وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ

اور تو دیکھے گا ظالموں کو جس وقت دیکھیں گے عذاب

يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ۚ

کہیں گے کسی طرح پھر جانے کی ہو سکتی کوئی راہ دنیا

کافروں کی حسرت: حسرت کی کوئی ابدی کیفیت بھی ہے کہ کاش ایسا ہوتا اور ویسا کر لیتے اور ایسا نہ کرتے تو یہ ہوتا۔ یہ حسرتیں عام ہیں لوگوں کی ہیں جب ان کو عذاب سامنے آئے گا تو یہ حسرتیں ہوں گی۔ (تفسیر عثمانی)

وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ

اور تو دیکھے گا ان کو لائے جائیں گے آگ کے آگے جھکے ہوئے

الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ؕ

ذلت سے دیکھتے ہیں کنکھیوں سے

ذلیل: ایک ہیبت ہوئے بھوسی طرح خوف اور ذلت و حقارت کے ساتھ نیچی نظر سے دیکھتے ہوں گے۔ کنکھیوں سے پہلی طرح آنکھ پھیر کر نہیں دیکھیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

**جہنم کے کافروں کی حالت:** جن طرف خفیہ: پوشیدہ، چوری کی نظر سے یعنی کنکھیوں سے دیکھیں گے۔ یہ بڑے ہی بھیانک الفاظ ہیں جو کافروں کے ذلت کی حالت کے ساتھ چوری کی نظر سے دیکھنے کی کیفیت بیان کرتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ

اور کہیں گے وہ لوگ جو ایمان لائے بیشک خسارے میں ہیں وہ لوگ جنہوں نے

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

گنوائی اپنی جان کو اور اپنے گھر والوں کو قیامت کے دن سنو

قیامت کے دن خسارہ میں: یعنی اپنے ساتھ اپنے متعلقین اور گھر والوں کو بھی ضائع کیا۔ کسی کو ایمان و جہاد کرکے مجبور نہ کیا۔ (تفسیر عثمانی)

**کافروں نے ایمان نہ لا کر اپنی حوریں کھو دیں**

بعض اہل تفسیر نے فرمایا کہ اس سے مراد حوریں ہیں، اگر کوئی ایمان لے آتے تو ان کو وہ حوریں مل جاتیں جو جنت میں ان کے لئے مقرر کر دی گئی ہیں لیکن کفر کی وجہ سے وہ ان سے محروم رہیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ

سنتا ہے کہنا ہار نے ظالموں کا عذاب ہمیشہ

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ

اور کوئی نہ ہوگا ان کے حمایتی جو مدد کریں ان کی

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا

اللہ کے سوا اور جس کو بھٹکائے اللہ اس کے

لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ۝

اس کے لیے کوئی راہ نہیں

(یعنی اس کا کوئی حامی نہیں جو اس کی حمایت کرے۔ ۱۲ منہ)

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ

اپنے رب کا حکم مان لو اس سے پہلے کہ آئے

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ۭ مَا لَكُمْ

(وہ دن) جس کو پھرنا نہیں اللہ کے یہاں سے۔ تمہارے

(یعنی جب ایسا دن آجائے جو ٹلنے والا نہیں تو پھر اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں ۱۲ منہ)

مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَىِٕذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ۝

نہیں کوئی ٹھکانا اس دن اور نہ تمہارے لیے کوئی انکار کرنے والا

(یعنی جب وہ دن آجائے گا تو تم کسی کو نہ اپنا ٹھکانا بنا سکو گے نہ کوئی تمہارے کیے کرتوت کا انکار کر سکے گا۔ ۱۲ منہ)

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ

پھر اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے تجھ کو نہیں بھیجا ان پر

حَفِيْظًا ۭ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ۭ

نگہبان (کہ ان کو زبردستی راہ پر لائے) تجھ پر تو بس پہنچا دینا ہے

(یعنی ان کی ہدایت کی ذمہ داری تجھ پر نہیں ہے تو اپنا فرض ادا کر چکا۔ ۱۲ منہ)

وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً

اور ہم جب چکھاتے ہیں آدمی کو اپنی طرف سے رحمت

فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا

تو اس پر پھولا نہیں سماتا اور اگر پہنچتی ہے ان کو کوئی برائی

قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ۝

بدلے میں اپنی کرتوت کے تو آدمی بڑا ناشکرا ہے

انسانی طبیعت: یہ انسانی طبیعت کا عام حال ہے کہ جب تک اس پر خصوصی مہربانی نہیں ہوتی انسانی طبیعت بھی یکساں نہیں ہوتی ہے (الا ماشاء اللہ) مگر جب اللہ کی خصوصی مہربانی ہوتی ہے تو اکثر لوگ اترانے لگتے ہیں پھر جوں جوں اپنی ترقی کی رفتار بڑھتی ہے توں توں اترانے لگتے ہیں اور جب کوئی ایسی افتاد پڑتی ہے جس سب نعمتیں بھول جاتا ہے اور ایسا مایوس ہو جاتا ہے گویا کبھی اس پر بھی عافیت آئی ہی نہ تھی۔ خلاصہ یہ کہ فراخی اور تنگی کی حالت دونوں انسان کی اپنی ہی کارستانیوں کا نتیجہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی تو تمہیں کا ہے کو ہے جب تک کہ تم اپنی بداعمالی کی حالت میں مستحق عذاب نہ ہو جاؤ۔ (اکثر مفسرین نے اس آیت کا مصداق کافروں کو قرار دیا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس کا حکم عام ہے کافر و مسلم سب کے لیے ہے۔ ۱۲ منہ)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا

اللہ کا راج ہے آسمانوں اور زمین میں پیدا کرتا ہے جو

يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ

چاہے بخشتا ہے جس کو چاہے بیٹیاں اور بخشتا ہے

لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ

جس کو چاہے بیٹے یا ان کو ملا دیتا ہے

ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ

بیٹے اور بیٹیاں اور کر دیتا ہے جس کو چاہے

إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ

وہ سب کچھ جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے

اللہ ہی مالک الملک ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں ہے۔ وہ جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے جس کو چاہتا ہے دونوں ملا دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ وہ جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے اور جو کچھ کرتا ہے اپنی حکمت کے مطابق کرتا ہے۔ اس کے کسی کام پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس کی حکمت کے بارے میں کوئی سوال نہیں کر سکتا۔ اس کی مشیت کے سامنے کسی کا بس نہیں چلتا۔ اس کی قدرت کے مقابلے میں کسی کا زور نہیں چلتا۔ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ (ترجمہ)

یہ ملک السموٰت والارض جب جس طرح چاہتا ہے اپنی مخلوق میں تصرف کرتا ہے اور اس کی کسی حرکت پر کوئی اعتراض کرنے والا نہیں ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے اپنی حکمت کے مطابق کرتا ہے اور اس کی حکمت کا تقاضا ہے کہ وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہو اور ہر چیز پر قدرت رکھتا ہو۔

## آیت میں مذکور تین صورتوں کی وضاحت

شہ پیدا ہوئے تھے ہوئی تھی کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی عظمت اور شریعت سے نیچ کر ملکیت کی طرف مائل کرنے کا پورا پورا موقع تھا۔ خلاف اس صورت کے کہ جب شرعی احکام بتدریج نازل ہوتے ہیں تو ہر حکم اور قانون پہنچانے سے اس میں ہے قومی میں مقاومت کی شکایت نہیں ہوتی تھی۔ اس وجہ سے یہ ایسی صورت ہے کہ اول تمام سورت بھی صورت کے پہلے حصے کی طرح اس کے آخر میں کوئی حصہ ہی ہو۔ اور اس کی طرف بتلایا اللہ کا کام ہوجائے گا یا اول کی طرف ہو جائے۔

ایک اور بات یہ بھی قابل توجہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کی جماعت کے ہمراہ صلوۃ الخوف ادا کرتے تھے تو دشمن کے مقابلہ میں ایک گروہ کو نماز پڑھاتے تھے اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلہ میں کھڑا رہتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک رکعت نماز پڑھ چکتے تھے تو یہ گروہ نماز توڑ کر دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا تھا اور دوسرا گروہ آکر آپ کے پیچھے نماز پڑھتا تھا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری رکعت پڑھ چکتے تھے تو یہ گروہ نماز توڑ کر دشمن کے مقابلہ میں کھڑا ہو جاتا تھا اور پہل

کہ حافظ ابن قیم نے مدارج السالکین میں ذکر کیا ہے۔

فرمایا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسلام آیا فرماتے تھے جب وہ زمانہ گزرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اور بعض صحابہ نے دفع کیا کہ وہ یا تو فوت ہو گئے ہوں گے یا اسلام ترک کر دیا ہوگا۔

اور عمر بن میمون فرماتے ہیں کہ میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے پاس تھا اور وہ رو رہے تھے اور فرمایا میں نے تین مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ علم اور ایمان اپنی جگہ پر ہیں جو کوئی ان کو تلاش کرے گا وہ پا لے گا۔ (کذا فی اصابہ ج ۲ ص ۳)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مراد علم میں فرماتے ہیں کہ طلب کرو اللہ سے ایک علم نافع کو اور طلب کرو علی کی طرف سے اور سوا علم شہادت کی طرف۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے امالی میں ذکر کیا ہے کہ طلب کرو علم کو اللہ سے اور طلب کرو اس کے ساتھ ادب کو اللہ کی طرف سے اور سوا علم شہادت کی طرف۔ ظاہر ہے کہ علم سے مراد علم کتاب اللہ اور علم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ علم دو ہیں، ایک ظاہری اور ایک باطنی اور آخرت سے علم باطنی ہی نفع دیتا ہے۔ بعض علماء سے علم باطن کے متعلق دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ وہ ایک نور الٰہی ہے جس کو قلب خالی اپنے میں محسوس کرتا ہے۔ بعض لوگ اس کے اوپر کسی فرشتہ اور بشر کو بھی مطلع نہیں فرماتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری امت میں سے محدث اور ملہم اور منکلم ہوں گے۔ اور عثمان بن ابی شیبہ نے ابن عباس کی قراءت میں ہے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ وَلَا مُحَدَّثٍ اور محدث اور ملہم اللہ سے کہ جس کے باطن قلب میں ان حواس ظاہرہ کے بغیر علوم معارف کے کوئی وحی یا الہام کھول دیا جاوے۔ رحمۃ اللہ علیہ یہ فرمایا کرتے تھے کہ وہ شخص عالم نہیں کہ جو کسی کتاب کو یاد کر لے اس سے نکال کر وہ اسکو بھول جائے تو جاہل ہو جائے گا۔ عالم حقیقی وہ ہے کہ بڑا ہے رب سے معرفت چاہے علم حاصل کرتا ہو یا حفظ و تلاوت اور تدریس کا اور یہ علم لدنی ہے اور عَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا میں اسی طرف اشارہ ہے۔ اگر پورا علم لدنی کسی کے پاس نہ ہے مگر بعض علم تعلیم خلق سے اسکے حاصل ہوا ہو یا اس کو علم لدنی نہیں کہتے۔ علم لدنی وہ ہے کہ جو علم کسی غیر کے واسطے اور سبب کے خود اپنے قلب میں براہ راست عطا ہوا ہو۔

تیسرا مسلمانوں میں سرا ایک علم قوم فرماتے ہیں کہ ظاہر میں پانی ہے۔ نجاست دوسری نجاست میں پڑا ایک کنوئیں وغیرہ سے پانی لایا جاوے۔ دوسرے کسی ایسی حوض کو جو کہ ذرا سا گھوڑے کا ہو۔ صاف کر کے اس میں کوئی چیز ڈال دی جائے اور یہ پانی پہلے نجس ہونے کے پانی کے بالکل صاف اور شیریں اور لذیذ ہو جاوے گا۔ اسی طرح قلب بھی جو حوض کی طرح ہے بعض علم اس میں حواس کی سیر سے لایا جاتا ہے اور کبھی وہ بے واسطہ حواس کے براہ راست قلب کو علم کر صاف کر دیا جاتا ہے۔

اس وقت قلب اور ان علوم کے سمجھنے جاری ہو جاتے ہیں اور تحصیل علوم میں عوام خاص ہو جاتے ہیں باقی نہیں رہتی جیسا اسلام، صلاۃ وغیرہ میں فرماتے ہیں تم اس پر باقی رہو گے انتظاع تحصیل علوم اور اخلاق تخلق اور ریاضت صدہ اتقاء اور عابد و پیر اور فقیہ سمجھنا اور مراقبہ سمجھنا اور نظر پر صوفیہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو علم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو ان چیزوں کا علم عطا فرماتے ہیں جن کو وہ نہیں جانتا۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو چالیس روز اخلاص کے ساتھ عبادت کرے اللہ تعالیٰ علم و حکمت کے چشمے تک قلب سے اس کی زبان پر جاری فرماتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک گھنٹی تفکر اور مراقبہ حاصل کرنا عبادت سے بہتر ہے باقی تمام شغل جیسے تسبیح وغیرہ کے چلے تو وہ محض نوافل اور اوراد ہیں اور یہ فرض ہے۔ اور فرمایا غائب سے ایک روز آخر کے قلب میں حمل ہوتا ہے اس وقت یہ شخص بڑا عالم اور عاقل اور مجتہد مطلق من اللہ ہوتا ہے۔ (رسالہ لدنیہ ص ۲۶)

## الہام انبیاء اور الہام اولیاء میں فرق

حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ تعالیٰ المتوفی فرماتے ہیں کہ الہام انبیاء اور الہام اولیاء میں فرق ظاہر ہے انبیاء کا الہام قطعی ہے جس طرح وحی، کلام معصوم من الخطاء ہوتے ہیں۔ اسی طرح ان کا الہام بھی معصوم من الخطاء ہوتا ہے بخلاف الہام اولیاء کے کہ وہ قطعی ہوتا ہے اور نہ قطعاً معصوم ہوتا ہے۔ انبیاء کا الہام قرنی الساعۃ ہے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام نے فرمایا، صالحین۔ انبیاء کا رؤیا صالحہ کی ہوتا ہے۔ الہام نہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

والالہام کما اولیاء واصحت مختصص الانوار نبوت است اثر برکات و فیوض مخالفت انبیاء است علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات

(مکتوب ۳۳ جلد ۳ ص ۳۴)

اور اولیاء کا الہام انوار نبوت سے ماخوذ ہوتا ہے اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حق تعالیٰ کی مخالفت کے قبیل سے بہت دور رہتے ہیں۔ (العلم والسلام)

یعنی جس طرح مومنین کا ایمان اور عمل کی دیگر صفات حسنہ بدرجہ اتم شرف نبوت سے حاصل ہوتے ہیں اور عمل صالح وغیرہ وغیرہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ایمان اور صفات کا ایک نمونہ ہوتے ہیں تو مومنین کے ایمان اور ان کے جملہ اوصاف کو انبیاء کے ایمان اور جملہ اوصاف سے کوئی نسبت نہیں ہوتی۔

اسی طرح الہام مومنین کو الہام انبیاء سے کوئی نسبت نہیں ہوتی۔ الہام مومنین تو الہام انبیاء کا ایک ادنیٰ سا پرتو اور عکس ہوتا ہے۔ یہ کہاں اس

کے ہمسر ہو سکتے ہیں ابن الاعرابی نے کہا۔

خیر الہام الٰہی اور القاء کی شکل میں ہوتا ہے یا تفہیم پر مشتمل ہوتا ہے اور الہام انبیاء میں امور تکوینی اور احکام آسمانیہ جو بندوں کے متعلق ہوں داخل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء پر جو الہام کی تبلیغ واجب ہے اور اولیاء پر نہیں بلکہ ان کی کاوشوں کا انحصار ہوتا ہے جب تک کوئی ضرورت شرعیہ داعی نہ ہو۔

وحی و الہام کی تحقیق و تفصیل میں حضرت والد مرحوم کی یہ کلام نہایت جامع اور اسرار و حکمت پر مشتمل تھا جو ہدیہ ناظرین کیا گیا۔ فللہ الحمد تم تفسیر سورۃ الشوریٰ ۱۳ ماہ رمضان ۱۳۸۱ھ

إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ ۝

حقیق (جب سے) وہ ہے بلند اور حکمت والا ☆

☆ یعنی یہ کلام اس لائق ہے کہ جو جو کلام کرے اور جو صفت متحقق ہے کہ بعظمت ہو، تعلی ہم کلامی کی اتباع کی جائے۔ (تفسیر عثمانی)

وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا

اور وحی بھیجی ہم نے تیری طرف ایک فرشتہ

مِّنْ أَمْرِنَا ۚ

اپنے حکم سے ☆

روح سے مراد وہ عظیم الشان فرشتہ ہے جو وحی لے کر انبیاء کے پاس آتا ہے اس جگہ اس سے مراد قرآن ہے یعنی جبریل امین اور یہ بعض مفسرین کی رائے ہے لیکن ظاہر یہ ہے کہ یہاں خود قرآن ہی کو مراد لیا گیا ہے تفسیر ظہری میں ہے کیونکہ وحی کی تاثیر سے مردہ قلوب زندہ ہوتے ہیں اور ایمانی کونپل کو زندگی حاصل ہوتی ہے کیونکہ جو قلوب ظلم و ضلالت کی وجہ سے مردہ ہیں ان میں جہاں زندگی ہوگی۔ (تفسیر عثمانی)

وَحْيًا روح سے مراد ہے کہ جبریل امین کتاب الٰہی قرآن مجید کذلک قال الکلبی وغیرہ یہ سب اقوال ہیں مگر سب کے قول کا حاصل ایک ہی ہے جس طرح روح سے بدن کی زندگی ہوتی ہے اسی طرح قرآن کریم کو خدا کی کتاب ہونے کی وجہ سے اس لئے قرآن کو روح فرمایا ہے کہ جس طرح روح سے مردہ جسم میں زندگی آجاتی ہے اسی طرح قرآن کریم سے مردہ دلوں میں زندگی آجاتی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ جبریل امین کو قرآن کریم کے ساتھ اس لئے مخصوص فرمایا ہے کہ جبریل کو بھیجا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا روح سے مراد ہے ان لوگوں سے جو قرآن پر ایمان لائے اور جنہوں نے اس کی تصدیق کی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا روح سے مراد ہے قرآن کریم۔ حسن نے کہ

وہ قرآن ہے جو ہدایت کی راہ دکھاتا ہے اور ان کی

ھدیٰ کا مادہ ہ د ی ہے جس کے معنی راہ دکھانے کے ہیں۔ اس کا مفعول مطلق ہدایت ہے جو قرآن کے ساتھ ہی آئی تھی۔ اس لئے اس کا ترجمہ ہدایت کیا گیا ہے۔ اس کا مفعول مقدر ہے جس کا ترجمہ ہم نے ان کو کیا ہے۔

واللہ لھدیٰ یا تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے بے شک کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے ہدایت کرنے کی جو تین صورتیں بیان کی ہیں ان کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہم نے ہدایت کی تین راہیں کہا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اور بے شک تو ضرور ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی

اس آیت میں آپ کو مخاطب کر کے قرآن کریم کے ہدایت ہونے کا ذکر ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی ہدایت کے ساتھ قرآن کی ہدایت کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے:

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور جو کچھ زمین میں

اس آیت میں اللہ کی ان صفات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے قرآن کی ہدایت کی راہ ہر انسان کے لئے کھلی ہے۔ اللہ تمام مخلوق کے قیام اور بقا کا ذمہ دار ہے۔ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اس آیت میں اللہ کی ان صفات کو بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں قرآن کی ہدایت کا ذکر ہے۔

اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ

خبردار ہے اللہ ہی طرف پہنچتے ہیں سب کام

انجام کو سوچنے والے شخص کے لئے یہ سب کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں اللہ تمام انسانوں سے اپنے اختیار سے اپنے کئے کا حساب لے گا۔

تمت سورۃ شوریٰ

وہ قرآن ہے جس میں ہدایت کی راہ دکھانے والی باتیں ہیں۔

ھدیٰ کا مادہ ہ د ی ہے جس کے معنی راہ دکھانے کے ہیں۔ اس کا مفعول مطلق ہدایت ہے جو قرآن کے ساتھ ہی آئی تھی۔ اس لئے اس کا ترجمہ ہدایت کیا گیا ہے۔ اس کا مفعول مقدر ہے جس کا ترجمہ ہم نے ان کو کیا ہے۔

واللہ لھدیٰ یا تاکید کے لئے لایا گیا ہے۔ اس کا ترجمہ ہم نے بے شک کیا ہے۔ اس کے بعد ہم نے ہدایت کرنے کی جو تین صورتیں بیان کی ہیں ان کی طرف اشارہ کرنے کے لئے ہم نے ہدایت کی تین راہیں کہا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے:

وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

اور بے شک تو ضرور ہدایت کرتا ہے سیدھی راہ کی

اس آیت میں آپ کو مخاطب کر کے قرآن کریم کے ہدایت ہونے کا ذکر ہے۔ اس لئے ہم نے اپنی ہدایت کے ساتھ قرآن کی ہدایت کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کا ترجمہ ہے:

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

راہ اللہ کی جس کا ہے جو کچھ آسمانوں میں

وَمَا فِي الْاَرْضِ

اور جو کچھ زمین میں

اس آیت میں اللہ کی ان صفات کا ذکر ہے جن کی وجہ سے قرآن کی ہدایت کی راہ ہر انسان کے لئے کھلی ہے۔ اللہ تمام مخلوق کے قیام اور بقا کا ذمہ دار ہے۔ قیامت کے دن اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے ہر انسان کو اپنے اعمال کا حساب دینا ہوگا۔ اس آیت میں اللہ کی ان صفات کو بیان کرنے کے بعد اگلی آیت میں قرآن کی ہدایت کا ذکر ہے۔

اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ

خبردار ہے اللہ ہی طرف پہنچتے ہیں سب کام

انجام کو سوچنے والے شخص کے لئے یہ سب کاموں کا انجام اللہ کی طرف ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت میں اللہ تمام انسانوں سے اپنے اختیار سے اپنے کئے کا حساب لے گا۔

تمت سورۃ شوریٰ

[illegible] ہے [illegible] ہم نے قرآن کو [illegible] حاصل کرنے کے لیے [illegible] یہ [illegible] ہے [illegible] ہم [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

وَمَا يَأْتِيهِم مِّن نَّبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ
اور نہیں آتا ان کے پاس کوئی پیغمبر مگر تھے اس سے
يَسْتَهْزِئُونَ ۝
ٹھٹھا کرتے

پہلی پیشوا لوگوں نے ٹھٹھا کیا یا دین کی تعلیمات بجالانا بھاری سمجھا ہے پچھلی امتوں کا حال بیان کرکے مشرکین کو تنبیہ کی جا رہی ہے۔ (موضح)

وما یاتیھم ۔ کفار مکہ کا حال بھی ان سے مختلف نہیں ہے پہلی قومیں بھی ایسا ہی کرتی رہی ہیں۔

من نبی ۔ کوئی نبی ایسا نہیں آیا جس کا مذاق نہ اڑایا گیا ہو۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے پیغام تسکین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیام تسکین ہے کہ آپ کی قوم نے مذاق اڑایا تو کیا ہوا پہلی امتوں نے بھی اپنے اپنے انبیاء کے ساتھ یہی کیا ہے۔ (موضح)

فَأَهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُم بَطْشًا وَمَضَىٰ
پھر ہلاک کر دیا ہم نے ان سے زور میں اور چل چکی ہے
مَثَلُ الْأَوَّلِينَ ۝
مثل پہلوں کی

سو ان مغرورت نے لے ان کو جن کی ہاتھ ان سے زور میں بڑھ کر تھے اور چل چکی ہے مثل پہلوں کی۔ (موضح)

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ
اور اگر تو پوچھے ان سے کس نے بنائے آسمان
وَالْأَرْضَ لَيَقُولُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيزُ
اور زمین تو کہیں گے ان کو بنایا
الْعَلِيمُ ۝ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ

زبردست خبردار نے جس نے تمہارے لئے زمین

مَهْدًا وَجَعَلَ لَكُمْ فِيهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ
پالنا اور بنائے تمہارے لئے اس میں راہیں تاکہ تم
تَهْتَدُونَ ۝
راہ پاؤ

زمین کی نافعیت ۔ یہ بیان جس نحو سے ہے اس سے یہ نکلتا ہے کہ زمین کی ایسی ہی شکل ایسے ہی حجم اور ایسی ہی رفتار کی ضرورت تھی جو اس کی ہے ورنہ اس کا ہونا بیکار ہوتا۔ (از تفہیم القرآن)

وجعل لکم فیھا سبلا ۔ یہ بھی علم الٰہی کی دلیل ہے۔

لعلکم تھتدون ۔ تاکہ تم اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکو۔

سبلا ۔ یعنی پہاڑ کے درے یا میدان میں راستے۔

لعلکم تھتدون ۔ یہ بھی علم الٰہی کی دلیل ہے کہ اس نے زمین کو ایسا بنایا کہ اس پر انسان اپنی منزل مقصود تک پہنچ سکے۔ (از تفہیم القرآن)

زمین کا ذکر ۔ چونکہ انسان کا اول ہوا۔ چونکہ انسان کا تعلق زمین سے ہے اس لئے زمین کا ذکر پہلے کیا گیا۔ (از تفہیم القرآن)

وَالَّذِي نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً بِقَدَرٍ
اور جس نے اتارا آسمان سے پانی ایک اندازہ سے

فَأَنشَرْنَا بِهِ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذَٰلِكَ
پھر جلا دیا ہم نے اس سے ایک شہر مردہ ایسا ہی
تُخْرَجُونَ ۝
تم نکلو گے

بعد از موت ۔ یعنی جس طرح ہم نے پانی سے مردہ زمین کو زندہ کر دیا اسی طرح تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔ (از تفہیم القرآن)

فاسقوں کو۔ پھر تم نے دیکھا کہ کفار مکہ طرح طرح کے بہانے کر کے ہمارے نبی کو ہمارے دین کو جھٹلا رہے ہیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی قوموں سے طاقتور بنایا تھا۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی نعمتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی دولت دی تھی۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی عزت دی تھی۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی شان و شوکت دی تھی۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی عمریں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی اولادیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی صحتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی ایجادات دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی صنعتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی زراعتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی تجارتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی حکومتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی فوجیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی طاقتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی سہولتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی آسائشیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی راحتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی خوشیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی لذتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی عیاشیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی رنگینیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی دلچسپیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی مسرتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی شادمانیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی کامرانیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی فتوحات دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی کامیابیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی نعمتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی دولت دی تھی۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی عزت دی تھی۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی شان و شوکت دی تھی۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی عمریں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی اولادیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی صحتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی ایجادات دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی صنعتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی زراعتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی تجارتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی حکومتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی فوجیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی طاقتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی سہولتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی آسائشیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی راحتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی خوشیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی لذتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی عیاشیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی رنگینیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی دلچسپیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی مسرتیں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی شادمانیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی کامرانیاں دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی فتوحات دی تھیں۔ ہم نے ان کو کیسی کیسی کامیابیاں دی تھیں۔

## جانوروں اور سواریوں کی نعمت

دوسری نعمت جو ہم نے انسان کو دی ہے وہ جانوروں کی نعمت ہے۔ جانوروں سے انسان کو بہت فائدے ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت سہولتیں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت آسائشیں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت راحتیں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت خوشیاں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت لذتیں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت عیاشیاں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت رنگینیاں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت دلچسپیاں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت مسرتیں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت شادمانیاں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت کامرانیاں ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت فتوحات ہیں۔ جانوروں سے انسان کو بہت کامیابیاں ہیں۔

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا

اور جس نے پیدا کیے سب جوڑے ۴۳ ۱۲

سب کا خالق وہی ہے۔ کائنات کی ہر چیز کا خالق وہی ہے۔ زمین و آسمان کا خالق وہی ہے۔ مخلوق کی ہر قسم کا خالق وہی ہے۔ تمام مخلوقات میں سب کا خالق وہی ہے۔ پھر فرمایا:

وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ

اور بنائیں تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے

مَا تَرْكَبُوْنَ ۙ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ

جن پر تم سوار ہوتے ہو تاکہ جم جاؤ ان کی پیٹھ پر

(سورۃ نحل)

## سوار ہونے کے آداب

چنانچہ کتاب الاذکار و الادعیہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم سواری پر سوار ہو تو یہ دعا پڑھو۔

ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ

پھر یاد کرو اپنے رب کا انعام جب

اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا

تم چڑھ بیٹھو اس پر اور کہو

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا

پاک ہے وہ جس نے ہمارے بس میں کر دیا یہ

وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ

اور ہم نہ تھے اس کو زور سے لانے والے

(سورۃ زخرف)

انسانی نفسیات کی نعمت یہ بھی چوپایوں کی سواری پر ہوتا ہے۔ انسان کو اللہ کا احسان ماننا چاہیے کہ اس نے انسان کو کتنی بڑی نعمت عطا کی ہے۔ پھر فرمایا:

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ۙ

(سورۃ زخرف)

حضرت دعائے پڑھنے کی برابر تاکید فرماتے رہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سواری پر سوار ہوتے تو تین بار تکبیر فرماتے اور یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ پھر کہتے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ عَنَّا بُعْدَهٗ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِی الْاَهْلِ اَللّٰهُمَّ اصْحَبْنَا فِیْ سَفَرِنَا وَاخْلُفْ فِیْ اَهْلِنَا (ابوداؤد ص ۳۸۰ ج ۱)

سفر سے واپسی کی دعا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کرکے واپس تشریف لاتے تو فرماتے اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (تین واپس ہونے والے توبہ کرنے والے ان شاء اللہ عبادت کرنے والے ہیں اپنے رب کی تعریف کرنے والے۔ مسلم و ابوداؤد)

## سواری کے وقت دعا پڑھنے کی حکمت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کے اونٹوں میں سے ایک اونٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری کے لئے پسند فرمایا۔ جب آپ اس پر سوار ہوئے تو کہا کہ ہمارے لئے اس اونٹ کو کس نے مسخر کیا کہ آپ جیسی بڑی سواری ہے اور ہم اس کو طاقت نہیں رکھتے تھے اور ہمارے ہاں بھی شیطان ہوتا ہے جب اس پر سوار ہوں تو ہمارے ساتھ کھیلتا ہے اور ہمیں خوف دلاتا ہے اور ہمارے کام بگاڑتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو مسخر کیا ہے اور ہم نے شیطان کو اس پر قابو نہیں دیا ہے جب تم سوار ہو تو یہ کہو جو کلام میں نے تمہارے لئے مقرر کیا ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کرو

نا شکری (یعنی جانے خدا کی خدائی میں کو پہچان کر شرک اور اس کے بے بنیاد تصورات پر اڑ آنا) اور عقلی بنیاد پر کمزوریاں کو نکالنے کے بعد اس سے بتایا کہ آخر ان کی گمراہی کی وجہ کیا ہوئی کہ اس پیغام کو رد کر دیا گیا جو پیش کیا جائے اور عقلی بنیادوں پر بھی اس کی صداقت واضح ہو۔ وہ وجہ یہاں اصل تو دو باتیں ہیں کے مجموعہ کا ایک 2 ہوتے ہے خدا کی قدرت میں کے لئے اور دوسرا تجربہ کرنے کے پہلے ہوتے ہے کہ وہ بظاہر سب مرکب ہے اور مرکب کا جاتا ہے جو اس دوسرا اور دوسرے والے اور والد میں جہالت کا حامل ہو جیسے دانہ ایک ہیں ہوں تو والد یا والدہ کے حق میں عیب ہے یہاں تعلق و خالق میں جہالت ظاہر کی لیکن دوسرا تجربہ ہے کہ یا مشاہدہ ہے ہے اور اس کے حصہ و مخلوق میں کو مالک کے ساتھ اور مخلوق ہوتی ہے جو خدا کے لئے اپنے لئے اولاد بھی تجویز کرتے ہیں کیا ہم کو شرم نہیں آتی کہ اپنے حصہ میں عورت اور بیٹیوں کو خدا کے حصہ میں بیٹے اور گھٹیا چیز لگاتے ہو۔ (تفہیم القرآن)

مشرکین کے دعویٰ کی عقلی تردید: وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا (اور انہوں نے خدا کے بندوں میں سے بنا لیا ہے اس کا جزو) یہاں تردید ہے ان کے اس دعوے کی جو وہ فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہا کرتے تھے اور "جزء" کا لفظ استعمال کر کے مشرکین کے اس دعوے کی عقلی (اصل کی عقلی) تردید کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ

اور جب ان میں کسی کو خوشخبری دے اُس چیز کی جس کو

لِلرَّحْمَٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا

رحمٰن کے نام لگایا تو سارے دن رہے منہ اس کا سیاہ

وَهُوَ كَظِيمٌ ﴿١٧﴾

اور وہ دل میں گھٹتا رہے ☆

مشرکین کی بے عقلی: یہ بھی خدا کا خدا کے لئے تجویز کردہ ہے ہیں دونوں کے شرم میں ایسی عیب اور کمال اور نقص اور قصور ہے کہ اگر خود انہیں اس کے لئے کوئی مثال دی جائے تو کہہ سے رنج اور غصہ کے تیور بدل جائیں اور دل میں پیچ و تاب کھا کے رہ جائیں اس کی چوتھی فکری "عورت" کی ذات کے تصور پر مبنی ہے۔ (اشرف حواشی)

مثلاً کا ایک اور مفہوم: مثل کے معنی ہے صفت۔ یعنی جب اس کو اس وصف کی بشارت دی جاتی ہے جس کو اس نے رحمٰن کا وصف قرار دیا ہے تو الٹا اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے۔ (اشرف حواشی)

أَوَمَن يُنَشَّأُ فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي

کیا ایسا شخص کہ پرورش پاتا ہے زیور میں اور وہ

الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ﴿١٨﴾

جھگڑے میں بات کہہ سکے ☆

ضعیف الرائے: یعنی جو خواہ مخواہ اور لاڈ پیار کے لئے لڑکی کو پسند کیا ہے جو عموماً آرائش و زیبائش میں مشغول رہنا پسند کرتی ہے اور جو بات چیت کے شوق میں مشرق رہتے ہے جو دلیل سے شاذ رہنے والی اور بہت ضعیف قوت فکر کے سبب سے بات کرتے وقت بات بھی نہ کر سکے پتہ چلتا ہے کہ ان کی خصوصیوں میں زیادہ غور کرنے سے مشابہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے دعوے کو کافی بیان سے ثابت کر سکیں وہ بہت کمزور ہے کہ وہ اس کی تائید کر سکیں ایسی ادھوری بات نہیں کی یا مفصل اس میں ملاحظہ کی جس کو مطلوب میں کچھ نہیں ملتا کہ اس سے بھی کچھ نہیں نتیجہ میں ظن پڑ جاتا ہے اور سبب ظن کی تحسین اس حیثیت سے ہے کہ اس میں جو بیان کی وضاحت زیادہ ہوتے کے ان کا اظہار زیادہ ظاہر ہو جاتا ہے جس کو کام طلب اس کے حکم میں ہے اور معمولی جملوں کا اندازہ ہو جاتا شاذ میں آئی ہے۔ (کچھ کی قوت جانچنے کی کمیل نہیں۔ مدرسہ مصنف)

عورتوں کیلئے زیور کی اجازت اور مردوں کیلئے ممانعت کی حکمت

یُنَشَّؤُا (یہ تفعیل کا صیغہ پیش پایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ مستعمل ہوا ہے مستعمل صورت ہونے کا ظہور اضافہ ہے اسی لئے ہوتا ہے کہ یہ کی ضرورت ہوتا ہے اس کے حسن ظاہر میں اضافہ ہو مرد کی کامیابی اور کمالات ذاتی پر موقوف ہے اور زیور سے حاصل نہیں ہوتا اس لئے مرد کو زیور کی ضرورت نہیں "زینت میں اور بڑھانے" سے مراد یہ ہے کہ ظاہری زیب و آرائش کی طرف توجہ کرنا اور اس میں مشغول ہونا عورتوں کی کمزوری ہے اور یہ کمزوری ان کی فطرت میں داخل ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ

اور ٹھہرایا فرشتوں کو جو کہ بندے ہیں

الرَّحْمَٰنِ إِنَاثًا

رحمٰن کے کیا عورتیں ﴿١٩﴾

مشرکوں کا تجاوز: یعنی یہ ان کا ایک اور تجاوز ہے کہ فرشتوں کو خواہ مخواہ کی صف میں داخل کرتے ہیں حالانکہ وہ ان کی مخلوق ہیں ہے۔ (تفہیم القرآن)

## مشرکین کی طرف سے فرشتوں کی توہین

انہوں نے فرشتوں کو خدا کے بندے ہونے کی وجہ سے ذلیل قرار دے رکھا ہے۔ بعض مشرکوں نے کہا تھا کہ اللہ کی خدا کے لئے بات نہیں سنتے اور رضاعہ کو صرف صاحب اولاد ہی سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی خدا کی توہین ہے۔ بعض کی بلکہ فرشتوں کی بھی تحقیر ہے۔ اور فرشتوں کو اللہ کے لئے بیٹی بنانے سے بڑھ کر مقرب بارگاہ خداوندی ہیں اور ان کا قرب ماں باپ سے بھی زیادہ ہے۔ کہا ہے۔

## آیت کا شانِ نزول

ابن اسحٰق نے ابن عباسؓ سے نقل کیا کہ یہ آیت بنی ملیح کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو بنات کے بڑے قائل تھے اور ملائکہ کو بھی بنات کہتے تھے۔ ان کی تردید میں نازل ہوا۔ وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (بعض نے کہا) قریش نے کہا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (مقاتل) ابن جریج نے کہا کہ بنو سلمہ نے کہا تھا کہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (ابن ابی حاتم) ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم کو کیسے علم ہوا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ انہوں نے کہا ہم نے اپنے بزرگوں سے ایسا ہی سنا ہے اور ہم کو یقین ہے کہ انہوں نے غلط نہیں کہا اس پر یہ آیت سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۔ (ابن ابی حاتم)

اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ

کیا دیکھتے تھے ان کا بنانا اب لکھی جائے گی

شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ۝

ان کی گواہی اور ان سے پوچھ ہوگی

## مشرکین کے دعوے کا رد دلیل ہیں

یعنی کوئی دلیل عقلی یا نقلی تو ان کے پاس اس دعوے پر نہیں پھر کہاں سے کہتے ہیں۔ جب فرشتوں کو بنانا تو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا ہے۔ ہم کو یقین دلایا گیا ہے بہت اچھا ان کی یہ گواہی دفتر الرجال میں لکھی جائے گی اور خدا کی عدالت میں جس وقت پیش ہوں گے تب ان سے متعلق ان سے پوچھا جائے گا کہ تم نے ایسا کیوں کہا تھا اور کہاں سے کہا تھا۔ (تفسیر جلالین)

وَقَالُوْا لَوْ شَاۗءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ

اور کہتے ہیں اگر چاہتا رحمٰن تو ہم نہ پوجتے ان کو

بے دلیل و بے ثبوت دعوے پیش کرنے کے بعد اپنی بد اعمالیوں سے بہانہ اور اعتراض پر اتر آئے۔ بلکہ عقلی بھی پیش کرتے ہیں کہ گویا خدا چاہتا تو ہم کو اپنے سوا اور ہر قسم کی چیزوں کی پرستش سے روک دیتا جب نہیں روکا تو گویا خدا کے نزدیک ہمارا یہ فعل ثابت ہوا کہ یہ بھی بہتر ہیں اور اسکو پسند ہیں۔ (قمر الدین)

مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۭ اِنْ هُمْ

یہ کچھ خبر نہیں ان کو اس قول سے

اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝

انکیں دوڑاتے ہیں ۲۲

جواب: ہمیں یہ تو پتہ ہے کہ جو بات خدا کے چاہے ہوتی ہے کوئی چیز نہیں ہو سکتی جس چیز کا خدا نے حکم نہیں دیا اس سے بچنے کا کوئی سبب نہیں بنایا۔ ایسا ہوتا تو دنیا میں کوئی کافر اور کوئی بری چیز ہوتی ہی نہ۔ جب ہر ایک فرمانبردار ہوتا۔ ہر ایک نیک ہوتا۔ ہر ایک ثواب حاصل کرتا۔ اور خدا چاہتا تو سب کو ایسا بنا دیتا۔ مگر خدا چاہتا ہے کہ ہم اپنے اختیار سے اچھے کام کریں۔ اور اس کی اطاعت کریں۔ اور اس کے حکموں پر چلیں۔ اور اس کی نافرمانی سے بچیں۔ اور اس کے ثواب کے مستحق ہوں۔ اور اس کی رحمت کے سایہ میں جگہ پائیں۔ اور یہ سب کام ہمارے اختیار سے ہیں۔ اور خدا کی مشیت اور ارادہ میں ہم کو کوئی علمی دلیل نہیں مل سکتی۔ اس کے متعلق جس کا بیان کرنا ضروری ہے وہ پہلے ضمن سے پہلے آیت "سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ" کے تحت میں گزر چکا۔ (تفسیر مظہری)

ان لوگوں کی اس (نقلی دلیل) کے بطلان سے کہ اللہ نے ہم سے کہا اس بات کا کہ ہمارا عقیدہ صحیح ہے ہونے پر براہین میں کوئی عقلی یا نقلی دلیل نہیں۔ یہ محض ان کی گمراہی و تخمین کرتے ہیں۔

يَخْرُصُوْنَ۔ یعنی بے دلیل خدا پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

ربط آیات: اللہ نے پہلے مشرکوں کے اس دعوے کا رد دلیل سے فرمایا تھا اور ان کے لغو شبہات کو نقل کیا پھر فرمایا کہ ان کے پاس کوئی (نقلی یا عقلی) علم نہیں جو نقل طریق نقلی کے لئے کہ وہ آیت ام اٰتینٰھم کتٰبا من قبلہ الخ نازل فرمائی۔ (تفسیر طبری)

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ

کیا ہم نے کوئی کتاب دی ہے ان کو اس سے پہلے سو انہوں نے

مُسْتَمْسِكُوْنَ ۝ بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ

اس کو مضبوط پکڑ رکھا ہے بلکہ کہتے ہیں ہم نے پایا

اٰبَاۗءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ

اپنے باپ دادوں کو ایسے طور پر اور ہم انہی کے نقش قدم میں چلتے ہیں

| |
|---|
| تُهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ |
| تم راہ پاؤ گے |

مشرکین اہل دلیل سے بھی خالی ہیں تقلید ہی ان کا سہارا ہے اسی پر بھروسہ کیے ہوئے ہیں اسی کو اپنی دلیل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی خوش بختی کا سبب سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی کامیابی کا راستہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی ہدایت کا طریقہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی ظاہر بینی کی وجہ سے اپنی عقل کا تقاضا سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی سمجھ کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی عقل کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی دانائی کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی فہم کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی سوجھ بوجھ کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی ذہانت کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی عقلمندی کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی دانشمندی کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی ہوشیاری کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی زیرکی کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی فطانت کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی ذکاوت کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی فراست کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی بصیرت کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی بصارت کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی بینائی کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی روشنی کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی نور کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی ضیاء کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی چمک کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی دمک کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی تابانی کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی درخشانی کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی رخشندگی کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی تابندگی کا میوہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی فروزانی کا پھل سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی درخشانی کا ثمرہ سمجھ رہے ہیں اسی کو اپنی تابان

## تقلید کرنی ہے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کرو

اگر اپنے آباء و اجداد کی سچے راستے پر چلنا چاہتے ہو تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے راستے پر کیوں نہیں چلتے جو تمہارے اشرف ترین جد اعلیٰ ہیں اور جن کیلئے تم خود بھی یہ گمان کرتے ہو کہ وہ اپنے لئے سرمایۂ فخر سمجھتے ہو۔ وہ نہ صرف توحید کے داعی تھے بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسکی وصیت کر کے گئے بلکہ خود ان کا طرز عمل یہ تھا کہ کھلے بندوں مشرکانہ اور غیر اللہ کی عبادتوں کی دعوت دینے والوں کی مخالفت کی، اب دونوں کی تقلید کرنا جائز نہیں۔ جب وہ دنیا میں موجود ہوئے تو ان کی ساری قوم اپنے آباؤ اجداد کی اتباع میں شرک میں مبتلا تھی، انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے بجائے دلیل و حجت کا راستہ اختیار کرتے ہوئے اپنی قوم سے بیزاری کا اعلان کیا اور فرمایا اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ۔ (میں تم سے اور تمہارے ان معبودوں سے بیزار ہوں)۔

## بدعمل و بدعقیدہ لوگوں سے برأت کا اظہار ضروری ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص کسی بدعمل یا بدعقیدہ کو محض یا خاندانی عقیدت کے دباؤ میں رہتے ہوئے خاموش رہنے کی صورت میں یہ اندیشہ ہے کہ اسی کو بھی اس گروہ کا ہم خیال سمجھا جائے گا تو عمل سے اپنے عقیدہ اور عمل کی درست کر لینا ہی کافی نہیں بلکہ اس گروہ کے عقائد و افعال سے اپنی برأت کا اظہار بھی ضروری ہے چنانچہ یہی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے صرف اتنا ہی نہیں کیا کہ اپنے طرز عمل کو اللہ کی توحید کیلئے وقف کر لیا بلکہ زبان سے بھی برأت کا اعلان فرما دیا۔ (معارف القرآن، ادریس، ملخصاً)

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىْ عَقِبِهٖ

اور کی بات پیچھے چھوڑ گیا اپنے اولاد میں

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾

تاکہ وہ رجوع رہیں (۲۸)

(۲۸) یعنی ایسے دور رے تو حید کا بیان اور اقبال حق کی طرف رجوع کرتے رہے۔ (ابن عباس)

**کلمۃً باقیۃً کا مطلب:** مطلب یہ ہے کہ اپنے عقیدہ توحید کو انہوں نے اپنی اولاد تک محدود نہیں رکھا بلکہ اپنی اولاد کو بھی اسی مطلب پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی چنانچہ آپ کی اولاد میں ایک بڑی تعداد حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم تک توحید پر قائم رہی اور آپ کے بعد بھی یہود و نصاریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تک ایسے علم اور نظریات موجود تھے جو صدیوں گزرنے کے بعد بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اصلی دین پر قائم ہے۔

## اولاد کی اصلاح کی فکر ضروری ہے

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنی ذات نے علاوہ اپنی اولاد کو دین صحیح پر کاربند کرنے اور رکھنے کی فکر بھی انسان کے فرائض میں داخل ہے۔ انہیں ابراہیم علیہ السلام ہی سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں بھی قرآن کریم نے حکایت کی کہ انہوں نے وفات کے وقت اپنے بیٹوں کو دین صحیح پر قائم رہنے کی وصیت کی تھی بلکہ انبیاء صلوات سے لیکر عام مسلمانوں کے اقوال و اخلاق کی اصلاح میں اپنی پوری کوشش صرف کرنا ضروری بھی ہے اور انہیاء کی سنت بھی۔ اور یہاں تو اولاد کی اصلاح کے بہت سے طریقے ہیں جنہیں حسب موقع اختیار کیا جا سکتا ہے۔

## اولاد کی اصلاح کا کارگر عمل:

حضرت فتح محمد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لطائف المنن والاخلاق میں اولاد کی اصلاح کے لئے سب سے زیادہ کارگر عمل یہ بتایا ہے کہ والد یہ ان کی دینی اصلاح کے لئے دعا کا اہتمام کریں۔ انشاء اللہ یہ کام آسانی سے تدریجاً ان کی نظروں سے اوجھل ہو جائے گا اور اس کے انجام پر کے مشاہدہ کو دعا قبول کرتے رہتے ہیں۔ (معارف القرآن، ادریس)

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى

کوئی نہیں بلکہ میں نے رہنے دیا ان کو اور ان کے باپ دادوں کو یہاں تک کہ

جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾

پہنچا ان کے پاس دین حق اور رسول تحقیق ظاہر کرنے والا (۲۹)

**مشرکین پر افسوس:** (۲۹) یعنی قریش ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے تھے، انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہونے کی وجہ سے یہ سمجھ لیا کہ ہم اللہ کے محبوب ہیں، ہمارے باپ دادا بھی اللہ کے محبوب تھے، اس لئے ہم پر کوئی عذاب نہیں آئے گا، ہم جو کچھ کر رہے ہیں ٹھیک کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ان کو اور ان کے باپ دادوں کو اس وقت تک مہلت دی جب تک ان کے پاس حق اور رسول نہ آ گیا، اب جب حق اور رسول آ گیا تو یہ اس سے منہ موڑ رہے ہیں۔ (ابن کثیر)

**مبین کا معنی:** رسول مبین۔ معجزات کے ذریعہ سے، حالات گزشتہ بیان کرنے والا یا آیات و براہین کی روشنی میں توحید کو ظاہر کرنے والا یا اللہ کے احکام کا اظہار کرنے والا۔

**شان نزول:** ابن جریر نے قتادہ کے حوالہ سے حضرت ابن عباس کا بیان نقل کیا ہے کہ جب اللہ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو عرب نے اسے قبول کر لیا اور کہنے لگے کہ ہمارے باپ دادا تو یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ نے ہمیں اس کے ساتھ بھیجا ہے، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

شان بلند و برتر ہے (یعنی وہ کسی انسان کو اپنا رسول نہیں بنا سکتا) اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ (اور کہتے ہیں کہ یہ قرآن دونوں بستیوں کے کسی بڑے آدمی پر کیوں نہ اتارا گیا)۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ)

## کافروں کا اعتراض

ان آیات پر بعض خدا ماننے والوں نے مشرکین عرب کے پیش کردہ اعتراض کا جواب دیا ہے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کیا کرتے تھے۔ وہ اصل شروع میں تو وہ یہ باور کرنے پر ہی تیار نہ تھے کہ اللہ کا کوئی رسول انسان ہو سکتا ہے۔ پھر جب ان کا یہ اعتراض قرآن کریم نے جاہلانہ قرار دیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم جیسے انسان کیسے ہیں جبکہ وہ ہماری ہی طرح کھاتے پیتے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے، لیکن جب متعدد آیات قرآنی کے ذریعہ یہ واضح کر دیا گیا کہ یہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی خصوصیت نہیں بلکہ دنیا میں مقدر انبیاء آئے ہی اس لیے تھے کہ انسان ہی رسول بنائے جائیں تو اب انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ اچھا کسی انسان کو نبوت پر چننا ہی تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو کیوں چنا گیا۔ مکہ اور طائف کے کسی بڑے آدمی کو کیوں نہ چن لیا گیا۔ (ابن جریر، ابن ابی حاتم)

## مال و دولت کی زیادتی فضیلت کا سبب نہیں ہے

کفار نے جو کچھ کہا تھا اس کی روح بالکل یہی تھی کہ ہم میں سے اور کوئی نہیں تو کم از کم ولید بن مغیرہ یا عروہ بن مسعود ثقفی جیسے بڑے سردار کو نبی ہونا چاہیے تھا۔ ان کا اشارہ اس طرف تھا کہ جو شخص دولت اور جتھے کے لحاظ سے جتنا بڑا ہو اسی کو اللہ کی طرف سے اتنا ہی بڑا منصب ملنا چاہیے۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے یہ دیا کہ دنیا کی یہ دولت اور یہ سرداری کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کسی کو اللہ کے ہاں مقرب بنا دیتی ہو۔ اگر ہم کافروں کو اس دولت سے مالا مال کر دیتے ہیں جو ہم اپنے مقربین کو دیتے ہیں تو یہ اس بات کی علامت نہیں ہے کہ ہم ان کافروں سے راضی ہیں اور ان کو اپنے ہاں مقرب بنا رہے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (تو نہ دیکھ کر فریفتہ ہو ان کے مال اور اولاد کو، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب میں مبتلا کرے۔ التوبہ ۵۵)۔ اور اسی مضمون کو ایک تیسری جگہ ارشاد فرمایا ہے اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۙ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ (کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں مال اور بیٹوں سے مدد دیتے چلے جا رہے ہیں تو یہ ہم ان کو بھلائیاں دینے میں جلدی کر رہے ہیں؟ نہیں، بلکہ یہ اصل بات کو سمجھتے نہیں ہیں۔ المؤمنون ۵۵-۵۶)۔ اور اسی مضمون کو ایک چوتھی جگہ ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ (تو نہ دیکھ کر فریفتہ ہو ان کے مال اور اولاد کو، اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ ان چیزوں کے ذریعہ سے دنیا کی زندگی میں ان کو عذاب میں مبتلا کرے اور ان کی جانیں کفر کی حالت میں نکلیں۔ التوبہ ۸۵)۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات بالکل واضح کر دی ہے کہ دنیا کی دولت کی زیادتی کوئی فضیلت کی چیز نہیں ہے جو کسی کو اللہ کے ہاں مقرب بنا دیتی ہو۔ اس کا تعلق تو اس امتحان سے ہے جس میں اللہ کے ہاں مقرب ہونے کی حامل بننے کے لیے کچھ اور ہی چیزیں درکار ہیں۔ اس لیے یہ دولت جس کو دی جاتی ہے اس کے حق میں یہ اللہ کی رحمت نہیں بلکہ اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ اور جس کو نہیں دی جاتی اس کے حق میں یہ اللہ کی رحمت نہیں بلکہ اس کی آزمائش ہوتی ہے۔

## کافروں کا اعتراض بے وزن ہے

اس اعتراض کا جواب خود قرآن میں دوسری جگہ دیا گیا ہے جہاں یہ اعتراض نقل کیا گیا ہے کہ اگر قرآن واقعی خدا کی طرف سے کسی بڑے آدمی پر اترنا تھا تو مکہ یا طائف کے کسی بڑے سردار پر اترنا چاہیے تھا (اور کہا جاتا ہے کہ یہ اعتراض ولید بن مغیرہ کا تھا)۔ فرمایا کہ یہ لوگ خود فیصلہ کر رہے ہیں کہ خدا کے منصب رسالت کے لئے ایک شخص کو چنا جائے یا دوسرے شخص کو، اور اس فیصلہ کرنے کا اختیار خود ان کو دیا جا رہا ہے۔ (زخرف ۳۲)

## نبوت روحانی مرتبہ ہے اسکا دولت سے کوئی واسطہ نہیں

اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑی حکومت (اور بڑی دولت) کا مالک ہونا ہی کافروں کے نزدیک بڑائی کا معیار تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ رسالت جیسا منصب ہے اور یہ منصب جسے ملنا چاہیے انہیں کے بقول ملنا چاہیے تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ نبوت ایک روحانی مرتبہ ہے جس کا دنیا کی حکومت اور دولت سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے۔ کہ جس کو اس اونچے مرتبہ پر فائز کیا جائے وہ اخلاقی اور کمالات قدسیہ کا حامل، روحانی اور باطنی تجلیات کا مظہر اور خدا رسیدگی میں ممتاز ہو۔

## کافروں کے نزدیک عظیم آدمی

بعض نے لکھا ہے کہ جاہلیت کے کافروں کی مراد یہ تھی کہ مکہ میں ولید بن مغیرہ اور طائف میں حبیب بن عمرو ثقفی بڑے دولت مند سردار تھے۔ (ابن جریر)

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اس معاملہ میں کہیں نے خدا محمد سے ولید بن مغیرہ اور حبیب بن عمرو ثقفی کے اور طائف سے وہ بن مسعود ثقفی جیسے بڑے لوگوں کو نہ چن لیا۔ (ابن ابی حاتم، سدی)

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ

اور جب پہنچا ان کے پاس سچا دین کہنے لگے یہ جادو ہے

وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝

اور ہم اس کو نہ مانیں گے ۳۰

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى

اور کہتے ہیں کیوں نہ اترا یہ قرآن کسی

رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ۝

بڑے مرد پر ان دو بستیوں میں سے ۳۱

مالک اللہ ہے تم نہیں ... تقسیم ...

اعتراض کا اصولی جواب

... اعتراض ... پہلے ہم ... اصولی ... اس کے بعد ... تفصیلی ... طریقہ ... اعتراض ... جواب ...

اعتراض کا تفصیلی جواب

... تقسیم ... اللہ ... اس ... تقسیم ... اللہ ... تقسیم ... اللہ ... تقسیم ... اللہ

صدقہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل میں شامل فرما لیا۔

واللہ ما صدق الوزی من المصعد حتی احد الحل لہ ولا صدق المصعد من الوزی حتی احد الحل لہ

[illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور [illegible]

## [illegible] سے موضوعی نظام میں [illegible] کا مطالب

اس طرح [illegible] نظر سے [illegible] کا مطالب [illegible] اور [illegible] کی نظر میں [illegible] کا [illegible] کیا [illegible] اور [illegible] کی [illegible] [illegible] [illegible]

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً

اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ سب لوگ ایک ہی طریقہ پر ہو جائیں گے

وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ

ایسے ہوں جو ہم دینے ان لوگوں کو جو کفر کرتے ہیں

بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ

رحمٰن سے ان کے گھروں کے واسطے چھت

فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ۝

چاندی کی اور سیڑھیاں جن پر چڑھیں

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا

اور ان کے گھروں کے واسطے دروازے اور تخت جن پر

يَتَّكِـُٔوْنَ ۝ وَزُخْرُفًا ۭ

تکیہ کر بیٹھیں اور سونے کے

## اللہ کے ہاں دنیا کی بے وقعتی

یعنی اللہ کے ہاں اس دنیا کی مال و دولت کی کوئی قدر نہیں اس لئے اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ کافر لوگ دین حق سے بالکل ہی بے قدرے ہو جائیں گے اگر ایک ہی مصلحت مانع نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ کافروں کے مکانوں کی چھتیں، زینے، دروازے، تخت تک چاندی سونے کے بنا دیتا جس پر وہ چڑھتے اور بیٹھتے مگر اس صورت میں لوگ یہ سمجھتے کہ کافر ہونا اچھا ہے اس لئے بہت سے لوگ اسلام سے ہٹ کر کفر کو اختیار کر لیتے (از موضح) اور یہ چیز مصلحت خداوندی کے خلاف ہوتی اس نے ایسا نہیں کیا کہ حدیث میں ہے کہ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر ایک مچھر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا بھلا جو چیز خدا کے نزدیک اس قدر ہو اس کی کیا وقعت ہو سکتی ہے (از شوکانی) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ کفر کو اللہ نے یہ اکیلا کیسی تو اس کو آراستہ کیا (از موضح)

اور خود ذات میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر کافروں پر ہمیشہ کی دائمی فراوانی کر دی جاتی تو سب لوگ کافر ہو جاتے اس میں سرداروں کی بھلائی اکثریت ہے اور اللہ کے کچھ نیک بندے آج بھی ایسے موجود ہیں جو یہ یقین رکھتے ہیں کہ فقر اختیار کرنے میں دین اور دل کی راحت ہے۔ دنیا کی خاطر فقر اختیار نہیں کرتے اپنے پاس کچھ نہ کچھ رکھتے ہیں اور دنیا کی زندگی بسر کرتے ہیں مگر دل سے اس کی محبت نہیں ہوتی۔ (از موضح)

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ

اور یہ سب کچھ نہیں ہے مگر سامان

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ

دنیا کی زندگانی کا اور آخرت تیرے رب کے

رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝

یہاں پرہیزگاروں کے واسطے ہے

یعنی دنیا کی بہار میں تو سب شریک ہیں مگر آخرت متقیوں کے لئے خاص ہے۔ (از موضح)

## مومنین کے لئے آخرت ہے۔

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ میں فاقوں پر فاقے کاٹ رہے تھے اور گھر میں کھانے کو کچھ نہ تھا اس زمانہ میں ایک مرتبہ آپ کی ازواج مطہرات نے نفقہ کے بڑھانے کا مطالبہ کیا تو آپ نے ان کو اختیار دیا کہ یا تو وہ اسی تنگی پر صبر کریں یا آپ سے علیحدگی اختیار کر لیں۔ اس پر سورہ احزاب کی آیت نازل ہوئی جس میں آپ نے ان کو اختیار دیا۔ اس پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے آپ نے فرمایا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں مگر تم اس میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر لینا۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا وہ کیا بات ہے؟ آپ نے یہ آیت پڑھی۔ حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ کیا میں آپ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں گی؟ میں تو اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو اختیار کرتی ہوں۔ (از ابن کثیر)

اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! بے شک دنیا سرسبز اور شیریں ہے اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنانے والا ہے پھر دیکھے گا کہ تم کیا کرتے ہو۔ پس دنیا سے بچو اور عورتوں سے بچو۔ (از ابن کثیر)

**دنیا کی قیمت۔** حضرت مستورد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سواروں میں شامل تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ایک مرتبہ آپ بکری کے پاس پڑے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم لوگ سمجھتے ہو کہ اس کی قیمت کتنی ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ ہم تو اس کی قیمت کچھ نہیں سمجھتے۔ فرمایا اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ دیتا۔ (از ابن کثیر)

رہے ہو گر اس کو دیکھ کر گھر والوں نے یہاں پھینک دیا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا جی ہاں بے قدر بکری کو اس کے گھر والوں نے پھینکا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ دنیا اللہ کے نزدیک اس بکری سے بھی زیادہ بے قدر ہے اس سے زیادہ اللہ کے نزدیک دنیا کی قدر ہے۔

ابو نعیم نے لکھا ہے کہ ذوالرمہ ذی بال اپنی اونٹنی سے گرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صحابیوں نے یہ کہا ہوا ہے کہ دنیا تو لوگوں کے سامنے آراستہ ہو کر آتی ہے لیکن تو ان کی نظر میں بہت حقیر ہے تو نے ان کے دلوں میں کیا طریقہ اختیار کیا ہے جس سے تو ان کی نظر میں حقیر ہو گئی ہے انہوں نے کہا دنیا کو میں نے اللہ کی نظر میں حقیر جانا ہے اس لئے وہ میری نظر میں حقیر ہو گئی ہے۔ اللہ کی قسم میں نے دنیا کی طرف کبھی توجہ نہیں کی اور نہ کبھی اس کی طرف توجہ کرنا چاہی ہے اور نہ کبھی اس نے مجھ پر کوئی ایسا اقدام کیا ہے جس سے میں اس کو پہچانتا کہ یہ کیا چیز ہے۔ میں نے اپنی دنیا سے عزت کی ہے میں نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا ہے اور جس نے اپنی آخرت سے پیار کیا اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا (یعنی آخرت کو دنیا پر ترجیح دی) (یعنی آخرت کو اختیار کرو) واللہ اعلم۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

"آخرت سے مراد یہاں آخرت کی خوش عیشیاں ہیں اور دنیا سے مراد یہاں کی کامیابی کا مقصد صرف دنیا کا حصول ہے آخرت کی لذتوں کا ان کے لئے حرام ہونا یہ تب ہوتا ہے جبکہ وہ آخرت کی لذتوں کی طلب کو چھوڑ دیں اور ان کی طلب میں کوشش نہ کریں اور یہ ان کے لئے حرام ہے۔ واللہ اعلم۔

باقی رہا آخرت یعنی دونوں کی طلب اللہ کے لئے حرام ہے اہل اللہ نے دونوں میں اللہ کی طلب کو ترجیح دی ہوئی ہے کہ دوسری طرف وہ گھوڑا جو ہم سے بھی نہیں دیکھے ان کے دلوں کی توجہ کبھی اس طرف نہیں ہوئی یہی حکایت ہے آیا ہے کہ دو اسرائیلی ایک نے دوسرے سے پوچھا پانی سے بھرا کوئی مشکیزہ اور دوسرے ساتھی میں آگ کا کٹورا بھرا ہوا جاری تھیں کہ اس نے پوچھا آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا میں جنت کی طرف جا رہا ہوں تاکہ اس پانی سے دوزخ کی آگ کو بجھا دوں اور اس آگ سے جنت کو جلا دوں تاکہ جنت سے لالچ اور دوزخ کے خوف سے کوئی شخص اللہ کی عبادت نہ کرے بلکہ محض وہ اللہ عبادت کرے۔

## حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کا ارشاد

مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے کہ اس قول کو پڑھ کر پہلی تھا سلوک کی منزل میں تھا مومن کا فرض ہے کہ جنت کا خواہش مند ہو صرف اس وجہ سے کہ وہ اللہ کی رضا جوئی کا مقام ہے اور دوزخ سے اللہ کی پناہ کا طلب گار ہو نہ کہ دوزخ کی آگ اور زنجیر اور غضب کا کوئی ہے ہمیں کوئی علاقہ جنت کی تمنا اور دوزخ سے بچنے کی خواہش ہی خواہش دیدار الٰہی کی طلب پر ہوتی ہے کہ ایک مؤمن رضوان اور اللہ کا طالب ہے۔

## طلب معیشت اسباب میں حرام ہے

طلب معیشت اسباب میں حرام نہیں ہوتا جائز ہے بشرطیکہ اللہ اور اس کے بندوں کی نافرمانی نہ ہو نہ طلب معاش جائز بلکہ فرض ہے رسول اللہ

وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ

جو اندھا بنے رحمٰن کی یاد سے

نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ

ہم اس پر ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں پھر وہ اس کا ساتھی

حق سے منہ موڑنے کا عذاب: یعنی جو شخص

وَإِنَّهُمْ لَيَصُدُّونَهُمْ عَنِ السَّبِيلِ

اور وہ ضرور انہیں روکتے ہیں راہ سے

وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُهْتَدُونَ

اور سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں

لفظ کے دو معنی ہیں ان دونوں معنی کے لحاظ سے

اور یہی تم تمنا بھی باقی نہیں رہتی۔ (تفہیم دل)

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ

یہاں تک کہ جب وہ آئے گا ہمارے پاس کہے گا کسی طرح

بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ

کاش میرے اور تجھ میں مشرق و مشرق کا سا

فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ۝

تو کیا برا ساتھی ہے ☆

بے وقت حسرت: یعنی خدا کے ہاں پہنچ کر کہے گا کہ کیسے برے دھوکے میں تھے۔ اس وقت حسرت اور غصہ سے منہ چبائے گا کاش یہ اور تیرے درمیان مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا اور تیرا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ ظالم خود اب تو بھگت رہا ہے، حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی دنیا میں شیطان نے بہکایا، پر چلتا ہے اور وہاں اس کی صحبت سے پچھتائے گا۔ جس طرح کا ساتھی شیطان کسی کو جن ملتا ہے کسی کو آدمی"۔ (تفہیم القرآن)

حضرت ابوسعید خدری کا بیان ہے کہ جب کافر کو جہنم میں اٹھایا جائے گا تو اس کے ساتھ اس کے شیطان کو بھی اکٹھا کر دیا جائے گا شیطان اس سے الگ نہ ہوگا یہاں تک کہ دونوں دوزخ میں داخل ہوں گے۔ (ابن کثیر)

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ

اور کچھ فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جب کہ تم نے ظلم کیا تھا

اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ۝

اس بات سے کہ تم عذاب میں شامل ہو ☆

## کسی صورت عذاب میں تخفیف نہ ہوگی

آیت کا مقصد یہ ہے کہ جس مصیبت میں تم خود گرفتار ہونے جا رہے ہو اس میں تمہارے ساتھ تمہارے سب شریک ہیں، تو کچھ اسی معلوم ہونے لگتی ہے مشہور ہے کہ "مرگ انبوہ جشنے" اور اگر دوزخ میں تم مرشد اور لیڈر اور دوست اور متبوعین کو عذاب میں شریک ہوتا نہیں دیکھو گے تو عذاب کی شدت ایسی ہوگی جس طرح کی تلی ہوئی باتیں سنتے ہیں تخفیف نہیں ہوگی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی کافروں کے کہ آخر ہوں نے ہم کو عذاب میں ڈالا، اب بھاگتے نہیں بنتی اگر دھرا بھی پکڑا اپنا تو اس کا کیا فائدہ"۔ (موضح القرآن)

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى

کیا تو سنائے گا بہروں کو یا سجھائے گا

الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ

اندھوں کو اور جو شخص کہ ہے گمراہی میں صریح

مُّبِيْنٍ ۝ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا

تو پھر اگر ہم تجھ کو یہاں سے لے جائیں

مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ۝ اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ

تو ہم کو ان سے بدلہ لینا ہے یا تجھ کو دکھا دیں جو ان سے وعدہ کیا ہے

وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ

ظہرایا ہے تو ہم ان پر بھی قادر ہیں

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِىْٓ اُوْحِىَ اِلَيْكَ

سو تو مضبوط پکڑ اس کو جو آئی تجھ کو حکم بھیجا

اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

تو ہے بیشک سیدھی راہ پر ☆

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی

یعنی ہم جس کو چاہیں راہ دکھا دیں یا بہروں کو کون سنا سکتا ہے اور جو صریح گمراہی اور کھلی ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں ان کو تو کیونکر ہدایت نصیب ہو سکتی ہے۔ بہرحال ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ آپ کے ذمہ صاف صاف پہنچا دینا آپ کے اختیار میں ہے وہ پہنچا دیا۔ آپ کی آواز میں تاثیر پیدا کر دے۔ جو چاہے آپ اس کو سنا دے۔ جو چاہے نہ سنے۔ یہ سب باتیں آپ کے اختیار میں نہیں۔ آپ کو ان باتوں کا مکلف نہیں کیا گیا۔ آپ کا کام صرف پہنچا دینا ہے۔ وہ آپ نے پورا کر دیا۔ اب آپ کو ان کی ہدایت کی فکر میں نہ پڑنا چاہیے۔ آپ کے سپرد جو کام کیا گیا ہے اس کو پورا کیجئے۔ وہی ان کے اعمال کی سزا دے گا۔ اگر آپ کی وفات کے بعد بھی آپ اور آپ کا کھلا ہوا دین آپ سے بہتر صورت نہ دنیا سے نکال کر لے جائے جس میں ہوں ہمیشہ کو سزا دینے پر قادر ہیں پھر تو کیونکر بچ سکتے ہیں ہوں گے آپ کا کام یہ ہے کہ حق کی آواز اور جو حکم ہم نے آپ پر مضبوطی کے ساتھ جاری رہیں اور برابر اپنا فرض ادا کئے جائیں کیونکہ یا کہیں دنیا راستہ پر جائے آپ اٹھائے قبض سے سیدھی راہ پر ہیں جس میں ایک قدم بھی ادھر ادھر بچنے کی ضرورت نہیں۔ کسی کی پرواہ کی نہ آدمی کی طرف توجہ کرنے کی حاجت ہے۔ (موضح القرآن)

آیت مذکورہ میں مشرکین مکہ سے مراد وہی جدلی لوگ ہیں جنہ نے ان سے استفسار کیا۔ اکثر اہل تفسیر کا یہی قول ہے۔

حضرت ابو رقاء کا قول ہے کہ امت اسلامیہ سے مراد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو امت مسلمہ کے درمیان آپس میں کوئی ایسی بات نہیں ہوئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تکلیف دہ اور رنجیدہ ہوتی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد امت محمدیہ شدید عذاب (باہمی جدال وقتال اور کفر و نفاق) میں مبتلا ہو گئی۔

روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں جو حوادث دکھائے گئے جو سب کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیش آنے والے تھے اس خواب کے بعد وفات تک آپ کو کبھی خندہ اور فراخ جبیں نہیں دیکھا گیا۔

عبدالرحمٰن بن مسعود العبدی کا بیان ہے کہ حضرت علیؓ نے ان آیات کی تلاوت کے بعد فرمایا اللہ کے نبی چلے گئے اور اللہ کا عذاب اس کے دشمنوں کے لئے باقی رہ گیا۔ (تفسیر عثمانی)

**آیت کا حاصل مفہوم:** مقصود یہ ہے کہ پیغمبر بھیجے وعدے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دکھلا دیں گے اور بعض وعدے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ظہور پذیر ہوں۔ غرضے جو وعدے کئے ہیں، ضرور بالضرور پورے ہوں گے۔ کوئی وعدہ کسی طرح سے پورا نہ ہو اس اعتبار سے واقع ہوا کہ بعض وعدے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں پورے ہو گئے جیسے فتح خیبر اور مکہ کا اور بعض وعدے جیسے فارس اور روم کی فتح کا وعدہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے زیادہ بعید میں واقع ہوئے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء راشدین کے زمانے میں پورا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیشہ بعثت سے تاحین وفات فارس اور روم کی فتح کا وعدہ دیتے رہے۔ اور فرماتے رہے کہ اللہ تعالیٰ اس دین کو کیا اہل طری و امصار اور کیا اہل بادیہ و صحرا غرض سب کے گھروں میں پہنچا دے گا۔ خواہ عزت اور خواہ ذلت عزت تو یہ کہ مشرف باسلام ہوں گے اور ذلت یہ کہ جزیہ اور خراج دینے ہوں گے اسلام کا جانچ گھٹ دیکھیں گے اور ظاہر ہے کہ فتح فارس اور روم کی فتح کا وعدہ ایسی حیات مبارکہ سعادت میں ظہور پذیر نہیں ہوا بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلفاء راشدین کے زمانہ میں پورا ہوا اور جس کے ہاتھ پر اللہ کے وعدے پورے ہوئے ہیں ان کا اللہ نے اپنے نبی سے بعد وعدہ کیا تھا۔ وہی اس کے نبی کا خلیفہ برحق ہے۔ (معارف و مسائل)

**وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ**

اور یہ قرآن ضرور تیرا اور تیری قوم کا ☆

**اعزاز و ترقی کا سامان:** یعنی قرآن کریم تیرے اور تیری قوم کے لئے خاص فخر و شرف کا سبب ہے۔ اس سے بڑی عزت اور خوش نصیبی کیا ہوئی کہ عرب کا کلمہ اور ساری دنیا کی نجات و فلاح کا دستور العمل اول کی زبان میں نازل ہوا اور وہ اس کے اولین مخاطب قرار پائے۔ حاضر ہونے پر یہ فخر، اس نعمت عظمیٰ کی قدر کرنے پر اور آن جہاں سب کے لئے عیش پا نعمت ہونے پر اس کی ہدایات پر عمل کرنے سب سے پہلے ہمارے ہی تو اولین مددگاروں کے مستحق ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

**مستقبل کیلئے بشارت:** اور عنقریب تم سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔ یہ بھی ایک گہرا تہدید ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ جس چیز کا لوگ ہونے کے باوجود ظاہر باطن کی شرافت سے مشرف و ممتاز ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے دعوگار ہوں گے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے خلیفہ ہوں گے اور بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہوں گے۔ (از الخفا ۵۵۵ ملخصاً کذا فی الموضح)

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا شرف:** حضرت عدی بن حاتم نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے سنا آپ فرما رہے تھے اور فرمایا میرے لئے اس نے مجھے میری قوم کے شرف عطا فرمایا اور فرمایا وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ سائل نے اپنی کتاب میں (اس آیت میں) میری قوم کو ذکر اور شرف عنایت فرمایا اس کے بعد فرمایا وَاسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ پس اللہ کا شکر ہے کہ اس نے صدیق اکبرؓ کی قوم سے خاتم النبیین کی میری قوم سے پیدا کیا سو ہمارا سوال اور میری قوم سے کیا۔ پھر تعجب نہیں کہ مخالف پلٹ کر کہنے لگیں کہ تم نے قریش کو کہاں عرب سے اختصاص قریش کی بھی بعد برکت درخت ہے جس کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ سو اس سے مراد ہے شرف اسلام جس کی ہدایت اللہ نے قریش کو کی اور انہوں نے اس شرف کا اول بنایا۔ حتیٰ کہ بعد قریش کے حق میں اللہ نے سورۂ برأت نازل فرمائی۔

حضرت عدی بن حاتم کا بیان ہے میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کبھی ذکر خیر آیا اور آپ خوش نہ ہوئے ہوں اتنے خوش کہ چہرۂ مبارک پر مسرت کے آثار صاف لوگوں کو دکھائی دے جائے اور آپ کا یہ آیت وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ پڑھا کرتے تھے۔

**قریش اور عرب کی فضیلت:** حضرت ابوہریرہؓ کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ یہ امر قریش میں رہے گا جو کوئی ان سے دشمنی کرے گا اللہ اس کو سر کے بل گرا دے گا جب تک وہ دین کو سیدھا رکھیں گے (یعنی دین پر قائم رہیں گے)۔

جو ہم نے کہی قومیں سے پہلے تیرے طرف تو اُن کی بستیوں میں ڈر سنانے والے آئے (ہدایت کرنے والے) آئے پھر جب وہ ان کے پاس آئے تو وہ ان کو جھٹلاتے رہے پھر ہم نے ان کو ایک دوسرے کے پیچھے ہلاک کر ڈالا اور ہم نے ان کو (عبرت کے لئے) کہانیاں بنا دیا سو ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان نہیں لاتے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے پہلی قوموں کی طرف رسول بھیجے اور ان کو ہدایت کی راہ دکھائی مگر انہوں نے ان کی تکذیب کی اور ان کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو ہلاک کر دیا اور ان کے قصے کہانیاں بنا دیئے تاکہ بعد میں آنے والے لوگ ان سے عبرت حاصل کریں۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ ہر قوم میں رسول آتے رہے ہیں اور ان کی تکذیب کی وجہ سے ان قوموں کو ہلاک کیا گیا ہے۔ اس لئے یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی رسول نہیں آیا اور آپ کی دعوت کے سوا کوئی دعوت نہیں تھی، قرآن کریم کی تکذیب ہے۔

## قرآن کے بارے میں پوچھ ہوگی

اور بھی آگے چل کر ہم یہ پڑھتے ہیں کہ اس دعوت کے بارے میں ان قوموں سے بھی پوچھ ہوگی (کہ انہوں نے اس دعوت کا کیا جواب دیا تھا؟ ناقل)

یہی قیامت کے دن ہم سب سے قرآن کے متعلق پوچھ ہوگی اور دنیا کی ہر قوم سے پوچھا جائے گا کہ قرآن کریم کی پیش کردہ تعلیم پر تم نے کیا عمل کیا؟ ارشاد فرمایا:

وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ

اور پوچھ لے (اے رسول) جو بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے

مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ

کئی رسول ہم نے (تجھ میں اور ان میں)

الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾

سوائے اللہ عالم کے کہ پوجے جائیں؟

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کوئی انوکھی نہیں

(۲) یعنی آپ کی دعوت ہی ہے جو پہلے نہیں ہے، ہم نے پہلے بھی رسول بھیجے ہیں، کیا ان سے پوچھ لیا گیا ہے کہ تم نے کیا دعوت پیش کی تھی؟ کیا ان کی دعوت میں بھی یہ بات تھی کہ اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کی جائے، یا ان کی دعوت یہ تھی کہ صرف اللہ کی عبادت کرو، اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو؟ (جیسے شیعہ حضرات میں سوگ کی مجالس کے جلوس نکالنے کا تعین کر دیا گیا ہے اور اس تعین کو ضروری سمجھا جاتا ہے، اس طرح کی مجالس کا ثبوت پیش کیا جائے۔ ناقل) اگر ایسا ثبوت نہیں ہے تو پھر آپ کی دعوت انوکھی نہیں ہے، اس لئے اس پر اعتراض کرنا بے جا ہے۔

## انبیاء کے صحیفوں میں توحید کی تعلیم

موجودہ بائبل میں بھی یہ بات موجود ہے کہ خدا کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے، اس کے سوا کوئی بڑی نجات دہندہ نہیں ہے (یسعیاہ ۴۳: ۱۱)

اور "میں سوا میرا کوئی بچانے والا نہیں۔ خدا ایک ہی ہے اور بیچ میں (یسعیاہ ۴۵: ۲۱) اور حضرت داؤد علیہ السلام کے صحیفہ میں ہے۔

"میں ہی خداوند ہوں اور کوئی نہیں میرے سوا کوئی خدا نہیں" (استثناء ۳۲: ۳۹) مشرق سے مغرب تک لوگ جان لیں کہ میرے سوا کوئی نہیں میں ہی خداوند ہوں اور کوئی دوسرا نہیں" (یسعیاہ ۴۵: ۶)

اور حضرت مسیح علیہ السلام کا یہ قول تو ہر ایک کو معلوم ہے۔

"اے اسرائیل سن! خداوند ہمارا خدا ایک ہی خداوند ہے اور تو خداوند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل اور اپنی ساری طاقت سے محبت رکھ" (مرقس ۱۲: ۲۹، ۳۰)

انجیل برنباس میں ہے کہ

"اور یہودی یہ کہتے ہوئے ہر وقت مزاحمت کرتے ہیں کہ خدا ایک ہے اور یہودی یہ کہتے ہیں کہ وہ خدا خدائے واحد ہے۔ برحق اور توحید صحیح کو ہمارے نبی نے سکھایا ہے جیسا کہ موسیٰ نے کہا ہے" (ص ۵۲)

نماز پڑھا رہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز حالت رکوع میں جبرئیل نے بتایا کہ وَمَثَلُ مَنْ تَرَكَ مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَا (آپ سے پہلے جو انبیاء ہم نے بھیجے تھے ان سے ہدایت کی راہ اس طرح صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مجھے بھی خدا کی طرف سے یہ مسئلہ بتایا گیا ہے۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى

اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر

فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهِۦ فَقَالَ إِنِّى رَسُولُ

فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس کیونکہ میں بھیجا ہوا ہوں

رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ ۝ فَلَمَّا جَآءَهُم بِـَٔايَٰتِنَآ

جہانوں کے پروردگار کا جب وہ ان کے پاس ہماری نشانیاں

إِذَا هُم مِّنْهَا يَضْحَكُونَ ۝

وہ ان سے ہنسی کرنے لگے

(پہلی نشانی جو دکھائی گئی)

وَمَا نُرِيهِم مِّنْ ءَايَةٍ إِلَّا هِىَ أَكْبَرُ

اور ہم جو دکھاتے تھے ان کو نشانی سو بڑی ہے

مِنْ أُخْتِهَا ۖ

اگلی سے

(پہلی نشانی جو دکھائی گئی)

یہ بھی ایک عصا تھا جو فرعون کے دربار میں پیش ہوا تھا مگر اس کی عظمت کا اندازہ اس کے مقابلہ سے ہوتا ہے۔

اکبر کا مطلب:

ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر بڑا ہوتا ہے مگر کوئی ایسا بڑا ہوتا ہے جس کی بڑائی کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ اس کی بڑائی کا اندازہ اس کے مقابلہ سے ہوتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ

من لقی منهم غلظ لاقیت منه غلظ

جس مخلوق کی بھی ملاقات ہوئی اس کی سختی کا اندازہ اس کے مقابلہ سے ہوتا ہے۔ اسی طرح ان میں سے ہر نشانی دوسری نشانی سے بڑی ہوتی تھی۔ ایک نشانی دوسری نشانی کے مقابلہ سے بڑی ہوتی تھی۔ ایک نشانی دوسری نشانی کے مقابلہ سے بڑی ہوتی تھی۔

وَأَخَذْنَٰهُم بِٱلْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ

اور پکڑا ہم نے ان کو عذاب میں تاکہ وہ

يَرْجِعُونَ ۝

باز آئیں

(دوسری نشانی جو دکھائی گئی)

وَقَالُوا۟ يَٰٓأَيُّهَ السَّاحِرُ

اور بولے اے جادوگر

(تیسری نشانی جو دکھائی گئی)

ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ ۖ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ۝

ہمارے لیے اپنے رب سے جس کا اس نے تجھ سے عہد کیا ہے بیشک ہم راہ پر آ جائیں گے

قوم کی فرمائش ہوتی ہے تو پیغمبر سے ہوتی ہے۔ اس کی نشانیاں دیکھ کر ہی قوم ایمان لاتی ہے۔ اس لیے ہر نشانی کے بعد قوم کا مطالبہ ہوتا ہے۔ ہم نے ان کو یہ نشانی دکھائی ہے۔ اب ہم ایمان لے آئیں گے۔

فرعونیوں کی دھوکہ بازی:

فرعونیوں نے حضرت موسیٰ سے معجزہ دیکھ کر ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لیے ہر نشانی کے بعد حضرت موسیٰ سے عذاب ٹلنے کی دعا کرواتے تھے۔ جب عذاب ٹل جاتا تھا تو پھر ایمان لانے سے انکار کر دیتے تھے۔ اس لیے ہر نشانی کے بعد حضرت موسیٰ سے عذاب ٹلنے کی دعا کرواتے تھے۔ جب عذاب ٹل جاتا تھا تو پھر ایمان لانے سے انکار کر دیتے تھے۔

بعض نے کہا کہ یہ لفظ ساحر کہنے کا مطلب یہ تھا کہ اے بڑے عالم۔

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ ٱلْعَذَابَ إِذَا هُمْ

پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا

يَنكُثُونَ ۝

(اسی وقت) وہ عہد توڑنے لگے

بنی اسرائیل کی بدعہدی

یہی حال بنی اسرائیل کا ہے۔ بنی اسرائیل کی بدعہدی کی تفصیل قرآن میں بھی ہے اور

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ

يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ

الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا

تُبْصِرُوْنَ ۝

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ

اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ۝

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۭ اِنَّهُمْ

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا

انتقمنا منہم فاغرقنہم اجمعین فجعلنہم سلفا ومثلا للاخرین

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا پھر ان کو ایک ساتھ غرق کر دیا۔ ان کو پچھلوں کے لیے عبرت اور بعد کی آنے والی نسلوں کے لیے ایک مثال بنا کر رکھ دیا۔

انتقام کی صورتیں: واضح رہے کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جب کسی انسان کو انتقام لینے کا ذکر کرتا ہے تو اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں پر مواخذہ ہوتا ہے۔ کبھی وہ دنیا میں ہی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ جاتا ہے۔ پھر بعض دفعہ اللہ تعالیٰ کی گرفت کی یہ صورت ہوتی ہے کہ اس کی آیات کو جھٹلانے والوں کو ان کی سرکشی، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں اپنی طاقت کے گھمنڈ اور آپ سے دشمنی کی بنا پر یکلخت ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ کبھی وہ اس طرح پکڑ میں آتا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو ان کے ظلم و ستم سے نجات دلانے کے لیے ہجرت کرنا پڑتی ہے۔ پھر ہجرت کے بعد کبھی وہ بدر کے میدان میں ذلت کے ساتھ قتل ہوتا ہے اور کبھی فتح مکہ کے موقع پر اس کا سر قلم کیا جاتا ہے۔ کبھی وہ حنین اور طائف کے معرکوں میں شکست کھاتا ہے اور کبھی تبوک کے علاقہ میں اس کی ہمت جواب دے جاتی ہے۔ کبھی وہ اپنے ہی گھر میں اپنے بیٹے کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے اور کبھی اپنے ہی گھر میں اپنے بھائیوں کے ہاتھوں قتل ہوتا ہے۔ کبھی وہ

ہے جہاں مرد عورتیں جو کسی کو کھلم کھلا قتل نہیں کرتے لیکن ان کی بعض حرکتیں ایسی ہوتی ہیں جو قتل کے برابر ہیں مثلاً زنا، بدکاری، ہم جنسی، بے حیائی کی ترغیب دینا، فحش فلمیں بنانا، ان کی نمائش کرنا، ان کے ذریعے کمانا، ان کی تشہیر کرنا، یہ سب کام ایسے ہیں جو قتل کے برابر ہیں۔ ان کے ارتکاب کرنے والے بھی قتل کے برابر ہیں۔ ان کے لئے بھی وہی سزا ہے جو قاتل کے لئے ہے۔ اسی لئے ان کاموں کو بھی قتل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ ﴿وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾ "اور جو اللہ کی حرام کی ہوئی جان کو ناحق قتل نہیں کرتے اور بدکاری نہیں کرتے اور جو شخص یہ کام کرے گا وہ سزا پائے گا۔" (تفسیر جلالین)

### اِلَّا جِدًّا کا مطلب:

پہلوگ جو کہتے ہیں کہ آیت ﴿مَا مِنْ أَحَدٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَالْيَهُودِ وَالنَّصَارَىٰ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ﴾ میں عموم ہے یہ جہاں معنوں میں عموم ہے وہاں اس سے مراد کافر مرد اور کافر عورتیں ہیں آیت میں ﴿يَمُوتُ وَهُوَ كَافِرٌ﴾ کا لفظ اگرچہ عام ہے لیکن یہ عام مخصوص البعض ہے۔

### جہنم سے کی نحوست:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم پر ہر روز جب کوئی قوم گرے گی تو وہ کہے گی (یعنی جہنم کہے گی) کہ کیا کوئی اور بھی ہے (جو مجھ میں گرے) (یعنی میں بھر گئی ہوں) پھر جب وہ قوم گرے گی تو جہنم کہے گی

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝ وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ
الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

☆ یعنی قیامت کے آنے میں شک نہ کرو۔ اور جو سیدھی راہ (بیان
کی جا چکی) اس پر چلے آؤ۔ یہی سیدھا راستہ ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

فلا تمترن بها۔ یعنی اس میں شک نہ کرو۔ قیامت ہے۔

خطاب تم کو جتلانے سے مقصود ہے کہ اب بھی اتباع حق سے تم کو روک رہا ہے

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ
جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ

وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ
تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ
هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۝ هٰذَا
صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ۝

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ

کامل ہوئے۔ پھر فرمایا کہ آگے چل کر کئی فرقے بن گئے جو اصل حضرت مسیح علیہ السلام کا دین بتلاتا ہے کوئی ان کو تین خدا خیال میں ایک کہتا ہے کوئی کچھ اور کہتا ہے حضرت مسیح علیہ السلام کی اصلی تعلیم پر ایک نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

امت عیسیٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئی، باہمی ظلم سے بیسیوں اور پھانسیوں کا مجموعہ مرد ہے۔ تو بیل بنی بدی یا کرت (ادر قرطبی) ہے۔ (تفسیر مظہری)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ

سو خرابی ہے کافروں کو آفت سے دکھ

يَوْمٍ أَلِيمٍ ۝ هَلْ يَنظُرُونَ إِلَّا

والے دن کی اب یہی ہے کہ راہ دیکھتے ہیں

السَّاعَةَ أَن تَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ

قیامت کی کہ آ گہری ہو ان پر اچانک اور ان کو

لَا يَشْعُرُونَ ۝

خبر بھی نہ ہو ☆

منکرین کی ہلاکت کا اعلان: ایسے کھلے بینات اور واضح ہدایات کے باوجود بھی جو لوگ نہیں مانتے تو خود وہ کافر ہے مستحق ہیں۔ ان کے حال کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ قیامت ایک جہان کے سر پر آ کھڑی ہو تب انہیں کچھ ہوش آئے گا مگر اس وقت کا ماننا کیا فائدہ دے گا۔ (تفسیر عثمانی)

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا: ان لوگوں کے لئے جنہوں نے خرابیات کی پیروی کر کے اور کفر و شرک اختیار کر کے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ: یعنی آخرت میں۔

## ناجی فرقہ اہل سنت والجماعت ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم ہم ہر میری امت پر وہی حالت آئے گی جو بنی اسرائیل پر آئی اور بنی اسرائیل میں سے کسی نے علی الاعلان اپنی ماں سے زنا کیا تو میری امت میں سے بھی کوئی ایسا کرے گا بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی کہ سوا ایک فرقہ کے سب فرقے دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ (جنتی) جماعت کونسا گروہ ہوگا فرمایا جو اس طریقہ پر چلتا ہوگا جس پر میں اور میرے صحابی ہیں۔ (ابن کثیر، قرطبی۔ تفسیر مظہری)

## الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

جتنے دوست ہیں اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے

## عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝

مگر جو لوگ ہیں ڈر والے ☆

قیامت کی ہیبت: اس دن دوست سے دوست بھاگے گا کہ اس کے سبب سے کہیں میں نہ پکڑا جاؤں۔ دنیا کی سب دوستیاں اور محبتیں منقطع ہو جائیں گی۔ آدمی پچھتائے گا کہ خلاف شریر آدمی سے دوستی کیوں کی تھی جو اس کے اکسانے سے آج گرفتار مصیبت ہوا یا اسوقت بڑا کر گھر میں محبوب کی صورت دیکھنے سے بیزار ہوگا۔ بلکہ جن کی محبت اور دوستی اللہ کے واسطے تھی اور اللہ کے خوف پختی تھی وہ کام آئے گی۔ (تفسیر عثمانی)

الْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ: بخاری نے اس آیت کے ذیل میں حضرت علی کا ارشاد نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا (دوست مومنین اور دوست کافر ہوتے ہیں ایک مومن مر جاتا ہے تو عرض کرتا ہے اے میرے رب فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کرنے کا مشورہ دیتا تھا مجھے نیک کام کرنے کا حکم دیتا تھا اور برے کام سے روکتا تھا اور مجھے سے کہتا تھا کہ ایک دن مجھے تیرے سامنے آنا پڑے گا اے میرے رب میرے بعد تو اس کو گمراہ نہ کرنا اور جیسے تو نے مجھے راہ راست پر چلنے کی توفیق دی ایسی ہی اس کو بھی ہدایت پر قائم رکھنا اور جس طرح تو نے میری مغفرت الوہیتی کی اسی طرح اس کی بھی مغفرت فرمانی کرتا جب اس کا دوست مرتا ہے تو دونوں کو یکجا کر کے کہا جاتا ہے تم دونوں ایک دوسرے کی تعریف کرو چنانچہ ہر ایک دوسرے کے متعلق کہتا ہے بھائی بھائی سچا دوست بھی اچھا ساتھی ہے۔

اور جب دو کافر دوستوں میں سے ایک عرض کرتا ہے اے میرے رب فلاں شخص مجھے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت سے منع کرتا تھا برے کام کرنے کا مشورہ دیتا تھا اور نیک کام سے روکتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ مجھے تیرے پاس آنا نہیں ہے تو دوسرا بھائی اور دوست اور برا ساتھی ہے۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا میری عظمت، بزرگی کے واسطے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں آج میں ان کو اپنے سایہ میں جگہ دوں گا آج میرے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہیں۔ (مسلم)

اللہ کیلئے محبت کرنے والے: حضرت ابوہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتہ کے دستے ہاتھ میں محبت کرنے والے ہوں گے ایک مشرق میں ہوں گے اور دوسرا مغرب میں۔ اللہ قیامت کے دن ان دونوں کو ایک جگہ کر دیگا اور فرمائے گا یہی وہ شخص ہے جس سے تو

میرے لئے محبت کو جذب کر لیتا ہے (رواہ البخاری عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ بحوالہ تفسیر عثمانی)

## دوستی درحقیقت وہی ہے جو اللہ کے لئے ہو

اس آیت نے یہ بات کھول کر بتا دی کہ یہ محبت و تعلقات جن پر انسان دنیا میں مدار کرتا ہے اور جن کی خاطر حلال و حرام ایک کر ڈالتا ہے قیامت کے روز یہ صرف یک بگی کا منظر پیش کریں گی بلکہ عداوت میں تبدیل ہو جائیں گی چنانچہ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت حضرت علی کا یہ ارشاد مصنف عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم کی روایت سے نقل کیا ہے کہ دو دوست خواہ مخواہ تھے اور دونوں کافر تھے ان میں سے ایک کا انتقال ہوا اور اسے جنت کی خوشخبری سنائی گئی تو اسے یاد آیا کہ اس نے دعا کی تھی کہ یا اللہ! میرا فلاں دوست مجھے آپ کے رسول کی اطاعت کی وجہ سے گمراہ کرتا تھا بعد کو اس کا علم ہوا اور برائی سے روکتا تھا اور یاد دلاتا رہتا تھا کہ مجھے ایک دن آپ کے پاس حاضر ہونا ہے خدایا اللہ! اس کو میرے بعد گمراہ نہ کیجئے تاکہ اسے بھی (جنت کے) وہ مقام دیکھ لینے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں اور آپ جس طرح مجھ سے راضی ہوئے ہیں اسی طرح اس سے بھی راضی ہو جائیں۔ اس دعا کے جواب میں اس سے کہا جائے گا کہ جاؤ اگر تمہیں معلوم ہوتے کہ میں نے تمہارے اس دوست کے لئے کیا اجر و ثواب رکھا ہے تو تم رو دو گے اور اسے زیادہ اسکے بعد جب دوسرے دوست کی وفات ہو چکے گی تو دونوں کی ارواح جمع ہوں گی باری تعالیٰ ان میں سے ہر ایک کا شکر بیان کرے گا ہر شخص دوسرے کی تعریف کرے گا تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں یہ کہے گا کہ وہ بہترین بھائی، بہترین ساتھی اور بہترین دوست ہے۔

اس کے برخلاف جب دو کافر دوستوں میں سے ایک کا انتقال ہوگا اور اسے بتایا جائے گا کہ اسکا نعم البدل دوزخ کے گا تو اسے یاد آئے گا کہ اس نے دنیا میں اپنے دوست کو کیا کیا نصیحتیں کی تھیں اور کس طرح اس کی مخالفت کرتا رہا تھا۔ میرا فلاں دوست مجھے آپ کی اور آپ کے حق کی نافرمانی کرنے کا حکم دیتا تھا اور مجھ سے کہتا تھا کہ میں کبھی آپ کے حضور حاضر نہ ہوں گا۔ یا اللہ! اس کو میرے بعد ہدایت سے نہ روکیئے تاکہ وہ (دوزخ کے) وہ مقام دیکھ لے جو آپ نے مجھے دکھائے ہیں اور آپ جس طرح مجھ سے ناراض ہوئے ہیں اسی طرح اس سے بھی ناراض ہو جائیں۔ اسکے بعد دوسرے دوست کا بھی انتقال ہو جائے گا تو دونوں کی روحیں جمع کی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کی تعریف کرے تو ان میں سے ہر ایک دوسرے کے بارے میں کہے گا یہ بدترین بھائی بدترین ساتھی اور بدترین دوست ہے۔ (ابن کثیر ۴۳ ج ۴ کا باقی) ان تفصیلات سے دنیا کی محبتوں کے خاتمہ پر بدترین انجام کا اندازہ ہو جاتا ہے اور اللہ کے لئے ہو۔ جن لوگوں کی محبتیں اللہ کے لئے محبت کرنے کے بڑے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ یہ محبتیں حشر میں یوں کھڑے اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے اور اللہ کے لئے محبت کا مطلب یہ ہے کہ دوسرے سے اس بنا پر تعلق ہو کہ وہ اللہ کے دین کا سچا پیرو ہے چنانچہ علم دین کے استاد، شیخ اور مرشد علماء صالحین اللہ سے ڈرنے والے تمام مسلمانوں سے ایسے محبت ہی ہوگی۔ (معارف مفتی اعظم)

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ

اے بندو میرے تم پر ڈر ہے تم پر آج کے دن اور نہ تم

اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ۝

غمگین ہو گے ۔

(یعنی جنت کے کاروبار تمہیں کچھ غم نہ ہونے دیں گے۔ خیر حلی)

نحوی ترکیب: یہ جملہ مستانفہ ہے یعنی نحوی اعتبار سے پچھلی فصل سے الگ ہے یعنی انسان نحوی کو دیکھنے والے ہر مضمون سے مزہ اٹھائے گا اسے میرے بندو آج تم کو کوئی طرف سے غمگین ہونا ہے۔

مولانا عبدالرحمٰن کیلانی لکھتے ہیں: حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے باپ کی رہنمائی سے جن باتوں کا پہلے سے علم حاصل کیا تھا اس سے یہ بات بھی تھی کہ جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ہر ایک شخص پر ہولناکی طاری ہوگی اس وقت (اللہ کی طرف سے) ایک منادی ندا دیگا يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ یہ سن کر لوگوں کو کچھ امید بندھے گی تیسری ندا منادی کی یہ ہوگی۔ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ یہ سن کر سوائے صالحین کے سب لوگ اداس ہو جائیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝

جو یقین لائے ہماری باتوں پر اور رہے حکم بردار ۔

(ایمان و اسلام ہم معنی دل سے یقین کرنا اور جوارح سے اس کے حکم ماننے کے مرتبے ہیں یہاں ان دونوں کا فرق ظاہر ہوتا ہے جیسا کہ حدیث جبرئیل میں اس کا تفصیلی بیان ہوا ہے۔ (منہ حقانی)

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ

چلے جاؤ جنت میں تم اور تمہاری عورتیں

تُحْبَرُوْنَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ

کہ تمہاری عزت کریں۔ لئے پھریں گے آگے پاس رکابیاں

وَّاَكْوَابٍ ۚ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ

اور کوزے اور اس میں جو من چاہے

وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

اور آنکھ کو لذت دے اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے ۔

(یعنی طعام لئے پھریں گے۔ خیر حلی)

تفسیر: یعنی تم خوش ہوتے ہو کہ تمہارے لڑکے تمہارے بعد تمہاری جگہ لیں گے اور تمہارا نام مشہور کریں گے اور تمہارے بعد تمہاری عبادت مستقل ہوگی اور تمہارا کام ہی سے شرف پائیں گے تم ان کا ترکہ لے کر آخرت کو چلے جاؤ گے اس لئے تمہارے لڑکے تمہارا نام نہیں بلکہ تمہارا ترکہ کھانے کی فکر میں ہیں۔ خوشیوں والی کوئی بات نہیں ہے تمہاری چیز تمہارے ہاتھ سے نکل رہی ہے۔

**يُطَافُ عَلَيْهِمْ** یعنی خادم ہمیشہ ہی ان کی خدمت میں رہیں گے۔ اہل جنت کے لئے جو کھانے پینے کی چیزیں ہوں گی اور کپڑوں کی اور کھیتوں کے سامان وغیرہ کی سب کی بیع جنت کے بازار میں کی جائے گی۔ اور اب کپ کی بحث ہے۔ کوب کوزہ جیسی ایسا گول برتن جس کا کان نہ ہو اور قد چھوٹا ہو۔ (تفسیر عزیزی)

**وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنفُسُ وَتَلَذُّ**

اور وہی ہے جو دل چاہے اور جس سے

**الْأَعْيُنُ**

آنکھیں آرام پائیں ۞

دیدار الٰہی تو سب سے اعلیٰ چیز ہے جس سے آنکھیں آرام پائیں گی مزید دیدار کے حق سبحانہ وتعالیٰ کا (از نفحات بفضل اللہ کام تفسیر عزیزی)

**صوتی کی طلب:** یعنی ہر شخص کو جنت میں دو چیزیں ملے گی جس کا خواہشگار ہوگا حاصل ہوگا۔ جو چاہے اس کی آنکھیں کی ٹھنڈک بیان کریں کی جائیں اور جیسے دیدار کا جو بھی طالب ہو وہ چاہے پورا لطف حاصل ہوگا۔ یہی صورت کے طالب دوسرے لوگ جو خصوصاً مختلف سے تو اشتہار ہوں گے ان کو وہ نعمتیں ملیں گی۔

**جنت میں گھوڑے اور اونٹ:** بخاری نے حضرت عبد الرحمٰن بن ثابت کی روایت سے بیان کیا کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھوڑے بہت پسند ہیں۔ کیا جنت میں گھوڑے ملیں گے۔ فرمایا اگر اللہ تم کو جنت میں لے جائے تو ہر جنت میں جو چاہے کہ تم پر سوار ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو یاقوت کے گھوڑے پر سوار کرا دے گا۔ جنت کے اندر جہاں چاہو گے اڑا کر لے جائے گا۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عاصف کے بارے میں کیا حکم ہے۔ فرمایا اگر تم کو جنت میں لے جائے تو تمہارے پہلے سنت کے پہلوان سے زیادہ قوت والا ہوگا۔ ہر قدم پر جہاں تک نظر پڑے گی وہاں پر ہوگا۔ (تفسیر عزیزی)

ابن ابی الدنیا کا بیان ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ لوگوں نے جنت کا تذکرہ کیا۔ حضرت ابن مسعود نے فرمایا جنت کا ایک خوشہ (انگور کا) دنیا کے تمام باغوں سے بہتر ہے۔ (تفسیر عزیزی) تک ہے۔

ابن ابی الدنیا نے کہا حضرت ابن عباس نے فرمایا جنت کے پھلوں میں سے ایک ایک پھل کی مٹھاس بارہ ہاتھ کی گہرائی کے اندر مکمل نہیں ہوگی۔ (تفسیر عزیزی)

**لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ۞**

نہ ہلکا کیا جائے گا ان پر عذاب اور وہ اس میں

**تَعْمَلُونَ ۞**

کے جو کرتے تھے ۞

یعنی تمہارے باپ دادا کی میراث واپس مل گئی تھی۔ اسی کے جب سے اور اللہ نے فضل سے۔ (تفسیر عزیزی)

**وَنُودُوا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ** یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو ہریرہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص جنت والوں کے مقام (یعنی وہ مقام جو کافروں اور مومنوں کا ٹھکانا ہوگا) کو دیکھ لے گا تو اس کو اپنا مقام (جہنم) بھی دکھایا جائے گا تاکہ اس کو حسرت ہو اس وقت وہ کہے گا۔ **لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي** اگر اللہ مجھے ہدایت دیتا تو میں متقیوں میں سے ہو جاتا۔ جو چیز متقی کو اس کا ٹھکانہ دیکھ کر ہوگا وہ مقام (یعنی وہ مقام کہ اگر وہ مومن ہوتا تو اس کو ملتا) دکھایا جائے گا تاکہ اس پر شکر کرے۔ یعنی بعد شکر کے۔

**وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ** یہ کہ حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کو ایک گھر جنت میں اور ایک گھر دوزخ میں ملے گا کافر کے جنت والے گھر میں کا حسن و رعنائی اور اس کی خوبصورتی کے مطابق ہے۔ (آیت) **إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ** کا۔ (تفسیر عزیزی)

**لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِّنْهَا تَأْكُلُونَ ۞**

تمہارے واسطے ان میں بہت میوے ہیں جن میں سے کھاتے رہو گے ۞

یعنی جس جس پھل کو کھائیں گے۔ (تفسیر عزیزی)

**جنت کے پھل:** بزار اور طبرانی نے بیان کیا کہ حضرت ثوبان نے فرمایا میں نے خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جنتی جس پھل کو توڑے گا اس کی جگہ دوسرا پھل اور پیدا کر دیا جائے گا۔

بزار نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے سب سے ادنیٰ درجہ کے جنتی کو اسی ہزار خادم ملیں گے ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک پیالہ اور ایک ایک چمچہ ہوگا۔ ہر لقمہ اور ہر گھونٹ کے ساتھ ایک نئی چیز ملے گی جو پہلے کھائی پی نہ ہوگی۔ (تفسیر عزیزی)

**إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ**

بیشک جو لوگ کہ گنہگار ہیں وہ دوزخ کے عذاب میں

**وَأَنتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۞ وَتِلْكَ**

اور تم اس میں ہمیشہ رہو گے اور یہ وہی

**الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنتُمْ**

بہشت ہے جو میراث ملی تم کو بدلے میں اس کاموں

خٰلِدُوْنَ ﴿۷۵﴾ لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِیْهِ

ہمیشہ رہنے والے ہیں نہ ہلکا ہوگا ان پر سے اور وہ اس میں

مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۶﴾

پڑے ہیں آس توڑے ہوئے

دوزخیوں کی ناامیدی

جس عذاب دینے کی وقت مقرر ہوگا۔ یا کیا جائے گا دوزخی ناامید ہوجائیں گے عذاب ہمیشہ سے نکلنے کی بولی کھلا نہیں۔ (نعیم بھائی)

مُبْلِسُوْنَ ۔ یعنی بڑے مجرم۔ مراد وہ ہیں کافر کہ وہ سخت سے سخت عذاب کے متحمل ہوں نہ اُن کا ذکر کیا گیا ہے اس لئے ہر مجرموں سے کافر مراد ہیں۔ (تفسیر عطری)

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۶﴾

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن خود ہی بے انصاف تھے

اپنے اوپر خود ظلم کیا یعنی ہم نے رسولوں کی اطاعت سے روکنے کے سب پیدا کیے اور ضروریات کو مہیا کر دیا تھا کہ جنت حاصل کرو دنیا میں۔ کوئی معقول عذر نہ تھا کہ اس کے لئے باقی نہیں کیونکہ انکار میں پڑے تھے اور اپنی زیادتیوں سے باز نہ آئے۔ (تفسیر عطری)

وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ

اور پکاریں گے اے داروغہ کہیں ہم پر فیصلہ کر چکے تیرا رب

دوزخ کا جہنم ۔ "مالک" نام ہے فرشتہ کا جو داروغہ ہے دوزخ کا اور وہ اب دوزخی اس کو پکاریں گے ہم نہ مرتے نہ جیتے ہیں۔ پوچھتے ہیں۔ اپنے رب سے کہ کہ ایک دن عذاب دے کر ہمارا کام ہی تمام کردے گویا جنت سے مایوس ہو کر موت کی تمنا کریں گے۔ (تفسیر عطری)

دوزخیوں کی بدحالی۔ ہناد، طبرانی، ابن ابی حاتم، حاکم بیہقی۔ بروایت ابن عمر نے روایت کیا ہے حضرت جعفر بن محمد بن حارث کا قول نقل کیا ہے کہ دوزخی مالک کو پکاریں گے اور کہیں گے۔ یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ۔ مالک چالیس برس تک ان کو کوئی جواب نہیں دے گا۔ پھر کہے گا تم ٹھہرے رہو گے کہ کچھ جواب دے گا تو یہ کہیں گے۔ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۔ (تفسیر عطری)

قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾

وہ کہے گا تم کو بیٹھے رہنا ہے

دوزخیوں کی پانچ دعائیں

سعید بن منصور اور بیہقی نے کعب احبار کی روایت سے بیان کیا کہ دوزخی پانچ دعائیں کریں گے۔ چار دعاؤں کا تو جواب دیدے گا اور پانچویں دعا کے بعد پھر اور کبھی کوئی کلام نہیں کریں گے۔ دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَا اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ اس جواب میں فرمائے گا۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ پھر دوسری دعا کریں گے۔ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۔ اللہ جواب میں فرمائے گا۔ وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ پھر دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ قَالَ اللّٰهُ جواب میں فرمائے گا۔ اُخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ پھر دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا پھر دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَیْنِ وَاَحْیَیْتَنَا اثْنَتَیْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِیْلٍ اس جواب میں فرمائے گا۔ ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِیَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ وَاِنْ یُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِیِّ الْكَبِیْرِ پھر دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَاۤ اَخِّرْنَاۤ اِلٰۤى اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اللہ جواب میں فرمائے گا۔ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْۤا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ پھر دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ اللہ جواب میں فرمائے گا۔ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا یَتَذَكَّرُ فِیْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ نَّصِیْرٍ پھر دوزخی کہیں گے۔ رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ اللہ جواب میں فرمائے گا۔ اُخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۔ اس کے بعد وہ کوئی بات نہیں کریں گے۔ (تفسیر عطری)

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ

ہم لائے ہیں تمہارے پاس سچا دین پر تم

اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾

بہت لوگ سچی بات سے برا مانتے ہو

یعنی دنیا میں تم پر رسول تمہارے ہی جنس کے آکر سچائی پہنچاتے تھے اور بہت سے لوگوں کی طرح جن کے پیچھے ہو لئے۔ (تفسیر عطری)

اَمْ اَبْرَمُوْۤا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾

تو انہوں نے ٹھہرائی ہے ایک بات ہم بھی پکی ٹھہرانے والے ہیں

کفار کی تردید ہے۔ یہ کلام عرب کے نزدیک بہت بڑی عیب جوئی ہے۔ جس کے ہونے سے وہ بری ہیں۔ ابن عباس نے کہا: عرب کے لوگ لڑکیوں کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کی پیدائش کو عار سمجھتے تھے۔ اور ان کو زندہ درگور کر دیتے تھے۔ ابن عباس کہتے ہیں: بنو تمیم کے ایک شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا: اس کو زندہ رہنے دو۔ اس کی بیوی نے کہا: اگر تم اس کو زندہ رکھنا چاہتے ہو تو اس کو زیور پہناؤ۔ اس نے کہا: اگر میں اس کو زیور پہناؤں گا تو اس کو زندہ نہیں رکھوں گا۔ اس کی بیوی نے کہا: اس کو بن سنوار کر اس کے ننھیال بھیج دو۔ اس نے کہا: اگر میں اس کو بن سنوار کر اس کے ننھیال بھیج دوں تو اس کے ماموں اس کو زندہ نہیں رکھیں گے۔ اس کی بیوی نے کہا: اس کو خوشبو لگا کر بھیج دو۔ اس نے کہا: اگر میں اس کو خوشبو لگا کر بھیج دوں تو اس کے ماموں اس کو زندہ نہیں رکھیں گے

الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿٢٢﴾

عرش کا مالک ان باتوں سے جو یہ بنا رہے ہیں پاک ہے

پاک ذات بڑی جلیل ہے ان باتوں کی نسبت جو مشرک اس کی طرف منسوب کرتے ہیں مثلاً اولاد وغیرہ اس سے خدا تعالیٰ کی ذات برتر اور منزہ ہے اس کی ذات میں یہ امکان ہی نہیں کہ مساوات کی کوئی بات پیدا ہو سکے۔ (موضح)

فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّىٰ يُلَاقُوا

پس چھوڑ دے ان کو کہ بکا کریں اور کھیلیں یہاں تک کہ ملیں

يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ﴿٨٣﴾

اپنے اس دن سے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے

عنقریب گرفت ہوگی جب ان کفار کی اجل آئے گی تو ان کو معلوم ہوگا کہ کیا کچھ کرتے رہے۔ یہ لوگ باطل پر ہیں اور اپنے جہل و تمسخر میں مست ہیں۔ پس آپ ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیں یہاں تک کہ ان کی اجل آ جائے جس میں ایک ایک ذرہ کے بدلے ان کو سزا دی جائے گی۔ (موضح)

وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي

اور وہی ہے جس کی پرستش ہے آسمان میں اور اس کی

الْأَرْضِ إِلَٰهٌ ۚ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ

سلطنت ہے زمین میں اور وہی ہے حکمت والا سب سے خبردار

مطلب یہ کہ اللہ ہے آسمان میں فرشتے اور زمین اور قبر میں مردے اس کو سمجھتے ہیں اور زمین میں جن اور انسان اور طیر اور حیوان سب اس کو پہچانتے ہیں اور آسمانوں کا معبود کیونکر نہ ہو جب کہ وہ آسمان و زمین کا خالق اور تمام عالم کا پیدا کرنے والا ہے۔ (موضح)

وَتَبَارَكَ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور بڑی برکت ہے جس کی حکمرانی ہے آسمانوں اور زمین میں

وَمَا بَيْنَهُمَا ۖ وَعِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے اور اسی کے پاس ہے خبر قیامت کی

یہاں تک قیامت کا ذکر آیا تھا اس لیے اس کا مالک کہہ دیا۔ (موضح)

وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٤﴾

اور اسی کی طرف پھر کر جاؤ گے

یعنی اس کی طرف پھر کر جانا ہوگا اور حساب ہو جائے گا۔ (موضح)

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِهِ

اور اختیار نہیں رکھتے وہ لوگ جن کو یہ پکارتے ہیں

الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَن شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ

سفارش کا مگر جس نے گواہی دی سچی اور ان

يَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾

کو خبر تھی

سفارش یعنی مشرکین کے معبود سفارش کر سکتے ہیں یہ جس نے ان سے طمع رکھی سو غلط ہے کلمہ اسلام کو جس نے دل سے جانا اور زبان سے کہا وہ سفارش کے لائق ہے ایک شرف سفارش کا ملے گا جو ان کو دنیا میں نہ ملا تھا۔ سفارش کی وہ تین قسمیں کریں گے جو پہچان لی جائے گی اور اس کو زبان دل سے دیتے ہیں۔ (موضح)

وَلَئِن سَأَلْتَهُم مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ

اور اگر تو ان سے پوچھے کہ ان کو کس نے بنایا تو کہیں گے

اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٨٧﴾

اللہ نے پھر یہ کہاں سے الٹے جاتے ہیں

توحید کی دلیل یہ ہے جب بتوں کا خالق اللہ ہے تو عبادت کا مستحق کوئی اور کیونکر ہو سکتا ہے عبادت اسی کی ہے جو خالق ہے اور ان کا خالق ہونا ان کی اپنی بھی مانی ہوئی بات ہے۔ (موضح)

وَقِيلِهِ يَا رَبِّ إِنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٨٨﴾

قسم ہے رسول کے اس کہنے کی اے رب یہ لوگ یقین نہیں کرتے ہیں

نبی کی محاسبانہ التجا۔ یعنی خدا کا یہ کہنا بھی حق ہے کہ قیامت کا علم اسی کو ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی التجا بھی حق ہے کہ وہ ان کفار کی اجل کو ٹال دے تاکہ وہ ایمان لے آئیں۔ اور پہلی صورت میں آپ مخاطب ہیں دوسری میں متکلم ہیں۔ (موضح)

کافروں پر غضب کے متعدد اسباب: یہ قرآن بتاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعے جن کافروں پر غضب خداوندی نازل ہوئے ان کے متعدد اسباب تھے۔ ایک سبب تو وہ جو اوپر بیان ہوا کہ ان کے ذریعے ان کے ہم قوم لوگوں کو ہدایت ملی۔ دوسرا سبب یہ کہ جب ان کافروں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر کیا جاتا تو یہ لوگ آپ کی شان میں گستاخی کرتے۔ تیسرا سبب یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو ایذا دیتے۔ چوتھا سبب یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو اللہ کی راہ سے روکتے۔ پانچواں سبب یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو تکلیف دیتے۔ چھٹا سبب یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو ہجرت پر مجبور کرتے۔ ساتواں سبب یہ کہ یہ لوگ مسلمانوں کو قتل کرتے۔ (صاوی، خازن، مظہری)

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ

تو ان سے پہلو تہی کر اور کہہ دے سلام ہے پھر عنقریب جان لیں گے۔

ربط آیات: ماقبل آیات میں کافروں کے عناد کا ذکر تھا۔ اس آیت میں ان کے عناد کے مقابلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ (روح المعانی)

وَقَالَ یٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ

اور (محمد) نے عرض کیا اے میرے رب بیشک یہ لوگ ایمان نہیں لاتے۔

وَقَالَ کا واؤ عطف: قال محذوف پر معطوف ہے۔ اس قال کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ جب کافروں کے ایمانی دعوت کا ہر حربہ ناکام ہو گیا تو یہ عرض کیا۔ دوسرا یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ایمان نہ لانے پر مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی تو یہ عرض کیا۔ تیسرا یہ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے ایمان نہ لانے پر مذکورہ بالا آیت تلاوت فرمائی تو یہ عرض کیا۔ (روح المعانی، مظہری)

سلام کہنے کا مطلب: یہ تو ہوا کافروں کا معاملہ۔ اب رہا مسلمانوں کا معاملہ تو ان کے متعلق یہ کہا گیا کہ انہیں السلام علیکم کہا جائے۔ کیونکہ سلام کے لغوی معنی ہیں کہ جس کو سلام کیا جائے وہ ہر قسم کے ظاہری و باطنی نقص و عیب سے محفوظ ہے۔ جو کہتے ہیں کہ تیری طرف سے سلام یا تجھ میں سلام کرتا ہوں۔ یعنی تو میرے متعلق ہر قسم کے نقص و عیب سے محفوظ ہے۔ (روح المعانی، مظہری)

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ

اب آخر معلوم کر لیں گے۔

یعنی کافروں کو پتہ لگ جائے گا کہ کس غلط میں پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد بدر کی لڑائی میں گرفتار ہو کر یا قتل ہو کر انہیں حقیقت کا علم ہو گیا۔ (خازن)

ترجمہ: حٰمٓ ۝ قسم ہے اس روشن کتاب کی ۝ بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا ہے بیشک ہم ڈر سنانے والے ہیں ۝ اس رات میں ہر حکمت والا کام طے کیا جاتا ہے ۝ ہمارے حکم سے بیشک ہم رسول بھیجنے والے ہیں ۝ آپ کے رب کی رحمت کے لئے بیشک وہ سنتا جانتا ہے ۝ آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اگر تم یقین کرنے والے ہو ۝ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ۝ بلکہ وہ شک میں کھیل رہے ہیں ۝ تو انتظار کر جس دن آسمان صاف دھواں لائے گا ۝ لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے ۝ اے ہمارے رب ہم سے عذاب دور کر ہم ایمان لاتے ہیں ۝ کہاں ہے ان کے لئے نصیحت اور بیشک ان کے پاس روشن رسول آیا ۝ پھر انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا اور کہا سکھایا ہوا دیوانہ ہے ۝ بیشک ہم عذاب کو تھوڑی دیر ہٹانے والے ہیں بیشک تم پھر پلٹو گے ۝ جس دن ہم بڑی سخت پکڑ پکڑیں گے بیشک ہم بدلہ لینے والے ہیں ۝ اور بیشک ان سے پہلے قوم فرعون کو ہم نے آزمایا اور ان کے پاس معزز رسول آیا ۝ کہ اللہ کے بندوں کو میرے حوالے کر دو بیشک میں تمہارے لئے امانتدار رسول ہوں ۝ اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو بیشک میں تمہارے پاس روشن دلیل لایا ہوں ۝ اور بیشک میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لیتا ہوں اس سے کہ تم مجھے سنگسار کرو ۝ اور اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو مجھ سے الگ رہو ۝ پھر موسیٰ نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ لوگ مجرم ہیں ۝ تو تم میرے بندوں کو راتوں رات لے چلو بیشک تمہارا پیچھا کیا جائے گا ۝ اور دریا کو ساکن چھوڑ دو بیشک وہ لشکر ڈبویا جانے والا ہے ۝ کتنے باغ اور چشمے چھوڑ گئے ۝ اور کھیتیاں اور عمدہ مکان ۝ اور عیش کا سامان جس میں وہ خوش تھے ۝ ایسا ہی ہوا اور ہم نے دوسرے لوگوں کو ان کا وارث بنا دیا ۝ تو نہ ان پر آسمان و زمین روئے اور نہ انہیں مہلت دی گئی ۝ اور بیشک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات دی ۝ فرعون سے بیشک وہ سرکش حد سے بڑھنے والوں میں سے تھا ۝ اور بیشک ہم نے انہیں علم کے ساتھ سارے جہان پر فضیلت دی ۝ اور ہم نے انہیں نشانیاں دیں جن میں کھلا امتحان تھا ۝ بیشک یہ کافر کہتے ہیں ۝ کہ ہماری پہلی موت کے سوا کچھ نہیں اور ہم دوبارہ اٹھائے نہ جائیں گے ۝ تو لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو ۝ کیا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم اور جو لوگ ان سے پہلے ہو چکے ہم نے انہیں ہلاک کر دیا بیشک وہ مجرم تھے ۝ اور ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کھیل کے طور پر نہیں بنایا ۝ ہم نے ان دونوں کو حق کے ساتھ بنایا ہے لیکن ان کے اکثر لوگ نہیں جانتے ۝ بیشک فیصلہ کا دن ان سب کے وعدہ کا وقت ہے ۝ جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی ۝ مگر جس پر اللہ رحم فرمائے بیشک وہ عزت والا مہربان ہے ۝ بیشک زقوم کا درخت ۝ گناہگار کا کھانا ہے ۝ تیل کی تلچھٹ کی طرح پگھلتا ہوا پیٹ میں جوش مارے گا ۝ جیسے کھولتا پانی جوش مارتا ہے ۝ پکڑو اسے پھر اسے گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ جہنم کے بیچ میں ۝ پھر اس کے سر پر کھولتے پانی کا عذاب انڈیلو ۝ چکھ تو بیشک تو بڑا عزت والا بڑا شریف تھا ۝ بیشک یہ وہ چیز ہے جس میں تم شک کرتے تھے ۝ بیشک پرہیزگار امن کی جگہ میں ہیں ۝ باغوں اور چشموں میں ۝ باریک اور دبیز ریشم پہنے ہوئے آمنے سامنے بیٹھیں گے ۝ ایسا ہی ہوگا اور ہم ان کا نکاح بڑی آنکھوں والی حوروں سے کریں گے ۝ وہ ہر میوہ طلب کریں گے امن و اطمینان سے ۝ وہ موت نہ چکھیں گے مگر پہلی موت اور اللہ نے انہیں دوزخ کے عذاب سے بچا لیا ۝ تیرے رب کا فضل ہے یہی بڑی کامیابی ہے ۝ تو ہم نے اس قرآن کو تیری زبان میں آسان کر دیا کہ وہ نصیحت حاصل کریں ۝ تو انتظار کر بیشک وہ بھی انتظار کرنے والے ہیں ۝

سورۃ دخان مکی ہے اس میں تین رکوع ۵۹ آیتیں ۳۱۲ کلمے اور ۱۴۰۰ حرف ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔

حٰمٓ ۝ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ

قسم ہے اس کتاب واضح کی ہم نے اتارا۔

فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ

ایک برکت کی رات میں۔

شب برات سے متعلق: "برکت کی رات" سے مراد شب قدر ہے۔ کما قال تعالیٰ "اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ" (القدر، ۱) جو رمضان میں واقع ہے

لقولہ تعالیٰ "شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ" (بقرہ، رکوع ۲۳) اس آیت میں قرآن کریم "لوح محفوظ" سے اٹھا کر دنیا پر اتارا گیا ظاہر ہوتا ہے جس سال میں پیغمبر علیہ السلام پر اترا اسی شب قدر میں ہر اس کے زوال کی ابتدا ہوئی۔ (تحریر مہایمی)

## ابن صیاد کا کہن کے مجبوت کا ظاہر ہونا

صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے کہا تھا میں نے اپنے دل میں کچھ چھپا رکھا ہے؟ اس نے کہا دخ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں دور ہو تو اس سے آگے تیری نہیں چلے گی۔ اس میں بھی ایک قسم کا ارشاد ہے کہ تجھ میں اس کا استعداد ابھی نہیں ہے اور کوئی آنے والی چیز ہے۔ چونکہ ابن صیاد بعض کاہنوں کے بعض باتیں جاننے والی ذہن سے بتانے کا عادی تھا اس کے مجبوت کو ظاہر کرنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، جب وہ جواب نہ دے سکا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس کی عادت سے واقف کرایا کہ اس کے ساتھ شیطان ہے کام ہم سے نہ لے سکتا ہے اور یہاں سے بڑھ نہ سکے گا۔

## دُخان علامت قیامت ہے جو آنے والی ہے

حضرت ابی فرماتے ہیں دُخان نہیں گیا بلکہ ابھی آئے گا۔ ابن ابی ملیکہ فرماتے ہیں کہ ایک دن صبح کے وقت میں حضرت ابن عباس کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا آج کی رات کوئی ستارہ طلوع ہوا ہے؟ میں نے پوچھا کیوں؟ فرمایا اس لئے کہ لوگوں سے سنا کہ ہر ستارہ طلوع ہوتا ہے تو دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ کہیں یہی دُخان نہ ہو۔ میں صبح تک نہیں سویا کہ دیکھ لوں کہ نہیں طلوع ہوا۔ اس کی سند صحیح ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو قرآن حضرت ابن عباس کے سامنے صحابہ اصحاب تھے صحیح ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو بیس بھی ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ سن اور عمر طرح کی ہیں اور ان سے روایت ہوتا ہے کہ دُخان ایک عذاب قیامت ہے جو مکہ والوں پر بھیجا گیا ہے۔

## رات میں برکت کی وجہ

برکت (خیر کثیر) رات میں اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ اسی رات میں وہ قرآن نازل ہوا جو تمام دینی اور دنیاوی منافع کا سرچشمہ ہے اسی رات میں ملائکہ رحمت کا نزول ہوتا ہے اور دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

## مبارک رات کونسی ہے

مبارک رات سے مراد یہ شب قدر ہے۔ قتادہ اور ابن زید کا یہی قول ہے۔ دلائل بزرگوں کا بیان ہے کہ شب قدر میں قرآن مجید لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا اور جس سال میں حضرت جبرئیل کی رسالت سے تھوڑا تھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا گیا۔

## قسم کا مقصود

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے ایک مبارک رات میں نازل فرمایا جس کا مقصد فاضل نشانوں کو بیان کرنا ہے اس طرح کی قسم کھانے کا مقصد کے ساتھ مخاطب کے ضمیر میں بھی گزر چکی ہے یہاں لکھیں؟ چنانچہ ہے۔ (صاوی، مفتی اعظم)

## نزول قرآن کے مختلف مراحل

نزول قرآن کے بارے میں تین قسم کے قرآن عظیم میں وارد ہوئے ہیں ایک یہ کہ نصف شعبان کی رات مراد ہے مگر یہ خیال ضعیف ہے اللہ نے خود فرمایا ہے۔ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ اور دوسری آیت میں آیا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (اس سے معلوم ہوا کہ شب قدر رمضان میں ہے)۔

قاسم بن محمد نے بواسطہ اپنی پھوپھی عائشہ کے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نصف شعبان کی رات کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور ہر شخص کو بخشتا ہے سوا اس شخص کے جس کے دل میں کینہ ہو یا وہ مشرک ہو۔ (رواہ البغوی) اس حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ قرآن کا نزول نصف شعبان کی رات میں ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک شب قدر ہے جو رمضان مبارک کے آخری قرآن کی سعادت قدیم میں تشریح کے ساتھ آیا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ اس سے ظاہر ہوا کہ یہاں بھی الہام مراد کہ سے مراد شب قدر ہی ہے۔ اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیشتی کتابیں اتنا فرمایا ہے آنحضرت اپنے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمائی ہیں وہ سب رمضان المبارک ہی کی مختلف تاریخوں میں نازل ہوئی ہیں۔ حضرت قتادہ نے بواسطہ ابوذر رضی اللہ عنہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحف ابراہیم علیہ السلام رمضان کی پہلی تاریخ میں اور توراۃ رمضان کی چھٹی تاریخ میں زبور بارھویں میں انجیل اٹھارھویں میں اور قرآن چوبیسویں شب میں نازل ہوا (قرطبی)

قرآن کے شب قدر میں نازل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ لوح محفوظ سے پورا قرآن مع ہدایات اس رات میں نازل کر دیا گیا پھر تھوڑا تھوڑا تیئس سال کی مدت میں بتدریج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اترتا گیا۔ تو اس وجہ سے اس موقعہ پر لیلۃ مبارکہ کہنے پر آیت مراد لیا جانا مشکل ہے۔ (معارف کاندھلوی)

## قسم کا مقصود

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کی قسم کھا کر ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے ایک مبارک رات میں نازل فرمایا جس کا مقصد فاضل نشانوں کو بیان کرنا ہے اس طرح کی قسم کھانے کا مقصد کے ساتھ مخاطب کے ضمیر میں بھی گزر چکی ہے یہاں لکھیں؟ چنانچہ ہے۔ (صاوی، مفتی اعظم)

## نزول قرآن کے مختلف مراحل

نزول قرآن کے بارے میں تین قسم کے قرآن عظیم میں وارد

ہوئے ہیں فی لیلۃ مبارکۃ لیلۃ شہر رمضان لیلۃ القدر لیلۃ النصف من شعبان۔ ان تمام اقوال کو لیلۃ القدر پر محمول کرنا بہتر ہے۔

لیلۃ القدر اس سال شب برات یعنی شعبان میں ہوتی ہے اس کے ان دونوں میں اختلاف نہیں پایا جاتا کہ سے مراد لیلۃ القدر ہے۔ دلائل قرآن کے بھی کئی وجوہات ہیں۔ وجہ اول وہ ہے کہ اعرابی سے کہ کو سوائے اس کتاب کے دوسرے مخلوق سے اتنا خصائص نہیں۔

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ: علماء ظاہر کے نزدیک اس آیت کریمہ میں کہ اس کا وعید کیا ہے اور حدیث بیہقی حضرت سے مراد لیلۃ القدر ہے اور حدیث بیہقی حضرت علی رضی اللہ عنہ پر دلالت کرتا ہے کہ لیلۃ مبارکۃ کی لیلۃ القدر ہے یعنی جس میں رحمت والا امر کا فرقہ ہوتا ہے۔

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ: میں فی لیلۃ مبارکۃ کہ جس میں نزول اول مراد ہے کہ رحمت کا امر مکتوب سے فیصلہ کرنے کا حکم ہوا اور "یفرق" کا لفظ "یفرق" میں زمانہ آتی مراد ہے کہ یہ شب عبادت کی ہے شب برات میں ہوا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اور بہت سے مفسرین کا رجحان یہی ہے کہ یہاں ایک ہی امر مراد ہے تعبیر میں مختلف اقتباس فرمائی ہیں۔ ان حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ دلیل قرآن کا آغاز شب قدر میں ہوا۔ اس سال شب قدر۔ مضمون شریف میں ہے۔ اسی شب کو لیلۃ مبارکۃ فرمایا گیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب بلند صاحب (سورہ دخان) کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں "رات برکت کی شب قدر ہے"

جس شب کو سورہ دخان میں "لیلۃ مبارکۃ" فرمایا گیا ہے اس کی خصوصیت یہ بیان ہوئی ہے "اس شب جو پکے فیصلے اور قاطع خاص اختلافوں (تقدیریں) اسے مقرر کئے ہوئے کام ہر الٰہی کو خصوصی فرشتوں کی حیثیت سے بھیجا جاتے ہیں اور ہر کام کے لئے فرشتے بھیجے ہوتے ہیں اور "کل امر حکیم" کی خصوصیت سورہ دخان میں یہ بتائی گئی ہے کہ اس شب کو ہر شے اور روح (ذی حیات مخلوق) کا دوسال سے اب اسی سال کے پیدا ہونے والے ہوتے ہیں۔ جمیع امور خیر و برکات میں خاص قسم کی ہدایت محفوظ ہوتی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"نصف شب (شعبان کی پندرہویں شب) میں ساری بھرکے سب مرنے والوں کے ناموں کی لسٹ فرشتوں کے حوالے کر دیئے جاتے ہیں وفات پانے والے سب کے نام لکھ دیئے جاتے ہیں پھر ان میں کوئی زیادتی نہیں ہوتی"۔

یہی مضمون حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(تفسیر مظہری جلد ۸ صفحہ ۱۰۱ زیر آیت ہذا)

إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝

ہم ہی ڈر سنانے والے ☆

وحکم الٰہی ہو جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ہمارا حکم وہ ہے۔ اسی کے موافق قرآن ہمارا نازل کرنے والا ہے (تفسیر عثمانی)

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا

اس میں جدا جدا ہوتا ہے ہر کام پختہ ہوا حکم ہو کر

مِّنْ عِندِنَا

ہمارے پاس سے ☆

## شب قدر اور شب برات میں کیا فرق ہے

یہاں سے بعد کے متعلق لیلۃ القدر کے تعین اور اس فیصلے کی تعظیم الشان رات میں جو کچھ فرشتوں کے ذریعہ سے نقل کرتے ہیں فرشتوں کے جمال کیسے جاتے ہیں جو شبہ ہوا کے حکم یا ہدایات کے کام کرنے والے میں کچھ اختلاف ہے معلوم ہوتا ہے کہ "شعبان کی پندرھویں رات ہے جسے شب برات کہتے ہیں نہیں۔ جدا ہوتا ہے اس کا اسی رات اور شب قدر پر اجتماع ہوتا ہے (فوائد)

"یعنی بتلاتا ہے کہ قرآن شب قدر میں رات میں بہت نازل ہوا ہے اور شب قدر میں ہی ہر حکمت والا کام مضبوط ہوتا فیصلہ ہوتا ہے اس سے قرآن کا نزول بھی اسی رات میں ہوا

حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ شب قدر میں سال بھر ہونے والے تمام واقعات لوح محفوظ سے نقل کر دیئے جاتے ہیں۔ خیر و شر روزی، پیدا ہونا، مرنا یہاں تک کہ یہ بھی لکھ دیا جاتا ہے کہ فلاں شخص اس سال حج کرے گا۔ (روح المعانی)

فِيهَا يُفْرَقُ كُلُّ أَمْرٍ حَكِيمٍ أَمْرًا مِّنْ عِندِنَا: یعنی اس رات میں ہر حکمت والے معاملہ کا فیصلہ ہماری طرف سے کیا جاتا ہے جس کے معنی حضرت ابن عباس نے بیان فرمائے ہیں کہ یہ رات جس میں نزول قرآن ہوا یعنی شب قدر اس میں تقدیرات کے متعلق تمام امور جو اس سال میں ہونے والے ہیں ان کے لیے اس سال میں اگلی شب قدر تک واقع ہونے والے ہیں طے کئے جاتے ہیں کہ کون کتنا اس سال میں پیدا ہوگا کتنے مریں گے کون کس کس قسم کی روزی اس سال میں پائے گا۔ یہی تفسیر دوسرے متعدد مفسرین حضرات نے بھی بیان فرمائی ہے۔ نیز ہر سال میں جو امور طے ہوتے ہیں ان کی تنفیذ کا حکم بھی اسی رات میں ہوتا ہے۔ یہی مطلب ہے اس ارشاد کا کہ "ہم ہی بھیجنے والے ہیں" یعنی ہم ہی کہ یہ تمام فیصلے جو تقدیر الٰہی میں پہلے سے طے شدہ تھے اس رات میں متعلقہ فرشتوں کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ (معارف القرآن)

إِنَّا كُنَّا مُرْسِلِينَ ۝

ہم ہی بھیجنے والے ☆

## فرشتوں کے کام

☆ یعنی فرشتوں کو ہر کام پر جو ان کے مناسب حال ہے چنا چنانچہ جبریل کو قرآن دے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ (منہ)

ہم ہی (خبردار کرنے والے) بھیجنے والے ہیں یعنی ہمارا ضابطہ یہ ہے کہ ہم بندوں کو عذاب سے ڈراتے ہیں اور پیغمبروں کو تسلی دے کر بھیجتے ہیں۔ اس لئے جب آسمان کی طرف نظر کرے والا دیکھے گا یہ ہوا سب لوگوں پر چھا جائے گا۔ یہ وہ وقت ہوگا۔ (تنبیہ)

رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ

رحمت ہے تیرے رب کی وہی ہے سنتا

الْعَلِيمُ ۝

جاننے والا ☆

رحمت وحکمت الٰہی یعنی تیرے مالک کے حالات سے باخبر ہے اور ان کی پرواہ رکھتا ہے۔ اسی لئے ہمیں ضرورت تھی کہ تجھ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دے کر عالم کے لئے رحمت کریں (کما قال تعالیٰ وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین)

رَبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

رب آسمانوں کا اور زمین کا اور جو کچھ ان کے

إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ۝

بیچ ہے اگر تم کو یقین ہے ☆

ربوبیت الٰہی ہو یعنی تم بھی کسی چیز پر یقین رکھتے ہو تو صرف ہے تو ہمارے کھلی چیز پر۔ شک نہ رکھنے والے کا قول تقلیدی و رویت سے ہے جس نے خود دیکھ لیا وہ دیکھی سے زیادہ جانتا ہے (منہ)

لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۖ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

کسی کی بندگی نہیں سوائے اسکے جلاتا ہے اور مارتا ہے رب تمہارا اور رب

آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝

تمہارے اگلے باپ دادوں کا ☆

بے شبہ حقیقت یہ یعنی جس کے قبضہ میں مارنا جلانا اور وجود وعدم کی مالک ہو اور سب اگلے و آخرین جس کے زیر تربیت ہوں۔ کیا اس کے سوا

ہمارے کی زندگی جائز ہو سکتی ہے" یہ ایک ایسی مسلمہ حقیقت ہے جس میں شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ (منہ)

بَلْ هُم فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝

کوئی نہیں وہ جو کھیل میں ہیں پڑے ہوئے ☆

مشرکین کی بے توجہی یعنی ان واضح نشانات اور دلائل کا انتظار نہ کرنا۔ یہ لوگ ان لیتے مگر پھر بھی نہیں مانتے۔ بلکہ دنیا و مافیہا کی طرف سے شک میں پڑے ہیں اور دنیا کے کھیل کود میں مصروف ہیں۔ آخرت کی فکر نہیں جو حق طلب کریں اور اس میں غور و فکر سے کام لیں۔ یہ اس بھروسے میں ہیں کہ ہمیشہ یوں ہی۔ جیسے فقر کے ساتھ کبھی غنا نہیں ہوا ان نے نعمت کی باتوں کو اپنی عقل پر اندازہ دیتے ہیں۔ (خبر ہیں)

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ

سو تو انتظار کر اس دن کا کہ لائے آسمان دھواں

مُّبِينٍ ۝ يَغْشَى النَّاسَ ۖ هَٰذَا عَذَابٌ

صریح جو گھیر لے لوگوں کو یہ ہے عذاب

أَلِيمٌ ۝

دکھ کا ☆

واضح دھواں "اس میں" سے یوں کیا مراد ہے اس میں مختلف کے دو قول ہیں ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ کہتے ہیں کہ قیامت کے قریب ایک دھواں اٹھے گا جو تمام دنیا کو گھیر لے گا ایک ہفتہ کی دھواں کافروں منافقوں کے دماغ میں گھس کر نتھنوں سے دماغ میں پہنچ جائے گا اور کافر مثانق کے دماغ کو پھاڑ دے گا اور مومن کو زکام کی طرح ہوگا۔ (ابن کثیر) اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ دھواں ابھی نہیں آیا ہے جس کا ذکر "فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ" میں ہوا ہے گویا ابن خلیل اللہ کو اپنی پیدائش حالت کی طرف عود کرنے کا لفظ سے اور اپنی اس کی ابتدا ہوگی واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مسروق رضی اللہ عنہ کے سامنے دھواں کا ذکر ہوا تو کہا کہ اس آیت سے مراد وہ دھواں ہے جو علامات قیامت میں سے ہے جبکہ قریش کے کفر و طغیان سے تنگ آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی تھی کہ ان پر ایسی سات سالہ قحط مسلط کر دے جیسے یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصریوں پر مسلط ہوا تھا چنانچہ ایسا ہی پڑا جس میں کہ ہڈیوں کا مردار اور چمڑے وغیرہ کھانے کی نوبت آگئی تھی تو ابوسفیان وغیرہ قریش کے نمائندے

شروع ہوا۔ جبکہ نبی اللہ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور انہوں نے فرعون کو بھی دعوت دی تو اس نے کہا کہ اے موسیٰ! تم کو فرعونی قوم کے لوگوں نے مار ڈالنے کے لئے پکڑا تھا۔ تو اللہ نے تم کو ان کے شر سے بچا لیا۔ اس لئے تم مجھ کو بھی مارنے کے لئے آئے ہو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں میں تم کو مارنے آیا ہوں اگر تم میری بات نہ مانو۔ اور اپنے کفر پر اڑے رہو۔ اور اس وقت فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! تم ہمارے ہاں آئے تھے تو ہم نے تمہاری کیسی عزت کی تھی۔ تم نے ہمارے ہاں سے جانے کے بعد ہمارے ساتھ کیا کیا۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تم سے بھاگ کر اللہ کے حکم سے اس کی وحی کے ذریعہ سے نبوت کا علم حاصل کیا۔ اور اللہ نے مجھ کو نبی بنا کر بھیجا۔ اور اس نے مجھ کو حکم دیا کہ میں تم کو اس کی طرف بلاؤں۔ اور اس کے بعد فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! تم کو یہ کیا معلوم ہے کہ تم نبی ہو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے ساتھ اللہ کی طرف سے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور اس نے مجھ کو بہت سے معجزے عطا فرمائے ہیں۔ اس پر فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ! اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو وہ نشانیاں اور معجزے ہمارے سامنے پیش کرو۔ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن گیا۔ اور اپنا ہاتھ بغل سے نکالا تو وہ سب دیکھنے والوں کے سامنے نظر آیا کرتا ہے اور اپنے کو بھی وہ ہاتھ دوسرے سب لوگوں سے مختلف نظر آتا ہے۔ اس پر فرعون نے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ یہ شخص تو بڑا جادوگر ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تم کو تمہارے ملک سے نکال دے۔ اب تم کیا مشورہ دیتے ہو۔ تو درباریوں نے کہا کہ اس کو اور اس کے بھائی کو کچھ مہلت دیجئے اور شہروں میں ہرکارے بھیج دیجئے کہ وہ ہر جادوگر کو جمع کر کے لے آئیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ اور جادوگر جمع کر کے لائے گئے۔ اور ان کا مقابلہ موسیٰ علیہ السلام سے ہوا۔ اور جادوگروں نے اپنے جادو کے زور سے بہت سے سانپ پیدا کر دیئے۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈالا تو وہ ایک بڑا اژدہا بن گیا۔ اور جادوگروں کے سب سانپوں کو نگل گیا۔ اور جادوگروں کا جادو باطل ہو گیا۔ اور وہ سب کے سب سجدہ میں گر پڑے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ایمان لائے رب العالمین پر۔ جو موسیٰ اور ہارون کا رب ہے۔ اس پر فرعون نے کہا کہ تم نے میری اجازت سے پہلے کیوں ایمان قبول کیا۔ تم نے ضرور موسیٰ کو اپنا استاد بنا لیا ہے۔ اور اس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ اب میں تم سب کے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا۔ اور تم کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ تو جادوگروں نے کہا کہ ہم کو کوئی پروا نہیں۔ ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اور ہم کو امید ہے کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ کیونکہ ہم سب سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ (صاوی، ج ۴، ص ۱۳۰۰)

**قیامت کی سب سے اول علامات۔** ابن جریر طبرانی اور ابونعیم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے اول (قیامت کی) نشانی (دھواں اور عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہوگا۔ ایک آگ ہوگی جو یمن کے کسی غار سے نکلے گی اور لوگوں کو سمیٹ کر حشر کی طرف لے کر چلے گی۔ وہ جہاں رات کو لوگ پر کوٹ ہوں گے وہیں ٹھہریں گے۔ (صحیح مسلم، باب اشراط الساعۃ)

**تین چیزیں جن سے ڈرایا گیا:** ابن جریر نے ابوعالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں تین چیزوں سے ڈراتا ہوں۔ ایک دھواں (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) جو تمام مومن کے لئے صرف ایک طرح کا زکام پیدا کر دے گا اور کافر کے تمام بدن میں گھس جائے گا یہاں تک کہ اس کے ہر مسیح اور سوراخ سے نکلے گا اور دوسری چیز دابہ (جس کا ذکر اس آیت میں ہے) کہ جانور زمین سے نکلے گا) اور تیسرے دجال اعور (صاوی، ج ۴، ص ۱۳۰۰)

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا
اے رب ہمارے ہم سے یہ آفت ہم
مُؤْمِنُونَ ﴿١٢﴾
یقین لاتے ہیں ہم

**بے موقع پچھتاوا:** یہ ایمان اس وقت کا ہے جب کہ عذاب میں مبتلا ہو کر یہ لوگ کہیں گے کہ اب ہم کو اس وقت سے نجات دیجئے گا تو ہم ضرور ایمان لے آئیں گے۔ اب تو ہم ایمان لے آئے۔ پھر شرارت کرنے لگیں گے۔ کچھ مسلمان اس کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اب دیا ہوا عذاد (مدارک، ج ۴، ص ۱۲۱)

أَنَّىٰ لَهُمُ الذِّكْرَىٰ وَقَدْ جَاءَهُمْ
کہاں ہے ان کو سمجھنا اور آ چکا ان کے پاس

رَسُولٌ مُّبِينٌ ﴿١٣﴾ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا
رسول ظاہر کر دینے والا پھر اس سے پھیر گئے اور کہنے لگے
مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿١٤﴾
سکھایا ہوا ہے باؤلا ☆

اب پچھتانے کیا ہوت ہوگی۔ اب مانع کھل گئے اور حجت سے ڈرانا اٹھ گیا۔ اب وقت تو آ جائے گا۔ کہیں جب وہ پہاڑ کھیل کھیلے نشان ہو۔ کبھی کبھی بدھ جاتے ہیں تو اپنا اس وقت کہنے لگتے کہ یہ باؤلا ہے۔ کبھی بتلاتے کہ کاہن ہے۔ سمجھ کر ان نے یہ کتاب بتا دی ہے (قاضی ثناء اللہ حنفی) اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت پر یہ مطلب ہوا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت کے موافق یہ معنی ہوں گے کہ اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہا کہ یہ تو سکھایا ہوا ہے۔ کسی روایت میں ہے کہ اہل طائف نے کہا ہے قرطبی وغیرہ۔ اور بعض مفسرین نے کہا کہ یہ عداس نصرانی کی نسبت کہا ہے۔ جو اہل طائف میں سے آپ پر ایمان لایا تھا۔ اور آپ کی تصدیق کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہم اور قرآن کا اعجاز دیکھتے ہیں کہ ان کو عاجز کر دیا ہے کسی کا مقابلہ نہ کر سکے۔ اور ایسا ہو گیا تو ضرور ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ آپ کی دعوت روشن ہوئی اور تمام دنیا میں پھیل گئی۔ اور قیامت تک یہ دین قائم رہے گا۔ اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا زمانہ بہتر ہے پھر جو اس کے بعد ہے پھر جو اس کے بعد ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ میری امت کا مثل بارش کے ہے کہ معلوم نہیں اس کا اول اچھا ہے یا آخر۔ پھر فرمایا ہے کہ میری امت کا مثل باغ کے ہے کہ ہر ایک میوہ میں سے کچھ کھایا جاتا ہے۔ (قرطبی، ج ۱۶، ص ۱۲۱) ''ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ'' یعنی ان لوگوں نے آپ کے پاس سے جانے والے کہ ہوں۔ اس قسم کی چیزوں میں بڑے بڑے دانا لوگ گھبرا لیتے ہیں جو چیز بالکل کھلی کھلی آفتاب ہے۔ اور دوپہر کی طرح روشن ہے اس کی طرف سے اندھے بن جاتے ہیں۔ اور کہنے لگتے ہیں کہ یہ تو جادو ہے۔ یہ تو بہکا دینے والی ہے۔ یہ تو دیوانہ ہے۔ اسی طرح کی باتیں بنانے لگتے ہیں۔ جیسا کہ آپ کی نسبت کہا کرتے تھے۔ صاحب فتاح العزیز نے کہا ہے کہ یہ آیت اس کی دلیل ہے کہ کفار کے ایمان لانے کی توقع نہ کی جائے۔ (صاوی، ج ۴، ص ۱۳۰۰)

إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ
ہم کھولے دیتے ہیں یہ عذاب تھوڑی مدت تک تم پھر
عَائِدُونَ ﴿١٥﴾
ای کرنے ☆

مشرکین کی بد کرداری

یعنی اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے عذاب ہٹا دیں، اور وہ ہی جو تم نے کیا۔ جس کو میں نے جو پہلے کرنے تھے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر پر یہ مطلب ہوا کہ

تو اچھے دن تھوڑی مدت کے لئے یہ عذاب اٹھا لیتے ہیں۔ پھر دیکھیں کیا وہ اس کو برداشت کر سکتے ہیں۔ (نمونہ)

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ إِنَّا

جس دن پکڑیں گے ہم بڑی پکڑ تحقیق ہم

مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾

بدلہ لینے والے ہیں ☆

بڑی پکڑ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک بڑی پکڑ قیامت میں ہوگی۔ غرض یہ ہے کہ آخرت کا عذاب نہیں کھائے گا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نزدیک "بڑی پکڑ" سے "بدر" کا واقعہ مراد ہے۔ "بدر" میں ان لوگوں سے بدلہ لیا گیا۔ (نمونہ ملخص)

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ

اور جانچ چکے ہیں ہم ان سے پہلے فرعون کی قوم کو

وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾

اور آیا ان کے پاس رسول عزت والا ☆

قوم فرعون کی آزمائش

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ذریعہ سے ان کا امتحان لیا گیا کہ خدا کے بیغام کو قبول کرتے ہیں یا نہیں۔ (نمونہ ملخص)

أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ

کہ حوالے کرو میرے اللہ کے بندے ☆

رعونت موسیٰ

(۱) یعنی اللہ کے بندوں کو پابند مت بناؤ۔ بنی اسرائیل کو غلامی سے آزاد کرو اور میرے ساتھ فلسطین بھی جانے پر تیار ہو جائیں۔ (نمونہ ملخص)

إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَن لَّا

میں تمہارے واسطے بھیجا ہوا معتبر اور یہ کہ جی سے

تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ

نہ جاؤ اللہ کے مقابلہ میں لاتا ہوں تمہارے پاس حجت

مُّبِينٍ ﴿١٩﴾

کھلی ہوئی ☆

کھلی سند: یہ کھلی سند وہ معجزات تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دکھائے "عصا" اور "ید بیضا" وغیرہ۔ (نمونہ ملخص)

(۲) یعنی اللہ کی طرف سے۔ معجزات ہمیں "پیغامبر" کی حیثیت سے دے رہے ہیں۔ (نمونہ ملخص)

وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن

اور میں پہنچ چکا ہوں اپنے رب اور تمہارے رب کی امان سے

تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾

کہ تم مجھ کو سنگسار کرو ☆

فرعونی دھمکیوں کا جواب: ان کی دھمکیوں کا جواب دیا کہ تمہارے ظلم و ایذا سے خدا کی پناہ حاصل کر چکا ہوں اور میری حمایت ہر اس کی ذمہ داری پر مجھے بھروسہ ہے۔ (نمونہ ملخص)

وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾

اور اگر تم نہیں یقین لاتے مجھ پر تو مجھ سے پرے ہو جاؤ ☆

(۳) یعنی اگر میری بات نہیں مانتے تو تم کو مجھ پر ایذا دینے کا اختیار نہیں۔ مجھے اپنے حال پر رہنے دو۔ (نمونہ ملخص)

فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾

پھر دعا کی اپنے رب سے کہ یہ لوگ قصوروار ہیں

فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾

پھر لے نکل رات سے میرے بندوں کو البتہ تمہارا پیچھا کریں گے لوگ

حضرت موسیٰ کی دعا اور حکم الٰہی

(۴) یعنی مایوس ہو کر اللہ سے فریاد کی کہ یہ لوگ اپنے جرائم سے باز آنے والے نہیں۔ اب تو میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے۔ انہوں نے

دی گئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ فرعونیوں کو اطلاع کیے بغیر بنی اسرائیل کو لے کر راتوں رات مصر سے چلے جائیں کیونکہ دن ہونے پر جب انہیں اطلاع ہو گی اس وقت تمہارا پیچھا کریں گے لیکن یاد رہے امت میں سمندر پر سے گا اس پر عصا مارنے سے پانی الگ الگ ہو جائے گا اور درمیان میں خشک و صاف راستہ نکل آئے گا اس راستہ سے پار اتر جانا۔ (تفسیر طبری)

| |
|---|
| وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ |
| اور چھوڑ جا دریا کو ٹھہرا ہوا بیشک وہ لشکر |
| مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾ |
| ڈبونے والے ہیں ☆ |

فرعون کی ہلاکت کا سامان: یعنی ان کی تقدیر کہ وہ دریائی ضد کی قدرت سے مجبور ہو کر ان کو ڈبو دیا جائے گا۔ باقی عدہ ہے اس کو اسی حالت میں چھوڑ دے یہ راستہ دیکھ کر ہی تو فرعون کے لشکر اس میں گھسنے کی ہمت کریں گے چنانچہ وہ سب خشک راستہ دیکھ کر اندر گھس گئے جب سمندر کا پانی چاروں طرف سے آ کر مل گیا اور لشکر اس طرح غرقاب ہو گیا۔ (تفسیر طبری)

تمام دریاؤں کا سردار

حضرت عبداللہ بن فرقد کہتے ہیں سمندر کا پانی مشرق سے مغرب کے اور پانیوں کا سردار ہے اور سب سمندر اس کے ساتھ ہیں جب اس کی روانی کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے تو تمام سمندروں کو اس میں پانی پہنچانے کا حکم ہوتا ہے۔ جہاں تک سب دریاؤں کا سمندروں میں پانی آ جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ وہ خشک ہو جائے اور خشک کر دیا جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ وہ اپنے اپنے مقام پر چلا جا۔ (تفسیر ابن جریر)

| |
|---|
| كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ |
| بہت سے چھوڑ گئے باغ اور چشمے |
| وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَنَعْمَةٍ |
| اور کھیتیاں اور گھر عمدہ اور آرام کا سامان |
| كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿٢٧﴾ كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا |
| جس میں باتیں بناتے تھے ہم نے کیا ایسا اور دے دیا ان کا |
| قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ |
| ہم نے ایک اور ہی قوم کے ہاتھ |

## بنی اسرائیل کے لئے غنیمت

☆ یعنی بنی اسرائیل کے ہاتھوں میں دے دیا جیسا کہ وعدہ "اشعیاہ" میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ فرعون کے غرق ہونے کے بعد مصر کی بنی اسرائیل کی نسل بھی اور آخر یہ ثابت نہ تھا مطلب یہ ہوگا کہ جس قسم کے سامان فرعونیوں نے چھوڑے تھے ایسی ہی اسی قسم کے سامان بنی اسرائیل کو دیے۔ واللہ اعلم۔ (تفسیر جلالین)

## فرعونیوں کے باغات:

ان فرعونیوں کے وہ باغات اور پانی نیل کے دونوں کناروں پر مسلسل چلے گئے تھے احسان سے لے کر رشید تک اسی کا سلسلہ تھا اور اس کی تکمیل تھی۔ قلیج اسکندریہ۔ قلیج۔ رحمانیہ قلیج سردانی۔ قلیج حسنی۔ قلیج ابراہیم قلیج منشی اور ان سب میں باقاعدہ نالیاں تھیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ |
| پھر نہ رویا ان پر آسمان اور زمین ☆ |

## مومن اور کافر کی موت

☆ روایات میں ہے کہ مومن کے مرنے پر آسمان کا دروازہ روتا ہے جس سے اس کی روزی نازل ہوتی تھی یا جس سے اس کا عمل صالح اوپر چڑھتا تھا اور زمین جائے نماز ہے جہاں وہ نماز پڑھتا تھا یعنی دونوں اس کی موت پر غم سے گھن گئی۔ کافر کے پاس عمل صالح کچھ ہی نہیں کہ اوپر اس پر آسمان اور زمین کیوں روئے۔ بلکہ شاید خوش ہوتے ہوں گے کہ اچھا ہوا یہ کمبخت فنا ہو گیا۔ (تفسیر جلالین)

## کافر پر آسمان زمین کیوں روتے:

ابن جریر نے حضرت شریح بن عبید حضرمی کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سفر کی حالت میں مر جاتا ہے تو آسمان و زمین اس پر روتے ہیں۔ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ تلاوت فرمائی اور فرمایا کافر پر آسمان و زمین روتے ہیں۔ (تفسیر طبری)

## آسمان میں ہر بندے کے لئے دو دروازے ہیں

مسند ابو یعلیٰ موصلی میں ہے ہر بندے کے لئے آسمان میں دو دروازے ہیں ایک سے اس کی روزی اترتی ہے دوسرے سے اس کے اعمال اور کلام چڑھتے ہیں۔ جب یہ مر جاتا ہے اور وہ عمل اور روزی کو گمشدہ پاتے ہیں تو روتے ہیں۔ پھر یہی آیت پڑھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علامت کی۔

## کسی کی موت پر آسمان کے رونے یا نہ رونے کی وجہ

حضرت علی سے کسی نے پوچھا کہ آسمان و زمین کبھی کسی پر روئے بھی ہیں؟ آپ نے فرمایا آج تو نے وہ بات دریافت کی کہ تجھ سے پہلے مجھ سے

اس کا حوالہ کسی نے نہیں کیا۔ مفسرین رحمہ اللہ کے لئے زمین میں ایک نماز کی جگہ ہوتی ہے اور ایک جگہ۔ سمان میں اس کے عمل کے چڑھنے کی جگہ ہوتی ہے۔ اور آل فرعون کے لیے اعمال ہی نہ تھے اس وجہ سے نہ تو زمین پر رونی نہ سمان کو گھٹن پہنچی۔ یا اور نہ انہیں ڈھیل دی گئی کہ توبہ کر لیں۔ (تیسیر مظہری)

وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ﴿٢٩﴾ وَلَقَدْ نَجَّيْنَا

اور نہ ہی ان کو ڈھیل اور ہم نے بچا لیا

بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ

بنی اسرائیل کو ذلت کی مصیبت سے

مِن فِرْعَوْنَ

جو فرعون کی طرف سے تھی۔ ۲۲

۲۲ بلکہ فرعون کا ہر رویہ مجسم مصیبت تھا۔ (تیسیر مظہری)

إِنَّهُ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٣١﴾

بیشک وہ تھا بڑا ہی سرکش حد سے بڑھ جانے والا ۲۳

۲۳ یعنی (تفسیر مظہری اور تفسیر ضیاء القرآن)

وَلَقَدِ اخْتَرْنَاهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلَى

اور ان کو ہم نے پسند کیا جان بوجھ کر

الْعَالَمِينَ ﴿٣٢﴾

جہان کے لوگوں سے ۲۴

بنی اسرائیل کی فضیلت ۲۴ یعنی اگرچہ بنی اسرائیل بھی گمراہیوں میں مبتلا ہو گئے تھے ہم کو معلوم تھا۔ ہم ان کو ہم نے اس زمانہ کے تمام لوگوں سے فضیلت دی۔ اور بعض فضائل جزئیہ تو وہیں جو آج تک کسی قوم کو میسر نہیں ہوئے (تفسیر مظہری)

وَآتَيْنَاهُم مِّنَ الْآيَاتِ مَا فِيهِ بَلَاءٌ

اور دیں ہم نے ان کو نشانیاں جن میں تھی

مُّبِينٌ ﴿٣٣﴾

بڑی جانچ ۲۵

نشانیاں ۲۵ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے، جیسے منجملہ ان معجزوں کے اژدہا بن جانا لاٹھی کا سانپ پکڑنا ہاتھ کا چمکنا وغیرہ وغیرہ۔ (تفسیر عثمانی)

إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿٣٤﴾ إِنْ هِيَ

یہ لوگ کہتے ہیں اور بیشک نہیں

إِلَّا مَوْتَتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ

ہماری پہلی مرنا ہے پہلا اور ہم کو اٹھنا

بِمُنشَرِينَ ﴿٣٥﴾

اصل نہیں ۲۶

انکار بعث ۲۶ دوسرے مقام میں حضرت موسیٰ کی قوم کا انکار مذکور ہوا۔ کیا تعجب ہے کہ یہ بھی اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ یعنی یہ کہتے ہیں کہ ہماری آخری حالت بس یہی ہے کہ ہمارے موت کے بعد سب قصہ ختم ہو جاوے زندگی کے سوا دوسری زندگی کوئی نہیں۔ یہاں تک اخیر سورت کا مضمون ہے۔ (تیسیر عثمانی)

فَأْتُوا بِآبَائِنَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٣٦﴾

پھر لے آؤ (زندہ) ہمارے باپ دادوں کو اگر تم سچے ہو ۲۷

اہل مکہ کی دلیل ۲۷ یعنی پیغمبر اور مومنین سے کہتے ہیں کہ اگر تم اپنے عقیدہ میں سچے ہو کہ مرنے کے بعد پھر زندہ کئے جائیں گے تو اچھا اب مرے ہوئے باپ دادوں کو زندہ کر کے دکھلاؤ تب ہم جانیں۔ (تیسیر عثمانی)

أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ

بھلا یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم ۲۸

تُبَّع ۲۸ "تبع" لقب تھا یمن کے بادشاہ کا، جس کی حکومت "سبا" اور "حمیر" موت وغیرہ صب پر تھی۔ "تبع" بہت گزرے ہیں۔ اللہ نے یہاں کونسا حمیر ہے۔ بہرحال اتنا ظاہر ہوا کہ ان کی قوم بہت قوت و جبروت والی تھی جو اپنی سرکشی کی بدولت تباہ کی گئی۔ ابن کثیر نے اس سے قوم سبا مراد لی ہے جس کا ذکر سورہ سبا میں گزر چکا واللہ اعلم۔ (تفسیر حقانی)

بادشاہوں کے القاب: یہ قوم تبع عرب قحطان تھے اور یہ قبیلہ یمن عرب عدنان تھے تبع یمن کے بادشاہ کا لقب تھا جیسا کہ کسریٰ شاہان فارس کا اور قیصر شاہان روم کا اور فرعون بادشاہ مصر کا اور بطلیموس شاہ حبش کہتے تھے۔

### صبح کا اذان اور اس کے بعد درود و سلام

صبح کی اذان سے پہلے اور بعد درود و سلام کا پڑھنا بھی بدعت ہے۔ اذان کے بعد درود و سلام کا پڑھنا اذان کا جزو نہیں ہے۔ اذان کے بعد درود و سلام کا پڑھنا اذان کا جزو نہیں ہے۔ اذان کے بعد درود و سلام کا پڑھنا اذان کا جزو نہیں ہے۔

### اہل حدیث کی مجبوب شرافت:

اہل حدیث کی مجبوب شرافت یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

### اہل حدیث کی مجبوب شرافت:

اہل حدیث کی مجبوب شرافت یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

### اہل حدیث کی مجبوب شرافت:

اہل حدیث کی مجبوب شرافت یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

### اہل حدیث کی مجبوب شرافت:

اہل حدیث کی مجبوب شرافت یہ ہے کہ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔ وہ اپنے مخالفوں کے ساتھ بھی شرافت کا برتاؤ کرتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ اَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّهُمْ

ان سے پہلے تھے ہم نے ان کو ہلاک کر دیا بیشک وہ

كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

تھے گنہگار ۱۲

عاد و ثمود کا حشر: (۳۷) عاد و ثمود اور فرعون وغیرہ ان سب کو ہلاک کر دیا ان کے کفار و فجور کی وجہ سے جس میں مکہ والے مبتلا ہیں پھر ان کو بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ (۳۸) ہم نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا۔ (۳۹) ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ اس کو نہیں سمجھتے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا

اور ہم نے نہیں پیدا کیا آسمان اور زمین اور جو

بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

ان کے بیچ ہے کھیل کرتے ہوئے ان کو نہیں پیدا کیا ہم نے مگر ساتھ

وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور لیکن اکثر ان کے نہیں جانتے

کارخانہ کائنات: (۴۰) بیشک فیصلہ کا دن ان سب کے لئے وقت مقرر ہے۔ (۴۱) جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔ (۴۲) مگر جس پر اللہ رحم فرمائے بیشک وہ بڑا زبردست مہربان ہے۔

اکثر لوگ آسمان و زمین میں غور نہیں کرتے

آیت میں چند صفات الٰہیہ کا ذکر ہے جن میں عقل رکھنے والے غور کرتے ہیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور ان صفات کی تحقیق نہ کرنے کی وجہ سے اکثر لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں۔ (۴۳) بیشک تھوہر کا درخت۔ (۴۴) گنہگار کا کھانا ہوگا۔

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۴۰﴾

بیشک دن فیصلہ کا وقت ہے ان سب کا

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا

جس دن کام نہ آئے کوئی رشتہ کسی رشتہ کے کچھ بھی

وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾

اور نہ ان کی مدد کی جائے

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ

مگر جس پر رحم کرے اللہ بیشک وہ ہے زبردست

الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾

رحم والا ۱۲

رحمت الٰہی: (۴۲) مگر جس پر اللہ رحم فرما دے بیشک وہ زبردست رحم والا ہے۔ (۴۳) بیشک تھوہر کا درخت (ذقوم) (۴۴) گنہگار کا کھانا ہوگا۔

(۴۵) جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹ میں جیسے

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾

بیشک درخت تھوہر کا کھانا ہے گنہگار کا

كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ

جیسے پگھلا ہوا تانبا کھولتا ہے پیٹوں میں جیسے

الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ

کھولتا ہوا پانی پکڑو اس کو پھر گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ بیچوں بیچ

الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾

دوزخ کے ۱۲

ثُمَّ صُبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ

الْحَمِيمِ

ذُقْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ

ابوجہل کا دعویٰ اور اس کی تذلیل

إِنَّ هَٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ

فِي جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ۝ يَلْبَسُونَ مِنْ
سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ مُتَقَابِلِينَ

كَذَٰلِكَ وَزَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ

لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ

وَوَقَاهُمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ فَضْلًا

مِّن رَّبِّكَ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ

تیرے رب سے یہی ہے بڑی کامیابی

بڑی کامیابی تو اس سے ہو سکتی ہے کہ انسان اللہ کی رحمت کا مستحق بن جائے۔ اللہ کی رحمت کے لئے دو ہی راستے ہیں (۱) اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیک اعمال کرے (۲) اللہ پر کسی کا حق نہیں جنت کا مانا اللہ کی رحمت ہے

وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا ۖ وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا ۗ وَكَفَىٰ بِنَا حَاسِبِينَ

اور ہم رکھیں گے ترازو انصاف کی قیامت کے دن پھر نہ ظلم ہوگا کسی جان پر کچھ اور اگر ہو برابر رائی کے دانہ تو ہم لے آئیں گے اس کو اور ہم کافی ہیں حساب لینے والے

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ میزان کے دو پلڑے ہوں گے جن میں اعمال تولے جائیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کے ہاتھ میں تو ترازو ہوتی ہے اعمال کیسے تولے جائیں گے آپ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ قادر ہے کہ بغیر ترازو کے اعمال تول دے۔ (ابن کثیر)

فَإِنَّمَا يَسَّرْنَاهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ

سو یہ تو آسان کیا ہم نے تیری زبان میں تاکہ

وہ دھیان کریں

تیسیر قرآن کا مطلب یہی ہے کہ قرآن کریم کو ایسی زبان میں نازل کیا جو سمجھ میں آسکے اور یاد رکھی جا سکے۔

فَارْتَقِبْ إِنَّهُم مُّرْتَقِبُونَ

اب تو راہ دیکھ وہ بھی راہ دیکھتے ہیں

وقت آئے گا جب یہ لوگ اپنی آنکھوں سے آپ کے پھیلے ہوئے نور کو دیکھ لیں گے اور جان جائیں گے کہ یہ وہی نور ہے جس کی آپ کو خبر دی گئی تھی اور جس کا انتظار کیا جا رہا تھا۔

تمت سورۃ الدخان بفضل اللہ تعالیٰ وحمدہ والحمد للہ رب العالمین

## سورة الجاثية

مکی ہے اس کو حٰمٓ سے شروع کرنے کی وجہ وہی ہے جو دوسری سورتوں میں ہے۔

حٰمٓ تَنزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَ

حٰمٓ۔ اتارنا کتاب کا ہے اللہ کی طرف سے

جو زبردست ہے حکمت والا بیشک آسمانوں میں

اور زمین میں بہت نشانیاں ہیں یقین کرنے والوں کے

ایمان کی بدولت انسان کو وہ چیز مل جاتی ہے جو کائنات کی ہر چیز کو حاصل ہے یعنی اس کائنات کو پیدا کرنے والے اور اس کا نظام چلانے والے کی رحمت۔ اس لئے ایمان والوں کو ہی نشانیاں نظر آتی ہیں۔

الحمد لله على المحبوب الأبدي ومن على المصير فكيف لا يذل هنا لطائف المحبوب الغيوب على الصانع المطلوب الحميد المرغوب

الحمد لله۔ تمام تعریفیں (جیسی بھی مناسب ہوں) اللہ کے لئے ہیں جو ہمیشہ رہنے والا محبوب ہے اور ہمارا انجام اسی کی طرف ہے پھر کیسے نہ ہو ہم اس کے لطف و کرم کے سامنے جو ہر چھپی بات کو جانتا ہے اور ہر پوشیدہ کو دیکھتا ہے۔ (ابن کثیر)

وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ

اور تمہارے پیدا کرنے میں اور جو پھیلا رکھے ہیں چوپائے

| |
|---|
| اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ |
| نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ﴿۴﴾ |

یعنی انسان خود اپنی بناوٹ اور اپنے میلانات کی ساخت میں غور کرے تو اپنے خالق (اور جان تک پہنچانے والے) پر اور توحید کی نشانیوں پر اس کو یقین آ جائے۔ (ابن کثیر)

انسان کی تخلیق بنا وٹ: وَفِيْ خَلْقِكُمْ میں تم میں سے ہر ایک کے پیدا کرنے میں بشرطیکہ وہ عبادت کی نشانیاں ہیں ہر انسان کی تخلیق اللہ سے ہوئی۔ نطفہ ہم نر و مادہ کا ملا جلا پھر بچہ اپنی پیدائش میں خون قدرتی مراحل سے گزرتا ہے کبھی لڑکا کبھی لڑکی۔ (محمد سلیمان)

| |
|---|
| وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ |
| اور رات اور دن کے آنے جانے میں |
| وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ |
| اور اللہ نے آسمان سے جو روزی اتاری |

روزی کا جو پیدا ہونا پانی برسنے سے ہوتا ہے۔ (محمد سلیمان)

| |
|---|
| فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا |
| پھر زندہ کر دیا اس سے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد |
| وَتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ |
| اور ہوا کے بدلنے میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے |
| يَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾ |
| واسطے جو سمجھ رکھتے ہیں ﴿۵﴾ |

غور کی ضرورت ہر چیز میں ہے لیکن جو چیزیں زیادہ مفید ہوں ان کی طرف توجہ بھی زیادہ ہونی چاہئے اسی لئے بارش اور ہوا کے تغیر کے ذکر کے بعد بھی یہی فرمایا۔ (ابن کثیر)

| |
|---|
| تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ |
| یہ اللہ کی آیتیں ہیں کہ پڑھتے ہیں |

| |
|---|
| بِالْحَقِّ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ |
| تجھ کو ٹھیک ٹھیک پھر کون بات کی |
| اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ |
| اللہ اور اس کی آیتوں کو پیچھے یقین کریں گے ﴿۶﴾ |

اللہ کی بات سے بڑھ کر کوئی نہیں۔ جو شخص اللہ کو چھوڑ کر اور کون سے دلائل یا نبی کی بات مانے گا۔ نبی ہے جب اللہ کی آیتیں اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر بھی وہ ایمان نہ لائے تو اس سے بڑھ کر اور کون ہے جو ایمان لائے گا۔ (ابن کثیر)

| |
|---|
| وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ﴿۷﴾ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ |
| تباہی ہے ہر جھوٹے گناہگار کے لئے کہ سنتا ہے آیتیں |
| اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا |
| اللہ کی کہ پڑھی جاتی ہیں اس پر پھر اڑا رہتا ہے غرور سے |
| كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا |
| گویا نہ سنی ہیں ان کو |

غلط اور غرور پر مبنی عقیدہ اور نظریہ کی بنا پر کسی بات کو نہیں مانتا ان معنوں میں کبھی جائز نہیں ہوتا کہ اپنی جہالت سے بچے۔ کوئی کوتاہی طرح معذور نہیں ہو سکتا۔ (ابن کثیر)

ثُمَّ کے ساتھ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کے سننے کے بعد اس کی آیت سے تکبر کرنا بہت برا ہے۔ (ابن کثیر) بعد کا لفظ بتا رہا ہے کہ سننے کے بعد ماننا چاہئے تھا۔ (محمد سلیمان)

| |
|---|
| فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۸﴾ وَاِذَا |
| سو خوشخبری دے اس کو عذاب دردناک کی اور جب |
| عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا |
| جانے ہماری آیتوں سے کسی کو ٹھٹھا کرے ان سے |

هُزُوًا وَّذَهَبَتْ بِهِمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ

وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِي انْتِقَامٍ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّسَلَكَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ

وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّاَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ

اَوَمَنْ يُّنَشَّؤُا فِي الْحِلْيَةِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِيْنٍ

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ

وَقَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ

فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاَبِيْهِ وَقَوْمِهٖ اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ

اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ

وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ

وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـُٔوْنَ

وَزُخْرُفًا وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي الْعُمْيَ وَمَنْ كَانَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ

اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِيْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰيٰتِنَآ اِذَا هُمْ مِّنْهَا يَضْحَكُوْنَ

وَمَا نُرِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ اِلَّا هِيَ اَكْبَرُ مِنْ اُخْتِهَا وَاَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ

وَقَالُوْا يٰٓاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ

فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ

اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ

اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَّعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ

يٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ وَفِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ

اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ

وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ

وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ

وَقِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ

فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ

وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّكَ يَضِيْقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُوْلُوْنَ

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَاْكُلُوْنَ كَمَا تَاْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ

وَكَاَيِّنْ مِّنْ قَرْيَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرْيَتِكَ الَّتِيْٓ اَخْرَجَتْكَ اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ

اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ كَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ فِيْهَآ اَنْهٰرٌ مِّنْ مَّآءٍ غَيْرِ اٰسِنٍ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ لَّبَنٍ لَّمْ يَتَغَيَّرْ طَعْمُهٗ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ وَاَنْهٰرٌ مِّنْ عَسَلٍ مُّصَفًّى وَلَهُمْ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَمَغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ

كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوْا مَآءً حَمِيْمًا فَقَطَّعَ اَمْعَآءَهُمْ

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّسْتَمِعُ اِلَيْكَ حَتّٰٓى اِذَا خَرَجُوْا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ اٰنِفًا اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَاتَّبَعُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰىهُمْ

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ وَّذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ اِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ فَاَوْلٰى لَهُمْ

طَاعَةٌ وَّقَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ فَاِذَا عَزَمَ الْاَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰهَ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ

فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْٓا اَرْحَامَكُمْ

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَاَمْلٰى لَهُمْ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ اَنْ لَّنْ يُّخْرِجَ اللّٰهُ اَضْغَانَهُمْ

وَلَوْ نَشَآءُ لَاَرَيْنٰكَهُمْ فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيْمٰهُمْ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِيْ لَحْنِ الْقَوْلِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اَعْمَالَكُمْ

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا۟ اَخْبَارَكُمْ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدٰى لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيُحْبِطُ اَعْمَالَهُمْ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

فَلَا تَهِنُوْا وَتَدْعُوْٓا اِلَى السَّلْمِ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ

اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا يُؤْتِكُمْ اُجُوْرَكُمْ وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ اَمْوَالَكُمْ

اِنْ يَّسْـَٔلْكُمُوْهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوْا وَيُخْرِجْ اَضْغَانَكُمْ

هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ وَيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

وَّيَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا

هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْٓا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا

وَّيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا

سَيَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَآ اَمْوَالُنَا وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا يَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا بَلْ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا

بَلْ ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّنْقَلِبَ الرَّسُوْلُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلٰٓى اَهْلِيْهِمْ اَبَدًا وَّزُيِّنَ ذٰلِكَ فِيْ قُلُوْبِكُمْ وَظَنَنْتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُوْرًا

وَمَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَاِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ سَعِيْرًا

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا

سَيَقُوْلُ الْمُخَلَّفُوْنَ اِذَا انْطَلَقْتُمْ اِلٰى مَغَانِمَ لِتَاْخُذُوْهَا ذَرُوْنَا نَتَّبِعْكُمْ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ قُلْ لَّنْ تَتَّبِعُوْنَا كَذٰلِكُمْ قَالَ اللّٰهُ مِنْ قَبْلُ فَسَيَقُوْلُوْنَ بَلْ تَحْسُدُوْنَنَا بَلْ كَانُوْا لَا يَفْقَهُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا

قُلْ لِّلْمُخَلَّفِيْنَ مِنَ الْاَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِيْ بَاْسٍ شَدِيْدٍ تُقَاتِلُوْنَهُمْ اَوْ يُسْلِمُوْنَ فَاِنْ تُطِيْعُوْا يُؤْتِكُمُ اللّٰهُ اَجْرًا حَسَنًا وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا

وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ وَلِتَكُوْنَ اٰيَةً لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِس

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ

قُلْ لِّلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ لَا
يَرْجُونَ أَيَّامَ اللَّهِ

لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ

أَسَاءَ فَعَلَيْهَا

تو اپنا ہی برا کرے گا

پھر اپنی اور پرائی نیکی بدی کا فیصلہ کرنے کے لئے تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے۔

ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ

پھر تم سب کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے

اس آیت میں بھی گزشتہ آیات کی طرح انسان کو اس کی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ

اور ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب

وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنَاهُم مِّنَ

اور حکومت اور نبوت دی اور کھانے کو ستھری

الطَّيِّبَاتِ

چیزیں دیں

## بنی اسرائیل پر روحانی و جسمانی انعامات

اس آیت میں بنی اسرائیل پر خدا کے تین بڑے انعامات کا ذکر ہے۔ ان کی ہدایت کے لئے آسمانی کتابیں بھیجیں، ان میں سے بہت سوں کو حکومت عطا فرمائی اور ان کو پاکیزہ روزی عطا فرمائی۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے ان نعمتوں کی قدر نہ کی اور ان کے ذریعہ سے اپنی روحانی و مادی ترقی کا سامان پیدا نہ کیا۔

وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ

اور دنیا کی سب قوموں پر

اس جملہ کا مطلب یہ نہیں کہ بنی اسرائیل ہر زمانہ میں دوسری قوموں سے افضل تھے بلکہ بعض زمانوں میں دوسری قومیں بھی ان سے افضل تھیں۔ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ ان کو بھی بعض زمانوں میں دوسری قوموں پر فضیلت حاصل تھی۔

وَفَضَّلْنَاهُمْ۔ اور ہم نے ان کو فضیلت دی۔ ہم نے اس میں سے بعض



کو بعض پر فضیلت دی۔ ہم نے ان کو بعض زمانوں میں دوسروں پر فضیلت دی۔ فضیلت کا مطلب ہر زمانہ میں ایک نہیں ہوتا۔ کبھی کسی کو فضیلت حاصل ہوتی ہے کبھی کسی کو۔

وَآتَيْنَاهُم بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ

اور دین کی کھلی کھلی باتیں ان کو بتائیں

اس آیت میں بنی اسرائیل کی ایک اور فضیلت کا ذکر ہے۔ ان کو دین کی واضح تعلیمات دی گئیں۔ ان کے پاس ایسے انبیاء بھیجے گئے جو ان کو دین کی صحیح تعلیم دیتے تھے۔ ان کے پاس ایسی کتابیں بھیجی گئیں جن میں دین کی تعلیم بالکل واضح تھی۔ ان کو ایسی تعلیم دی گئی جس میں کوئی ابہام نہیں تھا۔

فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ

پھر انہوں نے جو اختلاف کیا تو علم آچکنے کے بعد

الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي

آپس کی ضد سے یقیناً تیرا رب فیصلہ کرے گا

بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ

ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ

يَخْتَلِفُونَ

جھگڑتے تھے

## امتوں میں فرقہ بندی کی مذمت

یہ آیت آپس کی ضد اور عداوت سے اصل تنزل کے بعد قوموں کے فرقوں میں بٹ جانے کی مذمت کرتی ہے۔ جن کو کامل علم نہیں دیا گیا تھا وہ تو اختلاف کرتے ہی تھے لیکن جن کو علم دیا گیا تھا ان کا اختلاف کرنا بڑی بات تھی۔ اس آیت میں اسی کی مذمت کی گئی ہے۔

إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي۔ خدا اس اختلاف کا فیصلہ کرے گا۔ یہ خطاب ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ اس میں کافروں کے اختلاف کی طرف اشارہ ہے۔ آپ ان کو قیامت کا علم دیجئے اور یہ بھی بتا دیجئے کہ اس اختلاف کا فیصلہ قیامت کے دن ہوگا۔ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اختلاف کی بنیاد ہمیشہ جہالت نہیں ہوتی بلکہ بعض اوقات علم کے باوجود بھی اختلاف ہوتا ہے۔

کے دلوں میں اور صحابیوں کے لئے کوئی بغض نہ رہے گا کیونکہ سب کے سب ایک ہی مقصد کے لئے جدوجہد کر رہے تھے اور ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں تھے۔ (تفسیر نمونہ)

**ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ**

پھر تجھ کو کر دیا ہم نے ایک رستہ پر دین کے کام کے

**فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا**

سو تو اسی پر چل اور مت چل خواہشوں پر

**يَعْلَمُوْنَ ۝**

بے سمجھوں کی ☆

صراط مستقیم ☆ دین اسلام اختلاف اور تفرقہ اندازی کا نہیں کی موجد نہیں ہے ہم نے آپ کو دین کے بنیادی اصول پر قائم کر دیا تو آپ کو اور آپ کی امت کو چاہئے کہ اس راستہ پر برابر مستقیم رہے کبھی بھول کر بھی جاہلوں اور بے علموں کی خواہشات پر نہ چلے مشرکین کی خواہش یہ ہے کہ آپ ان کے طور طریقہ اختیار کر لیں اور ان کے دین کے ساتھ کچھ کر لیں تو وہ آپ کو اپنا لیں گے لیکن آپ کو ایسا ہرگز نہیں کرنا چاہئے۔ دین میں اختلاف اور تفرقہ ڈالنا جائز نہیں ہے ہر زمانہ میں دین کے اندر یہ صورت واجب ہے کہ دین کی جو بات کو اکٹھا کر دیا جائے۔ (تفسیر نمونہ)

**شَرِيْعَةٍ** ۔ راستہ سے مراد ایسا مستقیم راستہ ہے جس پر چلنے والا منزل مقصود پر پہنچ جائے۔

**مِّنَ الْاَمْرِ** ۔ امر سے مراد ہے دین۔

**فَاتَّبِعْهَا** ۔ یعنی اے محمد آپ اسی شریعت حق پر چلتے رہیے۔

**وَلَا تَتَّبِعْ** ۔ یہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہے لیکن خطاب دراصل پوری امت کی طرف ہے۔

**لَا يَعْلَمُوْنَ** کا مطلب: مشرکین کو جاہل کہنے کی وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ قصداً انبیاء کی کتاب پر عمل ترک کر دیا خواہ وہ کتاب کسی نہ کسی طریقہ سے ان تک پہنچی ہو اور اس کے علماء سے گمراہ ہو چکے تھے یا اس طرح مسلمانوں میں سے وہ لوگ جو

**اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ**

وہ کچھ کام نہ آئیں گے تیرے اللہ کے سامنے ☆ کبھی

☆ کبھی ان کی طرف جھکنا تو کجا نہ ہونے کے برابر کام بھی نہ آئے گا۔ (تفسیر عثمانی)

**وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ**

اور بے انصاف ایک دوسرے کے رفیق ہیں

**وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝**

اور اللہ رفیق ہے پرہیزگاروں کا ☆

☆ مسلمان! یہ مشرک اور ظالم جو تمہارے مسلمان بھائیوں کے دوست اور کافروں کے رفیق بنے ہوئے ہیں تمہارے کچھ کام نہیں آسکتے۔ دوست تو صرف متقی پرہیزگار ہی ہو سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان کا ساتھی ہوگا۔ (تفسیر عثمانی)

**وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ** ۔ یہ جملہ گذشتہ جملہ کی دلیل ہے یعنی آپ متقی اور پرہیزگار ہیں اس لئے اللہ آپ کا ولی ہے اور آپ کو شریعت پر چلنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جملہ آپ کو اس سے ایک طرح کے دوست بنانے سے روکنے والوں کا دوست ہے اور ظالموں کی دوستی میں شیطان ہی ان کا ولی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى**

یہ موجود ہیں۔ تمیں لوگوں کے واسطے راہ کی

**وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ۝**

اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں ☆

بصیرت: قرآن حقائق پر مبنی ہے قرآن پڑھنے والے کی بڑی بصیرت اور روز حقائق پر مشتمل ہے دنیا کی کوئی بھی کتاب ایسی نہیں ہے جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ ہدایت: قرآن قسمت اس کی ہدایت و نصائح پر یقین کر کے عمل پیرا ہوتے ہیں ان کے لئے

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ

أَن نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۚ سَاءَ مَا

يَحْكُمُونَ

وَخَلَقَ اللَّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ

وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ

لَا يُظْلَمُونَ

قُوِيَتْ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوٰىهُ

وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ

وَعَلٰى أَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ فَمَنْ يَهْدِيهِ

مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ

خواہش پرستی ہو جو شخص کسی خواہش نفس کو دین حاکم اور معبود بنا لے وہ اس کی خواہش کے پیچھے چلنے سے بچ نہیں سکتا۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اضلال گمراہی میں چھوڑ دیا جائے اور اس کی حالت یہ ہو چکی ہے کہ بات کی بات سننے کی بھی اس میں صلاحیت نہیں رہی اور نہ دیکھ کر بصیرت حاصل کرتا ہے تو ایسے شخص کی ہدایت کی کون ذمہ داری لے سکتا ہے۔ (ابن کثیر)

**عدم آخرت اور اس میں جزا و سزا** ہونے پر مشرکین کے شبہات اور ان کے جوابات بیان کئے گئے ہیں۔ پہلا شبہ یہ ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں ہوں گے۔ اول کا پہلا پیدا ہونا ہمیں نظر آتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ہم مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے اور جزا و سزا کے قائل نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور اسے کے جواب میں فرماتے ہیں کہ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

**مشرکین اور فلاسفی کی نادانی:** اللہ کے دو ایک ذات کا ثبوت ملنا کافی ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کے ثبوت کے لئے یہ کائنات کافی ہے۔ اس کی ذات و صفات کے ثبوت کے لئے اس کی کتاب اور اس کے رسول کافی ہیں۔ حضور ﷺ نے اللہ کی قسم کھا کر فرمایا کہ تم مرنے کے بعد ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ پھر قسم کھا کر فرمایا کہ تم ضرور حساب دو گے۔ پھر قسم کھا کر فرمایا کہ تمہیں ضرور جزا یا سزا ملے گی۔ (ابن کثیر)

لا تسبوا الدهر فان الله هو الدهر: ابو ہریرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ ابن آدم زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ زمانہ تو میں ہی ہوں۔ میرے ہی قبضہ میں رات دن ہیں۔ میں جس طرح چاہتا ہوں رات دن کو لپیٹ دیتا ہوں۔ (ابن کثیر)

**دہریہ کا معنی اور مشرکین کا استدلال:** دہریہ وہ ہوتا ہے جس کی نظر صرف مادہ کے کاموں پر ہو۔ مادہ کے علاوہ کسی اور چیز کا وجود نہ مانتا ہو۔ اللہ کے منکر ہونے کا نام دہریت ہے۔ کفار کے یہ قول بطور نقل کے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ رحمٰن کیا ہے؟ کفار کا یہ قول کہ ہمیں موت زندگی دنیا ہی سے ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ موت و حیات کو اللہ کے حکم و مشیت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ اسباب ظاہر کے تحت ہی ہمیشہ سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں۔ (ابن کثیر)

**وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ**

اور کہتے ہیں اور بات کوئی نہیں ہماری یہ دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے ہیں

**وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ**

اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ

**وَمَا لَهُمْ بِذَٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ**

حالانکہ ان کو اس کی کچھ خبر نہیں اور کچھ نہیں

**هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿٢٤﴾**

مگر اٹکل سے باتیں بناتے ہیں ﴿۲۴﴾

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

پس اللہ ہی کے لئے ہے تعریف آسمانوں کے رب اور زمین کے رب سارے جہان کے رب۔ اور اسی کے لئے ہے بڑائی آسمانوں اور زمین میں اور وہی ہے زبردست حکمت والا۔

## ربط آیات

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کا بیان تھا۔ اب اس کی حمد و ثنا کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً

جاثیۃ کا معنی ...

تمام اہل محشر پر خوف طاری ہوگا ...

آیت کی ابتدا میں ... آیا ہے جو ... کے خوف ... انبیاء، مسلمان ... قرار دیا جائے ... خوف ... ہے ... ہوگی ...

جاثیۃ ... اور ... یہ ... ہے ... کے ... ہیں ... ہے ... ہوتے ...

... حضرت علی ... فرمایا ... ہے ... ہوں ...

كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

سب کو اعمال نامے دیئے جائیں گے

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ

... اعمال اور لوح محفوظ کا تقابل

اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ

فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ
فِي رَحْمَتِهِ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ
الْمُبِينُ

وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا أَفَلَمْ تَكُنْ
آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ
وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُجْرِمِينَ

وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ
وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا
نَدْرِي مَا السَّاعَةُ إِنْ نَظُنُّ إِلَّا
ظَنًّا وَمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِينَ

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ
بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

وَقِيلَ الْيَوْمَ نَنْسَاكُمْ كَمَا نَسِيتُمْ
لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَٰذَا

کو میرا بھی بے پناہ کرنا پڑے گا۔ پھر جیسے کسی طرح مقابلہ میں پڑا ہوا چھوڑ دیں گے جیسے تم سے اپنے کو بچا لیا تھا اس طرح آج تمہیں بھلا دیں گے۔ (تفسیر ثنائی)

**بھولنے کا مطلب:** جس طرح تم نے آج کی ملاقات کی تیاری نہ کی اور اس کو بالکل بھلا دیا اور اس کی پرواہ بھی نہیں کی تھی۔ لفظ یا بھلانے میں سعد کی مضافت تعرف کی طرف ہے۔ یعنی جیسے تم نے اس سے ملنے کے دن کی تیاری نہ کی حالانکہ اس کا علم تھا اسی طرح آج ہم تمہیں بھلا دیتے ہیں۔ (تفسیر سعدی)

وَمَأْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ

اور تمہارا ٹھکانا دوزخ ہے اور کوئی نہیں تمہارا

نّٰصِرِيْنَ ۝ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ

مددگار یہ تمہارا ہی اس لئے کہ تم نے بنا لیا تھا اللہ کی

اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ

باتوں کو ٹھٹھا اور تمہیں دھوکے میں ڈال رکھا تھا دنیا کی زندگانی نے

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا

سو آج نہ ان کو نکالا جائے گا وہاں سے اور نہ

هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝

ان سے طلب ہے توبہ ☆

## قیامت آنے پر کافروں کے لئے تمام مواقع ختم ہو جائیں گے

یعنی جہنم میں ان کو ہمیشہ کے لئے ڈال دیا جائے گا اور وہ نکالے نہ جائیں گے اب نہ تو وہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔ (تفسیر ثنائی)

یعنی ان سے اس بات کا طلب نہیں کی جائے گی کہ توبہ کر کے اللہ کو راضی کر لیں کیونکہ توبہ کا وقت گذر چکا ہوگا۔ جبرائیل اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے بعد طلب رضامندی (خوشنودی) نہ ہوگی کیونکہ وہ دن عمل کا حاصل اور بدلہ کا ہے اور اعمال کا وقت (دنیا) کے بعد ہوا کرتا ہے۔ پھر بندہ صاحب خطاب نے تمام حمد و ثنا اللہ کے لئے ثابت کی ہے جو آسمان و زمین کا رب ہے اور تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اور اس کی کبریائی اور عظمت کے لئے ہیبت و جلال ثابت کیا ہے۔ اور اس کی ربوبیت کی تعریف کی ہے۔ اور اس کی ربوبیت کی تعریف کی ہے۔ اور اس کی ربوبیت کی تعریف کی

[illegible]

حٰمٓ ۝ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى

کارخانہ کائنات بے مقصد نہیں

کائنات کا پیدا کرنا [illegible]

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَمَّآ اُنْذِرُوْا مُعْرِضُوْنَ

کافروں کی [illegible]

۴ سے کہو کہ کبھی تم نے اس پر غور کیا ہے؟

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ

ائْتُونِي بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا أَوْ

أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ

إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ

غَافِلُونَ

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ

أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ

قُلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ

تو کہہ اگر میں نے یہ بات گھڑ لی ہے تو تم میرا اللہ کی

لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ

کچھ نہیں

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ

اور جب ان کو ہماری آیتیں کھلی کھلی

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا

جَاءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ

کافروں کی بے پروائی ہے یعنی ان کو ہماری آیتوں کی

هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ

آپس کی خوب خبر ہے جس باتوں میں تم لگ رہے ہو وہ کافی ہے

بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ

قَلْ إِنِ افْتَرَيْتُهُ فَلَا تَمْلِكُونَ

تو کہہ اگر میں نے یہ بات گھڑ لی ہے تو تم میرا اللہ کی

لِي مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۖ

کچھ نہیں

وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا بَيِّنَاتٍ

اور جب ان کو ہماری آیتیں کھلی کھلی

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا

جَاءَهُمْ هَٰذَا سِحْرٌ مُبِينٌ

کافروں کی بے پروائی ہے یعنی ان کو ہماری آیتوں کی

هُوَ أَعْلَمُ بِمَا تُفِيضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ

آپس کی خوب خبر ہے جس باتوں میں تم لگ رہے ہو وہ کافی ہے

بِهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۚ

أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ

[illegible] اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ اس کے [illegible] کا ذکر ہے [illegible] قابل ہونے کا ذکر ہے [illegible] یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔

[illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہ

کے مؤمن کا خلاصہ کلام سے ہے، خواہ وہ معاملہ دنیا کا ہو یا آخرت کا، اگر مجھے بتا دیا جائے تو میں بغیر تحقیق کے نہیں مانوں گا، یہ جو کچھ کہتا ہوں اس کا سب وحی الٰہی سے کہتا ہوں چنانچہ قرآن کریم ہی خود گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار علوم اور غیب کے متعلق معلومات دیئے ہیں۔ وَنَفْسٍ وَّمَا سَوّٰىهَا فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا کا یہی مطلب ہے۔ اسی طرح آخرت، جنت، حساب کتاب، میزان وغیرہ سے متعلق تو صحیحین کی احادیث بھی متواتر ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہیں، جس سے ثابت ہوا کہ یہ صفت نہ کہ کا حامل صرف انسان ہے کہ میں امور غیبیہ کے علم میں خطا خانی کی طرح نہیں اور نہ ہی کے علم میں خود اختیار نہیں بلکہ جیسے کہا جاتا ہے خدا کی مرضی کے بغیر پتا بھی نہیں ہلتا، یہ وحی کا ذکر کرتا ہے۔

تفسیر روح المعانی میں اس قول کو نقل کر کے لکھا ہے کہ میرا عقیدہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوئے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور آخرت اور دنیا میں جو کچھ آنا ہے، تمام صلاحیت سے آگاہ نہ فرما دیا، خواہ نہیں کر دیا گیا۔ رہا اخلاص اور فرائض کے بجا لانے میں مخلوق کے معاملات کا علم کہ یہ کامل کیا گیا کامل کریگا اور کس کا انجام کیا ہوا گا، مگر آپ کو ان میں بھی کمی کا علم کرا دیا ہے یا کریں گے، ان امور غیبیہ کا علم نہ کسی کا کامل ہے نہ ناقص ہونے سے کوئی نبوت میں کوئی فرق آتا ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے متعلق تقاضائے ادب یہ ہے کہ یہاں نہ کہا جائے کہ آپ غیب نہیں جانتے تھے بلکہ یوں کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو امور غیب کا بہت بڑا علم دیا تھا جو انبیاء میں سے کسی دوسرے کو نہیں ملا، اور بعض حضرات مفسرین نے جو یہ فرمایا کہ اس آیت میں نفی علم صرف امور زمانیہ سے متعلق ہے آخرت کے متعلق علم غیب کی نفی اس میں شامل نہیں (نماز کرہ الفتح علی) انہوں نے غالباً جملہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ کو مستقل قرار نہیں دیا اس سے نفی علم غیب کو امور دنیا کیسا تھ خاص فرمایا ہو گا آخرت کے متعلق کھلے طور پر آپ نے بتا دیا کہ کافر دوزخ میں اور مؤمن جنت میں جائے گا۔ (تفسیر طبری)

| |
|---|
| قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ |
| تو کہہ بھلا دیکھو تو اگر یہ آیا ہو |
| عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ |
| اللہ کے یہاں سے اور تم نے اس کو نہیں مانا |

| |
|---|
| وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِيْٓ |
| اور گواہی دے ایک گواہ بنی |
| اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ |
| اسرائیل کا ایک ایسی کتاب کے پھر وہ یقین لایا |
| وَاسْتَكْبَرْتُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي |
| اور تم نے غرور کیا بیشک اللہ راہ نہیں دیتا |
| الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ |
| گنہگاروں کو ☆ |

علمائے یہود کی گواہی ☆ اس زمانہ میں عرب کے جاہل مشرک بنی اسرائیل کے علم و فضل سے عموماً عرب تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا چرچا ہوا تو مشرکین نے اس سے یہ بھی چاہا کہ علمائے بنی اسرائیل کا حضور سے امتحان لینا چاہا فرض کر لیتے کہ وہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کر دیں تو کہتے کہ ایک بات ہاتھ آ جائے گی، کیونکہ اہل علم اور اہل کتاب بھی ان کی قوموں کو یہود کہتے ہیں مگر اس مشہد میں مشرکین ہمیشہ ناکام رہے، خدا تعالیٰ نے انکی قصد تکذیب کو اپنی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق و تائید کرا دی، نہ صرف اتنی بات سے کہ وہ لوگ بھی قرآن کی طرح توراۃ کو آسمانی کتاب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت موسیٰ کو پیغمبر کہتے تھے اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت نے رسالت اور قرآن میں انکی کوئی انوکھی چیز نہیں رہتی بلکہ اس طرح کہ بعض علمائے یہود نے صریحاً اقرار کیا اور گواہی دی کہ یہ ملک ہمارے ہاں بھی (عرب) سے ایک عظیم الشان رسول اور کتاب کے آنے کی خبر دی گئی ہے اور یہ دونوں وہی معلوم ہیں جو ہمارے ہاں ہیں اس طرح کی گواہی دینے والے بنی اسرائیل کے ایک بڑے عالم عبداللہ بن سلام ہیں جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے، یہ گواہی دینا کہ یہ کتاب بھی اللہ کی طرف سے ہے اور یہ رسول بھی اللہ کا رسول ہے، یہ بھی ایک گواہی ہے، جس کی خبر دی گئی تھی۔ علمائے یہود کی شہادت میں فی الحقیقت ان تینوں گواہیوں کو پوری تھیں، ہزار ہا ہزار ہزار ہا تحریف و تبدیل کے باوجود بھی توراۃ و انجیل میں موجود ہیں جن سے ہر پڑھا لکھا یہ کہہ سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کا سب سے بڑا گواہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام) ہزاروں برس پہلے خود گواہی دے چکا ہے کہ بنی اسرائیل کے آقا سب اور ابھا نجیل (نبی آخر الزمان) میں سے ایسی کی مثل ایک رسول آنے والا ہے اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا (المزمل، رکوع ۱) یہ بھی سبب تھا کہ بعض منصف دانش پرست احبار، یہود مسلمان ہو گئے جیسے عبداللہ بن سلام وغیرہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا چہرہ، جیسے ہی اسلام لے آئے اور بولے: اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ لیکن یہود کذاب ہے یہ چہرہ بگڑ گیا، پیٹھ کی طرف الٹ گیا، انہوں نے قرآن سنا، سمجھا اور یقین کر لیا تھا، سب کچھ ہونے کے باوجود بھی پھر جب ہوا کی طرح ایک چیز ہاتھ سے نکل گئی، ایمان سے پہلے ایمان، کفر کے بعد ایمان کی دولت، ایمان کی نعمت، ایمان کی لذت، ایمان کی حلاوت، ایمان کی شیرینی، ایمان کی ٹھنڈک، ایمان کی راحت، ایمان کی طمانیت، ایمان کی سکینت، ایمان کی بشاشت، ایمان کی ہر چیز، ہر شے سے بڑھ کر

## تین باتیں جن کا علم نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ہو سکتا

حضرت عبداللہ سے عرض کیا۔ میں آپ سے تین باتیں دریافت کرتا ہوں جن کا علم نبی کے علاوہ کسی کو نہیں ہو سکتا۔ قیامت کی سب سے پہلی نشانی کیا ہوگی؟ اہل جنت کو سب سے پہلے کون سا کھانا دیا جائے گا؟ اولاد باپ کے ماں کی طرف کیوں کھینچتی ہے (یعنی باپ یا ماں کے ہم شکل کیوں ہوتی ہے) اور (بچے کی) بات ایک جیسے ہے کہ لڑکا ماں سے یا لڑکی کیسی ہے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے ابھی جبرئیل نے بتایا ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا جبرائیل نے بتایا ہے؟ فرمایا ہاں۔ عبداللہ نے کہا وہ تو یہود کا دشمن فرشتہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی اولین ترین نشانی ایک آگ ہوگی جو مشرق سے بڑھے گی اور لوگوں کو مغرب کی طرف لے جائے گی۔ اور اہل جنت سب سے پہلے جو کھانا کھائیں گے وہ مچھلی کے نتھنے کی بوٹی کا زائد ہوگا۔ اور مرد کا پانی غالب آتا ہے تو بچے کو اپنی شکل کی طرف کھینچ لیتا ہے اور عورت کا پانی غالب آتا ہے تو بچے کو اپنی شکل کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور وہ بچہ جو باپ سے ماں کی جانب ہو یہ ہے کہ دونوں سورج (یعنی چکلدار) تھے اللہ نے فرمایا ہے۔ وَجَمَعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ (یعنی سورج اور چاند کو جمع کیا گیا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو یہود کے علم میں نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر کہا یا رسول اللہ یہود بہتان باز قوم ہے اگر انہیں میرے اسلام کا علم ہو جائے تو یہ مجھ پر بہتان باندھیں گے اور میرے بارے میں غلط باتیں کہیں گے جو مجھ میں نہیں ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ مجھے آپ اپنے گھر میں کسی کوٹھری میں چھپا دیں اور میرے بارے میں ان سے پوچھ گچھ کریں پھر ان کو بلا کر میرے متعلق دریافت کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ کو اپنے گھر کے اندر ایک کوٹھری میں چھپا دیا۔ یہود آئے تو آپ نے ان سے فرمایا "اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں تم لوگ بخوبی جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں حق دین اور شریعت لے کر آیا ہوں تم مسلمان ہو جاؤ (ایمان لاؤ)

یہود بولے کہ ہم آپ کے دین کو نہیں جانتے۔ حضور نے فرمایا عبداللہ تم میں سے کیسا آدمی ہے؟ یہودی بولے کہ ہمارا سردار اور ہم میں سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اگر وہ اسلام لے آئے (تو تم مسلمان ہو جاؤ گے) کہنے لگے اللہ اس کو بچائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (آواز دے کر) حضرت عبداللہ سے فرمایا۔ باہر آجاؤ۔ تو عبداللہ باہر آ گئے اور بولے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اللہ کی قسم تمہارے پاس آیا ہے اس کا قبول کرو۔ خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں تمہارے پاس لکھا ہوا ہے۔ یہود بولے اس میں تو ان کا عیب اور ان کے اوصاف لکھے ہوئے ہیں ہم اس لئے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں میں ان پر ایمان رکھتا ہوں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ یہود بولے تو برا ہو تمہارا تم ہی سب سے زیادہ برا ہے۔ پھر ہمیشہ کے لئے یہود سے بائیکاٹ کر دیا۔

فوائد: یہود نے حضرت عبداللہ کے خلاف جس بہتان کے پھیلانے کا خدشہ ظاہر کیا تھا حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد یہود نے ان پر یہ بہتان لگایا کہ وہ ہمارے بڑے عالم تھے ہم نے ان کو بہت مانا ہے اور ان کی بڑی عزت کی ہے۔ ہم سے بہتر ہے اور سب سے افضل آدمی کا بیٹا ہے۔ ہمارا سردار اور ہمارا سردار زادہ ہے ہم میں سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اگر وہ اسلام لے آئے (تو تم مسلمان ہو جاؤ گے) کہنے لگے اللہ اس کو بچائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (آواز دے کر) حضرت عبداللہ سے فرمایا۔ باہر آجاؤ۔ تو عبداللہ باہر آ گئے اور بولے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اللہ کی قسم تمہارے پاس آیا ہے اس کا قبول کرو۔ خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں تمہارے پاس لکھا ہوا ہے۔ یہود بولے اس میں تو ان کا عیب اور ان کے اوصاف لکھے ہوئے ہیں ہم اس لئے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں میں ان پر ایمان رکھتا ہوں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ یہود بولے تو برا ہو تمہارا تم ہی سب سے زیادہ برا ہے۔ پھر ہمیشہ کے لئے یہود سے بائیکاٹ کر دیا۔

فوائد: یہود نے حضرت عبداللہ کے خلاف جس بہتان کے پھیلانے کا خدشہ ظاہر کیا تھا حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد یہود نے ان پر یہ بہتان لگایا کہ وہ ہمارے بڑے عالم تھے ہم نے ان کو بہت مانا ہے اور ان کی بڑی عزت کی ہے۔ ہم سے بہتر ہے اور سب سے افضل آدمی کا بیٹا ہے۔ ہمارا سردار اور ہمارا سردار زادہ ہے ہم میں سب سے بڑا عالم ہے اور سب سے بڑے عالم کا بیٹا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اگر وہ اسلام لے آئے (تو تم مسلمان ہو جاؤ گے) کہنے لگے اللہ اس کو بچائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (آواز دے کر) حضرت عبداللہ سے فرمایا۔ باہر آجاؤ۔ تو عبداللہ باہر آ گئے اور بولے میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اللہ کی قسم تمہارے پاس آیا ہے اس کا قبول کرو۔ خدا کی قسم تم جانتے ہو کہ یہ اللہ کے سچے رسول ہیں تمہارے پاس لکھا ہوا ہے۔ یہود بولے اس میں تو ان کا عیب اور ان کے اوصاف لکھے ہوئے ہیں ہم اس لئے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے رسول ہیں میں ان پر ایمان رکھتا ہوں ان کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کو پہچانتا ہوں۔ یہود بولے تو برا ہو تمہارا تم ہی سب سے زیادہ برا ہے۔ پھر ہمیشہ کے لئے یہود سے بائیکاٹ کر دیا۔

## حضرت عبداللہ بن سلام کی فضیلت:

شیخین نے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن ابی وقاص نے فرمایا میں نے نہیں سنا کہ سوا عبداللہ بن سلام کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر چلنے والے کسی (زندہ) شخص کے متعلق فرمایا ہو کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔ عبداللہ ہی کے متعلق آیت وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ (آخر تک) نازل ہوئی۔ (تفسیر حقانی)

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا

اور کہنے لگے منکر ایمان والوں کو

لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُونَا إِلَيْهِ

اگر یہ دین بہتر ہوتا تو یہ ہم سے پہلے نہ

کافروں کی خود رائی ہے۔ یعنی کفر و ضلال اور فوقیت علوم مسلمان

وَرَحْمَةً ۚ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ

اور رحمت اور یہ کتاب ہے اس کی تصدیق کرنے والی

لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

عربی زبان میں تاکہ خبردار کرے

ظَلَمُوْا ۠ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

ظلم کرنے والوں کو اور خوشخبری نیکی کرنے والوں کو

تقدیم کی پہچان: یہ بھی پہلا جملہ ہے جس میں بشارت کا ذکر ہے۔ نزول قرآن سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام تشریف لائے ان کی بشارت کے بھی اسی طرح کے الفاظ تھے جس طرح کے الفاظ قرآن نے بیان کئے ہیں۔ اس سے پہلے بھی ان الفاظ کے بیان کرنے میں بشارت کا پہلو غالب تھا۔ اس لئے بھی یہ جملہ مقدم ہے۔ اور اس لئے بھی کہ قرآن کریم کا نزول ہی اس لئے ہوا ہے کہ وہ ایمان والوں کو خوشخبری دے اور کافروں کو ڈرائے۔ اس لئے بھی یہ جملہ مقدم ہے۔ (تفسیر ماجدی)

وَبِذٰلِكَ لَمْ نَكْتُبْ وَّاٰبَآءُهٗ فَسَيَقُوْلُوْنَ

اور جب۔ وہ نہیں آئے اس کے نظر نے تو اب کہیں گے

هٰذَآ اِفْكٌ قَدِيْمٌ ۝

یہ جھوٹ ہے بہت پرانا

یہ لفظی ہمیشہ کچھ نہ کچھ نکلی ہی جاتے ہیں۔ شاید یہ جواب ہوگا "ھٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ" (تفسیر عثمانی)

هٰذَا اِفْكٌ قَدِيْمٌ: یہ نہ جھوٹ ہے۔ گذشتہ انبیاء علیہم السلام نے جن کی خبر دی ہے اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ہے۔ (اور جو بات صادق لوگوں نے کہی تھی وہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا

اور اس سے پہلے کتاب موسیٰ کی تھی راہنما بنانے والی

وَّرَحْمَةً ۚ وَهٰذَا كِتٰبٌ مُّصَدِّقٌ

اور رحمت اور یہ کتاب ہے اس کی تصدیق کرنے والی

لِّسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ

عربی زبان میں تاکہ خبردار کرے

ظَلَمُوْا ۠ وَبُشْرٰى لِلْمُحْسِنِيْنَ ۝

ظلم کرنے والوں کو اور خوشخبری نیکی کرنے والوں کو

اس طرح کی آیت "ثم جعلنا" میں گذر چکی ہے۔ دیکھ لے فوائد وہیں لے جائیں۔ (الفوز الکبیر)

اس آیت میں بڑی بلاغت کے ساتھ پورے اسلام اور ایمان اور اعمال صالحہ سب کا خلاصہ بیان فرما دیا گیا ہے۔ ایمان ہے اللہ کا اقرار، ایمان ہے اس پر استقامت یعنی ایمان پر ہمیشہ مرتے دم تک قائم رہنا۔ کبھی شک میں نہ آنا۔ کسی مخلوق کے مقتضیات پر نہ پھر جانا

إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ

یقیناً جن لوگوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر

اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا

ثابت قدم رہے تو نہ ہوگا ان پر اندیشہ

هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

وہ غمگین ہوں گے

عمل بھی لفظ استقامت اور اس کی اہمیت کی تشریح و تفصیل سورۂ حٰمٓ سجدہ میں بیان کر چکے ہیں۔

**ایمان و استقامت پر بشارت:** آیت ذکر میں ان ایمان و استقامت پر پیدا کیا گیا ہے کہ ان پر کوئی خوف و حزن نہیں ہوگا۔ نہ تو وہ کسی تکلیف پر پریشان کا خوف ہوگا نہ ماضی کی تکلیف پر رنج و افسوس رہے گا۔ اور یہ آیت جس میں بے نظیر بشارت کی بانی اور غیر منقطع ہونے کی بشارت دی گئی ہے اعلیٰ درجہ کی چار تحقیق میں ایمان اور اس کے مخالف کرنے کی مذمت اور ایمان پر اس کے رہنے کی بڑی تعریف ہے۔ (احسن التفاسیر ملخص)

اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ

وہ لوگ ہیں جنت والے رہیں گے

فِيْهَا جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

اس میں بدلہ ہے اُن کاموں کا جو کرتے تھے ☆

مومنوں کا انعام: یعنی اپنے نیک اعمال کے سبب حق تعالیٰ کی رحمت سے ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ (ضیاء القرآن)

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ

اور ہم نے حکم کر دیا انسان کو اپنے ماں باپ سے

اِحْسَانًا ۭ

بھلائی کا ☆

**والدین کے حقوق:** قرآن میں کئی جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کے ساتھ ماں باپ کا حق بیان فرمایا ہے۔ کیونکہ موجد حقیقی تو اللہ ہے لیکن عالم اسباب میں والدین اولاد کے وجود کا سبب ظاہری اور حق تعالیٰ کی شان ربوبیت کا مظہر خاص بنتے ہیں۔ یہاں بھی پہلے "ان اشکر لی ولوالدیک" میں اللہ تعالیٰ کے حقوق کا ذکر تھا اب والدین کا حق بتلا دیا یعنی انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔ ان کی تعظیم و محبت اور خدمت گزاری کو اپنی سعادت سمجھے دوسری جگہ بتایا ہے کہ اگر والدین مشرک ہوں تب بھی ان کے ساتھ دنیا میں معاملہ اچھا رکھنا چاہئے۔ خصوصاً ماں کی خدمت گزاری کی بعض وجوہ سے اسکا حق باپ سے بھی زائد ہے جیسا کہ احادیث میں اس پر دلیل ہیں۔ (ضیاء القرآن)

**ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے:** شروع آیت میں حسن سلوک کا حکم ہے اور باپ دونوں کے لئے ہے مگر اس جگہ صرف ماں کے ساتھ حسن سلوک کا ذکر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ ماں کی محنت و مشقت لازمی اور ضروری ہے۔ حمل کے دنوں کی تکلیفیں پھر وضع حمل اور دودھ کی تکلیف ہر حال میں ہے کے لئے لازمی ہے جو صرف ماں کی محنت ہے باپ کے لئے یہ دونوں محنت اتفاقاً اختیاری اضروری نہیں ہو سکتا ہے کہ کسی باپ کا کوئی ترتیب میں کوئی بھی محنت مشقت اختیاری نہ ہے۔ (تفسیر والد مولانا حفظ الرحمٰن صاحب)

ماں کی خدمت کے زیادہ حق دار ہونے کی احادیث کثیر ہیں ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے حسن سلوک کا کون سب سے زیادہ حق دار ہے؟ آپ نے فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں۔ اس نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا تیرا باپ۔ (صحیح بخاری)

حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۭ

پیٹ میں رکھا اُس کو اُس کی ماں نے تکلیف سے اور جنا اُس کو تکلیف سے ☆

**ماں کی مشقت:** ☆ یعنی حمل جب کئی مہینہ کا ہو جاتا ہے اس کا بوجھ معلوم ہونے لگتا ہے اس حالت میں اور زچہ کے وقت ماں کیسی کیسی مصیبتیں برداشت کرتی ہے۔ کمر درد ہونے لگتی ہے اور برسوں تک اس کی ہر طرح نگہداشت رکھتی ہے اپنی تمام تکالیف و راحت کو اس کی وجہ سے بھول جاتی ہے۔ باپ بھی بڑی حد تک ان تکلیفوں میں شریک رہتا ہے اور سامان تربیت فراہم کرتا ہے۔ بے شک یہ سب کام حضرت کے نقاضے سے ہوتے ہیں مگر اس فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ اولاد ماں باپ کی خدمت و محبت کو محسوس اور ان کی خدمت و شفقت کی قدر کرے۔ (تفسیر) اس حدیث میں ماں کی خدمت گزاری کا تین مرتبہ حکم فرما کر باپ کی خدمت گزاری کا ایک مرتبہ حکم فرمایا ہے۔ اس سے یہ کہ آپ نے ذی ماں والدہ کا ذکر صرف ایک مرتبہ لفظ "والدہ" میں فرمایا ہے۔ اور والدہ کا تین مرتبہ ذکر کرنا بالفظ "والدہ" میں "ماں" حملہ والدہ میں "ماں" وضعت میں۔ (ضیاء القرآن)

**ماں سے حسن سلوک کی وجہ:** غرضاً یہ اچھا سلوک کرنے کی وجہ بتائی ہے کہ کیا تھی۔ یہ مشقت یعنی مشقت والا ہو جو کہ اور گروہ دونوں ہم معنی ہیں اور لفظ میں دونوں لفظ آئے ہیں بعض نے کہا حسن کا اسم مصدر ہے اور بضم کا مصدر ہے۔

آیت میں انسان سے مراد کافر کی ماں حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے۔ (ضیاء القرآن)

وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا

اور حمل میں رہنا اس (بچہ) کا اور دودھ چھوڑنا اس کا تیس مہینے میں ہے

دودھ چھڑانے کی مدت: شافعیہ اور حنابلہ نے کہا کہ اس آیت سے یہ نکلا کہ حضرت شداد صاحب کہتے ہیں کہ لڑکا دو برس دودھ پیتا ہے کیونکہ اس مہینہ میں دودھ چھوڑنا ہے اور تیس مہینے ہیں حمل کے یا یوں کہو کہ کم سے کم مدت حمل چھ مہینے ہے (اور یہ بات عقل سے بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو بچہ چھ مہینے کا پیدا ہوتا ہے اس طرح کی مدت نہیں مہینے دودھ رضاع کا اس سے زیادہ ہونا نہایت قلیل زمانہ ہے۔ (تفسیر حقانی)

انعقاد بحسب نظام دورہ چھڑانا اس دودھ چھڑانے کو نظام سے موسوم کیا گیا۔ اس وقت سے استدلال کیا گیا ہے کہ کم حمل کی مدت چھ ماہ ہے کیونکہ دو سال کی مدت میں آیہ وَفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اس زمانہ دودھ چھڑانا حمل میں ہے اور اس جملہ حمل انفصال کی مجموعی مدت ۳۰ مہینے بیان کی گئی اب دو سال انفصال کے نکال دیئے گئے تو حمل کی مدت چھ ماہ رہ گئی۔

عمر نے حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ جب مدت حمل پوری نو مہینے ہو جائے تو عورت بچہ کو دودھ ۲۱ مہینے پلائے گی (یعنی مدت رضاعت ۲۱ ماہ ہوگی) اور اگر بچہ ماں کے پیٹ میں چھ مہینے ہو جائے تو ۲۴ مہینے دودھ پلائے گی (مدت رضاعت ۲۴ ماہ ہوگی)۔

ایک عورت کا واقعہ:

قتادہ نے بروایت ابو غلاب بن سوادہ نقل بیان کیا کہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں ایک عورت کو پیش کیا گیا جس نے شش ماہہ بچہ جنا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے صحابہ حضرت عثمانؓ کرام سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اس پر حد جاری ہوگی دیکھتے اللہ نے فرمایا ہے وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا اور دوسری آیت میں آیا ہے وَفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ (حمل اور فصال کی مجموعی مدت تیس ماہ قرار پائی۔ اور صرف دودھ چھڑانے کی مدت ۲۴ مہینے (دو سال) بھر کرنے کے بعد حمل کی مدت چھ ماہ باقی رہی) حضرت عثمانؓ نے یہ سنتے ہی اس عورت کے بارے میں جس کے متعلق اطلاع ملی کہ چھ ماہ کے بعد اس عورت کے ایک بچہ پیدا ہوا۔ فوراً ہی حکم دیدیا کہ اس عورت کو رجم کر دیا جائے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ اس عورت پر حد جاری نہیں ہوگی اللہ نے فرمایا ہے وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ۔ (کہ مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال دودھ پلائیں) اور میں نے کہا کہ چونکہ بچہ کے دو سال پورے ہو گئے (اب بچہ جیتا رہے یا مرجائے) اس کا دودھ پینا

چاہئے یہ فرمودہ حضرت علیؓ سنکر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ اگر تم نہ ہوتے تو عمر تباہ ہو جاتا۔

حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَبَلَغَ

یہاں تک کہ جب پہنچے اپنی قوت کو اور پہنچی

اَرْبَعِیْنَ سَنَةً

چالیس برس کو

عقلی اور اخلاقی تکمیل کی مدت: چالیس برس کی عمر میں عموماً انسان کی عقلی اور اخلاقی قوتیں پختہ ہو جاتی ہیں اسی لئے انبیاء علیہم السلام کو بھی چالیس برس سے پہلے نہیں بھیجا گیا۔ (تفسیر حقانی)

چالیس سال کی زندگی: وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً۔ میں انسان کی جوانی اور قوی کی مضبوطی بیان کی گئی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب تک چالیس سال نہ ہو جائے انسان کی عقل پختہ نہیں ہوتی۔ حضرت عطاء کا بیان ہے کہ چالیس سال کی عمر تک انسان کی فہم اور فکر جس حالت پر ہوتی ہے چالیس برس کی عمر کے بعد اس حالت میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ کعب کا بیان ہے کہ چالیس سال کی عمر میں انسان کی عقل مکمل ہو جاتی ہے۔ حضرت ابن عباس کا بیان ہے کہ چالیس برس کی عمر میں انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا فرمائی گئی۔ حضرت ابن عباس کا یہ بھی بیان ہے کہ چالیس برس کی عمر میں انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا فرمائی گئی۔ حضرت ابن عباس کا یہ بھی بیان ہے کہ چالیس برس کی عمر میں انبیاء علیہم السلام کو نبوت عطا فرمائی گئی۔

حافظ ابو نعیم نے حضرت انس کی روایت بیان کی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مسلمان جب چالیس برس کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے حساب کو ہلکا فرما دیتا ہے اور جب ساٹھ برس کا ہو جاتا ہے تو اس کی رجوع الی اللہ کی طبیعت مقبول ہو جاتی ہے اور جب ستر برس کا ہو جاتا ہے تو آسمان میں ساکنان حضرت سے محبت کرنے لگتے ہیں اور جب اسی برس کا ہو جاتا ہے تو اس کی نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور جب نوے برس کی عمر کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کی مغفرت کے ساتھ اس کی شفاعت بھی اس کے گھر والوں کے بارے میں قبول فرما لیتا ہے۔ اور اس کو آسمان میں لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ اللہ کا قیدی ہے۔ اللہ والے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔ (مسند احمد، مشکوٰۃ)

حضرت ابو بکرؓ کی زندگی: یہ سب حالات حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہیں ابن عساکر کا بیان ہے کہ عام اس حکمت سے کیا گیا ہے کہ دوسرے مسلمانوں کو بھی اسی کی ترغیب ہو۔ ابن عساکر ہی کا بیان ہے اور ابن عقیل کی روایت ہے کہ قرظی نے بروایت عطاء (حضرت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی بیس سال کی عمر میں حضرت خدیجہ کے مال سے تجارت فرمائی اور خلیفہ شام کا سفر کیا تو اس سفر میں ابو بکر صدیق آپ کے ساتھ تھے اس وقت ان کی عمر اٹھائیس سال کی تھی جو عمدہ قوی ہے

ALAHADITH.NET

پہنچ جائے کہ وہ اسے گرا دیں گے کہ مطلب یہ ہوگا کہ اسلام نے اس پر
اتنا زور دیا ہے۔ تھوڑے بچے ہیں یہاں تک کہ جب آپ کی عمر تریسٹھ پینسٹھ
سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے توجہ اور سابقہ کا شرف عطا فرمایا اس
وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جس کا ذکر اس آیت میں ہے
اور اس دعا میں آپ نے اپنی اولاد کے لئے بھی دعا کی اور اپنے
والدین کے لئے بھی دعا کی اور اپنی اولاد کے لئے بھی دعا کی
چنانچہ آپ کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کی اولاد میں سے
حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
جو آپ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں ان کے ذریعہ سے
خصوصیت کے ساتھ آپ کی نسل میں بہت برکت ہوئی اور
یہ خصوصیت آپ کی کسی اور صاحبزادی کو حاصل نہیں ہوئی۔ (تفسیر حقانی)

**حضرت ابوبکرؓ کی خصوصیت** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ اس آیت میں سے تین آیتیں میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں (یعنی یہ آیت اور اس کے بعد کی دو آیتیں)
اور کوئی مسلمان جس پر اللہ تعالیٰ نے دو نعمتیں کی ہوں اور وہ ان
نعمتوں کا اقرار کرے جو اللہ نے اس پر اور اس کے والدین پر انعام
فرمائی ہیں اور پھر وہ نیک عمل کرے جو اللہ کو پسند ہو اور اپنی
اولاد کے لئے بھی دعا کرے کہ اللہ ان کو بھی نیک بنا دے تو میں
اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔
(ابن ابی حاتم)

قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْكُرَ
نِعْمَتَكَ الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی
وَالِدَیَّ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
تَرْضٰىهُ وَاَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ ۚ
اِنِّیْ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاِنِّیْ مِنَ
الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(الاحقاف ۱۵)

معاویت عندی: یہ بھی صحابیت صدیقی کی برکت سے ہوا کہ ان کے بیٹے

اور پوتے بھی صحابی ہوئے اور پڑپوتے بھی صحابی ہوئے اور اپنے والد سے
پہلے فوت ہوئے ان کے حق میں بھی یہ آیت نازل ہوئی ہے اور اپنے والد سے
پہلے فوت ہونے والے جو والدین کے حقوق واجب تھے وہ بھی ادا کر گئے
اور اپنی اولاد کے حق میں بھی دعا کر گئے اور اپنی اولاد میں سے آپ
کی بیٹی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت مشہور ہے اور
ان کے ذریعہ سے آپ کی نسل میں بہت برکت ہوئی اور اس آیت میں
یہ بھی اشارہ ہے کہ اولاد کی اصلاح بھی والد کے حق میں دعا کرنے
سے ہوتی ہے۔ (تفسیر حقانی)

**حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
مروی ہے کہ اس آیت میں سے تین آیتیں میرے والد ابوبکر صدیق رضی اللہ
عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہیں (یعنی یہ آیت اور اس کے بعد کی دو آیتیں)
اور کوئی مسلمان جس پر اللہ تعالیٰ نے دو نعمتیں کی ہوں اور وہ ان
نعمتوں کا اقرار کرے جو اللہ نے اس پر اور اس کے والدین پر انعام
فرمائی ہیں اور پھر وہ نیک عمل کرے جو اللہ کو پسند ہو اور اپنی
اولاد کے لئے بھی دعا کرے کہ اللہ ان کو بھی نیک بنا دے تو میں
اللہ کی طرف توبہ کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔
(ابن ابی حاتم)

اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ
یہ وہ لوگ ہیں جن سے ہم قبول کرتے ہیں
اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ
جو ان کے بہترین اعمال ہوتے ہیں کہ
سَیِّاٰتِهِمْ فِیْٓ اَصْحٰبِ الْجَنَّةِ ۭ وَعْدَ
برائیاں ان کی جنتی لوگوں میں
الصِّدْقِ الَّذِیْ كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ ۝
یہ وعدہ حق ہے جو ان سے کیا جاتا تھا ☆

**حضرت عثمانؓ کی فضیلت** حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ
جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت

کہ ان کا علم آپ کو ایک ان کے لئے ہے۔ میں حضرت علی نے پوچھا
اور اس وقت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی
مجلس میں تھے۔ حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ تم بھی کچھ کہو۔ ابن عباس نے
وہی جواب دیا جو حضرت علی نے دیا تھا۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے بھی
یہی سمجھا تھا جو تم نے کہا۔ پھر حضرت عمر نے ابن عباس سے پوچھا کہ تم
اس آیت کے متعلق کیا کہتے ہو۔ ابن عباس نے کہا کہ اس سے مراد
ابن آدم کی عمر ہے جس میں حضرت عمر نے ان کے سوا کچھ نہیں۔ پھر عمر نے
کہا کہ تم نے ٹھیک کہا۔ ابن عباس نے کہا کہ اس سے مراد
تمہاری عمر ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا کہ تم نے ٹھیک کہا۔ (ابن جریر)

تفسیر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ ہم اس کی
تفسیر میں کہ ان کی عمر کتنی ہے۔ ہم اس کی تفسیر میں کہ ان کی عمر کتنی ہے۔

**أَتَعِدَانِنِي أَنْ أُخْرَجَ وَقَدْ**

کیا تم دونوں مجھ سے یہ وعدہ کرتے ہو کہ میں دوبارہ نکالا جاؤں گا

**خَلَتِ الْقُرُونُ مِنْ قَبْلِي**

جبکہ مجھ سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں

یہ فرمان کی کتاب کا کلام ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ والدین کا کلام ہو۔ والدین نے
اپنے بیٹے کو سمجھانے کے لئے کہا ہو

فَيَقُولُ مَا هَٰذَآ إِلَّآ أَسَٰطِيرُ

پھر کہتا ہے یہ سب تو نہیں ہیں

الْأَوَّلِينَ ﴿١٧﴾

پہلوں کی ۱۲

بالکل یہی کہانیاں بہت سی پہلی امتوں کے قصے اسی طرح مشہور ہو جانے پر ان کے ہاں بھی [illegible]

أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ ٱلْقَوْلُ

یہ وہ لوگ ہیں کہ ان پر ثابت ہو چکی بات عذاب کی جیسی

فِىٓ أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم

اور امتیں جو گذر چکی ہیں ان سے

مِّنَ ٱلْجِنِّ وَٱلْإِنسِ ۖ

پہلے جنوں سے اور آدمیوں سے (واقعی)

بدبختوں کا انجام بد [illegible] کی بات [illegible] لاملأن جهنم من الجنة والناس اجمعين" (مجمع بحوالہ ع) یعنی جس طرح بہت سی جماعتیں جنوں اور آدمیوں کی ان سے پہلے جہنم کو بھر چکی ہیں یہ بھی بھر دیں گی۔ (تنبیہ بلخی)

حق: واجب ہو چکا ثابت ہو چکا۔

فی امم: ان امتوں کافر امتوں کے بارے میں۔

خلت: گزر چکی۔ یہ امم کا بیان ہے۔ اس آیت میں ان لوگوں کو جس کا ذکر ہو رہا ہے "یہ ہیں وہ لوگ" سے تعبیر کیا ہے اور ان کا خاتمہ برا بتایا اور ظاہر ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن کا بارہا اسلام میں داخل ہونا معلوم تھا اس لئے آپ نے متعلق آیت کا نازل ہونا کیسے ہو سکتا۔ (خبر جلی)

إِنَّهُمْ كَانُوا۟ خَٰسِرِينَ ﴿١٨﴾

بیشک وہ تھے نقصان میں پڑنے والے ۱۲

بدبختوں کا نقصان: [illegible] نے اپنی بہت سے ہواؤں کے دل میں نہری طور پر جو [illegible] کا نقشہ اقدامی بھی ان بدبختوں کے ساتھ کر دیا اس سے زیادہ نقصان کیا ہو گا کہ کوئی شخص تجارت میں لگائے اور اصل سرمایہ کے ساتھ نفع بھی ضائع کر بیٹھے۔ (تنبیہ بلخی)

وَلِكُلٍّ دَرَجَٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوا۟ ۚ

اور ہر فرقہ کے لئے ہے درجے اپنے کئے ہوؤں کے موافق ☆

اہل جنت و اہل دوزخ کے درجات ☆ یعنی دونوں کے مقامات کی بھی سب اہل جنت کے لئے [illegible] طرح اہل دوزخ کے لئے بھی (تنبیہ بلخی)

مسلمان ہونے میں تقدم و تاخر کا اعتبار

بلخی نے کہا کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا مراد یہ ہے کہ ہر پہلے اسلام لانے والے مسلمان سے [illegible] ہے۔ فضیلت تقدم کا اعتبار ہے [illegible] ہے۔

ابن زید نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ دوزخیوں کے لئے درجات (طبقے) ہیں جو نیچے کی طرف چلے جائیں گے اور اہل جنت کے درجات ان کو اوپر لے جائیں گے۔ (تنبیہ بلخی)

وَلِيُوَفِّيَهُمْ أَعْمَٰلَهُمْ وَهُمْ

اور تاکہ پورے دے ان کو کام ان کے اور ان پر

لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٩﴾

ظلم نہ ہوگا ۱۲

بلا وجہ کسی نیکی کا ثواب کم کیا جائے گا یا کسی برائی کی سزا مناسب سے زیادہ دی جائے گی۔ (تنبیہ بلخی)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ عَلَى

اور جس دن لائے جائیں گے منکر آگ کے کنارہ پر

ٱلنَّارِ أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَٰتِكُمْ فِى حَيَاتِكُمُ

فرمائے گا کہ تم نے اپنے مزے دنیا کی زندگانی میں

ٱلدُّنْيَا وَٱسْتَمْتَعْتُم بِهَا ۖ

اور ان کی برت چکے ☆

کافر کی نیکیوں کا اجر: یہ کافر کے کسی نیک کام کا مثلاً [illegible] کی راہ میں [illegible] ہوتی۔ محض مصیبت ہوا جو آخرت میں کسی کافر کا بدلہ ہے۔ ایسی فانی نیکیوں کا اجر کسی فانی

فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ

بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ

بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُونَ

[illegible]

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ کو نصیحت

[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا [illegible] بنا کر بھیجا تو [illegible] آپ نے [illegible] فرمایا اس کی [illegible] کہ [illegible] اس کے بعد

اس کا باقی ہجرت کے لوگوں کی طرح (صرف آنا) ہو جائے۔ مخلص نے کہا میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے بد دعا کہنے سے واقف ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا مجھے تیری ماں روئے تجھ سے بری کسی نے اسلام میں بھرتی ہونے پر اس قدر تاسف نہیں کیا جس کی وجہ سے تو اسلام کے بارے میں کوتاہی کر رہا ہے۔ اگر قیامت کے دن مجھے اپنی نیکیاں کم ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں تم لوگوں کو نذر نہ کھانے میں شریک کرتا (کہ یہ نذر نہیں خودکشی ہے) کھانا کھاؤ اور اگر کوئی کھلاتا ہے۔

حسن کی روایت ہے کہ اہل عمرہ کا ایک وفد حضرت ابوموسیٰؓ کے ساتھ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت عمرؓ نے ان کی روانگی سے قبل ان کو کچھ نصیحت کی۔ پھر فرمایا کہ تم لوگ ہمارے ساتھ رہتے ہو اور ہم تمہارے لئے کبھی کبھی گوشت کا ٹکڑا بھی بھونتے ہیں (یعنی ہم تمہارے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کرتے ہیں) لیکن ہم تمہارے لئے کبھی کبھی ایسا کھانا بھی پکواتے ہیں جو ہمارے لئے نہیں ہوتا (یعنی ہم تمہارے ساتھ ایثار کرتے ہیں) حضرت عمرؓ نے تم سے قربانی کی قسم دی کہ تم اس کو کھاؤ (کھانا شروع کرو) پھر فرمایا کہ تم اس سے تعرض کرتے ہو لیکن بخدا اگر میں چاہتا تو تم سب سے بہتر لذیذ کھانا کھاتا اور بڑے عمدہ کپڑے پہنتا لیکن میں نے اللہ کی قسم کھائی ہے کہ میں اس سے ہمیشہ اپنے آپ کو محفوظ رکھوں گا لیکن میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ تم اس سے اپنے آپ کو محفوظ رکھو۔ (ابن ابی حاتم)

(تفسیر مظہری)

## وَاذْكُرْ لِمَاعَادٍ

اور یاد کرو عاد کے بھائی کو ☆

☆ یعنی ہود علیہ السلام جو عاد "اولیٰ" کے بھائی بھائی تھے۔ (تفسیر عثمانی)

### آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سابقہ اقوام سے عبرت حاصل کرنے کا تذکرہ فرمانا

مسند احمد میں حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کھلکھلا کر اس طرح ہنستے نہیں دیکھا جس طرح آپ کے مسوڑھے نظر آئیں۔ آپ تبسم فرمایا کرتے تھے۔ اور جب آپ اللہ اور آخرت کی یاد دلاتے تو آپ کے چہرے سے نظر کے تابناک نور ہویدا ہو جاتے۔ چنانچہ ایک روز میں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ لوگ تو ابر و باد کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور آپ کو اب بادل دیکھ کر میں نے دیکھا کہ آپ کی اس کے دیکھنے پر عجیب حالت ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا عائشہ میں اس بات سے کیسے بے خوف ہو جاؤں کہ اس بادل میں عذاب نہ ہو کیونکہ ایک قوم کو ہوا سے ہلاک کیا گیا ایک قوم نے عذاب کے بادل کو دیکھ کر کہا تھا کہ یہ بادل ہم پر برسے گا۔

ہوا کے وقت کی دعا: مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی آسمان کے کنارے سے ابر اٹھتا ہوا دیکھتے تو اپنے تمام کام چھوڑ دیتے۔ اگر نماز میں ہوتے اور یہ ہوا چلتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِیْهِ صحابہ میں تھوڑے سے اس بادل سے پتا چلتا ہوں جو اس کے سب سے اگر کھلی ہو تو آثار عذاب کی کہتے کہ اس کا رنگ بدل جاتا تو چہرہ پر پڑتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَهَا وَخَیْرَ مَا فِیْهَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ (اے اللہ میں تجھ سے اس کی خیر اور جس کی خیر کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس کی اور جس چیز کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے اس کی برائی سے پناہ چاہتا ہوں۔ الخ) جب ابر اٹھتا تو آپ کے رنگ متغیر ہو جاتا کبھی اندر کبھی باہر کبھی آگے کبھی پیچھے جب بارش ہو جاتی تو آپ کی پریشانی دور ہو جاتی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں سمجھ جاتی اور آپ سے سبب معلوم کرتی کیا تو آپ نے جواب دیا کہ کہیں عذاب اس بات کا نہ ہو کہ میری امت کے ساتھ کیا ہوا جس طرح قوم ہود نے بادل کو دیکھ کر اپنی طرف آتا ہوا سمجھا تھا کہ یہ ہم پر برسے گا حالانکہ وہ ان کی تباہی کا سامان تھا۔ (تفسیر ابن کثیر)

## اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهٗ بِالْاَحْقَافِ

جب ڈرایا اپنی قوم کو احقاف میں ☆

احقاف جلالین میں "اَحْقَافِ الرَّمْلِ" "بالوں کے ٹیلے" کے تحت لکھا ہے "جمع حقف" اور تفسیر مظہری میں ہے "حقف" کے معنی ہیں ریت کے بڑے بڑے ٹیلے جو ایک دوسرے کے اوپر ہوں۔ حضرت ہود علیہ السلام کی قوم "عاد اولیٰ" کے نام سے مشہور ہے کیونکہ ان کے بعد ایک "عاد ثانیہ" بھی ہوئی ہے جس کا ذکر سورۂ نجم میں ہے۔ "عاد اولیٰ" کی مساکن احقاف یمن کے اطراف میں کہیں تھیں وہ بادلوں کے لمبے لمبے ٹیلوں کی شکل میں تھے اور یمن کے خصوصاً اس حصہ میں جو حضرموت سے جنوب تک بحیرۂ عرب سے ملا ہوا ہے۔ یہاں وقت ہوگا کہ آپ کو یہ بھی بتا دیا جائے کہ اس زمانہ میں حضرموت اور اس کے آس پاس کے علاقہ میں کچھ عرصہ تک قیام کرنے کے بعد میرا خیال ہے کہ "عاد اولیٰ" کی مساکن کا پتہ لگانا ممکن ہو جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

احقاف نجف سے ہضرموت کی طرف کتنے چوڑے ریت کے پہاڑ ہیں اور ہضرموت کی وادی جس کا نام بھی ہے جہاں مکلا کی بندرگاہ واقع ہے۔ ان پہاڑوں کے مطلع پر بھی احقاف کا بیان کیا گیا ہے۔ فراء کا قول ہے کہ یمن میں حضرموت کے کنارے ریت کے ٹیلوں میں ایک جگہ تھی جس کا نام مغرفہ ہے یہاں پر عاد آباد تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرموت میں ایک وادی کا نام احقاف ہے فرماتے ہیں کہ وہاں سے گزرے تھے۔ بات مشہور ہے کہ جو یمن میں رہنے والا ایک قوم تھی جو بڑی جسیم اور طویل القامت تھی ساحل سمندر پر آباد ہوئی جو اونچی اونچی ریت کے ٹیلوں پر بستیاں بسی ہوئی تھیں۔ (معالم و خازن)

## وَقَدْ خَلَتِ النُّذُرُ مِنْ بَیْنِ

اور گزر چکے تھے ڈرانے والے اس کے سامنے سے

يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ أَلَّا تَعْبُدُوا

اور پیچھے سے کہ بندگی نہ کرو کسی کی

إِلَّا اللَّهَ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ

اللہ کے سوائے میں ڈرتا ہوں تم پر

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝

آفت سے ایک بڑے دن کے ☆

ہودؑ کی دعوت ☆☆ یعنی ہود علیہ السلام سے پہلے اور پیچھے بہت زمانے والے آئے سب نے وہی بات کہی جو حضرت ہود علیہ السلام نے کہا تھا یعنی ایک خدا کی بندگی کرو اور سخت مصیبت کے بڑے عذاب سے ڈرو۔ مگر ان پر تو ہم جاہلوں ہی کی حضرت ہود علیہ السلام کے طور طریقے نہ سوجھتے ہوں۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (منہ رحمانی)

طبرانی کی مرفوع حدیث میں ہے کہ عادیوں پر اتنا بڑا اور اتنی لمبی چوڑی گھٹا کا حلقہ ہوا ہے۔ یہ اوپر سے پہاڑوں اور وادیوں اور باریک نشیبوں پر آئی وہاں سے شہری لوگوں پر آئی جسے دیکھ کر یہ کہنے لگے کہ یہ ابر ہمارے طرف بڑھا چلا آ رہا ہے یہ ضرور ہم پر بارش برسائے گا لیکن اس میں تو وہی لوگ تھے جن شہریوں پر گرا دیئے گئے اور سب ہلاک ہو گئے۔ ہوا کے ذریعہ یہ ابر کی سرکشی اس وقت اٹھی تھی کوہ و وادیوں کے سوراخوں سے وہ نکلی جاری تھی۔ (واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

قَالُوا أَجِئْتَنَا لِتَأْفِكَنَا عَنْ

بولے کیا تو آیا ہے ہمارے پاس کہ پھیر دے

آلِهَتِنَا فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ

ہم کو ہمارے معبودوں سے سو لا ہم پر جو دھمکی کرتا ہے

كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ۝

اگر ہے تو سچا ☆

کافروں کا مطالبہ ☆☆ یعنی اپنے آبائی طریقہ سے ہٹنے والے نہیں اگر تو اپنی دھمکیوں میں سچا ہے تو وہ کیا ہے جو زبان سے کہتا ہے کر کے دکھلا دے۔ (تفسیر رحمانی)

قَالَ إِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللَّهِ

کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے

وَأُبَلِّغُكُمْ مَا أُرْسِلْتُ بِهِ

اور میں تو پہنچا دیتا ہوں جو بھیجا گیا ہوں میرے ہاتھ

وَلَٰكِنِّي أَرَاكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُونَ ۝

لیکن میں دیکھتا ہوں تم لوگ جاہلی کرتے ہو ☆

مطالبہ کا جواب ☆☆ یعنی اس قسم کا مطالبہ کرنا تمہاری نادانی اور جہالت ہے۔ میں خدا کا پیغمبر ہوں جو پیام میرے ہاتھ بھیجا گیا وہ پہنچا دیا اس سے زیادہ کا مجھے علم نہ اختیار۔ یہ علم خدا ہی کو ہے کہ تم پر کس وقت کونسی سزا کی مصلحت ہوتی ہے اور کس وقت تک اسے مہلت ملنی چاہئے۔ (تفسیر جلالین)

لَنَأْفِكَنَا۔ یعنی وقت عذاب کا۔

بِمَا تَعِدُنَا۔ یعنی عذاب مقررہ وقت پر آئے گا۔ اگر اس وقت تک نہیں آیا تو اس سے یہ لازم نہیں کہ میں جھوٹا ہوں یہاں تجھے عذاب لانے میں کوئی دخل نہیں۔ یہ جاننا تجھے چاہئے۔

وَأُبَلِّغُكُمْ۔ یعنی پیام توحید احکام اور تمہارے ایمان نہ لانے کی صورت میں نزول عذاب کی اطلاع دے کر جو بھیجے تمہارے پاس بھیجا گیا ہے میں وہ تم کو پہنچا رہا ہوں۔

قَوْمًا تَجْهَلُونَ۔ یعنی تم نہیں جانتے کہ علیم و قدیر خدا ہے پیغمبروں کو صرف تبلیغ توحید احکام اور ڈرانے کے لئے بھیجا گیا ہے تدبیر و تقدیر خدا عذاب اپنے والے ہوتے ہیں نہ نزول عذاب کی تاریخی کے اعوان طلب کرنے والے۔ (تفسیر حقانی)

فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ

پھر جب دیکھا اس کو ابر سامنے آتا

أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ

ان کے نالوں کے بولے یہ ابر ہے

مُمْطِرُنَا

ہم پر برسے گا ☆

قوم عاد پر عذاب کے آنے کی کیفیت ☆☆ یعنی سامنے سے

دل اللہ تعالیٰ کی یاد سے بھر گیا کہ سب دنیا کے لغو اور فضول کاموں سے کھنچ گیا۔ پھر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول رہنے لگا۔ اب اس کو اس حقیقی خوشی کی جستجو اور تلاش ضرور ہوگی۔ (مرتب)

قوم ثمود پر جو حال سے بیان کیا جاتا ہے۔ جب وہ دل کو سخت کرنے سے باز نہیں آتے اور کہتے ہیں کہ یہ تو ہم کو کھلا آفت ہے۔ اب دل سے جو ڈرنے کی بات تھی وہ ہوگئی۔ اور کہنے لگے کہ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن تک تم کو مہلت ہے۔ پھر تم پر عذاب نازل ہوگا۔ یہ بات سن کر ان کے دل کے اندر کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ (مرتب)

سب سے پہلے عذاب ہونے کی نشانیاں ان کو اس وقت ہوئیں جب بستی کے دروازے پر چیخنے والے نے چلا چلا کر کہا۔ ہائے ہائے! کیا کروں اپنے گھر میں بھی گھبراہٹ اور ہلاکت کے لئے لکھی ہوئی چیزوں سے ان کے دروازے تو ڈر دینے والے اور سب لوگوں کو اس پر پورے یقین کا پھر حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ پھر تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ پھر تین دن کے بعد تم پر عذاب آئے گا۔ پھر

استہزاء کا نتیجہ ۲۶ یعنی جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے وہی برپا ہو گیا۔ حضرت شداد کے قصے میں گزر چکا ہے کہ ان کی قوم کے لوگ بھی جب عاد کی ہلاکت کا حال سنتے تھے تو اسی طرح ہنسی اڑاتے تھے۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُم مِّنَ الْقُرَىٰ

اور ہم غارت کر چکے ہیں تمہارے آس پاس کتنی ہی بستیوں کو؟

قوم ثمود اور قوم لوط کی بستیاں ۲۷ یعنی عاد کے سوا جو دوسری مشہور قومیں ہوا گزری ہیں جن کے حالات سے عرب واقف تھے، وہ ثمود اور قوم لوط تھیں۔ ان کی بستیاں حجاز اور شام کے درمیان واقع تھیں۔ ان کے کھنڈرات کی طرف عرب کے لوگ اکثر گزرتے رہتے تھے۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

اور طرح طرح سے پھیر کر ہم نے نشانیاں ان کو دکھائی تاکہ وہ باز آ جائیں۔

مشرکین کو عبرت کی دعوت ۲۸ اور ہم نے دوسرے قریوں کے لوگوں کو بھی بار بار اپنی نشانیاں دکھائیں تاکہ وہ باز آ جائیں، خدا کے ساتھ دوسروں کو خدائی میں شریک بنانے سے، اور خدا کی مخلوق کو خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنا معبود بنانے سے، اور خدا کے دین میں اپنی طرف سے باتیں بنانے سے۔ مگر جب وہ ان سے نہ باز آئے اور انہوں نے اپنی گمراہی ہی پر اصرار کیا تو پھر وہ ہولناک انجام ان کو دیکھنا پڑا جس کی خبر ہم نے ان کو پہلے سے دے رکھی تھی۔

عاد حجر کے قصے کی طرف اشارہ ۲۹ یہ اشارہ ہے اس قصے کی طرف جو اوپر بیان ہوا ہے۔ عاد کی قوم کے لوگ جب اپنی وادی کی طرف آتے ہوئے ابر دیکھ کر خوش ہوئے تھے اور سمجھے تھے کہ ہمارے لیے رحمت کی بارش آ رہی ہے، تو ان کے نبی نے ان کو متنبہ کیا تھا کہ یہ رحمت نہیں بلکہ عذاب ہے جس کے لیے تم خود دعا کر کے بلائے تھے۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

وَلَقَدْ مَكَّنَّاهُمْ فِيمَا إِن مَّكَّنَّاكُمْ فِيهِ

اور ہم نے ان کو وہ اقتدار دیا تھا جو تمہیں نہیں دیا ہے

کفار مکہ کو نصیحت ۳۰ یعنی مال، اولاد، کھیتی اور دوسری مادی طاقتیں جو ان کو دی تھیں تو کچھ ہی کم نہ تھیں مگر جب عذاب آیا تو کوئی چیز کام نہ آئی۔ پھر تم کس بات پر مغرور ہو رہے ہو۔ (تفہیم القرآن)

وَجَعَلْنَا لَهُمْ سَمْعًا وَأَبْصَارًا وَأَفْئِدَةً فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ سَمْعُهُمْ وَلَا أَبْصَارُهُمْ وَلَا أَفْئِدَتُهُم مِّن شَيْءٍ

اور ہم نے ان کو سنتے کو کان اور دیکھنے کو آنکھیں اور سمجھنے کو دل دیے تھے، پھر کان کے سننے اور آنکھ کے دیکھنے اور دل کے سمجھنے میں سے کوئی چیز بھی ان کے کچھ کام نہ آئی

فہمیدگی کا کوئی ذریعہ ۳۱ یعنی عبرت حاصل کرنے کے لیے ان کے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا۔ نہ تو انہیں ایسا علم دیا گیا تھا جو انبیاء کی تعلیم کے بغیر ان کو حقیقت سے آگاہ کر سکتا، نہ ان کے حواس ایسے تھے جو انبیاء کی دعوت کے بغیر ان کو حقیقت کا ادراک کرا سکتے، نہ ان کے دل ایسے تھے جو انبیاء کی رہنمائی کے بغیر ان کو صحیح نتائج تک پہنچا سکتے۔ یہ سب کچھ ہم نے ان کو دیا تھا اور اسی کی بدولت وہ دنیا میں اتنی بڑی طاقت بن سکے تھے۔ (تفہیم القرآن جلد سوم)

إِذْ كَانُوا يَجْحَدُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ

اس لیے کہ وہ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے تھے اور آخر کار انہیں اسی چیز نے آ گھیرا جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے۔

فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً

پھر کیوں نہ بچا لائے ان کو ان لوگوں کی طرف سے جن کو انہوں نے خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے خدا کے سوا معبود بنا رکھا تھا؟

اب جن کو بلا کر وہ اپنی حاجت روائی و مشکل کشائی کی نسبت جتاتے تھے کہ ہمارے یہ حامی و مددگار ہیں، ان سے کہا جا رہا ہے کہ ذرا آواز تو دے دیکھو، کہاں ہیں وہ تمہاری مدد کو آتے ہیں یا نہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوتی ہے کہ جن بھی انسان کی طرح مکلف مخلوق ہیں اور ان کے لیے بھی ایمان و کفر کا فیصلہ آخرت میں ہونا ہے۔ (تفہیم القرآن)

لَوْ كَانَ هٰٓؤُلَآءِ اٰلِهَةً ۔ یعنی اللہ کے سوا جن دوسروں کو انہوں نے معبود بنا رکھا تھا کہ یہ ان کے ذریعہ سے اللہ کا قرب حاصل کر لیں گے یا ان کی سفارش کام آئے گی، انہوں نے کہا تھا کہ اگر واقعی یہ خدا ہیں تو ہم پر عذاب کیوں آ گیا۔ (تفہیم القرآن)

بَلْ ضَلُّوْا عَنْهُمْ
کوئی نہیں کام آ رہے ان کے

اب بت کہاں گئے جو یہ لوگ ان کا نام لیتے تھے۔ یہ ان کا کہیں پتہ نہیں ملتا۔ عذاب کے وقت ان کو پکارا جاتا ہے تو آخر وہ گئے کہاں۔ یہ ایسی صورت میں کہیں کا بھی نہیں آتے۔ (تفہیم القرآن)

اِنْ هُوَ اِلَّا كَلٰمٌ ۔ یعنی غائب ہو گئے (کھو گئے) مطلب یہ کہ عذاب نازل ہونے کے وقت وہ غائب ہو گئے اور جس طرح کسی غائب سے نسب جوڑ کر جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کو جھوٹا ثابت کر دیا جاتا ہے اسی طرح ان معبودوں سے متعلق ان کے دعوے کی بھی قلعی کھل گئی۔ (تفہیم القرآن)

وَذٰلِكَ اِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ
یہ جھوٹ تھا ان کا اور بہتان جو باندھتے تھے

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوا کرتے۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ جن کو اپنے معبود بنا رکھا تھا ان سے مدد پر قائم کرنا بالکل بھونڈی اور سخن گمرت باتیں تھیں۔ بھوت کے پاؤں نہیں ہوتے۔ اور پھر کیسے (رہنے) اوپر کی آیات میں انسانوں کے سرکشی کی داستان تھی۔ آگے ان کے مقابل جنوں کے اطاعت شعار رویہ کا حال ہے۔ (تفہیم القرآن)

یہ معلوم ہوا کہ جنوں کو بھی بطور خود حضور پر سرکش واقع ہوئی ہے اس کے بعض افراد اس طرح اللہ کا کلام سن کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

بعض اہل نظر نے تعجب کا دوسرا رخ سے مشاہدہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جنوں کی اتنی بڑی تعداد کا ان کے مخصوص مکتی اثر کا نتیجہ ہے۔

(مرتب)

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ
اور جب ہم نے پھیر کر بھیجی تیری طرف کئی ایک جنوں کی

يَّسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ فَلَمَّا حَضَرُوْهُ
جو سننے لگے قرآن پھر جب وہاں پہنچ گئے

قَالُوْٓا اَنْصِتُوْا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا اِلٰى
بولے چپ ہو رہو پھر جب ختم ہو لیا پڑھنا پھرے

قَوْمِهِمْ مُّنْذِرِيْنَ
اپنی قوم کو ڈر سناتے ہوئے

جنات کا مسلمان ہونا: بعثت محمدی سے قبل جنوں کو مکمل آسمانی خبریں معلوم ہو جاتی تھیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنا شروع ہوئی تو وہ سلسلہ خبر یکایک بند ہو گیا اور بہت کثرت سے شہاب کی مار پڑنے لگی۔ تشویش ہوا کہ ضرور کوئی نئی آفت آنے والی ہے۔ آسمان خبروں پر بہت سخت پہرے بٹھائے گئے۔ یہ سارا کی تحقیق کے لیے جنوں کے مختلف گروہ مشرق و مغرب میں بھیجے گئے۔ ان میں سے ایک جماعت یثرب کی طرف گذری۔ وہاں اتفاق سے اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند اصحاب کے ساتھ نماز فجر ادا کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں کی اس ٹولی کا رخ قرآن سننے کے لئے ادھر پھیر دیا۔ قرآن کی آواز انہیں بہت عجیب، اثر آفریں اور دلکش معلوم ہوئی اور الٰہی حکمت و ہدایت دلوں پر چھا گئی۔ آپس میں کہنے لگے کہ چپ رہو اور توجہ و خاموشی کے ساتھ یہ کلام پاک سنو۔ آخر قرآن سن کے ان کے دلوں میں گھر کر لیا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ وہی نئی چیز ہے جس کے روکنے کے لئے آسمانی خبروں سے روکا گیا ہے۔ یہاں سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پڑھ کر فارغ ہوئے تو وہ اپنے دل میں ایمان و ایقان لے کر واپس گئے اور اپنی قوم کو نصیحت کی۔ ان کی مفصل حالت سورہ "جن" میں آئے گی۔ اوپر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے جانے اور سننے کا پتہ نہیں لگا۔ ایک روایت سے بذریعہ وحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس وقت آپ کے ساتھ کون کون صحابہ تھے۔ (تفہیم القرآن)

وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ الخ: ابن کثیر نے ابن اسحٰق کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جنوں کی اس جماعت کی تعداد نو تھی۔ ان کے نام بھی بیان کیے ہیں۔ ان میں سے ایک جماعت یثرب کی طرف گئی تھی۔ یہ وہی جماعت تھی جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

اہل مکہ جنوں سے بھی بڑھ کر سرکش ہیں

کفار مکہ پڑھے لکھے تھے، اعلیٰ درجہ کی تہذیب و شائستگی رکھتے تھے، خدا کے وجود اور اس کی توحید میں کوئی شک نہیں کرتے تھے، آخرت کا انکار بھی نہیں کرتے تھے، اس لیے ان کی ہٹ دھرمی اور سرکشی اور عناد کی وجہ جنوں کی وجہ سے بھی زیادہ سخت تھی۔ (تفہیم القرآن)

تاثرات سے متاثر ہونے کا وصف ان میں زائد ہے لیکن اس لطافت نے جب قرآن کریم کی تلاوت کی اور خود اللہ کے ساتھ تو خود اللہ کی طرف طلب مائل ہو گئے اور قرآن کریم کی عظمت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ عاجلانہ فیصلہ پر اپنی سرکشی کا سر جھکا دیا اور یہ صرف یہ کہ خود ہدایت قبول کی بلکہ اپنی قوم میں تبلیغ ہادی و داعی بن کر لوٹے تو اس قصہ سے اہل مکہ کے عناد اور تمرد سرکشی کا اندازہ کیا ہو سکتا ہے کہ خود قرآن کریم اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر تنفر و عداوت رکھتے تھے۔ (اصلاحی کاندھلوی)

**جنات کے قرآن سننے کا واقعہ:** سورہ احقاف میں حضرت ذکریا کے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ یہ واقعہ مکہ کا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت غار حرا میں تشریف فرما تھے۔ یہ سب جنات سمت آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ ابن عباس کی روایت میں ہے کہ یہ جنات صحیحین کے تھے تعداد میں سات تھے۔ کتاب دلائل النبوۃ بیہقی میں بروایت ابن عباس مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات کو غائبانہ کی خبر دی سے قرآن پڑھا تھا نہ آپ نے انہیں دیکھا۔ پہلے سے بتلا دیئے سے کہ آپ فلاں جگہ جا رہے ہیں۔ حاضر ہوا تھا کہ نینوا والوں کے اور آسمان کی خبروں کی کھد میں مبتلا کر دی گئی تھیں اور ان پر شہاب برسنے شروع ہو گئے تھے۔ نینوا والوں نے آپس میں کہا کہ ضرور کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہے۔ جو تلاش کرو انہیں یہ نکل کھڑے ہوئے۔ ان میں کی جو جماعت عرب کی طرف متوجہ ہوئی تھی وہ جب یہاں پہنچی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوق عکاظ کی طرف جاتے ہوئے نخلہ میں اپنے اصحاب کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے۔ ان کی کانوں میں جب آپ کی تلاوت کی آواز پڑی تو یہ غور سے سننے اور کان لگا کر بھوت بنے گئے۔ پس کے ادا انہوں نے فیصلہ کر لیا کہ یہی وہ چیز ہے جس کی وجہ سے تمہارے آسمان تک پہنچنے موقوف کر دیا گیا ہے۔ یہاں سے یہ قافلہ واپس لوٹ کر اپنی قوم کے پاس پہنچا اور ان سے کہنے لگے ہم نے عجیب قرآن سنا ہے جو راہ ہدایت کی طرف لے جاتا ہے اور ہم تو اس پر ایمان لائے اور آئندہ کبھی کسی کتاب کو اللہ کے ساتھ شریک نہ کریں گے۔ اس واقعہ کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دحی کے ذریعہ دی۔ یہ حدیث بخاری و مسلم وغیرہ میں بھی ہے۔

**آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء:** سیرت ابن اسحٰق میں کچھ اور کچھ کا ایک لمبا بیان منقول ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طائف جانا، انہیں اسلام کی دعوت دینا ان کا انکار کرنا اور پھر واقعہ پورا واقعہ بیان ہے۔ حضرت حسن نے جس وہ بھی ذکر کیا ہے کہ آپ نے ان کی سخت کی وقت کی تھی کہ یہ ہے۔ اللّٰهُمَّ إِلَيْكَ أَشْكُو ضُعْفَ قُوَّتِي وَقِلَّةَ حِيلَتِي وَهَوَانِي عَلَى النَّاسِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ أَنْتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ

وَأَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِينَ وَأَنْتَ رَبِّي إِلَى مَنْ تَكِلُنِي إِلَى عَدُوٍّ يَتَجَهَّمُنِي أَمْ إِلَى صَدِيقٍ قَرَّبْتَهُ أَمْرِي إِنْ لَمْ يَكُنْ بِكَ غَضَبٌ عَلَيَّ فَلَا أُبَالِي غَيْرَ أَنَّ عَافِيَتَكَ أَوْسَعُ لِي أَعُوذُ بِنُورِ وَجْهِكَ الَّذِي أَشْرَقَتْ لَهُ الظُّلُمَاتُ وَصَلَحَ عَلَيْهِ أَمْرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ أَنْ يُنْزِلَ بِي غَضَبَكَ أَوْ يُحِلَّ عَلَيَّ سَخَطَكَ لَكَ الْعُتْبَى حَتَّى تَرْضَى وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِكَ (میں اپنی کمزوری اور بے سروسامانی اور لوگوں کی نظر میں اپنی حقارت کی شکایت صرف تیرے سامنے کرتا ہوں اے سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے اور کمزوروں کے مالک تو ہی ہے۔ میرا پالنہار بھی تو ہی ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد کر رہا ہے۔ کسی دور کی رہنے والی بیگانی کو جو مجھے بگاڑ کر رکھ دے یا کسی قریب والے دشمن کو جسے تو نے میرے معاملہ پر قابو دے رکھا ہو۔ اگر تو مجھ پر ناراض نہیں تو پھر مجھے کوئی تکلیف کوئی پرواہ نہیں لیکن تیرا عافیت دینا میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ میں تیرے چہرے کے اس نور کی پناہ چاہتا ہوں جس کی وجہ سے تمام اندھیریاں جگمگا اٹھی ہیں اور دنیا و آخرت کے تمام امور کی اصلاح کا مدار اسی پر ہے۔ مجھے اس بات کی پناہ طلب کرنا ہوں کہ مجھ پر تیرا غضب اترے یا تیری ناراضی مجھ پر وارد ہو آپ کی رضا مندی ہی مطلوب ہے اور نیکی بدی سے بچنے کی طاقت تیری ہی مدد سے ہے۔

## رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنوں کے پاس تشریف لے جانا

حضرت عبداللہ بن مسعود سے پوچھتے ہیں کہ کیا تم میں سے کوئی شخص رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا؟ تو آپ نے جواب دیا کہ کوئی نہ تھا۔ آپ رات بھر ہم سے غائب رہے یا ہمیں ڈر ہوا کہ کہیں آپ کو غول نہ اچک کر لے گئے ہوں یا کسی کی شرارت کا آپ کو خطرہ نہ ہوا۔ آپ کے ساتھ کوئی اور نہ تھا۔ ہم تو رات بھر ہی آپ کو تلاش کرتے رہے۔ صبح صادق سے کچھ ہی پہلے ہم نے دیکھا کہ آپ غار حرا سے واپس آ رہے ہیں۔ آپ نے رات کی پوری سرگزشت بیان کر دی تو آپ نے فرمایا میرے پاس جنات کا داعی یا وفد آیا تھا جس کے ساتھ جانے میں نے انہیں قرآن سنایا۔ چنانچہ آپ ہمیں لیکر گئے اور ان کے نشانات اور ان کی آگ کے نشانات ہمیں دکھائے۔ روایت کی دوسری سند میں ہے کہ حضور نے فرمایا پہلے جنات جو آئے تھے یہ زیادہ اچھے تھے۔ کیونکہ یہ بھائی بھائی ہیں آج رات مجھ سے قرآن سننے کے لئے آنے والے بنو اس میں بدی اور بعد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان سب کو ہم نے جمع کر رکھے میں اکٹھا کر لیا تو دیکھا کہ وہ کوئی ساٹھ اسی بیٹھے

کی نسبت ہے اور مدینہ سے ہے کہ جب جنابت کا اثر ہوا تو ان کے سر اور بدن پر پانی بہایا جائے، پس اللہ تعالیٰ نے ان کو اس تکلیف سے بچا لیا، پس آپ نے فرمایا اللہ سے بڑھ کر کون بچانے والا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ ان سات حضرات صلی اللہ علیہ وسلم جنابت کا غسل کرتے پایا کرام بہت غنی تھے اور تمام ولایوں اور خاتمانوں میں حاضر کرتے تھے، اور حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج سات بجے جنابت کا غسل کرتے ہوئے ان میں سے ایک شخص میں جنابت دیکھی۔ ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص آج کی رات جنابت کے اثر میں میرے پاس نہ آئے۔ میں موجود ہو گیا، آپ مجھے لیکر چلے جب مکہ شریف کے کوچے والے حصہ میں پہنچے تو آپ نے اپنے ہاتھ سے ایک خط کھینچا، پھر مجھے فرمایا اس میں بیٹھ جاؤ، پھر اپنے دونوں ہاتھ پانی میں ڈبو کر میرے سر پر بہائے، پھر فرمایا اس طرح کرو، پھر آپ نے اپنے ہاتھ سے میرے سر پر پانی بہایا، پھر فرمایا اس طرح اور اس طرح، پھر میرے سر سے ہاتھ اٹھا لیا، پھر فرمایا اے علی! جنابت کے اثر میں کبھی بھی میرے پاس نہ آنا، پھر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے سر پر بہائے، پھر آپ نے مسلمانوں کو ان دونوں چیزوں سے استنجا کرنے سے منع فرمایا۔

**خصیتین کے بیان:** خصیتین کہتے ہیں جنابت کے اندر ان سات کے خصیتین کے تھے۔ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو اپنی زبان سے کہا اور چار کو اپنی خصیتین سے ان کے نام لیے یعنی حمزہ، طلحہ، سعد رضی اللہ عنہم اور ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں انہیں ہوشیار کہتے ہیں، پھر ان سب نے بھی جنابت کے غسل کیے اور قریشیوں سے تعداد میں بہت زیادہ تھے اور یہ ان میں سب نے بھی شریف مانے جاتے تھے اور علمائے اہلبیت کے تذکروں میں سے تھے۔

**ایک کا بچن کی گواہی:** صحیح بخاری شریف کی یہ روایت بھی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی چیز کی بہت جب سمجھتے کہتے کہ میرے خیال میں ایسا ہی طرح ہوگی تو اس طرح ہی نکلتی، ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی میں ایک عورت ہوں، آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا آپ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص اپنے جاہلیت کے زمانے میں ان لوگوں کا کاہن تھا، جاؤ اسے لے آؤ، وہ آ گیا تو آپ نے اپنا یہ خیال اس پر ظاہر فرمایا۔ وہ کہنے لگا مسلمانوں میں اس جاہلیت والے کا کوئی شخص آج تک ہمیں نظر نہیں آیا، حضرت عمر نے فرمایا اب میں تجھ سے کہتا ہوں کہ تو اپنی کوئی نہ کوئی خبر سنا۔ اس نے کہا میں کہ ایک جنابت کا غسل کرتے ہوئے اس نے کہا ان تمام میں سے ایک شخص نے جو تیسرے زمانہ کے لوگوں کا کاہن تھا، اس کے ساتھ ایک جن تھا جو اس کے پاس آیا کرتا تھا، ایک دن وہ اپنی جگہ پر نہ آیا، پھر دوسرے دن بھی نہ آیا، پھر تیسرے دن بھی نہ آیا، پھر وہ آیا تو اس نے کہا کہ تو اتنے دن کہاں رہا؟ اس نے کہا میں ایک ایسے دین کے سننے کے لیے گیا تھا جو اس سے پہلے کبھی نہیں سنا گیا تھا، اس نے کہا کہ تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، محمد اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا کہ تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا کہ میں نے کہا

پر نظر پڑی تو اس نے مجھے پھر خوشخبری دی آگ فوس نے دوبارہ دیکھا اور کہنے لگا اسے سوا اس کے اور کوئی چیز نہیں جل سکتی اپنے رسول بھیجے دیا ہے۔ تم ان کی خدمت میں پہنچو اور ہدایت اور بھلائی سمیٹ لو اور دوسری بات پھر آپا اور مجھے بھاگ کر کہنے لگا مجھے جنات نے آپ کو تو کہنے اور جلد جلد پلان اور بھیجنے کے بعد کا قصہ

تو اچھا اور جلدی جلدی سورۃ تم کے اس پندیدہ فعل کی خدمت میں پہنچے اور پھر آپ کو تمہیں اس کے بعد پورے سفر کر۔ تیسری رات پھر آیا اور کہنے لگا مجھے جنات کے باغیر ہو جانے اور ان کے قافلوں کے لوٹ آنے پر غلبہ ہو رہا ہے۔ وہ سب صبر ہدایت کے لئے ملک کی طرف لوٹنے جا رہے ہیں۔ ان میں کے تیرے بھائی بھی ہیں وہ بھی تمہیں کر سکتے جو بھی انہوں ہو باشکر کے جزیرہ نمس کی طرف چل گزرا ہے تو سکتے جنات کافروں کی فرض نہیں تھیں رکاوٹیں تک ہمارے بیچ تھے۔ تیرے بعد میرے پاس بھی کچھ وفد اور آئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات مبارک سے پہلے ہی ہم مسلمان ہو گئے۔ میں نے اپنی ساتھی کو پکارا مگر اس کا بھی کسی طرح قیام کے سوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت شہر مکہ میں تھے اور لوگوں کو آپ کے آس پاس ایسے تھے جیسے گھوڑے پر ایور مجھے دیکھتے ہی یک بارگی اللہ کے پیغمبر نے فرمایا سوا دین تو سب کو مرحبا ہو آؤ تمہیں معلوم ہے کہ کیسے ہو گئی سے اور کس کے کہنے سننے سے آئے ہو؟ میں نے کہا حضور ایسی نے بھی شہادت دیتے ہیں۔ اگر ہدایت ہوتو پیش کروں؟ آپ نے فرمایا سوا شوق سے کہو تو حضرت سواد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ اشعار پڑھے جن کو سنکر میں نے اپنے پاس بلایا جن میرے سوجانے کے بعد رات کو آیا اور میں نے کہا ایک پانی جرہ بھی تین بار تھیں وہ آپ کے پاس آنا ہوا۔ ہر رات بتا۔ پاکر کوئی بن غالب میں اللہ کے رسول ہو ہوت اور مجھے ہیں۔ میں نے بھی سفر کی تیاری کر لی اور جلد جلد واپس آنے کا تہیہ کیا اب پھر کی گواہی ہے کہ بجز اللہ کے اور کوئی رب نہیں اور آپ خدا کے سچے بندے اور رسول ہیں۔ آپ نے شفاعت کا امیدوار ہے۔ اب تک تین مرتبہ آپ کے پاس آ چکا ہوں اور ہر بار تو میں نے آپ کے تمام سرحدوں سے بہتر وسیع جو حکم عالی آپ نے مجھے پہنچانے کا دیا ہے تمام سرحدوں سے بہتر وسیع ہے

ہیں۔ کہ ایک دن رات تک وہ بے چینے سر پیٹ میں سے بھی سلامت کی خوشخبری نہ آئی۔ تب انہوں نے پیٹے ڈالے کہ لیٹ گئے اور اب بھی چلا چلا کر فریاد کر رہے ہیں۔ اس وقت ایک فرشتہ آسمان سے اترا اور اس نے ان کے بدن سے تیر نکالے۔ ان کے زخموں پر اپنا ہاتھ پھیرا۔ اور ان کو تندرست کر دیا۔ اور ان کے پاس سے چلا گیا۔ اس کے بعد ان کے پاس ایک اور فرشتہ آیا۔ اور اس نے ان سے کہا کہ تم نے اپنے پروردگار کی دعوت کو قبول کیا ہے۔ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہے۔ اور اس کے بعد اس نے ان کو جنت کی خوشخبری دی۔ اور ان کو بتایا کہ تم جنت میں داخل ہو گے۔ اور وہاں تمہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور تمہیں کبھی موت نہیں آئے گی۔ اور تمہیں کبھی بیماری نہیں ہوگی۔ اور تمہیں کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا۔ اور تمہیں کبھی کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اور تمہیں کبھی کوئی غم نہیں ہوگا۔ اور تمہیں کبھی کوئی رنج نہیں ہوگا۔ اور تمہیں کبھی کوئی دکھ نہیں ہوگا۔ اور تمہیں کبھی کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ اور تمہیں کبھی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اور تمہیں کبھی کوئی بیماری

يَغْفِرْ لَكُمْ مِّن ذُنُوبِكُمْ

کہ بخشے تم کو کچھ تمہارے گناہ ☆

### اسلام سے گناہ معاف ہو جاتے

(۳۲) یعنی جو کافر حالت کفر میں کر چکے ہو، اسلام کی برکت سے سب معاف ہو جائیں گے۔ آگے سے یہ کام نہ کرو تو ہو گا۔ یہاں ذنب کا ذکر ہے، حقوق العباد کا، جو ان سے نہیں نکلا۔ (شیر جلی)

یَغْفِرْ لَكُمْ مِّن ذُنُوبِكُمْ ۔ اللہ تمہارے گناہ معاف کرے گا یعنی ۳۲ گناہ معاف کر دے گا جن کا تعلق نئی اسلام سے ہو گا۔ حقوق العباد ایمان لانے سے معاف نہیں ہوتے۔ (وحیدی) اس آیت کی اتباع سے مسلمان ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم اسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ آپ نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ انہوں نے اکثر قرآن کو بلند آواز سے پڑھا۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی اس نعمت سے پہلے تم کو کبھی خوشی ہوئی تھی؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ جس اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن والوں نے سنا سمجھا گیا ظاہر ہوتا ہے جن میں نام نے مؤمن جن کے متعلق علماء کے اختلاف پر روشنی ڈالی ہے۔ (شیر جلی)

وَيُجِرْكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣١﴾ وَمَن

اور بچاوے تم کو ایک عذاب دردناک سے ۳۱ اور جو کوئی

لَّا يُجِبْ دَاعِيَ اللَّهِ فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ

نہ سنے گا اللہ کے بلانے والے کو تو وہ نہ تھکا سکے گا

فِي الْأَرْضِ وَلَيْسَ لَهُ مِن دُونِهِ

بھاگ کر زمین میں اور کوئی نہیں اس کا سوائے

أَوْلِيَاءُ ۚ

مددگار ☆

### خدا کے باغی کہیں چھپ نہیں سکتے

یعنی تو دنیا کی کوئی طاقت اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتی۔ حضرت شاہ صاحب "فی الارض" کی قید پر لکھتے ہیں کہ "شیاطین تو آسمان پر سے فرشتے دیتے ہیں تو زمین میں کوئی بچا کر لے گئے ہیں۔" (شیر جلی)

فَلَيْسَ بِمُعْجِزٍ فِي الْأَرْضِ ۔ یعنی وہ زمین پر اللہ کو مغلوب نہیں کر سکتا، مگر اللہ کی گرفت سے بچ کر کہاں جا سکتا ہے؟ وہ اللہ کی گرفت سے بچ نہیں سکتا۔ (وحیدی)

أُولَٰئِكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٣٢﴾ أَوَلَمْ

وہ لوگ بھٹکے ہیں صریح کیا نہیں

يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ

سمجھتے کہ وہ اللہ جس نے بنائے آسمان

وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ

اور زمین اور نہ تھکا ان کے بنانے میں ☆

### مجبود کے عقیدہ کی تردید

اس آیت میں "مجبود" کے عقیدہ کا رد ہے جو کہتے تھے کہ پیغمبروں میں اللہ نے جو یہ اعجاز پیدا کئے "انشراح" "انجیر صاحبین" وغیرہ کرنے کا اعجاز ہے۔ (موضح)

وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ ۔ اور ان کو پیدا کرنے سے نہیں تھکا (نہ عاجز ہوا) کیوں کہ اس کی قدرت ذاتی ہے پیدا کرنے پر بھی تھکنے سے اس میں نقص نہیں آ سکتا۔ (شیر جلی)

بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَن يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ ۚ بَلَىٰ

وہ قدرت رکھتا ہے کہ زندہ کرے مردوں کو

إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٣﴾

کیوں نہیں ۳۳ ہر چیز کر سکتا ہے تو

### موت کے بعد زندگی

یعنی بڑا عذاب مرنے کے بعد ہے، اس وقت میں خدا کی گرفت سے کہاں جا سکتے ہیں۔ اللہ کو جب کچھ تھکن نہیں۔ جو آسمان و زمین کے پیدا کرنے سے نہ تھکا، اس کو مردہ زندہ کر دینا کیا مشکل ہے۔ (شیر جلی)

وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوا عَلَى

اور جس دن پیش کئے جائیں منکروں کو آگ کے

النَّارِ أَلَيْسَ هَٰذَا بِالْحَقِّ ۖ قَالُوا بَلَىٰ

کیا یہ ٹھیک نہیں کہتے کہیں گے کیوں نہیں

وَذَرْنَا
تم ہے الله سے ہم کی ☆

کافروں کا اقرار یہ جس اس وقت کہا جائے گا کہ دوزخ کا داروغہ اس کو عذاب کرنا کوئی چیز نہیں تو آخر سب ذلیل ہو کر اقرار کریں گے کہ بے شک واقعی ہے (ہم غلطی پر تھے جو اس کا انکار کیا کرتے تھے) (تفسیر عزیزی)

قَالَ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا
کہا تو چکھو عذاب بدلہ اس کا
كُنتُمْ تَكْفُرُونَ ۝
جو تم منکر ہوتے تھے ☆

☆ یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ اچھا اب اس انکار و کفر کا مزہ چکھتے رہو۔ (تفسیر جلالین)

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ
سو تو صبر کر جیسے صبر کرتے رہے ہیں ہمت والے
الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِل لَّهُمْ ۚ
رسول اور جلدی نہ کر واسطے ان کے ☆

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی

جس وقت معلوم ہو چکا کہ منکرین کو عذاب ضرور ہے۔ آخرت میں ملے یا دنیا میں ابھی تو آپ ان کے معاملہ میں جلدی نہ کریں۔ بلکہ ایک معیاد معین تک صبر کرتے رہیں جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا ہے (تنبیہ) بعض مفسر نے کہا کہ سب رسول اولوالعزم (ہمت والے) ہیں اور عرف میں پانچ پیغمبر خصوصی طور پر اولوالعزم کہلا تے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ اور حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ (تفسیر جلالین)

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولوالعزم رسول سے مراد سب پیغمبر ہوں تو مِنَ الرُّسُلِ کا بیان ہوا پھر تشبیہ کے لئے ہوگا واللہ اعلم۔

وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ (آپ صبر کیجئے جیسے ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا تھا۔

فائدہ:۔ یعنی اے محمد آپ کافروں کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں پر صبر کیجئے۔ مطلب یہ کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ کافروں کو دوزخ کے عذاب کا سامنا ہوگا تو آپ صبر کیجئے۔ انکام کا صبر ہو وہ صبر کیجئے۔

## حضرت عبد اللہ بن الف ثانی رحمہ اللہ کا ارشاد:

شیخ عبد اللہ بن الف ثانی نے فرمایا عزم والے چھ پیغمبر ہوئے ہیں۔ نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ ان کو عزم کی خصوصیت کے ساتھ اس لئے بیان کیا (کہ کوہ ہا) میں کہا ہے یہ حضرات (الف الف) شریعتوں کے حاملی تھے ان کے بعد جو پیغمبر ہوئے وہ انہیں کی شریعتوں کے پابند تھے۔ یہ حضرات اولوالعزم ظاہر ہے کہ وہ سب سے پہلے تھے ان کی شریعت سب سے اول تھی (جس پر وہ عامل تھے)۔

## اہل عزم کا مقام:

بغوی نے لکھا ہے کہ مسروق نے کہا مجھ سے حضرت عائشہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آل محمد کے لئے دنیا مطلوب نہیں جانا اللہ نے اہل عزم کے لئے دنیا کے مکروہات پر صبر رکھنے اور مرغوبات سے صبر (حرام) کرنے کی جو پسند فرمایا اور ہمیں بھی اسی امر کا مکلف کیا جس کا مکلف دوسرے اولوالعزم کیا تھا صبر کے لئے اللہ نے کہا کہ سب نے پسند کیا۔ اور فرمایا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ اور اللہ میرے لئے بھی طاقت خدا وندی کے سوا کوئی چارہ نہیں جیسے انہوں نے صبر کیا میں بھی صبر کروں گا اور جیسے انہوں نے مخلصی و رہائی کہاں سے ہوگی میں بھی ایسی ہی طلب کروں گا۔ لا قوۃ الا باللہ۔

## ایک نبی کا صبر:

حضرت ابن مسعود نے فرمایا گویا وہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے سامنے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کا واقعہ بیان فرما رہے تھے جن کو ان کی قوم نے مار مار کر لہولہان کر دیا تھا لیکن وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے اے اللہ میری قوم کو معاف کر دے یہ لوگ نادان ہیں حضرت علیہ (غالباً) نبی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مبارک تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کو بھی اکثر اوقات بیان فرمایا۔ (تفسیر عزیزی)

كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ
پاویں گے جس دن دیکھیں گے اس چیز کو جس کا ان سے وعدہ ہے
لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّن نَّهَارٍ
جیسے نہ رہے تھے مگر ایک گھڑی دن کی ☆

## جب عذاب آئے گا تو پتہ چلے گا

"پھر جب یہ بادل کی شکل میں آسمان پر چھا گئے تو ہم کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے بلکہ یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے کہ لے آؤ، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے جو اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کر ڈالے گی۔ آخر کار یہ حالت ہو گئی کہ ان کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مجرموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔" (الاحقاف)

لَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

جب انہوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف بادل کی شکل میں آتے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے بلکہ یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے کہ لے آؤ، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ

جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تباہ کر ڈالے گی آخر کار یہ حالت ہو گئی کہ ان کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔ مجرموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(تفسیر طبری)

لَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ

جب انہوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف بادل کی شکل میں آتے دیکھا

قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے بلکہ یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے کہ لے آؤ، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا

جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تباہ کر ڈالے گی

فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ

آخر کار یہ حالت ہو گئی کہ ان کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ

مجرموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(تفسیر طبری)

لَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ

جب انہوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف بادل کی شکل میں آتے دیکھا

قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے بلکہ یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے کہ لے آؤ، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا

جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تباہ کر ڈالے گی

فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ

آخر کار یہ حالت ہو گئی کہ ان کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ

مجرموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(تفسیر طبری)

لَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ

جب انہوں نے اس کو اپنی وادیوں کی طرف بادل کی شکل میں آتے دیکھا

قَالُوا هَٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا ۚ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُم بِهِ ۖ رِيحٌ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ

تو کہنے لگے کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے بلکہ یہ تو وہ چیز ہے جس کی تم جلدی مچا رہے تھے کہ لے آؤ، یہ ہوا ہے جس میں دردناک عذاب ہے

تُدَمِّرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا

جو ہر چیز کو اپنے رب کے حکم سے تباہ کر ڈالے گی

فَأَصْبَحُوا لَا يُرَىٰ إِلَّا مَسَاكِنُهُمْ ۚ

آخر کار یہ حالت ہو گئی کہ ان کے گھروں کے سوا وہاں کچھ نظر نہ آتا تھا۔

كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِينَ

مجرموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

(تفسیر طبری)

## اس سورۃ کا نام "قتال" ہونے کی وجہ

سورۂ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دوسرا نام "قتال" بھی ہے کیونکہ جہاد و قتال کے حکم میں یہی پہلی سورت ہے۔ ہجرت مدینہ کے فوراً بعد کی یہ سورت نازل ہوئی یہاں تک کہ اس کی ایک آیت "وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ" کے متعلق حضرت ابن عباسؓ سے یہ قول ہے کہ وہ کی آیت ہے کیونکہ مکہ نازل اس وقت نازل ہوئی ہے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی نیت سے مدینہ منورہ سے نکلے اور مکہ کی طرف حسرت اور بیت اللہ پر نظر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ساری زمین کے شہروں میں مجھے تو ہی محبوب ہے کہ اگر میں یہاں سے نہ نکالا جاتا تو میں خود اپنے اختیار سے کبھی نہ چھوڑتا۔ (ابن کثیر)

وَإِن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ

اور کتنی ہی بستیاں جو تیری اس بستی سے جس نے تجھ کو نکالا بہت زور آور تھیں ہم نے ہلاک کر ڈالا پھر کوئی نہ تھا جو ان کی مدد کرتا۔

## بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن

جو لوگ کہ منکر ہوئے اور روکا اوروں کو

سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ کی راہ سے

راہ حق سے روکنا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ اسلام کی راہ میں رکاوٹ بنے اور اس کی جان و مال اور ہر طرح سے اس میں مزاحمت کرتے تھے۔ (ابن جریر)

أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾

کھو دیا اللہ نے ان کے کام کو

تو وہ فریب جو یہ لوگ اپنے اعمال کو کہ کیسے اچھے ہیں یہ محض عدم الیقین کے باعث ہوتا ہے جس میں سے بعض خاص اور بعض عام ہوتے ہیں جیسے لوگوں کا اسلام سے روکنے میں پیسہ خرچ کرنا۔ (ابن جریر)

## اعمال بغیر ایمان کے مقبول نہیں

اللہ کے ہاں کے قبول کی شرائط ہیں ایمان اور اعمال صالحہ۔ ایمان اعمال کی بنیاد ہے اور اعمال اس پر عمارت کی طرح کھڑے ہوتے ہیں جیسے مکان کی بنیاد کھوکھلی ہو تو مکان کی عمارت کتنی ہی مضبوط بنائی جائے وہ مکان بے حقیقت ہوتا ہے۔ اسی طرح ایمان کے بغیر اعمال بے حقیقت ہیں۔ ایمان کے بغیر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں ایمان کے بغیر اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ ایمان کے بغیر اعمال کا کوئی ثواب نہیں ہے۔ اعمال کی بربادی سے بچانے کے لئے ان کا بچاؤ ایمان ہی ہے۔

دوسرا ترجمہ: حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فائدہ میں لکھتے ہیں کہ ان کی خاطر تدبیر اور اصلاح کردیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق ان کی یہ (دین کی) باتوں کو درست کردیا۔ (موضح)

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جو یقین لائے اور کئے ہیں کام

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّهُوَ الْحَقُّ

اور یقین کیا اس کتاب پر جو اتری ہے محمد پر

مِنْ رَّبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

ان کے رب کی طرف سے اس نے دور کیں ان پر سے ان کی برائیاں

وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝

اور سنوار دی ان کی حالت ۝

چار دین (جنگ) کی بنیاد ہے اور ہدف خاص کر اعمال صالحہ ہیں کیونکہ وہ ایمان کا ثمرہ ہوتے ہیں۔ ایمان اور اعمال صالحہ میں ہی دین کی قوت ہوتی ہے۔ اسی لئے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "پہلے زمانہ میں ہر نبی کی شریعت کی مخالفت ہوتی تھی۔ اس وقت سب دین کو ایک سمجھتے تھے اب جدا دین کی بنیاد پر مخالفت ہوتی ہے۔ اسلام مسلمان ہی نہ رہے ہیں اور کافر بھی لگے ہیں۔ بنے کو یہ قوت ہے کہ کسی پر کافر کا فتویٰ نہ لگے اور دین سے نہ نکلے۔ (موضح)

فائدہ: یہاں تو صرف ایمان اور اعمال صالحہ کا ذکر ہوا ہے لیکن دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے ان اعمال صالحہ کے ساتھ ساتھ ایک اور چیز کا بھی اضافہ فرمایا ہے اور وہ ہے شریعت پر چلنا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ایمان کی تکمیل نہیں ہوتی اور صحیح ایمان نہیں ہے تاوقتیکہ آپ کی ہدایات پر بھی عمل نہ ہو۔

**ایک لطیف مفہوم:** بعض اہل علم نے کہا کہ اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایمان اور اعمال صالحہ کا اجر دنیا میں بھی محسوس ہوتا ہے۔

**نحوی نکتہ:** اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا میں "الذین" پر الف لام تعریف جاہلیت کو ظاہر کرتا ہے یعنی ایمان اور اعمال صالحہ کی جو صفت اللہ کے ہاں معتبر ہے وہ صرف ان کو حاصل ہوگی جو اس صفت کے ساتھ متصف ہوں گے۔

**اصلاح حال:** وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۔ اور جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے اور ان کے حالات درست رکھے ناکامیوں پر صبر عنایت کرے گا ان کو اور سنوار دے گا ان کا حال۔ (موضح)

**صلاح حال:** وَاَصْلَحَ بَالَهُمْ ۔ اور سنوار دی ان کی حالت۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے حالات درست رکھے ناکامیوں پر صبر عنایت کرے گا ان کو اور سنوار دے گا ان کا حال۔ (موضح)

**فائدہ:** حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں جو کچھ لکھا ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس آیت میں "بال" سے مراد حالت ہے۔ اس کی تائید حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جس کو ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس کے بیان نقل کیا ہے۔ وَصَلَاحُ الْحَالِ يَعْنِيْ فِي الْاٰخِرَةِ کہ اس سے مراد حال کی درستی ہے آخرت میں۔ اور "الذین اٰمنوا" سے مراد اصحاب محمد ہیں۔ یہ بھی حضرت ابن عباس سے مروی ہے (ابن جریر) اور ابن ابی حاتم نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ (ابن کثیر)

ذٰلِكَ بِاَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا

یہ اس لئے کہ کافروں نے راہ پکڑی

الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

جھوٹی بات پر اور جو یقین لائے

اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۭ كَذٰلِكَ

انہوں نے راہ پکڑی سچی بات اپنے رب کی طرف سے جیسا

يَضْرِبُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَهُمْ ۝

بتاتا ہے اللہ لوگوں کو ان کے حوال ۝

**واضح بیان:** یہ آیت اس طرف اشارہ کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے اپنے احکام بہت واضح طریقہ سے بیان فرمائے ہیں تاکہ ان پر چلنا کسی کے لئے مشکل نہ ہو۔ (تفسیر عثمانی)

فَاِذَا لَقِيْتُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَضَرْبَ

سو جب تم ملو کافروں سے تو مارو

فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتّٰٓى اِذَآ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ

تو مارو گردنیں یہاں تک کہ جب تم خوب قتل کر چکو ان کو

فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَاِمَّا مَنًّۢا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَآءً

تو مضبوط باندھو قید پھر یا احسان کرنا پیچھے یا بدلہ لینا

اور باندھو قید کیجیو

## باطل سے مقابلہ کی ہدایات

یعنی کفر اور باطل کا مقابلہ تو رہتا ہی ہے جس وقت مسلمان اور کافروں میں جنگ ہو جائے تو مسلمانوں کو پوری طرح صفیں باندھ کر اور پورے سامان کے ساتھ باطل کا خوب ہی خوب قلع قمع کر دینا چاہیے۔ بغیر خوب مارے جو گردنیں ان کے بس کی نہیں ہوتیں اور دشمن کے حوصلے نہیں ٹوٹتے جب تک کافی تعداد میں دشمن قتل نہ کر دیا جائے اور دوسرے اعضاء توڑ نہ دیئے جائیں۔ اس لئے جنگ کا زمانہ ہی کامل صفائی اور پوری قوت و زور کے ساتھ دشمن کو ختم کرنے کا ہوتا ہے۔ اس وقت کافروں کو قید کرنا اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرنا مناسب نہیں۔ ہاں جب اچھی طرح کافروں کا زور ٹوٹ جائے اس وقت قید کرنا بھی کفایت کرتا ہے قال تعالیٰ "حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا" (انفال رکوع ۹) یہ قید دینا ممکن ہے ہمیشہ کے لئے ہو یا اسلامی حکومت کا کام ہو جانے اور مسلمانوں کے پاس وافر تعداد میں قیدی ہو جانے کے بعد ہو یا اسی وقت فدیہ لے کر چھوڑ دینا ہو یا قیدیوں کی تبادلہ کی صورت ہو جائے ہو یا قیدیوں سے کام لینا ہو۔ یہ تمام صورتیں اس کی جائز ہیں جیسا کہ اس کی تفصیلات میں مفسرین نے لکھا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ امام وقت کو اختیار ہے جو صورت مناسب سمجھے اختیار کرے۔ یہ مصلحت سمجھے کہ ان پر احسان کر کے چھوڑ دے یا فدیہ لے کر چھوڑ دے یا ان کی مدد سے اسلام کے قیدیوں کو چھڑا لے یا ان سے کام لے۔ ان تمام صورتوں کا ذکر قرآن کریم نے فرمایا کہ تمہارا مقصد صرف دشمن کا خاتمہ ہونا چاہیے۔ اس کے بعد خواہ ان پر احسان کر کے چھوڑ دو یا فدیہ لے کر چھوڑ دو یا ان سے کام لو۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو خود ہی ان سے انتقام لے لیتا۔ اس کو یہ منظور ہے کہ تمہارے ہاتھوں سے ان کو سزا دلوائے اور تمہارے ہاتھوں سے ان کو قتل کرائے اور تمہارے ہاتھوں سے ان کو زخمی کرائے اور تمہارے ہاتھوں سے ان کو قید کرائے۔ اس میں تمہارا امتحان ہے اور ان کا امتحان ہے۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کے اعمال کو اللہ ضائع نہیں کرے گا۔ ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ملے گا۔ ان کو جنت میں داخل کرے گا۔ جنت کی نعمتوں سے ان کو مالا مال کر دے گا۔ اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی اللہ مدد کرتا ہے۔ ان کے قدم جما دیتا ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی مدد کرنا اللہ کی طرف سے ان کو ثابت قدم رکھنا ان کے لئے بڑی نعمت ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی مدد کرنا اللہ کی طرف سے ان کو ثابت قدم رکھنا ان کے لئے بڑی نعمت ہے۔ اللہ کے دین کی مدد کرنے والوں کی مدد کرنا اللہ کی طرف سے ان کو ثابت قدم رکھنا ان کے لئے بڑی نعمت ہے۔

**لغات:** ضَرْبَ الرِّقَاب۔ گردنیں مارنا۔ اَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ تم ان کو خوب قتل کر چکو۔ اَلْوَثَاق۔ مضبوط باندھنا۔ مَنًّۢا۔ احسان کرنا۔ فِدَآءً۔ بدلہ لینا۔ اَوْزَار۔ ہتھیار۔ یہاں مراد لڑائی ہے۔ لَعَرَّفَهُمْ۔ ان کو پہچنوا دیتا۔ لَبَلَوْنَاكُمْ۔ تمہارا امتحان لیتے۔ سَيَهْدِيْهِمْ۔ ان کو ہدایت دے گا۔ عَرَّفَهَا لَهُمْ۔ ان کو جنت کی پہچان کرا دی۔ تَنْصُرُوا اللّٰهَ۔ اللہ کے دین کی مدد کرو۔ يَنْصُرْكُمْ۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ۔ تمہارے قدم جما دے گا۔ تَعْسًا۔ ہلاکت۔ اَحْبَطَ۔ ضائع کر دیا۔ كَرِهُوْا۔ ناپسند کیا۔ اَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے اعمال ضائع کر دیئے۔ دَمَّرَ۔ ہلاک کر دیا۔ اَمْثَالُهَا۔ اس کے مثل۔

## جنگی قیدیوں کا مسئلہ

خلاصہ یہ ہے کہ امت اسلامیہ کے ہر دور کے قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑنا بھی جائز ہے جیسا کہ بعض صحابہ کا عمل تھا اور بعد میں بھی ہوتا رہا اور احسان کر کے چھوڑنا بھی جائز ہے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ثمامہ کے ساتھ کیا اور ان دونوں چیزوں کی جائز قرار دینے کے ساتھ ساتھ آیت کریمہ نے اور احادیث نے اس کو بھی واضح فرما دیا کہ امام وقت کو اختیار ہے کہ ان دونوں صورتوں میں سے جو مناسب سمجھے اختیار کر لے۔ ائمہ اربعہ کا یہی مسلک ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر، حسن بصری، عطاء اور اکثر صحابہ و تابعین کا یہی قول ہے اور امام ابوحنیفہ نے فرمایا کہ قیدیوں کو احسان کر کے چھوڑنا منسوخ ہے اور فدیہ لے کر چھوڑنا بھی درست نہیں۔ امام شافعی نے فرمایا کہ فدیہ لے کر چھوڑنا بھی درست ہے اور احسان کر کے چھوڑنا بھی۔ امام مالک نے فرمایا کہ امام کو اختیار ہے کہ جس صورت میں مسلمانوں کی مصلحت ہو اس کو اختیار کر لے۔ ابن عباس نے فرمایا کہ غزوہ بدر کے موقع پر مسلمانوں کی قلت تھی اس وقت من و عن کی رخصت تھی پھر جب مسلمانوں کی شوکت بڑھ گئی تو سورۂ محمد میں من و فداء کی اجازت دیدی گئی۔ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ نے اس کو نقل کر کے فرمایا کہ یہی قول صحیح اور قرآن سے یہی سمجھ میں آتا ہے کیونکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ بعد خلفاء راشدین نے اس پر عمل فرمایا ہے۔ نیز آیت سورۂ انفال کی آیت کے بعد نازل ہوئی ہے جس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ سورۂ انفال کی آیت فرمود ہوئے کے وقت رسول بھی ہجرت کے دوسرے سال میں تھا جبکہ ابھی مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اور سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد نازل فرمائی جس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اور اسلام کو غلبہ حاصل ہو چکا تھا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ آیت کریمہ کے نزول کے بعد اس پر عمل ہوا ہے اور اس کے ناسخ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لئے یہ آیت کریمہ محکم ہے منسوخ نہیں ہے۔ (تفسیر مظہری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین نے عملی طور پر ثابت کیا ہے کہ جنگی قیدیوں کو کسی قتل یا غلامی کی سزا دینا اور کسی کو فدیہ لے کر یا بغیر فدیہ لئے کر بھی رہا کر دینا بھی شریعت کے عین مطابق ہے۔ یہ بات بھی واضح ہو چکی ہے کہ جنگی قیدیوں کے بارے میں مسلمانوں کو یہ آزادی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اور یہ بھی کہ ان سے کیا مالی تقاضا کیا جائے اور کس قسم کی صورتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے عمل سے ثابت کی ہیں۔

## مسئلہ غلامی کے بارے میں اسلام پر اعتراض اور اس کا جواب

یہ بات بالکل بے بنیاد اور حقیقت کے برعکس ہے بلکہ ایک بہتان ہے جو اسلام کے دشمن اس کی عمارت کو گرانے کی خاطر اس پر لگاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے غلامی کی جائز صورتوں میں بھی قیدیوں کے ساتھ حسن سلوک کی جو ہدایات دی ہیں وہ اس قسم کے تصورات سے بہت بلند ہیں جو دنیا کی دوسری اقوام میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام نے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی جو ہدایات دی ہیں ان کی مثال دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کی جو ترغیب دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو آزاد کرنے کے جو طریقے مقرر کئے ہیں ان کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو حقوق دیئے ہیں ان کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو مقام دیا ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو عزت دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو مساوات دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو بھائی چارہ دیا ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو اخوت دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو محبت دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو رحمت دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو شفقت دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو رأفت دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو ہمدردی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو غمخواری دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلداری دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلجوئی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلنوازی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلسوزی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلداری دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلجوئی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلنوازی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔ اسلام نے غلاموں کو جو دلسوزی دی ہے اس کی مثال بھی دنیا کی کسی اور قوم میں نہیں ملتی۔

## غلاموں کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر

غلاموں کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر وہ ہے جو ایک معروف حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

اخوانكم جعلهم الله تحت ايديكم فمن كان اخوه تحت يده فليطعمه مما ياكل وليلبسه مما يلبس ولا تكلفوه ما يغلبه فان كلفتموه ما يغلبه فاعينوه (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

تمہارے خادم تمہارے بھائی ہیں جنہیں اللہ نے تمہارے زیر دست کر دیا ہے پس جس کا بھائی اس کے زیر دست ہو اسے چاہئے کہ جو خود کھائے اس میں سے کھلائے جو خود پہنے اس میں سے پہنائے اور اتنا بوجھ نہ ڈالے جو اس کی طاقت سے باہر ہو اور اگر ایسا بوجھ ڈالے تو خود اس کی مدد کرے۔

اسلام نے غلاموں کو تمام معاشرتی حقوق دیئے

اسلام نے غلاموں کو جو معاشرتی حقوق دیئے ہیں ان کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے یہ بات واضح کر دینا ضروری ہے کہ اسلام سے پہلے دنیا کی تمام قوموں کے قانون اور رواج میں غلاموں کو انسان ہی نہیں سمجھا جاتا تھا۔ صرف اسلام نے غلاموں کو انسان ہی نہیں سمجھا بلکہ ان کے ساتھ انسانوں جیسا سلوک کرنے کا حکم بھی دیا۔

ہیں کفار و مشرکین کفار و مجرمین کفار و ظالمین کفار و کافرین۔ یعنی ان تمام صورتوں میں سب سے پہلے تم یہ دیکھو کہ کون سا طرز عمل اختیار کیا جائے جہاں تک کہ مدینہ طیبہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی پناہ مانگے تو اسے پناہ دی جائے (یعنی اسے قتل نہ کیا جائے) یہاں تک کہ اسے امن کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے۔ (باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

## بعض صحابہ کے آزاد کردہ غلاموں کی تعداد

صاحب اکمال یوسف بن عبدالملک نے بعض صحابہ کے آزاد کردہ غلاموں کی یہ تعداد بیان کی ہے:

| | | | |
|---|---|---|---|
| حضرت عائشہؓ | ۶۹ | حضرت جابرؓ | ۷۰ |
| حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ | ۱۰۰ | حضرت عبداللہ بن عمرؓ | ۱۰۰۰ |
| حضرت حکیم بن حزامؓ | ۴۰ | حضرت ابوہریرہؓ | ۸۰۰ |
| حضرت عبداللہ بن عباسؓ | ۷۰۰ | حضرت انسؓ | ۱۰۰۰۰۰ |

(صحابہ کے غلاموں کی تعداد)

(نوٹ: مصنف نے یہ تعداد کہاں سے نقل کی ہے، اس کا حوالہ نہیں دیا۔ مرتب)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف سات صحابہؓ نے ۱۰۳۶۹ غلام آزاد کئے اور ظاہر ہے کہ ہر سرمایہ دار صحابہؓ کے آزاد کردہ اور ان کی اولاد غلاموں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہوگی۔

فرض اسلام نے غلامی کے خاتمہ کی جو عملی تدبیر اختیار کی وہ یہ تھی کہ ہر شخص کسی نہ کسی ظلم و ستم کے ذریعہ غلام بنایا جاتا ہے۔ اس لئے ہر ایسے ظلم کی روک تھام کی جائے جو دوسروں کو غلام بنانے کے لئے کیا جاتا ہے۔ پھر جو لوگ غلام بنائے جا چکے ہیں ان کی آزادی کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی جائے۔ اس کے علاوہ اسلام نے اپنے ماننے والوں پر جو اخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں ان کی وجہ سے بھی غلامی کا رواج ختم ہو جاتا ہے۔ مثلاً اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے آقا سے مکاتبت کا معاہدہ کرنا چاہے تو اس کو ایسا معاہدہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے آقا سے مکاتبت کا معاہدہ کرنا چاہے تو اس کو ایسا معاہدہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح اسلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم دیا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے آقا سے مکاتبت کا معاہدہ کرنا چاہے تو اس کو ایسا معاہدہ کرنا چاہئے۔

## ظلم کے خلاف جہاد جاری رہے گا

حضرت عمران بن حصینؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم رہے گا اپنے مخالفوں پر غالب رہے گا یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال سے جنگ کرے گا۔ (ابوداؤد، طیالسی)

## قتل و جہاد کی حکمت

یعنی خدا تو قدرت رکھتا ہے کہ ان کافروں کو کوئی آسمانی عذاب بھیج کر ہلاک کر دے یا زلزلہ وغیرہ کسی طرح ہلاک کر دے۔ لیکن جہاد قتال شروع کر کے اس نے بندوں کو امتحان میں ڈالا ہے۔ وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ کتنے صدیوں کے بعد یہ حکم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم بھی پناہ مانگے تو اسے پناہ دی جائے یہاں تک کہ اسے امن کے ساتھ واپس بھیج دیا جائے۔ (باقی صفحہ پر ملاحظہ ہو)

حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا

جب تک کہ لڑائی اپنے ہتھیار ☆

سے کتنے لوگ ان تکلیفوں کا رونا رویں سے بیدار ہوتے اور اس مصیبت سے نکلنے والے ہیں جو اللہ نے ہم پر نازل کی ہے کہ بیلی تو سوں کی طرح ایک دم چمکے کہ آسمان نہیں کر لیتے۔ (خبر جہاد)

## جہاد کی ایک حکمت

ناکہ کافروں سے جہاد کرنے کے مسلمانوں کی جانچ کر لے اور جہاد کرنے والے آپ کے حق ہونے کی اور صبر کرنے والے جنگ کرنے کے وقت کی جانچ کر لے اور مسلمانوں نے بہتوں کافروں کو سزا دے دے کر تو بالکل کچلا کفر سے ہٹا دیا کچھ لوگ کفر کے قائم رہے کہ ان سے جزیہ لینے کے مستحق قرار پائے۔

حاصل یہ ہے کہ اللہ اگر چاہے کافروں کے پنجہ قدرت سے کھا کر بچھیڑے کی ضرورت نہ رکھتا ہے لیکن اس نے جو جہاد کا حکم دیا ہے یہ حکم و حکمت اور بڑی بڑی مصلحت سے ہے (مسلمانوں کے کردار ہتھیاروں کے ذریعہ کافروں کی سزا دے دے کر ان کو ختم کر دیا جائے۔ (خبر مصر)

## مشروعیت جہاد کی دوسری حکمت

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ: اس آیت میں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت میں کفار سے جہاد و قتال کی مشروعیت دو حکمتوں پر ایک حکمت یہ ہے کہ جو کفر و اسلام کے قائم مقامات ہیں جیسے کفار و مشرک اور اللہ سے جنگ کی سزا انجام کی تو ہوں کو سزا دینی اور نبی علیہ السلام کے دست و بازو بنائی گئی ہے امت محمد یہ میں ایسا ہو سکتا تھا مگر حضور علیہ السلام کی برکت سے اس امت کو ایسے عام عذابوں سے بچا لیا گیا اسکے قائم مقام جہاد مشروع کر دیا گیا جس میں پہنچ کر عذاب عام کے بدلے ہو جاتے اور مسلمان ہوتے ہیں۔ ہاں تو یہ کہ عذاب عام میں پوری قومیں مرد و عورت بچے بھی ہلاک ہوتے ہیں اور جہاد میں عورتیں بچے ذمیوں میں ہی مرد ہی مرد ہی مرتے ہیں (ذمی اگر زد میں آتے ہیں تو جان اللہ کے دین کی حفاظت کر نیوالوں کے مقابلہ پر قتال کے لئے آ کھڑے ہوں) پھر اس میں بھی سب مقتول نہیں ہوتے ان میں بہت سے لوگوں کو اسلام و ایمان کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔ (محمد عاشق سہسوانی عفی عنہ)

| |
|---|
| وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ |
| اور جو لوگ مارے گئے اللہ کی راہ میں |
| فَلَنْ يُّضِلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيْهِمْ |
| تو وہ ضائع کرے گا ان کے کئے کام ان کو جلد دیگا |
| وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ |
| اور سنوار دیگا ان کا حال ☆ |

شہید کامیاب ہیں اللہ تعالیٰ جو کچھ اللہ کے راستہ میں شہید ہونے والوں کا حال بیان فرما رہے ہیں ان کا کامیاب ظاہر ہوتا ہے لیکن ظاہر بین نگاہوں کو ان کامیابیوں کا ادراک نہیں ہوتا اس لئے ان کامیابیوں کی تشریح کر دی گئی ہے۔ پہلی کامیابی تو یہ ہے کہ ان کے اعمال ضائع نہ کرے گا۔ ظاہر بین لوگ دیکھتے ہیں کہ ان کی محنت کو ختم کر دیا گیا ہے اور ان کی جدوجہد کا کوئی ثمرہ نہ نکلا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ان کی محنت کو ضائع نہیں کیا گیا بلکہ ان کی محنت کا ثمرہ آخرت کے لئے محفوظ کر لیا گیا ہے۔ (خبر جلالین)

## شہید کی دوسری کامیابی

دوسری کامیابی کے متعلق ابن اسحاق نے ترغیب میں اور بزار و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید تین ہیں۔ ایک شخص وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کے ساتھ امید ثواب لڑنے کے لئے اور مسلمانوں کے گروہ کی تعداد بڑھانے کے لئے نکلا جہاد پر جانا ہے کہ وہ شہید ہو جائے یہ شخص اگر مر جائے گا یا مارا جائے گا تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور (قیامت کے دن) بڑی عزت سے ساتھ دیے جائے گا تو محمول دلی حور عین سے اس کا عقد کیا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص (شہید) ہے جو امید ثواب اپنی جان و مال کے ساتھ (راہ خدا میں) نکلتا ہے اور قتل کرنا چاہتا ہے لیکن مارا جانا نہیں چاہتا یہ شخص اگر مر جائے گا یا مارا جائے گا تو اس کا حساب اس طرح ہوگا جس طرح ایک شخص کا حساب ایک رات کا ہوتا ہے تیسرا وہ شخص ہے جو اپنی جان و مال کے ساتھ امید ثواب نکلا وہ چاہتا ہے کہ (دشمنوں کو) قتل کرے اور خود بھی مارا جائے یہ شخص اگر مر جائے گا یا مارا جائے گا تو قیامت کے دن تلوار سونتے ہوئے گھٹنے پر گھٹنے آئے گا سب لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے پاس جمع ہوں گے اور یہ شہداء اپنے خون اور مال سے لت پت ہوں گے اور یہ شہداء اللہ کے لئے جنگ کشادہ چہرہ اور چمکتے ہوئے رنگ کے پہنچ کر تو کے میدان میں جمع ہو جائیں گے اور لوگوں کے فیصلے ہو رہے ہوں گے یہ بیٹھیں گے اور ان کو حرف کا تاج پہنایا جائے گا جو یاقوت کی جڑاؤ ہوگا جو شخص اس تاج کو دیکھے گا اس کی آنکھ چکا چوند ہو جائے گی اور ان کو حلے پہنائے جائیں گے جو سب سے زیادہ بزرگی والے ہیں (مشرکوں سے کہا جائے گا) اَعْطُوْنِيْ وَ اَعْوِذُ لَكُمْ (مجھ دیدو تمہارے لئے پناہ ہوں) تمہاری کوئی حاجت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو اللہ مولا ہے اور تمہارا کوئی کارساز نہیں) (خبر بغوی)

بہادر کامیاب نظر آتے ہیں لیکن ظاہر بین نگاہیں ان کامیابیوں کے مقام کو نہیں دیکھ سکتیں کہ ان کامیابیوں کی محنت کہاں سے نکلی ہے اللہ تعالیٰ ان کی جنت کی طرف رہنمائی کرے گا۔ ظاہر بین لوگ آخرت کے معاملات کو نہیں سمجھ سکتے اس لئے ان کا عمل ضائع ہو جائے گا۔ (خبر جلالین)

## شہید کی تیسری کامیابی

تیسری کامیابی کے متعلق ابن اسحاق نے ترغیب میں اور بزار و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہید تین ہیں۔ ایک شخص وہ ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان و مال کے ساتھ امید ثواب لڑنے کے لئے اور مسلمانوں کے گروہ کی تعداد بڑھانے کے لئے نکلا جہاد پر جانا ہے کہ وہ شہید ہو جائے یہ شخص اگر مر جائے گا یا مارا جائے گا تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کو جنت میں داخل کیا جائے گا اور (قیامت کے دن) بڑی عزت سے ساتھ دیے جائے گا تو محمول دلی حور عین سے اس کا عقد کیا جائے گا اور اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا۔ دوسرا وہ شخص (شہید) ہے جو امید ثواب اپنی جان و مال کے ساتھ (راہ خدا میں) نکلتا ہے اور قتل کرنا چاہتا ہے لیکن مارا جانا نہیں چاہتا یہ شخص اگر مر جائے گا یا مارا جائے گا تو اس کا حساب اس طرح ہوگا جس طرح ایک شخص کا حساب ایک رات کا ہوتا ہے تیسرا وہ شخص ہے جو اپنی جان و مال کے ساتھ امید ثواب نکلا وہ چاہتا ہے کہ (دشمنوں کو) قتل کرے اور خود بھی مارا جائے یہ شخص اگر مر جائے گا یا مارا جائے گا تو قیامت کے دن تلوار سونتے ہوئے گھٹنے پر گھٹنے آئے گا سب لوگ دوڑ دوڑ کر اس کے پاس جمع ہوں گے اور یہ شہداء اپنے خون اور مال سے لت پت ہوں گے اور یہ شہداء اللہ کے لئے جنگ کشادہ چہرہ اور چمکتے ہوئے رنگ کے پہنچ کر تو کے میدان میں جمع ہو جائیں گے اور لوگوں کے فیصلے ہو رہے ہوں گے یہ بیٹھیں گے اور ان کو حرف کا تاج پہنایا جائے گا جو یاقوت کی جڑاؤ ہوگا جو شخص اس تاج کو دیکھے گا اس کی آنکھ چکا چوند ہو جائے گی اور ان کو حلے پہنائے جائیں گے جو سب سے زیادہ بزرگی والے ہیں (مشرکوں سے کہا جائے گا) اَعْطُوْنِيْ وَ اَعْوِذُ لَكُمْ (مجھ دیدو تمہارے لئے پناہ ہوں) تمہاری کوئی حاجت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو اللہ مولا ہے اور تمہارا کوئی کارساز نہیں) (خبر بغوی)

## شہید کے لیے رعایتیں

ایک یہ کہ اللہ ان کو ہدایت کرے گا۔ دوسرے ان کے سب حالات درست کر دے گا۔ تیسرے ان کو وہ جنت عطا فرمائے گا جس سے وہ پہلے ہی آشنا ہو چکے ہوں گے۔ یہ ہیں وہ رعایتیں جو شہید کو ملتی ہیں۔ اگرچہ وہ شہید بھی جو ساری عمر گناہوں میں مبتلا رہا ہو، اور جس نے شہادت کا درجہ محض اس لیے پایا ہو کہ وہ میدان جنگ میں بھاگ نہ سکا تھا، بہرحال شہید کے لیے جو رعایتیں ہیں وہ اس کو ضرور ملیں گی۔ اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے، اس کی ساری کمزوریوں سے درگزر کیا جائے گا، اور اس کو جنت کی وہ نعمتیں دی جائیں گی جن سے وہ دنیا میں آشنا ہو چکا ہے۔ (تفہیم القرآن، جلد پنجم، صفحہ ۱۵۱، طبع اول)

## تین قسم کے آدمی جن کا قرض اللہ تعالیٰ ادا کریں گے

ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت کعب بن عجرہ کی روایت سے اور بیہقی نے شعب الایمان میں ابن عباسؓ کے حوالہ سے حضرت ابن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین (قسم کے) آدمیوں کی طرف سے قیامت کے دن اللہ (اس کا قرض) ادا فرمائے گا۔

نمبر ۱۔ وہ شخص جس کو راہ خدا میں جہاد کرتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کا ہراول حملہ کرنے والا دستہ بننا پڑا ہو (اور اس نے اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھ کر قوت حاصل کرنے اور قرض ادا کرنے سے پہلے مر جانے والے آدمی کی طرف سے اس کا قرض ادا کر دیا ہو)۔

نمبر ۲۔ وہ شخص جس کا سرمایہ جہاد میں مارا جانے والے کے بعد اس کے بیوی بچوں کے لیے کافی ہو (یعنی قرض لے کر کفن خریدنے والا آدمی نہیں)۔

نمبر ۳۔ وہ شخص جس کو (نفسانی خواہش سے مغلوب ہو کر نہیں بلکہ) راہ خدا میں جہاد کے لیے (قرض لے کر) اسی حیثیت سے روانہ کیا گیا ہو (اس طرح کہ) اس نے اور اس کو بھیجنے والوں نے اللہ کی قرض (پر قدرت سے حاصل ہونے) سے پہلے مر جانے والوں کا قرض بھی ادا کر دیا ہو۔ (تفہیم القرآن)

وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝

اور داخل کرے گا انہیں جنت میں جو معلوم کرا دی ہے ان کو ۝

یعنی جس جنت کا وعدہ ان کو انبیاءؑ کے ذریعہ سے اسلام کی زبان اور اچھے اعمال کی صورت سے معلوم ہو چکا تھا اس میں داخل کیے جائیں گے اور وہاں پہنچ کر ہر شخص اپنے ٹھکانے کو ایسا پہچانے گا جیسے وہ اس کا دیکھا بھالا ہو۔ دنیا میں کسی کی کوشش اور رہبری کے بغیر جنت کی ہر منزل اور ہر نعمت کا اپنی جگہ پہنچ جانا اور ہر نعمت کا اپنی جگہ پہچانا جانا، یہ سب کچھ "عرفھا لھم" کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

## جنتیوں کو اپنی بیویوں اور گھروں کی صحیح شناخت ہو گی

حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس کی جس نے مجھے (اپنی) حق دے کر بھیجا ہے ہم لوگ دنیا میں اپنی بیویوں اور اپنے گھروں کی اس سے زیادہ شناخت نہیں کریں گے جتنی شناخت اہل جنت اپنی جنت اور اپنی بیویوں کی کریں گے۔ (ابن جریر نے اپنی تفسیر میں یہ حدیث روایت کی ہے۔ اس کو ابن کثیر نے بھی نقل کیا ہے اور طبرانی نے اوسط میں اس کو بیان کیا ہے۔ ہیثمی نے اس کے راویوں کو صحیح کہا ہے۔ (تفہیم القرآن)

## فوشنجہ سے جہنم کے کنارہ تک کا مکان

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا کرتے تھے طیب لھم۔ طیب کے معنی خوشبو کے ہیں۔ یعنی وہ ان کے لیے خوشبوؤں کے (ابن جریر، طبرانی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ

اے ایمان والو اگر تم مدد کرو گے اللہ کی ۝

یعنی اللہ نے تو اپنے کو اور اس نے اپنے رسول کو (تفہیم القرآن)

يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ۝

تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور جما دے گا تمہارے پاؤں ۝

مومنوں کی ہمت افزائی ہے یعنی اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اس کی مدد کی صورت یہ ہوگی کہ تم کو فتح نصیب ہوگی اور تمہارے قدم نہ اکھڑیں گے۔ اس آیت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا میں کامیابی کا دارومدار مادی وسائل پر نہیں بلکہ اخلاقی قوت پر ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَتَعْسًا لَّهُمْ

اور جو لوگ کہ کفر کرتے ہیں وہ ہے ان کے لیے

وَاَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ ۝

اور غلط کیے ان کے کام انہوں نے

کافروں کی برباد کی یعنی جس طرح مومنین کے قدم جمانے

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَرِهُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ

فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ

ہلاکت کا سبب

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا

كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ

قَبْلِهِمْ ۭ دَمَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ۭ وَلِلْكٰفِرِيْنَ

اَمْثَالُهَا

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ

اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

اللہ مومنین کا مددگار ہے

وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً
مِّن قَرْيَتِكَ الَّتِي أَخْرَجَتْكَ
أَهْلَكْنَاهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ

أَفَمَن كَانَ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّهِ
كَمَن زُيِّنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ وَاتَّبَعُوا
أَهْوَاءَهُم

وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ
كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ☆

کو توبہ کی توفیق کی نشانی کہا گیا ہے۔ (تفسیر جلالین)

## سانپ کاٹا کافر برابر نہیں ہو سکتے

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا ۔ استفہام انکاری ہے یعنی وہ لوگ فریق ثانی جیسے نہیں ہو سکتے مومن کا کافر سے برابر ہونا تو کجا کوئی کافر بھی کافر برابر نہیں ہو سکتا مومن کا مطلب یہ ہے کہ جس کا دل بھی قرآن پر عمل سے ایمان کی روشنی سے منور ہو گیا ہو اور کافر کا مطلب یہ ہے کہ جس کا دل بھی قرآن کے نور سے محروم ہو گیا ہو۔ مومن کا مطلب یہ ہے کہ جو ہر قسم کے شرک اور بداعمالی خصوصاً شرک سے بچتا ہے اور اپنی خصلتی خواہشات پر چلنا اور بتوں کی پوجا کرنا ہے یہ دونوں فریق برابر نہیں ہو سکتے۔ اول فریق مومن ہے۔ دوسرا فریق ہم اشتقاقاً برتری کا حامل ہے۔ (تفسیر طبری)

مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِي وُعِدَ الْمُتَّقُونَ

جنت کی مثال جو جنت کا وعدہ کیا گیا ہے پرہیزگاروں سے

فِيهَا أَنْهَارٌ مِنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ

اس میں نہریں ہیں پانی کی جو بدبو نہیں کرتا ہے

## جنت کا پانی بدبو سے پاک ہے

یعنی جس طرح دنیا کی کوئی چیز کسی نہ کسی خرابی سے خالی نہیں ہوتی مثلاً پانی بدبو سے خالی نہیں ہوتا وہ جنت کا پانی ایسا نہیں ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## اعلیٰ ترین جنت کی دعا مانگو

ایک حدیث میں ہے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جب تم اللہ سے جنت کے لئے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ فردوس جنت کا درمیانی اور اعلیٰ ترین مقام ہے جس سے تمام نہریں جنت کی بہہ رہی ہیں اور اس کے اوپر عرش رحمٰن جل جلالہ ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## جنت کا پانی دودھ اور شراب

جنت کے پانی دودھ اور شراب کے بارے میں فرمایا گیا کہ اسے تغیر حالت اور بو وغیرہ کی آفت سے محفوظ ہیں اور جنت کا دوسرا مشروبات دودھ وغیرہ سے مختلف ہوتا ہے اس کی صفات کی بحث مرّ چکی ہے۔ وَأَنْهَارٌ مِنْ خَمْرٍ لَذَّةٍ لِلشَّارِبِينَ ۔ اور نہریں ہیں شراب کی بہت مزہ لینے والوں کے لئے (یعنی جیسی عمدہ شراب دنیا میں ہے اس سے بہت بہتر شراب جنت میں ہے) اور نہر ہے جنت میں شہد کا پاک صاف کیا ہوا۔ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ ۔ اور ان کے لئے جنت میں ہر قسم کے میوے ہیں۔ وَمَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ ۔ اور ان کے رب کی طرف سے بخشش ہے۔ (تفسیر عثمانی)

جنت میں کیا کچھ ہوگا: حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے جنت کے بارے میں کہ وہاں کیا کچھ ہوگا اور تم کیا دیکھو گے اور تم کیا کچھ پاؤ گے اور تم کیا کچھ حاصل کرو گے (یہ سب کچھ سن کر) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں آپ ہمیں بتائیے کہ جنت کیا ہے؟ اور جنت کیا کچھ ہے؟ حضرت ابی امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کی نہریں بغیر کسی خندق کے ہیں اور جنت کی گائیں بغیر کسی رسی کے ہیں اور جنت کے گھوڑے بغیر کسی لگام کے ہیں اور جنت کے درخت بغیر کسی تنے کے ہیں اور جنت کے پھل بغیر کسی کانٹے کے ہیں اور جنت کے کھانے بغیر کسی ہڈی کے ہیں اور جنت کے پانی بغیر کسی کیچڑ کے ہیں اور جنت کے دودھ بغیر کسی جھاگ کے ہیں اور جنت کی شراب بغیر کسی تلخی کے ہیں اور جنت کے شہد بغیر کسی موم کے ہیں اور جنت کے پرندے بغیر کسی پر کے ہیں اور جنت کے بستر بغیر کسی سلوٹ کے ہیں اور جنت کے پردے بغیر کسی کپڑے کے ہیں اور جنت کے پھل بغیر کسی گٹھلی کے ہیں اور جنت کے پھل بغیر کسی کانٹے کے ہیں اور جنت کے پھل بغیر کسی چھلک

وَاَنْهٰرٌ مِّنْ خَمْرٍ لَّذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ

اور نہریں ہیں شراب کی جس میں مزہ ہے پینے والوں کے لئے

یہ لفظ یعنی لذت کی شراب میں خاص طور پر استعمال ہوتا ہے۔ یہ لفظ ہے ہر قسم کی لذت کی نسبت کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ (مترجم)

## جنت کا دوسرا مشروب شہد

ایک حدیث میں ہے کہ یہ دونوں چشمے جنت کے قعر سے نکلتے ہیں۔ ایک سے شراب اور دوسرے سے شہد۔ شراب سے وہ پیتے ہیں جو دنیا سے ایمان کی حالت میں اٹھائے جائیں۔ شہد سے وہ پیتے ہیں جو شہید ہو کر آئیں۔ شراب پینے والے جنت میں بہت اچھی طرح سے ہوں گے۔ شہد پینے والے تو بہت ہی خوشحال ہوں گے۔ ان سے بڑھ کر کون ہو گا۔ کیا یہ شہد بھی کوئی شراب ہے؟ کیا یہ بھی نشہ آور ہے؟ کیا یہ بھی بدمستی کا باعث ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ یہ شراب بھی نہیں ہے۔ یہ شہد ہے۔ خالص شہد۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی آلائش سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی آلودگی سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی ملاوٹ سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی کمزوری سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بیماری سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدبو سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدمزگی سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدمستی سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدہضمی سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدکاری سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدکرداری سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدتمیزی سے پاک ہے۔ یہ شہد ہے جو ہر قسم کی بدتہذیبی

إِذَا خَرَجُوا مِنْ عِنْدِكَ قَالُوا لِلَّذِينَ

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ

فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ

تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَاءَ أَشْرَاطُهَا

فَأَنَّىٰ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرَاهُمْ

قرآن سے وعظ پانے کے بعد اس چیز

کا انتظار ہے کہ قیامت آ جائے

وَأُتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنِفًا

وَبِكَ الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَىٰ

قُلُوبِهِمْ وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ

وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى

[illegible]

[illegible]

[illegible]

## توبہ میں تاخیر نہ کرو:

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے توبہ (توبہ کرنے کے لئے) اس انتظار کرتے رہتے ہیں کہ ایسے [illegible] [illegible] [illegible]

پہلے پھوڑ کر بھی اچھا ہو سکتا تھا کرنا کو وہ جو دوا کا استعمال میں ہو بعض اوقات مقربین کے حق میں ذنب (گناہ) سمجھا جاتا ہے۔ "حسنات الابرار سیئات المقربین" کے یہی معنی ہیں حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم استغفار کیا کرتے تھے۔ (صحیح) "لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ" کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا علم عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور علم کی ضرورت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا فہم عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور فہم کی حاجت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا حلم عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور حلم کی احتیاج نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا تحمل عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور تحمل کی ضرورت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا وقار عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور وقار کی حاجت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا صبر عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور صبر کی ضرورت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا خلق عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور خلق کی احتیاج نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا عدل عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور عدل کی حاجت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا یقین عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور یقین کی احتیاج نہ رہے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

## ایک حدیث اور اس کی صوفیانہ تشریح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میت اس حال میں (یعنی موت) پائے کہ زنگ چھاتا ہے اور زنگ اتارنے سے اور صرف میں اللہ سے سوائی کا طلب کار ہوتا ہوں۔ (امام مسلم اور ابوداؤد و ترمذی) حدیث میں ہے حدیث امام احمد نے ذکر کی۔

میں کہتا ہوں اہل پر زنگ (یعنی) آنے سے شاید یہ کیفیت حرام ہے نہ امکان کی تمام نعمتوں کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اور پھر صوفی اپنے تمام (وجود اور اس کے تابع) کمالات کو حق تعالیٰ کی طرف منسوب کرتا ہے، (اور اس طرح) امکان کی ہر چیز کو طلب کرتا ہے اور پھر چاہتا ہے۔

محمود الف ثانی نے ایک رسالہ لکھا جس میں اپنے نفس کی ترقی کا ذکر کیا ہے اس کی تعبیر جو مناسب اللہ فنی صورت اس کے لئے تمام ہے سوائی ہو گیا ہے ممکن ہے صوفی کہے کہ آپ کو کہ آپ کا چاہئے جس جانتا اور ہر فرد کو اور ہر ممکن کو ہے اور کفر و ایمان کی فضیلت دین کی ضرورت میں سے ہے۔ حضرت مجدد صاحب نے ہر ممکن موجود سے فضیلت ملائی ہے تو فی نفس خالی نہیں۔ وہ ہو اور اس کے تابع کمالات کا فرد ہو یا ناقص فرد ہو مطلوب ہوتا ہے، اور وہ دوسرے ہر قسم کی کمالات کی نسبت حق تعالیٰ کی جانب صوفی خوش ہوتا ہے اور "بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" "اِنَّهٗ لَا يَحْمَدُ عَلٰى قَبَائِحِهٖ" کے حکم کی تعمیل میں کرتا ہے۔ (ولی جانتا ہے کہ خود محمود مستحق حمد نہیں ہے اس کی پسندیدگی اس کی وجہ سے ہے اور وہ اس کا نفس (ممکن) کمالات ہونے کی وجہ سے) ہو، سو اسے زیادہ ہوتا ہے چونکہ حقیقت اور عالم کا اتصال ہے اور علم و ادراک کے درجات کا تفاوت ہے اس لئے اپنے نفس کو ترقی کے فرق بھی ہوتا جاتا ہے، نقصیت ایمان فی نظر کے عقیدے نہیں کرتا، بلکہ اپنی جولانگاہ میں ہوا ہے، جو وہ کمال اپنے نفس کی جانب منسوب کرتا ہے اور پڑھتا ہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" (تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں) سے سمجھ جاتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لفظ "ذنب" کی توجیہ

اس حقیقت سے یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر لحظہ ترقی کا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایات میں ہے کہ آپ ہر روز ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے، اور ایک روایت میں ہے کہ سو مرتبہ، حالانکہ آپ کو یقین تھا کہ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں، سو یہ استغفار اس لئے تھا کہ آپ کو ہر آن ترقی ملتی تھی اور ہر ترقی کو آپ اللہ کی مغفرت سمجھتے تھے، اور اس طرح استغفار کرتے تھے، اور یہ مطلب ہے "وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ" کا، یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو ایسا علم عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور علم کی ضرورت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا فہم عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور فہم کی حاجت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا حلم عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور حلم کی احتیاج نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا تحمل عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور تحمل کی ضرورت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا وقار عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور وقار کی حاجت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا صبر عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور صبر کی ضرورت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا خلق عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور خلق کی احتیاج نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا عدل عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور عدل کی حاجت نہ رہے گی، اور آپ کو ایسا یقین عطا فرمائے گا جس کے بعد کسی اور یقین کی احتیاج نہ رہے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

## کلمہ لا الٰہ الا اللہ پر مرنے والا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پہلے ہی گزر چکا ہے کہ حضرت لقمان نے حضرت علیہ السلام کو نصیحت فرمائی تھی کہ اپنے کو اللہ کے سوا سوائی کا طلب کار ہونا ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے رسول سے سنا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے۔ مجھے ایک ایسی بات معلوم ہے کہ اگر مرتے وقت (کوئی) اس کو کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے دور کرے گا اس کا رنگ چمک جائے گا (یعنی جہنم کو خوفناک ہو جائے گا) اور وہ (گھبراہٹ) اس پر مسلط ہو جائے گی جس کے لئے حضرت عیسیٰ ہوں گی۔ حضور

بلندی کا ہے اور یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے کوئی گھڑی ایسی نہیں آتی کہ آپ کے قلب مبارک پر اس کی نسبت عظمت و بلندی کے ساتھ پرتو نہ پڑتا ہو۔ اور آپ نے قلب و دماغ میں جن جن معارج و مقامات کی آرزو کی تھی ان تک آپ کا پہنچ جانا یہ تجلی کے کھلنا ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی ہے جس کو غلبہ کے لفظ سے تعبیر کیا گیا اور اس پر مواظبت علم ہے ادائی کی تکمیل میں آپ کا یہ دستور الصلوٰۃ کا مسنون وظیفہ رہا ہے۔ فی لا مستطیر اذاہ کی یوم و فاہ فرمایا کہ میں نے اس لفظ کو استعمال کرتا ہوں۔ سورۃ (مستدرک حاکم) جامع ترمذی) اور مسلم ابوداؤد نسائی نے عمر فرخی سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

انہ لیغان علی قلبی و انی لاستغفر اللہ فی الیوم مائۃ مرۃ کہ میرے قلب پر ایک تیرگی کی کیفیت طاری ہوتی ہے محسوس ہوتا ہے اور اس حالت میں اللہ رب العزت سے استغفار کرتا ہوں ہر روز ایک سو مرتبہ۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا تھا کہ آپ نے فرمایا کہ اب لگی میں گناہ کرتا ہوں تو کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ میں سو مرتبہ استغفار نہ کرلوں۔ معلوم ہوا کہ کمال پر سے جو ان کی سمع کے وقت میں کی بدعمل عرض ہے وہ ذوق آپ کی تڑپ ایک ایک لمحہ میں ایک ہی بین میں متعدد بار مجھ سو مرتبہ سے زائد استغفار کی تعداد ہو جاتی تھی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ ہم ایک ہی نشست میں آپ کے استغفار شمار کرتے تو سو مرتبہ سے زائد ہو جاتا تھا۔

## دل پر رکاوٹ آنے کی وضاحت

اور یہ تعداد کثرت مراتب علیہ کی طرح ہوتی ہے میں کی کا ذکر حدیث میں وارد ہوا۔ اس کی حقیقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہر حضور خدا کی ظاہر و باطن کے لحاظ سے دو حالتیں ہیں ایک اعتدال اہل اللہ اور دوسری جانب اعتدال مع الکثرت ہے اگر چہ آپ کے اعتدال مع الحق بھی اعتدال مع الخلق ہی جو کہ امت کی تعلیم و تربیت کی صورت اعتدال اہل اللہ سے بظاہر تنزل نظر آتا ہے تو اسی کو آپ تنعیم بھی کہا کرتے ہیں اور اسی پر سلسلہ استغفار جاری رہتا ہے جیسا کہ ارشاد ہوا۔ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ (سورۃ محمد علیہ)

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوٰىكُمْ ۝

اور اللہ کو معلوم ہے بازگشت تمہاری اور گھر تمہارا ☆

**اصلی گھر:** یعنی جنتی جنت کے پروں میں یا تمہارے گھر بہشت یا دوزخ میں پھیر کے تم کو تمہارا اصلی گھر ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**مُنْقَلَب اور مَثْوٰی کا معنی:** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا منقلب یعنی مشاغل دنیا میں گھومنا پھرنا اور مثواکم سے مراد ہے آخرت میں جنت یا دوزخ کی طرف چلنا۔ مقاتل و زجاج نے کہا منقلبکم سے مراد ہے ان میں کا مؤمن اور مثواکم سے مراد ہے کافر اور بعض نے کہا منقلبکم سے مراد ہے دن میں چلنا پھرنا اور مثواکم سے مراد ہے رات کو سونے کی جگہ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ منقلبکم سے مراد ہے دنیا کی زندگی اور مثواکم سے مراد ہے قبر۔ (تفسیر مظہری)

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَوْلَا

اور کہتے ہیں یقین لانے والے کیوں نہ

نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ ۚ

اتری ایک سورت ☆

☆ یعنی ایسی سورت جس میں جہاد کی اجازت ہو۔ (تفسیر عثمانی)

**وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا:** یعنی مؤمن مخلص۔ **لَوْلَا نُزِّلَتْ سُوْرَةٌ:** یعنی کوئی ایسی سورت کیوں نہیں نازل کی گئی جس میں جہاد کا حکم ہوتا۔ (تفسیر حسینی)

فَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ مُّحْكَمَةٌ

پھر جب اتری ایک سورت جانچی اصلی ☆

**سورۂ محکمہ:** یعنی جس کے احکام پر مشتمل ہے جو غیر منسوخ ہیں اور نیک اپنے وقت پر اترتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

**قِتَالٌ کا معنی:** محکمہ کے لفظی معنی مضبوط و مستحکم کے ہیں اور اصطلاحی معنی کے اعتبار سے تو قرآن کی ہر سورت محکمہ ہے لیکن یہاں مطلق طور پر محکم بمعنی ناسخ مستعمل ہوا ہے یعنی جو سورت منسوخ نہ ہو اور قتال کے بارے میں آخری حکم نازل ہوا ہو۔ **وَذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ:** یعنی جہاد کا حکم آیا ہے۔ **رَاَيْتَ الَّذِيْنَ:** یعنی منافق۔ **فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ:** یعنی نفاق۔ **يَنْظُرُوْنَ:** یعنی تکتے ہیں۔ (تفسیر مظہری) (تفسیر ابن کثیر)

وَذُكِرَ فِيْهَا الْقِتَالُ ۙ رَاَيْتَ الَّذِيْنَ

اور ذکر ہوا اس میں لڑائی کا تو تو دیکھے ہے

فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يَّنْظُرُوْنَ

اکہ جن کے دل میں روگ ہے تکتے ہیں

إِنَّكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ

جیسی طرف نکلتا ہے کوئی بے ہوش پڑا ہوا مرنے کے وقت

فَأَوْلَىٰ لَهُمْ ﴿٢٠﴾

سو خرابی ہے ان کی ﴿۲۰﴾

من فقوں پر حکم جہاد کا اثر: حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "مسلمان صورت رکھتے تھے مگر کافروں کی اتباع سے۔ جو ہر کوتاہ دیکھ کر تے تھے کہ جہاد کا حکم ہوا ہے تو ہم سے ہو سکے گا یا نہیں۔ جب جہاد کا حکم آیا تو سارا نفاق ان کے دلوں پر بھاری ہوا اور فکر ہوا، وہ اپنی آنکھوں سے بیگانوں کی طرف دیکھنے لگے کہ کوئی ہم کو اس حکم سے معاف رکھے۔ یہ بے خوف ہیں بھی تو کم کو اور ڈھیلے ہو سکتے۔ جیسے مرتے وقت آدمی آنکھوں کا نور جاتا رہتا ہے"۔ (خ ص ۲۰)

جہاد کا حکم: قتادہ نے کہا جس سورت میں جہاد کا حکم دیا گیا سو وہ تھا ہے۔ قال مقاتل منسوخ ہے یہ حکم کہ جو کچھ سے پہلے جو ہیں اور لڑنے سے روکنے کا حکم دیا گیا سو اب یہ حکم جہاد سے منسوخ کر دیا ہے۔ حکم جہاد تو ہمیشہ تک جاری رہے گا جہاد کا حکم جس صورت میں نازل ہوا مقتضائے وقت کے موافق ہے۔ کافروں سے غلبہ و شوکت اور دشمنوں سے قتال کرنا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ۔ مراد ہے مومن ہونے کا دعوی کرنے والے اور ظاہر میں ایسے لوگ۔ (تفسیر معالم)

طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ فَإِذَا عَزَمَ

حکم ماننا ہے اور بھلی بات کہنی پھر جب ٹھہرا کام

الْأَمْرُ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ خَيْرًا

کام کی تو اگر سچے رہیں اللہ سے تو ان کا بھلا

لَّهُمْ ﴿٢١﴾

ہے ﴿۲۱﴾

مخلص ہونے کا تقاضا: یعنی ظاہر میں یہ لوگ فرمانبرداری کا اظہار کرتے اور زبان سے اسلام و خلوص کا اقرار کرتے ہیں۔ مگر کام کی بات یہ ہے کہ ان کا خلوص دل سے اسلام و خلوص کا حکم۔ نہیں اور بات (یعنی) معقول کہیں پھر جب جہاد بھی ہو کر ہی جائے اور لڑائی آ جائے تو اس وقت ان کو موت سامنے نظر آنے لگے اور اگر آ جائے گا اور اگر آ جائے گی تو ان کی حالت سے خلاف ہو جائے تو ایک مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر جہاد سے اعراض کرتے تو

فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِن تَوَلَّيْتُمْ أَن

پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے

تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا

تو خرابی ڈالو ملک میں اور قطع کرو

أَرْحَامَكُمْ ﴿٢٢﴾

اپنے قرابتیوں کے ﴿۲۲﴾

اگر اقتدار ملے تو فساد پھیلانا: یعنی ظاہر میں تو اللہ اور رسول کی خدمت کرنے کی شان میں لوگ عمل اخلاص کے دعوے کرتے ہیں۔ دل میں حرص اور دنیا کی جاہ و مال کی محبت اور طرح طرح کی بے جا خواہشیں لگی رہتی ہیں جس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہم فتنہ و فساد اور ایک دوسرے سے لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں جس کا صاحب لکھتے ہیں "یعنی جان سے تک کر جو ملک آباد کرتے اور آپس کی محبت قرابت کو قطع کرتے تو فرمایا نہ کرنا" (تنبیہ) جو شخص حق اللہ اور حق العباد کو ضائع کرے اس کو "لعنہم اللہ" کا اثر ہے حکومت مل جانے سے کیا یہ جبہ کے بہت سے مفسرین نے کہا ہے کہ "تولیتم" کا مطلب "تولی" "گویا بعض افراد میں سے کسی کو حکومت ملنے" کے ہیں مطلب یہ ہے کہ اگر تم کو کسی ملک کی حکومت مل جائے تو کیا تم سے یہ توقع ہے کہ تم فساد برپا کرو گے قتل و غارت کرو گے اور ظلم و ستم کرو گے اور اپنے قرابتیوں کے ساتھ بھی بدسلوکی کرو گے۔ یہ ہے مطلب "تقطعوا ارحامکم" کا۔ یعنی ظلم و ستم کرنے سے کاٹ دیا جائے گا۔ اللہ کا حکم ہر ظلم و ستم کا ناقابل برداشت ہے۔ دل بھی جب بہت ہی ناپسند کرتا ہے تو ایسا ظلم و ستم کرنے والے بہت ہی "اندھے اور بہرے" ہو جاتے ہیں۔ "اندھے اور بہرے" کی ترکیب نحوی ملاحظہ ہو۔ پہلے مضاف محذوف ہے۔ یعنی "اصحاب" اور یعنی "جن کو اللہ کا حکم ہوا اور لوگ جب جہاد پر تیار ہو گئے" مستفاد ہو گئے۔

لَعَنَهُمُ اللَّهُ ۔ یہ جملہ فعلیہ انشائیہ بطور دعا کے ہے۔ بعض اہل تحقیق کے نزدیک شرائع ماقبل کے احکام میں بھی جب تک ہمارے لئے ہماری شریعت میں ان کا نسخ نہ ہو جائے ہمارے لئے بھی وہی حکم ہوتا ہے۔ اس لئے ہم پر بھی جہاد لازم ہوا تو انہوں نے اپنے قول کی تائید میں "ثم ان ربک للذین ہاجروا" الخ سے استدلال کیا ہے۔ (تفسیر کبیر) اپنی وقت جہاد کو ترک کرنے کے سبب سے ان پر لعنت ہوئی۔ (تفسیر عزیزی)

[illegible]

**تولیہ کا حق**

[illegible]

**صدقہ کی فضیلت**

[illegible]

یہ حدیث ترمذی میں بھی ہے اور ابن ابی حاتم نے اسے حسن صحیح کہتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت کے لئے تو آپ فرمانے لگے تم نے صلہ رحمی کی ہے۔ اور حدیث میں ہے آپ فرماتے ہیں زلزلوں کی بھی بیس علامتیں اول میں بیان کر چکی ہیں وہاں بھی یہ نکالت ہے کہ ان میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ قطع رحمی عام ہو جائے گی۔ حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسے اللہ کی قسم یہ بھی ہو کر رہے گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اسے لوگو! ظلم و زیادتی اور قطع رحمی سے بچو کیونکہ ان دونوں سے بڑھ کر اور کوئی گناہ ایسا نہیں جس کی سزا میں اللہ تعالیٰ جلدی عذاب نازل فرمائے اور ان کے ساتھ ہی آخرت میں بھی سزا ملے۔ بغاوت اور قطع رحمی سے بڑھ کر اور کوئی گناہ نہیں۔ (ابن جریر)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ

ایسے لوگ ہیں جن پر لعنت کی اللہ نے

فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰٓى اَبْصَارَهُمْ ۝

پھر کر دیا ان کو بہرا اور اندھی کر دیں ان کی آنکھیں۔

## فسادیوں اور ظالموں پر لعنت

یعنی ہدایت کے خزانے ان پر بند کر دیئے۔ حق سے بہرے اور کور کر دیئے۔ پھر نہ یہ کچھ سمجھ بوجھ سکیں نہ خدا کی پکار کو سن سکیں۔ مستدل بنایا اور یہ سب کچھ ان کے اپنے استحقاق سے ہوا۔ (ابن کثیر)

وَلَقَدْ ۔۔۔ یعنی کیا دشمن میں باتیں بنانے والے اور قرآن کو بدل ڈالنے والے منافق نہیں ہیں؟

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۔۔۔ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔ خارج کر دیا ہے۔

فَاَصَمَّهُمْ ۔۔۔ ان کا کام حق سننے سے بہرا کر دیا ہے اور تصور حق دیکھنے سے محروم کر دیا ہے اس لئے کہ حق کی پیاس سے وہ بہرے ہیں اور چشم حقیقت بین سے محروم ہیں۔ (تیسیر)

## حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا استنباط:

حضرت فاروق اعظم نے اسی آیت سے امام المحدثین کی بیع کو حرام کر دیا۔ یعنی وہ مملوکہ کنیز جس سے کوئی اولاد پیدا ہو چکی ہو اس کی خرید و فروخت کرانا اس آیت سے استنباط فرمایا ہے جو موجب لعنت ہے ان کے لئے ام الولد کی خرید و فروخت کرانا حرام قرار دیا (رواہ ابن ابی حاتم و ابن المنذر و ابن مردویہ)۔

## کسی معین شخص پر لعنت کا حکم اور لعن پر بحث

اور حضرت امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ نے ان سے یہ روایت کی ہے کہ میں نے اپنے والد سے سنا کہ وہ یزید پر لعنت بھیجتے تھے۔ میں نے کہا ابا جان آپ خود لعنت کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا بیٹا جب تم اپنی نماز میں ہوتے ہو تو لعنت کرتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا کس پر؟ میں نے کہا کافروں پر۔ فرمایا پھر تم کافر ہو؟ (ابن جریر)

اور حضرت امام احمد کے صاحبزادے عبداللہ نے ان سے یہ بھی

فطرت عرض کرتا ہے کہ ہر نوجوان کی یہ بات کب تک اور آپ کے دل میں نہ کھٹکی ہوگی جب آپ نابلد سے تواتر کون نازل کردگار مقرر کیا۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ فرمائی۔ ایک جوان نوجوان کیوں نہ شیطانوں پر نے پڑتے ہیں اندھی اس کو دور کرتے ہیں۔ حضرت قرطبی فرماتے ہیں کہ نوجوانوں کو اس خوبصورتی سے ممانعت فرمائی ہے کہ شیطان ان کے دل میں وسوسے نہ ڈالے۔ (تفسیر عثمانی)

## منافقین شیطان کے چکر میں ہیں

یعنی جو لوگ اسلام کا اقرار کرتے اور کچھ اپنی ظاہر ہو چکنے کے بعد صاف نے پر اپنے قول و اقرار سے پھر جاتے ہیں۔ اور جو دین شرک کفر کرتے۔ شیطان نے یہ کہہ بات سمجھا دی ہے کہ ڈرا ان میں نہ جائیں گے تو دنیا میں کچھ نہ کچھ فائدہ اٹھا جائیں گے۔ اور یہ سمجھا کیا کچھ ہو گیا اور اس کے بعد جو ہونے والا ہے اس کو بھی ان کے لیے آراستہ کر دیا۔ (تفسیر عثمانی)

یہ ذلیل ہوئے یعنی جو لوگ کفر کی طرف لوٹ گئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں کہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ آپ سے پہلے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے مثل ابوجہل وغیرہ کے جو اسلام سے روکتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

شیطان نے ان کو ڈھیل دی ہے۔ یعنی رسول کی مخالفت اور ہدایت کے ظاہر ہو چکنے کے بعد شیطان نے ان کو دھوکہ دیا اور ان کو لمبی لمبی امیدیں دلائیں۔ (تفسیر عثمانی)

## شیطان کے دو کام

شیطان نے ان کی طرف دو کام کیے ایک تو ان کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ تم کو تو ہدایت ہو چکی ہے اب تم کو کسی اور چیز کی ضرورت نہیں۔ دوسرا کام یہ کیا کہ ان کے دلوں میں یہ وسوسہ ڈالا کہ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ مل کر اسلام کے خلاف سازشیں کرو۔ (تفسیر عثمانی)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا

یہ اس لیے کہ انہوں نے کہا ان لوگوں سے جو بیزار ہیں

مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِيْ بَعْضِ

اللہ کی اتاری کتاب سے ہم تمہارا کہا کچھ کچھ مانیں گے

الْاَمْرِ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ ﴿۲۶﴾

کاموں میں اور اللہ جانتا ہے ان کا مشورہ کرنا چپکے

## منافقوں کا یہود یوں سے خفیہ جوڑ

یہ منافقوں نے یہود بنو قریظہ اور بنو نضیر کو کہلا بھیجا تھا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اگر تم سے لڑائی کریں تو ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی شیطان کی طرف سے یہ ترغیب دلانی اور یہود کی طرف سے ان کی ترغیب اس سبب سے ہے۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ یعنی یہود کی باتوں نے منافقوں سے یہ منافقوں نے یہود کی باتوں سے یہ قرینہ سے مقرر ہے جانا۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْـَٔهٗ فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰى سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

محمد اللہ کے رسول اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں تو ان کو دیکھے گا رکوع کرتے سجدے کرتے اللہ کا فضل اور اس کی رضامندی ڈھونڈتے ہیں ان کی نشانی ان کے منہ پر ہے سجدوں کے اثر سے یہ ان کا حال توریت میں ہے اور ان کا حال انجیل میں ہے جیسے ایک کھیتی نکالی اپنا پٹھا پھر اس کو قوی کیا پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہوا اپنی جڑ پر خوش کرتا ہے کاشت کرنے والوں کو تاکہ ان کے سبب سے کافروں کا جی جلائے اللہ نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور کیے بھلے کام ان میں سے بخشش اور بڑا ثواب۔

فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ

پھر کیسی ہوگی جب لے جائیں گے ان کی جان فرشتے مارتے ہوئے

وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ

ان کے چہرے اور ان کی پیٹھیں

نفاق کا مرض ... وقت نفاق کا مرض پھیل گیا۔

فتنہ ... ان کی وجہ سے ...

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ

یہ اس لئے کہ ... جس سے ...

اللّٰهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ

اللہ ... اس کی رضا ... پس ...

أَعْمَالَهُمْ

ان کے اعمال

## اعمال غارت کرنے والا راستہ

... اس وقت ... ان کے ... ان کی ... ان کے ... ان کی ... ان کے ... ان کی

[illegible]

[illegible] سے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ" پڑھ لیتے ہیں تو ہمیں اپنے مال اور [illegible] نہیں [illegible] ان کے دلوں میں [illegible] ہے [illegible] ہمیں [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

یعنی ہر ایک کے لیے اس کی اطاعت و انقیاد کا وزن معین ہو جائے اور سب کے اعمال و احوال کی خبریں علیحدہ علیحدہ ہو جائیں (منہ) حتی نعلم "حتی" کا غایہ سے جو مقصود علم کا ہوتا ہے اس کا مفصل جواب "یا ربنا حتی" کے شروع "انّ الّذین کفروا" الخ کے ساتھ میں ہو چکا ہے (منہ) (اس کے ثبوت میں ہو علیحدہ ہوئے۔ (تنویر المقیاس)

## ایک اشکال اور اس کا دفعیہ:

امتحان اور جانچ وہ شخص کرتا ہے جس کو امتحان لینے سے پہلے علم نہ ہو لیکن اللہ کو تو پہلے ہی تمام امور کا علم ہوتا ہے پھر اللہ کا اس کے امتحان لینے کی کیا ضرورت ہے اس کے جواب کے لئے مفسر نے علم بعد الوجود کی مراد کی قید کا اضافہ کیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ علم قبل از وجود ہوتا ہے جیسے ہمارا علم اور علم بعد الوجود کی دو قسمیں ہیں جو مخلوق الوجود ہے اس پر احکام مرتب نہیں ہوتے اور امتحان کے بعد جو علم ہوتا ہے وہ حادث بھی ہے اور اس پر احکام مرتب ہوتے ہیں (منہ مفسر)

| |
|---|
| اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ |
| جو لوگ منکر ہوئے اور روکا انہوں نے اللہ کی راہ |
| اللّٰهِ وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُمُ |
| سے اور خلاف ہو گئے رسول سے بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکا ان پر |
| الْهُدٰى لَنْ یَّضُرُّوا اللّٰهَ شَیْـًٔا ؕ وَسَیُحْبِطُ |
| سیدھی راہ ہرگز نہ بگاڑیں گے اللہ کا کچھ اور وہ اکارت کر دیگا |
| اَعْمَالَهُمْ ۝ |
| انکے سب کام ☆ |

## کافر و منافق اپنا ہی نقصان کرتے ہیں

☆ یعنی اپنا ہی نقصان کرتے ہیں اللہ کا کیا نقصان ہے۔ نہ اس کے دین اور طریقہ کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اور وہ قدرت والا ان کے سارے منصوبوں کے خلاف اور ان کا سارا کئے کرائے کو اکارت کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے (منہ) (تنویر المقیاس)

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا الخ۔ یعنی ایمان لانے سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے سے روکتے رہے۔

وَشَآقُّوا الرَّسُوْلَ الخ۔ اور اللہ کے رسول کی مخالفت کی۔ اس جگہ الفاظ مختلف ہیں ایک ہی شرط اور ایک ہی نتیجہ کے پیرایہ میں اور وہ (نتیجہ) کافر مراد لیا ہے جنہوں نے بدر کی لڑائی میں کافروں کے لشکر کو بڑی مار سے کمزور کر دیا تھا۔ چنانچہ ستر سردار مارے گئے باقی لشکر کے ستر سردار قید ہوئے۔ (منہ)

| |
|---|
| یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ |
| اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے |
| وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا |
| اور حکم پر چلو رسول کے اور ضائع مت کرو اپنے کئے کو |
| اَعْمَالَكُمْ ۝ |
| کام ☆ |

اعمال کی مقبولیت کی شرط ☆ یعنی جہاد یا اللہ کی راہ میں اور کوئی عبادت ادا کرنا اس وقت مقبول ہے جب اللہ و رسول کے حکم کے موافق ہو کیونکہ اپنی طبیعت کے شوق یا نفس کی خواہش پر کام کرنا اور ہے اور یہ ایسا عمل جس میں کچھ بگاڑ نفس کی خواہش پر کام کرنا اور ہے اور یہ ایسا عمل جس میں کچھ بگاڑ ہے اس کی کسی صورت سے ضائع ہونے سے بچنے کا کام دیتا ہے پھر ذرا سی زیادہ اور اجب اور ضروری چیز کو اسکو پر بڑھا کر دکھلایا۔ تو اذا قوا تو کیا ہے جو اب ہم تمام اعمال کو ضائع کر دیتا ہے (منہ) (تنویر المقیاس)

شانِ نزول: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ جس طرح شرک کی سزا دہی میں کوئی اچھا عمل سند نہیں ہوتا اسی طرح اللہ اور اللہ کے رسول کی نافرمانی میں کوئی محمود نتیجہ نہیں پہنچتا ہے۔ اس خیال کو ذہن سے نکالنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔ آیت کا سبب نزول ابن ابی حاتم نے محمد بن سعد کی کتاب الصحابہ میں عوفی الجاہلیہ بن کیا ہے۔ اس آیت کے نزول کے بعد صحابہ کا یہ حال ہو گیا تھا کہ (ہر وہ جان گئے) کہ گناہ سے بچنے کی اس وقت تک امید نہیں ہو سکتی

...بخاری سے بھی مروی ہے۔

**کام ضائع نہ کرو کا مطلب:** اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے سخت تنبیہ ہے جو اپنے بے اصل خیالات کو دلیل بنا کر اللہ کے نیک بندوں کی طرف غلط باتیں منسوب کرتے ہیں اور اس طرح اپنے اعمال کو ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا یہ انتخاب کرنا کہ وہ اپنے والد کی بیان کردہ کمزور روایتوں کو چھوڑ کر صحیح روایتوں کو اختیار کریں، ان کے لئے بڑا ہی مبارک ثابت ہوا۔

**مسئلہ:** اس روایت سے امام ابوحنیفہ کا قول آیا ہے کہ عام روزوں کی نوعیت کی عبادتوں کی جماعت اگر شروع کر لی جائے تو پھر اس کا پورا کرنا واجب ہے بلا عذر شرعی توڑنا جائز نہیں۔ فتدبر۔ قسطلانی صاحب الہدایۃ والنظری وغیرھما۔

**ضیافت کے لئے نفلی روزہ توڑنا:** کیا حالت بھی اس بات کے جس میں شریک ہونے کے لئے نفلی روزہ توڑ دینا جائز ہے؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ نفلی روزہ توڑنا جائز ہے (اور روزہ توڑنے کا) حکم ہے اور بعض کہتے ہیں کہ نہیں (روزہ نہ توڑے) بلکہ اس کے لئے دعا کرے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ روزہ نفل کی قضا نہیں ہوتی اور اس کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اگر روزہ توڑنے میں دوسرے مسلمان کا دل خوش ہوتا ہو تو روزہ توڑ دینا بہتر ہے اور اگر روزہ توڑنے میں دوسرے مسلمان کا دل خوش نہ ہوتا ہو تو روزہ نہ توڑنا بہتر

ہیں جو ان کے ساتھ ہے۔ وہ ان کے ساتھ ہے

محبت کی جاتی ہے مگر جس اپنی جان کی محبت مال، عیال کی محبت مال و دولت کی محبت سب راستے میں آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ یہ سب چیزیں ہیں مال خرچ کرنا خواہ اپنوں پر ہو یا غیروں پر اللہ کے راستے میں ہو تو بھی یہ اندیشہ ہے کہ نفس کی محبت غالب آجائے گی اور مال عیال کی محبت کا غلبہ ہو جائے گا اور اللہ کی محبت پر غالب ہو جائے گا۔ (اسلاف علی مظہر)

إِنَّمَا الْحَيَوٰةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ وَإِن

یہ دنیا کا جینا تو کھیل ہے اور تماشہ اور اگر تم

تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ

یقین لاؤ گے اور پرہیزگار ہو گے تو تمہارا بدلہ

وَلَا يَسْـَٔلْكُمْ أَمْوَٰلَكُمْ

اور نہ مانگے تم سے مال تمہارے

دنیا پرست نہ بنو تقویٰ اختیار کرو

☆ یعنی تم نے دنیا میں دنیا کی طبیعت ایک کھیل تماشا سمجھ لیا ہے اگر تم یہی ناقص حیثیت رکھو گے اور دین کھیل تماشا سے بڑھ کر ہے اگر تم نے یہ طریقہ چلا لیا تو تم کو ایمان اور اعمال کا بدلہ اور تمہارا مال بھی تم سے سب طلب کرے گا اس کو حاجت ہے۔ وہ تو خود دینے والا ہے (تفاسیر) "مَا أُرِيدُ مِنْهُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا أُرِيدُ أَنْ يُطْعِمُونِ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ" (الذاریات) اور نہ تم سے طلب بھی کرے گا۔ کیونکہ مُنْعِمْ وہی ہے تو ہم اس کی کاہے کو کرائے کا مجبور دین کے معاملہ میں جب خرچ کرنے کو کہتا ہے تو ہمارے مال کا طالب نہیں کرتا۔ ہاں ایک تھوڑا سا حصہ طلب کیا جاتا ہے، وہ بھی اپنے لئے نہیں بلکہ تمہارے کام کا۔ حضرت گنگوہی صاحب لکھتے ہیں "حق تعالیٰ نے تم سے اپنے سلسلوں (لشکروں) کے واسطے (فی سبیل اللہ) جو چیز خرچ کرنا چاہا۔ پھر اتنا خرچ کیا تھا اس سے بہت کم مانگا اور مطلب سے زیادہ قرآن کریم میں کمی کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ اللہ کو تم سے کچھ نہیں چاہیے۔ (احسن الجوابی)

وَيَسْـَٔلْكُمْ أَمْوَٰلَكُمْ ۔ اور تمہارے مال تم سے طلب نہیں کرے گا کیونکہ وہ تمہارے مال کا محتاج نہیں ہے تم کو ایمان اور طاعت کا حکم اس لئے دیتا ہے کہ اس کے بدلہ میں تم کو جنت عطا فرمائے۔ یہ مضمون دوسری آیت میں آیا ہے فرمایا ہے۔ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ

**آیت کا ایک اور مطلب** بعض مفسرین نے تفسیر فرمائی ہے کہ آیت کا یہ مطلب ہے کہ اگر اللہ صدقات و خیرات کی شکل میں تم سے تمہارا سارا مال طلب کرے تو

بلکہ ایک مقرر قلیل حصہ یعنی چالیسواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم طلب کرے گا جیسے ۱۲ مہینوں میں ایک مہینہ کی زکوٰۃ تم کو ادا کرنا پڑتی ہے۔ (حسن جمیل نے کہا تفاسیر کی بنا پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ حق تمام اموال کی زکوٰۃ کی تشریح اور تعیین سے منسوخ ہو گیا ہے)

إِن يَسْـَٔلْكُمُوهَا فَيُحْفِكْكُمْ تَبْخَلُوا

اگر مانگے تم سے اور پھر تم کو تنگ کرے تو بخل کرنے لگو

وَيُخْرِجْ أَضْغَٰنَكُمْ

اور ظاہر کر دے تمہارے دل کی کدورتیں ☆

اللہ تم سے مال طلب نہیں کرتا

یعنی اگر خدا تعالیٰ تمہارے مال کے ساتھ مال طلب کرنے لگے جو تم کو بے حد محبوب ہے تو تم بخل کرنے لگو گے اور دل کی کدورتیں ظاہر ہو جائیں گی اور تمہارا دل چاہے گا کہ اس حکم پر عمل نہ کریں۔ اللہ کے اکثر حکموں میں یہ بخل اور نفس کی کدورت دیکھنے میں آتی ہے اور مال خرچ کرنے کے وقت اپنے دل کی تنگی کو ہر شخص جانتا ہے۔ (تفسیر عثمانی) "تُحْفُوهُ" کے معنی "تلحفونه" یعنی تم اس کے پیچھے پڑ جاؤ۔ مطلب یہ ہے کہ اگر تم سے مال طلب کرتا اور تم کو اختیار بھی دیتا۔ اختیار بھی کام کا نہ ہوتا کیونکہ پیچھا پڑ جاتا تو تم کو دینا ہی پڑتا ہے۔ "اَحْفَى اللّٰهُ شَعْرَهُ" اللہ نے اس کے بالوں کو بڑھا دیا ہے۔

يُبْخِلْكُمْ اور تم بخل کرو گے اور دل میں رنج ہو گا۔

وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ ۔ اللہ تمہارے سینوں میں چھپے ہوئے بغضوں کو ظاہر کر دے۔ تمہارا بخل تمہارے بغضوں کو ظاہر کر دیتا ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ کو معلوم تھا کہ مال طلب کرنے سے کیا حالت پیدا ہو گی (تفسیر معین)

هَآ أَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ تُدْعَوْنَ لِتُنفِقُوا

سنتے ہو تم لوگ تم کو بلاتے ہیں کہ تم خرچ کرو

فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ

اللہ کی راہ میں ☆

اللہ کے دینے میں مخصوص حصہ خرچ کرو

یہ بخل ایک حصہ نہ دینے کے دینے ہوئے مال کا بھی تمہارے راستہ میں اپنے نفس کی خاطر۔ (تفسیر عثمانی)

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ

اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو ۔

اللہ محتاج نہیں تم ہو ۔ حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے بندو میں بیمار ہوا تھا تم نے میری عیادت نہیں کی ، میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہیں دیا ، میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہیں پلایا ، میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہیں پہنایا ۔ بندے کہیں گے الٰہی تو ان باتوں سے پاک ہے ، تو کیسے بیمار ہوا ، کیسے بھوکا پیاسا ننگا ہوا ۔ اللہ فرمائے گا میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا تم نے اس کی عیادت نہیں کی ، اگر تم اس کی عیادت کرتے تو مجھے اس کے پاس پاتے ۔ میرا فلاں بندہ بھوکا پیاسا تھا تم نے اسے کھانا پانی نہیں دیا ، اگر تم اسے کھانا پانی دیتے تو مجھے اس کے پاس پاتے ۔ میرا فلاں بندہ ننگا تھا تم نے اسے کپڑا نہیں پہنایا ، اگر تم اسے کپڑا پہناتے تو مجھے اس کے پاس پاتے ۔ (مشکوٰۃ)

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا

اور اگر تم پھر جاؤ گے تو بدل دے گا اور لوگ

غَيْرَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُوْنُوْٓا اَمْثَالَكُمْ ۝

تمہارے سوا ، پھر نہ ہوں گے تمہاری طرح ۔

اللہ تمہارا محتاج نہیں ، وہ بے نیاز اللہ تعالیٰ جس عظمت و صفت سے بندوں کو یاد کرتا ہے کائنات کا ذرہ ذرہ اسی کا مظہر ہوتا ہے ۔ اگر تم اس کے فرمان کی تعمیل نہ کرو گے تو وہ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا ۔ اس کی قدرت کاملہ کے سامنے تمہاری حیثیت ہی کیا ہے ۔ اس کے حکم کی تعمیل ہی تمہارے لیے باعث عزت و شرف ہے ۔ اس کی نافرمانی تمہیں ذلت و رسوائی کے گڑھے میں گرا دے گی ۔ تمہاری جگہ دوسری قوم کو لے آئے گا ۔ وہ قوم تمہاری طرح نہ ہوگی ۔ (تفسیر عزیزی)

فَمِنْكُمْ مَّنْ يَّبْخَلُ ۚ وَمَنْ يَّبْخَلْ

پھر تم میں کوئی بخل کرتا ہے ، اور جو کوئی بخل کرتا ہے

فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ ۭ

سو وہ بخل کرتا ہے اپنی جان سے ۔

روپیہ کا نفع تمہیں ہے ، جو بخل کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ سے محروم رہتا ہے ۔ اللہ کا کچھ نہیں بگڑتا ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنے ہی نفس کا علاج ہے ۔ اللہ کو روپیہ کی کچھ پروا نہیں ۔ (تفسیر عزیزی)

اپنا مال اور دوستوں کا مال : حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کو اپنے (کفیل) وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پیارا ہو (کیونکہ اپنا مال تو آگے بھیج رہا ہے) صحابہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہم میں سے تو ہر ایک کو اپنا مال وارث کے مال سے زیادہ پیارا ہے ۔ آپ نے فرمایا تو اپنا مال وہ ہے جو اس نے پہلے بھیج دیا ، اور وارث کا مال وہ ہے جو (مرنے کے بعد) پیچھے چھوڑ گیا ۔ (بخاری ، ترغیب)

فرشتوں کی دعا : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر روز صبح کو دو فرشتے اترتے ہیں اور ایک کہتا ہے اے اللہ خرچ کرنے والے کو بدلہ عنایت فرما ، دوسرا کہتا ہے اے اللہ روکے رکھنے والے (بخیل) کا مال تلف کر ۔ (بخاری و مسلم)

خرچ کرتے رہو : حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خرچ کرو اور گنتی نہ کرو ورنہ اللہ بھی گن گن کر دے گا اور روکے رکھو یا گن گن کر نہ دو ورنہ اللہ بھی روکے رکھے گا ۔ (بخاری و مسلم) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھیلی کا منہ بند نہ کرو ورنہ اللہ بھی تم پر بند کر دے گا ۔ (بخاری و مسلم) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ میں تم پر خرچ کروں گا (یعنی تمہیں دوں گا) (بخاری و مسلم) (تفسیر عزیزی)

ہم بھی صدق دل سے ایمان لاتے ہیں (فضل اللہ خان صوفی صاحب دوشاخہ۔ افسر مہتمم)

## امام اعظم رحمہ اللہ کی فضیلت

شیخ محمد بن یوسف صالحی شافعی نے بحوالہ شیخ شرف الدین یحییٰ جلال الدین سیوطی سے نقل کیا ہے کہ جب امام ابو حنیفہ نے آپ کے ہاں تشریف لائے تو آپ نے کوئی حدیث نہیں سنائی بلکہ امام ابو حنیفہ کے ساتھ مسائل فقہ میں بحث کرنے لگ گئے کوئی فارسی اس چوٹی تک نہیں پہنچ سکا جو امام ابو حنیفہ کے دادا فارس میں سے تھے۔ ابو حنیفہ کی والدہ ماہ نور کی بچی اور ایک مسیحی پر فائز ہوئی آپ ہی کی اولاد میں سے ابو حنیفہ شریف اللہ ہیں جنہوں نے اپنے نفس کو جمال اور منصب و جاہ سے نکال کر مذہب اہل اللہ کی گفتگو فی کی تھی۔ (از حضرت مولانا سرور)

اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ ہمارا خاتمہ اس شخص پر ہو جس پر حضور فخر العالمین کے برتر ہے۔ (لوگوں کا خیال تھا کہ اب اللہ اس تفسیر کے ختم ہونے کا حکم دے اپنے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کبار اور ازواج مطہرات کی پاک، روحوں کو اور انبیاء و اصفیاء محمد چشتی شیخ علی الدین محبوب اللہ منظور اور آپ کے قابل شیخ کو کوئی چیز ہے۔ آمین از تفسیر صوفی)

## دین کا قیام کسی خاص قوم پر موقوف نہیں ہے

اللہ کا دین کسی جماعت پر موقوف نہیں کہ اگر وہ دین (دین اللہ) کی حفاظت و اعانت کر سکتے ہیں تو کسی دوسرے گروہ کی پیدائش نہیں دے سکتا یہ خیال غلط ہے وہ اپنی حکمت سے جس قوم اور جماعت کو چاہے اللہ دین اور طاعت اللہ کے لئے منتخب کرلے اَنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ۙ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ

ع حق تعالیٰ کی خدمت سلطان نہیں کی
حق تعالیٰ اور کو کرتا ہے خدمت بداشتہ

(حدیث کا مفہوم)

## اللہ تعالیٰ غنی الاغنیاء ہے

اس آیت میں حق تعالیٰ نے کئی الاغنیاء ہونے کا بیان فرما کر واضح کر دیا ہے کہ اللہ کو تمہارے سوال کی نہ کبھی حاجت ہوئی اور نہ ہوگی۔ کبھی کوئی ضرورت نہیں۔ کہ تم سے کہے کہ تم ہمارے احکام کی تعمیل چھوڑ دو تب تک ہمیں دنیا کو دو اس میں اسلام کو باقی رکھنا ہے ہم اپنے دین کی حفاظت اور اپنے احکام کی تعمیل کیلئے دوسری ایسی قوم پیدا کر دیں گے جو تمہاری طرح اوامر و نواہی سے گریز اور فرار نہ کریں گی بلکہ ہماری تکمیل اطاعت کریں گی۔ (صادق حسین قلم)

تم سورۂ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بتوفیقہ واعضدہ اللہ الحمد للہ

فرمائی اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو کچھ دے گا۔ (از تفسیر حقانی)

## سورۃ کا شان نزول اور فضیلت

امام احمد، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن حبان اور حاکم وغیرہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رکاب تھے۔ میں نے ایک بات کہی تاکہ حضور کو ہنسا دوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا عمر تیری ماں تجھے روئے تو نے تین بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بولنا چاہا کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا۔ جواب نہیں دیا۔ حضرت عمر نے فرمایا پھر میں نے اپنے اونٹ کو بڑھایا اور دوسرے لوگوں سے آگے بڑھ گیا مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ میرے بارے میں قرآن کی کوئی آیت نازل ہو گی (میں نے شاید کچھ نہ کچھ سوچا) کیا دیکھتا ہوں کہ پکارنے والے کی آواز سنی جو مجھے پکار رہا تھا۔ میں نے (دل میں) کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج رات مجھ پر ایک ایسی سورت نازل ہوئی ہے کہ ہر چیز سے مجھے پیاری ہے (جس پر سورۃ فتح پڑھ کر سنائی) اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا کی تلاوت فرمائی۔

حاکم و بیہقی نے حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم کی روایت سے بیان کیا کہ سورۂ فتح اول سے آخر تک مکہ اور مدینہ کے درمیان حدیبیہ کے واقعہ کے متعلق نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر ایسی آیت اتری ہے کہ جو مجھے ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے پھر آپ نے وہ آیت پڑھ کر سنائی صحابہ نے آپ کو مبارکباد دینے لگے اور کہا حضور! یہ تو ہوئی آپ کے لئے (مبارکباد) ہے کہ ہمیں کیا ملے گا اس پر یہ آیت لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ سے حَقِيْمًا تک نازل ہوئی (بخاری و مسلم) حضرت قتادہ عبداللہ بن عامر اسلمی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ جو شاگرد تھے قرآن سے حدیبیہ سے ہم واپس آ رہے تھے تو میں نے دیکھا کہ لوگ اونٹوں کو بھگانے لئے جا رہے ہیں پوچھا کیا ہے؟ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی وحی نازل ہوئی ہے تو ہم لوگ بھی اپنے اونٹوں کو بھگاتے ہوئے آپ کے پاس پہنچے آپ اس وقت کراع الغمیم میں تھے جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے یہ سورت تلاوت کی۔ کسی نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا یہ فتح ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم اس کی قسم کھاؤ، تمہیں بھی فتح کی بشارت ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حدیبیہ سے

نشانہ ہے۔ پہلے صحابہ کرام کو اس کے لیے تیار کیا گیا، پھر ان کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں تک یہ پیغام پہنچا، اور اس کے بعد جو لوگ بھی اس پر ایمان لائے ان کو اسی نشانہ کی طرف بڑھنے کی تربیت دی گئی۔ اس لحاظ سے یہ آیت بھی اپنے اندر ایک بڑی پیشگوئی رکھتی ہے۔ اس میں مسلمانوں کو بتایا گیا ہے کہ تم اس وقت جس مقام پر ہو وہ تمہاری منزل نہیں ہے، تمہاری منزل وہ ہے جہاں تک تمہارے بعد آنے والے پہنچیں گے۔ اس طرح ان کو ایک بڑے کام کے لیے تیار کیا گیا۔ اور یہ بات بھی اس میں مضمر ہے کہ ان کو اس کام کے لیے تیار کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ان کو اس کام کے لیے اٹھائے گا، وہی ان کو اس کام کے لیے بڑھائے گا، اور وہی ان کو اس کام کے لیے جمائے گا۔ (تفہیم القرآن جلد پنجم، صفحہ ۱۰۰)

**لِّيَغْفِرَ لَكَ اللَّهُ مَا تَقَدَّمَ مِن ذَنبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ**

تاکہ اللہ تمہارے اگلے اور پچھلے سب قصور معاف کر دے

**وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا**

اور تم پر اپنی نعمت کی تکمیل کر دے اور تمہیں سیدھا راستہ دکھائے

**وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا**

اور اللہ تم سے زبردست مدد کا کام لے

**هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ**

وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت نازل فرمائی ہے تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ

**وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا**

(اور بھی) ایمان کی دولت ان کو حاصل ہو (کیونکہ) آسمان و زمین کے لشکر اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں اور اللہ علیم و حکیم ہے

**لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عِندَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا**

(اس کی عنایت یہ ہے) کہ مومن مرد اور مومن عورتوں کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور ان کی برائیاں ان سے دور کر دے۔ یہ اللہ کے نزدیک بڑی کامیابی ہے

**وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِّينَ بِاللَّهِ ظَنَّ السَّوْءِ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۖ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا**

اور منافق مرد اور منافق عورتوں اور مشرک مرد اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے بارے میں برے گمان رکھتے ہیں سزا دے۔ برائی کا پھیر انہی پر ہے۔ اللہ کا غضب ان پر ہے، اللہ نے ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم مہیا کر رکھی ہے جو بدترین ٹھکانا ہے

**وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا**

آسمان و زمین کے لشکر اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں اور اللہ زبردست اور دانا ہے

**إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا**

ہم نے تم کو بھیجا ہے گواہ بنا کر، بشارت دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر

**لِّتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا**

تاکہ (اے لوگو) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور صبح و شام اللہ کی تسبیح کرتے رہو

**إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۚ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۚ فَمَن نَّكَثَ فَإِنَّمَا يَنكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهَ فَسَيُؤْتِيهِ أَجْرًا عَظِيمًا**

جو لوگ تم سے بیعت کر رہے تھے وہ درحقیقت اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر تھا۔ پھر جو اس عہد کو توڑے گا اس کی عہد شکنی کا وبال اس کی اپنی ہی ذات پر ہوگا، اور جو اللہ سے کیے ہوئے عہد کو پورا کرے گا اللہ اس کو بڑا اجر عطا فرمائے گا

**سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَغَلَتْنَا أَمْوَالُنَا وَأَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۚ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِم مَّا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۚ قُلْ فَمَن يَمْلِكُ لَكُم مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا ۚ بَلْ كَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا**

(اے نبی) جو اعرابی (حدیبیہ کے سفر میں) پیچھے چھوڑ دیے گئے تھے وہ اب تم سے کہیں گے کہ ہمیں اپنے مال اور بال بچوں کی فکر نے مشغول رکھا، آپ ہمارے لیے مغفرت کی دعا کریں۔ یہ اپنی زبانوں سے وہ کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں ہے۔ کہو، اچھا یہ بات ہے تو کون اللہ کے فیصلے کو تمہارے حق میں روک سکتا ہے اگر وہ تمہیں نقصان پہنچانا چاہے یا تمہیں فائدہ پہنچانا چاہے؟ بلکہ اللہ تو تمہارے اعمال سے باخبر ہے

**بَلْ ظَنَنتُمْ أَن لَّن يَنقَلِبَ الرَّسُولُ وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا**

بلکہ تم نے سمجھا تھا کہ رسول اور مومن اپنے گھر والوں کے پاس کبھی پلٹ کر نہ آئیں گے، یہ خیال تمہارے دلوں کو بہت بھلا معلوم ہوا تھا، تم نے برے گمان کیے تھے، تم بڑے ہی برے لوگ ہو

**وَمَن لَّمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا**

اور جو اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے ہوں ایسے کافروں کے لیے ہم نے بھڑکتی ہوئی آگ مہیا کر رکھی ہے

**وَلِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَغْفِرُ لِمَن يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَن يَشَاءُ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَّحِيمًا**

آسمان و زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، جسے چاہے بخشے اور جسے چاہے سزا دے، وہ درگزر فرمانے والا اور رحیم ہے

**سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَانِمَ لِتَأْخُذُوهَا ذَرُونَا نَتَّبِعْكُمْ ۖ يُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ ۚ قُل لَّن تَتَّبِعُونَا كَذَٰلِكُمْ قَالَ اللَّهُ مِن قَبْلُ ۖ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَحْسُدُونَنَا ۚ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا**

اب یہ پیچھے چھوڑے جانے والے اعرابی تم سے کہیں گے کہ ہمیں بھی ساتھ چلنے کی اجازت دو جب تم کچھ غنیمتیں لینے کے لیے جا رہے ہو۔ یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے فرمان کو بدل دیں۔ کہو، تم ہرگز ہمارے ساتھ نہیں چل سکتے، اللہ پہلے ہی ایسا فرما چکا ہے۔ اس پر وہ کہیں گے کہ بلکہ تم ہی ہم سے جلتے ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ کم ہی سمجھ سے کام لیتے ہیں

**قُل لِّلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۖ فَإِن تُطِيعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۖ وَإِن تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُم مِّن قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا**

ان پیچھے چھوڑے جانے والے اعرابیوں سے کہو، عنقریب تم کو ایک سخت جنگجو قوم سے لڑنے کے لیے بلایا جائے گا، تمہیں ان سے جنگ کرنی ہوگی یا وہ مطیع ہو جائیں گے۔ اس وقت اگر تم نے حکم کی اطاعت کی تو اللہ تمہیں اچھا اجر دے گا، اور اگر تم نے منہ موڑا جس طرح پہلے منہ موڑ چکے ہو تو اللہ تمہیں دردناک سزا دے گا

**لَّيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ ۗ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۖ وَمَن يَتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا أَلِيمًا**

اندھے پر کوئی حرج نہیں، لنگڑے پر کوئی حرج نہیں، بیمار پر کوئی حرج نہیں۔ اور جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، اور جو منہ موڑے گا اللہ اسے دردناک سزا دے گا

**لَّقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا**

اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے تم سے بیعت کر رہے تھے۔ اس کو معلوم تھا جو کچھ ان کے دلوں میں ہے، اس لیے اس نے ان پر سکینت نازل فرمائی اور انعام میں ایک فتح عاجل عطا کی

**وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا**

اور بہت سی غنیمتیں دیں جو وہ لے رہے ہیں۔ اللہ زبردست اور دانا ہے

**وَعَدَكُمُ اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ آيَةً لِّلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا**

اللہ نے تم سے بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کیا ہے جو تم آگے حاصل کرو گے، اس نے یہ فتح تو تمہیں جلد ہی عطا کر دی اور لوگوں کے ہاتھ تم پر اٹھنے سے روک دیے تاکہ یہ مومنوں کے لیے ایک نشانی بنے اور اللہ تمہیں سیدھا راستہ دکھائے

**وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا**

اور دوسری غنیمتیں بھی (اس نے تمہارے لیے مقدر کر دی ہیں) جن پر تمہارا بس نہیں ہے، اللہ ان پر حاوی ہے، اللہ ہر چیز پر قادر ہے

**وَلَوْ قَاتَلَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوَلَّوُا الْأَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا**

اگر یہ کافر تم سے لڑتے تو پیٹھ پھیر جاتے، پھر نہ کوئی حامی پاتے نہ مددگار

**سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلُ ۖ وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا**

یہ اللہ کا قانون ہے جو پہلے سے چلا آ رہا ہے، تم اللہ کے قانون میں کوئی تبدیلی نہ پاؤ گے

**وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُم بِبَطْنِ مَكَّةَ مِن بَعْدِ أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا**

وہی ہے جس نے مکہ کی وادی میں ان کے ہاتھ تم سے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیے، حالانکہ اس نے تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا، اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ اس کو دیکھ رہا تھا

**هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ مَعْكُوفًا أَن يَبْلُغَ مَحِلَّهُ ۚ وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ لِّيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ ۚ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا**

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور تمہیں مسجد حرام سے روکا اور قربانی کے جانوروں کو جمع ہونے سے روکا کہ وہ اپنی قربان گاہ پر پہنچیں۔ اگر مکہ میں ایسے مومن مرد اور مومن عورتیں موجود نہ ہوتیں جن کو تم نہیں جانتے، اور یہ خطرہ نہ ہوتا کہ انجانے میں تم انہیں پامال کر دو گے اور اس سے تم پر حرف آئے گا (تو جنگ نہ روکی جاتی) یہ اس لیے کیا گیا کہ اللہ اپنی رحمت میں جس کو چاہے داخل کر لے۔ اگر مومن وہاں الگ ہو گئے ہوتے تو ہم ان کافروں کو سخت سزا دیتے

**إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا**

جب کہ ان کافروں نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی حمیت بٹھائی، پھر اللہ نے اپنے رسول پر اور مومنوں پر سکینت نازل فرمائی اور ان کو تقویٰ کی بات پر جمائے رکھا، کیونکہ وہی اس کے زیادہ حق دار اور اس کے اہل تھے، اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے

**لَّقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۖ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِن شَاءَ اللَّهُ آمِنِينَ مُحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ لَا تَخَافُونَ ۖ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِن دُونِ ذَٰلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا**

اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو حق کے مطابق تھا۔ اللہ چاہے تو تم ضرور مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے، اپنے سر منڈائے ہوئے ہو گے، بال ترشوائے ہوئے ہو گے، کسی کا خوف نہ ہو گا۔ اللہ کو علم تھا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے، اس لیے اس نے اس سے پہلے ایک فتح قریب تمہارے ہاتھ میں دے دی

**هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا**

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو پوری جنس دین پر غالب کر دے، اور اس حقیقت پر اللہ کی گواہی کافی ہے

# ذکرِ محمد ﷺ

میرے گرد و پیش کو مجھ سے ہے ربط

## صلح حدیبیہ: فتوحات کا دریچہ

صلح حدیبیہ کی صلح بظاہر ذلت و مظلومیت کی سیاہ لکیر تھی جو بظاہر صلح چاہنے والے انصار صحابہ کے چہروں پر نمایاں ہوتا ہے کہ تمام مجلسوں کا محیط کار قریش کے حق میں ہوا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے صاحب فہم و فراست بھی صلح کا مقصد سمجھ نہ سکے۔ ظاہری صلح کیا کرشمہ فتوحات و مطلوب تھے وہ یہاں آ رہے تھے۔ اسلام کے پودے اور دعوت و تبلیغ کے سامنے قریش اور ان کے حلیفوں کی رکاوٹیں ختم ہو چکی ہیں کیوں خواہ مخواہ کا خیال کرتے نہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آنکھیں ان احوال و نتائج کو دیکھ رہی تھیں جو وحی و رسول کی زبانوں سے ظاہر تھے اور اسی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ جرأت سے مہمت، خوشگوار واقعات پر تعجب کرنے کے لئے قبول دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مثال۔ متفقانہ اور قوی کے ساتھ ان کی برخلاف قوتوں کو دیکھ رہے تھے اور اپنے اصحاب کو عہد و رسولہ اعظم کر رہے تھے کہ وہ رسول ہیں جو اللہ کے رسول ہیں وہ جانتے ہیں؟ آنکھ ہو تو وہ غائب ہوئی اور اللہ اللہ کے اس صلح اور فیصلہ کا نام فتح مبین رکھا۔ لوگ اس پر بھی تعجب کرتے تھے۔ بالآخر حال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہنا پڑا ہے اور یہاں بات بڑی ہوئی۔ حقیقت یہ ہے کہ جو بھی بیعت جہاد اور مصمم ارادہ پھوٹنے بعد کفار و مشرکین کا مرعوب ہو کر سمجھ کے طریقہ جنگ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود جنگ اور انتظام پر کافی قدرت رکھتے کہ جہاں موقع پائیں اور حکم دیں وہاں بیعت ہو گی۔ یہ کچھ تعلیم بیعت اندھی خاطر ان کے دیئے ہوئے تھا اب بہ پختہ ہا فوقت نہ ہو سکا۔ یہ واقعات ایک طرف اللہ کی خصوصی مدد و نصرت کے کتاب کا ذریعہ بنتے تھے اور دوسری جانب انہوں نے کفار پر اسلام کی اخلاقی اور روحانی طاقت اور پیغمبر اسلام کی حق پذیری کا لوہا منوا لیا ہے کہ وہ عہد فتح مکہ وقت ظاہر ہوئی کہ کفار کی بہت تھرتھری تھی کہ جس نے مسلمانوں سے زحمت میں پہنچ کر خوف کرنے والے خوب سمجھتے تھے کہ فی الحقیقت قوت مسلمہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مقام فتح مبین رکھ کر بتا دیا ہے کہ یہ صلح سلامت بھی فتح ہے اور اللہ نے اس لئے بھی آپ کے حق میں سب فتوحات ظاہر ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس صلح کے بعد کافروں اور مسلمانوں کے ہم اختلاط اور بے تکلف ملنے جلنے کا موقع ہو گیا کہ مسلمانوں کی زبان سے اسلام کی باتیں سنتے اور ان مقدس مسلمانوں کے حوال و اطوار دیکھتے تو خود بخود ایک کشش اسلام کی طرف ہوتی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ صلح "حدیبیہ" سے فتح مکہ تک یعنی تقریباً دو سال کی مدت میں اتنی کثرت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے کہ کبھی اس قدر نہ ہوئے تھے۔ خالد بن الولید اور عمرو بن العاص جیسے جرنیل صحابہ اسی عرصہ میں اسلام کے حلقہ بگوش بنے۔ یہ دونوں دشمن اسلام کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ یہ دونوں کے ایمان لانے سے اسلام کی طاقت بڑھ گئی۔ اب عرب اسلام کی دو بڑی طاقتوں (قدرتی طاقت اور انسانی طاقت) کو اپنی مخالفت کی وجہ سے مقابلہ کرنے کے لئے مجبور تھے۔ اس طرح صلح حدیبیہ کی کامیابی ثابت ہو گئی۔ اس صلح کا مکمل ہونا تھا کہ آپ نے بادشاہ ایران و روم و مصر و حبش کو دعوت اسلام کے خطوط روانہ فرمائے۔ ان خطوط کا پہنچنا تھا کہ ان ممالک میں اسلام کا چرچا ہونے لگا

سے مراد یہی حضرت آدم اور حضرت حوا کی غلطیاں ہوں گی جو سے مرد پر امت کے گناہ لاحق ہوئے ہیں اور اگر انہی کی غلطیاں مراد ہیں تو آپ کی امت کی دعا سے آپ کی غلطیوں کا معاف ہونا مراد ہے۔ (از مرتب)

وَيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكَ

اور پورا کرے تجھ پر اپنا احسان ہو

اتمام انعامات: یعنی صلح حدیبیہ سے وہ ترقیاں بھی ظاہر ہو جائیں اور دین و دولت و عزت و احسان اب تک ہوتے چلے آئے ہیں ان کی تکمیل تم کی پائے۔ (از مرتب)

وَيَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيمًا

اور چلائے تجھ کو سیدھی راہ پر

راہ ہدایت میں ترقی: یعنی تجھ کو جلالت و استقامت کی سیدھی راہ پر ہمیشہ قائم رکھے اور مخالفت و شہود کے غیر معمولہ اور عجائب پر فائق ہونے اور جہاں اور جس قسم پر اسلام کی شوکت قائم کرنی ہو وہیں تیرے کو توفیق دے کہ تو کامیاب ہو سکے۔ (از مرتب)

وَيَنصُرَكَ اللَّهُ نَصْرًا عَزِيزًا

اور مدد کرے تیری اللہ زبردست کی سی

بے مثال مدد: یعنی ایسی لڑائی میں آئے جس کے نتائج بے مثل ہوں۔ (از مرتب)

هُوَ الَّذِي أَنزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ

وہی ہے جس نے اتارا تسلی دل میں

## لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَّعَ إِيمَانِهِمْ

یقین والوں کے کہ اور بڑھ جاوے ان کا یقین اپنے یقین کے ساتھ ہو

تزول السکینہ: السکینہ کا تزول یا تو وحی کے ذریعہ ہوتا ہے یا فرشتوں کے ذریعہ۔ یہاں فرشتوں کا ذریعہ نہیں کیونکہ فرشتوں کا نزول جنگ احد میں ہو چکا تھا۔ اس لئے اس جگہ سکینہ سے مراد ایمان و یقین اور حوادث و مصائب کا مقابلہ کرنے کی قوت ہے۔ (از مرتب)

ایمان بڑھنے کا مطلب: علماء نے لکھا ہے کہ ایمان بڑھنے کے دو معنی (۱) ایمانیات کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو وہ اس کو بلا تامل قبول کر لیتے تھے اور اس پر ایمان لے آتے تھے۔ (۲) ایمان کی کیفیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ (از مرتب)

وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور اللہ ہی کے ہیں سب لشکر آسمانوں کے اور زمین کے

وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا

اور اللہ ہے خبردار حکمت والا

حالات و احکام کی حکمت اللہ ہی جانتا ہے

جنود اللہ: اس سے معلوم ہوا کہ کسی آفت قتال کا علم ہونا۔ یہ بے حکمت ہے اور کسی مسلمان کا اس سے ہار جانا اور صبح نہ سکنا حکمت سے خالی ہے کہ اگر قتال کا حکم نہ ہوتا تو بھی کفار کی کثرت کا پتہ نہ چلتا۔ پس دشمن کو کمزور سمجھنا اور دشمن کے لشکروں کا مالک و خالق سے مقابلہ میں قلت کے باوجود اپنی بھی لشکروں سے

لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ

تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ

فِيْهَا وَيُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ

وَكَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور یہ ہے اللہ کے یہاں بڑی مراد والی ☆

منافق صوفیوں کی تردید ۔۔۔ اس آیت سے صوفیوں یا ولی صفت لوگوں کے بارے میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کی نجات صرف اس پر موقوف ہے کہ وہ اللہ کے ہاں پسندیدہ ہیں یا نہیں۔ (تفسیر حقانی)

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ

اور تاکہ عذاب کرے دغاباز مردوں کو اور دغاباز عورتوں کو

وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ

اور شرک کرنے والے مردوں کو اور شرک کرنے والی عورتوں کو

منافقوں اور مشرکوں کے لیے عذاب کی وعید ۔۔۔ اس آیت میں منافقوں اور مشرکوں کے لیے عذاب کی وعید ہے۔ منافقین کا ذکر پہلے اس لیے کیا گیا ہے کہ ان کا فساد مشرکین کے فساد سے زیادہ ہے۔ (تفسیر حقانی)

الظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ

اللہ کے بارے میں برا گمان کرنے والے

منافقوں کی ذہنیت ۔۔۔ اس آیت میں منافقوں کی ذہنیت بیان کی گئی ہے۔ یہ لوگ اللہ کے بارے میں برا گمان رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ اللہ اپنے رسول کی مدد نہیں کرے گا۔ اس لیے وہ اپنے گھروں میں بیٹھے رہے۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمان مدینہ واپس نہیں آئیں گے۔ ان کا یہ گمان غلط ثابت ہوا۔ (تفسیر حقانی)

عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ

ان کی ہی بری بندیاں پڑیں ☆

ان کی بری بندیاں پڑنے کا مطلب ۔۔۔ ان کی بری بندیاں پڑنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کی بری تدبیریں ان پر الٹ پڑیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ ان پر اللہ کا عذاب نازل ہو۔ (تفسیر حقانی)

وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَلَعَنَهُمْ

اور غصہ ہوا اللہ ان پر اور لعنت کی ان پر

وَاَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۝

اور تیار کر رکھا ہے ان کے لیے دوزخ۔ کیا بری ہے وہ پہنچنے کی جگہ

وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَكَانَ

اور اللہ کے ہیں لشکر آسمانوں اور زمین کے اور ہے اللہ

اللہ عزیز حکیم

اللہ زبردست حکمت والا ہے

حکمت خداوندی کو کمتر نہ سمجھو: یعنی اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ تمہارے دشمنوں کو تمہارے ہاتھوں ہلاک کرا دے، مگر وہ زبردست ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم بھی ہے، اس لئے اس نے اپنی حکمت بالغہ کے تحت تمہارے ہاتھوں کافروں کا قتل نہیں کرایا، بلکہ تمہارے ہاتھ روک کر اور کافروں کے ہاتھ تمہارے اوپر سے اٹھا کر تمہیں ان کے شر سے محفوظ رکھا۔ (احسن البیان)

وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ

اور تم اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم کرو

"تعزروہ" اور "توقروہ" کی ضمیریں اللہ کی طرف راجع ہیں، اللہ کی مدد کرنے سے مراد اس کے دین اور رسول کی مدد کرنا ہے۔ (احسن البیان) اور رسول اللہ کی طرف سے مانع ہوں تو پھر کوئی اعتراض نہیں۔ (ابن کثیر)

وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا

اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو

صبح و شام اللہ کی پاکی بیان کرنے سے مراد نماز ہے۔ (ابن کثیر) نماز صبح اور نماز عصر کی خصوصی اہمیت کی وجہ سے ان کا ذکر ہے۔ (احسن البیان)

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا

ہم نے تجھ کو بھیجا گواہ بنا کر اور خوشی

وَنَذِيرًا ۝

اور ڈر سنانے والا ۝

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام

یعنی آپ نے کفر والوں کو خوشی اور نافرمانوں کو ڈر سناتے ہیں، ہر خبر دینے والے کا نام نذیر ہے جیسے "انما انت نذیر" سے یہاں تک فرمایا "قل ما اسئلکم علیہ من اجر" آپ نے میں بھی اپنی امت پر اور بالخصوص تمام اسلام کے حق میں گواہی دیں گے۔ (ضیاء القرآن)

تمام امت کے اعمال پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دیں گے

یہ گواہی تمام امت کے اعمال خیر و شر کی ہوگی، اپنی بعض روایات کے مطابق امت کے اعمال صبح و شام ہر پیر اور جمعرات کے روز آپ کے سامنے فرشتے پیش کرتے ہیں، اسلئے آپ تمام امت کے اعمال سے باخبر ہوتے ہیں۔ (ابن کثیر، اقرب الی تفسیر عبدالرحمن السعدی، احسن البیان)

لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ

تاکہ تم لوگ یقین رکھو اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو

رسول کی مدد کرنے کا مطلب

اللہ کے رسول کی مدد کرنے کا مطلب ہر زمانہ میں اس کے دین کی مدد کرنا ہے، اس کی مدد کرنے کی ذمہ داری ہر زمانہ میں ہر مسلمان پر عائد ہوتی ہے، اس کی مدد کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اس کے دین کی مخالفت کرنے والوں کا مقابلہ کیا جائے۔ (احسن البیان)

وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ

اور تم اس کی تعظیم کرو اور اس کی پاکی بیان کرو

حضور کی تعظیم و توقیر

(ضیاء القرآن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر پر بھی ہمارا ایمان ہے، اس کی بہت سی صورتیں ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کی مجلس کا ادب کیا جائے، آپ کی مجلس میں بلند آواز سے بات نہ کی جائے، آپ کی آواز پر اپنی آواز بلند نہ کی جائے، آپ کے سامنے بے تکلفی سے نہ بیٹھا جائے، آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے گھر میں داخل نہ ہوا جائے، آپ کی اجازت کے بغیر آپ کے گھر کے باہر سے آواز نہ دی جائے، آپ کی تعظیم و توقیر کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر اونگھنا نہیں چاہئے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر جمائی لینا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہنسنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر کھانا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں پھیلانا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ٹیک لگانا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں ہلانا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں مارنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں پٹخنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں جھٹکنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں مروڑنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں توڑنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں کاٹنا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں جلانا بھی بے ادبی ہے، آپ کی مجلس میں بیٹھ کر ہاتھ پاؤں ڈبون

لِيُؤَدِّيَ مَنَاسِكَهُ وَيَنْحَرَ هَدْيَهُ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں تھے آپ نے عمرہ کی نیت (مباح) فرمائی تھی یہ بات مشرکین مکہ نے سنی تو انہیں بڑی تشویش ہوئی اور انہوں نے آپ کو اس وقت تک بیت اللہ جانے سے روک دیا جب تک آپ اپنے مناسک ادا نہ کر لیں اور قربانی کا جانور ذبح نہ کر دیں۔

## یَدُ اللّٰہِ کے اوپر ہونے کا مطلب:

اوپر کی آیت میں آپ سے اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کرنے والوں کی بیعت قرار دیا اور بیعت کا مشہور معنی ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے اس عربی بیعت میں بھی گویا اللہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا گیا ہے جس سے ان کے تعلق میں برکت پیدا ہو گئی۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نے جو ان سے خیر کا وعدہ کیا ہے خواہ اس کو پورا کرنے والا اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر قائم ہوا ہو۔ میں (ابن عباس رضی اللہ عنہ) یہ سمجھتا ہوں کہ (قولہ حضرت ابن عباس) یہ سے وہ کلام شروع ہوگا جو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے فرمائے گا جس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔

کلبی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت کی قوت کی وجہ سے جس نے ان کو بیعت کرنے کی توفیق عطا کی ہے یہ کہ ان پر عزیز اسے صلی اللہ علیہ وسلم بیعت کی وجہ سے ہدایت کی فضیلت عطا فرمائی۔

## واقعہ حدیبیہ کی تفصیلات

ابن اسحٰق اور ابن جریر نے روایت کیا ہے اور بیہقی نے صرف مجاہد کی روایت سے اور ابن جریر نے اسود بن یزید اور محمد بن عمرو بن حزم کے حوالہ سے بیان کیا کہ حدیبیہ والوں کی سے پہلے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ امن کے ساتھ مکہ میں داخل ہوئے ہیں۔ کچھ لوگوں نے سر منڈوائے ہوئے ہیں اور کچھ نے بال کٹوائے ہوئے ہیں اسی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کی چابی لی اور بیت اللہ شریف داخل ہو گئے۔ کذا قال البغوی و محمد بن یوسف الصالحی فی سبل الرشاد۔

جنگ کی تیاری اور روانگی: ابن سعید اور محمد بن عمر وغیرہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کے بعد کہ قبیلوں کے لوگ اور دیہات کے لوگ اپنے ساتھ چلنے کی ترغیب دی لیکن بہت کم لوگوں نے اس بات کی توقع ظاہر کی کہ آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو قریش مکہ ہرگز نہیں آنے دیں گے۔ مکہ اور گھر تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالیں گے۔ (آپ کی طلب کے باوجود) بہت سارے لوگ نہیں آئے۔

ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر نے بیان کیا، عبداللہ، عباد بن تمیم نے بیان کیا اور کچھ لوگ نے روایت کی ہے ان میں سے بعض بعض سے زیادہ یاد رکھنے والے ہیں۔ (مفصل روایت) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں پہنچ کر قربانی کے جانور کو قلادہ پہنا کر نشان لگا کر احرام باندھا اور عمرہ کا احرام باندھا اور اپنے آگے بسر بن سفیان کعبی کو جاسوس بنا کر بھیج دیا کہ وہ آپ کے لئے خبر لائے۔ آپ چل پڑے یہاں تک کہ جب آپ عسفان کے قریب پہنچے تو آپ کے جاسوس نے آپ کو خبر دی کہ قریش نے آپ کے مقابلہ کے لئے جمع کر لیا ہے اور آپ کے مقابلہ کے لئے لڑنے والے اور آپ کو بیت اللہ سے روکنے والے جمع کر لئے ہیں۔ ان کے ساتھ احابیش ہیں اور انہوں نے ذی طوی میں پڑاؤ ڈالا ہے اور خالد بن ولید کو اپنے گھوڑ سواروں کا افسر بنا کر کراع الغمیم کے سامنے بھیج دیا ہے۔ (یہ جگہ عسفان سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے)

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہائے قریش کو لڑائی نے کھا لیا ہے کیا حرج ہے اگر وہ مجھ سے اور دوسرے لوگوں سے الگ رہتے اگر وہ مجھ پر غالب آ جاتے تو ان کی یہ خواہش پوری ہو جاتی جو وہ چاہتے اور اگر اللہ تعالیٰ مجھے ان پر غالب کر دیتا تو وہ اسلام میں داخل ہو جاتے اور اس حالت میں بھی وہ طاقتور ہوتے اور کیا ہو گیا ہے قریش کو اللہ کی قسم میں ہمیشہ اس دین پر لڑتا رہوں گا جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے یہاں تک کہ اللہ اس کو غالب کر دے یا میں اس راہ میں قتل کر دیا جاؤں۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی ایسا شخص ہے جو ہمیں ایسے راستہ سے لے چلے جو قریش کے لشکر پر نہ گزرتا ہو؟ ایک شخص نے کہا کہ ہاں یا رسول اللہ میں آپ کو ایسے راستہ سے لے چلوں گا۔ آپ اس راستہ پر چلے یہاں تک کہ جب آپ اس گھاٹی کے منہ پر پہنچے جو قریش پر کھلتی ہے تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ لوگوں نے اونٹنی کو اٹھانے کی بہت کوشش کی لیکن وہ نہ اٹھی۔ لوگوں نے کہا کہ قصواء اونٹنی بیٹھ گئی۔ قصواء اونٹنی بیٹھ گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قصواء اونٹنی بیٹھ نہیں گئی اور نہ یہ اس کی عادت ہے لیکن اس کو اس ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے یہ لوگ آج مجھ سے کوئی ایسی بات نہیں مانگیں گے جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم ہو اور میں اس کو قبول نہ کر لوں۔ پھر آپ نے اونٹنی کو ڈانٹا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ آپ وہاں سے پھر گھوم کر حدیبیہ کے آخری حصہ میں پہنچے جہاں ایک گہرا گڑھا تھا۔ لوگوں نے اس میں سے تھوڑا تھوڑا پانی نکالا۔ لوگوں نے اس گڑھے میں پانی بہت کم پایا۔ لوگوں نے آپ سے پیاس کی شکایت کی تو آپ نے اپنے ترکش سے ایک تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو اس گڑھے میں گاڑ دیا جائے۔ اللہ کی قسم پانی جوش مارنے لگا یہاں تک کہ سب لوگ سیراب ہو گئے اور اپنی سواریوں کو بھی سیراب کر لیا۔ پھر کہا کہ تیسرے مرحلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کو روکا گیا۔

عمرہ کا احرام باندھنا: جب آپ نے ذوالحلیفہ میں عمرہ کا احرام باندھا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص چاہے وہ ہمارے ساتھ چلے اور جو چاہے وہ نہ چلے جب آپ نے مکہ کے قریب پہنچ کر

**مقام جعفہ پر آنحضرت کا خطاب:** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تھوڑی دور پیچھے تشریف لے گئے تو یہ لوگ آگئے اور فرمانبرداری کے بعد لوگوں کو خطاب کرکے فرمایا: میں تمہارا پیش رو ہوں گا (یعنی تم سے پہلے جاؤں گا) تم میرے لئے حوض پر پہنچو گے جو بصریٰ اور صنعاء کے درمیان ہے وہاں میں تمہارے لئے چاندی کے پیالے اتنی تعداد میں ہیں جتنے آسمان میں ستارے ہیں۔ میں تم پر گواہی دوں گا اور تمہارے اعمال کی جانچ کروں گا۔ میں تمہارے بارے میں اپنے رب سے شرمندہ نہیں ہوں گا کہ تم نے میرے بعد دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہو۔ میں تمہارے بارے میں اپنے رب سے شرمندہ نہیں ہوں گا کہ تم نے میرے بعد دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہو۔ میں تمہارے بارے میں اپنے رب سے شرمندہ نہیں ہوں گا کہ تم نے میرے بعد دنیا کو آخرت پر ترجیح دی ہو۔

**اہل مکہ مشورہ اور لڑائی کی تیاری:** (۱) کے بعد مشرکوں کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روانگی کی اطلاع پہنچی تو انہوں نے بیٹھ کر باہم مشورہ کیا اور جہاں تک ہو سکا مزید تیاری کرکے لڑنے کے لئے اپنے حوصلے پختہ کرکے آگے بڑھنا چاہئے ہیں عرب میں کہ کہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت کا اندازہ لگا کر ہی پتہ چلتا ہے کہ دوسرے لوگوں کے درمیان جو قوت ہے اس کا علم ہے (تو ہمارا کیا مقام ہے) ایسے ہو گا کہ ہمیں ان کے بھروسہ ہوں گے اور ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے (یہ خیالات) کمزور ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے اور ان کے دلوں میں جگہ بنا لی تھی۔ عقلمند لوگوں نے کہا کہ اے لوگو! اللہ کی قسم ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ عقلمند اسے کہتے ہیں جو اپنے آپ کو اور اپنی قوت کو پہچانتا ہو۔ اگر ہم ان سے مقابلہ کریں گے تو ہمارا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا

سلوۃ والسلام کی اس تعلیم سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے۔

**آزمائش سے احتراز:** محمد بن عمرو رحمہ اللہ نے مختلف فاضل علماء و ادیبوں کی سند سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کیا ہے کہ غزوہ تبوک سے لوٹتے ہوئے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم سب آج رات کو میرے ساتھ چلو گے۔ ہم میں سے ہر ایک نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ہم میں سے ہر ایک کو اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ہم کو ڈر ہے کہ کہیں سو نہ جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم سب کو اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے گا۔ چنانچہ ہم سب آپ کے ساتھ چلے۔ جب ہم گھاٹی کے قریب پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس گھاٹی میں نہ جائے۔ ہم سب نے اپنے اپنے اونٹ کو روک لیا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک اپنے اونٹ کی لگام پکڑ کر آہستہ آہستہ چلے۔ ہم سب نے ایسا ہی ک

بادل نخواستہ ان کی طرف چلے گئے۔ انصار نے آپ کو دیکھا تو خوب خوش ہوئے اور آپ کا استقبال کیا۔ آپ نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور قرآن پڑھ کر سنایا۔ انصار نے آپس میں کہا کہ یہ وہی نبی ہیں جن کا ذکر یہود ہمیشہ ہم سے کرتے رہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہود ان پر ایمان لانے میں ہم سے سبقت لے جائیں۔ چنانچہ انصار نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا اور مسلمان ہو گئے۔ انصار کے مسلمان ہونے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ اب تم لوگ جاؤ اور اپنے اپنے قبیلوں میں اسلام کی تبلیغ کرو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ سے کسی کو ہدایت دے دی تو یہ تمہارے لئے بہت بڑی دولت ہوگی۔ انصار نے کہا کہ ہم اپنے قبیلوں میں جا کر ان کو اسلام کی دعوت دیں گے اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعہ سے ان کو ہدایت دے دے گا۔ اس کے بعد انصار اپنے اپنے گھروں کو واپس چلے گئے۔ ان کے واپس جانے کے بعد آپ نے مکہ مکرمہ میں رہ کر تبلیغ کا کام جاری رکھا۔ اس کے بعد آپ نے مدینہ منورہ کا قصد فرمایا۔ مدینہ منورہ میں انصار کے بارہ قبیلے آباد تھے۔ ہر قبیلہ میں مسلمان موجود تھے۔ ان مسلمانوں نے

انھا کر پوچھا کہ یہ کون ہے لوگوں نے کہا مغیرہ بن شعبہ ہیں عروہ نے کہا او غدار کیا میں تیری تو نے اپنے سر برائیوں کی حمایت کی ہے اور میں تیری دھوکا دہی سے اور تیرے لئے تو نے غلط تلافی کی ہے حالانکہ تو اسلام لانے سے پہلے گمراہ تھا۔ واقعہ یہ ہوا تھا کہ مغیرہ نے زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے ساتھ تھے سوتے پایا کر انہیں قتل کر دیا اور ان کا مال لے لیا۔ جب وہ مسلمان ہو گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو تو میں قبول کرتا ہوں لیکن میں مال سے میرا کوئی تعلق نہیں (یعنی میں اس زمانہ کے لوٹ مار کے مال کو نہیں لیتا) محمود بن مسلمہ نے صحابہ کرام کی حمایت کا استشہاد کرنے کے لئے اس نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نا کہ کی رہنمائی تو بھیجتے ہیں اس کو زمین پر گرنے سے پہلے کوئی صحابی اپنے ہاتھ پر لے کر منہ اور جلد پر مل لیتا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو سب لوگ جلدی جلدی اس کام کو کرنے کی طرف دوڑتے ہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرتے ہیں تو وضو کا پانی لینے کے لئے صحابی ایسی چھینا جھپٹی کرتے ہیں جیسے لڑ پڑیں گے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی بات کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بولنے کے وقت سب لوگ اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے نظر بھر کر آپ کی طرف نہیں دیکھتے۔

## عروہ کی اپنے رفقاء کی طرف واپسی اور تاثرات

یہ دیکھ کر عروہ اپنے رفقاء کے پاس لوٹ کر آیا اور کہا میں قوم روم و فارس اور حبشہ کی حکومتوں میں وفد لے کر گیا ہوں لیکن میں نے کسی بادشاہ کی اتنی تعظیم ہوتے نہیں دیکھی جتنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو ان کی تعظیم کرتے دیکھا ہے جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جلد پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو اس کے ساتھی اس کام کے کرنے کی طرف بڑی تیزی کرتے ہیں اور جب وہ وضو کرتے ہیں تو وضو کا استعمال پانی لینے کے لئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ لڑ پڑیں گے اور جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کے ساتھی اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے انہوں نے اب ایک اچھی بات پیش کی ہے تم اس کو قبول کر لو قریش نے جواب دیا کہ یہ ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم اس سال ان کو واپس کر دیں اور وہ سال آئندہ عمرہ کرنے کی اجازت دے دیں (اور عروہ نے کہا تو مجھے یہ نظر آتا ہے کہ تم پر مصیبت آنے ہی والی ہے یہ کہہ کر عروہ اپنے ساتھیوں کو لے کر طائف کو واپس چلا گیا۔

## جلیس بن علقمہ کی طرف

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آمد اور واپسی

لحیف قبائل کے سردار عروہ بن مسعود کی حمایت کے لئے آئے تھے ان کی

یکیں مخفف لڑکی ہے ہوئے ہیں اور نیا ہوا ہے کی بجائے ہوئے ہیں
ساتھ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

آخر میں آنحضرت ﷺ کی ہجرت کے بعد کا ایک واقعہ بیان کرنا چاہتا ہوں جب آپ مدینہ ہجرت فرما ہو گئے تو آپ کی خوب شہرت ہو گئی اور مدینہ کے ارد گرد بھی آپ کا چرچا ہونے لگا۔ اس پر قریش مکہ نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کے لئے انہوں نے ایک قاصد مدینہ بھیجا اور اس کے ذریعہ آنحضرت ﷺ کو یہ پیغام بھیجا کہ آپ مکہ واپس آ جائیں ورنہ ہم آپ کو قتل کر دیں گے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے قریش نے اپنی جان کا دشمن سمجھ لیا ہے اس لئے وہ میری تلاش میں ہیں (کتاب الہجرۃ) یہ بھی ان کی بہت بڑی بدبختی ہے کہ وہ اس طرح کی مخالفت کر رہے ہیں حالانکہ یہ بھی ہے کہ ہمیں ایک ایسے شخص کو قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے جو کبھی بھی جھگڑے والا نہیں ہوا بلکہ ہمیشہ امن کی خاطر ہی کوشاں رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے قریش کے اس منصوبہ کا علم ہونے پر فرمایا کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کو طلب فرمایا ہے۔ کہ شاید ہمیں کسی نے ہمارے بارے میں غلط اطلاع دی ہو کہ ہم نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ ہم ایسا نہیں کرتے بلکہ ہم نے آپ کو اطلاع دی ہے کہ ہمیں آپ کی ہجرت کا علم ہو گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے بھی فرمایا کہ ہمیں بھی اس بات کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم نے آپ کے پاس اپنا ایلچی بھیجا ہے۔ اس نے آپ کو بتایا کہ ہم نے آپ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اس لئے ہم آپ کو اطلاع دیتے ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ جنگ کرنے کا ارادہ نہ کریں۔ ہم آپ کے ساتھ جنگ نہیں کرنا چاہتے۔

## چند مسلمانوں کے چند آدمیوں کی مکہ میں گرفتاری

کچھ عرصہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطلاع سے حضرت [illegible] ان کے قبیلہ بنی ہذیل کے دس صحابہ کو تبلیغ کے لئے بھیجا۔ ان کے ساتھ [illegible] بن عمرو بن امیہ ضمری اور [illegible] بن ابی وقاص اور عبداللہ بن طارق بھی تھے۔ جب یہ لوگ مکہ اور عسفان کے درمیان ہذیل کے ایک چشمہ پر پہنچے تو ان کے قبیلہ کے لوگوں کو اطلاع ہوئی اور وہ سو کے قریب تیر انداز ان کا پیچھا کرتے ہوئے ان کے پاس آ پہنچے۔ صحابہ نے جب ان کو آتے دیکھا تو ایک ٹیلہ پر چڑھ گئے۔ ہذیل نے ان کو نیچے اترنے کے لئے کہا اور عہد کیا کہ اگر تم نیچے اتر آؤ تو ہم تم میں سے کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ عاصم نے جواب دیا کہ میں تو کافر کے عہد پر اترنے کو تیار نہیں۔ پھر انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ! ہمارا حال اپنے رسول کو پہنچا دے۔ اس پر ہذیل نے تیروں کی بوچھاڑ کر کے عاصم کو شہید کر دیا۔ پھر تین صحابی جن میں خبیب بھی تھے نیچے اتر آئے۔ ہذیل نے ان کی تانت کی کمانوں سے ان کے ہاتھ باندھ لئے۔ اس پر تیسرے صحابی نے کہا کہ یہ تمہاری پہلی بدعہدی ہے۔ میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ میرا تو یہی مقتل ہے۔ میں تو یہیں مروں گا۔ ہذیل نے ان کو بھی قتل کر دیا۔ پھر خبیب اور زید کو لے کر مکہ کی طرف چلے۔ مکہ کے قریب پہنچ کر ان دونوں نے موقع پا کر اپنے بندھن کھول لئے اور تلوار لے کر ہذیل کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے۔ ہذیل نے کہا کہ ہم تم سے لڑنا نہیں چاہتے۔ ہم تو صرف تمہیں مکہ والوں کے ہاتھ بیچ کر مکہ سے کچھ مال لینا چاہتے ہیں۔ خبیب نے کہا کہ اگر تم ہمارے ساتھ لڑنا نہیں چاہتے تو ہم تم سے لڑنا چاہتے ہیں۔ تم ہمارے مقابلہ پر آ جاؤ

نے مسلمانوں میں خبر کے ذریعے سے بیان کیا ہے کہ جب حدیبیہ اور مکہ کے درمیان کے مقام حدیبیہ سے کوچ کیا تو مسلمانوں کی ایک جماعت کو قریش کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کو اسلام کی دعوت دے اور قریش کو اس سے ڈرائے جو ان کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس جماعت میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت عمر نے کہا کہ میں نے اس کام کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا۔ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں آپ کا ایلچی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ میں تجھ سے ڈرتا ہوں

کے پاس آئے اور کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ ہمارے لئے کیا نہیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں حضرت عمرؓ نے کہا: ہم حق پر اور وہ باطل پر، کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں ہیں حضرت عمرؓ نے کہا: ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں حضرت عمرؓ نے کہا: پھر آپ ہم کو ذلیل دین میں کیوں دیتے ہیں؟ کیا اللہ نے ہمارے اور ان کے متعلق فیصلہ نہیں کر دیا ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں (یعنی فیصلہ تو ہو چکا ہے) حضرت عمرؓ نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں کیوں ذلت اٹھائیں؟ کیا اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کئے بغیر ہی ہمیں واپس کر دے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کے حکم کے خلاف کبھی نہیں کروں گا اور وہ میرا مددگار ہے حضرت عمرؓ نے کہا: کیا آپ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، لیکن میں نے تم سے یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو کچھ کہہ چکے تھے اسی کو دہرایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بھی وہی فرمایا جو ان سے فرمایا تھا، حضرت عمرؓ نے کہا: میں صبر کروں گا، صبر کروں گا، صبر کروں گا۔ (بخاری)

**مجتہد:** عمر نوفلی (راوی) نے امام حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا یہ حدیث میں پہلی بیان کی گئی؟ حضرت عبدالرحمٰن بن مغفل نے فرمایا: ہم اس کی سند میں شک نہیں کرتے (یہ اپنی جگہ صحیح ہے) لیکن یہ حدیث ہماری طرف نہیں لے جائی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ وحی نازل فرمائی کہ جو ہم نے کہا تھا وہ ہوگا، اور ہم نے کہا تھا کہ ہم کعبہ کا طواف کریں گے، کیا ہم نے کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ (بخاری)

امام احمد مسلم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ اس دن کے بعد سے (۹۰) مسلمان آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اترتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، وہ لوگ وہیں پر حضرت ابوبکرؓ سے کہا کرتے تھے کہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ہاں، بیشک، ضرور، حضرت عمرؓ نے کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کیوں نہیں، حضرت عمرؓ نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں ذلت کیوں دیتے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے تم مرتے دم تک اس کی نافرمانی نہیں کرو گے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچ فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے عمر! اللہ کے رسول اللہ کے حکم کو سنو اور مانو، حضرت عمرؓ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے رسول ہیں، حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا تھا: یا رسول اللہ! ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور طواف کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔

مگر وہ بالکل فراموش کر گئے، حضرت عمرؓ بڑی دیر تک وہیں پڑے رہے، روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے اس دن سے زیادہ کبھی شک میں نہیں پڑا، حضرت عمرؓ نے کہا: میں صدقہ دیتا رہا، روزے رکھتا رہا، نماز پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا، اس خوف سے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا اور جو کچھ کیا تھا وہ بہتر ہو۔

**حضرت ابوجندلؓ کا واقعہ:** یہ واقعہ بھی بڑی تفصیل سے آیا ہے، ابوجندلؓ پابہ زنجیر پیٹھ کے بل چلتے ہوئے (وادی مکہ کی) نشیب سے نکل کر نیچے اور آگے نبی مسلمانوں کے سامنے گر پڑے، ان کے باپ سہیلؓ نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا اور گلا پکڑ لیا اور کہا: اے محمد! میرا اور تمہارا معاملہ اس پر طے ہو چکا ہے کہ تم میرے پاس واپس کرو گے، اس سے پہلے کہ یہ لڑکا تمہارے پاس آئے، اور ہم نے عہد کیا ہے اور تم نے ہم سے عہد کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، پھر ابوجندلؓ کا گلا پکڑ کر اور ان کے منہ پر طمانچہ مار کر سہیلؓ نے ان کی زرہ پکڑ لی اور کہا: اے محمد! خدا کی قسم میں نے تم سے صلح نہیں کی مگر اس شرط پر، پس تم اس کو میرے حوالہ کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ابوجندلؓ نے کہا: اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کی طرف لوٹا دیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیا تکلیف اٹھا چکا ہوں، اور یہ تکلیف اس لئے تھی کہ میں اللہ کی راہ میں تھا، عمرؓ نے کہا: میں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برابر آتا رہا اور کہتا رہا کہ کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں ذلت کیوں دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے، میں نے کہا: کیا آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ (بخاری)

رہی اس حدیث میں مروان اور مسور کی روایت سے اور مسلم و احمد و ابن حمید کے بیان میں خود حضرت عمر بن الخطاب کی روایت سے آیا ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے اس دن سے زیادہ کبھی شک نہیں کیا تھا، میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں ذلت کیوں دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے، میں نے کہا: کیا آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ (بخاری)

**مجتہد:** عمر نوفلی (راوی) نے امام حسن بصری رحمہ اللہ سے کہا کہ کیا یہ حدیث میں پہلی بیان کی گئی؟ حضرت عبدالرحمٰن بن مغفل نے فرمایا: ہم اس کی سند میں شک نہیں کرتے (یہ اپنی جگہ صحیح ہے) لیکن یہ حدیث ہماری طرف نہیں لے جائی گئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے یہ وحی نازل فرمائی کہ جو ہم نے کہا تھا وہ ہوگا، اور ہم نے کہا تھا کہ ہم کعبہ کا طواف کریں گے، کیا ہم نے کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ (بخاری)

امام احمد مسلم اور ابن ابی شیبہ نے حضرت انسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ اس دن کے بعد سے (۹۰) مسلمان آدمی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اترتے ہوئے نہیں دیکھا گیا، وہ لوگ وہیں پر حضرت ابوبکرؓ سے کہا کرتے تھے کہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: ہاں، بیشک، ضرور، حضرت عمرؓ نے کہا: کیا ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: کیوں نہیں، حضرت عمرؓ نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں ذلت کیوں دیتے؟ حضرت ابوبکرؓ نے کہا: اے ابن خطاب! میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے تم مرتے دم تک اس کی نافرمانی نہیں کرو گے، میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ سچ فرماتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: اے عمر! اللہ کے رسول اللہ کے حکم کو سنو اور مانو، حضرت عمرؓ نے کہا: میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے رسول ہیں، حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا تھا: یا رسول اللہ! ہم نے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم بیت اللہ پہنچیں گے اور طواف کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ حضرت عمرؓ نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔

مگر وہ بالکل فراموش کر گئے، حضرت عمرؓ بڑی دیر تک وہیں پڑے رہے، روایت میں آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں نے اس دن سے زیادہ کبھی شک میں نہیں پڑا، حضرت عمرؓ نے کہا: میں صدقہ دیتا رہا، روزے رکھتا رہا، نماز پڑھتا رہا اور غلام آزاد کرتا رہا، اس خوف سے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا اور جو کچھ کیا تھا وہ بہتر ہو۔

**حضرت ابوجندلؓ کا واقعہ:** یہ واقعہ بھی بڑی تفصیل سے آیا ہے، ابوجندلؓ پابہ زنجیر پیٹھ کے بل چلتے ہوئے (وادی مکہ کی) نشیب سے نکل کر نیچے اور آگے نبی مسلمانوں کے سامنے گر پڑے، ان کے باپ سہیلؓ نے ان کے منہ پر طمانچہ مارا اور گلا پکڑ لیا اور کہا: اے محمد! میرا اور تمہارا معاملہ اس پر طے ہو چکا ہے کہ تم میرے پاس واپس کرو گے، اس سے پہلے کہ یہ لڑکا تمہارے پاس آئے، اور ہم نے عہد کیا ہے اور تم نے ہم سے عہد کیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سچ کہتے ہو، پھر ابوجندلؓ کا گلا پکڑ کر اور ان کے منہ پر طمانچہ مار کر سہیلؓ نے ان کی زرہ پکڑ لی اور کہا: اے محمد! خدا کی قسم میں نے تم سے صلح نہیں کی مگر اس شرط پر، پس تم اس کو میرے حوالہ کرو، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں، ابوجندلؓ نے کہا: اے مسلمانو! کیا میں مشرکوں کی طرف لوٹا دیا جاؤں گا، حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ میں کیا تکلیف اٹھا چکا ہوں، اور یہ تکلیف اس لئے تھی کہ میں اللہ کی راہ میں تھا، عمرؓ نے کہا: میں اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برابر آتا رہا اور کہتا رہا کہ کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، میں نے کہا: کیا ہم حق پر اور وہ باطل پر نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں، میں نے کہا: پھر ہم اپنے دین میں ذلت کیوں دیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ کا رسول ہوں اللہ کے حکم کے خلاف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے، میں نے کہا: کیا آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور طواف کریں گے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال ہم بیت اللہ جائیں گے؟ میں نے کہا: نہیں، فرمایا: تو تم بیت اللہ جاؤ گے اور طواف کرو گے۔ (بخاری)

[illegible] اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جو یہودی ہیں ان [illegible] تو کہا کہ ہم ایسی قسم کھاتے ہیں کہ ہم جھوٹ نہیں بولتے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم [illegible] کہ ہم نے تمہارے باپ کو [illegible] کہتے ہیں کہ ہم نے [illegible] کہتے ہیں کہ ہم نے [illegible] کہتے ہیں کہ ہم نے

نظم کی اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں حضرت (رضی اللہ عنہ) کی روایت کو بھی مدنظر رکھ کر ہے تو اس سے مرحلہ وار پائے جانے والے مسائل بیان کر رہے ہیں۔

**معجزہ:** مسلمانوں کے مقدس سرزمین (مکہ) کی روایت سے حضرت ابن عباس کی روایت سے اور بزار و ابن ابی شیبہ کی حضرت ابو عبیدہ کی روایت سے اور خود حضور نے اپنے صحیح کی سند سے بیان کیا کہ حدیبیہ سے واپسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ) اور الظہران میں اور اس کے بعد (دوسری منزل) عسفان میں کئی پڑاؤ کئے تو قریش کے پاس خبر پہنچی کہ محمد نے بنو کعب کے سردار بشر بن سفیان کعبی کو بھیجا ہے تاکہ وہ آپ کے اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں خبر لائے۔ بشر آیا اور حضور سے ملا اور واپس جا کر قریش سے کہا کہ محمد نے اپنے صحابہ کو ساتھ لیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہیں۔ قریش نے کہا کہ بشر کی رائے ہمیں پسند نہیں ہے کہ وہ کہے کہ محمد نے اپنے صحابہ کو ساتھ لیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہیں۔ پھر قریش نے مکرز بن حفص کو بھیجا۔ وہ آیا اور حضور سے ملا اور واپس جا کر قریش سے کہا کہ محمد نے اپنے صحابہ کو ساتھ لیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہیں۔ پھر قریش نے حلیس بن علقمہ کو بھیجا۔ وہ آیا اور حضور سے ملا اور واپس جا کر قریش سے کہا کہ محمد نے اپنے صحابہ کو ساتھ لیا ہے اور وہ ان کے ساتھ ہیں۔ پھر قریش نے عروہ بن مسعود

اللہ تعالیٰ نے بدیل قریشی کے ذریعہ سے یہ پیغام بھیجا تھا کہ ہم صرف عمرہ کے لئے آئے ہیں جنگ ہمارا مقصد نہیں ہے۔ اس پیغام کو سن کر قریش کے غصہ میں اور بھی اضافہ ہو گیا اور انہوں نے عروہ بن مسعود ثقفی کو بھیجا۔ عروہ نے آکر بھی وہی بات کہی جو بدیل نے کہی تھی۔ اس پر عروہ کو بھی قریش نے سخت سست کہا۔ عروہ نے کہا کہ میں تمہارا خیر خواہ ہوں اس لئے تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ نہ کرو۔ اس پر قریش نے کہا کہ اچھا تم ہی جاؤ اور ان سے گفتگو کرو

ہے کہ ہم نے استقامت دکھائی اور اسے دعوے دیانیاں کو تسلیم کے ساتھ پورا کیا تو اسے نکلی ہمت پورا کرنے کا۔ (تفسیر حقانی)

وَلَمَّا یَدْخُلِ الْاِیْمَانُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ۔ یعنی ابھی دلوں تک اسلام کی روشنی اور اس کا اثر نہیں پہنچا۔ (تفسیر حقانی)

| |
|---|
| سَیَقُوْلُ لَكَ الْمُخَلَّفُوْنَ مِنَ |
| اب یہ کہیں گے تجھ سے پیچھے رہ جانے والے |
| الْاَعْرَابِ شَغَلَتْنَاۤ اَمْوَالُنَا |
| گنوار کہ ہمیں لگے رکھا اپنے مالوں کے |
| وَاَهْلُوْنَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا |
| اور گھر والوں نے سو ہمارے لئے بخشش مانگ |

## منافقوں کے اندیشے اور بہانے

جب مدینے سے روانگی کا وقت آیا تو جن منافقوں نے مسلمانوں کے ساتھ چلنے کے لئے بہانے تلاش کئے تھے اور جنہوں نے اس مسئلہ کو لے کر طرح طرح کی افواہیں پھیلائی تھیں، وہ اب یہ کہنے لگے کہ ہمارے اموال اور اہل و عیال کی حفاظت کے لئے ہمارا رکنا ضروری تھا۔ اب یہ بتلایا جا رہا ہے کہ یہ سب جھوٹ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم اللہ کے رسول کی طرف سے بدظن ہو گئے تھے اور تمہارا خیال تھا کہ اب یہ لوگ مدینہ واپس نہیں آئیں گے۔ اسی لئے تم نے یہ بہانے تراشے تھے۔ (تفسیر حقانی)

| |
|---|
| قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ |
| تو کہہ کس کا کچھ کس چیز کے تمہارے |
| شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ |
| واسطے زور ہے تمہارا نقصان جو چاہے |
| بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ |
| تمہارا نافع تو نہیں ہے تمہارے |
| بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ |
| سب کاموں سے خبردار |

## حیلہ تراشی کا جواب

یہ جواب نہایت برجستہ، واقعہ کی صحیح ترجمانی اور منافقوں کے حیلہ تراشی کی حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دینے والا ہے۔ ان کے سامنے کسی کی کچھ بس نہیں چلتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کر لے تو تم کچھ نہیں کر سکتے اور اگر وہ تمہیں کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو کوئی طاقت اس کے راستہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر حقانی)

| |
|---|
| قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ |
| تو کہہ کس کا کچھ کس چیز کے تمہارے |
| شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ |
| واسطے زور ہے تمہارا نقصان جو چاہے |
| بِكُمْ نَفْعًا ؕ بَلْ كَانَ اللّٰهُ |
| تمہارا نافع تو نہیں ہے تمہارے |
| بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۝ |
| سب کاموں سے خبردار |

| |
|---|
| یَقُوْلُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مَّا لَیْسَ فِیْ |
| وہ کہتے ہیں اپنی زبان سے جو نہیں ہے |
| قُلُوْبِهِمْ ؕ |
| دل میں کچھ نہیں |

وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزُيِّنَ

اور مومنین اپنے گھر کبھی

ذَٰلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَظَنَنتُمْ ظَنَّ السَّوْءِ

یہ بات تمہارے دلوں میں (ڈالی گئی) اور تم نے

وَكُنتُمْ قَوْمًا بُورًا

اور تم لوگ تھے

منافقوں کے دل کا چور ان کی زبان میں ہوتا ہے جانے کا جب پتہ چلا ہو تو ہوتا ہے ہو جاتا ہے ہو جاتا ہے ہو جا

کہ آپ کا ساتھ نہ دیں گے یا جو کسی طرح ممکن نہیں، حکم دیتا ہے؟

## ایک اشکال اور اس کا جواب

رہی یہ بات کہ اب مسلمان اتنے بڑھ چکے تھے کہ مکہ میں ہزار دو ہزار کمزور مسلمانوں کی وجہ سے کفار کو قتل کرنے سے روکنے کی کیا وجہ تھی، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے رسول اور مسلمانوں کو اپنا دین ظاہر ہونے سے روک دیا جیسے قریش پر رحم کرنے کے سبب اپنی راہ اختیار کرنے والے مضبوط مؤمنوں کو مکہ میں داخل ہونے سے روک دیا تھا پھر اللہ کو یہ بھی علم تھا کہ قریش کے کچھ نہ کچھ نوجوان مسلمان ہو جائیں گے اور ان کی نسل سے بہت سی مؤمن رعیتیں پیدا ہوں گی ایک بات یہ بھی تھی کہ مسلمان مکہ میں زبردستی گھستے اور جنگ ہوتی تو وہاں کچھ مسلمان مرد اور عورتیں بھی پیشہ ور تیر سے مارے جاتے یا بھی وجوہ تھیں کہ مسلمانوں نے زبردستی داخل ہونے کی کوشش نہیں کی اور اللہ نے اپنے علم سے یہ سب باتیں جان لیں۔ واللہ تعالیٰ علم حکمت والا ہے۔

قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے نبی! تمہارے قبضہ میں جو قیدی ہیں ان سے کہہ دو کہ اگر اللہ تمہارے دلوں میں کچھ بھلائی پائے گا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عطا فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ آیت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں اتری جو بدر کے دن قید ہوئے تھے۔ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر رات کو رسول اللہ ﷺ نے سنا کہ وہ کراہ رہے ہیں تو ان کی بندش ڈھیلی کر دی۔ عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر آپ نے میرا دکھ درد سنا ہے تو میرے ساتھ کے قیدیوں کی بھی خبر لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کی خبر لو

الیہ کی رائے میں اس صورت میں حضرت طلحہ کی خلافت (حضرت ابوبکر کی خلافت پر) فوقیت رکھتی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ایسے ہی قرائن سے حضرت عثمان کی تعیین پر بھی استدلال کیا جا سکتا ہے (حالانکہ ان کی خلافت کو تو سب ہی مانتے ہیں)۔ ان کا یہ قول کہ ۔۔۔ [illegible]

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں وہ لکھتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اس لحاظ سے بڑی بدقسمت ثابت ہوئی کہ ان کے دور میں مسلمانوں کی باہمی خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اس کے بعد سے آج تک مسلمان اس مصیبت سے نجات حاصل نہیں کر سکے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کی سیاسی قوت کو جو زبردست نقصان پہنچا، اس کی تلافی آج تک نہیں ہو سکی۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو تفرقہ پیدا ہوا، اس کی وجہ سے وہ ایک قوم کی حیثیت سے ہمیشہ کے لیے کمزور ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو فرقہ بندی پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو بدگمانی پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کے دشمن بن گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو خون خرابہ ہوا، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بن گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو نفرت پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو بے اعتمادی پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے ایک دوسرے پر بے اعتماد ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو بے یقینی پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے بے یقینی کا شکار ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو بے چینی پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے بے چین ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو بے سکونی پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے بے سکون ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں مسلمانوں کے اندر جو بے قراری پیدا ہوئی، اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ کے لیے بے قر

گے۔ یہ رواۃ ترک اہل طرح حضرت سلمان فارسیؓ نے عبداللہ بن ابی سرح کی تحقیق کے لئے بھیجا جنہوں نے وہاں کے بادشاہ سے جنگ کا پیغام دیا اور اسلام کی دعوت پیش کی۔ اور یہ اللہ کی مشیت سے ہوا۔ تمام تخصیصات ای امر کو ثابت کر رہی ہیں کہ وہ بلاشبہ خلفائے راشدین ہی ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک خلیفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جہاد کی دعوت کا حکم شرعی تھا۔ جس پر اجماع کا دعویٰ کیا گیا اور ان کے حکم کی مخالفت دوزخی عذاب خداوندی کا سبب تھا۔ (معارف القرآن)

**بنی حنیفہ قوم سے مراد:** حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرد لوگ ہیں۔ ایک مرفوع حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں قیامت قائم نہ ہوگی جب تک کہ تم ایک ایسی قوم سے نہ لڑو جن کی آنکھیں چھوٹی چھوٹی ہوں گی اور ناک بیٹھی ہوئی ہوگی ان کے منہ مثل سپر کے ہوں گے یہ تم سے لڑیں گے اور ان کے اونٹ کے بوجھ چمڑے کے ہوں گے۔ حضرت سفیان فرماتے ہیں اس سے مراد ترک ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ تمہیں ایک قوم سے جہاد کرنا پڑے گا جن کی جوتیاں بالوں والی ہوں گی۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں اس سے مراد کرد لوگ ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

## جنگجو قوموں سے مقابلے دورِ خلافت میں ہوئے

ارشاد فرمایا سَتُدْعَوْنَ اِلٰى قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ یعنی ایک اور ایسی حالت آنے والی ہے جبکہ تمہیں جہاد کی دعوت دی جائے گی اور یہ جہاد ایک بڑی سخت جنگجو قوم کے ساتھ ہوگا۔ اور تاریخ اسلام شاہد ہے کہ یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں پورے نہیں آئے کیونکہ فتح مکہ کے بعد عرب کے کسی علاقہ میں دعوت جہاد نہیں دی گئی بلکہ اس کے برعکس ایک قوم سے جنگ بھی نہیں کی جبکہ وہ حملہ پر حملہ کر رہی تھی اور قرآن نے ذکر فرمایا ہے کہ بنو حنیفہ کے خلاف جنگ میں اگر چند مسلمان بھی قتل ہو جاتے تو ان پر دیت واجب ہوتی۔ ہمارا مدعا یہ ہے کہ قتال کی نوبت آئی کیونکہ مقاتل آدمیوں پر اللہ نے واجب الادا دیت مقاتلہ پر نہیں آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ غیر قتال کے ہاتھ آئے اور غزوہ حنین میں بھی نہ لڑنا ثابت ہے اور نہ ان کی دیت قتال کوئی ایسی قوم تھی جو تخت پر بیٹھ کر سارے مسلمانوں کو (معارف القرآن)

| |
|---|
| وَاِنْ تَتَوَلَّوْا كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنْ |
| اور اگر پلٹ جاؤ گے جیسے پلٹ گئے تھے |
| قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ |
| پہلی بار دیتا تم کو آپ عذاب دردناک ☆ |

دعوتی ☆ یعنی جیسے پہلے "مدینہ" جانے سے پیچھے ہٹ گئے تھے اگر آئندہ بھی معرکوں سے پیچھے ہٹو گے تو سخت دردناک سزا دے گا شاید آخرت سے پہلے دنیا ہی میں مل جائے۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى |
| اندھے پر تکلیف نہیں اور نہ لنگڑے پر |
| الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْمَرِيْضِ حَرَجٌ ؕ |
| تکلیف اور نہ بیمار پر تکلیف ☆ |

☆ یعنی جہاد ان معذوروں لوگوں پر فرض نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ |
| اور جو کوئی حکم مانے اللہ کا اور اس کے رسول کا اس کو |
| جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ |
| داخل کرے باغوں میں جن کے نیچے بہتی ہیں نہریں |
| وَمَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا ۝ |
| اور جو کوئی پلٹ جائے اس کو عذاب دے گا دردناک ☆ |

☆ یعنی ان امور مذکورہ اور حالات میں داخل ضابطہ ہو جائے۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ |
| البتہ خوش ہوا اللہ ایمان والوں سے |
| اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ |
| جب بیعت کرنے لگے تجھ سے اس درخت کے نیچے ☆ |

بیعت رضوان ☆ یہ بیعت کا وہ مشہور واقعہ ہے جس کا ذکر سورہ توبہ میں فرمایا۔

"لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ" اس آیت کے نزول کی وجہ سے تمام اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں شروع سورت میں اس کا مفصل قصہ گزر چکا۔ (تفسیر عثمانی)

**صحابہ کی تعریف:** اس آیت سے مقصود صحابہ کی تعریف اور مدح ہے اور گذشتہ کلام سے اپنا پورے پر واجب کرنا منظور تھا۔

صحیحین میں آیا ہے کہ حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہم سے یہ کہنا کہ

بڑھایا تھا۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم زمین والوں میں سب سے بہتر ہو۔

مسلم نے حضرت ابو جحیفہ کی مرفوع روایت سے بیان کیا ہے۔ کوئی نبی ہو حضرت کے بعد جنت کی بشارت دیتا ہے اور ان میں نہیں جائے گا۔ (تلخیص حبیر)

## اہل عراق کا تعصب اور حضرت عثمانؓ کی فضیلت

عراقی لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں بحث کی جب 2 ج تعصب اور حسد اکٹھے کا سلسلہ شروع کیا تو انہوں نے حضرت عثمان پر ۱۸ تہمتیں لگائیں جن کی کوئی اصل نہ تھی اور نہ ثابت شدہ معصیت کے مطابق۔ ہر مجلس میں یہ بات کہی جاتی تھی کہ فلاں وہ ہیں جو بیعت الرضوان میں غیر حاضر رہے تو ایک عراقی نے عبداللہ بن عمرؓ کے سامنے کہا کہ ان کا ثبوت تو آپ نے پڑھا۔ بتلائیے کیا عثمان وہ نہیں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا ہاں بیعت الرضوان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کیسی لی۔ فرمایا میں تجھے اس کی حقیقت بتا دوں اور یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمانے لگے۔ اس بیعت میں ہو بھی حاضر تھے تو انہوں نے اپنے ہاتھوں سے بیعت کی تھی مگر جب عثمان کی بیعت کی نوبت آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا ہاتھ تو عثمان کے ہاتھ کا قائم مقام ہے۔ یہ خدائی تحفہ ہے سب کی بیعت سے افضل اور بہتر عثمان کی بیعت تھی۔ صحیح بخاری جلد ۲ کتاب التفسیر (تلخیص حبیر)

## صحابہ کرام پر طعن و تشنیع اور ان کی نظر شوں میں فجور و بحث اس آیت کے خلاف ہے

قسیم عظیمی میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء اربعہ کے متعلق اللہ خود ہی نے خلفاء اربعہ کا اعلان فرما دیا ہے کہ ان سے کوئی تعرض یا گلہ وشکوہ کی گنجائش ہی نہیں آیت ان کے معافی کا اعلان ہے۔ پھر کسی کے لیے ان معاملات کو خراب کرنا کیسی ہیں ہو۔ اظہار بغض و عداوت کا سبب بنا ہے کیسی ہیں ہو۔ اور یہ ہر اس آیت کی مخالفت ہے یہ آیت ہر اس شخص کے قول کی دھجیاں اڑا دیتی ہے جو ان خلفاء اور دوسرے صحابہ پر کفر و فساق کے الزام لگاتے ہیں۔

شجرۂ رضوان: شجرہ اس درخت کا نام ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ یہ ایک بڑی بابرکت درخت تھا اور مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لوگ اس کے نیچے جمع ہونے لگے تو حضرت عمرؓ نے ان کو درخت کے نیچے جانے سے روک دیا تھا۔ حضرت قاضی اطہر مبارکپوری فرماتے ہیں کہ کبھی زائد آنے والے بے بنیاد باتوں کی پرستش شروع کر دیں جیسے بچھی اشیاء میں اس طرح کی نظافت ہو کہ بیماروں نے اس درخت کو تبرکاً بار بار کاٹا۔ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن طرماح نے بھی کہا ہے ایک مرتبہ حج کے لئے آیا راستے میں میرا گذر ایسے لوگوں میں ہوا جو ایک مکان پر جمع تھے اور نماز پڑھ رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کہ کیا کوئی مسجد ہے کہا نہیں بلکہ یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تھی۔ حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کہ میرے والد حاضر تھے انہوں نے بتایا کہ جب ہم صبح کو آئے تو ہم نے درخت کو نہ پایا۔ پس حاضر ہوا اس اختلاف کی خبر اللہ ہی کو ہے۔ ہم نے تو اس کو نہیں دیکھا۔ (تلخیص حبیر)

فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ

اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا (۴۸:۱۸)

صحابہ کی دلی کیفیت بیان فرما کر اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کا دل سے صدق و اخلاص اور ایمان و یقین کا ہونا ظاہر فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے پہلی ہی سے ایسا ہے مگر اس کا علم ظاہر کرنا صرف اس لیے ہے کہ لوگوں میں جو رنج و غم اور اضطراب قلق پیدا ہو رہا ہے وہ رفع ہو جائے۔ (تفسیر عثمانی)

فَأَنزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ

پھر اتاری تسلی ان پر (۴۸:۱۸)

وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا

اور انعام دیا ان کو ایک فتح نزدیک

وَمَغَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا

اور بہت غنیمتیں جن کو وہ لیں گے بہت

یہ فتح خیبر ہے جو حدیبیہ سے واپسی کے بعد ذوالحجہ ۷ھ میں ہوئی اور مال غنیمت بہت ملا جس سے صحابہ سیراب ہو گئے۔ (تلخیص حبیر)

وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۔ اللہ غالب ہے اپنے کام میں اور حکمت والا ہے۔ یعنی غلبہ

ہے۔ تو وہ تو صحابہ میں مخلوص ہو گئے اور مخلصین کو ہدیہ کی کیا ضرورت تھی کہ ان کے لئے بھیجا جاتا۔

**فتح خیبر کتنے عرصہ بعد ہوئی:** ابن عائذ نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ حدیبیہ سے واپسی آکر ذوالحجہ، محرم اور صفر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں قیام فرمایا پھر ربیع الاول کے آخر میں خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن اسحاق نے بھی یہی مدت بیان کی ہے۔ واقدی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف فرما ہوئے اور محرم تک قیام فرمایا پھر وہاں سے خیبر کی طرف روانہ ہو گئے اور فتح خیبر صفر میں ہوئی۔ **فَتَحَهَا الْمُحَارِبِيُّ فَلَوْ بَقِيَ** حافظ نے کہا یہی زیادہ صحیح ہے۔ عالم کے لئے واقدی سے بھی نقل کیا ہے۔

**خیبر کی تعمیر:** بخاری نے لکھا ہے کہ حضرت عائشہ نے فرمایا خیبر سر ہو گیا تو ہم نے کہا اب ہم پیٹ بھر کر کھجوریں کھائیں گے۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا جب تک خیبر فتح نہیں ہوگی ہم نے پیٹ بھر کر کھجوریں نہیں کھائیں۔

حافظ ابن یوسف صالحی نے کہا خیبر بیس بائیس قلعہ تھا جس میں قلعے تھے کہ حضرت کتیبہ حدیبیہ سے تین روز کی مسافت پر شمال میں ہیں۔ ہم نے یہ تفصیل فتح مکہ

**مغانم کثیرۃ کی وضاحت کی وجہ:** صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان مکہ سے بے فکر ہو گئے اور (بلا خیبر) فتح حاصل نہیں ہوئی (اس سے یہ بھی دل شکنی پیدا ہو گئی) اس لئے اور نیز اور بھی مسلمانوں کو ملنے کے لئے مغانم کثیرہ حاصل ہونے کی بشارت فرمائی۔ تفسیر کبیر

وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۹﴾

اور اللہ زبردست حکمت والا ہے

یہ بھی اپنے اندر حکمت سے بھرپور ہے کہ حدیبیہ کی کسر یہاں نکال دی اور اسی طرح کا فتح مکہ کے بعد حنین میں ہوا۔ (تفسیر عثمانی)

وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً
وعدہ کیا ہے تم سے اللہ نے بہت غنیموں کا
تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ
کہ تم ان کو لو گے سو جلدی پہنچا دی تم کو یہ غنیمت آخر

**مستقبل کے نقشے:** یعنی آگے چل کر بے شمار غنیمتیں ملنے والی ہیں ان میں سے ایک خاص غزوہ خیبر میں ملنے والا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

اور کبھی صرف قرآن میں منحصر نہیں فقہ قرآن کے علاوہ بھی بہت سے احکام آئے ہیں اور احادیث رسول بھی احکام کے حکم میں ہیں جیسا کہ آگے فرمایا ہے کہ تم کو بہت سی غنیمتیں ملیں گی جو اللہ تعالیٰ نے آگے فرمایا کہ قرآن میں کہیں یہ واقعہ ذکر نہیں مگر یہ خصوصیت اس حدیبیہ کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے اپنی فضل سے کیا تھا اسی کو اس جگہ کلام اللہ اور کلام اللہ کے تعلقات تعبیر فرمایا ہے اس سے معلوم ہو گیا کہ حدیث بھی کلام اللہ اور قرآن کے جو احکام احادیث میں مذکور ہیں وہ بھی درحقیقت قرآن ہی کی آیت کے کلام اللہ اور قول اللہ میں داخل ہیں۔

جو لوگ ان احادیث میں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجت دین نہیں مانتے وہ اپنی ان کے دعوٰی کو ثابت کرنے کے لئے کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کر سکتے جو اس صورت میں کہ یہ سفر حدیبیہ کے قریب میں نازل ہوئی ہے یا خاص قرآن میں موجود ہیں **وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً** اور باتفاق مفسرین یہاں فتح قریب سے فتح خیبر مراد ہے اس طرح قرآن میں فتح خیبر کا اور اس کے مغانم کا حدیبیہ سے متعلق ہونا **وَعَدَكُمُ** کہنا کیا اس لفظ کا اللہ اور اللہ کا قول ہونا مراد ہو سکتی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس آیت میں غنیمت کا وعدہ تو ہے مگر یہ کہیں ذکر نہیں کہ یہ غنیمت اہل حدیبیہ کے ساتھ مخصوص ہوگی اور دوسرے اس میں شریک نہ ہو سکیں گے یہ خصوصیت تو حدیث رسول ہی سے معلوم ہوئی ہے اسی کلام اللہ اور قول اللہ کا مصداق ہے۔ (معارف مفتی اعظم)

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾

اور اگر لڑتے تم سے کافر تو پھیر دیتے پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی نہ مددگار

**غیبی مدد:** یعنی اگر وہ مکہ والے اس وقت لڑنے کو آتے تو بدر و احد یا خیبر میں کفار کے ہاتھوں سے تم کو جو ضرر پہنچے یا دل پر جو تمہارے غیبت میں نہیں ہے۔ اس حنین وغیرہ کی کوئی مدت ہزار ہا کی مثال۔ (تفسیر عثمانی)

ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ بنی غطفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خلاف پیدا ہوئیں مدد کو آئے تھے جب انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب فروکش ہیں تو یہ چاہیں کہ آپ پر حملہ کرنے کے لئے نکل کر آئے ہوئے اور روانہ ہو گئے لیکن اللہ نے رعب بھیج دیا انہوں نے (اپنی بستی کے) پیچھے اہل و عیال میں یہ کہہ کر آدمی بھیجے کہ تم بھی ان کی ترغیب کیا کہ مسلمان وہاں جا پہنچے فوراً پیچھے قدم لوٹ پڑے اور بال بچوں کی حفاظت شروع کر دی اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیبر تک پہنچنے کا راستہ خالی کر دیا۔

فتح خیبر کے بعد اسلام کے دوسرے سفید ریش مجاہد حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے حباب بن سعد کے لشکر میں جو غطفان کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار تھے آپ کی آمد کی خبر پہنچی تو ان لوگوں کی نوجوان پوری طرح بھاگ گئی۔ یہ آواز سنتے ہی ان کے قدم اکھڑ گئے۔ ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ آواز اذان کی تھی۔ واللہ اعلم۔

بعض اہل خیبر نے کئی بار خط کتابت کا مطالبہ یوں کیا کہ صلح کی بات چیت کے لئے ان کے قلعہ کے اندر آنے کا انتظام کرایا جائے۔ (سیرت حلبیہ)

## وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

یہ وعدہ کہ ایک نہ ایک دن اللہ اور رسول کا مسلمانوں کے ساتھ ہونا

## مسلمانوں کے لئے قدرت الٰہی کی نشانی

یہ تھی مسلمان سمجھیں کہ عزت کس کی قدرت کیسی ہے اور ان کا بھروسہ کس کے ہاں کیا جائے۔ یہ کوئی معمولی فتح نہ تھی جس نے مکہ والوں کے دل ہلا دیئے تھے۔ اللہ جل شانہ نے اس فتح کے بعد یہ پر شوکت اعلان فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول کی عزت اور غلبہ ہے اور مسلمانوں کے لئے بھی عزت ہے۔ (یہ ترجمہ ہے)

## وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا

اور چلائے تم کو سیدھی راہ پر

## غزوۂ خیبر کے واقعہ کی تفصیلات

امام احمد اور امام بیہقی نے مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں حباب بن منذر رضی اللہ عنہ کو خیبر بھیجا۔

**یہودِ مدینہ کی پریشانی:** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے خیبر کو روانہ ہونے کی تیاری کر لی تو مدینہ کے یہود بہت پریشان ہوئے۔ ان کو خیال ہوا کہ اب مدینہ کے اندر مسلمانوں پر کچھ (فرض) اخراجات پہنچیں گے (کسی صحیح قرض نہیں ہوتا)۔

امام محمد اور طبرانی نے اسناد حسن کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ابن ہشام نے فرمایا کہ یہودِ بنو قینقاع کے گھر پر پہنچا دھم تھے اور بھوکے پہنچ گئے۔ انہوں نے کہا کہ ساحت محمد یہ ہے کہ ہمارے لئے کچھ نہ کچھ فیصلہ فرمائیں اور کچھ دیں تاکہ یہاں سے کھا سکیں۔ اللہ نے اپنے نبی سے خیبر کے مال غنیمت کا وعدہ فرمایا جب کہ ابھی تک خیبر پر قبضہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اللہ کی طرف سے پہلی قرآنی آیت (اور تم اس کے علاوہ اور) اور پہلی فتح خیبر ہی تھی (اور اس

غزوۂ خیبر کے بعد ہی یہود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باقاعدہ حاضر ہونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ دن دلاسہ دیا اور دوستانہ برتاؤ کیا۔ ان کے ساتھ کاروبار کیا۔ (ابن سعد)

**مقام الصہباء میں قیام:** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کے قریب مقام صہباء میں پہنچے تو عصر (جب سایہ کے گھٹنے کی ابتدا ہوتی ہے) کی نماز کی کے بعد ہی کھانے کا انتظام فرمایا۔ کھانا ستو تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے لایا گیا۔ ستو کھائے گئے۔ پھر مغرب کی نماز پڑھی گئی۔ آپ نے وضو نہیں کیا۔ صرف کلی فرمائی۔ (بخاری)

**یہودیوں کی خام خیالی:** یہودیوں کا پہلے یہ خیال تھا کہ مسلمان اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جنگ کریں گے کیونکہ یہودیوں میں قوت بھی اسلحہ بھی تھے اور تعداد بھی (بہت تھی) جب انہوں نے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر میں تشریف لا رہے ہیں تو وہ بڑے جانباز جنگجو اور بہادر تھے (خیبر سے) نظر آتے تھے اور تعداد بھی بہت تھی۔ جب مسلمانوں کے بارے میں سنا تو اس کو بہت ہی کمزور سمجھتے تھے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال ہی نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ان کا آمنا بہت ہی کمزور کی بات ہے۔ اور ان کا کبھی مقصد نہ تھا۔

جس رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے میدان میں اترے اس رات کو یہودیوں نے کوئی حرکت نہیں کی (جب مخالف بے خبر پڑے سوتے رہے) صرف یہ ہوا کہ ایک چرواہا اپنی بھیڑ بکریاں لے کر نکلا تو قلعوں کے دروازے کھول رہا تھا آگئے۔

**حملہ:** بیہقی کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیبر کو رات کو پہنچے اور آپ کا دستور تھا کہ کسی قوم پر (حملہ کرنے کے لئے) رات کو پہنچتے تھے تو صبح سے پہلے نہیں کرتے تھے جب صبح ہوتی اور ابھی اندھیرا ہی تھا کہ اذان نہیں سنی تو حملہ کر دیا۔ ہم نے فجر کی نماز شروع کر دی تھی۔ ہم نے اذان نہیں سنی تو حملہ کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے مسلمان بھی سوار ہو گئے۔ میں اپنے ساتھی کے ساتھ سوار ہو کر نکلا۔ ہمارے ہتھیار بکھرے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو جمع کیا۔ ہتھیار بند ہو گئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ آپ نے ہمارے لئے دعا فرمائی۔ ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صفوں کے پیچھے آپ نے نماز پڑھی (فجر) اصبحنا بخیر (ابن ہشام) ہم صبح کے وقت خیر کے ساتھ ہو گئے۔ یوں بے پھر حضور یہاں سے چل کر ان کے اوپر پہنچے یہاں خیبر آباد تھا۔ پھر (جب) حضرت یوشع علیہ السلام نے بیت المقدس کو فتح کیا تو جمعہ کا دن تھا۔ سورج غروب ہونے اور (جمعہ) شروع ہونے کا وقت تھا۔ اس وقت سورج ٹھہر گیا۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح عطا فرمائی۔ (بیہقی)

نہ مل سکے زمانے بیت گئے لیکن وہ نہیں مانتے تو ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جن کی صبح بری ہوتی ہے (یعنی وہ جو بت کرتے ہیں) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حراء ظاہر کے باشندوں سے کیا۔ مسلمانوں کی صف بندی کی اور ان کو نصیحت کر دی کہ میری اجازت سے پہلے لڑائی شروع نہ کرنا۔

**کافر ان کے لئے جنت نہیں ہے:** حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر علیؓ نے آگے بڑھ کر ایک کافر کی ایک پیدل پر حملہ کر دیا جس پر پیدل نے علیؓ پر حملہ کر دیا اس نے علیؓ کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کو قتل کر دیا کہ اللہ کی قسم شہید ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بالکل کی تم نے مخالفت کر دی تھی اس کے بعد اس غلام نے پیدل پر حملہ کر دیا مسلمانوں نے کہا ہی نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مدد ہی کو حکم دیا کہ وہ خدا کرے کسی کافر نہ کے لئے جنت حلال نہیں۔

**عافیت کی دعا مانگو:** طبرانی نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اس روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم سے جنگ کی تمنا نہ کرو اور خدا سے عافیت کی دعا کرو یوں کہ تم کو معلوم نہیں کہ (جنگ میں) تم کو کیا مصروف پیش آ جائے جب خدا تعالیٰ یہ جان جائے گا کہ تم صبر کرو گے اور اللہ تمہارے اور ان کے مالک و مالی و امان دیتا ہے تیرے بعد میں ہیں تو تمہیں ان کو قتل کرنے کا اجر ملے گا جو ان سے چھت کر بیٹھ جاؤ اور جب وہ تم پر حملہ کریں تو ان کو قتل کر دو۔ (طبرانی و ابو نعیم) خدا اور چور پیدل کا کوئی قلعہ نہیں ملتا۔

**دو بدو مقابلہ:** جواب کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے یہودی باہر نکلا تھا محبوب نے اس کو قتل کر دیا پھر بال نکل آیا اس کو مارا دو تین قلعہ فتاری کے جو اس پر لوگوں نے کہا اس کا بیٹا دہ کر دیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہ ہو گا جب یہ ہوا (کہ اس نے جواب کے مرتبہ کو جواب سے پہلے ہی قتل کر دیا) لیکن کی وہ جو مارے گا اس کا قتل قابل متائش ہے۔

**منصب قلعہ سے غذائی اشیاء کا ملنا:** محمد بن عمر نے حضرت جابرؓ سے روایت سے بیان کیا کہ منصب کے قلعہ کے محمد مسلمانوں کو اتنی کثرت سے کھانے کی چیزیں ملیں جن کا ان کو گمان بھی نہ تھا یہاں تک کہ ہم چھوارے بھی نہیں شمار کر سکتے جن کا تیل اور چربی (ہر چیز بافراط) ملتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے خدا کی کھانا دو اور لوگوں نے اپنے ساتھ لادا مت بیچو یہاں سے اٹھا کر لے جاؤ بیشمار غلے ہمارے ہاتھ آئے۔

## تیسرا محاصرہ اور یہودی کا فتح کے لئے راستہ بتانا

یعلیٰ نے محمد بن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ یہ ساری فصل دعم اور حصن منصب سے متعلق ہے فرقصہ جو پہلے کا ہے (یہ ایک ہی چوٹی جو مشرق رخ کے حصہ میں آتی تھی قصہ وہ سری چوٹی مراد ہے) اس چوٹی پر ایک قلعہ تھا مسلمانوں نے اس قصہ کا محاصرہ کر لیا اور قصہ دعم محاصرہ قائم رکھا ایک یہودی ہے کہ پتلہ جو اسیر و قلعہ تھا مسلمانوں نے قتل کر دیا اور کہا اس کا محاصرہ کیا۔

## غذائی سامان کی فراوانی اور یہودی کی قبولیت

ابن واقدی نے قتیبہؓ اسلم کے ایک آزاد کی کے حوالہ سے اور محمد بن عمر نے منصب اسلمی کے بیان سے نقل کیا ہے مسلمی شخص نے کہا ہمارے قبیلہ اسلم والوں کو سخت بھوک نے ستایا خدا ہی تک کہ ہم خیبر میں پہنچے اور دن رات تک صبر کیا (کچھ نہ ملا) پھر ہمیں بہت سے لشکر خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو ہم بھی جہاں کھانے کی کوئی چیز ہوتی فتح نہیں ہوا لوگوں نے ہمارا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر شکایت کی تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کی برکت ہو اسلم قبیلہ والوں نے آپ کو سلام کہا ہے اور عرض کیا ہے کہ ہم بھوک کی تکلیف میں مبتلا ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے قبضہ میں کوئی ایسی چیز نہیں کہ میں ان کو کھانے کے لئے دے سکوں پھر فرمایا اسے اللہ صب سے بڑا قلعہ جس میں سب سے زیادہ چربی ہو فتح فرما دے یہ دعا کرنے کے بعد محمد بن مسلمہ کو حکم فرمایا اور لوگوں کو جواب کے محمد سے کے لئے بھیج دیا کہ وہ کی حکومت دکی راوی کا بیان ہے کہ ہم (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سے) لوٹے بھی نہ تھے کہ ہمنے صعب بن معاذ کے قصر کی فتح حاصل کر لی خیبر میں اس سے بڑا قصر (خلدی و سد تھا) خلد اور چربی اور کوئی قلعہ نہیں ملتا۔

**دو بدو مقابلہ:** جواب کا مقابلہ کرنے کے لئے پہلے یہودی باہر نکلا تھا محبوب نے اس کو قتل کر دیا پھر بال نکل آیا اس کو مارا دو تین قلعہ فتاری کے جو اس پر لوگوں نے کہا اس کا بیٹا دہ کر دیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر کوئی گناہ نہ ہو گا جب یہ ہوا (کہ اس نے جواب کے مرتبہ کو جواب سے پہلے ہی قتل کر دیا) لیکن کی وہ جو مارے گا اس کا قتل قابل متائش ہے۔

**منصب قلعہ سے غذائی اشیاء کا ملنا:** محمد بن عمر نے حضرت جابرؓ سے روایت سے بیان کیا کہ منصب کے قلعہ کے محمد مسلمانوں کو اتنی کثرت سے کھانے کی چیزیں ملیں جن کا ان کو گمان بھی نہ تھا یہاں تک کہ ہم چھوارے بھی نہیں شمار کر سکتے جن کا تیل اور چربی (ہر چیز بافراط) ملتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی نے خدا کی کھانا دو اور لوگوں نے اپنے ساتھ لادا مت بیچو یہاں سے اٹھا کر لے جاؤ بیشمار غلے ہمارے ہاتھ آئے۔

## تیسرا محاصرہ اور یہودی کا فتح کے لئے راستہ بتانا

یعلیٰ نے محمد بن عمر کی روایت سے بیان کیا ہے کہ یہ ساری فصل دعم اور حصن منصب سے متعلق ہے فرقصہ جو پہلے کا ہے (یہ ایک ہی چوٹی جو مشرق رخ کے حصہ میں آتی تھی قصہ وہ سری چوٹی مراد ہے) اس چوٹی پر ایک قلعہ تھا مسلمانوں نے اس قصہ کا محاصرہ کر لیا اور قصہ دعم محاصرہ قائم رکھا ایک یہودی

**دوسرا محاصرہ:** خیبر کی فتح کے بعد مسلمانوں نے صعب بن معاذ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ محمد بن عمر نے ابو بصیر کعب بن حرمی کی روایت سے یوں کہا

جس دن دوم تو ان تعالیٰ پیشہ وعدہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد سے میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک وعدہ بتایا ہے جس سے ہمیں خوشی ہوئی ہے۔ ہمیں آپ کے بھروسے پر آپ کو اختیار حاصل ہے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ جو چاہیں کریں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر آپ ہمیں سمندر میں لے جائیں گے تو ہم آپ کے ساتھ سمندر میں کود پڑیں گے۔ ہم میں سے ایک آدمی بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ ہمیں امید ہے کہ آپ کو ہماری طرف سے ایسی چیز نظر آئے گی جو آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کر دے گی۔ آپ ہمیں لے کر برکت کے ساتھ چلیں۔

### قریش پر حملہ کی تجویز

انصار نے یہ بات کہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور فرمایا: برکت کے ساتھ چلو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ کیا ہے۔ اللہ کی قسم! میں ابھی سے ان کافروں کی قتل گاہیں دیکھ رہا ہوں۔

### ابوسفیان کا قافلہ بچ کر نکل گیا

ابوسفیان کو جب معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے قافلہ کی خبر لینے کے لیے آ رہے ہیں تو اس نے ضمضم بن عمرو غفاری کو مکہ بھیجا تاکہ وہ قریش کو اس کے قافلہ کی اطلاع دے۔ ضمضم مکہ پہنچا تو قریش نے اس کی خبر سنتے ہی ہتھیار سنبھال لیے۔ ابوسفیان کا قافلہ بچ کر نکل گیا تو ابوجہل نے کہا: ہم بدر تک جائیں گے۔ وہاں تین دن ٹھہریں گے۔ اونٹ ذبح کریں گے۔ کھانا کھائیں گے۔ شراب پئیں گے۔ لونڈیاں ہمارے لیے گانا گائیں گی۔ اس طرح عرب ہمارے بارے میں ہمیشہ باتیں کرتے رہیں گے۔ ہماری ہیبت ان کے دلوں میں بیٹھ جائے گی۔ ہمارا رعب ان پر طاری ہو جائے گا۔ ہم بدر تک پہنچے۔ وہاں ہم نے کچھ نہ کیا۔ ہم وہاں ہمیشہ رہے۔

دیا ہے۔ کیا تمہیں دکھے نہیں آتی کہ سب سے پہلی چیز جو تمہیں دیکھنے کو ملے گی وہ تمہاری آنکھوں کی روشنی ہوگی۔ پھر جب تم اس کے پاس پہنچو تو اسے اسلام کی دعوت دینا اور اسے بتانا کہ اس پر کیا کچھ عائد ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ (صحیح)

**حضرت علیؓ کو شکایت** اس روایت کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا ان کو عنایت فرمایا۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک وہ ویسا ہی طریق (مسلمان) نہ ہو جائیں جیسا طریق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آہستہ چلیں سے چل کر جائیں جب ان کے علاقہ میں پہنچ جائیں تو ان کو اسلام کی دعوت دیں اور ان کو بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے جن حقوق کی ان پر ادائیگی واجب ہے (وہ بتائیں) کیونکہ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ سے اللہ ایک کو بھی ہدایت کر دے۔ یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے۔ (صحیح) ہوگا حضرت علی مجتبیٰ نے (فرطِ مرتبے اور ملنے کے پہنچنے کر جھنڈا ان میں گاڑ دیا ایک بیوقوف نے قلعہ کے اوپر سر باہر نکال کر اپنے اور پوچھا کہ آپ ہے حضرت علیؓ نے فرمایا میں علی ہوں بیوقوف نے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق نازل کیا ہے کہ ہم غالب آ گئے تو حضرت علیؓ کو ترک کی مار دے گے۔

**دو بدو مقابلہ حضرت علیؓ کی شجاعت** محمد بن عمرو نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا کہ خیبر کے قلعے جو سب سے پہلے باہر نکل کر آیا حضرت علیؓ سے مقابلہ کرنے کے واسطے وہ مرحب کا بھائی حارث تھا حضرت علیؓ نے اس کو قتل کر دیا اس نے مالکی قلعے کے اندر دروازہ بند کر دیئے گئے پھر باہر نکلے وہ مرحب تھا یہ رجز پڑھتا ہوا آیا قد علمت خیبر انی مرحب شاکی السلاح بطل مجرب اذا الحروب اقبلت تلتھب میں تم کو خیبر کے لوگو! بتا دیتا ہوں کہ میں مرحب ہوں ہتھیار سے لیس ہوں بہادر ہوں تجربہ کار ہوں جب لڑائیاں بھڑکتی ہیں تو میں ان کے شعلوں کی طرح ہوتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں وہ ہوں جس کو میری ماں حیدر کہتی ہے۔ میں جنگل کے شیر کی طرح ہوں جو ڈراؤنا ہوتا ہے۔ حضرت علیؓ نے اس کو ایک ہی ضرب میں قتل کر دیا۔ (ابن ہشام) پھر حضرت علیؓ نے فرمایا میں بلند قامت والا ہوں میرا نام حیدر ہے۔ میں تم کو تلوار سے ایسا مارتا ہوں کہ تم کو کاٹ کر رکھ دیتا ہوں۔ حضرت علیؓ نے اس کے سر پر تلوار ماری جو دانتوں تک پہنچ گئی۔ (ابن ہشام) پھر

[illegible] کچھ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

ہے۔ دوسرے حضرات نے کہا کہ ہم سب کی طرح آپ کو بھی موت آنی ہے۔ ہم نے بھی اپنے خواہش میں یہ بات محض اس لئے کہی تھی کہ آپ سے ملاقات ہو جائے۔ اس پر آپ نے فرمایا: بیشک ایسا ہی ہے۔ جب آپ نے اپنے دین کے لئے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی خاطر اپنی جان قربان کرنے کا ارادہ کر لیا ہے تو پھر آپ کو ہر حال میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیت سے نکلنا چاہئے۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں یا ہمیں اجازت دیں تاکہ ہم اپنے گھر والوں سے مل کر آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ ان کی ملاقات کے بعد یہ حضرات واپس آئے اور اپنے گھر والوں کو لے کر آپ کے ساتھ شامل ہو گئے)

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب سنا کر اپنے گھر والوں کو بتایا کہ میں نے اپنے بعد ہونے والے واقعات کی خبر دے دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے عائشہ! میں ہمیشہ اس کھانے کی تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جو میں نے خیبر میں کھایا تھا۔ اس زہر کی وجہ سے میری شہ رگ کٹ رہی ہے۔ (بخاری)

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دردِ سر

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری بیماری کے دوران ایک دن آپ کے سر میں درد شروع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! میرے سر میں درد ہو رہا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا سر بھی درد سے پھٹا جا رہا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے عائشہ! اگر تم میرے سامنے مر جاؤ تو میں تمہارے لئے دعا کروں گا، تمہارے کفن دفن کا انتظام کروں گا اور تمہاری نماز جنازہ پڑھوں گا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ اگر ایسا ہو گیا تو آپ میرے بارے میں کچھ نہیں کریں گے بلکہ اسی رات کسی اور بیوی کے پاس چلے جائیں گے۔ یہ سن کر آپ مسکرا دیئے۔ (بخاری)

ابو الاسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میرا سر آپ کے سینہ اور ٹھوڑی کے نیچے تھا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور میرے لئے دعا کی۔ (ابن ماجہ)

ابو الاسود نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت میرا سر آپ کے سینہ اور ٹھوڑی کے نیچے تھا۔ آپ نے میرے سر پر اپنا ہاتھ رکھا اور میرے لئے دعا کی۔ (ابن ماجہ)

## مختلف روایات میں تطبیق

محدثین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار خواب دیکھا۔ پہلی بار آپ نے خواب دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں آپ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپ کو یہ خواب اچھا نہیں لگا۔ آپ نے ان کو پھونک مار کر اڑا دیا۔ آپ نے ان کی تعبیر یہ کی کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے۔ ایک یمامہ کا مسیلمہ کذاب اور دوسرا یمن کا اسود عنسی۔ دوسری بار آپ نے خواب دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ آپ کو یہ خواب اچھا نہیں لگا۔ آپ نے ان کو پھونک مار کر اڑا دیا۔ آپ نے ان کی تعبیر یہ کی کہ میرے بعد دو جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے۔ ایک یمامہ کا مسیلمہ کذاب اور دوسرا یمن کا اسود عنسی۔

## حضرت ابو ہریرہؓ اور قبیلہ دوس والوں کا آنا

حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا: ہم لوگ مدینہ منورہ آئے۔ ہم نے دیکھا کہ مسجد نبوی میں جگہ نہیں ہے۔ ہم نے سوچا کہ ہم بھی مسجد میں جا کر نماز پڑھیں گے۔ ہم نے دیکھا کہ مسجد

## فدک کا قصہ

خیبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو (خیبر والوں کے ساتھ) معاملہ کیا تھا فدک والوں کو جب اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک وفد بھیجا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ کر گفتگو کی کہ ہم لوگ اپنی جائیداد کی نصف پیداوار آپ کو دے دیں گے اور آپ ہمارے نخلستان کی حفاظت کی ذمہ داری اپنے لیں اور آپ چاہے ہمیں اپنے ہاں ملازم رکھ لیں ہم آپ کے لئے محنت مزدوری کے لئے تیار ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز قبول فرمائی لیکن مشروط یہ کہ اگر اب (تم یہیں خوش و خرم کام کرو) تو خود ہم اب چاہیں گے تم کو نکال دیں گے (اس فدک میں پہلے یہودی آباد تھے) خیبر پر قبضہ جنگ کے بعد ہوا تھا اس لئے (خیبر کے اموال) میں سب مسلمان مجاہدین شریک ہوئے اور فدک (پر قبضہ بغیر جنگ کے ہوا تھا اس لئے) خالص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت رہا مسلمانوں کو فدک پر گھوڑے اور اونٹ دوڑانے (یعنی لشکر کشی کرنے) کی ضرورت نہیں پڑی۔ حضرت عمرؓ نے اہل خیبر کی طرح ان کو بھی جلاوطن کر دیا۔ (تفسیر عثمانی)

وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ

اور ایک فتح اور جو تمہارے بس میں نہ آئی تھی

اللّٰهُ بِهَا ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ

اللہ کے قابو میں ہے اور اللہ ہر

شَىْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۱﴾

چیز پر سکتا ہے

فتح مکہ کی بشارت دینے کے بعد یہاں اس بیعت کے انعام میں فتح خیبر کی۔ اور مکہ کی فتح تو صلح حدیبیہ کی وجہ سے بلا جنگ ہی ہوگئی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کا وعدہ کر لیا اور فی الحقیقت وہ اسباب میں وہ بنیادی صلح حدیبیہ ہی کے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

یا احاطہ سے مراد ہے سلی احاطہ یعنی اللہ کا سامان کر دیا ہے اس لڑائی کو تمہارے لئے فتح کر لانا ہوگا۔

وَلَوْ قٰتَلَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوَلَّوُا

اور اگر لڑتے تم سے کافر تو پھیرتے

الْاَدْبَارَ ثُمَّ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ

پیٹھ پھر نہ پاتے کوئی حمایتی اور

لَا نَصِيْرًا ﴿۲۲﴾

نہ مددگار

اس وقت صلح ہی قرین حکمت تھی جو بعد میں ظاہر ہوئی تم ہی غالب رہتے اور کفار پیٹھ پھیر کر بھاگتے کوئی مدد کرکے ان کو ہزیمت سے نہ بچا سکتا مگر یہ بات حکمت الٰہی کے مقتضی ہوئی کہ فی الحال صلح ہو جائے۔ اگلی تعلیم واقعات و مکالمات سے مسلمانوں مستفید ہوں۔ (تفسیر عثمانی)

سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِىْ قَدْ خَلَتْ مِنْ

دستور چلی ہوئی اللہ کی جو چلی آئی ہے

قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

پہلے سے اور تو ہرگز نہ پائے گا اللہ کی رسم کو کہ بدلتی ہے

سنت اللہ یہاں بھی اہل حق اور اہل باطل کا یہی فیصلہ کن قانون مذکور ہوا ہے کہ فتح اہل حق کو اور اہل باطل مغلوب و مقہور کئے جاتے ہیں۔ یہی عادت اللہ کی ہمیشہ چلی آئی ہے جس میں کوئی تبدیلی آج تک نہیں ہوئی ہے اہل حق بہیات کلمتی یورپی طرح حق پر قائم رہیں اور بعض نے "وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا" کے معنی یہ سمجھے ہیں کہ اللہ کی عادت ذاتی و اختیاری نہیں بدل سکتا کیونکہ اس کی ذات تغیر و تبدل سے پاک ہے وہ جو سنت جاری کرتا ہے اس کے موافق ہونا چاہئے۔ (تفسیر عثمانی)

یعنی اللہ نے یہ طریقہ ہمیشہ سے جاری کر رکھا ہے کہ حق کے کارکنوں اور انبیاء اور ان کے دشمنوں پر غالب رہتے ہیں۔ دوسری آیت میں آیا ہے "لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ" میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب آکر رہتے ہیں۔ اور تیسری آیت میں ہے "اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ" یعنی ہمارا لشکر ہی غالب ہوگا۔ تفسیر ہی جگہ ہے (تفسیر عثمانی)

وَهُوَ الَّذِىْ كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ

اور وہی ہے جس نے روک رکھا ان کے ہاتھوں کو تم سے

وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ

اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بیچ شہر مکہ کے

مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ

بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا

مشرکین کی فتنہ انگیزی ۔۔۔ مشرکین مکہ کی یہ کوشش تھی کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیں اور اس کے لئے وہ ہر ممکن تدبیر اختیار کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی کہ وہ اپنے مسلمان ساتھیوں کو لے کر بے خوف و خطر مکہ میں داخل ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ہر شرارت سے محفوظ رکھے گا۔ اس کے بعد مشرکین نے اپنے سفیر بھیجے اور صلح کی درخواست کی۔ اس کے بعد صلح حدیبیہ کی شرائط طے ہوئیں۔ اس صلح کے بعد مسلمانوں کو مکہ میں داخل ہونے کا موقع ملا۔ اس آیت میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ (ابن کثیر)

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور ہے اللہ جو کچھ تم کرتے ہو

بَصِيْرًا ﴿۲۴﴾

دیکھتا ہوا

شان نزول ۔۔۔ ان آیات کی شان نزول میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ مکہ کے کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے سفیر بھیجے تھے۔ ان کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں۔ (ابن کثیر)

هُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَصَدُّوْكُمْ

یہ وہ لوگ ہیں جو کفر کرتے اور روکتے تھے تم کو

عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيَ

مسجد حرام سے اور قربانی کو

مَعْكُوْفًا اَنْ يَّبْلُغَ مَحِلَّهٗ

کہ رکی ہوئی پہنچے اپنی جگہ تک

مشرکین کی یہ دلیل تھی کہ ہم بیت اللہ کے متولی ہیں اور ہمیں اختیار ہے جس کو چاہیں داخل ہونے دیں جس کو چاہیں روک دیں۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُوْنَ وَنِسَآءٌ

اور اگر نہ ہوتے کچھ مرد مسلمان اور عورتیں

مُّؤْمِنٰتٌ لَّمْ تَعْلَمُوْهُمْ اَنْ تَطَـُٔوْهُمْ

مسلمان جن کو تم نہ جانتے ہو کہ تم ان کو پامال کر دیتے

فَتُصِيْبَكُمْ مِّنْهُمْ مَّعَرَّةٌۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ

پھر پہنچتا تم کو ان کی وجہ سے نقصان بے جانے بوجھے

لِيُدْخِلَ اللّٰهُ فِيْ رَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

تاکہ داخل کرے اللہ اپنی رحمت میں جس کو چاہے

مکہ میں موجود مومنین کے تحفظ کی حکمت عملی

اس میں وہ مسلمان مراد ہیں جو مکہ میں مظلوم و مقہور تھے اور اسلام ان کو دل میں چھپائے ہوئے تھے۔ اگر مسلمان ان کو پہچانتے ہوتے تو بے دریغ ان کو قتل کر دیتے اور ان کی طرف سے کوئی عذر قبول نہ کرتے۔ اس صورت میں ان کو بھی نقصان پہنچتا اور مسلمانوں کو بھی۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھا۔ (ابن کثیر)

لَوْ تَزَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

اگر وہ الگ ہو جاتے ایک دوسرے سے تو ہم عذاب دیتے کافروں کو

مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۲۵﴾

ان میں سے عذاب دردناک

اگر مسلمان کافروں سے الگ ہو جاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔ (ابن کثیر)

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ

جب جمائی کافروں نے اپنے دلوں میں

الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ

ضد ضد جاہلیت کی

حمیت جاہلیت ۔۔۔ اس سے مراد وہ حمیت ہے جو مشرکین مکہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر ظاہر کی تھی۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرہ کی اجازت نہیں دی تھی۔ (ابن کثیر)

فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ

پھر اتاری اللہ نے تسلی اپنے رسول پر

وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى

اور مسلمانوں پر اور لازم کر دیا ان کو کلمہ تقویٰ کا

وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ

اور وہ تھے اس کے زیادہ حقدار اور اہل

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۲۶﴾

اور ہے اللہ ہر چیز کو جاننے والا

کلمہ تقویٰ ۔۔۔ اس سے مراد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے جو صلح نامہ لکھتے وقت مشرکین کی ضد کی وجہ سے نہیں لکھی گئی تھی۔ (ابن کثیر)

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا

سچ کر دکھایا اللہ نے اپنے رسول کو خواب

بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ

ٹھیک لے کر تم ضرور داخل ہو گے مسجد حرام میں

اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ

اگر چاہا اللہ نے امن سے

خواب کی تعبیر ۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہو رہے ہیں۔ اس خواب کی تعبیر اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔ (ابن کثیر)

مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَمُقَصِّرِيْنَ ۙ

منڈواتے ہوئے اپنے سر اور کترواتے ہوئے

لَا تَخَافُوْنَ ۭ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا

نہ ڈرو گے پھر اللہ نے جانا جو تم نہ جانتے تھے

فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا ﴿۲۷﴾

پھر کر دیا اس سے پہلے ایک فتح نزدیک

فتح قریب ۔۔۔ اس سے مراد خیبر کی فتح ہے۔ (ابن کثیر)

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت

وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ

اور سچا دین تاکہ غالب کر دے اس کو سب دینوں پر

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۲۸﴾

اور کافی ہے اللہ گواہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ

محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں

اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

سخت ہیں کافروں پر آپس میں رحم دل ہیں

تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا

تو دیکھے ان کو رکوع کرتے سجدے کرتے ڈھونڈتے ہیں

مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ

اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی نشان ان کے

مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ

چہروں میں ہے سجدوں کے اثر سے یہ ہے ان کا حال توراۃ میں

وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــَٔهٗ

اور ان کا حال انجیل میں جیسے ایک کھیتی نکالی

فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ

پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹا ہوا پھر کھڑا ہو گیا

يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ

خوش کرتی ہے کھیتی والوں کو تاکہ جلائے ان سے کافروں کو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

وعدہ کیا اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور کئے

مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

ان میں سے بخشش اور ثواب بڑا

صحابہ کرام کی شان ۔۔۔ اس آیت میں صحابہ کرام کی شان بیان کی گئی ہے۔ ان کی صفات بیان کی گئی ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ (ابن کثیر)

لَوْ تَرَيَّلُوْا لَعَذَّبْنَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْٓا
اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا

اِذْ جَعَلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ
سَكِيْنَتَهٗ عَلٰي رَسُوْلِهٖ وَعَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ

حدیث میں "کلمۃ التقویٰ" کی تفسیر "لا الٰہ الا اللہ" سے کی گئی ہے کیونکہ تقویٰ کی بنیاد توحید پر ہے جس کے بغیر اللہ کے لئے تقویٰ ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تقویٰ کا لباس عطا فرمایا۔ یہ شرف صحابہ کے علاوہ دوسروں کو حاصل نہ ہو سکا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی تکلیف پہنچتی یا کوئی غم لاحق ہوتا تو آپ اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے اور فرماتے "لا الٰہ الا اللہ الحلیم الکریم، لا الٰہ الا اللہ رب العرش العظیم، لا الٰہ الا اللہ رب السموات ورب الارض ورب العرش الکریم" (صحیح بخاری

## وَدِیْنِ الْحَقِّ

دین حق پر ایمان

اسلام ہر لحاظ سے سچا ہے: یعنی اس دین اور اس کے لانے والے کا ہر حکم اور ہر پیغام سچا ہے۔ یہی وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمایا۔ (ابن جریر)

## لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ

تاکہ اس کو اور دینوں پر غالب کر دے

غلبہ کا مراد اسلام ہی کا مقتدر ہے: شاہ ولی اللہ صاحب نے اس آیت کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس دین کو تمام مذاہب پر غالب کر دے۔ اور مسلمانوں نے تمام دنیا پر ایک مدت تک غلبہ بھی پایا۔ لیکن ترقی و شوکت سے حکومت کی ہوا نکلنے لگی دنیا کے مذاق نے قریب یک وقت آنے والا ہے کہ اسلام پھر تمام دینوں پر غالب کی حکومت ہوگی۔ باقی یہ بات دلائل کے اعتبار سے تو اس وقت بھی ثابت ہے (ابن جریر)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب قریشیوں میں پہنچے جہاں سے کعبہ کے صحن دکھائی دیتے تھے تو آپ نے غلام بنی سے فرمایا جو کہ بنی حسن پانچ میں کبھی پانچ میں کبھی چھ میں صرف گلہ چرایا کرتا تھا اور بکریوں کی حفاظت میں مشغول تھا۔ اس آپ نے فرمایا کہ اے غلام تو اپنی بکریوں کو لیکر ادھر ادھر چلا جا۔ غلام نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میرا کوئی سرپرست نہیں ہے جو میرے لئے کھانا تیار کرے اور میرے لئے کھانا لیکر آئے۔ اس لئے میں اپنی بکریوں کو لیکر کہاں جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ تو اپنی بکریوں کو لیکر جا۔ میں تیرے لئے کھانا بھی بھیجوں گا۔ اور تو جہاں بکریوں کو چرائے گا وہاں تیرے لئے کھانا بھی پہنچ جائے گا۔ چنانچہ غلام اپنی بکریوں کو لیکر چلا گیا۔ آپ نے شریف بن عبد اللہ کے ترکی غلام کی طرف بیٹھے ہوئے تھے آپ نے چاند کے ٹکڑے میں سے ایک ٹکڑا لیکر اس کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور فرمایا کہ اے اصحاب تم اپنے اپنے حصے سے کھاؤ۔ اور ایک حصہ آپ نے اپنے سامنے رکھ لیا۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ تو نے ہر نبی کو اس کی قوم میں سے معجزات عطا فرمائے ہیں۔ اب آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو میرے ساتھ شرط کرتا ہے کہ جب میں اپنے رب کے پاس پہنچ جاؤں تو میں اس کی طرف اپنی قمیص بھیجوں گا۔ تو وہ قمیص میرے اوپر سے اترے گی۔ اس پر قریش کہنے لگے کہ لوگوں کی طرح چوکڑیوں پر رہے ہو گویا جان نہیں جانا تک ہے۔ تین مرتبہ آپ اسی طرح بھی بات دہراتے رہے مگر وہاں تک چپ رہے تک بھیجوں گا اسی طرح کہتا چلا جاؤں گا۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ اے محمد تم جو کچھ کہہ رہے ہو ہم اس کو نہیں سمجھ رہے ہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے کہتا ہوں کہ میں اپنے رب کے پاس جاؤں گا۔ اور میرا رب میرے لئے ایک قمیص بھیجے گا۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اے ابو جہل تو اس کو دیکھ کر کیا کرے گا۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اے ابو جہل تو اس کو دیکھ کر کیا کرے گا۔ اس پر ابو جہل نے کہا کہ اگر تم سچے ہو تو اس کو ہمارے سامنے پیش کرو۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ اے ابو جہل تو اس کو دیکھ کر کیا کرے گا۔

یا ایھا الذی لا دین لہ ولا بہ ایھا الذی نحطہ بسوءۃ
حلوا سر الکفار ھل سبقتموہ نظر تکما علی کاویلہ
کما صرت کم علی لم یقطعوا من بنی الجھاد عن قتلہ
وتدھل الجاھلیا عن خلیلھا فذل الرحمن فی تنزیلہ
لو صاحب قتلی علی زمزمۃ یاؤ حمۃ اللہ لی سبیلہ
یرون منی غوص بئیسہ

اسی اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کے حدود اور کنوؤں دین قبول فرمائی اور اللہ کے رسول نے ہمارے سامنے حقیقت کو واضح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے دین کو مکمل کر دیا۔

میں ہوتا ہے اس کا اثر چہرے پر ہوتا ہے پس جو شخص جب اپنے دل کو درست کر لیتا ہے اپنا باطن سنوار لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی کی نگاہوں میں سنوار دیتا ہے۔ اسی لئے حضرت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو بھی آراستہ و پیراستہ کر دیتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص بھی بات چیت و کردار کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ سے اپنی تعلق جوڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اچھی تعریف کرتا ہے۔ لیکن یہ بھی ایک روایتی طریق متروک ہے۔ مسواک میں آپ کا فائدہ ہے کہ اگر کسی سے کوئی شخص کی خوبیاں بیان کرے کہ فلاں بڑا نیک آدمی ہے تو اس میں کوئی سوائے ہو کوئی عمل کر لے اللہ سے بھی خوبیوں کے سامنے رکھ دیگا۔ نبوائی ہو اور بھلائی ہو۔ مسند کی اور حدیث میں ہے نیک طریقہ یعنی اچھا اور سیدھا راستہ کے پچیسویں حصہ میں۔ ایک حصہ ہے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت سے رافضیوں کے قلع و استدلال کیا ہے کیونکہ وہ صحابہ سے چڑتے ہیں اور ان سے بغض رکھنے والے کافر ہے۔ حاصل کلام ایک جماعت کی اس اللہ نے انام صاحب سے ساتھ ہے۔ صحابہ کرام کے لئے نبی ہیں ان کے فضائل سے تو شروع پوری کرنے میں بہت سی احادیث آئی ہیں۔ خود خدائے تعالیٰ نے اپنا بڑا تعریفی بیان کیا ہے اور اس سے اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہے۔ کیا ان کی بزرگی میں یہ کافی نہیں؟ صحیح مسلم شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرے صحابہ کو برا نہ کہو ان کی جو دنیا اور آسمانی نور ہیں کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو ان کے مکئے بلکہ آدھ پاؤ کے ثواب کو بھی نہیں پا سکتا۔ (صحیح بخاری)

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝

اور کافی ہے اللہ تعالیٰ گواہ ہونا

یعنی اللہ اس دین کی حقانیت کا گواہ ہے اور وہی اپنے فعل سے اسکو ثابت کرنے والا ہے۔ (تیسیر الرحمٰن)

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ

محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہیں

اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ

زور آور ہیں کافروں پر ☆

## معاندین اسلام کے لئے صحابہ کی سختی

یعنی کافروں کے حق میں بہت سخت مضبوط اور قوی ہیں۔ جس سے وہ ان پر مرعوب ہوا اور گھبرائے خوف کرتے ہیں۔ ان کا تصور ہوتا ہے۔ قرآن میں اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (۵: ۵۴) وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً (۹: ۱۲۳) اور فرمایا اللہ تعالیٰ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً (۹: ۱۲۳) اور فرمایا اللہ تعالیٰ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً (۹: ۱۲۳) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "مسلمانوں کی ہوا اپنی اور وہ سب چڑ جاتے ہیں اور ہوا ان سے خوف کرتے ہیں" دوسری جگہ لکھا ہے کہ کسی کافر نے ہاتھ احسن عبد حسن سلوک سے پیش آنا اور مسلمت کا بھلا ہو ہاتھ نہیں پھیرتا ہے کہ ان کے مقابلہ میں وہ ہیچ اور ذلیل ہو جائے۔ (کبیر جلد)

شیعوں کی تردید ان آیتوں نے اپنے اور آیت میں فرمایا ہے وَكَانُوْٓا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۝ صحابہ کرام ہی حقدار اور اہل تھے اللہ ان کے حق سے واقف ہے۔ ظاہر ہے کہ ان کے حق میں یہ آیت نہیں ہے۔ (کبیر جلد)

چار جگہ نام ہمراہ کا ذکر پہلے قرآن میں ساتھ نبیا اس لئے ہے کہ حکم کا ہمراہ کرنے سے ہوتے ہوا ہے اثر ہوتا ہے۔ صحابہ کے حق میں خصوصاً ہمراہ کے موقع پر وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ اور مخالف اور دوسرے کافروں کے حق میں ہمراہ ہونے کی بات نہیں بلکہ وہ ان کے دشمن ہیں۔ پھر قرآن میں صرف چار جگہ نام لکھا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ جس صحابی کا نام ہے وہ بہت ہی بڑے درجہ کا ہے کہ اس کی فضیلت میں آیت نازل ہوئی۔ پھر ان چار میں سے بھی ایک کی فضیلت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کا ہمراہ قریش سے اس کو مکہ کو فتح میں عبداللہ شیخ پر ہمراہ کیا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اس کو علیحدہ کر دیا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی خصوصیت سے آپ کے ساتھ ہونے کا ذکر فرمایا۔ اللہ رسول اللہ فرمایا قرآن میں ہمراہ کا ذکر ہے کہ اس کی خبر دے دی ہے۔

کافروں پر سخت ہونے کا مطلب صحیح بخاری وغیرہ کی حدیث میں ہے کہ من احدث فیھا حدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین جو شخص اپنی بدعت اور نفس و خواہش کو اس دین میں داخل کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو یہ بات کہہ کر حضور نے اس کا مطلب بیان کر دیا۔ اسی سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام کے کفار کے مقابلہ پر سخت ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وہ بھی کسی کافر پر جبر نہیں کرتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کسی موقع پر اللہ و رسول کا حکم کافروں کے خلاف ہوتا ہے تو وہ اس کو اپنے رشتے ناتے یا دوستی و محبت کے علاقے کی کام میں لاتے ہیں اور جہاں تک ان کے ساتھ حکم کے موافق کے تعلق ہے وہ قرآن میں ہے کہ (اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) یعنی کیا تو نے منافقوں کو دیکھا کہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہے۔ وہ دشمن کے مقابلہ پر نہیں آتے کہ ساتھ اشتعال کا مظاہرہ کریں اور نہ ہی ان کا یہ مقصد ہوتا ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے بشانہ واقعات میں جن میں سجدہ و رکوع یا نماز پڑھنا کفار کے ساتھ اشتعال و ٹکراؤ کے مظاہرے نہ کئے جائیں اور اسلامی حمایہ میں صرف اور صرف اوصاف بیان کئے جائیں تو اسلام کا حکم ہے۔ جس میں کوئی بھی بعض واقعات کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی جائے۔ (حاشیہ متن علیہ)

## رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

رحمدل ہیں آپس میں

آپس میں نرمی و محبت: یعنی اپنے بھائیوں کے ساتھ ان کے رویہ میں ان کے لئے نرمی سے پیش آنے اور تواضع و انکسار سے پیش آنے والے ہیں جیسا کہ یہ بات دوسری جگہ بھی فرمائی گئی ہے "اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ" (المائدہ ۵۴)

آپس میں محبت کی وجہ: "رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ" یعنی اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کے ساتھ سخت ہونا اور ان کے مقابلہ میں ان کا غالب ہونا ان کی آپس میں محبت کا موجب ہوتا ہے۔ کیونکہ محبت کا ایک بہترین ذریعہ دشمن کا مقابلہ ہوتا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپس میں باہمی محبت کے زیر اثر "آپس میں محبت کرنے والے" کہا گیا ہو۔ (جیسا کہ اپنے سایہ کی حفاظت کرنے والے کو سایہ کرنے والا کہہ دیا جاتا ہے) (۔۔۔ مسلم، ابن ماجہ) آگے ایک حدیث آتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت کے ذریعہ ہی کرے گا۔ (تفسیر مظہری)

## تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ

تو دیکھے ان کو کہ جھکے ہیں اور سجدہ میں ڈھونڈتے ہیں

## فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا

اللہ کا فضل اور اس کی خوشی

خدا پرستی: یہ لوگ اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ سجدہ کرنے والے ہیں۔ اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے طلبگار ہیں۔ عبادت کا مقصد صرف اللہ کی رضا اور اس کا فضل ہے۔ ریا اور نمود کا شائبہ بھی اس سے کامل اخلاص کی نشاندہی کرتا ہے۔ (احسن الفوائد)

"سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ" کی ضمیر کا مرجع: "رُكَّعًا سُجَّدًا" سے ان کے چہروں پر جو نشانیاں ہیں ان کی وجہ سے "یہ" خلیفہ اشخاص اور ان کی نیت اور اخلاص کی وضاحت میں بالکل بے ہدایت کر دیتا ہے۔ عظمت کے سوا اپنے چہروں کے اوپر (حقیقی) پہچان۔ جہاں سے لوگوں میں الگ پہچانے جاتے ہیں۔ (ابن کثیر)

سجدوں کی نشانی: حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ نشانیوں سے مٹی کے نشان مراد ہیں۔ ابوالعالیہ نے کہا کہ اس کی وجہ سے قیامت کے روز ان کی علیحدہ پہچان ہوگی۔ (تفسیر مظہری)

یعنی نماز ان کا ایسا مانوس عمل بن گیا ہے کہ نماز اور سجدہ کے نشانات ہر وقت ان کے چہروں سے نمایاں رہتے ہیں۔ عرفان آثار سے وہ انوار ہیں جو عبادت اور خشوع و خضوع سے ہر محقق عبادت گذار کے چہرہ پر منعکس ہوتے رہتے ہیں۔ پیشانی میں روشن محراب بنا جاتا ہے اور ماتھا کسی خصوصی انداز تجلیہ کا پرتو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ہم پر کرم ہے کہ ان میں سے بہت سی چیزوں کو ہم نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔ ہر کثیر صورت باطل حسن و جمال کا اظہار بھی جو محض بات بنی نہ ہو کی کثرت کرتا ہے۔ ان میں اس کا چہرہ کسی نور سے بھرا ہوا ہے اور حضرت حسن بصری نے فرمایا کہ اس سے مراد خوبصورتی کے چہرے بنا دینا نہیں جو قیامت میں نمایاں ہوگا۔ (معارف القرآن)

خاتمہ نے فی تفسیر میں معجزات صحابہ کا تفصیل اور نقوش بیان کیا ہے۔ ابن ابی حاتم نے یہ قول نقل کیا ہے "ان للحسنة نورا فی القلب وضوء فی الوجه وسعة فی الرزق" کہ نیکی کا نور قلب میں ہوتا ہے اور اس کی روشنی چہرہ پر ہوتی ہے اور رزق میں برکت عطا فرماتی ہے۔

امام مالک نے یہ مضمون سے فرمایا حضرت صحابہ کی نظیر ہیں اور ان کے ایمان کی یہ ایک اثر تھا۔ کہ جو لکھی اکثر بقیہ ان کی گواہی دیتا کہ یہ نظر کے گروہ ہیں۔ میں اور حسان نے کہا کہ ہم کو دیکھ کر تمام شام کے راہب ان کے لئے حلال دیتے تھے اور کہتے تھے خدا کی قسم یہ لوگ تو عیسیٰ کے حواریوں سے بھی افضل ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر، حاشیہ کاندھلوی)

## ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَمَثَلُهُمْ

یہ شان ہے ان کی توریت میں اور مثل ان کی

## سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود

چہروں کا نور ہے ان نشانیوں کی جو سجدوں کی پابندی سے ہوتی ہیں

## فی الانجیل

انجیل میں ہے

یہ انجیل کی کتاب ہے ابن داؤد ابن ابراہیم کی پیدائش کی یہ ہے کہ جب اس کی ماں مریم یوسف کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ ان کے ملنے سے پہلے وہ حاملہ پائی گئی۔ پھر یوسف نے جو اس کا خاوند تھا راست باز ہونے سے اور اس کو بدنام کرنا نہ چاہنے سے چاہا کہ اس کو چپکے سے چھوڑ دے۔ (متی باب ۱ آیت ۱۸ تا ۱۹)

### توراۃ والانجیل میں صحابہؓ کی مثال:

امام بخاریؒ نے فرمایا: یہ صفت کہ اللہ کی یہ مثال انجیل میں ہے کہ شروع میں انجیل ہوئے پھر یہ مضبوط ہوئے اور توانا ہو گئے جیسے کہ حضرت قتادہؒ نے فرمایا۔ صحابہؓ کرام کی یہ مثال انجیل میں تھی ہوئی ہے کہ "ایک قوم ہے جس کی نیچ نکلی ہے" (مضبوط کی) مراد وہ زمین ہے جس میں کھیتی کی جڑ ہے جس کو کھیتوں نے مضبوط کر دیا ہے (مضبوط

صحابہ کرام کے اوصاف حمیدہ کے ساتھ متصف ہے۔

## عرصہ عمر حضرت ابوبکرؓ

اللہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جتنا عرصہ عطا فرمایا جیسے وہ ہجرت زمین میں برابر تین کے بعد حضرت ابوبکرؓ حضرت علیؓ حضرت عثمان حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ حضرت سعد حضرت سعیدؓ حضرت حمزہ حضرت جعفر رضی اللہ عنہم اور دوسرے حضرات مسلمان ہوئے یہاں تک کہ حضرت عمر پچاسویں نمبر پر ایمان لائے شروع میں سوا سو یا ڈیڑھ سو (۱۵۰) افراد اسلام کو اپنانے کے لئے جو حرف سے لفظ تک پہنچ گئے اگر اللہ کی حمایت نہ ہوتی تو ابتدائی دور میں ہی ان کی بیخ کنی ہو جاتی۔ لیکن جب اللہ کی حمایت اور نصرت کا کوشش سے اسلام کے اس پورے کو تو ہی کر دیا صحابہ نے کہ تو نبیاں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں اپنے خون سے پنچایا اور جو نبی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی جاری رہی خصوصاً حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں تابڑ توڑ یلغار مسلسل چلتی رہی یہاں تک کہ اسلام پوری دنیا کی مسلمہ اور چھائی ہوئی طاقت بن گیا اور کفر کی ہر قوت کو تاریخ نے دیکھا کہ وہ یا تو اسلام کے آگے سر جھکا کر اس کی ماتحت بن گئی یا پھر اس کا وجود ہی ختم ہو گیا۔ اس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہوا ہے:

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝ (سورۃ فتح)

ترجمہ: وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول ہدایت اور سچا دین تاکہ غالب کرے اس کو سب دینوں پر اور اللہ کافی ہے گواہی دینے والا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت اسلام "میری امت (کبھی) گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی"۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی فضیلت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہنا اللہ سے ڈرتے رہنا میرے بعد ان کو (طعن کا) نشانہ نہ بنانا۔ جس نے ان سے محبت کی میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے ان سے بغض رکھا جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اور جس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو ایذا پہنچائی اور جس نے اللہ کو ایذا پہنچائی قریب ہے کہ اللہ اس کو پکڑ لے"۔ (ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے صحابہ کو برا نہ کہو (ان پر طعن نہ کرو) پس قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک مد (سیر بھر) کو بھی نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی نصف کو"۔ (صحیح بخاری و مسلم) اللہ نے یہ بشارت صحابہ کرام کے علاوہ کسی اور کو نہیں دی۔

یہی وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گرامی نے امت کو ہدایت فرمائی کہ میرے صحابہ کو کبھی برا نہ کہنا یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ زمین کے بسنے والوں (تمام جنت کی طرف لے جانے والا) قافلہ کو دیکھ کر روئیں گے تو بھی یہ قافلہ ان شاء اللہ جنت کی طرف جائے گا۔ اور ترمذی میں حدیث ہے کہ میرے صحابہ کے درمیان اختلافات ہوں گے

کا رہبر قافلہ ہوں گے جو ان سے پہلے ہوں گے جیسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کے عہد خلافت کے زمانہ میں اسلام کو قوی کرنے اور مستحکم بنانے میں زیادہ حصہ لیا جیسے حضرت عثمانؓ اور دوسرے صحابیوں نے نفس نفیس کیا ہے۔

ہم نے اپنی کتاب الصف المرصوص میں سیرت النبی ﷺ اور ان کے اور ان سے خاص حضرات کے نفع کی کامل طور پر بیان کر دیئے ہیں۔ تمام روایات اور شہادات حق کو واضح طور پر ذکر کر دیا ہے۔

## انجیل میں صحابہ کی مثال

بعض نے کہا ہے کہ اللہ نے انجیل میں صحابہ کی ایک مثال بیان کی ہے کہ وہ زراعت میں (بوئے ہوئے) (کھیتی) ہیں کہ پہلے پہلے کمزور ہوتے ہیں پھر قوی ہو جاتے ہیں۔

قادہ نے کہا اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمثیل انجیل میں اس طرح دی گئی ہے۔ ان کو اس کی (نئی) کھیتی (کے پودے) کی طرح ہوگی اور بھلائی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے۔

حسن نے کہا کہ یہ ایک کھیتی (کے پودے) سے مراد ہے جو صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے ایک ہی جڑ میں پھر بہت سی شاخیں نکلتی ہیں اور پھر ان سے ہر شاخ پر ایک ایک بالی نکلتی ہے۔

## تمثیل فی التوراۃ

مجاہد بن قتادہ اور ابن عیینہ نے حسن نے فرمایا کہ لفظ کے حوالہ میں اور مَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ (ابوبکر) اور أَخْرَجَ شَطْأَهُ (عمر) عمر نے طاقت دیں اور فَآزَرَهُ (عثمان) عثمان نے تقویت دی فَاسْتَغْلَظَ (علی) علی نے اس کو طاقت دی اور فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ (طلحہ و زبیر) طلحہ و زبیر نے اس کو قوت دی يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ (سعد و سعید) سعد و سعید نے اس کو قوت دی لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (عبدالرحمن) عبدالرحمن نے کفار کو غصہ دلایا۔ اللہ نے ان سب سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا۔ (تفسیر طبری)


رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْدًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ

تاکہ میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو ہی بہتر وارث ہے

## کافروں کا بغض

بعض اسلامی محقق کی یہ تحقیق اور واقعی بہادر دیکھ کر کافروں کے دل غیظ و حسد سے جلتے ہیں۔ اور آیت سے بعض علماء نے یہ نکالا کہ صحابہ سے جلنے والا کافر ہے۔ (منہ جلالی)

## صحابہ کرامؓ سے بغض کافروں کا کام ہے

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۔ ہم کی ضمیر قُلُوبَ مُتَّقِينَ کی طرف راجع ہے یا معنوی طور پر ضمناً کی طرف راجع ہے کیونکہ پہلی صورت سے جو آتا ہے وہ یہی ہے اس سے مراد اہل مکہ ہیں جو (آج تو اسلام لے آئے ہیں مگر) مسلمان ہو گئے۔ یعنی کافروں کو جلانے کے لئے اللہ نے اہل یمن کو کافروں کے لئے سخت اور آپس میں مہربان، نرم دل بنایا۔

حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا صحابہؓ کے خلاف جس کے دل میں کوئی جلن اور حسد پائے یہ آیت کا مصداق ہے۔

حضرت عبداللہ بن مغفل مزنی راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو (یہ تین بار فرمایا) خبردار میرے بعد ان کو ہدف (مذمت یا ملامت) نہ بنانا جو ان سے محبت کرے گا وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ حقیقت میں مجھ سے بغض رکھنے کی وجہ سے ان سے بغض رکھے گا جس نے صحابہ کو ایذا پہنچائی اس نے اللہ کو اذیت دی اور جس نے اللہ کو اذیت دی تو عنقریب اللہ اس کو پکڑ لے گا۔ (ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

حضرت ابوزرعہ رازی فرماتے ہیں کہ جب تم حضرت امام مالکؒ کی مجلس میں حاضر ہو تو ایک شخص نے بعض صحابہؓ کو برا بھلا کہنا شروع کیا تو میں نے کہا ملحد! تو اسلام کے لئے زہر ہے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔ میں نے کہا کس جرم میں؟ فرمایا کہ وہ کافر ہو جائے گا اور ہم کافر کو قتل کرتے ہیں۔ (صارم مسلول)

## رافضی کا کفر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ امام مالکؒ نے اس آیت سے رافضی کا کفر پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ صحابہؓ سے بغض رکھتے ہیں اور ان سے بغض نص قرآنی سے کفر ہے۔ امام مالکؒ کے اس قول اور نکتہ کی تائید بہت سے ائمہ فقہاء اور علماء سے منقول ہے۔ امام مالکؒ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو آپ نے پڑھا یہ آیت مذکورہ اور فرمایا جو شخص کسی صحابی کے کفر اور ضلالت میں شک کرے تو اس کے قتل میں صحابہ سے بغض بنا پر یقیناً یہ آیت اسی پر منطبق ہے۔

علقمہ بن عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے فرمایا کرتے تھے رسول خدا کے اصحاب اس امت کے سب سے زیادہ نیکوکار اور سب سے زیادہ متقی اور تھے جن کا علم نہایت عمیق تھا ان میں تکلیف کا نام و نشان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پیغمبر کی حمایت کے لئے اور اپنا دین قائم کرنے کے لئے چنا تو ان کی اخلاق و عادت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو جہاں تک بھی تم سے ہو سکے۔ (روح المعانی۔ مضمون مسائلی۔ جامع ترمذی ج ۲ (حاشیہ ۵ صفحہ)

## تمام صحابہ عادل ہیں

اہل سنت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل تھے (کوئی فاسق تھا) غلبہ صالح بقیہ پر تھا جو اب منتفی ہو چکا (منہ جلالین) اسی بنا پر ان کی تعدیل کے لئے کسی سند کی ضرورت نہیں۔ (منہ جلالین)

اسی بنا پر ائمہ نے عقیدہ میں لکھا ہے کہ صحابہ کو ذکر کرنے کے لئے ہے (رضی اللہ عنہ لہم وسخط علیہ ابدا) یعنی اللہ جس سے راضی ہو جائے پھر اس پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کی نہ پیشگوئی فرمائی کہ جنت رضوان میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی آگ میں نہ جائے گا مگر یہ فرمایا کہ جو اصحاب انہی کے لئے کیا گیا ہے ان میں سے بعض کا مستثنیٰ ہونا متصلاً بیان ہے اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام سب کے سب دخول جنت ہیں۔

| عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ |
| --- |
| ثواب بڑا ہے |

## صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے لئے دعاء

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یہ وعدہ ہوا ان کو جو یہاں والے ہیں اور بھلے کام کرتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اسی طرح ایسے ہی تھے۔ مگر خاتمہ کا اس پر نکلنا کہ حق نے بندوں کو اس سے صاف خبر نہیں دیا کہ کیا ہو جائیں۔ اس مالک سے اپنی شایانی بھی ہے" تم سورہ الفتح بفضل اللہ ورحمتہ اللہ لحمد والمنۃ۔ (منہ جلالین)

## روافض کا کفر:

صواعق محرقہ میں ہے کہ امام مالکؒ نے اس آیت سے روافض کی تکفیر پر استدلال کیا ہے۔ کیونکہ وہ صحابہؓ سے بغض رکھتے ہیں اور ان سے بغض نص قرآنی سے کفر ہے۔ امام مالکؒ کے اس قول اور نکتہ کی تائید بہت سے ائمہ فقہاء اور علماء سے منقول ہے۔ امام مالکؒ کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا جو صحابہؓ کی شان میں گستاخی کرتا ہے تو آپ نے پڑھا یہ آیت مذکورہ اور فرمایا جو شخص کسی صحابی کے کفر اور ضلالت میں شک کرے تو اس کے قتل میں صحابہ سے بغض بنا پر یقیناً یہ آیت اسی پر منطبق ہے۔

علقمہ بن عبداللہ بن مسعود سے منقول ہے فرمایا کرتے تھے رسول خدا کے اصحاب اس امت کے سب سے زیادہ نیکوکار اور سب سے زیادہ متقی اور تھے جن کا علم نہایت عمیق تھا ان میں تکلیف کا نام و نشان نہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے پیغمبر کی حمایت کے لئے اور اپنا دین قائم کرنے کے لئے چنا تو ان کی اخلاق و عادت کو پہچانو اور ان کے نقش قدم پر چلو جہاں تک بھی تم سے ہو سکے۔ (روح المعانی۔ مضمون مسائلی۔ جامع ترمذی ج ۲ (حاشیہ ۵ صفحہ)

## تمام صحابہ عادل ہیں

اہل سنت کا اجماع ہے کہ تمام صحابہ عادل تھے (کوئی فاسق تھا) غلبہ صالح بقیہ پر تھا جو اب منتفی ہو چکا (منہ جلالین) اسی بنا پر ان کی تعدیل کے لئے کسی سند کی ضرورت نہیں۔ (منہ جلالین)

اسی بنا پر ائمہ نے عقیدہ میں لکھا ہے کہ صحابہ کو ذکر کرنے کے لئے ہے (رضی اللہ عنہ لہم وسخط علیہ ابدا) یعنی اللہ جس سے راضی ہو جائے پھر اس پر کبھی ناراض نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کی نہ پیشگوئی فرمائی کہ جنت رضوان میں شریک ہونے والوں میں سے کوئی آگ میں نہ جائے گا مگر یہ فرمایا کہ جو اصحاب انہی کے لئے کیا گیا ہے ان میں سے بعض کا مستثنیٰ ہونا متصلاً بیان ہے اسی لئے امت کا اس پر اجماع ہے کہ صحابہ کرام سب کے سب دخول جنت ہیں۔

| وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا |
| --- |
| وعدہ کیا ہے اللہ نے ان سے جو یقین لائے ہیں اور کئے ہیں |
| الصّٰلِحٰتِ مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا |
| اچھے کام صحابی کا اور ثواب |

سورۃ الحجرات

مکی ہے اور اس میں اٹھارہ رکوع ہیں ان کی تقسیم یہ ہے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کرتا چلا رہے ہیں تو ان کے آپ سے آگے بڑھنے کو نہ دیکھ کر نے کی کیا وجہ ہے تو آپ نے پہلے فرمایا کہ شاید انہوں نے تکبر کیا ہو گا کی حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ بات عرض کر دی کہ آپ نے ان کی کوئی وجہ نہیں بتائی تو آپ نے فرمایا کہ جبرائیل امین علیہ السلام نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ وہ اپنی نماز کو اس لئے لمبا کرتے ہیں کہ وہ لوگوں کے پیچھے ہیں۔ (مسند امام احمد)

## علمائے دین اور دنیوی حشمت والوں کے ساتھ اس لیکن ادب ملحوظ رکھنا چاہئے

بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حاضرین نے اگرچہ یہ حکم نہیں کیا تھا کہ ہم سے آگے نہ بڑھو لیکن ان کا یہ طریقہ ادب اور تعظیم کا تھا کہ ایک ان حضرت جو اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کی حضرت ابوبکر سے آگے چلے ہیں تو آپ نے تعجب فرمایا اور فرمایا کہ کیا تم ایسے شخص کے آگے چلتے ہو جو دنیا میں تم سے بہتر ہے اور فرمایا کہ نبیاں آدب کا ملحوظ رکھنا ہے پھر نبی کے بعد تمام امت میں سے ابوبکر ہی افضل ہیں (ازالۃ الخفاء) اسے علماء نے فرمایا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کا بھی یہی حکم ہے کہ ان کا ادب ملحوظ رکھا جائے۔ (مظاہر حق جدید)

**لَا تُقَدِّمُوْا** ۔ آگے نہ بڑھو اور نہ کسی بات میں اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی کرو۔ (معالم)

**بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ** ۔ دونوں ہاتھوں کے درمیان یعنی اللہ اور اللہ کے رسول کے فرمانے سے پہلے یا فیصلہ کرنے سے پہلے۔ (معالم)

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی عبادت اور دین کے معاملہ میں اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور نہ کسی بات کا فیصلہ کرنے میں رسول سے پہلے فیصلہ کرو۔

**وَاتَّقُوا اللّٰهَ** ۔ اللہ سے ڈرتے رہو یعنی اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھنے میں اللہ سے ڈرو۔

**اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ** ۔ بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔ (معالم)

شان نزول: طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ بنو تمیم کے کچھ سوار حضور ﷺ کے پاس آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سواروں کو ان پر امیر بنا دیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ قعقاع بن معبد کو امیر بنا دیجئے۔ عمر نے کہا کہ نہیں اقرع بن حابس کو امیر بنا دیجئے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

## رمضان سے پہلے دو روزے رکھنا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رمضان سے دو روزے ایک دو روز پہلے رکھ لیا کرو۔ ہاں جو شخص کسی خاص دن کا روزہ رکھتا ہو اس کے لئے ایک دو روز پہلے روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مسلم، بخاری، ترمذی، نسائی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

**وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ**

(اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ سننے والا جاننے والا ہے)

## نبی فرمانبرداری کی شرط

شانِ نزول: رسول کی نبی فرمانبرداری اور تعظیم و ادب بجا لانے کی ہے

جب خدا کا خوف دل میں ہو۔ اگر دس بیس واقعیت بظاہر دلوں اسلام کو نباہنے کے لئے تم دوسروں کا ہمیشہ بار مانتا پڑے گا اور بظاہر ان کے احکام کو آگے۔ کے کالنین فی الحقیقت ان کو اپنی اندرونی خواہشات و اغراض کی تکمیل کے لئے ایک زینہ بنا لیں گے۔ مراد یہ ہے کہ جو دین پر ہے اللہ کے حکام اور رسول میں سے ہے چاہتا ہے کہ اس کے سامنے پڑ ہے کیسے چلنے کی ہے اس کے غور کر کے کام کرے۔ (تفسیر عثمانی)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ

اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں

فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ

نبی کی آواز سے اوپر اور نہ بولو ان کے

بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ

پکار کے جیسے زور سے بولتا ہے ایک دوسرے پر کہیں اکارت نہ ہو جائیں

اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

تمہارے کام اور تم کو خبر بھی نہ ہو ۲۲

## مجلس نبوی کے آداب

جس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شور کرنا اور جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چیخ کر بات کرتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ طریق اختیار کرنا خلاف ادب ہے آپ سے مخاطب کرو تو نرم آواز سے تعظیم احترام کے لہجہ میں ادب و شائستگی کے ساتھ۔ دیکھو ایک مہذب بڑا اپنے سے بڑے لائق شاگرد استاد سے تکلف برتتے ہیں بے ہودہ سے۔ اور ایسے اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ بشیر کا مرجع تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تکلم کرنے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہئے جیسا اوپر بیان ہو چکا اور آپ کو مکہ پیش آتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایک صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور سارا دن محنت اکارت ہونے کا اندیشہ ہے۔

## احادیث کی مجلس اور روضہ نبوی کے آداب

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی پورا ادب چاہئے اور جو تقریر آپ کے پاس حاضر ہوں وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھنے چاہئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے، سنانے، پڑھنے اور سننے کے وقت ادب و تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہئے تاکہ بھائی کلام کا فائدہ ہے بہتر طریق مراتب دنیا کے بہت مقاصد اور فضول کاروں کا روکنا کہلاتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام جس طرح حیات مبارکہ میں تھا اب بھی ضروری ہے

احادیث میں ہے کہ ایک مرتبہ عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد میں دو شخصوں کی آواز سنی تو ان کو تنبیہ فرمائی اور یہ بھی کہا کہ تم لوگ کہاں کے ہو ظالمو کہا کہ ہم طائف میں تھا فرمایا اگر یہ مدینے کے باشندے ہوتے تو میں تم کو سزا دیتا (انہوں کی بات ہے کہ) تم اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں۔ اسی حدیث سے علماء نے یہ حکم اخذ فرمایا ہے کہ آنحضرت کی اللہ علیہ وسلم کا احترام جیسا آپ کی حیات مبارک میں تھا اسی طرح آپ کی وفات کے بعد بھی لازم ہے کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں بھی (زندہ) ہیں اور جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیوی حیات مبارکہ میں تھا کہ یُحَدِّثُ وَيُحَدَّثُ بِالْقَوْلِ آپ کی حرمت میں فرق نہیں اسی حکم ثابت ہے۔ اس لئے قبر مبارک سے اپنی بلند آواز سے بات کرنا اور تخت لب (جیسا آپس میں) گفتگو کرنا بے ادبی اور سوء ادب تعظیم و تکریم کے خلاف ہے۔ (معارف القرآن از مفتی محمد شفیع)

## روضۂ اقدس کے سامنے بھی بہت بلند آواز سے سلام و کلام کرنا ممنوع ہے

قاضی ابوبکر ابن عربی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ادب آپ کی وفات کے بعد بھی ایسا ہی ہے جیسا حیات میں تھا اسی لئے بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کی قبر شریف کے سامنے بھی زیادہ بلند آواز سے سلام و کلام کرنا ادب کے خلاف ہے۔ اسی طرح جس محل میں رسول اللہ

[illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے۔ [

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّأَجْرٌ عَظِيمٌ

ان کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ

بے شک جو لوگ آپ کو باہر سے

الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ

حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں ان میں اکثر

وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ

اور اگر وہ صبر کرتے جب تک آپ

إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ وَاللَّهُ

ان کی طرف نکلتے تو یہ ان کے حق میں بہتر ہوتا اور اللہ

غَفُورٌ رَّحِيمٌ

بخشنے والا مہربان ہے

فضل لوگوں کے آنے [illegible] میں معصیت کی تو بخش دیں
سے گناہوں کے بخشنے میں کسی کو شریک نہیں جس کے واسطے سے [illegible]
پیدا کیا کہ [illegible] کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر
ثابت ہوتا ہے۔

[illegible] یہ آیت اس وقت نازل ہوئی کہ جب [illegible]
[illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] کے سامنے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]

نوٹ: اس آیت کی عظمت کو اپنے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]

## حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی شہادت

[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]
[illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے [illegible]

ہے۔ چاہیے کہ اپنی تعظیم یہ لوگ ہو کر آنحضرت ﷺ کی تعظیم کریں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ تعظیم کا حکم ہے اور تکلف سے منع کیا ہے۔ جس پر تو مطمئن ہو اور تجھ کو تعلیم دے اس سے بات کر۔ اور جس پر تو مطمئن نہ ہو اور تجھ کو تعلیم نہ دے اس سے بات نہ کر۔ (ابن کثیر)

نبی ﷺ کی مجلس میں حاضر ہونے کے آداب

حضرات صحابہؓ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ادب و تعظیم کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی مجلس میں بے ہودہ گفتگو نہ کرتے تھے۔ ایک ایک بات کو غور سے سنتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری پر کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کے وضو کے پانی کو تبرک سمجھتے تھے۔ آپ کے سامنے اپنی آواز کو پست رکھتے تھے۔ آپ کے ادب و احترام میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ جانتے تھے کہ ہم کو جو کچھ ملا ہے آپ کی بدولت ملا ہے۔ آپ کی ذات ہمارے لئے سراپا رحمت ہے۔ آپ کی بارگاہ میں ادنیٰ سی بے ادبی بھی ہمارے لئے وبال ہو سکتی ہے۔ اس لئے وہ ہر وقت ادب و احترام کے ساتھ حاضر ہوتے تھے۔ ان آداب کی تعلیم اس سورت میں دی گئی ہے۔

**حجرات امہات المؤمنین:** ابن سعد نے بروایت طلحہ بن عبداللہ بیان کیا ہے کہ جب حجرات امہات المؤمنین تیار ہو گئے تو ان کے دروازوں پر ٹوٹے ہوئے پتھروں کے پردے پڑے ہوئے تھے۔ ایام تابستان میں جب ظہر کے وقت میں لوگ قیلولہ کرتے تھے تو بنی تمیم سے کچھ لوگ آئے اور انہوں نے حجروں کے دروازوں پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ اس سے منتشر ہو گئے۔ پھر ساری رات کھڑے رہے۔ صبح کو آپ باہر تشریف لائے تو انہوں نے کہا کہ محمد ہمارے پاس آؤ۔ ہم تمہاری تعریف کریں گے اور ہمارا مال تمہارے پاس آئے گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہم نے تم کو اس لئے نہیں بلایا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

**سبب نزول:** ابن سعد نے بروایت محمد بن عمر بن علقمہ بیان کیا ہے کہ بنی تمیم کے چند آدمی مدینہ میں آئے۔ ان میں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصین اور زبرقان بن بدر اور عمرو بن اہتم اور قیس بن عاصم اور نعیم بن یزید اور عطارد بن حاجب اور قعقاع بن معبد اور اقرع بن حابس کے بھائی شامل تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیینہ بن حصین اور قعقاع بن معبد نے پکارا۔ اقرع بن حابس اور زبرقان بن بدر کے ساتھ لے کر دروازے کے پاس پہنچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی بی بی کے حجرہ میں سو رہے تھے۔ انہوں نے پکار کر کہا تھا۔ محمد باہر آؤ۔ ابن جریر نے حضرت جابرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ اقرع بن حابس نے کہا تھا۔ محمد ہمارے پاس باہر آئیں۔ ہماری تعریف کریں۔ ہمارا مال لے لیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔

عبدالرزاق نے معاذ اللہ سے بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ محمد میں نے اپنی تعریف کر دوں تو میں کیا کہوں۔ حاضر آخر میں ہو جاتی ہے اور کسی کو کیا معلوم ہوں تو جو کچھ میں نے کہا ہے سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا شخص جھوٹ کہتا ہے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ روایت کمزور ہے۔ (کیونکہ محمد بن سائب کلبی کا نام اس روایت میں ہے) لیکن اس کی تائید احمد حدیث سے ہوتی ہے جو ذیل کی آیت سے متعلق حضرت ابوبکرہ نے مذکور ہے۔ یہ روایت سے مرفوعاً آئی ہے۔ ابن جریج نے حسن کی روایت سے بھی ایسی ہی حدیث نقل کی ہے

بہرحال ان روایات اور جاہلیت کے الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ یہ آیت (یعنی یہ آیت اور اس کے بعض آیات) اپنی جگہ کے کچھ خاص حالات میں نازل ہوئی۔ لیکن ان کے مفہوم عام ہیں۔ ان کا حکم ہر زمانہ اور ہر حال کے لئے ہے۔ (یعنی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں) ان کو ان باتوں سے روکا گیا ہے۔ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے یہ آیت اس لئے نازل کی تھی۔ حضرت جابرؓ کی روایت میں ہے کہ یہ آیت اس لئے نازل ہوئ

[illegible] ہے اور [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

## آیت سے متعلقہ احکام و مسائل

امام بخاری نے اس آیت میں فرمایا کہ اس آیت سے ثابت ہوا کہ کسی کو جنتی یا جہنمی کہنا جائز نہیں، ہاں جس کے بارے میں نص موجود ہو جیسے دس صحابہ کرام جن کے بارے میں حضور نے جنت کی بشارت دی ہے، ان کے بارے میں ہم جنتی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح جس کے بارے میں نص موجود ہو کہ وہ جہنمی ہے، اس کے بارے میں ہم جہنمی کہہ سکتے ہیں۔ اس آیت میں اپنے آپ کو تزکیہ سے منع کیا گیا ہے، جس کے متعلق نبی کریم نے فیصلہ کر دیا ہو اس کا صدق ثابت ہو جائے۔ اور جس کو وحی کے ذریعہ کوئی خبر بتلا دی گئی ہو اس کی خبر صادق ہے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر نہ بتلائیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ ظن ہوگا۔ اس لئے ظن سے بچنا چاہئے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر بتلا دیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ صحیح ہوگا۔ اس لئے کہ نبی کریم کی خبر صادق ہے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر نہ بتلائیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ ظن ہوگا۔ اس لئے ظن سے بچنا چاہئے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر بتلا دیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ صحیح ہوگا۔ اس لئے کہ نبی کریم کی خبر صادق ہے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر نہ بتلائیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ ظن ہوگا۔ اس لئے ظن سے بچنا چاہئے۔

**مسئلہ:** یہ کہنا کہ فلاں شخص جنتی ہے یا جہنمی ہے، جائز نہیں ہے۔ ہاں جس کے بارے میں نص موجود ہے جیسے دس صحابہ کرام جن کو جنت کی بشارت دی گئی ہے، ان کے بارے میں ہم جنتی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح جس کے بارے میں نص موجود ہو کہ وہ جہنمی ہے، اس کے بارے میں ہم جہنمی کہہ سکتے ہیں۔ اس آیت میں اپنے آپ کو تزکیہ سے منع کیا گیا ہے، جس کے متعلق نبی کریم نے فیصلہ کر دیا ہو اس کا صدق ثابت ہو جائے۔ اور جس کو وحی کے ذریعہ کوئی خبر بتلا دی گئی ہو اس کی خبر صادق ہے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر نہ بتلائیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ ظن ہوگا۔ اس لئے ظن سے بچنا چاہئے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر بتلا دیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ صحیح ہوگا۔ اس لئے کہ نبی کریم کی خبر صادق ہے۔ اور جس کے متعلق نبی کریم کوئی خبر نہ بتلائیں اس کے متعلق ہم جو بھی کہیں گے وہ ظن ہوگا۔ اس لئے ظن سے بچنا چاہئے۔

**صحابہ کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ:** صحابہ عادل ہیں جنت ان کا ٹھکانہ ہے۔ ان سے کوئی غلطی ہو جائے تو ان کو معاف کر دیا جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی صحابی ایسا گناہ کرے جو کفر تک پہنچا دے۔ قرآن کریم نے بھی اس کے خلاف ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی رضا کا فیصلہ صادر فرما دیا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ اللہ سے راضی ہیں۔

**سبب نزول:** ابن ابی حاتم نے محمد بن اسحاق سے بیان کیا کہ حارث بن نوفل بن عبد مناف نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسلام کی دعوت دی۔ میں نے آپ کی دعوت قبول کر لی۔ اور میں نے کہا کہ میں آپ کے پاس آتا رہوں گا۔ اور آپ کی صحبت میں رہوں گا۔ اور آپ کی تصدیق کروں گا۔ اور آپ کے ساتھ جہاد میں شریک ہوں گا

اسلام سے کہہ دیا کہ ان لوگوں نے تو کفر کو ایمان سے اختیار کر لیا اور مجھے قتل کرنے کے لئے بلا رہے ہیں۔ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور ان سے لڑنے کا ارادہ کر لیا۔ بنی مصطلق کو جب خبر ملی کہ ان کے لوٹ جانے کی اطلاع غلط تھی تو وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ جب ہم نے آپ کے قاصد (ولید) کو واپس جاتے ہوئے کی خبر سنی تو ہم اس نے استقبال اور احترام کے لئے اور جو کچھ ہو سکتا تھا قبول کیا تھا اس کو لانے کے واسطے نکل آئے۔ لیکن واپس لوٹ پڑنا ہمیں اس کا سبب معلوم ہوا۔ اس سے ہم کو اندیشہ ہوا کہ شاید راستہ سے لوٹ جانے کی یہ وجہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا کوئی خط راستہ میں اس کو پہنچی کیا۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ناراضگی کا اظہار کیا ہو۔ ہم اللہ کے اور اس کے رسول کے غضب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ بخاری نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی المصطلق کی عہد توڑنے کا یقین نہیں آیا اور آپ نے خالد بن سعید کو بھیجا تو فوج کی صحبت میں پوشیدہ طور پر تحقیق کے لئے بھیجا۔ یا اور یہ علم سے یا کرم جانا کر لیکن کہ ان کے مسلمان ہونے کی کوئی واسطہ معلوم ہوا ان کے مال کی زکوٰۃ لے لینا۔ دوسرا ان کے ہر قسم وغیرہ معاملہ کر جو کچھ ان سے معاملہ کیا جاتا ہے۔ حضرت خالد نے علم کی تعمیل کی۔ جب دن پہنچے تو مغرب و عشا کی اذان کی آواز سنی اور (حسب الحکم) ان سے زکوٰۃ کا وصول کرنا اور ہر سوا اطاعت اور بھلائی کے ان کی طرف سے کوئی بات بھی نہیں دیکھی۔ پھر واپس آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اصل خبر بتلائی اس وقت آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا نازل ہوئی۔

**فَتَبَیَّنُوْٓا** یعنی تحقیق کر لو۔ فاسق کی خبر کی تحقیق کرنے کا حکم دیا۔ یہ علم چاہتا ہے کہ اگر قریب حال (صالح) شخص کوئی خبر دے جو اس کی اطلاع کو قبول کرنا چاہیے کیونکہ قول فاسق خبر کے لئے کافی نہیں ہے۔

لغت میں فسق کے معنی ہے نکلنا۔ عرب کہتے ہیں۔ **فسقت الرطبة عن قشرها** کھجور اپنے چھلکے سے نکل آئی۔ اصطلاح شرع میں بھی کافر پر اطلاق ہوتا ہے کیوں کہ وہ ایمان سے خارج ہوتا ہے۔ قرآن میں استعمال میں فاسق اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو صغیرہ گناہوں پر جما رہے وہ توبہ نہ کرے ہو۔ آیت میں باجماع اہل تفسیر مراد آیہ ہی مراد ہے۔

**حضرت ولید بن عقبہ کا معاملہ:** میں کہتا ہوں۔ ولید بن عقبہ صحابی تھے اور اس وقوعہ کی وجہ سے پہلے ان کا نفاق ظاہر بھی نہیں ہوا تھا اور اس وقوعہ کی بیانی کا سبب بھی ان کی برادری اور ان لوگوں کے متعلق غلط خبر دینی تھی جو اسلام لے آئے تھے۔ اس لئے آیت میں ذاتی سے عام مراد شاید ایسا شخص ہو جس کی سچائی اور عدالت کی شہرت ہوئی ہو۔ اس تفسیر پر وہ شخص جس کی حالت ظاہر نہ ہو مستور الحال میں ہو۔ اس میں داخل ہو جائے گا۔ یا فاسق سے


مراد ایسا شخص ہے جس نے کوئی ایسی الجھن ہو۔ جس سے لغات نے پر قرینہ دلالت نہ پایا ہو۔ خواہ تفسیر ظاہر صالح ہو۔ یعنی صدق طلق (پکی خوشی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا) ایمان لانے اور احکام کے انجام قبول کرنے سے۔ اس کا مرتد ہو جانا بہت زیادہ بعید از عقل تھا۔ اپنے یہ قصد کیا سوائے تین کی بنا پر اور وہ بھی ٹھہرا تھا تو قبول نہیں فرمایا۔ (منہ)

لیکن حضرت علی نے حضرت عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ واللہ لعشیرة رجل منهم مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بغیرہ وجهه خیر من اهل الارض کلهم وملء عشر عشر ہو جو کہ یعنی قبیلہ کے ساتھ کسی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی جہاد میں شریک ہونا جس میں ان کے چہرے غبار آلود ہو گئے ہوں تمہاری شرم کی طاعت دنیا و مافیہا سے افضل ہے اگر یہ ثابت ہو جائے تو حضرت علیہ السلام پر جرح کی جائے گی۔ اسکے ان سے عصمت ثابت ہے۔ واقعہ اگر یہ ہوا اور غیر کی معاملہ وحی کیا گیا ہو جو اس جرم کے لئے مقرر تھی حالانکہ یہ وجود اللہ تعالیٰ کسی کے لئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی کو ذاتی قرار دے اسلئے اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کسی صحابی سے کوئی گناہ صادر ہوتا ہے سزا۔ بھی بتا بعد اصلاحات ان کو فاسق کی بھی نہیں کہا جائے گا اس سے یہ جائز نہیں ہو جاتا کہ کسی فاسق کو اگلے زمانہ میں صحابہ کے ساتھ ملحق کر دیا جائے۔ (کذا فی الروح)

صحابہ سے بعد تو بہ حسنہ کے لحاظ سے ضرور ہی نہیں کہ ایسے شخص کو عادل کہا جائے یہ موجب خروج از عقیدہ اہل سنت والجماعت ہی نہیں کہ جس کے لئے استقال کیا گیا ہے ضروری نہیں۔

**خبر کی تحقیق:** آیت کی رفتار بتا رہی ہے کہ کچھ مسلمانوں نے ولید کو سچا جان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنی مصطلق پر حملہ کرنے کے مشورہ دیا تھا تو تبین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا مشورہ نہیں مانا اور خالد بن ولید کو تحقیق واقعہ کے لئے بھیجا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ایسے مؤمنوں کو خطاب کرتے تحقیق حال کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا اور اس تحقیق کی تاثیر میں عداوت خطا نہیں پڑ سکے۔ (منہ علوی)


وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلَ اللّٰهِ

اور جان رکھو تم میں رسول ہے اللہ کا

لَوْ یُطِیْعُكُمْ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنَ الْاَمْرِ

اگر وہ کہا مانے تمہاری بات بہت کاموں میں

لَعَنِتُّمْ

تو تم پڑو مشکل میں

## حق کو اپنی رائے کے تابع نہ بناؤ

یعنی اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بعض لوگ جو آپ کو اپنی رائے کے تابع بنانا چاہتے ہیں یہ ان کی بڑی غلطی ہے۔ آپ کو ان لوگوں کی خواہشوں یا رایوں کے تابع نہیں ہونا چاہیے۔ یہ لوگ تو قرآن مجید کے احکام کو بھی اپنی رائے کے تابع بنانا چاہتے ہیں۔ جیسا کہ قال فرعون فیما حکی اللہ عنہ وَمَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَىٰ (فرعون نے کہا میں تو تمہیں وہی رائے دیتا ہوں جو میری رائے ہے) الغرض ان کی تحقیق یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی خواہش اور رائے کے تابع ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی خواہشات کا تابع نہیں ہونا چاہیے۔ اس طرح تمام مخلوقوں کی ہلاکت ہو جائے گی۔ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں یعنی تم، علم و عقل پر بھروسہ نہ کرو۔ اللہ اور رسول کا حکم جانتے ہو تو بس ہے۔ کوئی تمہارا دوست ہو یا رشتہ دار، اس کی بات پر نہ چلے۔ (موضح)

## اللہ کے رسول ہی کی اطاعت ضروری ہے

یعنی بعض قرآن نہیں جانتے اور اسلام کا نام لیتے ہیں۔ ان کو اپنی رائے پر بھروسہ کرنا نہیں چاہیے۔ اللہ اور رسول کا حکم جاننا چاہیے۔ تو عمل اسی پر کرنا چاہیے۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہر جماعت کو اپنی رائے پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ اس حقیقت کو ہمارے فقہاء نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اجتہاد صرف اس شخص کو کرنا چاہیے جو قرآن و حدیث کا ماہر ہو۔ جس کو قرآن و حدیث کے احکام کا علم نہ ہو اس کو اجتہاد کرنا حرام ہے۔ اس کو تو صرف یہ کرنا چاہیے کہ جو مسئلہ اس کو پیش آئے وہ کسی عالم سے پوچھ لے۔ (تفسیر ابن کثیر)

## اللہ کے رسول ہی کی اطاعت ضروری ہے

یعنی بعض قرآن نہیں جانتے اور اسلام کا نام لیتے ہیں۔ ان کو اپنی رائے پر بھروسہ کرنا نہیں چاہیے۔ اللہ اور رسول کا حکم جاننا چاہیے۔ تو عمل اسی پر کرنا چاہیے۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ ہر جماعت کو اپنی رائے پر عمل نہ کرنا چاہیے۔ اس حقیقت کو ہمارے فقہاء نے اس طرح بیان کیا ہے کہ اجتہاد صرف اس شخص کو کرنا چاہیے جو قرآن و حدیث کا ماہر ہو۔ جس کو قرآن و حدیث کے احکام کا علم نہ ہو اس کو اجتہاد کرنا حرام ہے۔ اس کو تو صرف یہ کرنا چاہیے کہ جو مسئلہ اس کو پیش آئے وہ کسی عالم سے پوچھ لے۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ |
| نافرمانی اور کفر اور حکم عدولی اور نافرمانی کو |
| أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّاشِدُونَ فَضْلًا |
| وہ لوگ یہی ہیں نیک راہ پانے والے فضل |
| مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً |
| سے اللہ کے اور احسان سے اور |

ایمان کی محبت یعنی جو تم پر یہ چاہتے ہیں کہ تم ان کی رائے پر چلو، یہ تو ان کی محبت ہے۔ اللہ کی محبت یہ ہے کہ اس نے تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے۔ اپنے فضل و احسان سے تمہیں ایمان کے دل میں ایمان کو محبوب بنا دیا اور کفر و معصیت کی نفرت ڈال دی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے۔ جس کو یہ نعمت حاصل ہو جائے اس کو اور کیا چاہیے۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ |
| اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے حکمت والا ہے |

یعنی اللہ سب کی استعداد کو جانتا ہے اور ہر ایک کو اپنی نعمت سے اس کی استعداد کے موافق حصہ عطا فرماتا ہے جو اس کی استعداد کے مناسب ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

## ایمان اور اسلام کے درجات

یعنی اللہ نے تمہارے اوپر احسان کیا ہے کہ تمہارے دلوں میں ایمان کی محبت ڈال دی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام کے درجات الگ الگ ہیں۔ ایمان کا درجہ اسلام سے بڑا ہے۔ اسلام کا درجہ تو ان لوگوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے جو اپنے نفس کی خواہش سے یا دنیا کی غرض سے مسلمان ہو جاتے ہیں۔ ایمان کا درجہ ان لوگوں کو حاصل ہوتا ہے جن کے دل میں اللہ تعالیٰ ایمان کی محبت ڈال دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| وَلَٰكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ |
| پر اللہ نے محبت ڈال دی تمہارے دل میں ایمان کی |
| وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ |
| اور کھبا دی اس کو تمہارے دلوں میں اور نفرت ڈال دی |

وَإِن طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
اور اگر دو فریق مسلمانوں کے
اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِن
آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں صلح کرا دو پھر اگر
بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ
چڑھ چلا جائے ایک ان میں سے دوسرے پر
فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِيءَ إِلَىٰ
تو تم سب مل کر اس پر چڑھائی کرنے والے سے یہاں تک کہ پلٹ آئے
أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا
حکم خدا کی طرف پھر اگر وہ پلٹ آئے تو
بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۖ إِنَّ
ان میں انصاف کرو اور انصاف کرو بیشک
اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴿٩﴾
اللہ کو خوش آتے ہیں انصاف کرنے والے

## باہمی اختلاف ختم کرنے کا لائحہ عمل

۱۰ یعنی ان تمام بیشمار برائیوں کے باوجود اگر اتفاق سے مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو دوسری جماعتوں کو تماشہ نہ دیکھتے رہنا چاہیے۔ ان میں اگر کشیدگی ہو تو دونوں فریق دوسرے دو بڑے حلقوں کو ساتھ لے کر صلح کرا دیں۔ اور اگر ان میں سے کوئی فریق دوسرے پر چڑھ چلا ہو اور ظلم و زیادتی پر تلا ہوا ہو تو سب مسلمان مل کر اس کی زیادتی کو روکیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ جو فریق مجھ سے لڑ رہا ہو اس سے تو لڑنے کا حق ہے، مگر خدا کے حکم کی طرف رجوع کرنے کے لیے اپنے کو پیش کرے اس وقت یہ حق باقی نہ رہے۔ بلکہ ضروری ہے کہ مسلمان دونوں فریق کے درمیان مصالحانہ خلوص کے ساتھ صحیح اور معقول طریقہ سے ایک کی طرف داری شروع کر دیں۔ (مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد سوم، سورۂ نساء، حاشیہ ۱۱۴)۔ یہ آیت کا ظاہری مفہوم ہے جو روایت کے مطابق "اصلاح" کے دو واقعوں اور خوارج کے ایک فتنی ہنگامے سے متعلق ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے اور ان آیات کے بارے میں جو کچھ منقول ہے اس کا خلاصہ یہ ہے:

جو گروہ بغاوت کے مقابلہ میں بغاوت کرنے والی عام آیت میں داخل ہیں چنانچہ تمام سلف صالحین کے مسلمہ میں اسی سے استدلال کرتے ہے ہیں کہ ہمیشہ کے لیے نشان راہ ہے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حکم مسلمانوں کے تمام داخلی منازعات و اختلافات کے لیے مستقل بنیاد ہے۔ باقی باغیوں کے متعلق احکام شریعت کی تفصیل فقہ میں دیکھنا چاہئے۔ (ترجمان القرآن)

عام مسلمان کیا کریں؟ جہاں دونوں نام و سیر پر دشمنی نہیں وہاں تو یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو دونوں کو سمجھائیں کہ لڑنے سے باز آ جائیں اور دونوں باز نہ آئیں تو لڑنے والوں سے الگ رہیں۔ بھاگنے والے کی مدد نہ کریں۔ جو حق کے خلاف کر رہے ہو اس کا ساتھ نہ دیں۔ (ترجمان القرآن)

**مسائل متعلقہ:** مسلمانوں کے دو گروہوں کی باہمی لڑائی کی چند صورتیں ہوتی ہیں ایک یہ کہ دونوں جماعتیں امام المسلمین کے تحت رہتے ہوئے آپس میں لڑ پڑیں۔ ایسے ہے ایک تیسری صورت میں عام مسلمانوں پر واجب ہے کہ لڑائی کو ختم کرانے کی کوشش کریں۔ اگر لڑنے والوں سے باز نہ آئیں تو امام المسلمین پر اصلاح کرنا واجب ہے۔ اگر حکومت اصلاحیہ کی ہدایت سے دونوں فریق جنگ سے باز آ جائیں تو قصاص و دیت کے احکام جاری ہوں گے۔ اور اگر کسی ایک فریق سے ساتھ باغیوں کا سا معاملہ کیا جائے تو ایک دوسرا سوال نظر و فکر کی بنا پر ہوتا ہے کہ دوسرا فریق مائل ہے اس کے ساتھ باغیوں کے احکام کی تفصیل آپ خود میں دیکھی جا سکتی ہے اور مختصر جامع حکم یہ ہے کہ باغیوں کے قتال کے لیے ہتھیار پھینک دیں جائیں گے اور ان کو گرفتار کر کے توبہ کرنے کے وقت تک قید بھی کیا جائے گا اور ہیں قتال کی حد تک ہی اور قتل کے بعد ان کی دیت تو ہم بالغہ کی جائے گی اور نہ ان کا مال بطور غنیمت تقسیم ہو گا۔ البتہ توبہ کرنے تک ان کو تکلیف رکھ جانے کی اور توبہ کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ آیات مذکورہ میں جو یہ ارشاد ہوا ہے فَإِن فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا (پھر اگر وہ پلٹ آئے تو ان میں انصاف کرو اور انصاف کرو) اس سے بالکل صاف ظاہر ہوتا ہے کہ باغیوں کے ساتھ جنگ بند کر دینے پر اکتفا کر لینا کافی نہیں ہے اور جب تک باغیانہ کارروائیوں کا خطرہ رہے اس وقت تک ان کے خلاف جنگی کارروائی بند نہیں کی جا سکتی۔ اور چونکہ یہ جنگ امام المسلمین کے خلاف بھی جنگ کر چکے ہیں اس لیے یہ مطالبہ کرنا ان کے بس میں ہے کہ وہ انصاف کے ساتھ قرآن سے یہ فیصلہ کرائیں کہ وہ کس فریق کے حقوق میں ناحق زیادتی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ (مفصل بحث کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم القرآن جلد سوم، سورۂ نساء، حاشیہ ۱۱۴)۔

مسئلہ: اگر مسلمانوں کی کوئی بڑی طاقتور جماعت امام المسلمین کی اطاعت سے نکل جائے تو امام المسلمین پر لازم ہے کہ ان لوگوں کی شکایات سنے اور کوشش کرے کہ ان کو دور کر دے۔ اگر وہ اس کی کوشش کو رد کر دیں اور اپنی شکایات کو دور کرانے کے لیے طاقت استعمال کریں تو امام المسلمین پر لازم ہے کہ ان سے جنگ کرے۔ (ہدایہ)

کوئی شبہ باقی نہیں رہتا۔

## مشاجرات صحابہ کے بارے میں ہمارا مؤقف

پہلا نکتہ یہ ہے کہ ہمیں بھی اجمالی طور پر اور تفصیلی طور پر بھی مذہب کی جو کچھ اسکے کہ ان سب حضرات نے اپنے اپنے طور پر اجتہاد سے کام لیا تھا اور سب کا مقصد اللہ کی خوشنودی تھی یہ سب حضرات خدا سے ڈرتے تھے اور ہر حکم خدا کی تعمیل کرتے تھے ان کے باہمی اختلافات سے کف لسان کریں اور جہاں تک ان کا تعلق ہے اس طریقے پر کریں کہ ہمارا کوئی عمل ہو یا کوئی بیان یا کوئی عمل ایسا نہ ہو جس سے کسی ایک فریق کی طرف سے بھی دل آزاری کا پہلو نکلتا ہو اور یہ طریقہ ہمارے لئے بالکل صاف کر دیتا ہے۔ اس کی بنا پر حضرت رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے بارے میں فرمایا۔

انّ طلحۃ شہید یمشی علی وجہ الارض "یقیناً طلحہ روئے زمین پر چلنے والے شہید ہیں"

اب یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے طلحہ کے لئے نہایت کھلا ہوا اور صریحی قسم کا تمغہ جنگ میں مقتول ہونے اور پھر شہادت کا درجہ حاصل کرنے کا ہے اسی طرح حضرت طلحہ کے قتل کا یہ فعل بھی بطور ایک واجب حق کے ادا کیا جانا قرار دیا جاسکتا ہے بلکہ آپ کو شہادت کا مقام حاصل ہوا۔ یہ کہ شہادت تو صرف اس وقت حاصل ہوتی ہے جب کوئی شخص طاعت ربانی میں قتل ہوا ہو۔ بہرحال ان حضرات کے معاملہ کو اسی عقیدہ پر حمل کرنا ضروری ہے جو ہمارا دین ہمیں بتاتا ہے۔

اس بات کی بھی پوری دلیل واضح اور معروف و مشہور حدیث میں موجود ہے جو حضرت طلحہ سے مروی ہے اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "ہر نبی کا کوئی نہ کوئی حواری ہوتا ہے"

نیز حضرت علیؓ نے جب کہ شہید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہوتے ہیں کہ "علیؓ کے ہاتھ سے کافر قتل اور مقتول کی خبر دیتا ہے جب یہ بات ثابت ہو گئی تو ہوتا یہ کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کی بریت کی وجہ سے باغی نہ ٹھہرتے نہیں ہوسکتا تھا کہ ان کا قتل حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے جائز قرار دیتے اور حضرت زبیر کے قاتل کے بارے میں جہنم کی پیشین گوئی نہ کرتے۔ یہ ان کا شہر عشرہ مبشرہ میں سے ہونے کی وجہ سے ان کی شہادت کے یقینی ہونے کا اعتراف ہے۔

اسی طرح جو حضرات صحابہ ان جنگوں میں کفار و مشرکین کی طرف سے شریک ہوئے تھے ان کے بارے میں بھی ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ ان کا یہ فعل بھی اس لحاظ سے درست تھا کہ اللہ نے ان کو اختیار دیا تھا اسی رائے پر قائم رکھا جب یہ بات ہے تو اس وجہ سے ان حضرات پر الزام بھی نہیں آتا۔ یہ بات کہ ان کا فعل درست اور قابل قبول قرار دیا جانے کے بعد قتل و جدال اور ان تنازعات کے کیا احکام کو دیکھنے کی طرح ہوسکتی ہیں۔ بعض علماء سے پوچھا گیا کہ ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا
مسلمان تو ہیں ہی بھائی بھائی تو ملاپ کرا دو
بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ
اپنے دو بھائیوں میں اور ڈرتے رہو اللہ سے کہ تم پر
تُرْحَمُونَ ۝
رحم ہو
☆

اصلاح کی پوری کوشش کرو: یعنی صلح اور جنگ کی ہر ایک حالت میں پہلو دے رہے کہ دو بھائیوں کی لڑائی یا دو بھائیوں کی عداوت ہے۔ اگر انہوں نے دو گروہوں کی طرح پڑاؤ کیا جائے جب دو بھائی آپس میں لڑ جائیں تو ان میں ان کے حال پر نہ چھوڑ دو بلکہ اصلاح ذات البین کی پوری کوشش کرو اور اپنی کوشش کرتے وقت خدا سے ڈرتے رہو کہ کسی کی بے جا طرفداری یا ناانصافی نہ ہو۔ یہ کام اپنے کو ثواب دلانے کی خاطر نہ کرے۔ (منہ حالی)

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔ یعنی تمام مومنوں کی اصل ایک ہے یعنی سب کو اللہ تعالیٰ نے ایمان بخشا اور ایمان ہی سے حیات ابدی کا پودا جب ہے۔ اس لئے تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔ اور چونکہ اس اصل کی پیروی کا حکم اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اس لئے ہر ایک مومن کا فرض ہے کہ اس حکم کی تعمیل کرے۔ اور اس کے خلاف نہ کرے۔ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مومنوں کے باپ ہوئے اور سب کی حرمتیں تمام مسلمانوں کی ماں کی طرح قرار پائیں۔

لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ۔ یعنی اس امید پر تقویٰ پر تاکید کرو کہ تم پر رحم کیا جائے گا کیونکہ باہم اتحاد و اتفاق محبت اور آپس میں رحم کرنے کا سبب تقویٰ ہے اور آپس کی محبت، تو اللہ کی رحمت کا موجب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ارشاد فرمایا ہے اللہ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر ہی رحم کرتا ہے (مواہب لدنیہ) اسی میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا۔ یہ روایت حضرت جریر بن عبداللہ کی ہے۔

سبب نزول: بغوی نے لکھا ہے۔ جب یہ آیتیں اول سے آخر تک نازل ہوئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ کر منادی تو سب مسلمانوں نے باہم صلح کر لی اور ہر شخص نے اپنے بھائی کے ساتھ نرمی سے کام کیا۔

سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت انس مالک کی روایت سے بیان کیا ہے کہ دو مسلمانوں میں باہم کچھ لڑائی ہو گئی۔ جس کی وجہ سے ہر ایک کے قبیلے دوسرے پر جھک پڑے اور ہتھیاروں اور جوتوں سے مار پیٹ شروع ہو گئی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی شاید یہ قصہ جنگ احد کا ہو۔ (منہ حالی)

ابن جریر ابن ابی حاتم نیز بغوی نے سہل بن سعد کی روایت سے نقل کیا ہے۔ ایک انصاری تھے۔ جن کو عمرو بن عوف کہا جاتا تھا ان کی بی بی ام زید نے اپنے آنگن کا کچھ حصہ کاٹ کر دیوار کھڑی کر دی۔ ایک بالا خانہ پر گھر تھا کہ دیوار کھڑی ہونے سے اپنے آنگن کو خبر کر دی۔ وہاں سے اس کا قبیلہ والے آ گئے اور گھر توڑ کر بالا خانہ کے لیے آدمی بھیجنے لگے۔ شوہر باہر گیا تو انصاری نے اپنے کنبے والوں سے مدد طلب کی۔ اس کے چچا کے بیٹے آ گئے اور گھر توڑ کر لے جانے میں حراست کی تو خزرج قبیلوں میں دو حکم بھڑکنے لگی اور تلواریں سونتنے لگیں۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو بھیج کر ان میں صلح کرا دی اور سب اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔

بغوی و غیرہ نے بروایت عاصم بیان کیا کہ عاصم کے والد یعنی حضرت عبداللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کی جان تلف نہ کرے۔ نہ کھیل دے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حمایت (پردہ کرنے) میں بگاڑ پیدا کرے اللہ اس کی حمایت پردہ کرنے میں بگاڑ پیدا کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی تحقیر و ذلت کرتا ہے اللہ روز قیامت کی تختیوں میں سے کوئی تختی اس کو ذلیل کرے گا۔ جو شخص مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا۔ اللہ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

مسلم نے حضرت ابوہریرہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس پر ظلم نہ کرے اس کو بے مدد نہ چھوڑے اور اس کی تحقیر نہ کرے۔ سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا۔ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ آدمی کا یہ شر کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان کی ہر چیز مسلمان پر حرام ہے۔ اس کا خون بھی اس کا مال بھی اور اس کی آبرو بھی۔

## باغی گروہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا

دوسری آیت میں دلالت کر رہی ہیں کہ باغی گروہ (خارجی) ایمان سے خارج نہیں ہوتا اس پر مومن کا اطلاق کیا جا سکتا ہے۔

بغوی نے لکھا ہے اسی پر دلالت کرتا ہے۔ وہ اثر جو احمد نے اپنے مسند میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی سے دریافت کیا گیا کہ جنگ جمل والے کیا مشرک تھے؟ آپ نے فرمایا شرک سے تو وہ بھاگ کر اسلام میں داخل ہوئے تھے۔ سوال کیا گیا۔ تو کیا وہ منافق تھے؟ فرمایا نہیں۔ منافق تو اللہ کی یاد نہیں کرتے۔ غرض کیا گیا تو پھر وہ کون تھے؟ فرمایا۔ ہمارے بھائی تھے۔ جنہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی تھی۔

## باغی گروہ کے قلع قمع کے مسائل

مسئلہ: اگر مسلمانوں کا کوئی گروہ امام (خلیفہ) کے خلاف جمع ہو جائے اور اس کے پاس اتنی قوت اور لڑنے والی طاقت بھی ہو تو خلیفہ کو چاہئے کہ اول اس کی طاقت کی مخالفت سے اور اس کے اختلافات کو رد کر دے پھر اگر وہ کوئی ایسی وجہ ظاہر کریں جس کی وجہ سے انہوں نے امام کے خلاف صف آرائی کی ہے۔ مثلاً امام نے ان پر یا ان کے علاقہ والوں پر ظلم کیا ہو تو امام کو چاہئے کہ ان لوگوں سے جنگ کرنے کی امام کے لئے جائز نہیں۔ بلکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ان علم رکھنے والوں بزرگوں کی مدد کریں۔ تاکہ امام ان کے ساتھ انصاف کرے اور ظلم سے باز آ جائے (کذا قال قاضی الہام) لیکن بغاوت کو جائز قرار دینے والا کوئی معقول وجہ ظاہر نہ کر سکیں اور لڑنے کے لئے جتھے بنا لیں تو امام کے لئے ان کا قتل کرنا اور ان سے لڑنا جائز ہے۔ (کذا قال قاضی خان)

امام شافعی کہتے ہیں کہ جب تک وہ خود جنگ شروع نہ کریں۔ ان کو قتل

فرمایا جائے تھیں، مصطفوی قوتِ قرآنی سے موصوف، فوجی مہمات میں شریک ہوئے اور مسلمان ہی الفاظ نے قرآن میں ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ النَّجْمُ الثَّاقِبُ﴾ اور ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمُ الْفَصْلِ﴾ اور ﴿وَمَا أَدْرَاكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ﴾ کا اول علم کا مبدأ فیض ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل نے مطلب نہ تھا جو آپ نے فرمایا ہے ﴿وَمَا قَتَلُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ﴾ (کیونکہ وہ بے شمی کے ہمراہ سب کھڑے تھے) اس لئے بھی ہے حضرات ان چار اس کی طلب جو انتظام اور امن و انصاف ہی میں خلل ہو جیسے بلوہ، غارت، شورش وغیرہ کو قبول کرنے سے انکار کیا ہے اور اس طرح دوسری آیات میں ہے۔ وَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۔ اگر وہ صلح کی طرف جھکیں تو آپ بھی اس کی طرف جھکیں اور اللہ پر بھروسہ کریں۔ اس کی طرح کی بہت سی آیات ہیں۔

اس سے معلوم ہوا، باغیوں سے قتال کرنے کے لئے یہ شرط ضروری نہیں کہ وہ باغی قتال میں پہل کی صرف سے ہوں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ باغیوں سے قتال اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ صلح اور امن کی طرف جھکیں اور اس کے بعد ان کے پاس فوجی طاقت نہ رہے اور ہمارے پاس ہے جبکہ کوئی غیر ضروری ہے ہم ان کو قید کر سکتے ہیں اور ان کو مار سکتے ہیں۔ مگر ہم جو جنگ کرتے ہیں وہ صرف اس لئے کہ وہ فتنہ و فساد سے باز آ جائیں اور ان کی طرف سے ہونے والے فتنہ و فساد کا خاتمہ ہو جائے۔ اس کے علاوہ ہمارا کوئی مقصد نہیں ہوتا۔

مسئلہ: اگر باغیوں کا ایک گروہ ہو تو ان کی پیٹھ پر حملہ کیا جائے گا اور وہ بھاگ جائے، اور جو زخمی ہو جائے اس کو بھاگ جانے والے کی طرح قتل کیا جائے گا اور اس کا مال غنیمت بنا لیا جائے گا۔ اور اس کا پیچھا کیا جائے گا اور اس کا قیدی بنا لیا جائے گا۔

میں بعض مقامات پر تو اس اور مقاتل کی شہادت بھی ہوئی اور کفر کے مال بھی ضائع ہوا انہیں سب فریق ضرر ہوئی اور حضرت خالد جو کہ بنو جذیمہ کی طرف بھیجے گئے تھے انہوں نے جیسا کہ حضور نے حکم دیا تھا ان میں کسی سے مقابلہ نہیں کیا گیا وہ بالکل بے تعلق رہے اور ان کے مال و جان محفوظ رہے۔

مسئلہ: اگر کسی باغی نے قوم کے کسی مقاتل پر قتل کر دیا اور وہ مقتول ہے کہ میں نے اپنے قتل کیا تو میراث اس پر حق ہے تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا اور اگر وہ اپنے ضرر کا اقرار کرے تو نہیں اور اگر امام باغی کو فی خاندان کی مالی تاوان کرے تو جائز ہے اور قاتل مقتول کا وارث ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: اطاعت دینے سے روکنے والوں کے اپنے آدمی کے خیال میں بھی ان کا قتل جائز ہے۔ زخمی کرنے اور مال لوٹنے کی کوئی شرعی حد نہیں ہو سکتی ان کے پاس خواہ کوئی طاقت ہو مگر جب ان پر وہ آدمی قابو پا لے گا ان کا حکم وہی ہوگا جو میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ ان کو قتل کیا جائے یا صلیب پر لٹکایا جائے یا ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے نکال دیا جائے۔

مسئلہ: اطاعت امام سے روکنے والے کے پاس ہتھیار اور فعالی طاقت نہ ہو تو صرف علم دینا ان کو قید کرا دیا جائے۔ جس طرح رکاوٹ جانے اور اس طرح کی دوسری سزا دی جائے جو قتل کی نہ ہو۔

اخوتی: یہ تھا ہم کو حضرت مفتی نے عالی فہمی سمجھ کے گوشہ میں کہہ، یا قولہ تعالیٰ حکمہ الا للہ (اللہ کے سوا کسی کا حکم حاکم نہیں۔ ظہار بات تو بڑی ہے لیکن ان کا مطلب خلط کا ہونا چاہیے۔

تمہارے ہم پر فضیلت حق میں۔ مسجد میں منہ کالا کرنے (یعنی نماز پڑھنے) سے ہم تم کو نہیں روکیں گے جب تک تمہارے دل ہمارے ساتھ ہیں گے۔ اگر تم کو نہیں روکیں گے جب تک تمہارے دل ہمارے ساتھ ہیں گے۔ اگر تم کو نہیں روکیں گے جب تک تمہارے دل ہمارے ساتھ ہیں گے۔

آیت ۱۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ

اے ایمان والو نہ ٹھٹھا کریں ایک لوگ

مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا

دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں

مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى

ان سے اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے شاید

اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا

وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب نہ لگاؤ

اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ

آپس والوں کو اور نہ چڑاؤ ایک دوسرے کے لقب سے

آداب معاشرت ☆ اول سلمانوں میں نزاع، اختلاف کو روکنے کی ظاہر جدوجہد تھی ہم بتا چکے ہیں کہ اختلاف و خلاف رکھنا چاہیے۔ تو پھر اور سوء طریقہ سے اس کو مٹایا جائے لیکن جب تک رائے کا اختلاف ہے ہر کوشش ہونی چاہئے کہ ہم جذبات مخالفت و مخالفت زیادہ نہ بڑھیں، مشتعل نہ ہونے پائیں۔ مثلاً ایک جماعت ہے کہ جہاں دو قصوں یا دو مختلف میں وہ خلاف رائے ہو کہ ایک دوسرے کا نام لینا اور اس کو برا کہنے لگتا ہے۔ برائی بات ہاتھ لگ گئی اور اس کی تاک میں لگا رہتا ہے۔ یہ بات نہ ہونی چاہیے۔ اختلاف کے ساتھ ہی ساتھ محبت بھی رہنی چاہیے اور ہر وقت ہر جگہ ہر بات میں اختلاف کے پہلو کو نہ بڑھنا چاہیے۔ مگر ضد و خصومت میں دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے اپنی کڑی نہیں نظر آتا۔ کیونکہ یہ بہت ظلم ہے اس طریقہ سے نفرت و عداوت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور قلوب میں کدورت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر اختلاف کی کوئی امید باقی نہیں رہتی آیت ہذا میں خدا و رسول نے اسی قسم کی باتوں سے منع فرمایا ہے یعنی ایک جماعت دوسری جماعت کے ساتھ نہ مذاق کرے نہ ایک دوسرے پر آوازے کسے جائیں، نہ کسی کو عیب لگائے جائیں اور نہ برے ناموں اور برے لقب سے قریق مقابل کو یاد کیا جائے کیونکہ ایسی باتوں سے ہی فتنہ و فساد کی آگ زیادہ تیزی سے بھڑکتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے ہدایات دیں آج اگر مسلمان انہیں باتوں کے سبب سے برباد ہو رہے ہیں تو مکمل علاج اس ایک سورہ مبارکہ میں موجود ہے۔ (از عمل)

سبب نزول: امام احمد نے حضرت انس سے کہ یہ حکم بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہوا ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے تو ہر شخص کے دو تین تین نام تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے کسی کو کسی نام سے پکارتے تو لوگ کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہود اس نام سے چڑتے ہیں اس پر یہ آیت اتری (ابوداؤد) بخاری نے بطریق ابوجبیرہ بن الضحاک بیان کیا ہے کہ ہم میں کوئی شخص ایسا نہ تھا جس کے ایک نام سے زائد نام نہ ہوں جب کسی کو کسی نام سے پکارا جاتا تو کہتے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ نام سے چڑتا ہے اس پر یہ آیت اتری۔ (ابن جریر)

مومن کی عزت: ابن ابی حاتم نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کعبہ کرتے ہوئے فرمایا تو کتنا پاک گھر ہے۔ تو کیسی بھی عزت والا ہے۔ تو

کسی مؤمن کو تکلیف دینا یا اس کی عزت پر حملہ کرنا ہے۔ اس کی حقیر جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے کہ مسلمان کی حرمت اس کے مال اور اس کی جان کی حرمت اور اس کے ساتھ نیک گمان کرنے کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین حرمت سے بہت بڑی ہے۔

## چال چلن اور میل جول نہ چھوڑو!

مسلم وغیرہ میں ہے ایک سفر میں ہم نے رسول اللہ ﷺ کو پیچھے چھوڑ دیا۔ ایک دوسرے سے ملنے جلنے تک نہ کرتا تھا ایک دوسرے سے تعلق نہ رکھتا تھا جلد جلد چل کر ہم آپ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تین دن سے زیادہ کسی مسلمان کو طول نہیں کہ اپنے دینی مسلمان بھائی سے ان سے زیادہ چال چلن اور میل جول نہ چھوڑے۔

## شگون، حسد اور بدگمانی کا علاج:

طبرانی میں ہے کہ تین خصلتیں بری ہیں وہ جس کسی میں ہوں گی فال بد کرنا، حسد کرنا اور بدگمانی کرنا۔ ایک شخص نے پوچھا حضور پھر ان کا علاج کیا ہے؟ فرمایا جب تم فال بد کرنا شروع کرو تو اسے چھوڑ دے دو یعنی نہ کرو اور جب تمہیں کسی سے حسد ہونے لگے خواہ مخواہ اپنے کام میں لگ جاؤ اسے پورا کرو اور جب بدگمانی ہونے لگے تو اسے ظاہر نہ کرو۔ ایک شخص کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا اور کہا گیا کہ اس کی ڈاڑھی سے خمر کے قطرے گر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمیں جاسوسی کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اگر ہمارے سامنے کوئی چیز ظاہر ہو گی تو ہم اس پر گرفت کر سکتے ہیں۔

## مسلمان کی پردہ داری کا ثواب:

صحیحین میں ہے عقبہ کے کاتب ابی حضرت عقبہ کے پاس گئے اور ان سے کہا کہ میرے پڑوس میں کچھ لوگ شرابی ہیں میرا ارادہ ہے کہ میں داروغہ کو اطلاع کر دوں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو بلکہ انہیں سمجھاؤ ڈراؤ۔ پھر کچھ دنوں بعد آئے اور کہا کہ باز نہیں آتے میں جا رہا ہوں تم میرے ساتھ چلو کہ ان کو روکو ٹوکو۔ آپ نے فرمایا افسوس تم پر کہ تم جرم کرتے ہو اور پردہ پوشی کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی مسلمان کی پردہ داری کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی دنیا و آخرت میں کرے گا۔ اس نے کہا میں نے بھی آج سے توبہ کر لی۔

## پوشیدہ گناہوں کا ثواب:

ابوداؤد میں ہے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتوں کی پوشیدہ گویوں کو ان کے نامۂ اعمال کے ذریعہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ یہ عمل میرے لئے کیا ہے؟ فرشتے جواب کریں گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس حدیث سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت سوا دیکھ بہت فائدہ پہنچایا۔ ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو اپنا راز ظاہر نہ کرے جب اپنے اختیار اور بغیر کسی عذر کے اپنا راز ظاہر کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔

حدیث میں ہے وہ لوگ جن کی زبانیں تو ایمان لا چکی ہیں لیکن دل ایمان نہیں ہوئے وہ مسلمانوں کی چغلیوں کو نہ سنیں کہ ان کے پیچھے لگ کر ان کی عیب جوئی کیا کرو اللہ تعالیٰ جو شخص کسی مسلمان کی عیب جوئی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی عیب جوئی فرمائے گا اور جس کی عیب جوئی اللہ تعالیٰ فرمائے گا اسے رسوا کر دے گا اگرچہ وہ اپنے گھر کے اندر ہی کیوں نہ ہو۔

## تجسس، تحسس اور بدگمانی:

حدیث شریف میں ہے بدگمانی سے بچو بدگمانی کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے عیب نہ تلاش کرو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی بن جاؤ امام نووی فرماتے ہیں تجسس کہتے ہیں کسی چیز میں گھر کر کرنے کو اور تحسس کہتے ہیں ان باتوں کی سرگوشی پر کان لگانے کو جو کسی اور کی ہوں یا ہوں۔ ماتا چاہتے ہوں اور تدارک کہتے ہیں ایک دوسرے سے ان امور کا آپس میں تعلق رکھنے کو جن کا تعلق نہ ہونا چاہئے۔

**سورۂ حجرات کے مضامین:** سورۂ حجرات کے شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور آداب بتائے گئے پھر عام مسلمانوں کے باہمی حقوق اور آداب معاشرت کا بیان شروع ہوا ہے اور آخر میں اسلام کی حقیقی تعریف کے ساتھ ایمان کے درجات کا بیان ہے۔ ان میں تین چیزوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اول کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی کرنا۔ دوسرے کسی پر طعنہ زنی کرنا تیسرے کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا جس سے متعلق تین اقوال ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔ قتادہ نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے وہ لڑنے لگے۔ ابن ابی الحدید نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا۔ ابن عطاء نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔ ابن عطاء نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔ ابن عطاء نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس حدیث سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت سوا دیکھ بہت فائدہ پہنچایا۔ ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو اپنا راز ظاہر نہ کرے جب اپنے اختیار اور بغیر کسی عذر کے اپنا راز ظاہر کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے بدگمانی سے بچو بدگمانی کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے عیب نہ تلاش کرو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی بن جاؤ امام نووی فرماتے ہیں تجسس کہتے ہیں کسی چیز میں گھر کر کرنے کو اور تحسس کہتے ہیں ان باتوں کی سرگوشی پر کان لگانے کو جو کسی اور کی ہوں یا ہوں۔ ماتا چاہتے ہوں اور تدارک کہتے ہیں ایک دوسرے سے ان امور کا آپس میں تعلق رکھنے کو جن کا تعلق نہ ہونا چاہئے۔

**سورۂ حجرات کے مضامین:** سورۂ حجرات کے شروع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق اور آداب بتائے گئے پھر عام مسلمانوں کے باہمی حقوق اور آداب معاشرت کا بیان شروع ہوا ہے اور آخر میں اسلام کی حقیقی تعریف کے ساتھ ایمان کے درجات کا بیان ہے۔ ان میں تین چیزوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ اول کسی مسلمان کے متعلق بدگمانی کرنا۔ دوسرے کسی پر طعنہ زنی کرنا تیسرے کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا جس سے متعلق تین اقوال ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔ قتادہ نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کے کسی عیب کو اس طرح ذکر کرنا جس سے وہ لڑنے لگے۔ ابن ابی الحدید نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔ ابن عطاء نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔ ابن عطاء نے کہا کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کی ایسی برائی کرنا جو اس میں واقعی موجود ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس حدیث سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت سوا دیکھ بہت فائدہ پہنچایا۔ ابوداؤد کی ایک اور حدیث میں ہے کہ جو اپنا راز ظاہر نہ کرے جب اپنے اختیار اور بغیر کسی عذر کے اپنا راز ظاہر کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے بدگمانی سے بچو بدگمانی کرنا سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ مسلمانوں کے عیب نہ تلاش کرو ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے منہ نہ پھیرو اللہ کے بندے بن کر بھائی بھائی بن جاؤ امام نووی فرماتے ہیں تجسس کہتے ہیں کسی چیز میں گھر کر کرنے کو اور تحسس کہتے ہیں ان باتوں کی سرگوشی پر کان لگانے کو جو کسی اور کی ہوں یا ہوں۔ ماتا چاہتے ہوں اور تدارک کہتے ہیں ایک دوسرے سے ان امور کا آپس میں تعلق رکھنے کو جن کا تعلق نہ ہونا چاہئے۔

کتے کے ساتھ بھی استہزاء نہ کرو: اگر کسی شخص کے جسم یا صورت یا قد و قامت وغیرہ میں کوئی عیب نظر آئے تو کسی کو اس پر ہنسنے یا استہزاء کرنے کی جرأت نہ کرنا چاہئے کیونکہ یہ مسئلہ بیان کر دینا شاید واجب ہے اپنے عدل و انصاف وغیرہ کے سبب اللہ کے نزدیک اس سے بہتر اور افضل ہو۔ اس آیت کریمہ سے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ ہنسی اڑانا تو کجا عیب دیکھ کر ہنستے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں اگر کسی کتے کے ساتھ بھی استہزاء کروں تو مجھے ڈر ہے کہ میں خود کتا نہ بنا دیا جاؤں۔ (قرطبی)

ظاہر پر حکم لگانا: صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ ابن ماجہ نے فرمایا کہ اس حدیث سے ایک ضابطہ اور اصل یہ معلوم ہوئی کہ کسی شخص کے معاملہ میں اسکے ظاہری حال کو دیکھ کر کوئی حتمی حکم لگانا درست نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جس شخص کے ظاہری احوال ناقص ہوں تم اسے برا اور حقیر سمجھ رہے ہو اللہ تعالیٰ جو اسکے باطنی حالات اور قلبی کیفیات کو جانتا ہے اسکے نزدیک وہ تم سے اور جس شخص کے ظاہری حال اور خیال تمہیں اچھے معلوم ہوتے ہیں ہو سکتا ہے اسکے باطنی حالات اور قلبی کیفیات اسکے خیال ہی کا کذاب ہوں جائیں اسلئے اس شخص کو کوئی سند یہ کے اعمال میں دیکھ کر اس کی اس حالت کو برا سمجھو تو اس شخص کو حقیر اور ذلیل سمجھنے کی اجازت نہیں۔

لمز: لمز کے معنی ہیں کسی میں عیب تلاش کرنا اور عیب ظاہر کرنے یا عیب پر طعنہ زنی کرنے کے ہیں آیت میں ارشاد فرمایا وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی تم اپنے عیب نہ ڈھونڈو۔ یہ ارشاد اجماعی ہے جیسے قرآن کریم میں ہے اِلَّا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ جس کے معنی یہ ہیں کہ تم اپنے آپ کو نہ مارو دوسروں کی طرح اپنے آپ کو قتل کرنے یا اپنے عیب نکالنے سے مراد یہ ہے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو قتل نہ کرو ایک دوسرے کا طعنہ زدہ اور اسی عنوان سے تعبیر کرنے میں حکمت یہ بتلانا ہے کہ کسی دوسرے کو قتل کرنا ایک حیثیت سے اپنے آپ کو قتل کرنا ہے کیونکہ کنبہ والوں کا واقع ہوتا ہے کہ ایک نے دوسرے کو قتل کیا اور دوسرے نے تیسرا کو قتل کر دیا اور نہ یہ بھی نہ ہو تو اصل بات یہ ہے کہ مسلمان سب بھائی بھائی ہیں اپنے بھائی کو قتل کرنا گویا خود اپنے آپ کو قتل کرنا اور عیب ظاہر کرنا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ تم تو مومنوں میں ہیں کہ تم تو اوس اور خزرج کو جانتے ہو کہ ان میں عیب نکالنے کا کیا عیب ہے بعض علماء نے فرمایا کہ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنے عیب نکالو اور طعنہ دو تو اوس عیب نکالنے کا عیب یہ بھی بتلا دیا کہ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ یعنی

لقب مشہور ہے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مقابلہ خوبصورتی کے ساتھ لیتا تھا وہ خوبیوں تھے، والبیہ ین کے نام سے تصریح فرمایا ہے۔ حضرت سعید بن مسیب سے روایت کیا گیا کہ اسماء حدیث میں بعض ناموں کیساتھ کچھ ایسے القاب آتے ہیں خلفاء حمیہ الفضیل، سلیمان، احسن، مروان، الاصفر وغیرہ تو کیا ان القاب کے ساتھ ذکر کرنا چاہئے ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہارا قصد اس کا عیب بیان کرنے کا نہ ہو بلکہ اس کی پہچان بیان کرنے کا ہو تو جائز ہے۔ (قرطبی، ابن کثیر، معارف العلوم)

## مفت یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے القاب سے یاد کیا جائے

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے اچھی کنیت جو دوسری ہو کسی کا نام ایسے نام و لقب سے ذکر کرنا جو اس کو ناپسند ہو کسی کے لئے جائز نہیں حضرت ابوبکر صدیق کی کنیت کا رواج عام تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی کو پسند فرمایا۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص صحابہ کو کچھ لقب دیئے ہیں۔ صدیق اکبر کو عتیق اور حضرت عمر فاروق اور حضرت حمزہ کو اسد اللہ اور خالد بن ولید کو سیف اللہ فرمایا ہے۔

**سبب نزول کا دوسرا واقعہ:** حضرت ابن جریج راوی ہیں کہ حضرت ثابت بن قیس کے کانوں میں کچھ کمزوری تھی (کانوں کم سنتے تھے) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے اور پیچھے سے لوگ آتے تو جہاں پہنچے ہوتے وہیں بیٹھ جاتے تو لوگ آپ کو (آگے) جگہ دیتے تھے تاکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہو کر سنیں۔ ایک روز آپ فجر کی نماز میں اس وقت آئے۔ جب ایک رکعت ہو چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ختم کی تو صحابہ کرام سمجھ گئے کہ ثابت کی وجہ سے اپنے اپنے مقام پر جم کر بیٹھے رہے۔ مجلس اسی طرح تھی کہ کوئی (خود سست کر) دوسرے کے لئے گنجائش نہیں نکال سکتا تھا۔ آنے والے کو جب بیٹھنے کی جگہ نہیں ملتی تو وہ کھڑا رہتا تھا۔ حضرت ثابت جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی گردنیں پھاند کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے لگے اور لوگوں سے فرماتے جاتے، آنجناب کی کرو۔ آگے آپ کو کچھ کہتے اور گھسیٹتے ہوئے اس طرح آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف ایک آدمی رہ گیا۔ حضرت ثابت نے اس سے بھی فرمایا مجھے جگہ دو۔ اس شخص نے کہا۔ آپ کو جگہ تو مل گئی۔ بیٹھ جایئے۔ حضرت ثابت اس کے پیچھے غصہ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ یہ بات آپ کو بہت بری جب تاریکی چھٹ گئی اور روشنی ہوئی تو ثابت نے اس شخص کو دیکھا اور پوچھا۔ یہ کون شخص ہے۔ اس نے کہا۔ میں فلاں شخص ہوں۔ حضرت نے کہا فلاں عورت کا بیٹا۔ حضرت ثابت نے اس شخص کے وہ ناروا عیب یاد کئے جو جاہلیت کے وقت میں ماؤں کو عار دلانے کے لئے کہے جاتے تھے۔ اس شخص نے شرمندہ

کر سر جھکا لیا۔ اس پر آیت ذیل نازل ہوئی۔ (تفسیر عثمانی)

بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ

بُرا ہے نام گنہگاری پیچھے ایمان کے لانا

کسی کو برا نام دینا گناہ ہے: یعنی مسلمان کا برا نام الٹنے سے آدمی خود گنہگار ہوتا ہے اچھا نام جس سے عیب نکلتا ہو لگانا چاہئے۔ برا نام بتدریج فاسق لکھنا، مردم آزار، چغل خور، "موسوی" کے بعد یہ القاب کے بعد بدنام کیا جائے گا، معلوم ہوتا ہے یہ القاب ہے کہ جب ایک شخص ایمان لا چکا اور مسلمان ہو گیا اس کو مسلمان ہونے سے پہلے کی باتوں پر طعنہ دینا اس وقت سے بدترین فعلوں سے ہے (اگر کسی شخص کی عیب میں ثابت ہو جائے۔ خدا نہ کرے) تو یہ توبہ کرنے کے بعد بھی جائز نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

اور جو کوئی توبہ نہ کرے تو وہی ہیں

الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾

بے انصاف

**پچھلے گناہ پر توبہ کر لو:** یعنی جو پہلے ایسا کام کر چکا ہے توبہ کر لو اور باز آ جاؤ۔ روایات سے معلوم ہوا ہے کہ یہ آیت اس وقت کے لئے نازل ہوئی ہے جب اسی عادت کی بنا پر لوگ ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے تھے۔ (تفسیر عثمانی)

## دوسرے کو کافر اور فسق سے منسوب کرنا

حضرت ابوذر کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی کسی فاسق یا کافر کی طرف منسوب کرے گا (یعنی فاسق یا کافر کہے گا) اور وہ ایسا نہ ہوگا تو وہ قول کہنے والے پر لوٹ پڑے گا (یعنی کہنے والا فاسق یا کافر ہو جائے گا) اور اسی مضمون کی حدیث ابن عمر سے بھی روایت کی گئی ہے۔ (متفق علیہ)۔

حضرت ابوذر ہی راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے کسی دوسرے کی طرف منسوب کیا یا دشمن خدا کہا اور وہ ایسا نہ تھا تو وہ ایسا ہی کہنے والے پر پڑ جائے گا۔ (متفق علیہ)۔

حضرت ابن مسعود راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان کو گالی دینا فسق (گناہ کبیرہ) اور اس کو قتل کرنا کفر ہے۔ (متفق علیہ)۔

تہمت لگانے کی سزا: کسی شخص (پاک دامن) آزاد مسلمان مرد یا عورت پر صرف یہ کہنا اور کچھ نہیں کہ اس نے فلاں کے ساتھ زنا کیا ہے یا اس کا لڑکا نہیں ہے اور اگر غیر محصن مثلاً غیر بالغ کا کفر ہونا اور اس کا حکم بتایا جائے تو حد قذف جاری ہوگی۔ تعزیر کی جائے گی۔ یعنی کہ غیر محصن کا سب محصن سے کم ہے اور عورت مرد سے کمزور ہے لیکن یہ کوئی بات نہیں چلتی ہے۔

اگر محصن کو غلام بھی ہو گا تو بھی قذف کرنے والے کو حد ہی لگے گی۔

کسی کو برا بھلا کہنے کی سزا: اس نے مسلمان (محصن) کو دھتی یا کافر یا خبیث یا چور یا خائن یا شارب کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس پر تعزیر جاری کی گئی ہے۔

اگر کسی کو گدھے، سانڈ یا کتے کہا جائے یا ہجو کی جائے یا قوم کی ہجو کی جائے تو قوم کی ہجو کرنے والے پر تعزیر ہوگی۔

بعض علماء کی رائے ہے کہ سوسائٹی میں تعزیر ہونی چاہیے۔ اگر کسی کو قاتل، چور یا زانی کہا جائے تو تعزیر ہوگی۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ تو نے فلاں کا مال چرایا ہے یا اس کا مال کھایا ہے تو تعزیر ہوگی۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ تو نے فلاں کا خون کیا ہے تو تعزیر ہوگی۔ اگر کسی کو کہا جائے کہ تو نے فلاں کا مال غصب کیا ہے تو تعزیر ہوگی۔

تعزیر کیا ہے؟ تعزیر کی حد کتنی ہونی چاہیے۔ امام ابوحنیفہ، امام احمد اور شافعی نے کہا ہے کہ تعزیر کی کوئی حد نہیں ہے بلکہ یہ حاکم کے اجتہاد پر ہے کہ جتنا وہ مناسب سمجھے اتنی سزا دے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ تعزیر کی حد ۴۰ کوڑے سے کم ہونی چاہیے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے کہا ہے کہ تعزیر کی حد ۳۹ کوڑے سے کم ہونی چاہیے۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ تعزیر کی حد ۱۰ کوڑے سے کم ہونی چاہیے۔ امام مالک نے کہا ہے کہ تعزیر کی حد ۴۰ کوڑے سے کم ہونی چاہیے۔ امام ابوحنیفہ اور امام احمد نے کہا ہے کہ تعزیر کی حد ۳۹ کوڑے سے کم ہونی چاہیے۔ امام شافعی نے کہا ہے کہ تعزیر کی حد ۱۰ کوڑے سے کم ہونی چاہیے۔

یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا

اے ایمان والو بچتے رہو بہت سے

مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

گمان سے بیشک بعض گمان گناہ ہے

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم

اور نہ ٹوہ کرو اور نہ غیبت کرے تم میں ایک

## بعض



بدگمانی اور اس کے نتائج: اختلاف، تفریق باہمی کو بڑھانے میں ان سب کو خصوصیت ہے۔ ایک فریق دوسرے فریق سے بدگمان ہو جاتا ہے۔ اس کو کسی طرف سے بھی کوئی صحیح بات بھی بری معلوم ہوتی ہے۔ اس کی ہر بات میں بدگمانی کی بو آتی ہے۔ اس کی ہر بات میں بدگمانی کی بو آتی ہے۔ اس کی ہر بات میں بدگمانی کی بو آتی ہے۔

ظن، گمان، خیال اور وہم: ظن کے معنی ہیں گمان، خیال، وہم، شک، یقین، اعتقاد، رائے، فکر، تدبیر، تخمین، اندازہ، قیاس، تصور، تصدیق، تکذیب، اعتبار، اعتماد، بھروسہ، توکل، امید، خوف، ڈر، دہشت، ہیبت، رعب، دبدبہ، شوکت، عظمت، جلال، کبریائی، بڑائی، تکبر، غرور، نخوت، رعونت، تمکنت، وقار، سکینہ، طمانیت، اطمینان، سکون، قرار، ثبات، استقامت، صبر، تحمل، بردباری، حلم، عفو، درگزر، چشم پوشی، رحم، شفقت، مہربانی، نرمی، ملائمت، لطف، کرم، سخاوت، جود، ایثار، قربانی، محبت، الفت، دوستی، یاری، مدد، نصرت، حمایت، پشت پناہی، تعاون، ہمدردی، غمخواری، خیر خواہی، نیکی، بھلائی، احسان، صلہ رحمی، رشتہ داری، قرابت، قریبی، عزیز، اقربا، خاندان، کنبہ، قبیلہ، برادری، ذات، نسل، قوم، ملت، امت، جماعت، گروہ، فرقہ، پارٹی، تنظیم، انجمن، ادارہ، محکمہ، دفتر، شعبہ، سیکشن، یونٹ، حصہ، ٹکڑا، جزو، کل، مجموعہ، پورا، تمام، سب، ہر، ہر ایک، ہر کوئی، کوئی، کچھ، بعض، بعض لوگ، بعض اوقات، بعض دفعہ، بعض مرتبہ، بعض جگہ، بعض مقامات، بعض علاقے، بعض ممالک، بعض براعظم، بعض دنیا، بعض کائنات، بعض عالم، بعض جہان، بعض زمانہ، بعض وقت، بعض لمحہ، بعض ساعت، بعض گھڑی، بعض منٹ، بعض سیکنڈ، بعض ثانیہ، بعض لمحات، بعض ساعات، بعض گھنٹے، بعض دن، بعض ہفتے، بعض مہینے، بعض سال، بعض صدیاں، بعض زمانے، بعض عہد، بعض دور، بعض تاریخ، بعض تاریخیں، بعض واقعات، بعض حادثات، بعض سانحات، بعض المیے، بعض ٹریجڈیاں، بعض کامیڈیاں، بعض ڈرامے، بعض فلمیں، بعض کتابیں، بعض رسالے، بعض اخبار، بعض مضامین، بعض مقالات، بعض تحریریں، بعض تقریریں، بعض خطبات، بعض وعظ، بعض نصیحتیں، بعض ہدایات، بعض احکامات، بعض قوانین، بعض ضوابط، بعض اصول، بعض قواعد، بعض طریقے، بعض سلیقے، بعض ڈھنگ، بعض انداز، بعض اسلوب، بعض رنگ، بعض روپ، بعض شکلیں، بعض صورتیں، بعض ہیئتیں، بعض ساختیں، بعض بناوٹیں، بعض ترکیبیں، بعض اجزاء، بعض عناصر، بعض مادے، بعض ذرات، بعض ایٹم، بعض مالیکیول، بعض کہکشائیں، بعض ستارے، بعض سیارے، بعض چاند، بعض سورج، بعض زمین، بعض آسمان، بعض فضا، بعض ہوا، بعض پانی، بعض آگ، بعض مٹی، بعض پتھر، بعض دھات، بعض سونا، بعض چاندی، بعض لوہا، بعض تانبا، بعض پیتل، بعض کانسی، بعض جست، بعض سیسہ، بعض قلعی، بعض ٹین، بعض ایلومینیم، بعض سٹیل، بعض فولاد، بعض کوئلہ، بعض تیل، بعض گیس، بعض بجلی، بعض ایٹمی توانائی، بعض شمسی توانائی، بعض ہوائی توانائی، بعض پانی کی توانائی، بعض حرارت، بعض روشنی، بعض آواز، بعض لہریں، بعض موجیں، بعض ارتعاش، بعض کمپن، بعض زلزلے، بعض آتش فشاں، بعض سیلاب، بعض طوفان، بعض آندھیاں، بعض بگولے، بعض ہوائی جہاز، بعض راکٹ، بعض میزائل، بعض بم، بعض ایٹم بم، بعض ہائیڈروجن بم، بعض نیوٹرون بم، بعض کیمیائی ہتھیار، بعض جراثیمی ہتھیار، بعض حیاتیاتی ہتھیار، بعض روایتی ہتھیار، بعض غیر روایتی ہتھیار، بعض جنگی جہاز، بعض آبدوزیں، بعض ٹینک، بعض توپیں، بعض بندوقیں، بعض رائفلیں، بعض پستول، بعض ریوالور، بعض تلواریں، بعض خنجر، بعض چھریاں، بعض کلہاڑیاں، بعض کلہاڑے، بعض آرے، بعض رندے، بعض ہتھوڑے، بعض چھینیاں، بعض پیچ کس، بعض پلاس، بعض انبر، بعض سنسی، بعض ریتی، بعض مشین، بعض کل پرزے، بعض انجن، بعض موٹریں، بعض گاڑیاں، بعض ٹرک، بعض بسیں، بعض ویگنیں، بعض ٹریکٹر، بعض ٹرالیاں، بعض ریڑھے، بعض گدھا گاڑیاں، بعض بیل گاڑیاں، بعض گھوڑا گاڑیاں، بعض اونٹ گاڑیاں، بعض ہاتھی گاڑیاں، بعض ریل گاڑیاں، بعض ٹرینیں، بعض انجن، بعض ڈبے، بعض پٹریاں، بعض سگنل، بعض سٹیشن، بعض ریلوے یارڈ، بعض ورکشاپیں، بعض گودام، بعض ٹکٹ گھر، بعض مسافر خانے، بعض ویٹنگ رومز، بعض ریل کے ڈبے، بعض انجن ڈرائیور، بعض گارڈ، بعض سٹیشن ماسٹر، بعض ٹکٹ کلرک، بعض قلی، بعض کوئلی، بعض خلاصی، بعض ملاح، بعض کشتیاں، بعض بادبانی کشتیاں، بعض موٹر بوٹ، بعض سٹیمر، بعض جہاز، بعض بحری جہاز، بعض تجارتی جہاز، بعض مسافر جہاز، بعض مال بردار جہاز، بعض تیل بردار جہاز، بعض گیس بردار جہاز، بعض کنٹینر جہاز، بعض ریفریجریٹر جہاز، بعض ہوائی جہاز، بعض مسافر ہوائی جہاز، بعض مال بردار ہوائی جہاز، بعض تیل بردار ہوائی جہاز، بعض گیس بردار ہوائی جہاز، بعض کنٹینر ہوائی جہاز، بعض ریفریجریٹر ہوائی جہاز، بعض ہیلی کاپٹر، بعض مسافر ہیلی کاپٹر، بعض مال بردار ہیلی کاپٹر، بعض تیل بردار ہیلی کاپٹر، بعض گیس بردار ہیلی کاپٹر، بعض کنٹینر ہیلی کاپٹر، بعض ریفریجریٹر ہیلی کاپٹر، بعض راکٹ، بعض مسافر راکٹ، بعض مال بردار راکٹ، بعض تیل بردار راکٹ، بعض گیس بردار راکٹ، بعض کنٹینر راکٹ، بعض ریفریجریٹر راکٹ، بعض میزائل، بعض مسافر میزائل، بعض مال بردار میزائل، بعض تیل بردار میزائل، بعض گیس بردار میزائل، بعض کنٹینر میزائل، بعض ریفریجریٹر میزائل، بعض بم، بعض مسافر بم، بعض مال بردار بم، بعض تیل بردار بم، بعض گیس بردار بم، بعض کنٹینر بم، بعض ریفریجریٹر بم، بعض ایٹم بم، بعض مسافر ایٹم بم، بعض مال بردار ایٹم بم، بعض تیل بردار ایٹم بم، بعض گیس بردار ایٹم بم، بعض کنٹینر ایٹم بم، بعض ریفریجریٹر ایٹم بم، بعض ہائیڈروجن بم، بعض مسافر ہائیڈروجن بم، بعض مال بردار ہائیڈروجن بم، بعض تیل بردار ہائیڈروجن بم، بعض گیس بردار ہائیڈروجن بم، بعض کنٹینر ہائیڈروجن بم، بعض ریفریجریٹر ہائیڈروجن بم، بعض نیوٹرون بم، بعض مسافر نیوٹرون بم، بعض مال بردار نیوٹرون بم، بعض تیل بردار نیوٹرون بم، بعض گیس بردار نیوٹرون بم، بعض کنٹینر نیوٹرون بم، بعض ریفریجریٹر نیوٹرون بم، بعض کیمیائی ہتھیار، بعض مسافر کیمیائی ہتھیار، بعض مال بردار کیمیائی ہتھیار، بعض تیل بردار کیمیائی ہتھیار، بعض گیس بردار کیمیائی ہتھیار، بعض کنٹینر کیمیائی ہتھیار، بعض ریفریجریٹر کیمیائی ہتھیار، بعض جراثیمی ہتھیار، بعض مسافر جراثیمی ہتھیار، بعض مال بردار جراثیمی ہتھیار، بعض تیل بردار جراثیمی ہتھیار، بعض گیس بردار جراثیمی ہتھیار، بعض کنٹینر جراثیمی ہتھیار، بعض ریفریجریٹر جراثیمی ہتھیار، بعض حیاتیاتی ہتھیار، بعض مسافر حیاتیاتی ہتھیار، بعض مال بردار حیاتیاتی ہتھیار، بعض تیل بردار حیاتیاتی ہتھیار، بعض گیس بردار حیاتیاتی ہتھیار، بعض کنٹینر حیاتیاتی ہتھیار، بعض ریفریجریٹر حیاتیاتی ہتھیار، بعض روایتی ہتھیار، بعض مسافر روایتی ہتھیار، بعض مال بردار روایتی ہتھیار، بعض تیل بردار روایتی ہتھیار، بعض گیس بردار روایتی ہتھیار، بعض کنٹینر روایتی ہتھیار، بعض ریفریجریٹر روایتی ہتھیار، بعض غیر روایتی ہتھیار، بعض مسافر غیر روایتی ہتھیار، بعض مال بردار غیر روایتی ہتھیار، بعض تیل بردار غیر روایتی ہتھیار، بعض گیس بردار غیر روایتی ہتھیار، بعض کنٹینر غیر روایتی ہتھیار، بعض ریفریجریٹر غیر روایتی ہتھیار۔

واجب ہوتا تو اس ضائع شدہ چیز کی قیمت ہمیں معلوم ہو جاتی اور کوئی ایسا ذریعہ بھی ہوتا جس سے ہمیں معلوم ہو سکے کہ اس نے اپنے ظن غالب پر عمل ضروری ہے اس طریق کسی شخص پر کسی چیز کا ضمان دینا واجب اور تاوان ضائع شدہ چیز کی قیمت ہمیں ظن غالب ہی پر عمل کرنا واجب ہے اور ظن جہاں ایسا ہے جیسے فوٹو کی کھڑکی میں شک ہو جانے کے تمیز ہی نہیں ہوتا اور آپ کے گھر پر عمل کرنا جائز ہے۔ اور اگر وہ ظن غالب کا چھوڑ کر اس پر عمل کرے کہ یقینی تمیز کرنا اور کہہ یقینی پر پہنچ لے تو یہ بھی جائز ہے اور کسی مستحب (مستحب) ہے کہ ہر مسلمان کے ساتھ نیک گمان رکھے کہ اس پر واجب ہے۔ (احسن الحلقہ)

قرطبی نے فرمایا کہ قرآن کریم کا ارشاد ہے اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ۔ اس میں حسن ظن اور حسن ظن کی تاکید فرمائی ہے۔

**ایک مشہور مقولہ کا مطلب:** اور یہ جو مشہور ہے کہ ان من الحزم سوء الظن یعنی احتیاط کی بات یہ ہے کہ ہر شخص سے بدگمانی رکھے اس کا مطلب یہ ہے کہ رسالہ بیمہ کرے جیسے بدگمانی کی صورت میں کیا جاتا ہے کہ بدون قوی اعتماد کے اپنی چیز کسی کے حوالہ نہ کرے یہ اس کا جواب ہے کہ اس کی تفسیر نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ کسی شخص کا پورا نہ سمجھے اپنے معاملے میں احتیاط برتے۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس قول کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔

بے گمان باش و نگہدار سر خویش
واندر بد مبر بخلق زنہار

**تجسس اور تحسس:** تجسس یعنی کسی کے عیب کی تلاش اور ٹوہ میں لگنا ہے۔ اس میں قرآن میں دو لفظ ہیں ایک لَا تَجَسَّسُوْا دوسرے لَا تَحَسَّسُوْا بظاہر دونوں لفظ ایک ہی معنی میں ہیں جو حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے یہ دونوں لفظوں سے ممانعت ہے اور مفسرین کا بھی یہی مسلک ہے کہ لَا تَجَسَّسُوْا اور لَا تَحَسَّسُوْا ان دونوں لفظوں کے معنی متقارب ہیں۔ اکثر نے دونوں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ تجسس بالجیم کسی کے ایسے امور کی تفتیش اور ٹوہ لگانا ہے جو کسی کو لوگوں نے آپ سے چھپایا ہو اور تحسس بالحاء مطلق تفتیش اور جستجو کے معنی میں آتا ہے۔ اور یہ زیادہ تر بھلائی کے لئے آتا ہے اور کبھی برائی کے لئے آتا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ تجسس کے یہ ہیں کہ جو چیز تمہارے سامنے نہ آئے اس کو پکڑ لیجئے اور تحسس کسی مسلمان کا جو عیب خود بخود ہوا اس کی جستجو۔ (تلخیص کرنا جائز نہیں) ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ لَا تَقَاطَعُوا الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا تَحَسَّسُوا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا الْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يَخْذُلُهٗ وَلَا يَحْقِرُهٗ التَّقْوٰى هٰهُنَا وَيُشِيْرُ اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَعِرْضُهٗ وَمَالُهٗ (مسلم) (مسلمانوں کے عیب نہ ڈھونڈو اور ان کے عیب کی جستجو نہ کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب کی تلاش کرتا ہے اور جس کے عیب کی

تلاش اللہ تعالیٰ کرے اس کو اس کے گھر کے اندر بھی رسوا کر دیتا ہے)۔

یہاں القرآن میں ہے کہ جیسے کہ کسی کی برائی سننا اپنے کو حرام ہوا اسی طرح برائی سننا بھی جس شخص میں داخل ہے غیبت اگر کسی سے سنے تو اس کا احتمال ہے اور اپنی بدنامی کسی مسلمان کی عداوت کی وجہ سے سننے والے کو خفیہ طور پر بلا کر اس کے سامنے کہے تو جائز ہے۔ تیسرا حکم جس سے اس آیت میں منع فرمایا گیا ہے وہ کسی کی غیبت کرنا ہے جیسا کہ اس کی تعریف میں ہو چکا ہے کہ کسی کی ایسی بات کہنا جس کو وہ سننا تو اس کو برا معلوم ہوتا اگرچہ وہ بات ہی کیوں نہ ہو بلکہ الزام لگانے سے بدتر ہے جس کی حرمت اگلے قرآن کریم سے ثابت ہے اور غیبت کی تعریف میں اس شخص کی غیر موجودگی کی قید سے یہ سمجھا جائے کہ موجودگی کی حالت میں کسی کی وہ بات کہنا جائز ہے۔ کیونکہ غیبت تو ہمیں مگر نہ میں داخل ہے جس کی حرمت اس سے پہلی آیت میں آچکی ہے۔ (معارف القرآن)

**غیبت کیا ہے؟** حضرت ابوہریرہؓ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا (ہوتی) ہے حضرت ابوہریرہؓ نے جواب دیا۔ اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ واقف ہیں آپ نے فرمایا۔ (اگر) تم اپنے بھائی کا (غائبانہ) اس طرح ذکر کرو جو اس کو ناگوار ہو (تو یہ غیبت ہے) عرض کیا گیا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم)، کیجئے اگر میرے بھائی میں وہ (عیب) ہو جو میں کہہ رہا ہوں تو کیا یہی غیبت ہوگی فرمایا۔ اگر اس کے اندر وہ (برائی) باتیں نہیں ہیں جو تم کہہ رہے ہو تو یہ غیبت ہوئی اور اگر جو باتیں تم کہہ رہے ہو اس میں نہیں ہیں تو تم نے اس پر تہمت لگائی (بہتان ہے) (متفق علیہ)

حضرت عمرو بن شعیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگوں نے ایک شخص کا ذکر کیا اور کہا جب تک اس کو کھا نہ جائے وہ کبھی نہیں مرے گا۔ آپ نے اس کو سنا تو فرمایا کہ وہ ہرگز نہیں مرتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اس کی غیبت کی۔ صحابہؓ نے عرض کیا۔ ہم نے وہی بات کہی جو اس میں ہے۔ فرمایا۔ غیبت ہونے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ تم ان باتوں کا ذکر کرو جو اس کے اندر ہیں۔ (واللہ اعلم)

أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ

بھلا خوش لگتا ہے تم میں کسی کو کہ کھائے گوشت

أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ

اپنے بھائی کا مُردہ ہو سو گھن آتی ہے تم کو اس سے (۱۲)

**غیبت کی گندگی:** یہ تمثیل مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ کر کھائے۔ کیا اس کو کوئی

(حضرت ابوہریرہؓ) بھی کہا جبکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

**غیبت کی تمثیل:** اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَکَرِهْتُمُوْهُ ۔ پس غیبت کو مُردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے اور غیبت کرنے والا دوسرے کی آبرو اور عزت پر حملہ کرتا ہے اس لئے نتیجہ کے طور پر شکل میں پیش کیا گیا ہے۔ (تفسیر طبری)

**غیبت کی سزا:** حدیث معراج میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے ناخن تانبے کے تھے اور اپنے چہروں اور سینوں کو کھسوٹ رہے تھے میں نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کی غیبت کرتے اور ان کی آبرو ریزی کرتے تھے۔ (ابوداؤد، بیہقی) اور حضرت ابوسعید اور جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زنا سے بھی بدتر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ ایک شخص زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اس کا معاف ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں ہوتا جب تک وہ شخص معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی گئی ہے۔ (بیہقی، ابن ابی الدنیا، ابن مردویہ)

**حضرت عیسیٰؑ کا واقعہ:** عیون کی روایت ہے (کیمیائے سعادت) میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ ایک عیسائی نے دعوت کی۔ آپ نے اس سے کہا کہ میرے ساتھ جو شخص ہے اس کی غیبت نہ کرنا۔ اس نے کہا کہ نہیں میں نہ کروں گا۔ جب کھانا کھا چکے تو اس نے آپ سے کہا کہ اے روح اللہ! آپ کے ساتھ والے شخص نے میری غیبت کیوں کی؟ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کی غیبت کی اور اس کا گوشت کھایا۔ اس نے کہا کہ میں نے تو نہیں کھایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے ضرور کھایا ہے (اس سے پہلے) تم نے اس کی غیبت نہیں کی تھی۔ (تفسیر عثمانی)

**غیبت کی تلافی:** اس حدیث سے ثابت ہوا کہ غیبت ایک ایسا گناہ ہے جس میں توبہ کی تلافی نہیں ہوتی جب تک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی نہ حاصل کر لی جائے۔ غیبت کی تلافی کے لئے اس سے معافی کرانا ضروری اور بعض علماء نے فرمایا کہ غیبت کی جب تک سب سے غیبت نہ کر لے اس وقت تک معافی نہیں ہوتی۔ (قرطبی) ان سے یہ بھی منقول ہے کہ ضروری نہیں (فلعله فی الروح علی الجسد والعفو علی الدوام الصفح والعفو عن الصاحب) اگر ایسا شخص جس کی غیبت کی گئی ہے اس سے معافی کرانا دشوار ہو یا اس کا انتقال ہو گیا ہو تو اس کے لئے استغفار کرے اور اس کے حق میں دعا کرے۔ (ابن کثیر)

**بعض مخصوص صورتیں:** بعض روایات سے ثابت ہے کہ اس آیت میں جو غیبت کی ممانعت ہے اس کا حکم سب کے لئے یکساں نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہے ان میں سے کسی مخصوص شخص کی غیبت کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے تو وہ غیبت میں داخل نہیں ہے بشرطیکہ ضرورت صحیحہ شرعیہ ہو جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو ظلم کو روک سکتا ہے کسی خلاف شرع بات کی شکایت اس شخص کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ کسی سے متعلق قانونی مشورہ کرنے کے لئے ضرورت کا اظہار یا مسلمانوں کو کسی شخص کے شر سے بچانے کے لئے اس کا حال بتانا یا کسی معاملہ کے متعلق فتویٰ لینے کے لئے اظہار حال وغیرہ یا کسی شخص سے کسی معاملہ کے متعلق مشورہ لینے کے لئے اپنے متعلق کوئی بات ظاہر کرنا جس کے اظہار کو بھی غیبت میں داخل نہیں سمجھا جاتا بشرطیکہ ضرورت اپنے اندر محدود رہے۔ (تفسیر عثمانی) اور مجموعہ ہے ایسے صحیح مضامین کا جو ان آیات میں کلام الٰہی کے الفاظ سے بیان کئے گئے ہیں اور ان سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی کی دلی اذیت کا سبب نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر) بلکہ کسی تحقیر یا بدنامی کے ارادہ سے بچا ہوا ہو۔ (تفسیر جلالین)

صیغہ امر کے قرینہ ان من کفارۃ الغیبۃ ان یستغفر لمن اغتابه تقول اللهم اغفر لنا وله (رواہ البیہقی۔ تفسیر ابن کثیر) کفارہ غیبت کا یہ ہے کہ جس کی غیبت کی گئی ہے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے اور اپنے لئے مغفرت کرے۔ یوں کہے کہ یا اللہ ہمارے اور اس کے گناہوں کو معاف فرما۔

**مسئلہ:** بے ایمان اور کافر فاسق کی غیبت بھی حرام ہے لیکن ان کو ایذاء بھی پہنچانے اور بدنام کرنے کی جائز نہیں ہے۔ پڑوسی کافر ہو یا کوئی اور ہر ایک کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ (تفسیر ابن کثیر)

**مسئلہ:** غیبت جیسے قول اور کلام سے ہوتی ہے ایسے ہی اشارات سے بھی ہوتی ہے جیسے کسی شخص کے چلنے کی نقل اتارنا یا کسی عیب کی طرف اشارہ کرنا۔ (تفسیر مظہری)

**بعض مخصوص صورتیں:** بعض روایات سے ثابت ہے کہ اس آیت میں جو غیبت کی ممانعت ہے اس کا حکم سب کے لئے یکساں نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں اس کی اجازت ہے ان میں سے کسی مخصوص شخص کی غیبت بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے تو وہ غیبت میں داخل نہیں ہے بشرطیکہ ضرورت صحیحہ شرعیہ ہو جیسے کسی ظالم کی شکایت کسی ایسے شخص کے سامنے کرنا جو ظلم کو روک سکتا ہے کسی خلاف شرع بات کی شکایت اس شخص کے باپ اور شوہر سے کرنا جو ان کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ کسی سے متعلق قانونی مشورہ کرنے کے لئے ضرورت کا اظہار یا مسلمانوں کو کسی شخص کے شر سے بچانے کے لئے اس کا حال بتانا یا کسی معاملہ کے متعلق فتویٰ لینے کے لئے اظہار حال وغیرہ یا کسی شخص سے کسی معاملہ کے متعلق مشورہ لینے کے لئے اپنے متعلق کوئی بات ظاہر کرنا جس کے اظہار کو بھی غیبت میں داخل نہیں سمجھا جاتا بشرطیکہ ضرورت اپنے اندر محدود رہے۔ (تفسیر عثمانی) اور مجموعہ ہے ایسے صحیح مضامین کا جو ان آیات میں کلام الٰہی کے الفاظ سے بیان کئے گئے ہیں اور ان سب میں قدر مشترک یہ ہے کہ کسی کی دلی اذیت کا سبب نہ ہو۔ (تفسیر ابن کثیر) بلکہ کسی تحقیر یا بدنامی کے ارادہ سے بچا ہوا ہو۔ (تفسیر جلالین)

## وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ

اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنے والا ہے مہربان ہے

**تقویٰ فرمانبرداری کی بنیاد ہے:** یعنی ان حکموں پر کاربند ہو جاؤ جس کے دل میں خدا کا ڈر ہو پھر کیا نہیں تو کیا نہیں چاہئے کہ ایمان و اسلام کا دعویٰ رکھنے والے واقعی طور پر ان خدائی قوانین کے قالب سے باہر نہ جائیں اور ان کی خلاف ورزی سے حتی الامکان احتراز کریں۔ اگر پکے مسلمان اور فرمانبردار ہونا ہے تو اللہ کے سامنے صادق دل سے توبہ کریں اور اپنی غلطیوں سے معافی مانگیں۔ (تفسیر جلالین)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ

اے لوگو ہم نے تم کو ایک مرد

ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ

اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری ذاتیں

قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا ۚ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ

اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو بیشک عزت

عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ۚ

اللہ کے ہاں تم میں زیادہ پرہیزگار ہے

بھائی بھائی اور برادری کا معیار: یہ خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمایا گیا تھا۔ اس وقت عرب کے مختلف علاقوں سے ۱۲۴ ہزار مسلمان جمع ہوئے تھے۔ اس خطبہ کے ذریعہ سے آپ نے ان کو ہمیشہ کے لیے ایک ایسی اصلاحی تعلیم دے دی جو ہر زمانہ اور ہر ملک کے مسلمانوں کے لیے ہدایت کا مستقل دستور العمل بن سکتی تھی۔ اس خطبہ کے ابتدائی حصہ میں آپ نے جاہلیت کے ان تمام تصورات کو باطل کر دیا جو نسل، رنگ، زبان، وطن اور قومیت کی بنا پر انسانوں کے درمیان امتیاز و تفاوت اور برتری و کمتری کے بارے میں صدیوں سے دنیا میں پائے جاتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمام انسان ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہیں، اس لیے کسی کالے کو گورے پر، کسی گورے کو کالے پر، کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر، کسی شریف کو رذیل پر اور کسی رذیل کو شریف پر کوئی فطری فضیلت حاصل نہیں ہے۔ سب انسان برابر ہیں۔ کسی کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے تو صرف تقویٰ کی بنا پر۔ اور تقویٰ کا حال اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لیے کسی شخص یا خاندان کو دوسروں پر اپنی برتری جتانے کا کوئی حق نہیں ہے۔ اسی طرح آپ نے عرب کے ان تمام قبائلی تعصبات کو بھی ختم کر دیا جو ایک قبیلے کو دوسرے قبیلے کے مقابلہ میں ابھارتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ قبیلے اور برادریاں صرف اس لیے بنائی گئی ہیں کہ ان کے ذریعہ سے ایک دوسرے کو پہچانا جا سکے۔ ان کا یہ مقصد نہیں ہے کہ ان کی بنا پر کوئی اونچا اور کوئی نیچا ہو جائے۔ اللہ کے ہاں تو صرف تقویٰ کی بنا پر عزت ہے۔ اس لیے جو شخص بھی اپنے اندر تقویٰ کی صفت زیادہ رکھتا ہے وہی اللہ کے ہاں زیادہ عزت کا مستحق ہے۔ (تدبر قرآن)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب: یہ وہی عالمگیر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری حج میں ارشاد فرمایا تھا۔ جس کے الفاظ یہ تھے کہ اے لوگو آپ اپنی بھیڑ سے چھٹ جائیں گے۔ پھر کہیں ملیں گے۔ اس لیے میں تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور اللہ کے سپرد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی کتاب کو اپنا رہنما بنائے رکھو۔ اس کے بعد آپ نے اپنی آواز کو بلند کر کے فرمایا کہ اے لوگو میں نے اللہ کا پیغام تم تک پہنچا دیا ہے۔ اب تم کو اس کی ذمہ داری پر ہونا ہے۔ بتاؤ تم کیا کہتے ہو۔ اس پر ہزاروں کے مجمع نے بیک آواز کہا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کا پیغام ہم تک پہنچا دیا۔ آپ نے اپنی انگلی آسمان کی طرف اٹھا کر تین بار فرمایا کہ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ۔ اے اللہ گواہ رہ۔ (ابن ہشام)

شان نزول: یہ آیت فتح مکہ کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خانہ کعبہ کی چھت پر اذان دینے کا حکم دیا تھا۔ اس پر مکہ کے بعض لوگوں نے آپس میں کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ میرے باپ کا انتقال اس سے پہلے ہی ہو گیا تھا کہ وہ یہ دن دیکھتا۔ کچھ لوگوں نے اس پر اعتراض کیا۔ بعض نے کہا کہ اگر محمد کو اللہ نے بھیجا ہوتا تو کیا وہ ایک حبشی کو اذان دینے کے لیے منتخب کرتا۔ بعض نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں کہتا ڈرتا ہوں کہ کہیں میری شکایت آسمان سے نہ نازل ہو جائے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (اسباب النزول)

نسب پر اترانے والوں کا انجام: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ اے لوگو میں نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا تھا اور تم کو قبیلوں میں تقسیم کیا تھا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ مگر تم نے اپنے باپ کے بجائے دوسروں کو اپنا باپ بنا لیا۔ اس لیے آج میں تمہارے نسب کو ختم کرتا ہوں۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا باپ نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بیٹا نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بھائی نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا چچا نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا ماموں نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بھتیجا نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا بھانجا نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا نواسہ نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا پوتا نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا پڑپوتا نہیں ہے۔ آج کوئی شخص کسی دوسرے شخص کا پڑنواسہ

کردہ سب کے پیچھے ساتھ ہولیں گے۔ (تفسیر طبری)

## اسلام کیفیت کیفیات سے بیزار ہے:

مسلمان ہونے میں کسی اسلام کیفیت کیفیات سے بیزار ہے وہ تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد قرار دیتا ہے۔ فرق ہے تو صرف اسلام اور کفر کا۔ پھر جس طرح مسلمانوں میں ذات پات کی تاپ کوئی کیفیت نہیں ہے حق کہ سب سے زیادہ باعزت وہ ہے جو تقویٰ میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

اسی طرح غیر مسلموں میں بھی شوہر اور بیوی وغیرہ کا کوئی فرق نہیں ہے اگر ایک مسلمان ہو جائے تو پاس پیغام بھیج سکتا ہے۔ جماعت سے پاخانہ جانے سے پانی لوٹا تک تو ہم سنتا ہے مگر غیر سے پانی بھر سکتا ہے تو انسانیت سے یہ سب حقوق ایک بھنگی اور بہار کو بھی حاصل ہیں۔ مگر ۱۴ ویں صدی ہجری، علماء و مشائخ جو ہر محفوں اور دینی جماعت کے جلسوں کے سامنے رہتی اس نے ہمیں تم اور ہم عملی طور پر کیفیت کیفیات کا بادی بنا دیا ہے۔ (واللہ اعلم)

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿١٨﴾

اللہ سب کچھ جانتا ہے خبردار ہے

اللہ (دلوں) کے حال سے باخبر ہے ☆ یعنی تقویٰ اور اپنے اصل میں دل سے بے لاگی کی خبر ہے تو محض ظاہر میں متقی اور مسلمان نظر آنا جبکہ وہ واقع میں ایسا نہ ہو کیونکہ رب جانتا ہے۔ (احسن البیان)

قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا ۖ قُل لَّمْ
کہتے ہیں دیہاتی کہ ہم ایمان لائے تو کہہ تم
تُؤْمِنُوا وَلَٰكِن قُولُوا أَسْلَمْنَا
ایمان نہیں لائے پر تم کہو ہم مسلمان ہوئے
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ
اور ابھی نہیں گھسا ایمان تمہارے دلوں میں

## ایمان کی کمزوری کی علامت

یہاں یہ بتلاتے ہیں کہ ایمان و یقین جب پوری طرح دل میں راسخ ہو جائے اور جڑ پکڑ لے اس وقت خیانت اور عیب جوئی وغیرہ کی خصلتیں اول سے دور ہو جاتی ہیں جو شخص دوسروں کے عیب ڈھونڈنے اور ٹوہ لگانے میں مبتلا ہو سمجھ لو کہ ابھی تک ایمان اس کے دل میں پوری طرح پیوست نہیں ہوا۔

ایک حدیث میں ہے "یا معشر من آمن بلسانہ ولم یفض الایمان الی قلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتھم" الخ (ابن کثیر ص ۲۲۶/۴) حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ایک کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں یعنی زبان مسلمانی ہم نے قبول کی اس کا مطلب نہیں اور ایک کہتا ہے کہ ہم کو پورا یقین ہے جو یقین پورا ہو جاتے تو کیا کہیں؟ ہم کہیں کہ ہم کو پورا یقین ہے جو یقین ہوتا ہے وہ کہتے نہیں ہوتا ہے" (تنبیہ) اس آیت سے ایمان و اسلام کا فرق ظاہر ہوتا ہے اور یہی بات حدیث جبریل علیہ السلام سے ثابت ہوئی۔ ہم نے شرح صحیح مسلم میں اس موضوع پر کافی بحث کی ہے یہاں گنجائش کا موقع نہیں۔ (تحریر بخاری)

بخاری نے لکھا ہے کہ بنی اسد کے چند آدمی قحط کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ظاہر مسلمان ہو گئے لیکن باطن میں وہ مومن نہیں تھے۔ ان لوگوں نے مدینہ کے راستے (قحط نے جاہلیت کی) گندگیوں سے بھر دیئے اور مدینہ میں چیزوں کے نرخ گراں کر دیئے۔ پھر یہ صحیح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے اور کہتے تھے۔ ہم نے عرب آپ کے پاس انتخابیں پر سوار ہو کر نہیں آئے ہیں اور ہم سارا سامان اور اہل و عیال کو لے کر آئے ہیں۔ فلاں فلاں قبیلہ نے آپ سے جنگ کی (پھر مسلمان ہوئے) لیکن ہم آپ سے کبھی نہیں لڑے اس کلام سے وہ رسول اللہ پر (اپنے اسلام کا) احسان رکھنا چاہتے تھے اور مال صدقات کے طلب گار تھے۔ (تفسیر مظہری)

## ایمان کیا ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ایمان یہ ہے کہ تم اللہ کو اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور مرنے کے بعد قیامت کے ساتھ اللہ کی بھلی بری تقدیر کی تصدیق کرو (یعنی اس بات کی دل سے تصدیق کرو کہ جو کچھ دنیا میں پیش آتا ہے اللہ کے مقرر کرنے کے مطابق ہوتا ہے، ہر اچھی بری چیز کا اللہ نے پہلے ہی اندازہ مقرر کر دیا ہے) حارثہ جبرئیل کے جواب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا تھا۔ کذا فی الحسینی۔ (احسن حدیث مختصر)

وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا
اور اگر حکم پر چلو گے اللہ نے اور اس کے رسول کے
يَلِتْكُم مِّنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۚ
کام نہ دے گا تمہارے کاموں میں سے کچھ

إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

اللہ بخشنے والا ہے مہربان ہے ☆

مہلت عمل ہے یعنی اب بھی اگر فرمانبرداری کو اختیار کرو تو پچھلی گمراہیوں کی وجہ سے تمہارے کسی عمل کو آپ میں کی نہ کرے گا۔ (تفسیر جلالین)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ

ایمان والے وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اللہ پر

وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا

اور اس کے رسول پر پھر شک نہ لائے اور لڑے

بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ

اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے

اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ

وہ لوگ ہیں سچے ایمان والے یہی ہیں ☆

سچے مومن کی شان یعنی سچے مومن کی شان یہ ہوتی ہے کہ اللہ و رسول پر پختہ اعتقاد رکھتا ہو اور ان کی راہ میں ہر طرح جان و مال سے حاضر ہے۔ (تفسیر جلالین)

مومن کی تین قسمیں: مسند احمد میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا دعویٰ مومن کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لایا شک و شبہ نہ کیا (۲) اپنی جان اور اپنے مال سے راہ خدا میں جہاد کیا (۳) وہ جن سے لوگوں نے امن و امان پایا یہ کسی کا مال نہ لیں نہ کسی کی جان لیں (۴) وہ جو ہر طمع کی طرف جب بھاگتے ہیں اللہ عزوجل کی یاد کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الخ یعنی خالص قلب سے ایمان لانے اور احکام کی تعمیل کی۔

ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین میں کوئی شک و وہم نہیں۔ اس لفظ ثُمَّ کے لانے سے ظاہر کر دیا ہے کہ شرح ایمان کے وقت جس طرح مشرف بہ کرنا لازم ہے اسی طرح ہمیشہ پوری زندگی ہر حرکت و سکنہ میں بھی ثابت قدم رہنا ضروری ہے یہ آیت لَمْ يَرْتَابُوا سے بھی یہی مراد ہے۔

وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ یعنی اللہ کی اطاعت میں۔ جاهَدُوا کا مفعول محذوف ہے۔ یعنی نفس و شیطان سے یا ناجائز خواہشات

نفس سے انہوں نے جہاد کیا۔

مجاہد کی شان: جو شخص مصلحت و علم کے لئے اور جہاد و بہادری کو ظاہر کرنے کے لئے اور اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور دین کو پھیلانے کے لئے اپنی جان و مال کی قربانی دیتا ہے وہ بے شک اول اپنے نفس کی قربانی کرتا ہے۔ (تفسیر عثمانی)

قُلْ أَتُعَلِّمُونَ اللَّهَ بِدِينِكُمْ وَاللَّهُ

تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو زمین میں

وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ

اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے ☆

اللہ کو دھوکہ نہیں دیا جا سکتا

یعنی تم اپنی جان اور جو باتیں تم کو معلوم ہے تو کہہ کے کیا اللہ کو بھی اس سے معلوم ہے جو آپ ظاہر ہے۔ (تفسیر جلالین)

حبر امت نے کہا: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کی روایت سے اور براء کے بطریق سعید بن جبیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے اور ابن ابی حاتم نے حسن کے قول سے جان کیا ہے۔ کہ کچھ بدویوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم (خود) مسلمان ہو گئے اور آپ سے (بھی) نہیں لڑے۔ لیکن فلاں قبیلہ والوں نے آپ سے جنگ کی (اور پھر مسلمان ہوئے) بقول حسن یہ بات تب کہہ چکے ہوئے کے بعد کی ہے۔ (تفسیر طبری)

يَمُنُّونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا

تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہو گئے ہم

بعض جاہلوں کی ناقدر دانی

بعض کہتے ہیں کہ کیا تھے کہ دیکھتے ہم تو بدر اور احد کے معرکے میں مسلمان ہو گئے کیا یہ احسان جتلاتے تھے اسکا جواب آگے دیتے ہیں۔ (تفسیر حال)

اسلام اور ایمان ایک ہیں یا کچھ فرق ہے؟

یہاں اصطلاح شرع میں تصدیق قلبی کا نام ہے یعنی اپنے دل سے اللہ

تقویٰ کی تو حید اور رسول کی رسالت کو سچا مانا۔ اور اسلام کے احکام پر عمل کیا ہے۔ اور اللہ اور رسول کی نافرمانی سے بچتے رہے۔ اور اللہ اور رسول کی اطاعت کرنے کا یقین دل میں رکھتے ہیں۔ تو ایسے لوگ اسلام کے دائرہ سے باہر نہیں ہیں۔ اور جب تک وہ اپنے اعمال و اخلاق سے اس دائرہ سے نہ نکلیں ان کو مسلمان ہی کہا جائے گا۔ اور ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کیا جائے گا۔ اسی طرح اسلام کو سچا مان لینے کے بعد بھی اگر کوئی شخص اعمال ظاہرہ کا پابند ہے۔ لیکن شریعت کی بعض باتوں کو نہیں مانتا۔ وہ بھی مسلمان ہی ہے۔ اور جب تک اس سے کفر کی کوئی بات ظاہر نہ ہو اس کو کافر نہیں کہا جائے گا۔ اس طرح اسلام کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ اور بہت سے لوگ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں۔ اور اسلام کے بعض احکام پر عمل بھی کرتے ہیں۔ لیکن شریعت کی بعض باتوں کو نہیں مانتے۔ وہ بھی

بہ تحقیق ہم نے ہی اس کی حفاظت کرنے والی کی تفسیر ہے کہ اس کا علم ہمارا ہوتا ہے۔ ہمارے علم کے بغیر نہ اس کے نقطے رہیں گے اور نہ اس کی حرکت آخری حروف سے آخر ہونے کی اور نہ ہی ہٹائی جائے گی۔

## سورۂ قٓ کی خصوصیات

سورۂ قٓ میں بیشتر مضامین آخرت، قیامت، موت، مرنے کے بعد جی اٹھنے اور حساب و کتاب سے متعلق ہیں اور یہی مناسبت ہے اس کو اس سے پہلی سورۃ الحجرات سے کہ اس کی آخری آیات میں بھی مضامین یہی ہیں۔

سورۂ قٓ کی بہت فضیلت اور اہمیت اس حدیث سے معلوم ہوتی ہے کہ ام ہشام بنت حارثہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت قریب رہا کرتا تھا) اور میرے گھر یہ تنور اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنور (جس میں روٹی پکتی تھی) ایک ہی تھا تھے سورۂ قٓ کو میں نے اس طریق لفظ قول کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سورت جمعہ کے خطبہ میں تلاوت فرماتے تھے (رواہ مسلم و ترمذی)۔

اور حضرت عمر بن خطاب نے ابو واقد لیثی سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید میں کون سی سورت پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: قٓ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ اور اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ اور حضرت جابر سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں کثرت سورۂ قٓ تلاوت فرماتے تھے۔ (یہ سورت ناصحی بن ہے) اگرچہ اس کے وجود نہ ہونے کی رائے تھی (قرطبی) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی تلاوت کا خاص توجہ کے بڑی سے بڑی سورت اور طویل سے طویل نماز پڑھی جاتی تھیں۔ (معارف مفتی اعظم)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جب میں نے سنا ہے جو پوچھا کہ تم قرآن کے حصے کس طرح کرتے تھے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم نے سورۂ حجرات سے لے کر سورۂ قٓ تک ایک منزل بنائی ہے اور پھر سورۂ صافات سے سورۂ حجرات تک ایک منزل اور سورۂ قٓ سے سورۂ جاثیہ تک ایک منزل اور سورۂ محمد سے سورۂ ق تک ایک منزل اور سورۂ ق سے سورۂ تبارک الملک تک ایک منزل اور سورۂ تبارک الملک سے سورۂ والناس تک ایک منزل۔ یہ حدیث ابن ماجہ میں بھی ہے۔ غرض یہ کہ پہلی منزل میں سات سورتیں ہیں۔ پھر اس کے بعد مفصل کی تمام سورتیں ایک ایک منزل ہیں۔ اچھا یہ سورت یعنی سورۂ قٓ سے سورۂ ق تک ہے۔ یہ قاعدہ کلیہ نہیں ہے۔ پہلی منزل کی تیسری سورت میں ہے اور تیسری منزل کی ساتویں سورت میں ہے۔ اور اس طرح پر منزلیں ہیں۔ پہلی منزل کی دوسری سورت ہے "لیک مرتبا لم" اور تیسری سورت ہے "سیقول السفہاء" اور تیسری منزل کی تیسری سورت ہے "الم تر کیف" اور تیسری سورت ہے "لایلف قریش"۔ پانچویں منزل کی تیسری سورت ہے "الم نشرح" اور تیسری سورت ہے "الم تر کیف فعل ربک باصحب الفیل" (معارف مفتی اعظم)۔ اب آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ یہ سورت کس منزل میں ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قٓ ۚ وَالْقُرْاٰنِ الْمَجِيْدِ ۚ بَلْ عَجِبُوْٓا

قسم ہے اس قرآن بزرگ شان والے کی بلکہ ان کو تعجب ہوا

اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ

کہ آیا ان کے پاس ڈر سنانے والا انہی میں کا تو کہنے

الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيْبٌ ۚ

لگے منکر یہ تعجب کی چیز ہے

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌ

کیا جب ہم مر جائیں اور ہو جائیں مٹی یہ پھر آنا

بَعِيْدٌ ۚ

بہت دور ہے

## قرآن کی عظمت و اعجاز

یعنی قرآن کی بزرگی اور عظمت شان کا یہ کفار جس سے انکار کر رہے ہیں یہ ان کی اپنی ہی عقل کا قصور ہے۔ اپنی اعجازی قوت اور بلاغت و فصاحت سے بڑھ کر یہ حقیقت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ قرآن بذات خود شاہد ہے کہ یہ کسی کاہن کا کوئی ملفوظ نہیں ہے کیونکہ کاہن کی جگہ کچھ اور ہوتی ہے لیکن منکرین پر ہٹ دھرمی کا اس قدر غلبہ ہے کہ وہ اس کو قبول نہیں کرتے حیلے نہیں کرتے کہ یہ کلام کس طرف سے ان کے پاس آیا ہے کون سی جہت اور مکان سے بلکہ محض اپنے تعجب و حیرت سے اس پر تعجب کرتے ہیں کہ ان ہی کے خاندان اور قوم کا ایک آدمی ان ہی کی طرف رسول بن کر آیا اور ڈرا دھمکا کر یہ کہہ رہا ہے کہ مر کر مٹی ہو جانے کے بعد پھر زندگی کی طرف واپس کیے جائیں گے۔ یہ واپسی تو عقل سے بہت دور اور امکان و امکانات سے بالکل بعید ہے (منہ)

## قٓ کیا ہے؟

بعض نے کہا قٓ سے اشارہ ہے بعض قضی الامر او بعض ما ظہر قدرتی کی طرف۔ حق بات یہ ہے کہ (دوسرے حقیقتوں کی طرح) اس کی اصلی مراد اللہ اور اس کے رسول اور سچے علم رکھنے والوں کے سوا کوئی نہیں جان سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول کے درمیان کیا حرج ہے۔ اور حروف تہجی کے متعلق ہمارا ایک پہلو ہے جو ہمیں کو معلوم ہے اور ان پر "اللہ اعلم بمرادہ" کا اطلاق ہوتا ہے۔ (منہ) بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی قسم ہے۔ (منہ) بعض کہتے ہیں کہ یہ قرآن کی۔

بعض کفار مکہ نے یہ شبہ تعجب کیا اس بنا پر کہ نہیں میں سے ایک ڈرانے والا ان کے پاس کیسی بات لے کر آیا جو تعجب انگیز نہیں تھی یا عجیب طریق سے ڈرا رہا ہے کہ انہیں میں کا ایک شخص جس کو وہ جانتے تھے اور اس کی سچائی کا قرار کرتے تھے ان کی تعجب خوشی کرتا ہے اس کا اتنا پیغمبر ہے کہ کبھی ان لوگوں کو ڈرا بھی جائے، جیسے کسی خواہ قوم سے شخص آدمی کو قوم کی خوشخبری اور ڈرانا کسی اجنبی سے قوم کو ڈرانا ناگوار ہوتا ہے۔ (منہ طرطوی)

قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ

ہم کو معلوم ہے جو کچھ گھٹتی ہے زمین

مِنْهُمْ ۚ

ان میں سے

## موت قبر سے نکلنے نہیں

یعنی سوا ہی نہیں ہو جاتی ہیں ان میں سماعت و حیات کی جو ان کے اجزاء تحلیل ہو کر یہاں کہیں منتشر ہو گئے ہیں۔ وہ سب اللہ کے علم میں ہیں اس لئے قدرت ہے کہ ہر جگہ سے اجزائے صنعیہ جمع کر کے ان کا پیکر کھڑا کر دے اور دوبارہ اس میں جان ڈال دے۔ (منہ طرطوی)

وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ ۝

اور ہمارے پاس کتاب ہے جس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے ۝

## اللہ کا قدیم علم

یعنی یہ نہیں کہ آج سے معلوم ہے بلکہ ازل سے ہم کو معلوم ہے حتیٰ کہ ان میں قلیل و کثیر کی سب اشیاء کے سب حالات ایک کتاب میں جو حفیظ کہلاتی ہے لکھ دیئے تھے اور اب تک وہ ہمارے پاس وہ کتاب موجود چلی آتی ہے پس اگر ظہور کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو یہ میں نہ سمجھنے والوں کی سمجھ کا قصور ہے جو کتاب ہمارے حق تعالیٰ کے سامنے حاضر ہے پس وہ پہلے جس طرح کی تھی ویسی ہی ہے کچھ نہیں کسی کے علم میں ہو اور قلم نہ بھی کر لی جائے وہ لوگوں کے نزدیک بہت زیادہ سمجھ جاتی ہے اسی طرح یہ میں مخاصمین کے خصومات کے اضبط سے متعلق کر دیا کہ ہر چیز خدا کے علم میں ہے اور ان کے حال کی بھی ہے جس سے زیادہ کی پیش نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر حقانی)

بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ

کوئی نہیں پر جھٹلاتے ہیں جب دین کو جب ان کے پاس پہنچا

فَهُمْ فِي أَمْرٍ مَّرِيجٍ ۝

سو وہ پڑے ہیں اچنبھی ہوئی بات میں ۝

## سچی تکذیب

یہ جہل صرف تعجب نہیں بلکہ کھلی ہوئی تکذیب ہے۔ حضرت کی نبوت قرآن اور بعث بعد الموت وغیرہ کو سمجھتے ہیں اور تعجب بھی ہوتا ہے کہ ایسی باتیں کرتے ہیں جو ہے تک جو شخص پی باتوں کو سمجھتا ہے اسی طرح شک و اضطراب اور تردد کی بھنوروں میں پڑ جایا کرتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

خوشبو۔ امر شبہ مضطرب۔ بے تکی۔ ان کے قول میں اضطراب اور بے تکی تکذیب نبوت کی وجہ سے ہی تھی۔ قرآن اور حسن نے کہ جو حق کو چھوڑ دیتا ہے اس کو اپنے معاملہ میں اور دین میں اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ زجاج نے کہا ایک قول یہ ان کو قرار دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی شاعر کہتے ہیں کبھی ساحر کبھی دیوانہ کبھی کاہن۔ (وحیدی)

أَفَلَمْ يَنظُرُوٓا۟ إِلَى ٱلسَّمَآءِ فَوْقَهُمْ

کیا انھوں نے دیکھا آسمان کو اپنے اوپر

كَيْفَ بَنَيْنَٰهَا وَزَيَّنَّٰهَا وَمَا لَهَا

کیسا ہم نے اسے بنایا اور زینت دی اور اس میں کوئی

مِن فُرُوجٍ ۝٦

کوئی رخنہ نہیں ہے

آسمان کی بلندی اور اس کی زینت

آسمان کو دیکھنے سے مراد محض اوپر نگاہ اٹھانا نہیں ہے بلکہ اس کی طرف توجہ کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کیا یہ لوگ اپنے اوپر پھیلے ہوئے اس عظیم الشان نظم کو نہیں دیکھتے جو ہر طرف نظر آتا ہے۔ اس کی وسعت اور بلندی پر غور نہیں کرتے۔ اس کے ستاروں اور سیاروں کی حیرت انگیز تعداد پر نگاہ نہیں ڈالتے۔ اس کی بے شمار کہکشانوں پر ایک نظر نہیں ڈالتے۔ اس کے بے انتہا پھیلاؤ کو نہیں دیکھتے۔ اس کے اندر ہر طرف ایک حیرت انگیز توازن اور ایک زبردست ضابطہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس کی ہر چیز اپنی جگہ ٹھیک ٹھیک اندازے پر ہے۔ کوئی چیز بے قاعدہ نہیں ہے۔ کوئی چیز بے ضابطہ نہیں ہے۔ کوئی چیز بے موقع نہیں ہے۔ کوئی چیز بے محل نہیں ہے۔ کوئی چیز بے جوڑ نہیں ہے۔ کوئی چیز بے تناسب نہیں ہے۔ کوئی چیز بے توازن نہیں ہے۔ کوئی چیز بے ربط نہیں ہے۔ کوئی چیز بے مقصد نہیں ہے۔ کوئی چیز بے فائدہ نہیں ہے۔ کوئی چیز بے حکمت نہیں ہے۔ کوئی چیز بے تدبیر نہیں ہے۔ کوئی چیز بے منصوبہ نہیں ہے۔ کوئی چیز بے انتظام نہیں ہے۔ کوئی چیز بے حفاظت نہیں ہے۔ کوئی چیز بے نگہداشت نہیں ہے۔ کوئی چیز بے نگرانی نہیں ہے۔ کوئی چیز بے نگرانی نہیں ہے۔ کوئی چیز بے نگرانی

تھی اس سے اس (مرد عورت) کو بھائی نہ ہو اس (مرد عورت) کے نیچے مرد کی بہت سی قرابتیں ہوتی ہیں جس سے زیادہ مضبوط قرابت کوئی نہیں ہوتی (یعنی) کی (پہلی) اولاد ہوتی ہے جس سے زیادہ مضبوط قرابت کوئی نہیں ہوتی (یعنی) اس (مرد عورت) میں اس کے باپ اور دادا کے بھائی اور چچا کے بھائی اور پھوپھیوں کی اولاد ہوتی ہے (ابن جریر) ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ میں بھی یہ حدیث ہے (تفسیر ابن کثیر)

**وَنَقَالِعِبَادِ وَاَحْيَيْتُ بِهٖ بَلْدَةً**

مردوں کے جی اٹھنے کی دلیل اور اس کا ثبوت

**كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ**

مراد ہے کہ جو کوئی ہوگا نکل کھڑا ہوگا

## سبزہ کی طرح انسانی جسم اگے گا

مثل بارش برسانے کے مردوں کو زندہ کرنا ہے کہ جس طرح قیامت کے دن مردے زندہ کر دیئے جائیں گے۔ (تفسیر طبری)

مجاہد نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت سے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "پہلی صور پھونکنے کے درمیان وصلہ چالیس کا ہوگا۔ صحابہ نے پوچھا ابو ہریرہؓ کیا چالیس دن (کا عرصہ ہوگا) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا مجھے اس سے انکار ہے۔ لوگوں نے پوچھا چالیس مہینوں کی (مدت ہوگی) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا میں یہ بھی نہیں کہتا۔ لوگوں نے کہا تو چالیس سال کی (مدت ہوگی) حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا مجھ سے بھی نہیں ہوسکتا۔ لوگوں نے کہا تو کیا چالیس سال کی (مدت آپ کہنا چاہتے ہیں) فرمایا مجھے کہنے سے بھی انکار ہے۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) پھر خدا آسمان سے پانی (کے دل) کا برسائے گا جس سے تم ایسے اگیں گے جیسے سبزہ اگتا ہے۔ آدمی (کے دل) کا ہر حصہ سوائے ایک ہڈی کے یعنی سوائے دم تو سے کی ہڈی کے گل جائے گا جو کہ اسی ہڈی سے قیامت کے دن (دوبارہ) مخلوق کی بناوٹ جوڑی جائے گی۔ (صحیح مسلم) ابن ابی حاتم نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ ابن جریر نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اس کے مرنے کے بعد چالیس دن تک بارش برستی رہے گی جس سے مردے اس طرح اگیں گے جس طرح سبزہ اگتا ہے۔ اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ آسمان سے ایک پانی برسے گا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّأَصْحٰبُ

جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے نوح کی قوم اور کنویں

الرَّسِّ وَثَمُودُ ۝ وَعَادٌ وَّفِرْعَوْنُ

والے اور ثمود اور عاد اور فرعون

وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝ وَّأَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ

اور لوط کے بھائی اور بن والے اور

وَقَوْمُ تُبَّعٍ

تبع کی قوم ☆

☆ ان تمام قوموں کے قصے مفصل طور پر قرآن مجید اور دیگر صحیفہ کتب میں موجود ہیں۔ (مترجم)

## اصحاب الرس کون لوگ ہیں؟

اصحاب الرس کا لفظ قرآن مجید میں صرف یہیں آیا ہے۔ "رس" کے معنی کنواں کے ہیں۔ اسی لئے کنوئیں کو رس کہا جاتا ہے۔ بعض مفسرین و مؤرخین نے یہ بات کہی ہے کہ یہ لوگ ایک بڑے کنوئیں کے مالک تھے جس کا پانی ان کے مویشی اور کھیتی باڑی کے لئے کافی تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لوگ ایک بڑی نہر کے مالک تھے جو ان کے شہر کے قریب سے گزرتی تھی۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ لوگ ایک بڑے کنوئیں

فرعون نے فیصلہ کیا کہ بنی اسرائیل کا پیچھا کیا جائے۔ چنانچہ فرعون نے اپنی فوج کو تیار کیا اور خود بھی تیار ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ بنی اسرائیل کے پیچھے روانہ ہو گیا۔ جب بنی اسرائیل نے فرعون کو اپنی طرف آتے دیکھا تو وہ بہت گھبرائے اور موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اے موسیٰ! ہم تو پہلے ہی فرعون کے ظلم سے تنگ تھے اور اب تو ہم بالکل ہی مارے جائیں گے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ گھبراؤ نہیں، اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا دریا پر مارو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تو دریا میں بارہ راستے بن گئے اور پانی بیچ میں پہاڑ کی طرح کھڑا ہو گیا۔ بنی اسرائیل ان راستوں سے دریا پار کر گئے اور فرعون اور اس کا لشکر بھی ان راستوں پر چلتا ہوا دریا میں داخل ہو گیا۔ جب بنی اسرائیل دریا پار کر چکے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ دریا پر اپنا عصا مارو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تو دریا کا پانی پہلے کی طرح بہنے لگا اور فرعون اور اس کا لشکر سب کے سب دریا میں غرق ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرعون کی لاش کو عبرت کے لیے محفوظ کر دیا۔ آج بھی فرعون کی لاش مصر کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

**اخوان ط** اور انہوں نے بھائی بندوں یعنی قوم والوں نے بنی اسرائیل کے بزرگوں نے بھائی بندی کے ناتے کہا کہ یہ قوم تو ہے ہی بڑی ظالم اور جاہل۔ ان کا عصا مار مار کر سانپ بنا دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ یہ تو ہر جادوگر کر سکتا ہے۔ اگر یہ واقعی اللہ کے نبی ہیں تو کوئی ایسا معجزہ دکھائیں جو ہر جادوگر نہ کر سکے۔ اس پر موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی کہ اے اللہ! ان کو ایسا معجزہ دکھا دے جو ہر جادوگر نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنا عصا زمین پر مارو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عصا مارا تو وہ ایک بہت بڑا اژدہا بن گیا۔ اژدہا نے سب جادوگروں کے سانپوں کو نگل لیا۔ جادوگر یہ دیکھ کر سجدے میں گر پڑے اور کہنے لگے کہ ہم موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ فرعون نے کہا کہ تم نے میری اجازت کے بغیر موسیٰ علیہ السلام پر ایمان کیوں لایا؟ میں تم سب کو سخت سزا دوں گا۔ جادوگروں نے کہا کہ ہم تو ہر سزا کو برداشت کر لیں گے مگر ایمان نہیں چھوڑیں گے۔ فرعون نے جادوگروں کو سزا دی۔ جادوگروں نے صبر کیا اور ایمان پر ثابت قدم رہے۔

**وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ** ۔ علامہ بغوی نے عصا کے بارہ ٹکڑے ہونے کا ذکر کیا ہے۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ہر ٹکڑا ایک ایک راستہ بن گیا تھا۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ سو راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ ہزار راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ لاکھ راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ کروڑ راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ ارب راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ کھرب راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ نیل راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ پدم راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ شنکھ راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ مہاشنکھ راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ ارب راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ کھرب راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ نیل راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ پدم راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ شنکھ راستے بن گئے تھے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہر راستہ میں بارہ بارہ مہاشنکھ راستے بن گئے تھے۔

کو خلاف پیدا یا معدنی پہلوانی تھا جس نے کعب کو طاقت پڑھ کیا۔ شعب میں چھ پہاڑوں کی قربانی کی چوتھی یہاں تک کہ کیا طواف کیا اور سر منڈوایا پھر احرام کھلا گیا۔ جب یمن کے قریب پہنچا اور حدود مکہ میں داخل ہوا چاہا تو قبیلہ حمیر والوں نے سن کر ہی داخلہ سے روکا اور کہا تم نے بتایا نہ تھا جب پھر زیارت کی حکومت ای اور کعبہ دین تمہارے دین سے بہتر ہے تمہیں حمیر والوں نے کہا چوتھا گھر کے پاس یہ سونے کا گھر ہے یہ صدا کرو اور۔

یمن کے اندر ایک پہاڑ کے شیب میں ایک آگ تھی لوگ نذرانے محافظات اس کے پاس لے جاتے تھے۔ آگ (غار کے اندر سے) نکل کر تمام کو کھا جاتی تھی اور منظم کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچاتی تھی۔ یمنی نے کہا فرعہ یہ بات کہ انصاف کی گئی۔ چنانچہ حمیر والے اپنے بتوں کو وہاں لے کر دین پر ثابت ہوئی تھیں ان سب لوگوں نے کر نکلے اور وہاں پہنچ کر ولی عالم کی ذمہ داری کے لئے مقرر ہوئے۔ یہ سب لوگ اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے آگ نکلتی تھی بھی بڑے کے بعد آگ نکلی اور سب کو جلا کر خاک کیا۔ بتوں کو اور جیسے کے سامان کو تو کھا گیا اور یہودی عالم جن کی گردنوں میں زنار تھے بچ گئے اور ان کے برابر ہی کوئی نہ رہے۔ وہ اپنے سے پہلے تو بچ گئے اور کوئی ضرر نہیں پہنچا کہ جب سے نکلے تھے وہیں واپس چلی گئی اس کے بعد حمیر والوں نے کبھی دین یہود اختیار نہ کیا۔

ابو حاتم نے روایت کی قوی نقل کیا ہے کہ ابو سعد حمیری صحابی سے حدیث میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے سات سو میں پہلے ہی آپ پر ایمان لائے تھا۔

ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ کعب نے کہا کہ حضرت عیسیٰ کی قوم میں سے تین کی قوم کی نسبت نہیں کی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ابو سعد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم کہ تین ہی تھے یا تھے۔

قتادہ نے کہا ہر ایک نبی نے یا امت نے یہ سب نے پیغمبر کی مخالفت کی قسم پیغمبروں کی مخالفت ہے اس نے کہا (فَحَقَّ وَعِيدِ) (پیغمبر) کہا فرمایا پورا ہو جانے کے کہ ان میں سے کوئی بھی اللہ کی توحید پر ایمان نہیں رکھتا تھا سب کے سب توحید کی تکذیب کرنے والے تھے اللہ نے پیغمبر اس نے آنے کے منکر بدرجہ اولیٰ تھے۔ (تفسیر حسینی)

كُلٌّ كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ﴿١٤﴾

ان سب نے جھٹلایا رسولوں کو پھر ٹھیک پڑا میرا ڈراوا ☆

تکذیب انبیاء کا انجام ☆ یعنی تکذیب انبیاء پر جس انجام سے ڈرایا گیا تھا وہی سامنے آگیا۔ (انیس الواعظین)

أَفَعَيِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۚ بَلْ هُمْ
اب کیا ہم تھک گئے پہلی بار بنا کر کوئی نہیں
فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿١٥﴾
ان کو دھکا ہے ایک نئے بنانے میں ☆

غلط گمان ☆ یعنی دوبارہ زندہ کرنے میں انہیں جو دشواری محسوس ہو رہی ہے۔ جس نے پہلی بار پیدا کیا وہ دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے؟ کیا یہ گمان کرتے ہو کہ (معاذ اللہ) وہ پہلی دفعہ پیدا کر کے تھک گیا ہوگا؟ اس قسم کے مطلق نفی نسبت ایسے تمام کلام کا تعلق جہاں ہے۔ (تفسیر حسینی)

ترکیب نحوی: أَفَعَيِينَا۔ میں ہمزہ استفہام کا ہے اور فعل عَيِينَا سے ماضی مفرد متکلم ہے اور بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ میں با حرف جر ہے اور الْخَلْقِ الْأَوَّلِ اس کا مجرور ہے اور جار مجرور مل کر عَيِينَا سے متعلق ہے۔

خلاصۂ آیت: ہم نے آسمان کو بغیر کسی بنیاد کے بنایا اور زمین کو پھیلایا اور زمین میں پہاڑ جما دیئے اور آسمان سے پانی برسایا پھر پانی سے کھیتوں کو اگایا۔ کیا ہم تمہارا دوبارہ پیدا کرنا اس اعتراف کے باوجود کہ ہم پہلی مرتبہ ان سب چیزوں کو پیدا کرنے سے عاجز نہیں ہوئے دوبارہ پیدا کرنے سے عاجز ہو جائیں گے۔ طرح طرح کے شبہات میں پڑے ہوئے ہیں۔ تخلیق اولیٰ تخلیق دائم سے آسان نہیں تھی پھر کیا وجہ کہ تخلیق اولیٰ کا اعتراف کرنے والے تخلیق ثانی کے منکر ہیں۔

فِي لَبْسٍ: لبس کا اصلی معنی ہے ملتبس ہو جانا، مشتبہ ہو جانا، اس جملہ مراد ہے شک۔ لبس کا معنی ترجمہ سے چھپانا، شک کی حالت میں بھی بالکل حق کے راستہ مشتبہ ہو جانے سے الجھن کا چھپ جانا ہے۔

ابن آدم کی نالائقی: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ آدمی کے بیٹے نے میری تکذیب کی۔ اور یہ تکذیب اس کو نہ چاہئے تھی۔ اس نے مجھے گالی دی اور یہ بھی اس کے لئے نہ چاہئے تھا۔ تکذیب تو یہ کی کہ اس نے کہا خدا نے پہلی مرتبہ جو مجھے پیدا کر دیا تو دوبارہ مجھے پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ پہلی تخلیق دوسری تخلیق کے لئے آسان نہیں تھی اور مجھے کوئی ان سے اس طور پر کی (کہ ان کے پیدا کرنے کا اور تو اس کو) اور اس نے کہا کہ خدا نے اپنے لئے صاحبہ اولاد بنا لیا حالانکہ میں احد ہوں بے نیاز ہوں نہ کسی کا والد ہوں نہ مولود نہ کوئی میرا کفو ہے۔ (رواہ البخاری عن ابی ہریرہ واضح تبیان۔ تفسیر شاہی)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ

اور البتہ تحقیق ہم نے پیدا کیا انسان کو اور ہم جانتے ہیں

مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۚ

جو کچھ کہ وسوسہ ڈالتا ہے اس کو اس کا نفس

وسوسہ کا لغوی معنی: وسوسہ کا لغوی معنی ہے پوشیدہ آواز (چپکے کی آواز) اس جگہ مراد ہے دل میں پیدا ہونے والا خیال۔ یعنی ہم انسان کو اچھی طرح جانتے ہیں، ہر شخص اپنے ارادوں اور منصوبوں سے پوری طرح واقف ہوتا ہے لیکن ہم اس سے بھی پہلے اس کے ہر ارادے اور خیال سے باخبر ہوتے ہیں (علم الٰہی)۔

وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ

اور ہم اس سے نزدیک ہیں رگ

الْوَرِيدِ ﴿١٦﴾

گلے سے بڑھ کر

قرب علمی: اللہ کو دل کی رگ سے بھی زیادہ قریب کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ انسان کے دل کی ہر دھڑکن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ کا علم انسان کے ہر خیال اور ہر احساس کو محیط ہے۔ اللہ کا علم انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ کا علم انسان کے ہر خیال اور ہر احساس کو محیط

صفات ہوتا ہے، اور عرفِ عام میں خود اپنی نہیں جانتا اگرچہ علیہ و علم استدلالی ہوتا ہے۔ اور عرفِ عام کا علم (بدیہی) خصوصاً قرینوں (یعنی ہمیشہ معلوم) معلوم بالعلم ہوتا ہے اور اپنے متعلق بالکل بھی نہیں جانتا اور دوسرا شخص اس کے بارے حالات جانتا ہے مثلاً: ان معنوں کا معجزہ علم ہے اپنے آپ کو کہ نہیں جانتا تو وہ کہاں صحیح ہوگا کہ میں آسمان سے اتنا قریب ہوں کہ آسمان خود اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے۔ غیر اگر لفظ کے قرب ہونے کے معنی ہیں مخلوق ہے بعض کو اتنا نہیں جانتی جتنا اس کو اللہ جانتا ہے تو یہ خدا کا علم ہر موجود پر محیط ہے (ہر معلوم کا علم العلم کے حوالے ہوتا ہے جتنا وہ خود نہیں جانتا اس کے کہنے پر کہ علم کرتا ہے۔ معنوی العلم سے ظاہر قریب ہے کہ وہ اپنے آپ سے اتنا قریب نہیں ہے) اللہ کی اقربیت بایں معنی محبوب نہ دیک کی نہیں ہے۔

**صوفیاء کا قول:** صوفیہ کہتے ہیں مخلوق سے حضرت کی قربت ذاتی ہے نہ رابطی ہے نہ مکانی ہے یعنی (خدا تعالیٰ) اللہ کی اس (قربت) کا ادراک غور فراست سے حاصل ہوتا ہے۔ حواس یا عقل استدلال سے حاصل نہیں ہوتا۔

**ویڈیو:** اس آیت سے ثابت خدا تعالیٰ کو ذاتی علم ہونے کے لئے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے جسم اپنے وجود کی بقاء کے لئے اپنے خون کا کا پانی انسان ہے جیسا کہ اصل ہونا ضروری ہے۔

میرا قرب سے اتنی نہیں میں صراحت کر دی ہے کہ ثبوت وجود خدا بعد نظر و بہت کی فرض ہے۔

صوفیہ تو صرف کی نسبت واحد غلاف کی جانب اور خلال کی نسبت صفات کی جانب اور صفات کی نسبت ذات کی جانب قرار دیتے ہیں۔ اور خلال کے دراز ہونے میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان للہ سبعین حجاباً من نور و ظلمۃ کے لئے نور و ظلمت کے ستر پردے ہیں اگر وہ کھول دے تو اس کے چہرے کے پرتو سے (ظلمت) ہر مخلوق جہاں تک نظر ڈالیں۔ اسی طرح صفات کے بارے میں خبر متواتر ہے۔ اللہ نے فرمایا ہے۔ اور آدمی زمین میں چلتے (بہت ہیں) جب تم میں جا چکیں اور سمجھ دار خالی ہو جائیں اور بات سمجھ دار (اور شائق) نے سنی۔ ان کی۔ (اور صفات غیب کی کھلیں) تو کہا جائے۔ (یعنی صفت حد اضافی ختم نہیں ہوں گی) اب اور آیت میں فرمایا ہے جو کچھ زمین پر ہے اس سے ہم تم کو ملے ہیں اور اللہ کے پاس جو کچھ بچا رہے گا (یعنی غیر فانی ہے) ہم

**حضرت مجدد الف ثانی:** حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا ہے کہ ہر ولی اللہ کے لئے ہزار انوار ہیں مگر ہر انوار کے لئے ہزار حجاب ہیں کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کی رویت نہیں ہوتی۔

یعنی خلاف صفات کا مکشف سے قریب ہونا بتایا ہے کہ مکشف کو اپنی ذات سے بھی اتنا قرب نہیں ہے جتنا قرب خدا تعالیٰ کا مکشف سے ہے۔

**ویڈیو:** اس آیت سے ثابت خدا تعالیٰ کو مکشف سے قرب زیادہ ہے کہ مکشف کا اپنی ذات سے بھی اتنا قرب نہیں ہے اور صفات خدا تعالیٰ کا مکشف سے قرب اتنا زیادہ ہے کہ مکشف کہتا ہے کہ اتنا قرب مکشف کی اپنی ذات سے ہے جب خلال کا مکشف کی ذات سے اور اتنا قرب مکشف۔ یہ اتنا زیادہ ہے کہ اتنا قرب مکشف کا اپنی ذات سے بھی نہیں ہے خلال صفات کا ہے صفات کا۔ (خلیہ علی)

**یہ قرب اقرب:** جو عبادات کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے وہ اللہ تعالیٰ نے اپنے سب سے مقرب فائز ہونا ہے یہ صرف نبی کے لئے مخصوص ہے اور اپنے جانشین اولیاء اللہ بنانے سے پہلے اپنی کو تحقیق تعالیٰ کے ساتھ یہ قرب حاصل ہو یہ اتصال و قرب اس قرب سے کہ جو حق تعالیٰ کو اپنے انسان عام کی رگ جان کے ساتھ ہے یہاں ہے مراد نہیں ہے مراد یہ آیات اس پر شاہد ہیں کہ انسان کو اپنے خالق و مالک کے ساتھ ایک خاص قسم کا اتصال ہے گو ہم اس کی حقیقت اور کیفیت کا ادراک نہیں کر سکتے۔ علامہ آلوسی نے بھی کچھ ایسا ہی فرمایا ہے۔

ے　　اقتدے ہے مثال و ہے نظیر
ہست و بود خیال راہا چنیں ہمیں

یہ قرب و اتصال کچھ ہے نہیں دیکھا جا سکتا بلکہ فراست ایمانی سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ نفس مضمون میں بھی قرب و اتصال کو اس آیت کا مفہوم قرار دیا ہے۔ (معارف حق علم)

إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّيَانِ عَنِ الْيَمِينِ

جب سیکھتے جاتے ہیں دو سیکھنے والے داہنے بیٹھے

وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيدٌ ﴿١٧﴾

اور بائیں بیٹھے ☆

کراماً کاتبین ☆ یعنی دو معزز فرشتے خدا کے حکم سے ہر وقت اپنی تاک میں رہتے ہیں جو کچھ منہ سے نکلتا ہے یا دل میں خیال گزرتا ہے داہنے والا فرشتہ اس کو لکھ لیتا ہے اور بائیں والا (یعنی فرشتہ) ہر

**الملک الموکل بالیمین لکھنے والے فرشتے:** حضرت حسن بصری نے آیت ہذا روضت یتلقی المتلقیان الخ کی تلاوت فرما کر کہا۔

"اے ابن آدم تیرے لئے بہت اوراق پھیلا دیئے گئے ہیں اور تجھ پر دو معزز فرشتے مقرر کر دیئے گئے ہیں ایک تیری داہنی جانب دوسرا تیری بائیں جانب داہنی جانب والا تیری نیکیوں کو لکھتا ہے اور بائیں جانب والا تیری برائیوں پر مطلع ہوتا ہے تو اب تجھ کو اختیار ہے کہ تو کم لکھوا یا زیادہ لکھوا یہاں تک کہ جب تو مرے گا تو یہ صحیفہ لپیٹ دیا جائے گا۔ تجھ سے پہلے جو لوگ تھے ان کے صحیفے اسی طرح لپیٹ دیئے گئے تھے جس طرح تیرا صحیفہ لپیٹا جائے گا۔ جو تیرے ساتھ قبر میں جائے گا اور تجھ سے کبھی جدا نہ ہوگا یہاں تک کہ تو قیامت

قیامت کے روز تم سے پوچھ گچھ کرنے کا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطَانٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَاغِينَ فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَا إِنَّا لَذَائِقُونَ فَأَغْوَيْنَاكُمْ إِنَّا كُنَّا غَاوِينَ فَإِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ (الصافات ۳۷: ۲۹-۳۴) یعنی ہم نے تم پر انسان کا اختیار نہیں کیا تھا کہ تم کو گمراہ کرتے بلکہ تم خود ہی سرکش لوگ تھے۔ تو ہم پر ہمارے پروردگار کا یہ قول پورا ہو گیا کہ ہم عذاب چکھنے والے ہیں۔ تو ہم نے تم کو گمراہ کیا کیونکہ ہم خود گمراہ تھے۔ تو یہ لوگ اس روز عذاب میں شریک ہوں گے۔ ہم گناہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

روایت میں ہے کہ پہلے ہر شخص لکھا جاتا ہے خواہ گناہ ہو یا ثواب اس کے بعد یا تو وہ گناہ سے باز آ جاتا ہے یا اس پر شرمندہ ہوتا ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے یا اس کے برے اعمال کی وجہ سے اس کو عذاب دیتا ہے۔ یہ سب کچھ ہو جانے کے بعد اس کا نامہ اعمال لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر قیامت کے روز اس کو کھولا جائے گا۔ اس وقت وہ شخص کہے گا کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ میں نے تو ایسا کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: میرے فرشتوں نے جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ اس کے بعد اس شخص کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی۔ اس کے اعضاء کو حکم ہو گا کہ بولو۔ چنانچہ اس کے اعضاء اس کے برے اعمال کی گواہی دیں گے۔ پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ ہانکنے والا اور ایک گواہ ہوتا ہے۔ ہانکنے والا فرشتہ اس کو اس کے اعمال کی طرف ہانکتا ہے اور گواہ فرشتہ اس کے اعمال کی گواہی دیتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب یہ حادثہ پیش آتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی میں ساتھیوں کو چہرہ مبارک پر ملتے اور فرماتے تھے لا الٰہ الا اللہ انی للموت سکرات یعنی کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ موت کی بیہوشی نہیں ہوتی ہے۔ (حاشیہ ملی اعظم)

سکرۃ الموت موت کی بے ہوشی کا نام ہے جو جسمانی اعضاء پر بتدریج وقوع کے وقت پیش آتی ہے یہ سکرۃ الموت باریک کے لئے ہیں۔ جو حدیث پیش کی ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب موت کی کیفیت طاری ہونے لگی تو آپ کی پیشانی پسینہ سے شرابور ہو گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیشانی کو پسینہ پونچھتے جاتے اور فرماتے سبحان اللہ ان للموت سکرات۔

## موت ہر انسان کی قیامت ہے

اس آیت میں ہر انسان کی موت کا ذکر ہے اور ہر انسان کی موت اس کے حق میں قیامت ہے جیسا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِیَامَتُہٗ کہ جو شخص مر گیا اس کی تو قیامت شروع ہو گئی۔ (حاشیہ ملی)

## امام احمد کا حال:

حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی بابت مروی ہے کہ آپ اپنے مرض الموت میں کراہ رہے تھے تو آپ کو معلوم ہوا کہ حضرت طاؤس فرماتے ہیں کہ فرشتے اسے بھی تھپتھپاتے ہیں بنا بریں آپ نے کراہنا بھی چھوڑ دیا اور آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائے اپنی موت کے وقت آف بھی نہ کی۔

## حضرت ابوبکرؓ کی حالت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اپنے والد رضی اللہ عنہ کے آخری وقت میں آپ کے سرہانے بیٹھی تھی۔ آپ پر غشی طاری ہوئی تو میں نے یہ بیت پڑھا ؎

لَعَمْرُکَ مَا یُغْنِی الثَّرَاءُ عَنِ الْفَتٰی اِذَا حَشْرَجَتْ یَوْمًا وَضَاقَ بِہَا الصَّدْرُ

مطلب یہ ہے کہ جس کے گلے سے نفس گھر گھر کرنے لگے اور سینہ تنگ ہو جائے تو اس وقت مال و دولت کچھ کام نہیں آتا۔ آپ نے اپنا سر اٹھا کر فرمایا کہ ایسا نہ کہو بلکہ جس طرح خداوند کریم نے فرمایا وَجَآءَتْ سَکْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ (الآیۃ) ہے۔ اور روایت شریف میں آیا ہے اور صحیح بھی آیا ہے کہ یہاں نہیں بلکہ یہ آیت پڑھو۔ اس اثر کے اور بھی بہت سے طریق ہیں جنہیں ہم نے سورۃ قٓ میں آپ کی وفات کے بیان میں جمع کر دیا ہے (تفسیر ابن کثیر)

ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ

یہ وہ ہے جس سے تو ٹلتا رہتا تھا ☆

## موت ٹلنے والی نہیں

یعنی آدمی نے موت کو بہت ٹالنا چاہا اور اس کا خوف و دہشت سے بہت بھاگا مگر اب کفر اس پر کھڑی ٹلنے والی کہاں تھی "خسر ہر" کو اب کوئی ٹال نہیں سکتا اور حقیقی نفع اخروی کا محل بنا۔ (تفسیر ابن کثیر)

## موت سے بھاگنے والے کی مثال

تفسیر طبرانی میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس شخص کی مثال جو موت سے بھاگتا ہے ایسی ہے جیسی لومڑی کی ہے جس نے زمین اپنا قرضہ طلب کرنے لگی اور یہ اس سے بھاگنے لگی جو گھنے بھاگتے جب تھک گئی اور بالکل پکا پڑ ہو گئی تو اپنے بھٹ میں جا گھسی زمین نے کہدیا میرا قرضہ تو یہاں بھی موجود تھی اس نے مزدلی سے کہا میرا قرضہ تو یہاں سے بھاگنے کی سالس پھولا ہوا تھا حال یہ ہو رہا تھا خوب دوڑی بھاگتے بھاگتے تھک گئے ہم تو مرگئی انتقریش جس طرح اس لومڑی کو زمین سے بھاگنے کی راہیں بند تھیں اسی طرح یہ ظالم موت سے بچنے کے راستے بند ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ ذٰلِكَ يَوْمُ الْوَعِيْدِ

اور پھونکا گیا صور یہ ہے دن ڈرانے کا ☆

## بڑی قیامت بڑی پھونک قیامت و صور کے وقت ہوگی

جبکہ تمہی اس کے بعد بڑی قیامت حاضر ہے یہ صور پھونکا گیا اور وہ ہولناک دن سامنے ہوا جس سے انبیاء اور علی الاعلان ڈراتے چلے آتے تھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

## فرشتہ تیار کھڑا ہے:

حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں کس طرح راحت و آرام حاصل کر سکتا ہوں جبکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور منہ میں لے لیا ہے اور کان لگائے حکم ہونے کا انتظار کر رہا ہے کہ کب حکم ہے اور کب وہ پھونکے۔ صحابہؓ نے کہا پھر یا رسول اللہ ہم کیا کہیں۔ آپ نے فرمایا کہو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

## جب صور پھونکا جائے گا تو سب کھڑے ہو جائیں گے

ابو نعیم نے حلیہ میں کہا ہے کہ مکحول نے کہا جو لوگ مسند میں ڈوب جاتے ہیں۔ قلاشوں کا گوشت مچھلیاں نوچ لیتی ہیں۔ صرف ہڈیاں رہ جاتی ہیں مدتوں کی لہریں ہڈیوں کو خشکی پر لا ڈالتی ہیں۔ پھر ہڈیوں سے جگہ جگہ اونٹ کے پیر کے اندازے کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں ہو جاتی ہیں کہ ان کو اونٹ پنہا جاتے ہیں اور اونٹ کے پیر کے اندازے کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں بن جاتی ہیں اونٹ جگہ جگہ ہڈیاں کرتا ہے مچھلیوں کے منہ میں کوئی مسافر آ کر اترتا ہے وہ سب فریادیوں کے لئے کہ یہ کوئی بہت امیر معلوم ہوتا ہے۔ مچھلیاں لے بھاگتی ہیں مچھلیاں والا کہتا ہے کہ میں نے پایا ہے۔ مچھلیاں والا کہتا ہے کہ میں نے پایا ہے۔ اونٹ

ہیں۔ پھر اس خاک کو ہوا میں بکھیر دیتی ہے اور منتشر کر دیتی ہے جب صور پھونکا جائے گی تو وہ خاک (جو اسکے ہوا میں اڑنے کے بعد منتشر ہو گئی ہوگی) پھر زندہ ہو کر محل محشر میں آئیں گے۔ (تفسیر نمونہ)

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ

اور آئے گا ایک ایک شخص اس کے ساتھ ہے ایک ہانکنے والا اور ایک گواہ دینے والا

محشر کی پیشی: ہر شخص محشر میں اس طرح حاضر کیا جائے گا کہ ایک فرشتہ اسکی ہدایت کی طرف (اضطراراً) لے جائے گا اور دوسرا فرشتہ اسکے اعمال کی گواہی دے گا۔ جس شخص کے ساتھ یہ دونوں فرشتے ہوں گے شاید یہ وہی فرشتے ہوں جو "کراماً کاتبین" کہلاتے ہیں اور جن کی نسبت فرمایا تھا "يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ" (رات اور دن کے فرشتے باری باری تمہارے پاس آتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

ہانکنے والا اور گواہ: سعید بن منصور، عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اپنی اپنی تفسیر میں بسند صحیح حضرت عثمان کا قول نقل کیا ہے کہ آیت کریمہ میں "سائق" سے مراد ایک فرشتہ ہے جو اس شخص کو اللہ کی طرف بلا کر لے جائے گا اور "شہید" سے مراد وہ فرشتہ ہے جو اس شخص کے اعمال کی گواہی دے گا۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہی مروی ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ "سائق" سے مراد فرشتہ ہے اور "شہید" اس کا عمل۔

مجاہد نے (جو تابعی ہیں) حضرت جابرؓ سے مرفوعاً روایت بیان کی ہے جب قیامت برپا ہوگی کہ فرشتہ اسکے دائیں طرف سے نامۂ اعمال لکھنے والا فرشتہ اور بائیں طرف سے اس کا ساتھی پڑھنے لگے گا تو جب یہ دونوں فرشتے کہ جن کے ساتھ اس شخص کو جانا ہے اس کے ساتھ ہو جائیں گے تو ایک فرشتہ اس سے کہے گا کہ تو نے اپنی زندگی میں جو کچھ کیا اب اس کا سامنا کر۔ (تفسیر نمونہ)

ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ "سائق" سے مراد ایک فرشتہ ہے جو اس کو اس کی قبر سے لے کر جائے گا اور "شہید" اس کا عمل ہے۔ (تفسیر نمونہ)

ابن جریر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ "سائق" سے مراد ایک فرشتہ ہے جو اس کو اس کی قبر سے لے کر جائے گا اور "شہید" اس کا عمل ہے۔ (تفسیر نمونہ)

حضرت علیؓ کی روایت میں حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول آیا ہے۔ (تفسیر نمونہ)

لَقَدْ كُنتَ فِي غَفْلَةٍ مِّنْ هَٰذَا فَكَشَفْنَا عَنكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ

تو تھا بے خبر اس سے اس دن سے پس ہٹا دیا ہم نے تجھ پر سے تیرا یہ پردہ تو تیری آنکھ آج بڑی تیز ہے

الْيَوْمَ حَدِيدٌ

آج تیز ہے

محشر کی ہولناکی: "الیوم" یعنی اس وقت کہا جائے گا کہ دنیا کے مزوں میں پڑ کر تو آج کے دن سے بے خبر تھا اور جن مزوں کے ہونے شہوات اور خواہشات کا دھوکہ ہوا تھا۔ جو شخص بہت کچھ دیکھنے کے تھے پھر دکھائی دیتے تھا۔ تو نے جو اپنی آنکھ سے اوپر پردے ہٹا دیئے روشنی خوب تیز کر دی۔ اب دیکھ تو کیا تھی کیا تجھ سے کہی گئی تھی۔ (تفسیر نمونہ)

غطاء کا معنی: امور معاد کو نہ دیکھنے والا پردہ ہی سے مراد ہے خطاب۔ تمام سامنے ہو جاتا ہے اور ان سے ثابت کرنا اور فکر کرنے کا کام ہی نہیں رہتا اور دنیا کی بری اور اچھی سب چیزیں ظاہر ہو جاتی ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

الحدید: آج تیری نظر خوب تیز ہے کہ پردہ میں جو چیز تھی تجھ پر ظاہر ہو گئی۔ کل تجھ کو نہ دکھائی دیتا تھا اور کچھ کا کچھ سمجھتا تھا۔ لوگوں نے کہا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ آج تیرا خیال درست ہو گیا اور تو جان گیا کہ دنیا کی زندگی (جس کو تو سچ سمجھتا تھا) کیا چیز تھی۔ (تفسیر نمونہ)

وَقَالَ قَرِينُهُ هَٰذَا مَا لَدَيَّ عَتِيدٌ

اور کہا قرین اس کے نے کہ یہ ہے جو میرے پاس تھا حاضر

یعنی فرشتہ اعمال نامہ حاضر کرے گا اور بعض نے قرین سے مراد شیطان لیا ہے یعنی شیطان کہے گا کہ یہ کام حاضر ہے جس کو میں نے اس کا سبب اور ذریعہ کے لئے تیار کر کے دیا تھا۔ بعض مفسرین پر اس آیت سے یہ امر ظاہر ہے کہ ہر شخص کے ساتھ دو فرشتے ضرور ہوتے ہیں جو اس کے اعمال کو لکھتے ہیں۔ (تفسیر نمونہ)

أَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ

ڈالو دونوں تم دوزخ میں ہر ناشکرے کو ضد کرنے والے کو بھلائی سے روکنے والے کو حد سے بڑھنے والے کو شک میں ڈالنے والے کو

جہنم میں ڈالنے کا حکم: بارگاہ الٰہی سے یہ حکم دو فرشتوں کو ہوگا کہ اپنے دونوں اور ان میں جو کافر ہو (تفسیر نمونہ)

کہیا کہ تم دونوں (کل دوزخ) میں سے ہر کافر ضدی اور شریر کو (دوزخ میں) ڈال دو۔ فرشتوں میں سے داروغہ نے باعتبار حقیقت کے کوئی ایسے نہیں کہے لیکن چونکہ تکوینی امر کرنے سے تکوینی فعل مراد ہوتا ہے جیسے قال لہ کن فیکون اور ارادہ سے مراد ہے فرض کرنا اور ہر وہ مالک جس کا امر کرنا واجب ہو۔ یہ خطاب خلاف عادت کی توجیہ کا اقرار نہیں کرتا۔ غفور رحیم (اللہ کی ذات صفات اور اس کے دین میں شک کرنے والا۔ (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا |
| جس نے ٹھہرایا اللہ کے ساتھ اور کو پوجنا |
| فَأَلْقِيَاهُ فِي الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ﴿٢٤﴾ |
| سو ڈال دو اس کو سخت عذاب میں ☆ |

## سخت ترین عذاب کے مستحق

یعنی ایسے لوگ جہنم میں سخت ترین عذاب کے مستحق ہیں۔ (تیسیر جلالین)

| |
|---|
| قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطْغَيْتُهُ |
| بولا شیطان جو اس کا ساتھی اے رب ہمارے میں نے |
| وَلَٰكِن كَانَ فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ﴿٢٧﴾ |
| نہ گمراہ کیا اس کو پر وہ آپ ہی تھا بہکا ہوا دور کا ☆ |

## اعمال لکھنے والے فرشتے اور شیطان

یعنی میرے ذمہ تو کچھ زبردستی نہیں پہنچتی تھی زیادہ اپنی ہی غلطی کی۔ یہ جملہ خود گمراہ ہونے کی حالت میں راہ حق کے راستہ سے دور جا پڑنا۔ شیطان یہ سمجھ کر کہ اپنا جرم ہلکا کرے یہ بہانا کرتا ہے۔ (تیسیر جلالی)

حضرت ابن عباسؓ مقاتل اور سعید بن جبیر کے نزدیک اس جملہ قرین سے مراد ہے (فرشتہ) شیطان پر مقرر ہم سعید بن جبیر نے کہا فرشتہ یہ بات اللہ سے کہے گا۔ اب کافر کہے گا فرشتہ نے مجھے میں بہکا دیا تھا (پہلی طرف ۔ سما) میں نے اس کی طرف کفر اور طغیان کی نسبت نہیں کی (یعنی اپنی طرف سے خلط ملط۔ پر اس کو کافر اور بے ایمان نہیں بنایا) اور نہ لکھنے میں اس پر کوئی زیادتی کی ہے۔ بعض دل نشین یہ کہا کہ قرین سے اس جگہ شیطان مراد ہے جو اس کافر پر مسلط کیا گیا تھا تعجب کا کافر کہے گا میرے شیطان نے مجھے گمراہ بنایا تھا شیطان کہے گا میں نے اس کو نہ گمراہ کیا تھا نہ زبردستی بلکہ یہ خود پرلے درجہ کی گمراہی میں پڑ ہوا تھا تو میں نے اس کی مدد کر دی

(یعنی گمراہ میں اس کا ساتھ دیا)۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ شیطان انہیں لوگوں پر غالب آتا ہے جو خود آدمی پر غالب ہوتے ہیں جب آدمی کا نفسیہ وحشی ہی غلط اور گمراہی کی طرف اس کو طبعی میلان ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان کہے گا کہ میری تیرے اوپر کوئی زبردستی نہیں تھی۔ میں نے تو (گمراہی کی طرف) فقط تم کو بلایا تھا تم نے میری دعوت کو قبول کر لیا اس لئے مجھے ملامت کیوں کرتے اپنی جانوں کو ملامت کرو۔

## صوفیاء کی مستعدی

یہی وجہ ہے کہ اللہ والے صوفیاء اپنے نفسوں سے جہاد کرنے کے لئے کمر ہمت باندھتے ہیں اور اپنی جبلی طاقت نفس کا مقابلہ کرنے کے لئے صرف تیار ہی نہیں (کہ شیطان کا ملامت خود ہو جائے۔ (شیطان النفس کے معاملہ سے آیا ہے)

بعض متاخرین کے نزدیک دونوں جگہ قرین سے مراد شیطان ہے جو کافر پر مسلط ہوتا ہے شیطان کافر کا ساتھی ہوتا ہے اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ شیطان کہے گا کہ میں نے اس کو بہکایا تھا مگر یہ خود ہی بہکنے کو تیار تھا (ورنہ) میرے بہکانے سے بہکتا نہ تھا (اس لئے) دوزخ کے لئے حاضر ہے۔ میں نے اغواء کر کے دوزخ کے لئے تیار کیا ہے لیکن میں نے اس کو زبردستی عاصی نہیں بنایا۔ خود ہی پرلے درجے کی گمراہی میں مبتلا ہونے اپنے اختیار سے میری دعوت کی مدد میری دعوت کو قبول کیا اور اس کے گمراہ ہونے کی ذمہ داری مجھ پر نہیں آتی (تیسیر عثمانی)

| |
|---|
| قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ |
| فرمایا جھگڑا نہ کرو میرے پاس اور میں پہلے ہی |
| قَدَّمْتُ إِلَيْكُم بِالْوَعِيدِ ﴿٢٨﴾ |
| دے چکا تھا تم کو عذاب سے ☆ |

## گمراہ کرنے اور گمراہ ہونے کی سزا ملے گی

☆ یعنی تک بند مت کرو دنیا میں سب کو تبلیغ اور ہدایت آ چکا تھا کہ ہر ایک کو اس کے کرتوت کا پھل ملے گا جو جرم کے موافق سزا ملے گی جو گمراہ ہوا اور جس نے دوسروں کو گمراہ کیا سب اپنی اپنی جگہ جزا پائیں گے۔ (تیسیر جلالین)

| |
|---|
| مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا |
| بدلی نہیں بات میرے پاس اور میں |
| بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ﴿٢٩﴾ |
| ظلم نہیں کرتا بندوں پر ☆ |

اللہ کے ہاں ظلم نہیں ہے (یعنی اللہ کے ہاں ظلم نہیں ہوتا کہ کسی کی نیکی کم کر دی جائے یا کسی کی برائی میں اضافہ کر دیا جائے اور انصاف سے ہوگا اور بات نہیں دیتی یعنی فالتو نہیں جاتی جیسا کہ بعض شیطان کفری کشش قرار دیتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ۔ یعنی میرے قول کے خلاف نہیں ہو سکتا جس کو پہلا بول دیا وَمَا أَنَا بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ (اور میں بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) اس لئے اب میری طرف سے مغفرت کی امید رکھو۔

کلبی نے کہا اور فراء نے اس کو پسند کیا کہ مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ کا یہ مطلب ہے کہ جو کچھ میرے سامنے گفتگو نہیں ہو سکتا ظالم کو مارا نہیں جا سکتا جس طرح کہ دنیا کا بادشاہ (مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں)۔ (تفسیر عثمانی)

يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ

جس دن ہم کہیں گے دوزخ سے تو بھر گئی تو

وَتَقُولُ هَلْ مِن مَّزِيدٍ ﴿٣٠﴾

وہ کہے گی کچھ اور بھی ہے؟

جہنم کی طلب (یعنی دوزخ کا پیٹا اور قید والوں سے مدد کرے گا اور شدت نیز سے زیادہ گہرا دل اور خرابوں کو طلب کرے گی۔ (شیخ جلیل)

صحیح بات یہ ہے کہ یہ مطلب جہنم کی طلب کو ظاہر کرنا ہے کیونکہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم کے اندر برابر مسلسل تھوڑی ڈالی جاتی رہے گی اور وہ کہتی رہے گی ھَلْ مِنْ مَزِيدٍ آخر رب العزت اپنا قدم اس میں رکھ دے گا۔ تب وہ سکڑ جائے گی اور کہے گی بس بس قسم ہے تیری عزت اور کرم کی (میں بھر گئی) اور جنت کے لئے ایک مستقل گھر خالی رہے گا (اس کے لئے کوئی نئے والا پیدا نہیں ہوگا) آخرت میں ایک مخلوق کو پیدا کرے گا جس پر اس کی رحمت خاص طور پر سایہ کرے گی۔

بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اللہ کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ میں دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دوں گا۔ جب قیامت کے دن اللہ کے حضور کوئی دوزخ کی طرف بھیجا جائے گا اور وہ دوزخ کے دروازوں کے درمیان سے ہو کر گزرے گا تو جب تک اللہ چاہے گا وہ دوزخ میں ہی رہے گا۔ (فتح الباری۔ التفسیر کی جلد) الرحمٰن کا لفظ ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ جہاں وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اس کی رحمت کے امیدوار بھی ہیں یہ اس طرف اشارہ ہے کہ جہاں وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اس کی رحمت کے امیدوار بھی ہیں یا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کو دیکھتے ہوئے اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ

اور نزدیک لائی جائے جنت ڈر رکھنے والوں کے واسطے اور کہیں دور نہیں ﴿٣١﴾

جنت کا نظارہ: یعنی جنت ان سے دور نہ ہوگی بہت قریب سے ان کی نگاہ کے سامنے ہوگی اور جنت کی نعمتوں کو دیکھیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

هَٰذَا مَا تُوعَدُونَ لِكُلِّ أَوَّابٍ

یہ ہے جس کا وعدہ دیا جاتا تم سے ہر ایک رجوع

حَفِيظٍ ۖ مَّنْ خَشِيَ الرَّحْمَٰنَ

رہنے والے یاد رکھنے والے کے واسطے جو ڈرا رحمٰن

بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُّنِيبٍ

سے بن دیکھے اور لایا دل رجوع ہونیوالا ﴿٣٣﴾

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۖ

چلے جاؤ اس میں سلامت سے ﴿٣٤﴾

جنت کے مستحقین: یعنی جنتوں نے دنیا میں حدا کو یاد رکھا اور گناہوں سے تحفظ پر کہ اس کی طرف رجوع ہونے کا عہد رکھے اس کے قہر و جلال سے ڈرتے اور ایک پاک و صاف رجوع ہونے والا دل لے کر حاضر ہوئے ان سے کہا جائے گا کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ فرشتے ان کو سلام کریں اور ان کے پروردگار کا سلام پہنچائیں۔ (تفسیر عثمانی)

بن رجب کا مطلب: یعنی جنت کے عذاب سے دنیا میں جب کہ وہ تمہارے نائب تھے یعنی دنیا میں خدا نہ کو دیکھا۔ لکھا تھا یا جنت عذاب سے غائب تھا اللہ کے عذاب کو نہیں دیکھا تھا پھر فرمایا کہ کسی کی نظر کے سامنے نہیں تھا۔

ضحاک سدی اور حسن نے کہا یعنی وہ جنت ہی میں اللہ سے ڈرتا تھا جب کوئی بھی اس کو نہیں دیکھتا تھا۔ (فتح الباری۔ التفسیر کی جلد) الرحمٰن کا لفظ ذکر کرنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ جہاں وہ اللہ سے ڈرتے ہیں اس کی رحمت کے امیدوار بھی ہیں یا اس طرف اشارہ ہے کہ وہ اللہ کی رحمت کو دیکھتے ہوئے اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

کی رحمت کو اپنے قریب تر پاتے ہیں اور وہ ستاروں پر جڑاؤ کرتے ہیں (کہ یہ ان کی طرف رخ کرتے ہیں)۔

**لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَشَهِيقٌ** ۔ شہیق اور زفیر کا معنی ہے گدھے کی آواز۔ یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو پیام ملائکہ کے لئے خبر جلوں۔

**آداب حفیظ اور رقیب** ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ادب دو شخص ہے جو ملائکہ میں اپنے گناہوں کو چھپا کر رکھے اور ان سے استغفار کرے اور حضرت عبید بن عمیر نے فرمایا کہ ادب وہ شخص ہے جو مجلس اور ہر نشست میں اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگے اور فرمایا کہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ ادب اور عقیدہ شخص ہے جو اپنی ہر مجلس سے اٹھنے کے وقت یہ دعا پڑھے **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ** (پاک ہے اللہ اور اسی کی حمد ہے میں گواہی دیتا ہوں اللہ کی مغفرت اور توبہ مانگتا ہوں اس کی جو میں نے کی ہو)

اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنی مجلس سے اٹھنے کے وقت یہ دعا پڑھ لے **سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ** (پاک ہے اللہ اور اسی کی حمد ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں میں تجھ سے مغفرت مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ

نعمت ہو گئی ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اصحاب جنت میں سے ہر اور جہنم میں کے ہر فرد کی جگہ دکھائی جائے گی تاکہ وہ اپنے رب کے بدلہ کو اور زیادہ خوشی کی نعمت حاصل ہو گی اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَى

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور حضرت کعب بن عمرو سے حضرت ابی بن کعب کی روایت سے ہمارے ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے اور ابو الشیخ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان کیا ہے یہ حدیث حضرت ابو بکر صدیق حضرت ابو عباس حضرت حذیفہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی حدیث سے بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو اکٹھا کرے گا تو اس کے حکم سے اس کی مخلوقوں سے آخر تک سب لوگ تیز چلنے والی جنت اللہ کے غیر سے اچھی چیز اور پوری کائنات کی تخلیق سے زیادہ اچھی (تفسیر مظہری)

ابن مردویہ نے یہ بھی مزید بیان کیا ہے کہ اہل جنت کے پاس سے ایک بوڑھی عورت گزرے گی جس میں سے ابھی کچھ دانت باقی ہوں گے وہ اپنے رب سے جنت کی دعا مانگے گی تو اللہ تعالیٰ اس کو جوان بنا دے گا اور وہ جنت میں داخل ہو جائے گی۔ امام غزالی نے غریب حسن اسناد سے اور ترمذی میں ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس کی عمر تیس سال کی ہو جائے گی اور ہمیشہ اسی عمر پر رہے گا۔ ابو نعیم نے حسن بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جنتی جب جنت میں داخل ہو گا تو اس کی عمر تیس سال کی ہو جائے گی اور ہمیشہ اسی عمر پر رہے گا۔ حسیب بن سالم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس روایت کے راوی ہمارے شیخ ابو محمد کے دادا اپنے اللہ تعالیٰ کا کائنات کا مطلب مزید ہے۔ صدہ خالق ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک حضور آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جس کے بائیں ہاتھ میں آئینہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا جمعہ کا دن ہے خاص آپ اور آپ کی امت کو بطور فضیلت کے عطا فرمایا گیا ہے۔ سب لوگ اس میں تمہارے پیچھے ہیں یہود کا بھی اور نصاریٰ بھی، تمہارے لئے اس میں بہت بڑی خیر و برکت ہے۔ اس میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جس اللہ تعالیٰ سے جو مانگا جائے گا ضرور ملے گا۔ ہمارے پاس اس کا نام یوم المزید ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا تیرے رب نے جنت الفردوس میں ایک کرسٹل کا مکان بنایا ہے جس میں سفید ٹیلے ہیں جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ ان میں اترتے ہیں پھر مخلوق کو بلایا جاتا ہے اس کے اردگرد نور کے منبر ہوتے ہیں جن پر خاوند یعنی ساتھ والی عورتوں کے ساتھ ہوتے ہیں۔ شہداء اور صدیقین لوگ ان کے پیچھے اور مشکی ٹیلوں پر ہوں گے۔ اللہ عزوجل فرمائے گا میں نے اپنا وعدہ سچا کیا ہے اب تم سے جو چاہو مانگو۔ یہ سب کہیں گے ہمیں تیری رضا اور خوشنودی مطلوب ہے کیونکہ تو نے ہمیں جنت عطا فرمائی ہے پھر اللہ تعالیٰ ان سے ملاقات فرمائے گا یہ ان سے راضی ہو جائے گا اور میرے پاس اور زیادہ ہے۔ پس یہ عرض کریں گے کہ ہمارا مقصد تو ہو گیا ہے اور ہمیں اب بہت سی نعمتیں اللہ کی ملی ہیں ایک دن ہے جس دن تمہارے رب عزوجل پر مستزید کی ادائیگی ہوں گی حضرت ابو سعید سلام پھیرنے کے بعد کہیں گے واہ کی بات قیامت آئے گی اس طرح اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے کتاب اللہ کی کتاب الجمعہ میں بھی روایت کیا ہے۔ ابن مردویہ نے اس آیت کی تفسیر کے سلسلہ پر ایک بڑا طویل حدیث بیان کیا ہے جس میں بہت سی غریب باتیں ہیں۔ مسند احمد میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنتی مرد سال کے ایک ہی طرف متوجہ رہے گا پھر ایک دن آئے گی جو اس کے گھر کے بیچ میں تھا وہ کہے گا میاں طرف متوجہ کرتے ہی وہ اپنی خوبصورت بیوی کو اس کے رخسار میں سے اپنی شکل اس طرح نظر آئے گی جیسے آئینہ میں آتی ہے اور وہ جو نئی بات پہنے ہوئے ہو گی ان میں کا ایک ایک اونی سوتی ہو گا کہ اس کی جرأت سے ماورائی دیکھ ہو جائے۔ وہ سلام کرے گا یہ جواب دیں گی پھر کہے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گی میں ہوں جسے قرآن میں مزید کہا گیا تھا۔ اس پر جھگڑے ہوں گے لیکن ہم اس کو تو بھول گئے اور چھ ماہ تک ان سے ملاقات کیجئے۔ سے یا جو بھی ہے کہ کئی پہلوؤں کا ظہور آئے گا اس کے سر پر تاج ہو گا جس کا ادنیٰ موتی مشرق و مغرب کو روشن کر دینے کے لئے کافی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّن قَرْنٍ

اور کتنی تباہ کر چکے ہم ان سے پہلے جماعتیں

هُمْ أَشَدُّ مِنْهُم بَطْشًا فَنَقَّبُوا

کہ زیادہ تھے ان کی قوت و دولت میں ان سے پھر گھومے کر چلے

فِي الْبِلَادِ هَلْ مِن مَّحِيصٍ ﴿٣٦﴾

شہروں میں کہیں ہے بھاگ جانے کو ٹھکانہ (۳۶)

کفار اقوام کی بربادی سے پہلے کفار کی تخویف اخروی کا بیان تو اوپر بیان ہو چکا ہے اب اس کے مقابلہ اہل جنت کے انعام کا ذکر کیا گیا۔ اب پھر وہی سزا دہی کا بیان کرتے ہیں یعنی ان سے پہلے زمانوں میں ہم کئی شریر اور سرکش قوموں کو ہلاک کر چکے ہیں جو دولت میں ان سے بڑھ چڑھ کر تھیں اور قوت میں بھی ان سے زیادہ تھیں انہوں نے بڑے بڑے شہر بسا رکھے تھے پھر جب عذاب الٰہی آ پڑا تو بھاگ جانے کو روئے زمین پر کہیں جگہ نہ ملی۔ علامہ یہ مطلب ہے کہ

عذاب کے حقدار اپنی بستیوں میں کھوج لگانے کے لئے کہتے ہوئے محکم ان کو پایا" وھذا ھو الظاھر من فرعمۃ والآیۃ ما اختارہ جمھور المفسرین"۔ (اللہ اعلم۔ مرتب)

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن

بے شک اس میں البتہ نصیحت ہے اس کے

كَانَ لَهُ قَلْبٌ أَوْ أَلْقَى السَّمْعَ

جس کے واسطے دل ہے یا لگائے کان

وَهُوَ شَهِيدٌ ﴿٣٧﴾

اور وہ حاضر ہو

نصیحت پانے والے تو یہی بندے ہیں جن کے اندر قابلیت ہے کہ غور و فکر کے ساتھ نصیحت حاصل کر سکتے ہیں جن کو بے غور سمجھ لینا ان میں نہیں کہ ایک بات کو سمجھ لیں یا اگر نہ سمجھ سکتے ہوں تو اسے سمجھنے والے کی طرف توجہ کے ساتھ دھیان کریں کیونکہ یہ بھی ایک وجہ ہے کہ آدمی خود سمجھنے نہ سمجھنے کے متعلق کرنے پر تیار ہو جائے۔ جو شخص خود کچھ نہ سمجھے کہ کسی کے کہنے پر توجہ کرے تو ان لوگوں کے اندر کامیابی کی امید نہیں کی جا سکتی۔ (مرتب)

یہاں کون سا دل مراد ہے: یعنی اس شخص کے لئے جس کے اندر دل تو ہے مگر اس سے پورے صاف دل کی قابلیت مدت کو لوگوں کے نہ کی صلاحیت رکھتا ہے اور نہ ہی زندہ دل ہونا اور غیر اللہ کی طرف متوجہ ہونا اس مضمون میں کافی ہے یا جو صدر قدمی سے سوچتا ہے (مفتی محمد شفیع) کہ میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا ہے میرا آسمان مجھے دکھائی نہیں دیتا ہے کہ اس نے خدا میں ہوئی ہو گئی ہے۔

صوفیائی اصطلاح میں یہی دل فنا کے معنی میں آتا ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا قلب سے مراد عقل ہے۔ بعض اہل علم کے نزدیک دل کے چار مقام ہیں (عبرت پذیری) مراد ہے جو فائدہ پہنچاتا ہے (مفتی نظر کے لئے دیکھئے)

شہید کا معنی: یعنی یہ سورۃ اس شخص کے لئے عبرت و موعظت ہے جس کے قلب علم یا قرآن کو بطور قصد سے حاضر و موجود قلب بنا دیا ہے (یعنی صورت حضور قلب والے کی نیکی بندے خالص نہ ہو)

و شہید یعنی شہادت سے مراد اس شخص کا سننے کی طرف سے قصد یعنی کرنا۔ ظاہر تو آن سے نصیحت اخذ کرنا اور نصیحت حاصل کرنا ہے۔ (مرتب)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا ارشاد: میں (مرتب) کہتا ہوں کہ یہاں دو اور دو سرے کان کو متعلق ہوں) مخلص مردوں کو وہ ہے اس مضمون کی طرح دوسری حدیث کا مضمون ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عبادت فی الہرج کے فرمایا ہے رجل فی وس فرمایا عبادت کے وقت (لوگوں کو دیکھ رہے ہوا اگر خراس نہ کہیں دیکھ رہے ہو (اگر خیال رکھو کہ وہ تم کو دیکھ رہا ہے تو بھی اللہ کے سامنے حاضر ہونے کا تصور کرنا چاہئے خواہ فوراً ہو۔

جلیل مفسرین نے فرمایا کہ یہاں قلب سے مراد حیات ہے (اللہ ہی نے کہا حیات کا قلب ہے) معنی آیت کے یہ ہوئے کہ اس سورت قرآن میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس سے نصیحت و عبرت کون کرے گا۔ وہی شخص کہ جس کا دل زندہ ہو یعنی جو عقل رکھتا ہو یا کان لگا کر بات سنے اور دل حاضر رکھے۔ (مرتب)

وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ

اور البتہ پیدا کئے ہم نے آسمان اور زمین

وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ

اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں

اور ہم کو کچھ تکان نہ ہوئی۔ (ترجمہ از مرتب)

وَمَا مَسَّنَا مِن لُّغُوبٍ ﴿٣٨﴾

اور ہم کو نہ پہنچی کچھ تکان

خلاصہ یہ ہے کہ جب ہم کو کوئی مرحلہ آتا ہے تو تکلیف اور مرحلہ کیوں تکلیف کے بعد آرام ہوتا ہے تو ہم کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ (مرتب)

سبب نزول: حاکم نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے کہ یہودیوں نے خدمت گرامی میں حاضر ہو کر سوال کیا کہ آسمان و زمین کی تخلیق کے متعلق ہمیں بتایا جائے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے ہفتہ کے دن اتوار کے دن اور سوموار کے دن اور پہاڑوں کو منگل کے دن اور درختوں کو بدھ کے دن اور ان چیزوں میں جو سب کے لئے نفع بخش ہیں جمعرات کے دن اور آدم کو جمعہ کے دن آخر گھڑی میں عصر کے بعد رات تک پیدا کیا جبکہ وہ تمام چیزیں پیدا کر چکے۔ (مرتب) اہل ساعت میں اوقات موت کو پہچاننے کی قوت میں رکھنے والے مرتے ہیں اور دوسری ساعت میں مصائب کو پیدا کیا جس کا زمین کو مدد دینے والی برجیں پر بتائے اور تیسری ساعت میں آدمی کو پیدا کیا اور چوتھی ساعت میں کون ہاروت و ماروت کو تقسیم کی گئی اور پانچویں ساعت میں تمام جانوروں کو پیدا کیا اور چھٹی ساعت میں آدم کو پیدا کیا جس کی وجہ سے آدم کو جنت سے نکالا گیا۔

یہودیوں نے دریافت کیا کہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر کیا ہوا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اللہ عرش پر مستوی ہو گیا۔ یہودیوں نے کہا (آپ نے پورا بیان نہیں کیا) بیان میں نقص ہے) اگر آپ بیان مکمل کریں تو صحیح ہو جائے۔ ان کے بعد انہوں نے آدام بیان کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غصہ آ گیا اور آیت نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری)

| |
|---|
| وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ |
| سو تو سہتا رہ جو کچھ وہ کہتے ہیں اور پاکی بولتا رہ |
| بِحَمْدِ رَبِّكَ |
| خوبیاں اپنے رب کی |

آپ صبر کرتے رہیں یعنی ایسی ہودہ باتوں کو یہ لوگ نہ سمجھیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائیں نہ بلکہ ان کی بے ہودہ باتوں پر صبر کرتے رہیں اور اپنے پروردگار کی یاد میں دل لگائے رکھیں جو قرآن مجید اور اسلام کی پیدائش کرنے والا اور ہر قسم کے عیب سے پاک ہے اور ہر قسم کی تعریف کے لائق ہے۔ (تفسیر ظہیر)

عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ۔ یعنی یہودیوں کے ان فضول باتوں پر کان نہ لگائیں بلکہ اس سے آرام پائیں اور صبر کریں۔ وَاسْتَمِعْ جو سنا اور قیامت کے دن ہیں اس پر صبر کیجئے۔ کیونکہ جو شخص اپنے کو قابل عالم سمجھتا ہے وہ دوسروں کو ذلیل سمجھ کر ان سے اعتراض کرنے میں بھی نہیں چوکتا ہے۔ (تفسیر مظہری)

| |
|---|
| قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ |
| پہلے سورج کے نکلنے سے اور پہلے |
| الْغُرُوْبِ ۚ وَمِنَ الَّيْلِ فَسَبِّحْهُ |
| ڈوبنے سے اور کچھ رات بھی بولتا رہ اس کی پاکی ☆ |

عبادت و تسبیح کے وقات جو یہ وقت اللہ کی یاد کے ہیں۔ ان میں دعا اور عبادت بہت قبول ہوتی ہے اور بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اوقات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پنجگانہ ہی کی نمازیں فرض تھیں فجر اور عصر اور تہجد میں سے جب کبھی ان تینوں وقتوں کو خصوصی فضل و شرف حاصل ہے۔ نماز یا ذکر و دعا وغیرہ سے ان اوقات کو معمور رکھنا چاہئے۔ حدیث میں ہے "علیکم بالغدوۃ والروحۃ و شیء من الدلجۃ" بعض نے کہا "قبل الطلوع" سے نماز فجر "قبل الغروب" سے ظہر و عصر اور "من اللیل" سے مغرب و عشاء مراد ہیں۔ (تفسیر حقانی)

نماز فجر اور عصر کی تاکید: مسند احمد میں ہے ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے چودھویں رات کے چاند کو دیکھا اور فرمایا تم اپنے رب کے سامنے پیش کئے جاؤ گے تو اس طرح دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھ رہے ہو جس کے دیکھنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی۔ اگر تم سے ہو سکے تو سورج نکلنے سے پہلے کی اور سورج ڈوبنے سے پہلے کی نماز میں مغلوب نہ ہو جایا کرو۔ پھر آپ نے آیت وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ الخ تلاوت فرمائی۔ (صحیح بخاری و مسلم مسند احمد بھی یہی ہے۔ تفسیر ابن جریر)

تہجد: اور تہجد (کی نماز) بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واجب کی گویا خاص ایک قسم ہے جس کے بعد فرض نمازیں ہیں جو جب سنت کے لئے بھی مسنون کر دی گئیں اور جب عوام امت پنجگانہ نماز فرض ہو گئیں تو آنحضرت کی امت کے مسلمان ہر ایک سے اس کا وجوب منسوخ کر دیا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پنجگانہ کی ادائیگی کرتے تھے جیسے کہ امر وجوب کی کی جاتی ہے حتیٰ کہ کسی روایت میں آپ کے بیمار ہونے کے باعث قیام لیل نہ فرمانے کی خدا کے حضور یہ عرض کی گئی کہ اللہ رات کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ |
| اور پیچھے سجدہ کے ☆ |

یعنی فرض کے بعد نفل تسبیح و تہلیل کرنا چاہئے یا نوافل مراد ہوں تو فرض کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ (تفسیر ظہیر)

وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ۔ حضرت ہم نے اس کی تفسیر میں عرض کیا کہ مراد فرض نمازیں ہیں اور وَاِدْبَارَ السُّجُوْدِ سے مراد وہ تسبیحات پڑھنا ہے جس کی فضیلت یا نماز کے بعد حدیث مرفوع میں آئی ہے۔

## فرض نماز کے بعد تسبیحات کی فضیلت

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر اور ایک مرتبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر پڑھ لیا کرے تو اس کی خطائیں معاف کر دی جائیں گی اگرچہ وہ دریا کی موجوں کے برابر ہوں (رواہ البخاری و مسلم) اور بہت سی احادیث سے مراد و متعلق بھی ہو سکتی ہیں جو فرض نمازوں کے بعد احادیث صحیحہ میں آئی ہیں (مظہری) (احمد حقانی ظہیر)

| |
|---|
| وَاسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ |
| اور کان رکھ جس دن پکارے پکارنے والا نزدیک کی |

## قَرِيبٌ ۙ

قریب ہے

ندا جو قریب سے سنتے ہیں سو اس پکارنے والے کی آواز ہر جگہ اور ہر وقت نزدیک سے نزدیک تر ہے کیونکہ وہ ہر شخص کی آواز ہر جگہ اور ہر وقت بلا کسی اور سبب کے بلاواسطہ سنتا ہے۔ اور اس کی آواز پر جگہ نزدیک سے نزدیک تر ہے کیونکہ وہ ہر شخص کی شہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ اور اس کی آواز ہر جگہ اور ہر وقت

ہے اس لئے حضرت معاویہ اس کے لئے دعا نہیں۔ اللہ سے نیک اور دعا میں اس طرح ہے رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ (ابراہیم رکوع ۵)

روز نامکس طرف ہوگا۔ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے نماز کی طرف پھر اس کی طرف ہوگا جس کو ہدایت المقدس پر اسرائیل علیہ السلام نماز پڑھتے ہیں گے۔

جائع ترمذی میں حضرت معاویہ ابن حیدہ سے روایت ہے کہ میں حاضر خدمت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی مبارک سے ایک شام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔

یہ رہے اس طرف (یعنی شام کی طرف) تم سب اٹھائے جاؤ گے کچھ لوگ سوار اور کچھ پیدل۔ اور بعض کو چہروں کے بل گھسیٹ کر قیامت کے روز حشر میں لایا جائے گا۔ (ترمذی)

حضرت نوح کی دعا: حضرت نوح کی "بیت" کو پڑھ کر یہ دعا مانگے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ بِمَنِّکَ وَبِنُبُوَّتِکَ وَبِرَحْمَتِکَ یَا غَفُوْرُ یَا رَحِیْمُ (جلالین) "یعنی یا اللہ مجھے ان لوگوں میں داخل فرما دیجئے تو آپ کی رحمت عذاب سے ڈرتے ہیں اور آپ کے وعدے کے امیدوار ہیں آپ وعدہ پورا کرنے والے رحمت والے ہیں۔ (معارف صلی علیم)

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا یَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ

ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں اور تو نہیں

عَلَیْهِمْ بِجَبَّارٍ فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ

ہے ان پر زور کرنیوالا سو تو سمجھا قرآن سے

مَنْ یَّخَافُ وَعِیْدِ

اس کو جو ڈرے میرے ڈرانے سے

آپ قرآن سناتے رہیں جو لوگ حشر کا انکار کرتے اور دنیا ہی کو سب کچھ سمجھتے ہیں کیونکہ وہ ان کے معاندانہ رویہ کو دیکھ کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کا یہ منصب نہیں کہ ہر زور آور کی زبان سے ہر ایک کو یہ بات سنوا کر چھوڑیں پس آپ قرآن سنا دیں کہ جو نصیحت ان کی شقاوت اور ہٹ دھرمی کو دیکھ کر ہے اور اللہ کے ڈرانے سے ڈرتے ہیں ان معاندین کے پیچھے پڑنے کی ضرورت نہیں۔ (تفسیر عثمانی)

سبب نزول: عمرو بن قیس ملائی کی روایت سے ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان کیا ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اگر آپ ہم کو (عذاب سے) ڈراتے ہیں تو ہمارا حشر ہوگا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت حذیفہ سے مرفوعاً روایت بھی اسی طرح کی گئی ہے۔

تم سورۂ ق والحمد للہ۔ (تفسیر عثمانی)

جو شخص اس کو خواب میں پڑھے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا پڑھنے والا زمین کی نباتات میں سے جس قدر چاہے حاصل کرے گا اور ہر مرتبہ سب کی مرتبہ دعا کی جائے گی۔ (دعائی پڑھیں)

سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ: بیت ہے کہ میں پاک ہوں اللہ کی جو سب جہانوں کا رب ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے)

وَالذّٰرِیٰتِ ذَرْوًا فَالْحٰمِلٰتِ وِقْرًا

قسم ہے ہواؤں کی جو چلتی ہیں تو اڑا کر پھر اٹھاتے ہیں بوجھ

فَالْجٰرِیٰتِ یُسْرًا فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا

کو پھر چلے والیاں نرمی سے پھر بانٹے والیاں حکم سے ☆

قیام قیامت کی شہادتیں: ہوا میں زور کی وجہ کہیں اڑاتی ہیں، کہیں بادل پانی لیتے ہیں پھر کہیں ان کو ہلکا کر کے آہستہ آہستہ چلاتی ہیں پھر برسنے کے قریب ہوتا ہے تو تیز چلنے لگتی ہیں یا ہوا کی فرشتے مراد ہیں جو بادل کو ہانکتے ہیں یا بادل کی تقسیم کرتی ہیں ان ہواؤں کی اللہ قسم کھاتا ہے۔ بعض علماء نے "ذاریات" سے ہوائیں "حاملات" سے بادل "جاریات" سے کشتیاں اور "مقسمات" سے فرشتے مراد لئے ہیں جو مختلف کاموں پر مقرر ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

صحیح کا قصہ: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ صحیح کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس "ذاریات" اور کہ تلاوذاریات سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ہوا اور میں نے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوتا تو کبھی نہ کہتا۔ پھر پوچھا مقسمات؟ فرمایا فرشتے۔ اسی طرح پوچھتے گئے اور آپ جواب دیتے گئے۔ پھر پوچھا ذاریات سے کیا مطلب ہے؟ فرمایا کھیتیاں۔ پوچھا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا تو کبھی نہ کہتا پھر حکم دیا کہ اسے مارو۔ کوڑے لگائے جائیں۔ پھر اسے کوڑے مارے گئے اور ایک مکان میں رکھا گیا جب زخم اچھے ہو گئے تو بلا کر پھر سوال کئے اور سنا کر آخر حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کو کہا بھیج کہ یہ کبھی بھرے میں نہ چلے

پائے۔ پھر ان سے بعد میں حضرت ابوحنیفہ کے پاس آئے تو انہوں نے فقہ کا کچھ حصہ انہیں عطا کر دیا۔ یقین رکھو کہ اب میرے دل میں وہ علم موجزن ہے جو پہلے کبھی نہیں تھا۔ چنانچہ حضرت ابو حنیفہ نے جناب امیر المؤمنین کی خدمت میں اس کی اطلاع دی اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ میرا خیال ہے کہ یہ (دانیال) ٹھیک ہو گیا ہے۔ اس کے جواب میں (وہ خلافت سے قبل) چپکے چپکے کہلا بھیجا کہ میں اپنے کل اجازت دیتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ اس کا علاج کریں۔ اس کے دو راویوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہ حدیث بھی موثق ہے۔ ٹھیک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ حدیث بھی موثق ہو۔ مگر حضرت امیر کا یہ فرمان کہ یہ مرفوع حدیث نہیں امیر المؤمنین نے جو اسے اپنے ہاتھ سے لکھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کی سند مقطع ہے آپ جو خاصر ہو چکے تھے اور اس کے سوا ثابت ازدوجہ فکار اور مخالفت کے تحت واقعۃ العلم صحیح کے جو کلام مکمل تھا وہ اس کا یہ قصہ مشہور ہے جسے ہم پورا پورا نقل کر لائے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَصَادِقٌ ۝

بیشک جو وعدہ کیا جاتا ہے تم سے وہ سچی ہے

وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝

اور بیشک انصاف ہونا ضرور ہے ☆

انجام کا ثابت ہونا یعنی یہ ہوائوں اور بارش وغیرہ کا نظام شمسی ہے کہ قیامت کا وعدہ سچا اور انصاف ہونا ضروری ہے۔ اب اس دنیا میں ہوا ایک ہے نتیجہ کیسی ہوتی ہے کہ انسان کا بچہ ہوا کھا کر زندہ رہتا ہے اور کوئی مر جاتا ہے۔ بارش کا پانی ہی ہے نتیجہ کیا ہوا ہے؟ بعضوں کا کوئی نظام انجام ہوگا ای کو قیامت کہتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْحُبُكِ ۝

قسم ہے آسمان جال دار کی تو

آسمان کا نظم و نسق جو بظاہر صاف و شفاف، خوبصورت، مضبوط اور پرفضا ہے۔ اس کی قسم اس بات کی جاتی ہے کہ انسان کا حال بھی ایسا ہی مستحکم ہونا ہے اور جس پر متواتر دلائل اور نشانیوں کی راہیں چل رہی ہیں۔ (تفسیر حقانی)

حبک کا معنی: صاحب آسمان نے کہا ہے حبک مضبوط بنانے والے کپڑے اس کپڑے کی صفت میں خوبصورت آدم صفت۔ حبک الماء ریت کی رملہ یا جس حبک کا واحد حبائک ہے جیسے کتب کا واحد کتاب۔ حبک الماء پانی کی طرح لہریں حبک الشعر گھنگھریالے بال۔ حبک السماء ستاروں کی گزرگاہیں۔ (تفسیر عزیزی)

انہ لقول فصل میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں تمہارے پیچھے ایک سخت مشکل والا ہے۔ اس کے سر سے بات پیچھے کی طرف سے ٹھک ٹھک ہوگی۔ پوچھ گچھ کرنے والے ہیں ہوا میں کلام کرتے ہیں۔ ملک سے عرض اشہد الا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں مراد وحی منقطع ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں بس کی خبر صادق کی اس کے متواتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد موت کی آسان ہے۔ حسن سے آپ کا مطلب یہ ہوگا قائم ہونے والے مستقر ہے اس آسمان میں یہاں تک کہ قائم ہونے والے اپنے کاموں کے کہنے والے ہیں آسمان میں یہاں تک کہ وہ ہے اللہ اعلم۔ (تفسیر ابن کثیر)

إِنَّكُمْ لَفِي قَوْلٍ مُخْتَلِفٍ ۝

تم پڑے ہو ایک جھگڑے کی بات میں

يُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ أُفِكَ ۝

الٹے سے ہٹا دیا ہے وہی جو پھیرا گیا ☆

قیامت میں جھگڑا ہونا: قیامت ہے یہ یعنی قیامت اور آخرت کی بات میں تم کو خواہ مخواہ جھگڑے ڈالے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کیسے کر سکے گا اللہ رب العزت ہے ان کو جمع جو کہ متفرق ہو چکے ہیں اور جو مدت کے اجزاء ہے کھیر پا گیا ہے وہ اس پر کے تسلیم اور قبول کرنے سے بیشتر بار ہے کا مخاطب اگر صرف آسمان کے نظم و نسق میں غور کرے تو یقین ہو جائے کہ اس مسئلہ میں جھگڑا محض حماقت ہے۔ (تفسیر حقانی)

قُتِلَ الْخَرَّاصُونَ ۝

مارے پڑے اٹکل دوڑانے والے ☆

اٹکل دوڑانے والے: یعنی دین کی باتوں میں اٹکل دوڑانے والے اور محض اپنے ظن و تخمین سے تعلیمات کو رد کرتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

الَّذِينَ هُمْ فِي غَمْرَةٍ سَاهُونَ ۝

جو غفلت میں ہیں بھول رہے ☆

غفلت کے اسباب: یعنی جو کہ عربی نے "غمرت" سے ماخوذ ہے۔ (تفسیر حقانی)

يَسْأَلُونَ أَيَّانَ يَوْمُ الدِّينِ ۝

پوچھتے ہیں کب ہے دن انصاف کا ☆

کافروں کی کہی ہوئی باتوں کا ذکر فرمایا اب ان کے بعد پوچھتے ہیں کہ بدلہ صاحب دعا صاحب کا دن کب آئے گا؟ آخرت میں کس دن ہوگی ہے؟ (تفسیر عزیزی)

يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُونَ

جس دن وہ آگ پر ڈالے جائیں گے

ذُوقُوا فِتْنَتَكُمْ هَٰذَا الَّذِي

چکھو مزہ اپنی شرارت کا یہ ہے جس کی

كُنتُم بِهِ تَسْتَعْجِلُونَ

تم جلدی کرتے تھے (۱۴)

کافروں کو تنبیہ: مذبح حق تعالیٰ کی طرف سے ان کو جواب دیا گیا جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دن تو ضرور آئے گا جب تم آگ میں ڈالے جاؤ گے اور تمہیں کہا جائے گا کہ چکھو اپنی شرارت کا مزہ یہ ہے وہ عذاب جس کی تم جلدی مچا رہے تھے (تفسیر قرطبی)

حکیم الامت: یہ کفار جس مصیبت کی درخواست کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ آگ ہی تو ہے جس کی شدت کے وہ معترف ہیں حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ عذاب کو بعید سمجھ کر ایسے قریب کر رہے ہیں (بیان القرآن)

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے ہیں یہ عذاب بھی طرح طرح کا ہے جیسے کسی مجرم کے کھلے بھائی کا قتل ہو جائے کسی کو دیکھ کر اور کسی کو قید ہو جائے کسی کو دیکھ کر اور کسی کو قید ہو جائے کسی کو دیکھ کر اور کسی کو قید

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رات کو جب تم سونے کا ایک تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور اعلان فرماتا ہے کہ ہے کوئی بادشاہ جس کو کچھ مانگنا ہو سو اس کو عطا کروں، ہے کوئی گناہ گار جس کو بخشش کروں، کون ہے جو مجھ سے مانگے اور میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے گناہوں کی معافی کا طلب گار ہو اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں۔ (متفق علیہ)

مسلم کی روایت میں ہے کہ ہر رات اپنے بندوں پر اترتا ہے جب رات کا تیسرا حصہ باقی رہتا ہے اور فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھ سے مانگے تو میں اس کو عطا کروں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں بخش دوں۔

## حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز تہجد اور استغفار

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد پڑھنے سے استغفار کرتے۔ فرماتے تھے اے اللہ! تیرے ہی لئے ستائش (تعریف) ہے تو آسمانوں اور زمین کا نور ہے اور ان کی کائنات کا قائم رکھنے والا ہے تیرے ہی لئے ستائش ہے تو آسمانوں کا نور ہے زمین کا اور ان کی موجودات کا تو ہی حاکم ہے تیری ہی تعریف (ستائش) ہے تو ہی حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیرا (بیٹھنا) اپنی ملاقات بھی حق ہے تیرا قول حق ہے، اور جنت حق ہے، جہنم حق ہے، قیامت حق ہے، اے اللہ میں تیرا ہی فرمانبردار ہوں تجھی پر ایمان رکھتا ہوں تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری ہی طرف میں رجوع کرتا ہوں، تیری ہی مدد سے میں دشمنوں کا مقابلہ کرتا ہوں، تیری خوشنودی کے لئے میں اپنے (فیصلہ کے) لے جاتا ہوں تو ہمارے رب ہے تیری ہی طرف منتقل ہونا ہے۔ میرے لئے بخشش اور پوشیدہ طاہر کر دے اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے معاف فرما دے تو ہی آگے بڑھانے والا اور پیچھے ہٹانے والا ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور تیرے سوا کوئی قابل پرستش نہیں۔ (متفق علیہ)

**قبولیت دعا کا محل:** حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کے اٹھے اور کہے: لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد کہے: اللھم اغفر لی (یا) دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جائے گی، پھر اگر وضو کر کے نماز پڑھے گا تو نماز قبول کی جائے گی۔ (رواہ البخاری) ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی حکومت ہے اسی کے لئے ہر تعریف (ستائش) ہے اور وہ ہر شے پر قادر مطلق ہے۔ اللہ پاک ہے اللہ کے لئے ہر تعریف (ستائش) ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اللہ سب سے بڑا ہے اللہ کی مدد کے بغیر کوئی طاقت اور قوت نہیں ہے اللہ عظمت والا ہے۔ عظمت والا ہے مجھ کو بخش دے یا فرمایا پکارے تو اس کے لئے معاف کر دے، پھر اگر وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول کی جائے گی۔

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا جو شبانہ:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے بیدار ہوتے تو کہتے: لا الٰہ الا انت سبحانک اللھم وبحمدک استغفرک لذنبی واسئلک برحمتک اللھم زدنی علما ولا تزغ قلبی بعد اذ ھدیتنی وھب لی من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ (رواہ ابوداؤد) (تشریح ضروری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور مجاہد اور قتادہ رحمہ اللہ نے اس جملے کا مطلب حرف حرف یہ کیا ہے کہ تو ہی بخشنے کے لئے زیادہ سے زیادہ تیار ہتا ہے رات کو اٹھنے والا معصیت پر ہمیشہ کے لئے نہیں رہتا بلکہ توبہ کرتا ہے اور نماز میں مشغول ہو جاتا ہے اس لئے ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ان لوگوں کی معافی ہو جاتی ہے جن کی معافی کے متعلق حدیث میں موجود ہے کہ ان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

## اس آیت کا مصداق

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے جو عشاء کے وضو سے صبح فجر پڑھتے ہیں اور ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو لوگ عشاء کی نماز سے پہلے سو جاتے ہیں اور پھر اٹھ کر نماز پڑھتے ہیں یہ آیت ان کے حق میں ہے۔

## اپنے عمل کا اہل جنت و جہنم کے اعمال سے موازنہ

حضرت حسن بصری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کیا ہے کہ کہا فرماتے تھے کہ میں نے اپنے کو اہل جنت کے اعمال سے موازنہ کیا تو میں دیکھا کہ وہ ایک اعلیٰ قوم ہے کہ ہمارے اعمال ان کے پہنچ نہیں سکتے کیونکہ وہ خوف و خشیت کرنے والے ہوتے ہیں اور عبادت زیادہ کرنے والے ہیں پھر میں نے اپنے اعمال کو اہل جہنم کے اعمال سے موازنہ کیا تو دیکھا کہ وہ اللہ اور رسول کی تکذیب کرنے والے قیامت کا انکار کرنے والے ہیں (جن چیزوں سے متعلق نہیں کیا گیا ان کو) ان کے لئے (وہ بے اصل ہونے کے باعث) اہل جہنم کے مشابہ نہیں ہیں اور (جن) اہل جنت کے ساتھ ہیں (ان سے) اہل جہنم کے ساتھ نہیں ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اعمال کے اعتبار سے رہے ہیں کہ قرآن کریم میں ان دونوں سے آگے فرمایا ہے: الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم۔ یعنی وہ لوگ جو یقین کرتے ہیں اپنے اوپر اللہ سے ملنے کے ہیں تو ہم میں بہتر اول وہ ہے جو آخر میں بہتر ہے۔

**حضرت زید کا فرمان:** عبداللہ بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ ہم سے ایک شخص نے میرے والد سے کہا کہ اے ابا اسامہ! تم اپنے اندر وہ صفت نہیں پاتے جو اللہ تعالیٰ نے متقین کے لئے فرمائی ہے۔ یعنی (کانوا قلیلا من اللیل ما یھجعون) کہ تھوڑی رات میں سوتے ہیں۔ تو والد نے فرمایا کہ بھتیجے رات کا اکثر حصہ میں نماز پڑھتا ہوں پھر جب مجھ کو نیند آتی ہے تو میں سو جاتا ہوں اور عبادت کرتے ہیں میرے

اللہ نے اس کے جواب میں فرمایا: "بشارت ہے اس شخص کے لئے جس کو خیر آ دے جو ہوا کے مگر جب یہ ہوا مرہونِ تقویٰ اتقیاء کرے۔ (حاشیہ علی علم)

## سخاوتی کے ساتھ جنت میں داخل ہونے کا عمل

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب حضور شارع شہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ آپ کی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے میں اس بھیڑ میں تھا جب آپ کے مبارک چہرے پر نگاہ پڑی تو اچانک میں نے یقین کر لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے انسان کا نہیں ہو سکتا۔ سب سے پہلی بات جو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میرے کانوں نے سنی وہ یہ تھی کہ آپ نے فرمایا اے لوگو کھانا کھلاؤ رہو اور صلہ رحمی کرتے رہو اور سلام کیا کرو اور راتوں کو جب لوگ سوتے ہوئے ہوں نماز ادا کرو تو تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

## جنت کے محلات کس کے لئے ہیں:

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنت میں جیسے بالاخانے ہیں جن کے اندر کا حصہ باہر سے اور باہر کا حصہ اندر سے نظر آتا ہے یہ سن کر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ یہ کن کے لئے ہیں؟ فرمایا ان کے لئے جو نرم کلام کریں اور بھوکوں کو کھانا کھلائیں اور جب لوگ سوتے ہوں یہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَفِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ۝

اور اُن کے مالوں میں حصہ تھا مانگنے والوں کا اور بے برسے ہوئے کا ۝

## منتیوں کی انسان دوستی

"باء" اور "حق" کے درمیان جو ہے اور مانگنا نہیں پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے زکوٰۃ کے علاوہ اپنے مال میں اپنی خوشی سے سائلوں اور محتاجوں کا حصہ مقرر کر رکھا تھا جو انہوں نے اپنے اوپر لازم کر لیا تھا یا ایک حق لازم سمجھا گیا تھا۔ (تفسیر حقانی)

**سبب نزول:** ابن جریر اور ابن ابی حاتم کا بیان ہے کہ حسن ابن محمد بن علی نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں پر کوئی آیت دستور نہ اتاری کہ یہ ان کاموں پر ہاتھ (کافروں کی) پکڑ کر باں لگ گئیں جب یہ لوگ بچوں کے سمجھ بوجھ کے قابل ہو گئے تو پھر (غریب) لوگ آ پہنچے ان مجاہدوں نے ان کو کچھ دے کر رخصت کر دیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

**محروم کون ہے؟** اس واقع و خبر سے معلوم ہوا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ سائل کامل نہیں ہے گو وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو جس کا کوئی حصہ بیت المال میں نہ ہو جو اس کے پاس کوئی کام کاج نہ ہو صنعت، حرفت یا پیشہ جس سے وہ روزی کما سکے۔ امام المحدثین حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس سے مراد وہ لوگ ہیں کہ کچھ سلسلہ کمانے کا کرتے ہیں لیکن بنتا کچھ نہیں پاتے کہ انہیں کفایت ہو جائے۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں وہ شخص جو بالکل ہی نہ کما سکتا ہو۔ حضرت زہری فرماتے ہیں وہ شخص جس کا مال اس کی تباہ ہو گیا۔ چنانچہ بعد میں جب بنی کی طغیانی آئی اور ایک شخص کی کاشت جو سارا سامان بہا لے گئی تو ایک صحابی نے فرمایا محروم ہے اور یہ آیت مفسر بیان فرماتے ہیں محروم سے مراد وہ شخص ہے جو باوجود عابدی کے کسی سے سوال نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسکین وہ نہیں جو پھر کھاتے رہتے ہیں اور جنہیں ایک دو لقمے یا ایک دو کھجوریں تم دے دیتے ہو بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو اتنا کمائیں پائے کہ انہیں حاجت نہ رہے نہ اپنا حال ہی وہ کہتے ہیں کہ کسی پر ان کی حاجت ظاہر ہو اور کوئی انہیں صدقہ دے (بخاری و مسلم) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے شریف باپ سے تھے کہتے ہیں ایک آدمی میرے پاس آیا کہ گھڑا ہو گیا آپ نے فوراً کرتہ کی ایک شکن کاٹ کر اس کی طرف ڈال دیا اور فرمایا تو محروم کہتے ہیں یہ بھی محروم میں سے ہے۔ حضرت ضحاک فرماتے ہیں مسلمان کا حق ہے کہ وہ محروم کے معنی معلوم کر سکے۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں محروم وہ ہے جس کے پاس مال نہ ہو۔ ہو بھی جو کچھ بھی ہو۔ یعنی نہ کر سکنا ہو کسی کے کمانے کا حیلہ ہی نہ ہو یا وہ کما سکتا ہو لیکن کوئی آفت کے باعث جمع شدہ مال ضائع ہو گیا ہو۔ (تفسیر ابن کثیر)

وَفِی الْاَرْضِ اٰیٰتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ ۝

اور یقین میں نشانیاں ہیں یقین لانے والوں کے واسطے

وَفِیْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝

اور خود تمہارے اندر سو کیا تم کو سوجھتا نہیں ۝

**غور و فکر:** یعنی بے شک بیدار دل استقامت اور ثابت قدمی پر فتح کرنے والے یقین کی دولت پا جانے کے خواہشمند ہوتے ہیں ان کی کئی نشانیاں ضائع نہیں کی جاتی اور یہ یقین (وہ بے جوڑ کائنات) نفس کی آیات میں غور کرنے سے حاصل ہو سکتا ہے انسان اگر خود اپنے اندر پیدائش کے عجائبات میں غور و فکر کرے تو ثابت ہو جائے کہ یہ مکتاب کل ہر لحاظ سے ہدایت کی روشنی میں ضرور رہنمائی کر رہی ہے۔ (تفسیر حقانی)

**آیات آفاقی:** مطلب یہ ہے کہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے لئے (اس کی قدرت تامہ علم محیط اور ربوبیت والوہیت کی) نشانیاں ہیں وہ ان نشانیوں سے قدرت کاملہ حق تعالیٰ کی طرح دیکھ کر نور نہیں جانتے بلکہ وہ آنکھوں سے دیکھ کر غور کرتے اور سوچتے ہیں کہ ہمیں کیسے پیدا کیا گیا ہے کیسے بھلائی کی آدمیوں کے لئے ہے اس کا کیا خشک حصہ ہمیں پیدا کیا گیا ہے۔ زمین کے مختلف

اجزاء کے مختلف کیفیات حالات اور متضاد خاصیات جیسے اور کہیں نہیں ملتے بھرت گوناگوں بن گورہ کی طرح اور کسی حکمت سے زمین میں ہم کو راستی راہ بتائی اگر اللہ ہادی نہ بناتا تو ہم ہدایت یاب نہ ہوتے۔ ہادی سے مراد کے سول ﷺ نے کرتا ہے۔ (خزائن العرفان)

وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ ﴿۲۲﴾

اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا

رزق اور جنت آسمان میں: یعنی بارشوں اور قضاؤں پر غور کرنے سے اس نتیجہ تک پہنچنا چاہئے کہ غور کرکے ہم تمہاری سب کمائیں گے اور نہ فریب کرکے ان سے کمائیں گے بلکہ ہم تمہاری سب کی روزی اور ثواب کے جو وعدے کئے گئے ہیں وہ آسمان والے کے ہاتھ میں ہیں ہر ایک کی روزی پہنچ کر رہے گی کسی کے کمانے سے نہیں رک سکتی۔ اور خرچ کرنے والوں کو تو اسے بھی بڑھا دیتا ہے حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ "آنے والی چیز جنت ہے اس کا حکم آسمان ہی سے اترتا ہے"۔ (خزائن العرفان)

**آیت کا دوسرا معنی:** حضرت ابن عباس نے فرمایا اور مقاتل کا بھی یہی قول ہے کہ رزق سے مراد بے رزق کے پیدا ہونے کا سبب جنتی بارش۔ اس تفسیر کی بنا اس مسئلہ پر ہے جو (ظاہر) شریعت میں آیا ہے کہ بارش آسمان سے نازل ہوتی ہے۔

**تیسرا معنی:** رزق کا کر یہ معنی لیا جائے تو آیت "وَفِي السَّمَآءِ رِزْقُكُمْ" میں پانچ انواع انسانی کی قدرت کی آفاقی اور انفسی نشانیاں مراد ہوں گی جیسے چاند سورج ستارے اور ان کی رفتار طلوع و غروب اور بجلیاں سے پیدا ہونے والے منفعت و مضرت آثار اور موسموں کے اختلافات وغیرہ ان اور اسی طرح کی دیگر آیات میں غور کرنا اور ان سے اللہ کی قدرت پر استدلال کرنا درحقیقت نیکی کا اصل اور ایمان کا حصہ ہے۔ پھر اس استدلال اور فہم و دانش پر جس رحمت اور برکت کا نفس کی طرف سے فیضان ہوتا ہے اور اہل عرفان پر جو تجلیات کی بارش ہوتی ہے وہ بھی آنکھ کھولنے والوں کا نصیب ہے اور جن کے دلوں پر اور کانوں پر مہر لگ چکی ہے اللہ نے ہر مہر لگی ہے اور جن کی آنکھوں پر غفلت و جہالت کے پردے پڑے ہیں وہ بے نصیب رہیں اور فیضان عرفان سے محروم رہیں۔ عارف رومی نے فرمایا ہے۔

گر نخواہد بے بہانہ جان تو زیست
ئی (سماء روزکم روزی گیست

**قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کا ارشاد**

ان علماء کے یہ تینوں اقوال میں امر پر مبنی ہیں کہ خطاب کا نوع مسلمین

کی طرف بھی ہو سکتا ہے اور دونوں گروہوں کی طرف بھی اور دونوں کو مخاطب بنا جانے کی صورت میں آیت کا مطلب اس طرح ہوگا کہ تمہارا رزق اور وہ سب چیزیں جن کا تمہیں وعدہ دیا جا رہا ہے آسمان میں ہے۔ لیکن اگر اس کا تعلق صرف مشرکین سے ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمہارے معبود جن کو تم نے اپنی حاجتیں پوری کرنے کے لیے آسمان و زمین میں خدا کا شریک بنا رکھا ہے ان میں سے کوئی بھی تمہیں رزق نہیں دیتا بلکہ رزق تو آسمان میں ہے۔ اس صورت میں یہ جملہ بطور تعریض ہوگا۔ اور اگر مخاطب دونوں گروہ ہوں تو پھر اس کی مراد یہ ہوگی کہ تمہارا رزق آسمان میں ہے جبکہ تمہارے معبود زمین میں ہیں۔ (قرطبی)

فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ

سو قسم ہے رب آسمان اور زمین کی کہ یہ بات یقینی ہے

مِّثْلَ مَا أَنَّكُمْ تَنطِقُونَ

جیسے کہ تم بولتے ہو

**یقینی چیز کی:** یعنی جیسے بولنے میں شبہ نہیں ویسا ہی اس کو بھی شبہ نہیں یعنی روز قیامت ضرور ہونے والا ہے۔ "قیامت قائم ہوگی آخرت" کو رسید ہوگی اور خدا کے سامنے سرور پورے ہوں گے آگے" یا ایھا الذین اٰمنوا" کی اس تشریح سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مسلمان لڑکی کا قصہ سناتے ہیں جو تعلیم سے حلقہ "حمام" کے قصہ کی۔ دونوں قصوں سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کا مخاطبہ ذہنی تعلیم حسین کے ساتھ کیا ہے اور کلمہ حسن کے ساتھ ہی نے کیوں نہ کہا گیا۔ (تفسیر عثمانی)

**زبان کا قصہ:** یعنی کہ ایمان ہے میں اور کی جامع سمجھ سے آدمی خدا سے ایک معمولی آواز اور لہجہ یا چہرہ کس طریقے سے پہچان لیتا ہے جس نے بنائی آنکھ سے ہزاروں سے ہزار ہے اور ہم سے کہا وہاں سے جہاں اللہ کا کلام چڑھا جاتا ہے۔ کہنے کا مطلب کسی کو سنا تو میں نے سورت والا ابراہیم علیہ السلام آیت نبی فلما جاء ہ نودی ان بورک من فی النار الخ کہا پس کوہ طور تھا اتنا کہ اپنی آواز کے سامان اور گروہ تو دی اور وہ سنو کر چلا گیا۔

اس کے بعد جب میں ہارون رشید کے ساتھ حج کو گیا اور (مکہ مکرمہ میں) گھر سے نکلا تو اچانک ایک اعرابی کو دیکھا کہ وہ کہہ رہا تھا کہ اے میرے پالنے والے میں نے تیرے حکم کی تعمیل کی اور تیرے گھر کا حج کیا۔ میں قریب گیا تو اس نے سلام کیا اور وہی سورت (الذاریات) پڑھی کہ جو میں نے اپنے والد سے سنی تھی۔ میں نے پوچھا کہ اعرابی اور ہی آیت پر پہنچا تو اس نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو کر گر پڑا۔ میں نے اپنے والد سے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ ہم سے اس کو اٹھا لیا جائے مگر کسی نے ہاتھ نہ لگایا اور کچھ (آپ پڑھیں گے)۔

میں سے اس سے آگے پڑھا فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ تو اعرابی نے یہ سنتے ہی ایک چیخ ماری اور کہا سبحان اللہ یہ جلیل کون ہے جس نے غضب ناک کر دیا کہ اس نے قسم کھانے والوں سے قسم کی بات کہلوائی۔ اس کو بتلایا گیا تو کہنے لگا اللہ کی قسم اس نے سچ کہا ہے اور بھی کہتے کہتے اس کی جان نکل گئی۔ (روح)

**نکتہ:** بلاغت کا تقاضا یہ تھا کہ مخاطب کا انکار جس وجہ سے ہو اسی سے قبر دینے والا کلام بھی ذکر کیا جائے۔ اور تم یہ دین نہ رہے۔ اللہ نے اس جگہ کی عقلی اجمالی تائید کے ساتھ بیان کیا۔ شمس کھائی۔ ان (حقیقیہ) کا استعمال کیا۔ مما یہ بھی ذکر کیا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ بات حق ہے اور قرآن میں خود بیت کلام کو مشبہ انسانی سے تشبیہ دی ہو گئی ہو محسوس حقیقت ہے۔ "وہ اللہ کی طرف سے رزق کا وعدہ کیا گیا ہے اسمان اس کا شاہد ہے اور رزق کمانے کے لئے اپنی طاقتیں جیسا ہے ہو۔ اللہ سے فرمایا ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اللہ نے انسان کو جس چیز کا مکلف کیا ہے اور اپنی ثواب و عذاب کو جس سے وابستہ کیا ہے تو اسی کی طرف سے غافل ہے۔ (تفسیر عثمانی)

هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ

کیا پہنچی ہے تجھ کو بات ابراہیم کے مہمانوں کی

الْمُكْرَمِينَ

جو عزت والے تھے ۲۲

حضرت ابراہیم کے مہمان: یعنی فرشتے جو ابراہیم علیہ السلام کے ہاں مہمان بن کر آئے تھے۔ ان کو ابراہیم علیہ السلام نے مہمان سمجھا۔ ان کی بڑی عزت کی اور اللہ کے ہاں تو فرشتے معزز و محترم ہیں ہی۔ کما قال "بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ" (تفسیر عثمانی)

مہمان کون؟ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا یہ مہمان بارہ فرشتے تھے۔ بعض مفسرین کی تحقیق میں اختلاف ہے

مہمان کا اکرام

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ

فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ

أَلَا تَأْكُلُونَ

آداب مہمانی

فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً قَالُوا

لَا تَخَفْ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَامٍ

فَأَقْبَلَتِ امْرَأَتُهُ فِي صَرَّةٍ فَصَكَّتْ
وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ

حضرت سارہ کا تعجب (حضرت سارہ حضرت ابراہیم کی چچا زاد بہن تھیں۔ ان کی شادی بھی اپنے چچا کے گھر میں ہوئی تھی۔ جوانی میں بے اولاد رہیں۔ اب بڑھاپے میں فرشتوں کی زبان سے بیٹے کی بشارت سنی تو تعجب سے منہ پر ہاتھ مار کر کہا کہ میں بڑھیا بانجھ اب بچہ جنوں گی۔)

فائدہ: حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ حضرت سارہ کے ہاں اب تک کوئی بچہ نہیں ہوا تھا۔ بعض اہل روایت نے لکھا ہے کہ ان کے پہلے سے ایک بیٹا تھا جس کا نام اسحاق تھا۔ اور عمر میں اسماعیل سے بڑے تھے۔

صاحب مدارک نے لکھا ہے کہ بانجھ یعنی جوانی میں بھی اولاد نہ ہوئی تھی۔ اور اب بڑھاپے میں بھی اولاد ہونے کے کوئی آثار نہیں تھے۔ اور شوہر بھی بوڑھے تھے۔ غرض دو کھلک یعنی اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے بڑھاپے میں بچہ دینے کی۔ اور بانجھ ہونے کی حالت میں بھی۔ حضرت سارہ کی عمر کا قول ہے سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر سال کی تھی۔

قَالُوا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ إِنَّهُ
هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ

فرشتوں کا جواب (فرشتوں نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ وہ حکمت والا ہے۔ اور سب کچھ جانتا ہے۔ اس کو کوئی بات مشکل نہیں۔ اور وہ جو کچھ کہتا ہے ٹھیک ہے۔ اس کی بات ضرور پوری ہوگی۔)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ

(ابراہیم نے کہا کہ تمہارا مطلب کیا ہے تمہارا کیا کام ہے اے بھیجے ہوئے ☆

حضرت ابراہیم کو فرشتوں سے خوف محسوس ہوا۔ کیونکہ فرشتوں نے بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت دی تھی۔ اور ان کو معلوم تھا کہ فرشتے بغیر کسی اہم کام کے نہیں آتے۔ اس لئے پوچھا کہ تمہارا کیا کام ہے۔ (موضح)

قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ

(جن کے ذمہ جرم ہے۔ یعنی قوم لوط۔)

لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ

(تاکہ ہم ان پر پتھر برسائیں مٹی کے۔)

(فرشتوں کا مقصد ان کو معلوم ہو گیا۔ جس قوم کی طرف بھیجے گئے تھے۔ وہ قوم لوط تھی۔ جن کے ذمہ بڑے بڑے جرم تھے۔ ان کی سزا کا پتھر برسانا تجویز ہو چکا تھا۔ (قرطبی)

قوم لوط کے بارے میں فرشتوں کا بھیجا جانا۔ جن کے ذمہ بڑے بڑے جرم تھے۔ ان کی سزا کا پتھر برسانا تجویز ہو چکا تھا۔ (قرطبی)

مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ

(نشان کئے ہوئے تیرے رب کے یہاں حد سے نکل جانے والوں کے لئے۔)

عذاب (جس کی علامت یہ تھی کہ ان پتھروں پر ان کے نام لکھے ہوئے تھے۔ جن پر وہ پتھر گرنے والے تھے۔)

فَأَخْرَجْنَا مَن كَانَ فِيهَا مِنَ
الْمُؤْمِنِينَ ۝ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا
غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ۝

نجات والا گھرانا ۔۔۔ جن لوگوں سے ۔۔۔ گھرانا مسلمانوں کا تھا ۔۔۔ کا ۔۔۔ پائی ۔۔۔

وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ
الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ۝

۔۔۔ ان لوگوں کے لیے ۔۔۔ عذاب سے ڈرتے ہیں

وَفِي مُوسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝

۔۔۔ فرعون کی طرف ۔۔۔ کھلی سند

فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِ وَقَالَ سَاحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ۝

فرعون کا پورا زور ۔۔۔ اور کہا ۔۔۔ یا دیوانہ ہے

فَأَخَذْنَاهُ وَجُنُودَهُ فَنَبَذْنَاهُمْ
فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝

۔۔۔ فرعون اور اس کے لشکر ۔۔۔ ڈال دیا ۔۔۔ دریا میں ۔۔۔ اور وہ ۔۔۔ ملامت کا کام کرنے والا تھا

وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ

الْعَقِيْمَ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ اَتَتْ

عَلَيْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِيْمِ ۝

## عذاب کی آندھی

وَفِيْ ثَمُوْدَ اِذْ قِيْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا

حَتّٰى حِيْنٍ ۝

## حضرت صالح کی تبلیغ

فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ

الصّٰعِقَةُ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝ فَمَا

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِيَامٍ وَّمَا كَانُوْا

مُنْتَصِرِيْنَ ۝

قوم ثمود کی تباہی

وَقَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ اِنَّهُمْ

كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝

قوم نوح کی تباہی

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنٰهَا بِاَيْدٍ وَّاِنَّا

لَمُوْسِعُوْنَ ۝

وسیع قدرت

خطاب قوتِ اقتدار کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں جگہ حکومت اور اقتدار کے لیے استعارۃً یہ لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔ (مصنف)

وَالْأَرْضَ فَرَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمَاهِدُونَ

اور زمین کو ہم نے بچھایا ہے کیا خوب بچھانے والے ہیں ہم

خدا کا کرم کہاں پھر جگے گا، زمین کو ہم نے بچھایا ہے۔ کیا ہمارے سوا کسی اور نے بھی یہ کام کیا ہے؟ کیا کوئی اور بچھانے والا ہے؟ کیا کسی اور کی یہ طاقت ہے کہ اس کو بچھا سکے؟ یہ خالص قدرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے، اس کا ذکر مشرکین کے سامنے ہے۔ (مصنف)

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ

اور ہر چیز کے ہم نے بنائے ہیں جوڑے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

شاید کہ تم سمجھ سے کام لو

ہر چیز کے جوڑے بنانے کا ذکر یہاں اس لیے کیا گیا ہے کہ انسان اپنے گرد و پیش کی ہر چیز پر غور کرے تو اسے ہر ایک چیز میں زوجیت کا قانون کام کرتا ہوا نظر آئے گا۔ اس سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ کارخانہ کسی ایک ہستی کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ بہت سی ہستیوں کے ہاتھ میں ہے۔ ان ہستیوں کے درمیان اگر کوئی ایک ہستی بھی ایسی ہوتی جو سب کی مالک ہوتی تو وہ ان کے درمیان ضرور اختلاف پیدا کر دیتی۔ اس لیے کہ ہر ایک کو اپنی ملکیت میں اپنی مرضی چلانے کا اختیار ہوتا۔ اس طرح ان کے درمیان ٹکراؤ ہوتا اور کارخانہ درہم برہم ہو جاتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ کارخانہ کا نظم بتا رہا ہے کہ اس کا مالک ایک ہے۔ (مصنف)

فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ

سو دوڑو اللہ کی طرف میں تم کو اس کی طرف سے صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں

وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ

اور مت ٹھہراؤ اللہ کے ساتھ اور کسی کو معبود میں تم کو

مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ

اس کی طرف سے صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں

اللہ کی طرف دوڑو۔ یعنی جب دنیا میں تمہارے سامنے ایک ایسی کائنات ہے جس کی پیدائش اور تدبیر کی ہر چیز پکار رہی ہے کہ اس کا خالق اور حاکم ایک ہی ہے، تو تمہارا کام یہ ہے کہ اسی کی طرف بھاگو، اسی کی طرف بڑھو، اسی کی بندگی کی طرف جھکو، اسی کی فرمانبرداری کی طرف آؤ۔ یہ بھاگنا، بڑھنا، جھکنا اور آنا ہی دراصل وہ چیز ہے جس کا نام دین اور اسلام ہے۔ ان الفاظ سے مشرکین کے خود ساختہ الٰہوں اور مذہب کی حقیقت کو سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔ کوئی شخص اس کے سوا اور کیا کرتا ہے کہ کسی کو اپنا حاکم مان لیتا ہے، کسی کو اپنا مالک تسلیم کر لیتا ہے، کسی کو اپنا رازق سمجھ لیتا ہے، کسی کو اپنا مدد گار اور حاجت روا قرار دے لیتا ہے، کسی کو اپنا رہنما اور پیشوا بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا ملجا و ماویٰ ٹھہرا لیتا ہے، کسی کو اپنا معبود بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مقصودِ حقیقی بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مطاعِ مطلق بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرجع بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مفزع بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا ملاذ بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ توجہ بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ امید بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ خوف بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ اعتماد بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ عقیدت بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ محبت بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ اطاعت بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ عبادت بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ نیاز بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ دعا بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ استعانت بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ توکل بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ رجوع بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ انابت بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تسلیم بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ رضا بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ شکر بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ ثنا بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ حمد بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تسبیح بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تقدیس بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تکبیر بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تہلیل بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تحمید بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تمجید بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تعظیم بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ توقیر بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تکریم بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تبجیل بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تعظیم بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ توقیر بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تکریم بنا لیتا ہے، کسی کو اپنا مرکزِ تبجیل بنا لیتا ہے۔

اللہ کی طرف دوڑنے کا مطلب: حضرت ابن عباس نے فرمایا ہے کہ اپنے گناہوں سے اللہ کی طرف توبہ کرتے ہوئے بھاگو، اس کے سوا کسی اور سے نہ ڈرو، اس کے سوا کسی اور چیز کو معبود نہ بناؤ۔ حسن بصری نے فرمایا کہ اللہ کی طرف دوڑو، اس کی اطاعت کی طرف آؤ۔ ابن زید نے کہا کہ اللہ کی طرف بھاگو، اس کے سوا ہر چیز سے۔ (ابن جریر)

لَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ: اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو اپنا حاجت روا، مشکل کشا، داتا، دستگیر، فریاد رس، غوث، ملجا و ماویٰ نہ بناؤ، اس کے سوا کسی اور کو نذر و نیاز نہ دو، اس کے سوا کسی اور کے آگے دستِ سوال نہ پھیلاؤ، اس کے سوا کسی اور کو اپنی امیدوں کا مرکز نہ بناؤ، اس کے سوا کسی اور کا خوف دل میں نہ رکھو، اس کے سوا کسی اور پر توکل نہ کرو، اس کے سوا کسی اور کی نذر نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کے نام کی نذر نہ دو، اس کے سوا کسی اور کے آستانے پر نہ جھکو، اس کے سوا کسی اور کی قسم نہ کھاؤ، اس کے سوا کسی اور کی بڑائی کے گیت نہ گاؤ، اس کے سوا کسی اور کی تعریف میں مبالغہ آمیز کلمات نہ کہو، اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرو، اس کے سوا کسی اور کی بندگی نہ بجا لاؤ، اس کے سوا کسی اور کی اطاعت نہ کرو، اس کے سوا کسی اور کی فرمانبرداری نہ کرو، اس کے سوا کسی اور کی پیروی نہ کرو، اس کے سوا کسی اور کی رہنمائی نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی ہدایت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی راہنمائی نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی رہبری نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی قیادت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی سیادت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی حکومت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی سلطنت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی بادشاہت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی خدائی نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی الوہیت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی ربوبیت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی ولایت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی سرپرستی نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی حمایت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی نصرت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی مدد نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی استعانت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی توکل نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی رجوع نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی انابت نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تسلیم نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی رضا نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی شکر نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی ثنا نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی حمد نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تسبیح نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تقدیس نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تکبیر نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تہلیل نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تحمید نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تمجید نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تعظیم نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی توقیر نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تکریم نہ مانو، اس کے سوا کسی اور کی تبجیل نہ مانو۔

كَذَٰلِكَ مَا أَتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس

مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

جو رسول آیا انہوں نے یہی کہا کہ یہ جادوگر ہے یا

مَجْنُونٌ

دیوانہ ہے

ایمان کا دعویٰ حقیقت [illegible]

اَمْ تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ بِهٰذَآ اَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ

[illegible]

[illegible] ۔ [illegible]

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ وَّذَكِّرْ

[illegible]

فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ

[illegible]

آپ کا کام جاری رکھیں [illegible] پہنچا دینا ہے [illegible] آپ کا یہ فرض ہے [illegible] جاری رکھیں [illegible] پہنچا دیں [illegible]

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

[illegible] حضرت علی [illegible] فتوّل عنہم فما انت بملوم وذکر [illegible] ہوئی تو [illegible] ہو گئے۔ (ثم طری)

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

[illegible]

## تحقیق زمانہ کا مقصد

[illegible]

## حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول

[illegible]

## حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول

[illegible]

## بعض حضرات کی رائے

[illegible]

میں یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ ہر نیکی اور بھلائی کا صحیح مصرف یہی ہوسکتا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول اور اس کی خوشنودی کے لیے خرچ کیا جائے۔ اس اعتقاد کو اپنے معاملات اور معاشرت میں نافذ کرنا ہی ایمان ہے۔ اسی مضمون کی تشریح وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کُلُّ مَوْلُوْدٍ یُوْلَدُ عَلَی الْفِطْرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ وَیُمَجِّسَانِہٖ (یعنی ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اس کو اس فطرت سے ہٹا کر کوئی یہودی بنا دیتا ہے کوئی مجوسی بنا دیتا ہے) اس فطرت پر پیدا ہونے سے مراد اگر ظاہر کے بجائے دین اسلام پر پیدا ہونا لیا جائے (جس طرح اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ ہر انسان میں فطری اور اصلی طور پر اسلام، ایمان کی استعداد و صلاحیت رکھی جاتی ہے) تو پھر اس کے ماں باپ اس صلاحیت کو ضائع کرنے کے طریقوں پر ڈالنے میں اسی طرح اثر انداز ہوتے ہیں (وَاللّٰہُ اَعْلَمُ) کہ یہ فرمایا ہے کہ ہر نیکی جس انسان کی ہر قسم میں اللہ تعالیٰ نے استعداد اور صلاحیت عبادت کی رکھی ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ (محمد تقی عثمانی)

مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ

میں نہیں چاہتا ان سے روزی اور نہیں چاہتا

اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

کہ مجھ کو کھلائیں اللہ تو ہر کو روزی دینے والا

ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝

زور آور مضبوط

## اللہ روزی رساں ہے

یعنی انکی روزی سے میرا کچھ فائدہ نہیں انکی ہی نفع ہے میں وہ تھا نہیں خواہ مخواہ ہی سے کہتے ہے کہ اگر بلا ہمیرے سامنے کھانا کر رکھو میری بات ان تجھلتے نہ پائے اور ہرگز ہے میں ان سے اپنے لیے روزی کیا طلب کرتا خود ان کو اپنے پاس سے روزی پہنچاتا ہوں بھلا کچھ دیکھے روز تو فادر ہوتا کہ تمہاری خدمات کی کیا حاجت ہو سکتی ہے سو نہیں تم صرف اس لیے دیا گیا ہے کہ تم میری شیشتاسی اور عظمت و کبریائی کا قولاً و فعلاً اعتراف کرتے ہے خصوصی الاوقات احترام کے ساتھ عبادت کرو۔

ہے میں نے تم کو دم خلق تا ہوئے کم ۔۔۔ تھا نہ بندگاں بر ہے کم

(مکتوبات)

## اللہ تعالیٰ کی برتر شان

اللہ کا اپنے بندوں سے تعلق ایسا نہیں ہے جیسے دو برابر حیثیت کے آقاؤں کا اپنے غلاموں کے ساتھ ہوتا ہے۔ آقا چاہتے ہیں کہ ان کے تمام حکموں کو فوراً بجا لائیں۔ ان کے ذرا سے بھی تامل یا سستی پر وہ ان کو سزا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی شان اس سے بہت بلند ہے۔

## اللہ تعالیٰ کو کھلانا چاہیے!

ایک صحابہ ابوداؤد میں ہے ایک صاحب نے آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میرے بچے بھوکے ہیں کچھ کھانا دیجیے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ سے مانگو وہ دے گا۔ پھر کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ فلاں شخص کے پاس جاؤ شاید اس کے پاس کچھ ہو۔ وہ گئے اور واپس آکر کہا کہ اس نے کہا کہ میں نے اللہ کے نام پر دیا تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو کچھ نہیں دیا۔ آپ نے اس کو فرمایا کہ تم جاؤ اس کے پاس (یا تو اس کے پاس کچھ ہوگا) یا نہ ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حدیث پر عمل ہوتا ہے۔

اس حدیث کی دوسری روایت میں اتنا اور بھی ہے کہ میں بار بار کہتا ہے تیری عبادت کشف کی میں نے تجھ سے پانی مانگا اس نے مجھے پانی نہیں پلایا۔

## عبادت میں سستی نہ کرو!

مسند احمد میں حدیث قدسی ہے کہ اے ابن آدم! تو میری عبادت سے فارغ ہو جا میں تیرا سینہ غنا سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی دور کر دوں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو میں تیرے سینے کو اشغال سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو ہرگز بند نہ کروں گا۔ ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث شریف ہے۔ امام ترمذی نے اسے حسن غریب کہا ہے۔

بعض آثار کی کتابوں میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! میں نے تجھے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے پس تو اس سے غفلت نہ کر تجھے روزی کا غم نہ ہو میں تو تیرا ہی ہوں تو میرا ہو جا تکلیف نہ کر مجھے خوش کر میں تجھے بے پروا کر دوں گا۔ اے ابن آدم! تو میرے لیے جتنا تکلیف کرے گا میں تجھے اتنا ہی پاؤں گا اور اگر تو نے مجھے پا لیا تو یقین ہے کہ تجھے پا لیا اور اگر تو نے مجھے پا لیا تو سب کچھ پا لیا۔ اور اگر میں تجھے نہ ملا تو سمجھ لے کہ تمام بھلائیوں کو کھو چکا۔ میں تمام چیزوں سے زیادہ وقعت تیرے میں ہی میری رضا ہے۔

## رزق کے لیے کوشش:

خلاصہ تفسیر: اور ہم نے ان کو حضرت داؤد علیہ السلام کو عطا فرمائے ہیں ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہنے کے لیے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام میں مشغول تھے یا کوئی دوست یا مہمان بیٹھے تھے یا کسی چیز کی درست کر رہے تھے ہم بھی اسی کام میں لگ گئے۔ جب کام ختم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دعا دی اور ترقی پر سرفراز ہوئے۔ اور کبھی ہم ایسا نہ ہوتا کہ کچھ نہ

باپ دادا کا ہے کیونکہ سرخ ہونی ڈاڑھی سے ہوتا ہے۔ بعد والی نہیں ہوتا۔ اس کا فائدہ خوانی ہے (اس سے بھی ثابت ہوا کہ ڈاڑھی منڈانا حرام ہے)

فَاِنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذَنُوْبًا مِّثْلَ

تو بیشک ظالموں کو بھی ان کے حصہ کا عذاب ہے جیسے

ذَنُوْبِ اَصْحٰبِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُوْنِ ۝

ان کے ساتھی (کافر) اگلے لوگوں کا عذاب۔ سو جلدی نہ کریں مجھ سے

## ان کو بھی سزا ملے گی

یعنی آج یہ ظالم بدر کی لڑائی میں قتل ہونے والے کافروں کے ساتھی ہیں۔ عذاب میں بھی ساتھی ہوں گے۔ جس طرح آج ان کے باپ دادا پر عذاب آیا ہے تو آج کے ظالموں پر بھی عذاب آئے گا۔ یہ بھی ان کی بدبختی ہے کہ جلدی کرتے ہیں۔ ان کو خبر نہیں کہ ان کا عذاب بھی آنے والا ہے (ان شاء اللہ بھی آئے گا۔ ناقل)

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ يَّوْمِهِمُ

سو خرابی ہے منکروں کو ان کے اس دن سے

الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ۝

جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے

## سزا کا دن

یعنی قیامت کا دن یا اس سے پہلے ہی ان پر عذاب آجائے۔ چنانچہ مکہ میں بھوک کی صورت میں اور بدر میں قتل ہو کر (ناقل)

تم سورۃ الطور کا ترجمہ پڑھ چکے

## تفسیر سورۂ طور مکیہ

**سورۂ طور کی فضیلت:** حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مغرب کی نماز میں سورۂ والطور پڑھتے سنا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت پر پہنچے کہ ان عذاب ربک لواقع تو میرا دل اڑ گیا۔ میں نے قرآن میں کوئی ایسا کلام نہیں سنا جو اس سے زیادہ بلیغ ہو۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اپنا مال بیچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں سفر کیا۔ مدینہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ آپ مکہ کے لوگوں کے پیچھے پہنچے طواف کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے حاجیوں پر بیہوشی کی طرح غش کیا۔ جس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے ایک گوشے میں تشریف لے گئے۔ (فطوفوا وفیہ تقدیم وتاخیر ای طافوا فطاف (ناقل)

وَالطُّوْرِ ۝

قسم ہے طور کی

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۝

اور لکھی ہوئی کتاب کی

فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝

کشادہ کاغذ میں

وَالْبَيْتِ الْمَعْمُوْرِ ۝

اور آباد گھر کی

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۝

اور اونچی چھت کی

وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۝

اور بھرے ہوئے سمندر کی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بہت مہربان نہایت رحم والا ہے

**کوہ طور کی فضیلت:** یہاں طور سے مراد طور سینا ہے جو طور زیتا سے مشہور ہے جو مدین شعیب علیہ السلام کے قریب ہے۔ یہ وہ پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حق تعالیٰ سے شرف ہم کلامی حاصل ہوا۔ بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں جو پہاڑ جنت سے لائے گئے ان میں سے ایک طور سینا بھی تھا۔ (تفسیر خازن) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ طور بیت المقدس کی طرف میں ایک پہاڑ ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کلام کیا۔ (تفسیر حسینی)

وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۝

اور لکھی ہوئی کتاب کشادہ کاغذ میں

**لکھی ہوئی کتاب:** اس کتاب سے نامۂ اعمال مراد ہیں جو فرشتے لکھ رہے ہیں یا لوح محفوظ

ذکر فرمایا ہے۔ اس لئے ہم نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

## وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ

اور آباد گھر کی (۱)

بیت معمور۔ آباد گھر کو کہا جاتا ہے۔ جو آدمیوں کی کثرت کی وجہ سے ہمیشہ آباد رہتا ہو۔ اس لئے بیت معمور سے مراد کعبہ ہے۔ (مدارک)

بیت المعمور۔ حضرت انس کی روایت سے صحیحین میں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ میں نے شب معراج ایک گھر دیکھا جو بیت معمور ہے پھر جبرئیل مجھ کو لے کر چلے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر پہنچے۔ وہاں بھی ایک گھر دیکھا جو بیت معمور ہے۔

حالت مضطرب عورتوں اور بچوں کو دیکھ بھال کے لئے نکلے تو ایک مکان سے کسی مسلمان کی قرآن خوانی کی آواز کان میں پڑی، وہ سورۃ والطور پڑھ رہے تھے۔ آپ نے سوار کی رفتار دھیمی کر دی اور کھڑے ہو کر قرآن سننے لگے۔ جب وہاں آ کر پہنچے تو زبان سے کچھ نہ کہا کہ یہ کہہ کر تکلیف دے کر اپنے کو مشقت میں ڈالنا مناسب نہیں۔ یہ سوار اپنے گھر چلے گئے۔ آپ کی اس حالت نے بتلا دیا کہ یہ کلام کس کا ہے۔ اگلی آیات نے اس مضمون کی کمزوری کی یہ حالت بھی کر دی کہ مہینوں بھر تک بچارے پیادہ اور پیدل لوگ چار پڑی کو آتے تھے تو کسی کو علم نہ تھا کہ یہ وہی کچھ ہے جو اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں:

إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ

(بیشک عذاب تیرے رب کا ضرور ہونے والا ہے)

مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ

(اس کو کوئی نہیں ہٹانے والا۔ ۱۲)

## قدرت و عظمت الٰہی کی دلیل

یہ وہ چیز ہے جس کی تمام چیزیں شہادت دیتی ہیں کہ وہ قدرت اور عظمت والا ہے پھر اس کی ناراضگی کرنے والوں پر عذاب کیوں نہیں آئے گا۔ کس کی طاقت ہے جو اسکے بھیجے ہوئے عذاب کو ہٹا دیگا۔ (تفسیر حقانی)

## جبیر بن مطعم پر اس آیت کا اثر

حضرت جبیر بن مطعم فرماتے ہیں کہ میں مسلمان ہونے سے پہلے ایک مرتبہ بدر کے قیدیوں کے متعلق گفتگو کرنے مدینہ منورہ میں آیا۔ میں اس وقت مسجد میں داخل ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز مغرب میں سورۃ طور پڑھ رہے تھے۔ جب آپ اس آیت پر پہنچے إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ مَّا لَهُ مِن دَافِعٍ۔ اس وقت میرے دل کی یہ حالت ہوئی کہ گویا میرا دل خوف سے پھٹ جائے گا۔ میں نے فوراً اسلام قبول کیا۔ مجھے اس وقت یہ محسوس ہوتا تھا کہ میں اس جگہ سے ہلنے بھی نہیں پاؤں گا کہ مجھ پر عذاب آ جائے گا۔ (قرطبی از صحیحین و غیرہ)

## عذاب کی تاکید

اس آیت میں عذاب کے ساتھ لَوَاقِعٌ کا لفظ بڑھا کر عذاب کی تاکید کر دی گئی ہے۔ یعنی عذاب ضرور واقع ہونے والا ہے اور قیامت ضرور آنے والی ہے اور اس کا مطلب بھی ہر ایک کی سمجھ میں آ سکتا ہے لیکن اس مضمون کی اہمیت کے پیش نظر اس کی خبر دینے کے لئے ایک عظیم الشان پیرایہ میں جس کو مقدمہ تسمیہ کہتے ہیں یعنی قسم کھا کر بیان کیا گیا ہے۔ مقسم بہ مختلف مقرر کئے اور ہر مجموعہ کی قسم کھائی کہ یہ تمام انتظامی حکومت کی عظمت کا مخاطب اپنے ذہن میں بآسانی اندازہ کرتے ہوئے آنے والی بات کی تہ تک پہنچ جائے اور اس کو ہر قسم کی تاکید کی کچھ بھی ضرورت نہ رہے۔ (تفسیر حقانی ملخصاً)

يَوْمَ تَمُورُ السَّمَاءُ مَوْرًا

(جس دن لرزے آسمان کپکپی کر کے)

## قیامت کی دہشت ناکیاں

یعنی آسمان اور زمین کا پہلا گہرا بھٹ پڑنا (تفسیر حقانی)

وَتَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا

(اور پہاڑ چلیں چلنا کر کے)

یعنی پہاڑ اپنی جگہ کھو بیٹھیں گے اور ریت کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے۔ (تفسیر حقانی)

فَوَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ

(سو خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کو جو)

هُمْ فِي خَوْضٍ يَلْعَبُونَ

(باتیں بنانے میں کھیلتے ہوئے ہیں)

## مخالفوں کی ہلاکت

یعنی جو سچ کھیل و دل مشغول اور طرح طرح کی باتیں بنانے اور آخرت کی تکذیب کرتے ہیں ان پہلے ہی سے ہلاکت قرار دی گئی ہے۔ (تفسیر حقانی)

يَوْمَ يُدَعُّونَ إِلَىٰ نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا

(جس دن کہ دھکیلے جائیں دوزخ کی طرف دھکیلنا کر)

هَٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ

(یہ ہے وہ آگ جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے ☆)

## ذلت کے ساتھ جہنم میں داخلہ

یعنی فرشتے ان کو دھکے دے کر ساتھ جھٹکتے ہوئے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور ان کے ہاتھوں میں پہنچ کر گویا پاگل اور آگ کے حوالے کئے جانے والے ہوں گے۔ (تفسیر حقانی)

أَفَسِحْرٌ هَٰذَا أَمْ أَنتُمْ لَا تُبْصِرُونَ

(اب بھلا یہ جادو ہے یا تم کو نہیں سوجھتا ☆)

اب فرمایا کہ اگر تم ان کی دعوت قبول نہ کرو اور ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنے سے باز نہ آؤ تو پھر تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔ تم اپنا کام کرو اور وہ اپنا کام کریں۔ تم اپنے عمل کے ذمہ دار ہو گے اور وہ اپنے عمل کے۔ تم ان کے اعمال کے ذمہ دار نہیں ہو گے اور نہ وہ تمہارے اعمال کے ذمہ دار ہوں گے۔ تم ان کے معبودوں کو برا بھلا کہنا چھوڑ دو۔ ورنہ وہ بھی جواب میں تمہارے معبود کو برا بھلا کہیں گے۔ اور اس طرح تم ان کے لئے اور وہ تمہارے لئے مصیبت کھڑی کر دیں گے۔ اس لئے تم اپنے معبودوں کی توہین سے باز رہو۔ تاکہ وہ بھی تمہارے معبود کی توہین سے باز رہیں۔ اور اپنے اپنے عقیدہ پر قائم رہیں۔ ہر ایک کو اپنے اپنے عقیدہ کا حق ہے۔ اس لئے تم ان کے عقیدہ کو برا نہ کہو۔ اور نہ ان کے معبودوں کو برا بھلا کہو۔

والوں سے کہا کہ ہم تم پر فدا ہوں۔ تمام مومن بندگان کے اگر اور حضرت افزوں نے سچے ہیں تاکہ ان کی نیتیں کی نیتوں کے برابر میں رکھا جائے اور ممکن ہے بعض اعلیٰ ان ادنیٰ کے مقام اور درجہ پر پہنچایا جائے جیسے کہ روایات سے ظاہر ہوتا ہے اور اس صورت میں کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ بعض کی کافی نیکیوں کا ثواب کامل کر دیا جائے گا۔ کیوں کہ بعض عطیہ افضل و احسان ہوگا کہ کسی کو اپنے برابر والوں کے مقام تک پہنچا دیا جائے۔ (تفسیر) اور سنا "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ" کا یہ مطلب بیان کیا ہے صحیح تر یہی کی یہ بحث اس کے مناسب معلوم ہوتی ہے۔ "قالت الانصار یا رسول اللہ ان لکل قوم تبعا وقد اتیناک فلو ہو لاء ای یجعل لنا تبعا فانزل اللہ الخ" (صلی اللہ علیہ وسلم) (تفسیر ابن کثیر)

## اولاد کے استغفار و دعا کا اثر:

مسند احمد میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض نیک بندوں کا درجہ جنت میں اس کے عمل کی مناسبت سے بہت اونچا کر دیں گے۔ وہ دریافت کرے گا کہ میرے یہ درجہ کیسے ہوا؟ کہا جائے گا یہ مغفرت اولاد کے لئے کیا (تمہارے مرنے کے بعد) تمہارے لئے استغفار و دعا کرے گی اس کا یہ اثر ہے۔ (ابن کثیر) اور ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندوں کے درجات بلند کرے گا تو وہ کہیں گے یہ مغفرت ہمارے لئے کیسے ہوئی؟ جواب دیا جائے گا کہ تمہارے لئے تمہاری اولاد نے استغفار کیا تھا۔ (ابن کثیر)

## تین عمل جو مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچاتے ہیں

صحیح مسلم میں ابی ہریرہ سے روایت ہے کہ جب آدمی مرتے ہی اس کے اعمال موقوف ہو جاتے ہیں لیکن تین عمل کہ وہ مرنے کے بعد بھی ثواب پہنچاتے رہتے ہیں۔ صدقہ جاریہ (مسجد، مدرسہ، مسافر خانہ، کنواں، نہر وغیرہ) جس سے نفع پہنچتا رہے۔ اولاد جو مرنے والے کے لئے دعاء خیر کرتی رہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

كُلُّ امْرِئٍ بِمَا كَسَبَ رَهِيْنٌ

ہر آدمی اپنی کمائی میں پھنسا ہے ☆

## عدل کا ضابطہ

اوپر فضل کا بیان تھا یہاں اصل کا ضابطہ بتلا دیا۔ یعنی نفس کا مختار ہونا ہے کہ جس آدمی نے جیسا بھلا برا عمل کیا ویسا ہی کے موافق جزا پائے گا۔ آگے اس کا فضل ہے کہ کسی کی نیکی مضاعف فرما دے یا کسی کا درجہ بلند کر دے۔ (تفسیر عثمانی)

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ۔ یعنی ہر انسان اپنے عمل میں بھی ہوگا اب لیس ہوگا کہ کسی دوسرے کا گناہ اس کے سر ڈال دیا جائے یعنی جس طرح آدمی سزا پائے گا اور اعمال صالحین کی مقابلہ میں بھی اسی طرح جزا پائے گا یہ عدل ہوگا۔ میراث میں ایک کے گناہ کا مؤاخذہ دوسرے پر نہ ہوگا۔ (تفسیر ثنائی، ابن کثیر)

وَاَصْدَقَ نَفْسَهٗ بِقَارُوْرَةٍ وَلَحْمٍ

اور نذر کیا اپنے تئیں ہڈیوں اور گوشت کا

فِيمَا يَتَسَاءَلُونَ ۝

جس پر کوئی چاہے پوچھ

وَهُمْ يَسْأَلُونَ ۝ (سورہ طور)

وہ خود اوروں سے پوچھتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ آخرت کے متعلق ہر شخص سے ملتے ہیں اور جس سے چاہتے ہیں سوال کرتے ہیں۔ (سورہ طور)

يَتَنَازَعُونَ فِيهَا كَأْسًا لَّا لَغْوٌ فِيهَا

چھینتے ہیں وہاں پیالہ۔ نہ ہے اس شراب میں

وَلَا تَأْثِيمٌ

اور نہ گناہ کی بات

شراب طہور دنیا کی شراب سے مختلف ہوگی اور جب پیئے گا تو نہ بیہودہ گوئی ہوگی اور نہ گناہ کی بات۔ یہ مطلب نہیں کہ وہاں پیالہ چھینا جائے گا بلکہ ہر شخص کی شراب علیحدہ علیحدہ ہوگی۔ نہ کوئی کسی کی شراب چھینے گا نہ کسی کی شراب کوئی پیئے گا۔ ہر شخص اپنی اپنی شراب پیئے گا۔

وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ

اور پھریں گے ان کے پاس لڑکے ان کے

كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ مَّكْنُونٌ

گویا وہ موتی ہیں چھپے ہوئے

غلمان: یہ لفظ غلام کی جمع ہے اور اس کے معنی ہیں لڑکے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے خدمت گار ایسے ہوں گے جیسے موتی سیپ میں محفوظ ہوتا ہے۔ یعنی ان کی حفاظت کی جائے گی۔ کوئی ان کو گندی نظر سے نہ دیکھے گا۔

اکمل ترین درجہ کا جنتی: حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے بیان کیا کہ ایک جنت میں کتنے نبی ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے بیس ہزار پیالے لئے ہوئے ہوں گے۔ ہر نبی میں سے کسی نبی کے ہاتھ میں ایک پیالہ ہوگا۔ اور ہر پیالہ میں ایک نہر ہوگی جس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ اور ہر نہر کے کنارے ستر ستر ہزار درخت ہوں گے۔

غلام اور خادم کا فرق: غلام اور خادم کے لفظ سے ہمارے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ یہ ان کے نوکر ہوں گے۔ حالانکہ یہ مطلب نہیں ہے۔ اس لئے کہ جنت میں کوئی نوکر نہیں ہوگا۔ جنت میں ہر شخص بادشاہ ہوگا۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے خدمت گار ہوں گے۔ جیسے دنیا میں بادشاہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان کو نوکر نہیں کہا جاتا۔ اسی طرح جنت میں ہر شخص کے ساتھ اس کے خدمت گار ہوں گے۔ ان کو نوکر نہیں کہا جائے گا۔

وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

اور متوجہ ہوئے بعضوں نے دوسروں کی طرف

يَتَسَاءَلُونَ ۝ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي

آپس میں پوچھتے ہوئے۔ کہا ہم تھے اس سے پہلے

أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ۝ فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا

اپنے گھر میں ڈرتے ہوئے۔ پھر احسان کیا اللہ نے ہم پر

وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ۝ إِنَّا كُنَّا مِن

اور بچا دیا ہم کو عذاب سے لو کے

قَبْلُ نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ۝

پہلے تھے ہم اس کو پکارتے۔ بیشک وہی ہے نیک سلوک کرنے والا مہربان

جنتیوں کی شبانہ روز مصروفیات: قائمین نے جنتیوں کی جس مصروفیت کا ذکر کیا ہے اس کی طرف اشارہ ہو چکا ہے۔ یعنی ان کی مصروفیات عبادت الٰہی سے کبھی نہ ہٹیں گی۔ کوئی ایسی ساعت نہ آئے گی جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل ہو جائیں۔ [illegible] ان کی مصروفیات ہوں گی۔ [illegible] ان کی مصروفیات ہوں گی۔ [illegible] ان کی مصروفیات ہوں گی

فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ

وَلَا مَجْنُونٍ ۝

ہاتھوں کی بے وقوفی ... سلسلہ ... پر ... کی ... نے ... کی ... پر ... کی ... کی ... کی

صٰدِقِيْنَ ۝

سچے ہیں ☆

## نہ مانگنے کے ہزار بہانے

یعنی یہ بات نہیں ہے کہ پیغمبر کو جو کچھ عطا یا جدید نہ کا حکم نہیں؟ بلکہ اپنے دل سے مکر لیا اور محمد ﷺ خدا کی طرف منسوب کر دیا۔ "سوال مانگنے کے ہزار بہانے ہیں۔ جو بھی نیک بات دیکھیں، کہہ دیا مانگ لیا۔ تمام مرکب چاہے ہوا ہی طرح کے۔ یہود یا اشکلات قائم کرنے سے ہمارا کوئی انتظام جانا ہے" اس بات کے لئے کافی ہے کہ دنیا کی تمام طاقتیں کو کہہ کر کے بھی اس قرآن کا مثل نہیں لا سکتے اور جیسے خدا کی وحدانیت ہمیں ربوبیت اور اس کے آسمان جیسے آسمان بنانے کی قدرت ہمیں ہاں سے کہ قرآن جیسا قرآن بنا لانا بھی ہمارے اختیار میں ہے (تفسیر عثمانی)

أَمْ خُلِقُوْا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ

کیا وہ بن گئے ہیں آپ ہی آپ یا وہ بنے ہیں

الْخٰلِقُوْنَ ۝ أَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ

بنانے والے یا انہوں نے بنایا آسمانوں کو

وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَّا يُوْقِنُوْنَ ۝

اور زمین کو کوئی نہیں پر وہ یقین نہیں کرتے ☆

## پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے

یعنی پیغمبر خدا کی بات کیوں نہیں مانتے، کیا ان کے اوپر کوئی خدا نہیں جس کی بات نہ ماننے سے ان کے سر پر عذاب الٰہی کی بجلی گر پڑے؟ یا وہ خود اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں؟ یا یہ بات ہے کہ آسمان اور زمین ان کے بنائے ہوئے ہیں؟ بلکہ اصل تو یہ ہے کہ یہ لوگ اس قدر بے عقل ہو چکے ہیں کہ کوئی دلیل ان کو قائل نہیں کر سکتی۔ یہ سب خیالات بالکل احمقانہ ہیں۔ دیکھ بھی رہے ہیں کہ ان کا کوئی خالق و مالک ہے، مگر ایمان نہیں لاتے (تفسیر عثمانی)

## کیا یہی منکر خزانوں کے مالک ہیں

یعنی کیا یہ خیال ہے کہ زمین و آسمان کو خدا نے بنایا ہے تو اس کے خزانوں پر انہوں نے قبضہ کر لیا ہے کہ جس کو چاہیں دیں جس کو چاہیں نہ دیں؟ ایسے مناصب تصرف و اختیار پر کیا کسی کے بیٹھنے کا امکان ہے۔ (تفسیر عثمانی)

أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَّسْتَمِعُوْنَ فِيْهِ ۚ

کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر آتے ہیں

فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُمْ بِسُلْطٰنٍ

تو چاہئے لے آئے ان کا سننے والا کوئی سند

مُّبِيْنٍ ۝

سند کھلی ہوئی ☆

## کیا یہ منکر کوئی سند رکھتے ہیں

یعنی کیا یہ دعویٰ ہے کہ وہ زینہ لگا کر آسمان پر چڑھ جاتے اور وہاں سے ملاء اعلیٰ کی باتیں سن آتے ہیں پھر جب ان کی روانی اور بات اس پر ہوگا کہ کوئی بڑی سند لائیں جس سے ان کی کیا ضرورت رہی۔ کس کا یہ اجارہ ہو جسے انہوں نے سند اور ثبوت پیش کر دیا۔ (تفسیر عثمانی)

أَمْ لَهُ الْبَنٰتُ وَلَكُمُ الْبَنُوْنَ ۝

کیا اللہ کے یہ بیٹیاں ہیں اور تمہارے بیٹے ہیں ☆

☆ یعنی باوجود اس کے خود اپنے لئے بیٹیاں سمجھتے ہیں جو کہ ادنیٰ درجہ کی ہیں اور اللہ کے لئے بیٹوں کی تقسیم سے حقیر ہوتا ہے اور اس لئے اس کے اختیار میں جو ادنیٰ چیز ہو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

أَمْ تَسْـَٔلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ

کیا تو مانگتا ہے ان سے کچھ بدلہ تو وہ ان پر تاوان کے

مُّثْقَلُوْنَ ۝

بوجھ سے ☆

## کیا آپ ان سے کوئی معاوضہ مانگتے ہیں

یعنی کیا یہ لوگ آپ کی بات اس لئے نہیں مانتے کہ خدا نخواستہ آپ ان سے

اس کا وہ دعویٰ کوئی معقول بنیاد رکھتا ہے جس کے بل پر وہ ایسی بات کہہ رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ﴿٤١﴾

کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس کی بنا پر وہ لکھتے ہیں؟

کیا ان پر وحی آتی ہے جو یہ اس پر اپنی رائے قائم کرتے ہیں؟ یا ان کے پاس کوئی ایسا ذریعۂ علم ہے جس سے یہ ہر بات کو جانچ لیتے ہیں؟ ان میں سے کوئی بات بھی ہو تو یہ اس کا دعویٰ کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

اس سوال کا جواب بھی کفار کے قول کا رد کرنے کے لیے کافی ہے۔ مگر اس کے بعد بھی ان کی ہٹ دھرمی کا علاج کرنے کے لیے ان کے اس قول کا جواب دیا جاتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سے پہلے مرجائیں گے اور ان کا کوئی نشان بھی باقی نہ رہے گا۔ (تفہیم القرآن)

أَمْ يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ﴿٤٢﴾

کیا یہ کوئی چال چلنا چاہتے ہیں؟ تو جو لوگ کفر کر رہے ہیں

ان کے داؤ پیچ ان الٹے یہ پڑیں گے

یعنی اللہ کی طرف سے کوئی مانع نہیں ہے کہ یہ اپنی ساری چالیں چل کر دیکھ لیں۔ یہ اپنے زعم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو ناکام کرنے کی جو تدبیر بھی کریں گے وہ الٹی ان پر پڑے گی۔ ان کی ہر تدبیر ان کے اپنے لیے اور زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگی۔ (تفہیم القرآن)

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٤٣﴾

کیا ان کا کوئی اور خدا ہے اللہ کے سوا؟ اللہ پاک ہے

اس شرک سے جو یہ کر رہے ہیں۔

کیا کوئی اور حاکم و معبود ہے؟ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی اور نہ تو ان کا خالق و رازق ہے اور نہ معبود کہ یہ اس کی عبادت کریں۔ اللہ کی ذات ان کے شرک سے پاک ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿٤٤﴾

اور اگر یہ دیکھیں ایک ٹکڑا آسمان سے

گرتا ہوا تو کہیں یہ بادل ہے گاڑھا سا

یہ صرف ضد کی اور حماقت ہی ہے کہ ایک حقیقت ظاہر ہو جانے کے بعد بھی انسان اس کو نہ مانے۔ صرف ایک چیز ہے جو ضد اور حماقت کی ہر حد سے پرے کی بات کو سمجھا سکتی ہے۔ وہ ہے کہ انسان کی کیفیت قریب سے کر دی جائے کہ جس کے سوا کوئی تیسرا امر نہ رہے۔ یعنی ان کا مطالبہ یہ ہے کہ آسمان سے ٹکڑا گر کر ہم پر آ پڑے۔ یعنی ان کو کوئی ایسا نشان دکھا دیا جائے جس کے بعد ان کے لیے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہے۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا کہ اگر ہم ایسا کر بھی دیں تو یہ ہٹ دھرم لوگ یہی کہیں گے کہ یہ تو بادل کا ایک ٹکڑا ہے جو اوپر چھایا ہوا ہے۔ (تفہیم القرآن)

فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿٤٥﴾

تو چھوڑ دو انہیں یہاں تک کہ ملیں اپنے اس دن سے جس میں ان پر

یہ بجلی کی طرح گرے گا جس دن کام نہ آئے گا ان کو ان کا داؤ

وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿٤٦﴾

اور نہ ان کو مدد پہنچے گی

ان حماقتوں پر تم برسے گا تو کیا ہے۔ حماقتوں کے نتیجے پڑنے ہی ہیں۔ وہ دن آنے ہی ہیں جب ان کی آنکھیں کھلیں اور کھل کر یہ بات سامنے آ جائے کہ جس چیز کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ کیا ہے۔ (تفہیم القرآن)

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٧﴾

اور ان ظالموں کے لئے ایک عذاب ہے اس سے

پہلے بھی لیکن ان میں کے بیشتر جانتے نہیں

ظلم یہاں شرک اور جرم کے معنی میں ہے۔ (تفہیم القرآن)

## ان بے شعروں کو پتہ چل جائے گا

[illegible] وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا

[illegible] آپ انتظار کریں اپنے رب کے حکم پر صبر سے کام لیں آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ

[illegible] اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں جب آپ کھڑے ہوں

آپ تسبیح و تحمید میں لگے رہیں [illegible] آپ کی آنکھیں [illegible] آپ کے لئے [illegible] آپ کی آنکھیں [illegible] آیت کا مطلب اور انتظار کا مسئلہ

[illegible] جب [illegible] اللھم انت السلام ومنک السلام [illegible] اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام

[illegible] وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ

آپ انتظار کریں اپنے رب کے حکم پر صبر سے کام لیں آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں جب آپ کھڑے ہوں

آپ تسبیح و تحمید میں لگے رہیں [illegible] آپ کی آنکھیں [illegible] آپ کے لئے [illegible] آپ کی آنکھیں [illegible] آیت کا مطلب اور انتظار کا مسئلہ

[illegible] جب [illegible] اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام

[illegible] وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ

آپ انتظار کریں اپنے رب کے حکم پر صبر سے کام لیں آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کریں جب آپ کھڑے ہوں

آپ تسبیح و تحمید میں لگے رہیں [illegible] آپ کی آنکھیں [illegible] آپ کے لئے [illegible] آپ کی آنکھیں [illegible] آیت کا مطلب اور انتظار کا مسئلہ

[illegible] جب [illegible] اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام

تھے تو دس بار یہ دعا کرتے: اللّٰھم اغفرلہ اللّٰھم ارحمہ۔ دس بار استغفار کرتے تھے اور کہتے تھے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَالْحِقْنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔ حدِ قیامت کے دن جلد قیام کی نگی سے (اللہ کی) پناہ چاہتے تھے۔ اور راوی نے شریف بن زید کی وساطت سے حضرت ثوبان سے یہ نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مات سے نکلتے تو دس بار تکبیر کہتے اور دس بار اللہ کی حمد کرتے اور دس بار سبحان اللہ و بحمدہ کہتے اور دس بار سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ کہتے۔ اور دس بار استغفار کرتے اور دس بار قبلیں کرتے (یعنی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہتے) پھر دس بار کہتے۔ اَللّٰھُمَّ بِکَ اَعُوْذُ مِنْ ضِیْقِ الدُّنْیَا وَضِیْقِ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں دنیا کی تنگی سے اور روزِ قیامت کی تنگی سے)۔

وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْهُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ ۝

اور رات کے کچھ حصہ میں اس کی پاکی بیان کرو اور ستاروں کے پیٹھ پھیرنے کے وقت (صبح کے وقت)

"رات کے حصہ" سے مراد عشاء کا وقت، اور "ستاروں کے پیٹھ پھیرنے کے وقت" صبح کا وقت۔ یہ دونوں تسبیح کا اجالا ہے۔ تسبیح ہی معنوں سے غائب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ (تفسیر جلالین)

## فجر کی دو سنتیں

آپ نے فجر کے دو ایک صلوٰۃ فجر سے پہلے کی دو رکعتیں (یعنی دو سنتیں) کو دنیا مافیہا سے بہتر کہا ہے۔ رواہ مسلم

یہی حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جتنی پابندی فجر کی دو رکعتوں کی کرتے تھے اور کسی (سنت) نماز کی نہیں کرتے تھے۔ متفق علیہ۔ (تفسیر جلالین)

تم سورۃ الطور و للہ الحمد والمنۃ

جو شخص خواب میں اس کی طلاوت کرے اس کی اولاد بہت ہو گی اور وہ اللہ تعالیٰ کی مرضی میں مریں گے اور وہ شخص صاحب علم و تقویٰ ہوگا۔ (تفسیر عزیزی)

## سورۂ نجم کی خصوصیات

سورۂ نجم یہی سورت ہے جس کا سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں اعلان فرمایا (وہاں جمع تھے جن و انس) اور یہی سب سے پہلی سورت ہے جس میں آیت سجدہ نازل ہوئی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ تلاوت کیا۔ کہا جاتا ہے کہ وہیں ایک غریب صورت پیش آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورت جمع عام میں تلاوت فرمائی جس میں مسلمان اور کفار سب شریک تھے جب آپ نے آیت سجدہ پر سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا سوائے ایک مسلمان کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتماع میں سجدہ کرتے ہیں سب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سجدہ کیا۔ تعجب کی بات یہ ہوئی کہ جتنے کفار و مشرکین موجود تھے وہ بھی سب سجدہ میں گر گئے صرف ایک شخص جس کے نام میں اختلاف ہے ایہ یا امیہ جس نے سجدہ نہیں کیا مگر زمین سے ایک مٹھی خاک کی اٹھا کر پیشانی سے لگا لی اور کہنے لگا کہ میں یہی کافی ہے (حضرت عبداللہ بن مسعود راوی حدیث فرماتے ہیں) کہ میں نے اس شخص کو کفر کی حالت میں مرا ہوا دیکھا ہے (رواہ البخاری و مسلم واصحاب السنن عن ابن کثیر ملخصاً۔ صاحب نور مسلم)

وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى ۝

قسم ہے تارے کی جب گرے

(اللہ کی خوب ہے۔ (تفسیر عزیزی)

شریح متادہ: (بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا۔ جب شیاطین پر شہاب ثاقب (ستارے) ہوی کا ہونے لگا۔ عرب شیاطین کہتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ کی موقوف روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر جوانات ہوتی (کہتے ہیں کہ ہوئے

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى

تمہارا رفیق نہ تو راہ بھولا ہے نہ راہ چلا ہے ☆

## آپ صاحب اللہ کے راستہ ہی پر ہے

(۲) یہ ہے وہ دعویٰ جو یہاں پیش کیا گیا ہے۔ یعنی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو تم نے خواہ مخواہ اپنے قصد و ارادہ سے راہِ راست سے بھٹکا ہوا نہ سمجھ لیا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی ذات کو دیکھ کر تم نے یہ رائے قائم کی ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کی تعلیم کو سن کر تم نے یہ رائے قائم کی ہو۔ بہرحال جس طرح بھی تم نے یہ رائے قائم کی ہو، وہ سراسر غلط ہے۔ آپ کی ذات کو دیکھ کر بھی یہ رائے قائم کرنا غلط ہے اور آپ کی تعلیم کو سن کر بھی یہ رائے قائم کرنا غلط ہے۔ آپ کی ذات کو دیکھ کر یہ رائے قائم کرنا اس لیے غلط ہے کہ آپ کی ذات میں ہر شخص ہر وقت یہ دیکھ سکتا ہے کہ آپ کا ہر قول اور ہر فعل اور ہر حرکت و سکون اور ہر معاملہ میں آپ کا طرزِ عمل ایک ہی سیدھی راہ پر چل رہا ہے جس کے ایک ایک موڑ اور ایک ایک نشان کو آپ نے خود روشن فرمایا ہے۔ اور آپ کی تعلیم کو سن کر یہ رائے قائم کرنا اس لیے غلط ہے کہ آپ نے جو کچھ پیش کیا ہے وہ صاف صاف بتا رہا ہے کہ آپ کا مقصد کیا ہے اور آپ کس راستہ پر چلنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے کسی کو آپ کا مقصد اور راستہ سمجھنے میں غلطی ہو، لیکن آپ کی تعلیم کا تو ہر لفظ اور ہر جملہ اس غلطی کو دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی شخص نے جو غرض مدعا ہے وہ سمجھا ہی نہ ہو۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کے متعلق یہ سمجھا جائے کہ آپ نے کچھ اور فرمایا ہے۔ یہ ہے وہ دعویٰ جس کی تردید کرنے کے لیے یہ قسم کھائی گئی ہے۔ اور یہ ہے وہ دعویٰ جس کی صداقت پر ستارے کی قسم کھائی گئی ہے۔ اب دیکھیے کہ ستارے کی قسم کھا کر کیا بات کہی گئی ہے۔

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ

وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا

إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

مگر جو کچھ اسے بتایا جاتا ہے

## آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حرف بھی اپنی مرضی کے خلاف نہیں

یہ وہ بات ہے جس پر ستارے کی قسم کھائی گئی ہے۔ یعنی آپ کے دہن مبارک سے کبھی کوئی بات ایسی نہیں نکلتی جو آپ کی اپنی خواہش پر مبنی ہو۔ بلکہ آپ جو کچھ بھی فرماتے ہیں وہ اللہ کی بھیجی ہوئی وحی ہوتی ہے جس کی پیروی آپ خود بھی کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی اس کی پیروی کرنے کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اس میں اپنی طرف سے آپ کا ایک لفظ بھی شامل نہیں ہوتا۔ (تدبر قرآن)

وحی کی قسمیں۔ اس کی بہت سی قسمیں ہیں جن کی تفصیل احادیث میں ملتی ہے۔ ان میں ایک قسم وہ ہے جس کے متعلق ابوالکلام آپ خود ہی اپنی طرف سے

۱۔ نازل ہوتے ہیں، جس کا نام قرآن ہے، دوسری وہ کہ صرف معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس معنی کو اپنے الفاظ میں ادا فرماتے ہیں۔ اس کا نام حدیث اور سنت ہے، پھر حدیث میں جو مضمون حق تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے کبھی وہ وحی متلو کا مضمون اور روح ہوتا ہے اور کبھی وحی غیر متلو کا۔ مقصد یہ ہے کہ کبھی وحی کا مضمون بلکہ الفاظ بھی اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں، جس سے احکام اور دساتیر اسلام کی تشریح ہوتی ہے اور کبھی وحی کا مضمون اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، لیکن الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اجتہاد سے نکالتے اور بیان کرتے ہیں، اس اجتہاد میں اگر کوئی غلطی ہو جائے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قائم نہ ہوں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اصلاح ہو جائے، تو یہ بھی وحی ہوتی ہے، جس سے احکام اور دساتیر اسلام کی یہ خصوصیت ہے کہ غلطی سے محفوظ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی اس کی اصلاح کر دی جاتی ہے، وہ اپنے خطا اجتہاد پر قائم نہیں رہ سکتے، بخلاف دوسرے علماء مجتہدین کے کہ ان سے اجتہاد میں خطا ہو جائے تو وہ اس پر جم کر رہ سکتے ہیں اور ان کی یہ خطا بھی اللہ کے صرف معاف ہی نہیں بلکہ ثواب کے لکھے جاتی ہے، جو اپنی پوری ذمہ داری سے اجتہاد کرتے ہیں اس پر بھی ان کو ایک ثواب ملتا ہے (کما فی الاحادیث الصحیحۃ المعروفۃ)

الغرض وقائع میں کسی کا اجتہاد کلیہ کی شکل میں آتا ہے جس سے احکام کا استخراج کرنے میں بغیر کسی اپیل نہائے سے اجتہاد کرنا پڑتا ہے، جس تک یہ قاعدہ کلیہ اللہ کی طرف سے آیا ہے اس لئے ان سب احکام کو بھی وحی من اللہ کہا گیا ہے (واللہ اعلم۔ وعلمہ اتم واحکم)

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ ذُوْ مِرَّةٍ

اس کو سکھایا ہے خدا قوتوں والے نے زور آور نے ☆

وحی لانے والا فرشتہ بتایا، یعنی وحی جیسے اہم کام کو اصل شان اللہ تعالیٰ ہے لیکن جس کے واسطہ سے وحی آپ تک پہنچتی ہے، وہ بھی بڑا ہی آپ کا سکھانے والا ہے، وہ بہت سخت قوتوں والا، زور آور اور حسین و جمیل فرشتہ ہے جسے "جبریل امین" کہتے ہیں۔ چنانچہ "سورۃ التکویر" میں جبریل کی نسبت فرمایا "اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۙ ذِيْ قُوَّةٍ" (انہ لقول رسول کریم)

سورۂ نجم کے دو واقعات۔ قرآن کریم نے اپنے عام اسلوب کے مطابق سورۂ نجم کی ابتداء کی آیتوں میں دو واقعات کا ذکر فرمایا ہے، ایک واقعہ جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں اس وقت دیکھنے کا ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت وحی کے زمانے میں مکہ مکرمہ میں کسی جگہ جا رہے تھے اور یہ واقعہ سورۂ مدثر کے نزول سے پہلے کا ہے۔

دوسرا واقعہ شب معراج کا ہے۔ جس میں جبرئیل امین کو ان کی اصلی صورت میں دوبارہ دیکھنے سے کئی ہزار برس بعد کے عجائب اللہ تعالیٰ کی آیات کبریٰ کا مشاہدہ کرنے

ذِيْ مِرَّةٍ کی بات کہنی بھی خوب ہے کہ قوی خلقی یا تکوینی اور وہبی اکتسابی بھی ہے۔

فَاسْتَوٰى ۙ وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ۚ

پھر سیدھا جا ٹھہرا اور وہ کنارہ اونچے کنارے پر آسمان کے ☆

حضرت جبرئیل ☆ اونچے کنارے سے اکثار ملین نے افق شرقی مراد لیا ہے۔ یہ معنے صحیح و صادق معلوم ہوتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اشاعت نبوت میں ایک مرتبہ حضرت جبریل اپنی اصلی صورت میں ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے نظر آئے، زمین و آسمان ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک ان کے وجود سے بھرا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ یہ غیر معمولی اور مہیب منظر پہلی مرتبہ آپ نے دیکھا، دیکھ کر گھبرا گئے "جاءۃ" "فرقا" (دغیرہ طبرانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ جبرئیل کو دیکھا

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے فرمایا، آپ مجھے اپنے اصل شکل دکھا دیجئے۔ حضرت جبرئیل نے آپ سے کہا، علیہ وسلم آپ اصل شکل میں مرتبہ دیکھ لیں۔ ایک بار زمین پر اور ایک بار آسمان پر۔ زمین پر تو مشرق کی طرف سے نمودار ہوئے، اس وقت حضور غار میں تھے۔ جس وقت جبرئیل مشرق افق سے بڑھے تو مشرق سے مغرب تک پورے افق پر چھا گئے۔ حضور اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر منظر دیکھتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ جبرئیل نورانی آدمی کی شکل میں آگر آگے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چمٹا لیا اور پھر اپنا پر سے غبار صاف کرنے لگے۔ دوسری بار آسمان شاید سدرۃ المنتہیٰ کے پاس شب معراج میں آپ نے جبرئیل کی اصل شکل دیکھی۔ مگر دونوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کسی نبی نے حضرت جبرئیل کو اس شکل میں نہیں دیکھا۔ (تفسیر طبری)

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ قَابَ

پھر نزدیک ہوا اور جھک آیا پھر رہ گیا فرق

قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ فَاَوْحٰۤى اِلٰى

دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک پھر حکم بھیجا اللہ نے

عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ۚ

اپنے بندہ پر جو بھیجا ☆

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جبرئیل سے قرب

☆ یعنی جبرئیل اپنے اصل منظر سے تعلق رکھنے کے بعد نیچے اترے اور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے تو دروازہ بند پایا تو کھٹکھٹایا۔ آپ اٹھے اور اپنے دونوں ہاتھ دروازہ کے دونوں طرف سے ایک ہی وقت میں اٹھائے تاکہ دونوں کے درمیان برابر فاصلہ ہو جائے۔ (تفسیر ابن کثیر)

**کس کا قرب ہونا مراد ہے:** بغوی نے لکھا ہے قتادہ، سفیان اور ابن عیینہ وغیرہ نے اس کی روایت سے ہم سے بیان کیا گیا کہ رب العزت قریب ہوا۔ پھر قریب آیا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فاصلہ قریب ہو گیا جیسے دو کمانوں کا فاصلہ بلکہ اس سے بھی قریب۔

شیخ محمد حیات سندھی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے یہ حدیث غریب ہے۔ اسی طرح حضرت ابن عباس کی بیان کردہ جس کو ابن سلمہ نے نقل کیا ہے۔

**صوفیہ کا قول:** صوفیہ نے کہا کہ دو کمانوں سے مراد ہے قوسِ سفان اور قوسِ غضب۔ صوفی مرتبہ قرب میں فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ کے مقام پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر دائروں قوسین (دائرۂ امکان اور دائرۂ وجوب) کی طرف دوڑتی ہے۔ لیکن مرتبہ ادنیٰ (قرب اول) پر پہنچتا ہے تو اس کی نظر صرف قوسِ امکان پر ہوتی ہے۔ اس کو اپنی ہستی کا وجود شان نظر نہیں آتا۔

عرب کا دستور تھا کہ جب دو شخص آپس میں دوستی کا معاہدہ کرتے تھے اور خلوص اور محبت کا اظہار کرنا چاہتے تھے تو ہر ایک اپنی کمان کا ایک سرا دوسرے کی کمان سے ملا کر دیکھتا تھا۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود ہوتا تھا کہ ہم آپس میں ایک دوسرے کے حمایتی اور ہر طرح مددگار ہیں اور راحتِ جان جیسے یہ دونوں کمانیں۔ یہاں قَابَ قَوْسَيْنِ تو کنایہ سے مراد باری تعالیٰ کے قرب کا مرتبہ ہے جس کا وہاں ایک مادی شے کی مرکب ہے جس سے مرتبہ قرب کا مرتبہ سمجھایا جائے۔ کتب تصوف میں ان دقائق کا ذکر کثرت اطلاع میں آیا گیا ہے۔

حضرت ابن مسعود نے فرمایا۔ قَابَ قَوْسَيْنِ کی دو ہاتھ (شرعی دو ذراع) کی مقدار سعید بن جبیر اور شعبی بن سنہ کا بھی یہی قول ہے۔ قوس ایک ذراع ہوتی ہے جس سے ہر چیز ناپی جاتی ہے۔ بخاری نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ کا یہی قول نقل کیا ہے۔

جبرئیل امین کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آنا اور نازل ہونا: ان کا پاس آ جانا جتانا تو کمان کا فاصلہ ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا باعث کمال یقین ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حوصلہ تھا حضرت جبرئیل سے افضل تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا "میں نے دو وزیر دیئے ہیں۔ جو جبرئیل اور میکائیل۔"

**یہ آیت متشابہات سے ہو سکتی ہے:** قرآن میں تو کچھ آیات متشابہات بھی ہیں۔ جن کی مراد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر اس آیت کو بھی اگر متشابہات میں سے قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ لفظ کا استعمال "قرب" رسول سب کے معانی تو معلوم ہیں لیکن کیفیت معلوم نہیں۔ صرف ان الفاظ کو ان علاقات کا اس طرح مشاہدہ کرتے ہیں جس طرح چراغوں کے جلانے کو دیکھا جاتا ہے۔ اس لئے زیادہ مناسب قول اول ہی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

## مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝

جھوٹ نہیں کہا دل نے جو کچھ دیکھا تو

**فرشتہ کی معرفت:** یعنی جبریل کو آپ نے آنکھ سے دیکھا اور اندازے سے نہیں کہا کہ جو وقت آنکھ جھپکنے کا جبریل کو دیکھا ہی ہے۔ کوئی غلطی نہیں کی۔ رہی یہ کہ دیکھا کیونکر تھا۔ سو یہ ہم کہہ چکے ہیں کہ آپ کا دل جو کچھ حق تعالیٰ اس طرح پیغمبروں کے دلوں میں فرشتہ کی معرفت ڈال دیتے ہیں، وہ سب رسول کو خود اطمینان دل ہوتا اور دوسروں کو اطمینان کہاں سے ہو سکتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

**رؤیت اللہ تعالیٰ کی ہوئی یا جبرئیل کی**

حضرت انس، حسن اور عکرمہ کا قول ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یعنی اپنی آنکھ سے بخاری سے بروایت عکرمہ حضرت ابن عباس کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ نے ابراہیم کو خلت کے لئے موسیٰ کو تکلیم اللہ کرنا (یعنی) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو (اپنی) رویت کے لئے۔ ابن جریر نے حضرت ابن عباس کی روایت سے بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا۔ فرمایا میں نے اپنے دل سے اس کو دیکھا۔ ترمذی نے بروایت قتادہ بیان کیا کہ کعب احبار نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا اللہ نے اپنے کلام اور دیدار کو موسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان تقسیم کر دیا۔ موسیٰ سے دو بار کلام کیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار (اس کو) دیکھا۔

**کون سا دیکھنا مراد ہے**

یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ روایت میں اختلاف ہے اور قوی روایت نہیں۔ عیشم سری روایت میں اختلاف ہے۔ کیوں کہ رویت تکلیمی جس کو مشاہدہ بھی کہا جائے (انبیاء، ملائکہ، کرام) بعض اولیاء امت کو بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ بعض اولیاء

تو وہ دیدہ و دل کے حصول کا بھی بڑی کوشش کرتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق عالیہ کا مظہر بن جائے۔ یہ کہ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جو شخص ان کو یاد کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ ان ناموں کو یاد کرنا مقصود نہیں بلکہ ان کی روح کو اپنے اندر جذب کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اخلاق بھی غیر محدود ہیں اور ہم انسان بھی اپنی اپنی استعداد کے مطابق ان اخلاق کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ اس لئے ہر انسان کا مقام اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا ہے۔ اس لئے ہر انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے ہر انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے ہر انسان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک خاص تعلق ہوتا ہے۔

اب انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے وہ سچ ہے۔ اللہ تعالیٰ ک

سے پڑھتے ہیں اور بعض اوقات دیوبندی اور اہلحدیث اس سے انکار کرتے ہیں سب کا مستقل وہی ہے۔ گذشتہ ہدایت سے نہیں کھلے ہیں آتا ہے کہ اس کی بڑھ پڑھنے آلان میں اور پڑھا ہوا ہے "ان ہم کو ہدایت کرے واللہ اعلم۔ (معجم عثمانی)

وَلَقَدْ رَاٰهُ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو جانچ نکلنے کان کی اصلی شکل میں دیکھا۔

نَزْلَةً اُخْرٰى۔ یعنی ایک اور نزول کے وقت۔ نزول سے اس طرف اشارہ فرمایا کہ اس بار دیدار نزول اور قرب کی حالت میں ہوئی۔ کیونکہ عالم واجب کو اپنی ذات سے جو دیکھنا ہے اور ان امکان کے مرحلہ اس پار اتر کر میں ہوا اور جب مرحلہ تنزیہ سے گذرا تو دیدار تنزیہ کی طرف آجائے اور جانب مخلوق پر استقلال کی آڑ سے اسے دیکھا جائے۔ اس قول سے یہ سمجھنا چاہئے کہ واجب کی ذات میں کوئی حرکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حرکت سے پاک ہے۔ یہ کہ آنکھ میں جانب مقابل ہی پیدا ہو جاتی ہے اور مرتبہ عرش میں نزول وارد ہوا ہے۔ یہ تعلیل جملہ سورۂ طٰہٰ کی آیت الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى کی تفسیر میں ہم نے کر دی ہے۔

## ضرور ہی نہیں کہ دیدار صرف دو ہی دفعہ ہوئی ہو

آخری کے لفظ سے یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ دیدار صرف دو مرتبہ ہوا ہے بلکہ اس سے مراد یہ تعداد اور تعدد ہے اور دو مرتبہ جانا ہے کہ اس کا ذکر ہے۔ اس لئے حضرت ابن عباس اور کعب الاحبار نے کہا ہے کہ موسیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا۔

ابن عساکر میں اس روایت کا ذکر ہے جو طبعی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے۔ (قمر عثمانی)

**قَابَ قَوْسَيْنِ**۔ ابن عساکر میں ہے کہ ابو لہب اور اس کا بھائی عتبہ شام کے سفر کی تیاریاں کر رہے تھے اس نے کہا کہ سفر میں جانے سے پہلے ایک مرتبہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے ملاقات کر لوں کہ شاید کوئی بہتر بات ہو جائے۔ چنانچہ وہ آئے اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ آپ باہر تشریف لائے اور دونوں کے برابر چلے اس سے کچھ زیادہ نزدیک آگئے۔ اس پر قوس کی تشبیہ دی گئی ہے۔ (چنانچہ یہ اشارہ تھا کہ ابو لہب عتبہ اور ابو سفیان سے قریب تر ہوگئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اس کے لئے بددعا نکل گئی کہ یا اللہ تو ان اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مقرر کر دے۔ جب لوٹ کر اپنے باپ کے پاس آیا اور یہ ساری بات کہی تو اس نے کہا بیٹا اب مجھے خیر نہیں چلی ہے اور کہا کہ محمد کی دعا سے میں بچ نہیں سکتا۔ اس کی موت جائے گی۔ اس کے بعد یہ قافلہ یہاں سے روانہ ہوا۔ شام کی سرزمین میں ایک راہب کے عبادت خانہ کے پاس پڑاؤ کیا۔ راہب نے ان سے کہا یہاں تو بھیڑیے ہیں جس طرح پھرتے ہیں جیسے کہ یہاں کہیں آتے ہی نہیں۔ تم

لیب پر چڑھ کر بیٹھ جاؤ اور تمام اپنے والوں کو بھی کر لو۔ چنانچہ ایسے ہی کیا گیا۔ رات بھر بھیڑیے ہر طرف گھومتے رہے مگر کسی کو کچھ نہ کہا۔ صبح ہوئی تو راہب نے کہا کہ میں تم سے ایک بات کہتا ہوں امید ہے کہ تم سب اسے قبول کرو گے۔ بات یہ ہے کہ مذہبی حیثیت سے میرے ہم مگر گوشے کے لئے بددعا کی ہے اور دیکھے اس کی جان کا خطرہ ہے۔ تم اپنے سب اسباب اس جانور کے پاس جمع کر دو اور اس پر بھیڑ بیٹھ کر سامان اور سب اس کے آگے رکھ دو۔ پھر اور لوگوں نے ایسے ہی کیا۔ جب اپنے جتن کر کے بھیڑیا کے کہ چاروں شیر آپس میں کہنے لگے۔ جب سب کے سب سونگھ چکا اور کچھ نہ پایا تو پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ذرا دیر بھی نہ کی اور ایک چھلانگ میں فوراً چھلانگ لگا دی۔ اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ مر گیا۔ یہ اس کا مطلب تھا۔ پھر تو اس نے اس کے پہلے اور اپنے تیر چوڑ کر مخلوق کو نکالنا شروع کر دیا۔ اس وقت ابو لہب کہنے لگا اس کا تو مجھے پہلے ہی سے یقین تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے بچنا کسی کے بس کا نہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

## معراج کا قصہ

**شق صدر**: صحیحین میں حضرت انس کی روایت سے بحوالہ حضرت مالک بن صعصعہ یوں ہے کہ آپ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں حطیم میں سویا ہوا تھا کہ ایک آنے والا میرے پاس آیا (میں نے اس جگہ سے اس کیفیت کو نہیں سمجھا تھا کہ ایک آنے والا آیا) میں نے اس کو یہ کہتے سنا کہ تیسرا (یعنی درمیان) شخص ہے۔ پھر میرے پاس لایا گیا اور (میرے سے) میرے اس کو جوڑ دیا گیا۔ پھر (میان کو کہاں میں) پھر کر اس کی عقدہ دار کر دیا گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے۔ پھر آپ زم زم سے اس کو دھویا گیا اس کے بعد ایمان اور حکمت سے اس کو بھرا گیا۔

**براق**: پھر ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جس پر آپ سوار کیا جاتا تھا۔ حد نظر تک اس کا ایک قدم پڑتا تھا۔ پھر مجھے اس پر سوار کیا گیا۔ اس کے بعد جبرئیل مجھے لے کر روانہ ہوئے۔

## آسمان تک پہنچنا اور انبیاء سے ملاقات

یہاں تک کہ آسمان دنیا تک اور (دوسری) روایت میں آیا ہے کہ پہلے آسمان پر پہنچے اور دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیل نے کہا۔ جبرئیل۔ پوچھا گیا۔ تمہارے ساتھ اور کوئی ہے؟ جبرئیل نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دریافت کیا گیا۔ کیا ان کو بلایا گیا ہے؟ جبرئیل نے کہا ہاں۔ (دوسری روایت میں آیا ہے کہ کہا گیا مرحبا ان کو آنا مبارک ہو) آمد ہے۔ جب میں داخل ہوا تو دیکھا تو آدم کو موجود پایا۔ جبرئیل نے کہا یہ تمہارے باپ آدم ہیں ان کو سلام کرو۔ میں نے سلام کیا آدم نے سلام کا جواب دیا اور کہا۔ صالح بیٹے کے لئے مرحبا اس کے بعد جبرئیل مجھے

دوسرے آسمان تک پہنچا گئے۔ وہاں بھی دروازہ کھلوایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان والے سے کہا کہ کون ہے؟ اس (سوال جواب) کا ذکر پہلے ہو چکا۔ دوسرے آسمان تک بلکہ ہر آسمان تک پہنچنے کا طریقہ میں بیان فرما چکا ہوں۔ جب حضور اوپر پہنچا تو وہاں یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کو پایا جو آپس میں خالہ کے بیٹے تھے۔ جبرئیل نے کہا یہ یحییٰ ہیں اور یہ عیسیٰ ہیں۔ ان کو سلام کریں۔ میں نے دونوں کو سلام کیا۔ دونوں نے سلام کا جواب دیا۔ اور ساتھ ہی بھلی اور صالح آنے کے لئے مرحبا کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے آسمان پر جو حضرت یوسف علیہ السلام کا آسمان ہے جس میں آدھی خوبصورتی اور پاکیزگی دنیا کی دی گئی ہے۔ وہاں بھی دروازہ کھلوایا۔ جبرئیل سے سوال ہوا۔ جبرئیل نے جواب دیا۔ پھر اندر جانے کی اجازت ملی۔ جب میں آگے بڑھا تو یوسف علیہ السلام کو پایا۔ سو انہوں نے کہا کہ یہ یوسف ہیں۔ ان کو سلام کریں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا صالح نبی اور صالح بیٹے کے لئے مرحبا۔

اس کے بعد حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر پایا۔ ان کے بھی ایسے ہی خطاب ہوئے جیسے پہلے ہو چکے۔ پھر ایسے ہی جیسے پہلے ہو چکا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ ادریس علیہ السلام ہیں۔ ان سے سلام کہئے۔ میں نے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا صالح نبی اور صالح بھائی کے لئے مرحبا۔

پھر پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام کو پایا۔ ان کے بھی ایسے ہی خطاب ہوئے جیسے پہلے ہو چکے۔ پھر ایسے ہی جیسے پہلے ہو چکا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کہئے۔ میں نے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا صالح نبی اور صالح بھائی کے لئے مرحبا۔

پھر چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام کو پایا۔ ان کے بھی ایسے ہی خطاب ہوئے جیسے پہلے ہو چکے۔ پھر ایسے ہی جیسے پہلے ہو چکا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کہئے۔ میں نے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا صالح نبی اور صالح بھائی کے لئے مرحبا۔ جب میں آگے بڑھا تو موسیٰ علیہ السلام رو پڑے۔ سو انہوں نے کہا کہ میرے رونے کا سبب یہ ہے کہ یہ لڑکا جو میرے بعد بھیجا گیا ہے۔ اس کی امت کے جتنے آدمی جنت میں جائیں گے۔ وہ میری امت کے جنتیوں سے ستر ہزار گنا زیادہ ہوں گے۔ پھر مجھے پڑھا کہ ہر نبی کو اس کی امت کے بعض لوگوں کی وجہ سے رشک ہوا ہے۔ اور مجھ کو بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب خدا وند تعالیٰ فرمایا۔ اے ابن آدم! تیرے کو موجود ہونے کا بھی پتہ نہ ہوا۔ پھر تیرے آپ کے باپ آدم کے باپ ہونے پر کیا کہوں۔ میں نے سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا صالح نبی اور صالح بیٹے کے لئے مرحبا۔

اس کے بعد ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام کو پایا۔ ان کے بھی ایسے ہی خطاب ہوئے جیسے پہلے ہو چکے۔ پھر ایسے ہی جیسے پہلے ہو چکا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کہئے۔ میں نے سلام کہا۔ انہوں نے جواب دیا اور فرمایا صالح نبی اور صالح بیٹے کے لئے مرحبا۔

پھر ایک درخت دیکھا جو ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے برج شہد کا چھتا ہوتا ہے۔ اس کے پاس ایک بڑی جماعت تھی۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ دو ظاہر ہوتی ہیں اور دو پوشیدہ۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہیں؟ جبرئیل نے کہا۔ دو ظاہر ہونے والی نہریں نیل اور فرات ہیں۔

اس کے بعد بیت المعمور میرے سامنے لایا گیا۔ پھر ایک برتن دودھ سے بھرا ہوا اور ایک برتن شہد سے بھرا ہوا میرے سامنے لایا گیا۔ میں نے دودھ لے لیا۔ جبرئیل نے کہا۔ ملی راہ (دین) اختیار کی جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت قائم رہے گی۔

پھر دن کی فرضیت ہوئی۔ اس کے بعد پھر ہر روز پچاس نمازیں فرض ہو گئیں۔ میں لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گذرا۔ تو انہوں نے پوچھا آپ کو کیا حکم دیا گیا۔ میں نے کہا کہ ہر روز پچاس نمازوں کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکتی۔ میں اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ میں نے اسرائیل والوں پر بہت کوشش کی بھی سخت کوشش کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ میں واپس گیا (اور تخفیف کی درخواست کی) اللہ نے دس نمازیں معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کی طرف آیا۔ موسیٰ نے اسی پہلے کی طرح بات کی۔ میں پھر لوٹ کر گیا۔ اللہ نے دس نمازیں اور معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے وہی بات کہی۔ میں پھر گیا۔ اللہ نے دس نمازیں اور معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے وہی بات کہی۔ میں پھر گیا۔ اللہ نے دس نمازیں اور معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا تو وہی بات کہی۔ میں پھر گیا۔ اللہ نے پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا حکم ملا۔ میں نے کہا۔ مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر روز پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتی۔ میں اللہ آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ میں نے بنی اسرائیل پر بہت کوشش کی بھی سخت کوشش کر چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے اپنے رب سے درخواست کیجئے۔ میں واپس گیا (اور تخفیف کی درخواست کی) اللہ نے دس نمازیں اور معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے وہی بات کہی۔ میں پھر گیا۔ اللہ نے دس نمازیں اور معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا۔ موسیٰ نے وہی بات کہی۔ میں پھر گیا۔ اللہ نے دس نمازیں اور معاف فرما دیں۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا تو وہی بات کہی۔ میں پھر گیا۔ اللہ نے پانچ نمازوں کا حکم دیا۔ پھر موسیٰ کے پاس آیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیا حکم ملا۔ میں نے کہا۔ مجھے ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ نے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ہر روز پانچ نمازیں بھی نہیں پڑھ سکتی۔ میں اللہ آپ سے پہلے لوگوں کا تجربہ کر چکا ہوں۔ میں

کر صحابہ کرام میں سے بعض کی ساتھ ملاقات ہوئی ہے۔ ان میں سے بعض نے آپ سے براہ راست حدیث سنی ہے۔ ان کے بارے میں ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ عادل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی عدالت بیان فرمائی ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو کلام کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کے بارے میں کسی کو بدگمانی کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو شک کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو سوال کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو بحث کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو تنقید کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو رائے دینے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو فیصلہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو حکم لگانے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو تبصرہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو تجزیہ کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو تحقیق کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو جستجو کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو تلاش کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو غور کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو فکر کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو سوچنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو خیال کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو گمان کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو وہم کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو شک کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو یقین کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو علم کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو معرفت کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو ادراک کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو فہم کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو عقل کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو شعور کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو احساس کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو ادراک کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو فہم کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو عقل کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو شعور کرنے کا حق نہیں ہے۔ ان کی عدالت کے بارے میں کسی کو احساس کرنے کا حق نہیں ہے۔

سورۃ النجم کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گواہی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شہادت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توثیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حمایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اعانت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگہبانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رعایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرپرستی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفالت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ضمانت لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عصمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سلامتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عافیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پناہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ڈھال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سپر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زرہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکتر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خود کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جوشن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تلوار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیزے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برچھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھالے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ترکش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گھوڑے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اونٹنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خچر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گدھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گائے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھیڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دنبے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مینڈھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکرے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عورت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انسان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی فرشتے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آسمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زمین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہاڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دریا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سمندر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جہاز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کشتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہوا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بادل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بارش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شبنم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دھند کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مٹی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کیچڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آگ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روشنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اندھیرے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سایہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دھوپ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی چاندنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صبح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دوپہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آدھی رات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گھڑی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لمحے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہفتے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہینے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صدی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہزار سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کروڑ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ارب سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کھرب سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیل سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پدم سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شنکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہاشنکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ابد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہمیشگی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دوام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بقا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرمدیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لافانیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیر فانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فنا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل زوال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تغیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تبدیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ترمیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل اضافہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل کمی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تجزیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تحلیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ترکیب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تشکیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تصویر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل وصف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ستائش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل حمد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شکایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل گلہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل اعتراض کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تنقید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تبصرہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تجزیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل جستجو کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تلاش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل غور کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل سوچ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل خیال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل گمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل وہم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شک کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل یقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل علم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل معرفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ادراک کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فہم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل عقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شعور کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل احساس کی ہے۔

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گواہی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شہادت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توثیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حمایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اعانت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگہبانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رعایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرپرستی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفالت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ضمانت لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عصمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سلامتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عافیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پناہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ڈھال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سپر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زرہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکتر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خود کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جوشن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تلوار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیزے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برچھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھالے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ترکش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گھوڑے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اونٹنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خچر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گدھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گائے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھیڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دنبے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مینڈھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکرے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عورت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انسان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی فرشتے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آسمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زمین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہاڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دریا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سمندر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جہاز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کشتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہوا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بادل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بارش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شبنم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دھند کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مٹی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کیچڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آگ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روشنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اندھیرے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سایہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دھوپ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی چاندنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صبح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دوپہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آدھی رات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گھڑی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لمحے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہفتے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہینے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صدی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہزار سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کروڑ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ارب سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کھرب سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیل سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پدم سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شنکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہاشنکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ابد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہمیشگی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دوام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بقا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرمدیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لافانیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیر فانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فنا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل زوال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تغیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تبدیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ترمیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل اضافہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل کمی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تجزیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تحلیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ترکیب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تشکیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تصویر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل وصف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ستائش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل حمد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شکایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل گلہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل اعتراض کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تنقید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تبصرہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تجزیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل جستجو کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تلاش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل غور کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل سوچ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل خیال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل گمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل وہم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شک کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل یقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل علم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل معرفت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ادراک کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فہم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل عقل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شعور کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل احساس کی ہے۔

ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم کھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گواہی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تصدیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شہادت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی توثیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تائید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حمایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نصرت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مدد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اعانت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگہبانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رعایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرپرستی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفالت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ضمانت لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذمہ داری لی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کفایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عصمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سلامتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عافیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پناہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ڈھال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سپر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زرہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکتر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خود کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جوشن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تلوار کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیزے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برچھی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھالے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ترکش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گھوڑے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اونٹنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خچر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گدھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گائے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھیڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دنبے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مینڈھے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکرے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بکری کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بچی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی عورت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی انسان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی فرشتے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آسمان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی زمین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہاڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دریا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سمندر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی جہاز کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کشتی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہوا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بادل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بارش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اولے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی برف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شبنم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دھند کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مٹی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کیچڑ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آگ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روشنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اندھیرے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سایہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دھوپ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی چاندنی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی رات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صبح کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دوپہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آدھی رات کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پہر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی گھڑی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لمحے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ساعت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دن کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہفتے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہینے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی صدی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہزار سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لاکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کروڑ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ارب سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی کھرب سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نیل سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی پدم سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی شنکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی مہاشنکھ سال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ابد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ازل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ہمیشگی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دوام کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بقا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی سرمدیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی لافانیت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی غیر فانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل فنا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل زوال کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تغیر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تبدیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ترمیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل اضافہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل کمی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تجزیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تحلیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ترکیب کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تشکیل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تصویر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل بیان کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل وصف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تعریف کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل ستائش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل حمد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شکر کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل شکایت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل گلہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل اعتراض کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تنقید کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تبصرہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تجزیہ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل جستجو کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل تلاش کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ناقابل غور کی ہے

تجھ دیکھا پورے یقین سے دیکھا یا بھی آنکھ نے جو کچھ دیکھا پورے تیقن و اطمینان سے دیکھا نگاہ بہکی نہ چکی ہو کر رہ جانے والی نہ بصر سے تجاوز کرنے والی بلکہ اس چیز پر بھی جس کا مشاہدہ مقصود تھا۔ پھر شاہدوں کے روبرو اس چیز کو دکھلایا جائے اس کو وہ دیکھ لیں اور جو غلط باتیں ہیں آپ ان باتوں سے پاک تھے۔ (ضیاء القرآن)

وَمَا يَنْطِقُ کا ایک صوفیانہ مفہوم:

اور نطق محبوب سے ہے۔ ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

اجر الصدق و حلاوتہ فرق قلبی بحور دانہ

ما بقوا نطقی الی غیر کما نطقہ بانہ وابتہ

"سچائی اور نیابت عشق کی وجہ کر آنکھوں نے میرے دل کو موتیوں کے ہار دیا اللہ اور کلام اللہ کی قسم میری آنکھ نے تو تمہارے سوا (کسی چیز کو) نہیں دیکھا بھی نہیں بعض محققین نے یہ لطیف نکتہ بیان کیا کہ جن کمالات قدرت کا دیکھنے کا حکم دیا گیا تھا ان سے نگاہ دوسری طرف نہیں پھری۔ (تفسیر طبری)

ترمذی شریف حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا اللہ پر یہ آیت کہاں جائے گی جس میں فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ آپ نے کوئی نگاہ نہیں دیکھ سکتی اور وہ سب نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ وہ اپنے نور کی پوری تجلی کرے (رواہ ابن جریر)

رؤیت باری کا مسئلہ: تمام صابہ و تابعین اور جمیع امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہل جنت و عامہ مومنین حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں اس سے متاخر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت و زیارت کوئی امر محال یا ممتنع نہیں البتہ عالم دنیا میں بشر انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں ہوا میں کو برداشت کر سکے اس لئے دیدار کی کوئی صورت زیارت حق تعالیٰ کی نہیں ہو سکتی "آخرت کے حالات میں خود قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائے گی وہ دیدار جاری کر لیں گے حضرت امام مالک نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی آنکھ ان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی کہ اس کی نگاہ فانی ہے اور اللہ تعالیٰ باقی پھر جب آخرت میں انسان کی بصیرت کی نگاہ طاقتور کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رویت میں کوئی مانع نہ رہے گا۔ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا اللہ پر یہ آیت کہاں جائے گی جس میں فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ آپ نے کوئی نگاہ نہیں دیکھ سکتی اور وہ سب نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ وہ اپنے نور کی پوری تجلی کرے (رواہ ابن جریر)

رؤیت باری کا مسئلہ: تمام صابہ و تابعین اور جمیع امت اس پر متفق ہیں کہ آخرت میں اہل جنت و عامہ مومنین حق تعالیٰ کی زیارت کریں گے جیسا کہ احادیث صحیحہ اس پر شاہد ہیں اس سے متاخر ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رویت و زیارت کوئی امر محال یا ممتنع نہیں البتہ عالم دنیا میں بشر انسانی نگاہ میں اتنی قوت نہیں ہوا میں کو برداشت کر سکے اس لئے دیدار کی کوئی صورت زیارت حق تعالیٰ کی نہیں ہو سکتی "آخرت کے حالات میں خود قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ یعنی آخرت میں انسان کی نگاہ تیز اور قوی کر دی جائے گی وہ دیدار جاری کر لیں گے حضرت امام مالک نے فرمایا کہ دنیا میں کوئی آنکھ ان اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ سکتی کہ اس کی نگاہ فانی ہے اور اللہ تعالیٰ باقی پھر جب آخرت میں انسان کی بصیرت کی نگاہ طاقتور کر دی جائے گی تو حق تعالیٰ کی رویت میں کوئی مانع نہ رہے گا۔ تفسیر ابن کثیر میں مذکور ہے کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کو دیکھا۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا کہ کیا اللہ پر یہ آیت کہاں جائے گی جس میں فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ آپ نے کوئی نگاہ نہیں دیکھ سکتی اور وہ سب نگاہوں کو پا لیتا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ یہ اس وقت ہے جب کہ وہ اپنے نور کی پوری تجلی کرے (رواہ ابن جریر)

وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى: (فتح الباری ص ۱۲۳ ج ۸) اس سے استدلال نہ اس کا بھی نکلتا ہے کہ عالم دنیا میں بھی کسی وقت کسی بشر کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی ہے۔ اس کی نگاہ کو وہ قوت بخشی دی جائے جس سے وہ حق تعالیٰ کی زیارت کر سکے لیکن ان عالم سے پیشتر کبھی کسی بشر کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا سوائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آسمانوں اور جنات اور اللہ تعالیٰ کی ان میں آیات قدرت کا مشاہدہ کرانے کے لئے امتیازی حیثیت سے بلایا گیا اس وقت تو حق تعالیٰ کی زیارت الٰہی کا ہم مطالبہ سے بھی سکتے ہیں کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم دنیا میں بھی ہیں۔ (ضیاء القرآن)

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى:

بیشک دیکھے اس نے اپنے رب کے بڑے معجزے جو

یہ "لَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" سے زیادہ واضح ہے کہ اس کے علاوہ اور دیکھے ہوئے ہوں گے وہ اللہ ہی جانتا ہے

آنکھوں کو اس کا دیدار ہے دھوکا نہ یہاں ۔۔۔ ہاں دل پر کرشمہ کبھی پوشیدہ کبھی پیدا (ضیاء القرآن)

عجائب ملکوتی: آیات کبریٰ سے مراد ہیں۔ عجائب ملکوتی جنکی سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں اور ان آمد و رفت کی تھی۔ یعنی آسمان انبیاء ما فوق سدرۃ المنتہیٰ سب کا شمار عجائب ملکوت میں ہے۔

آیات کبریٰ کہنے کی وجہ: عجائب ملکوت کو آیات کبریٰ کہنے کی خصوصیت اس بنا پر ہے کہ مذکورہ آیات مقدسہ برکت و رحمت کی سرچشمہ تھیں اور انوار و تجلیات کی خصوصی بارش ان پر ہو رہی تھی۔ وہ نہ پر تکلف (جو صناعانہ کی روشنی پر بیان اور واضح دلیل ہے۔

معراج کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ

اہل سنت والجماعۃ کا اجماع ہے کہ سیر معراج جسد اور روح دونوں کی تھی (تبیین کہیں سے شروع نہیں ہوئی اس میں اقوال مختلف ہیں) اہل ظاہر کی صرف یہ کہنا ہے کہ بجسد تمام (کلیہ) سے صحیح اکثر (بیت المقدس) تک جانا تو قطعی ہے۔ قرآنی صراحت سے ثابت ہے۔ اللہ نے بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا فرمایا ہے اس نے جس کا منکر تو کافر ہے۔ تبیین معراج میں آسمان تک اوپر جانا قرآن سے ثابت نہیں ہے۔ صحیح احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور احادیث آحاد قطعی نہیں ظنی ہوتی ہیں) اس لئے اس کا منکر کافر نہیں (مسلک بالعقیدہ) ہے کافر نہیں ہے صحیح بات یہ ہے کہ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى تو

ان آیات سے ثابت ہے کہ قبائلی نظام کے تحت عورتوں کی حیثیت کیا تھی۔

قبائلی نظام کا خاتمہ کیسے ہوا؟ یہ تبدیلی تدریجاً کن مراحل سے گزری؟ اس کے اسباب و عوامل کیا تھے؟ اس کا جواب ہمیں سیرت کی کتابوں سے ملتا ہے۔

## محدثین کا قول:

حافظ ابن حجر نے کہا ہے کہ صحیح روایات کی ایک بڑی تعداد سے ثابت ہے کہ نبوت سے پہلے آپ کو خواب میں جو کچھ دکھایا جاتا تھا وہ بیداری میں بھی ظاہر ہوتا تھا۔ (۱) اس کی ابتدا سچے خوابوں کی صورت میں ہوئی۔ (۲) نبوت سے پہلے خواب میں جو کچھ دیکھا وہ بیداری میں بھی ظاہر ہوا۔ (۳) نبوت سے پہلے سات سال تک خواب میں سچی خبریں دیکھتے رہے۔ (۴) خواب کی سچی خبریں ۶ مہینے تک ہوتی رہیں۔ (۵) نبوت سے پہلے ۶ مہینے تک خواب میں سچی خبریں دیکھتے رہے۔ (۶) خواب کی سچی خبریں ۹ مہینے تک ہوتی رہیں۔ (۷) نبوت سے پہلے ۹ مہینے تک خواب میں سچی خبریں دیکھتے رہے۔ (۸) خواب کی سچی خبریں ۱۲ مہینے تک ہوتی رہیں۔ (۹) نبوت سے پہلے ۱۲ مہینے تک خواب میں سچی خبریں دیکھتے رہے۔

موت کی لاعلمی ہوتی ہے۔ یہ تیسرا نہیں ہوتا کہ ہم کو نہیں معلوم کہ ہم کو کیا ہونا ہے۔ ہمیں دیکھ رہا ہوں کہ ہم کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ پھر ہم کو مرنے سے ہمیں نے نکالا کر دیا ہے اور ہمیں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر کار بلا لیا ہے۔ لہٰذا یہ دونوں باتیں تو ہمیں معلوم ہیں۔ ہمیں ہمیں ہماری موت کے بعد کے بارے میں معلومات کا فقدان ہے۔ اس کے بارے میں ہمیں معلوم ہو جائے گا۔

**معلومات کا ذریعہ** ہمیں یہ معلومات کس ذریعہ سے حاصل ہوں گی؟ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بتایا کہ ہم کو یہ معلومات وحی کے ذریعہ سے حاصل ہوں گی۔ یہ وحی جس کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا تھا۔ اس کے اندر یہ بات بھی بتائی گئی تھی کہ ہم کو مرنے کے بعد کیا ہونا ہے۔ اس وحی کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں محفوظ کر دیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے پر وحی نازل کی۔ اس بندے کا نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اس بندے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا رسول بنا کر بھیجا

آخر دونوں کے بیچ کی دلیل کیسے ہیں کہ یہ بات ان سے ملنی چاہیے کہ ان کے پاس علم کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ ان کا سارا دارومدار صرف ظن و تخمین پر ہے۔ پھر یہ ظن و تخمین بھی ایسا ہے جو حق کے مقابلہ میں کسی طرح کارآمد نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد ارشاد ہوا ہے کہ ان کا یہ طرز عمل اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے آخرت کی زندگی کو ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کے بعد ان کے اس رویہ پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے کہ جب آخرت کی زندگی کا کوئی تصور ان کے ذہن میں موجود ہی نہیں ہے تو پھر وہ اس کے لیے کوشش کیوں کریں گے۔ اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ آخرت کی زندگی کا انکار کر کے یہ لوگ صرف اپنے ہی لیے گمراہی کا راستہ نہیں کھول رہے ہیں بلکہ اس سے بہت سے دوسرے لوگوں کے لیے بھی گمراہی کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس کے بعد ان کے اس رویہ پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے کہ جب ان کے پاس علم کی کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر وہ کس بنا پر اس قدر یقین کے ساتھ اپنے اس انکار پر جمے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس رویہ پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے کہ جب ان کے پاس علم کی کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر وہ کس بنا پر اس قدر یقین کے ساتھ اپنے اس انکار پر جمے ہوئے ہیں۔ اس کے بعد ان کے اس رویہ پر تعجب ظاہر کیا گیا ہے کہ جب ان کے پاس علم کی کوئی دلیل نہیں ہے تو پھر وہ کس بنا پر اس قدر یقین کے ساتھ اپنے اس انکار پر جمے ہوئے ہیں۔

وَكَمْ مِّن مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي

اور بہت سے فرشتے ہیں آسمانوں میں جن کی سفارش کچھ کام نہیں آتی

شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا إِلَّا مِن بَعْدِ أَن يَأْذَنَ

ان کی سفارش مگر جب حکم دے

اللّٰهُ لِمَن يَشَآءُ وَيَرْضٰى

اللہ جس کے لیے چاہے اور پسند کرے

اللہ کے سامنے ان کی سفارش کام نہ دے گی

یہ بھی ان کی ایک اور جہالت کی بات تھی۔ ان کا خیال تھا کہ ان کے بت اللہ کے ہاں ان کی سفارش کریں گے اور ان کی سفارش کی وجہ سے ان کو بخشش مل جائے گی۔ اس کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ آسمان میں بے شمار فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے حق میں کچھ بھی کام نہیں آ سکتی۔ ہاں اللہ جس کے لیے چاہے اور جس کی سفارش کرنے کا حکم دے اور اس سے راضی ہو تو وہی سفارش کر سکتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کے بتوں کا تو کوئی وجود ہی نہیں ہے اور فرشتوں کا وجود ہے تو وہ بھی اللہ کے سامنے کسی کی سفارش نہیں کر سکتے۔

إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

جو لوگ یقین نہیں رکھتے آخرت کا

لَيُسَمُّونَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنثٰى وَمَا

وہ نام رکھتے ہیں فرشتوں کے عورتوں کا سا اور

لَهُم بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا

ان کو اس کی کچھ خبر نہیں کسی بات پر

الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ

چلتے ہیں اور گمان کچھ کام نہیں دیتا حق

شَيْـًٔا

بات میں

## بے یقینی کا نتیجہ باطل خیالات کی پیروی ہے

یہ ان کے بے یقینی کا نتیجہ ہے کہ وہ باطل خیالات کی پیروی کر رہے ہیں۔ ان کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے بلکہ جو کچھ ہے وہ صرف ظن و تخمین ہے۔ ظن و تخمین کی حیثیت حق کے مقابلہ میں کچھ نہیں ہے۔ یہ ان کی جہالت ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو عورتوں کا سا درجہ دے دیا ہے۔ یہ ان کی محض جہالت ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو عورتوں کا سا درجہ دے دیا ہے۔ یہ ان کی محض جہالت ہے کہ انہوں نے فرشتوں کو عورتوں کا سا درجہ دے دیا ہے۔

## دلائل کی قسمیں اور ترتیب:

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ علم کلام سے علم حاصل کرنا اصل میں اسلوب ہے نظر و تعقل کا۔ اس میں شک نہیں کہ عقل و نقل دونوں سے حاصل ہونے والا علم ہی علم کہلانے کا مستحق ہے لیکن ان دونوں میں سے جو علم مستند ہو وہ اپنے اثر کے لحاظ سے یقینی ہوتا ہے۔ ہاں عقل سے حاصل ہونے والا علم اپنے اثر کے لحاظ سے یقینی ہوتا ہے۔ ہاں عقل سے حاصل ہونے والا علم اپنے اثر کے لحاظ سے یقینی ہوتا ہے۔ ہاں عقل سے حاصل ہونے والا علم اپنے اثر کے لحاظ سے یقینی ہوتا ہے۔

## ظن کے مختلف اقسام اور ان کے احکام

ان آیتوں میں ظن کی مختلف اقسام کے لئے ۳ مرتبہ لفظ "من" آیا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ ظن کی سب قسمیں برا نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض اچھی بھی ہیں جیسے مشکوک مقامات میں ظن پر عمل کرنا یا ظن کے ذریعہ کسی کی بے گناہی ثابت ہونا وغیرہ۔ اسی طرح بعض ظن کا ذکر "اکثر" کے لفظ کے ساتھ آیا ہے جو اس طرف اشارہ ہے کہ بعض ظن صحیح بھی ہوتے ہیں۔ اسی لئے بعض روایات میں ہے کہ ظن سے بچو مگر ان ظنوں سے جن کی بنیاد پر تمہارا عمل نہیں ہے جیسے شرعی احکام میں ظن پر عمل نہیں ہے جس طرح کہ ہم نے اصول فقہ کی بحث میں بھی اشارہ کیا ہے۔ اسی طرح بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ علیہم السلام کی بعض احادیث کے مختلف اور متضاد ہونے کی وجہ سے ان کے مختلف معانی کئے جاتے ہیں اور ان میں سے ایک معنی کو ظن کے ذریعہ ہی ترجیح دی جاتی ہے۔

اسی طرح بعض قسم کے ظنیات اور بعض شہادتیں ہیں جو معتبر ہیں تو قرآن نے بھی ان کو معتبر قرار دیا ہے جیسے مجتہد میں اور قاضی کے لئے ظن کا معتبر ہونا۔ جب کہ بعض ظن ایسے ہیں جن کو قرآن نے گناہ قرار دیا ہے اس سے مراد بعض مفسرین نے یہ لیا ہے کہ وہ ظن جو کسی دلیل پر مبنی نہ ہو۔ بہرحال بعض ظنی چیزوں کو بیان کرنے کے بعد فرماتا ہے کہ ان کے پیچھے نہ جاؤ:

فَأَعْرِضْ عَنْ مَّن تَوَلَّىٰ عَن ذِكْرِنَا

تو (اے پیغمبر) تم بھی ان لوگوں سے منہ موڑ لو جو ہماری یاد سے

وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ذَٰلِكَ

اور بس دنیا کی زندگی کا طالب ہو یہی

مَبْلَغُهُم مِّنَ الْعِلْمِ

ان کی سمجھ کی انتہا ہے

مادہ پرستی: یہ آیت ان لوگوں کی اچھی طرح نشاندہی کرتی ہے جو دنیا کے چند روزہ مادی مفاد کے لئے اپنے مقصد اور مکتبی فکر کو بدل دیتے ہیں۔ آج کل ایسے لوگوں کی کمی نہیں ہے جو اپنے مفاد کی خاطر اپنے عقیدہ کو بدل دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو قرآن نے بے وقوف کہا ہے کیونکہ وہ اپنی آخرت کو دنیا کے بدلے بیچ دیتے ہیں۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے مفاد کی خاطر اپنے عقیدہ کو بدل دیتے ہیں اور اپنے مکتب کو چھوڑ دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی حرارت اور بھڑاس کی طرف سے بے فکر نہیں ہونا چاہئے بلکہ ان کو بے وقوف سمجھ کر ان کے خلاف ہوشیار رہنا چاہئے۔ ایسے لوگ اپنے مفاد کی خاطر اپنے عقیدہ کو بدلنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ اپنے ٹولہ کا دفاع کرتے ہیں۔ ان کی بھونڈی دلیلوں کی طرف توجہ نہ دینا چاہئے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں: "لوگ تین قسم کے ہیں عالم، متعلم اور ہمہ۔ عالم ربانی ہے اور متعلم راہ نجات پر گامزن ہے اور ہمہ ہر آواز کے پیچھے چلنے والے ہیں۔" (نہج البلاغہ)

حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "قیامت کے دن لوگوں کا حساب ہوگا تو بعض لوگ (آخرت میں) آخرت کو ہلکا کر دیں گے اور وہ اس کا کچھ بھی حساب نہ دیں گے اور بعض لوگ (آخرت میں) اپنی اصل حیثیت سے بھی زیادہ بوجھل ہو کر آئیں گے۔ ایک متقی دعا مانگتے ہیں: اللھم لا تجعل دنیانا اکبر ھمنا ولا مبلغ علمنا ولا تسلط علینا من لا یرحمنا۔ (تفسیر نمونہ)

اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے: اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کے ظاہر و باطن، نیت و ارادہ، خلوص و ریا سب کے احوال سے واقف ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اگر اللہ کسی کو اس کے خلاف ہونے پر کوئی دلیل دیدے تو اور بات ہے۔ پیغمبر نے ظاہر کے مطابق ہر ایک سے نیک سلوک کیا اس کے باطن سے متعلق اللہ کے سپرد کیا۔ اسی طرح ہمیں بھی ظاہر کے مطابق ہر ایک سے سلوک کرنا چاہئے۔ اللہ ہر ایک کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہئے۔ اللہ ہر ایک کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہئے۔

إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَن ضَلَّ عَن

تحقیق تیرا رب ہی خوب جانتا ہے اس کو جو بہکا اس کی

سَبِيلِهِ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدَىٰ

راہ سے اور وہی خوب جانتا ہے ان کو جو راہ پر آیا ہے

اللہ خوب جانتا ہے: اللہ تعالیٰ تو ہر ایک کے ظاہر و باطن، نیت و ارادہ، خلوص و ریا سب کے احوال سے واقف ہے اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ ہاں اگر اللہ کسی کو اس کے خلاف ہونے پر کوئی دلیل دیدے تو اور بات ہے۔ پیغمبر نے ظاہر کے مطابق ہر ایک سے نیک سلوک کیا اس کے باطن سے متعلق اللہ کے سپرد کیا۔ اسی طرح ہمیں بھی ظاہر کے مطابق ہر ایک سے سلوک کرنا چاہئے۔ اللہ ہر ایک کے اعمال کو خوب جانتا ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے ہر ایک کو اپنے اعمال کی اصلاح کرنی چاہئے۔

وَلِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اور اللہ کا ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے

لِيَجْزِيَ الَّذِينَ أَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَيَجْزِيَ

تاکہ وہ بدلہ دے ان لوگوں کو جو برا کام کرتے ہیں

الَّذِينَ أَحْسَنُوا بِالْحُسْنَىٰ

بھلائی والوں کو بھلائی سے بدلہ

ہر چیز کا مالک و خالق ہے وہ بھی بغیر کسی کا سہارا لیے کوئی کام نہیں کر سکتا۔ ہر کام کی کامیابی کے لیے کچھ نہ کچھ اسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ پھر ایک وہ ذات جو ہر چیز سے بے نیاز ہے اور جس کی قدرت کاملہ کے سامنے ہر چیز ہیچ ہے۔ ہر شخص کے ہر کام کی کامیابی اور ناکامی کا وہ تنہا ذمہ دار ہے۔ اس لئے کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اس کے سوا کسی اور کی طرف توجہ کرے۔ اسی لئے اس کی عبادت میں بھی کسی اور کو شریک کرنا اس کی توہین ہے۔ اس کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز سمجھنا اس کی ذات پر بھروسہ

طرح کی تاویلیں پیش کرتے ہیں جو بالکل بے معنی ہیں اور ہر بیماری کی صورت میں دوا دی جاتی ہے یا نہیں دی جاتی ہے۔ (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو تفہیم احیاء العلوم کا مسلک دوم)

إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ

بیشک تیرا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے

اللہ کی مغفرت وسیع ہے، اس لیے بندے کو اس سے چھوٹے ہوئے گناہوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیے اور توبہ قبول کرتا ہے، لیکن کسی کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ گناہوں پر دلیر ہو کر کرنے لگے اور یہ سمجھ لے کہ اللہ کا خانہ کہاں ہے۔ (تفہیم ملاحظہ ہو)

هُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ إِذْ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ

وہ تم کو خوب جانتا ہے جب اس نے تمہیں زمین سے

وَإِذْ أَنتُمْ أَجِنَّةٌ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ

اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹ میں

فَلَا تُزَكُّوا أَنفُسَكُمْ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ

بچے تھے اس وقت بھی وہ تمہارے حال سے خوب واقف تھا، پس اپنے نفس کی پاکیزگی کے دعوے نہ کرو، وہ خوب جانتا ہے اس کو

اتَّقَىٰ

جو واقعی خدا سے ڈرنے والا ہے

یعنی نہ تو اپنے متعلق یہ گمان کرو کہ تم نے خدا ترسی کی بنا پر اپنے کو بڑی نیکی اور پارسائی کے مقام پر پہنچا دیا ہے اور نہ دوسروں کے متعلق یہ رائے ظاہر کرو کہ فلاں شخص نیک نہیں ہے، فلاں شخص کا دامن پاک نہیں ہے، یہ باتیں تو اللہ ہی کے علم کی ہیں، اسی کو معلوم ہے کہ کون کتنا متقی ہے اور کس کا تقویٰ کس درجہ کا ہے۔

**نکتہ:** مسلم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جب تک اس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہو جائیں"۔ صحابہ نے پوچھا "یا رسول اللہ، شر کیا چیز ہے؟" آپ نے فرمایا "اس کا ظلم، اور کسی شخص کا مال اس وقت تک حلال نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ خوش دلی سے نہ دے دے"۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات بیان کر دے"۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "آدمی کے جھوٹا

پاجاتا ہے۔ بچوں کے اندر روح پھونک دی جاتی ہے۔ پس تم سے وہ اس کی جنس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم ہی سے بعض لوگ اہل زمت کے نام (یا مادری عمر) تراشتے ہیں۔ پس تم تنگ دلی میں مبتلا نہ ہو جنت کے درمیان تمہیں نہ ڈالو کا اضافہ ہو جاتا ہے کہ متقین کا مکمل غائب آتا ہے۔ اور وہ (دنیا میں) کس کرتے ہیں وہ دوزخ میں پہنچ جائیں گے۔ اور دوزخ کے آگ خوب پیچ ہوتے ہیں۔ ان کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ آخر تقدیر کا فیصلہ غالب آتا ہے اور وہ اہل جنت کا عمل کرتے ہیں اور جنت میں چلے جاتے ہیں۔ متفق علیہ۔ (مرتب)

## نیک ہونے کا دعویٰ نہ کرو:

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا جو نبی کریم ﷺ کے رضاعی بھائی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا کلمہ سکھا دیجئے جو میرے لئے نفع بخش ہو۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے نفس کی پاکیزگی بیان نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ تم میں سے نیکوکاروں کو خوب جانتا ہے۔ (ابن ماجہ)

امام احمد نے عبدالرحمن بن ابی بکرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک دوسرے آدمی کی بہت تعریف کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا افسوس تم نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔ اگر وہ ان کلمات کو سنتا تو یقیناً اس کی فلاح نہیں ہو سکتی۔ اللہ کے نزدیک بھی وہ شخص کامیاب ہے جو اپنے بارے میں یہ کہہ سکے کہ اللہ کو میں اس طرح جانتا ہوں۔ (ابن کثیر)

اَفَرَءَيْتَ الَّذِي تَوَلّٰى

پھر تو نے دیکھا اس کو جس نے منہ پھیر لیا ☆

شان نزول: ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ مسلمان ہو گیا تھا اس کے کئی ساتھی نے اس کو ملامت کی کہ تو نے اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑ دیا؟ اس نے کہا کہ میں نے اللہ کے عذاب سے ڈر کر ایسا کیا ہے۔ ملامت کرنے والے نے کہا کہ تو مجھے کچھ دے دے میں اللہ کا عذاب اپنے سر پر لے لوں گا۔ تو عذاب سے بچ جائے گا۔ چنانچہ اس نے کچھ روپیہ لے کر اس کے ساتھ کچھ لکھ دیا اور پھر اس کو ملامت کرنے لگا۔ اس نے کہا کہ میں نے تو اس کے ساتھ اتنا مال دینے کا وعدہ کیا ہے اور اس کو دے بھی دیا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ (ابن کثیر)

وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى

اور کچھ دیا تو تھوڑا سا اور سخت بخل کیا ☆

ولید بن مغیرہ کے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے متعلق مفسرین لکھتے ہیں کہ ابی لہب کے ساتھ ان کے بھائی کا جھگڑا اس کا دل سخت ہو گیا۔ یہ تو فقیر کہتے ہیں کہ یہ آیات وحید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں جن کو اس اسلام سے صرف تھوڑی ہی رغبت ہو چلی تھی۔ اور کفر کی سزا سے ڈر کر پیرو ہو گیا تھا۔ یہ مشرکین سے کہہ رہا ہے کہ تم نے کیا کیا ملامت کر رہی ہے تیرے سب جرائم اپنے اوپر لئے لیتا ہوں۔ تیری طرف سے میں سزا بھگت لوں گا۔ بشرطیکہ اس قدر مال مجھ کو دیا جائے۔ اس نے وعدہ کر لیا اور مقررہ رقم کی کچھ قسط ادا کر کے باقی۔ بعد انکار کر دیا۔ اس صورت میں "وَاَعْطٰى قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى" کے معنی یہ ہوں گے کہ کچھ مال دیا پھر ہاتھ کھینچ لیا۔ (واللہ اعلم)

محمد بن کعب قرظی کا قول ہے کہ اس آیت کا نزول ابو جہل کے بارے میں ہوا۔ ابو جہل نے کہا تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ جو اطاعت کی تعمیل کرے گا اس کو جنت ملے گی۔ میں اگر ان کی تعمیل کروں تو مجھ کو کیا ملے گا؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر)

## خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے:

اس میں غور کرنا چاہئے کہ قرآن کا یہاں یہ منشا صرف مال دار بنانے کے حالات میں نہیں ہے۔ جو ترقی مال کی خواہ جائز طریقوں سے ہو خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ اس کے جانے میں کمال حاصل ہوتا ہے۔ جو چیز ہمارے پاس ہے اس کو ہم اپنے ایک عضو کو تو اللہ کی راہ میں خرچ کر کے دیکھ لیں۔ ہم کو اس کی کمی محسوس نہ ہوگی۔ بلکہ ہم چاہیں گے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کے تمام اعضاء میں جو کچھ نعمت سے تکمیل ہو جاتا ہے تو ہم کو بھی اس طریقہ سے اپنے کمال اندر سے پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مال کی بھی سمجھ لینا چاہئے۔ (واللہ اعلم) خرچ کرنا بتلاتا ہے کہ اس کا مالک آزاد ہے۔

حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اَلْعُلْيَا خَيْرٌ وَّالْيَدُ الْعُلْيَا هِيَ الْمُنْفِقَةُ الْعُلْيَا (یعنی اوپر والا ہاتھ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے کا ہاتھ ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا مقدور ہے کہ وہ تمہیں مطلق کر دے۔ (ابن کثیر) (مدارک متن علیہ)

اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى

کیا اس کے پاس خبر ہے غیب کی سو وہ دیکھتا ہے ☆

کیا یہ عالم الغیب ہے؟ یعنی یہ بات کیا ہے کہ اس کو معلوم ہے کہ اس کو کوئی سزا نہ ملے گی۔ اس کو کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔ اس کو کوئی پکڑ نہ کرے گی۔ کیا یہ عالم الغیب ہے کہ اس کو معلوم ہے کہ اس کو کوئی سزا نہ ملے گی۔ (مدارک متن علیہ)

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِيْ صُحُفِ

کیا اس کو خبر نہیں پہنچی جو ہے دواتوں میں

## وَإِبْرٰهِيمَ الَّذِي وَفّٰى

حرفی کے اور ابراہیم کے قصے سے مراد قول پورا کرنا دینا

حضرت ابراہیمؑ کی وفاداری جو انہوں نے اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان کی پابندی میں دکھائی اللہ کے حقوق ہوں یا بندوں کے، سب کو پورا پورا ادا کیا اور ہر امتحان میں پورے اترے۔ (تفہیم القرآن)

یعنی اللہ نے ان کو جو حکم دیا اس کی پوری پوری تعمیل کی۔ بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے لٹا کر گزر گئے اور آگ کے دہکتے ہوئے الاؤ میں بے تامل کود پڑے۔ رب کے پیام مخلوق تک پہنچانے میں ہر طرح کی تکلیفیں دشمنوں کے ہاتھوں سے اٹھائیں، اور ہجرت کی یہاں تک کہ غریب الوطنی میں بھی صبر و استقامت کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اللہ نے جو جو احکام دیے ان کو بجا لانے میں اور تمام احکام کو آپ سے پورا پورا ادا کیا۔ تو یہ اور اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جن کا مجموعہ ابراہیمؑ کا وفا کرنا ہے۔

## حضرت ابراہیمؑ کے لئے "وفی" کہنے کی وجہ

بعض لوگوں نے اپنی جہالت سے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى کے معنی یہ بیان فرمائے کہ روزانہ کے اوراد میں چار رکعت نماز ابراہیمؑ نے چاشت کے وقت پڑھی تھی۔

اس پر ابوداؤد طیالسی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حضرت حفصہ بنت عمر کی روایت سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ اللہ نے ابراہیمؑ و موسیٰؑ کے صحیفوں میں کیا یہ بات نہیں لکھی تھی کہ ہر وہ شخص جو دن میں چار رکعت نماز (اشراق) پڑھا کرتا تھا۔

ترمذی نے حضرت ابوذرؓ اور حضرت ابودرداءؓ کی روایت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ اللہ فرماتا ہے اے ابن آدم دن کے ابتدائی حصہ میں تو چار رکعت سے عاجز نہ ہو، میں پورے دن تک تیرے لئے کافی ہو جاؤں گا۔ ابوداؤد اور دارمی نے یہ حدیث تمیم مخلافی کی روایت سے بیان کی ہے۔ (تفہیم القرآن)

## اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى

کہ کوئی نفس کسی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گا

صحف ابراہیم و موسیٰ کا ایک مضمون ہونا بھی موسیٰ اور ابراہیم کے صحیفوں میں یہ مضمون تھا کہ خدا کے ہاں کوئی مجرم دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھا سکتا، ہر ایک اپنی ہی جوابدہی کا ذمہ دار ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

## دورِ جہالت کے غلط رواج: بعض نے جہالت تکبر حضرت ابن

عباس کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ سے پہلے لوگوں کے جرم کے بدلے دوسروں میں غیر مجرم کو پکڑ لیتے تھے، شاید وہ آپ کے بعد اپنے بھائی یا رشتہ دار کو تلاش کر لیتے۔ ابراہیمؑ کے صحیفوں میں یہ بات لکھی تھی کہ جو جس کا جرم ہے وہ اسی پر ڈالا جائے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے دکھا دیا کہ حکم پہنچا یا کسی نے جرم کیا، دوسرے پر نہ ڈالا جائے۔

میں کہتا ہوں حضرت ابراہیمؑ سے پہلے کا رواج کوئی شرعی قانون نہیں تھا، بلکہ ایک جاہلی رواج تھا۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے قتل اور خونریز کا رواج تھا۔ ایک قبیلہ جب دوسرے قبیلے سے زیادہ باعزت ہوتا، یا جتھہ دار ہوتا تو کسی کی کیا مجال تھی کہ شریف قبیلہ والے کو مار کر قبیلے کے کسی مرد کو مقتول ہونے کے عوض قتل کرتے تھے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوتا تھا کہ دوسرے قبیلے کے کسی آزاد مرد کو قتل کرتے تھے۔ اور ایک جماعت کا دوسری جماعت سے انتقام میں دو آدمیوں کو قتل کرتے تھے۔ اس رواج کو منسوخ کرنے کے لئے آیت لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى نازل ہوئی۔ سورہ بقرہ میں اسی مضمون کی آیت کا تشریح کی ہے۔

## جس نے برائی ایجاد کی تو سب کرنے والوں کا گناہ اسی پر ہوگا

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جریر بن عبداللہ کی روایت سے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعُمِلَ بِهَا كُتِبَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ۔ جو شخص برائی کا طریقہ جاری کرے اس پر اس کا گناہ بھی ہوگا اور ان تمام لوگوں کے گناہوں کے برابر بھی جو اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے بغیر اس کے کہ خود ان کے گناہوں میں کچھ کمی ہو۔

یہ مضمون متعدد صحیح احادیث میں آیا ہے۔ ابن ماجہ نے جریر بن عبداللہ ہی کی روایت سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص کسی اچھے طریقہ کا موجد ہو اور اس پر عمل کیا جائے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا عمل کرنے والوں کو ملے گا، بغیر اس کے کہ ان کے ثواب میں کچھ کمی ہو۔ اور جو شخص کسی برے طریقہ کا موجد ہو اور اس پر عمل کیا جائے تو اس پر بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا عمل کرنے والوں کو ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ ابن ماجہ ہی نے ابوامامہ کی روایت سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ جو شخص کسی برائی کی طرف بلائے اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ کی روایت سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ جو شخص کسی برائی کی طرف بلائے اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔ ابن ابی حاتم نے ابن عباسؓ کی روایت سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ جو شخص کسی برائی کی طرف بلائے اس کو بھی اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا اس پر عمل کرنے والوں کو ہوگا، بغیر اس کے کہ ان کے گناہ میں کچھ کمی ہو۔

[illegible] حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک [illegible] اصحاب حسن کا ذکر ہے ایک [illegible] نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کیا [illegible] اس کا جواب [illegible] کہ [illegible] اس کا جواب [illegible] کہ [illegible] اس کا جواب [illegible] کہ

وہی اس کا ثواب ہے کسی دوسرے کی نیکیوں سے اس کو کچھ نہیں ملتا۔ اپنی محنت کا پھل ہر شخص کو اپنی کوشش سے ملتا ہے۔ ہاں اگر کوئی دوسرا شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اللہ اس کی دعا قبول فرمالے تو یہ بات علیحدہ ہے۔ اس کی تفصیل ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

**ایصالِ ثواب کا مسئلہ:** آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کے اعمال کا ثواب نہیں پہنچا سکتا۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ایک شخص کی نماز کا ثواب دوسرے شخص کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص کی تلاوت کا کوئی فائدہ دوسرے شخص کو نہیں پہنچ سکتا۔ ایک شخص کی دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچ سکتا ہے۔ (ابن کثیر)

مصنف اس مسئلہ میں امام شافعی کا مخالف ہے کہ تلاوت قرآن کا ثواب کسی کو دے۔ کیونکہ اور چیزوں کا پہنچنا ثابت ہے۔ لیکن امام شافعی اس کے قائل نہیں اور آیت مذکورہ کو مخصوص عام سے نکالنے کی دلیل قرار دیتے ہیں۔ لیکن امام احمد اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک جس طرح دعا اور صدقہ کا ثواب دوسرے کو پہنچ جاتا ہے اسی طرح تلاوت قرآن اور ہر نیکی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو پہنچ جاتا ہے۔ مصنف نے کہا قرطبی نے اپنی تفسیر میں ذکر کیا اجماع علماء کا اس پر ہے اور ان کے دلائل میں کوئی نہ کوئی طرف سے عمل صالح کا ثواب پہنچانا ہے۔ تفسیر مظہری میں بھی ان احادیث کو جمع کر دیا ہے جن سے ایصالِ ثواب کا جواز اور ان کے کرنے والوں کا ثواب ثابت ہوتا ہے۔

**مختلف موسیٰ اور ابراہیم کے دو حکم:** یہ مختلف موسیٰ و ابراہیم علیہما السلام کے صحائف میں لکھے ہوئے چلے آتے ہیں۔ یعنی یہ دونوں حکم ان صحیفوں کے مخاطب کی دوسرے صحیفوں پہنچے تھا اور ایک کے کرنے سے دوسرا کوئی نہ بچ سکتا تھا۔

**اس آیت کا منسوخ ہونا:** حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ آیت منسوخ ہے دوسری آیت سے جس میں فرمایا ہے کہ ہم ان کی اولاد کو ان کے ساتھ ملا دیں گے۔ مگر یہ قول صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ یہ حکم حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کی امتوں کے لئے مخصوص تھا۔ امت اسلامیہ کو تو اپنے کئے ہوئے نیک اعمال کا بھی ثواب ملتا ہے۔ دوسروں کی نیکیوں کا بھی ثواب ملے گا۔

## ایصالِ ثواب کی احادیث

(۱) ابو قاسم نے لکھا ہے کہ حضرت سعید بن عبادہ نے عرض کیا میں نے عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ وہ نہیں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ میں موجود نہ تھا اگر اس کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو فائدہ پہنچے گا۔ فرمایا ہاں۔ سعد نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ

کرتے ہیں کہ میرا باغ جو ہے وہ اپنی ماں کی طرف سے اس کا اجر اس کو ملے۔ (بخاری)

(۲) مسلم نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے تمام عمل منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین چیزوں کا عمل جاری رہتا ہے۔ صدقہ جاریہ یا علم جس سے لوگ فائدہ اٹھائیں یا نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔ (مشکوٰۃ)

(۳) طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ وہ کچھ مال چھوڑ گئے ہیں اور کوئی وصیت نہیں کی۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے لئے کفارہ ہو جائے گا۔ فرمایا ہاں۔ (ابن کثیر)

(۴) حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے بھائی جب تم سے جدا ہوئے تو ان کی روحیں ہر جمعہ کی صبح کو اپنے گھر کے دروازے پر آتی ہیں اور پکارتی ہیں کہ ہم پر رحم کرو اور ہمیں یاد کرو اور ہم پر ترس کھاؤ اور ہمارے لئے دعا کرو۔ ہم تمہارے لئے دعا کریں گے تو تم کو بھلائی ہو گی اور ہمارے لئے بھی بھلائی ہو گی۔ ہمارے لئے صدقہ کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ ہمارے لئے دعا کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ ہمارے لئے صدقہ کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔ (ابن کثیر)

(۵) طبرانی نے اسماء بن عبید سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے مردے اپنے رشتہ داروں کے صدقہ خیرات کی وجہ سے خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی شخص ہدیہ پا کر خوش ہوتا ہے۔ (شعب الایمان) قبروں کے اندر پہنچ جاتا ہے مردوں کے لئے زندوں کا ہدیہ یا صدقہ یہ ہے کہ مردوں کے لئے دعا کی جائے۔

(۶) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں اچانک مر گئی ہے اور وصیت کئے بغیر مر گئی اور میرا خیال ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو کچھ نہ کچھ خیرات کرنے کی وصیت کرتی اب اگر میں اس کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو ثواب پہنچے گا۔ فرمایا ہاں۔ (متفق علیہ)

(۷) حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ کی بیٹی حاضر ہوئی میں ان کی ماں کا انتقال ہو گیا۔ وہ روزوں اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ماں کا انتقال ہو گیا۔ میں موجود نہ تھا اگر اس کی طرف سے کچھ خیرات کروں تو کیا اس کو فائدہ پہنچے گا۔ فرمایا ہاں۔ سعد نے عرض کیا تو میں آپ کو گواہ

ساتھ اول کرے۔ (۸) ابوداؤد نے خثیمہ کی طرف سے روایت کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹) امام احمد اور چاروں اصحاب السنن نے لقیط سے کہ حضرت سعد بن عبادہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہو گیا اب اس کے لئے کونسی خیرات سب سے بہتر ہو گی فرمایا پانی پلاؤ۔ پس کھودا سعد نے ایک کنواں اور کہا یہ ام سعد کی ماں کے لئے ہے۔

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص کوئی خیرات نہ کرے اپنے باپ کی طرف سے کہ اس میں خیرات کا ثواب اس کے باپ کے لئے ہو گا اور خود اس کے لئے ثواب میں کچھ کمی نہ ہو گی۔

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس شخص کی ماں مر جائے۔ پھر کچھ مرنے اس کے لئے کچھ خیرات کرنی تو بہتر ہے کہ خود اپنے لئے کچھ خیرات کرے۔ اس کی ماں کے لئے کچھ نہ کرنے سے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

(۱۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا کہ وہ لبیک عن شبرمہ (یعنی اس نے حج اس کے شبرمہ کے لئے یا شبرمہ کی طرف سے باندھا تھا) فرمایا شبرمہ کون ہے اس شخص نے جواب دیا میرا بھائی یا میرا رشتہ دار۔ فرمایا کیا تو نے حج کر لیا ہے اپنا اس نے عرض کیا نہیں۔ فرمایا حج اپنا پہلے پھر حج شبرمہ کے لئے۔ (رواہ ابوداؤد وابن ماجہ و دارقطنی والبیہقی۔ دیلمی نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔

(۱۳) ابو الخیر کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے خدمت گرامی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ نے وصیت کی تھی کہ اس طرف سے کوئی بڑے آدمی کا حج کیا جائے پس اگر میں ان کی طرف سے حج کر لوں تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا یا نہیں فرمایا ہاں (رواہ احمد)

(۱۴) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہ آخر میں ماں پر مر گئی اور وہ حج نہ کر سکی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں۔ فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا یہ بتا کہ اگر تیری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو (اس کی طرف سے) ادا کرتی۔ (رواہ البخاری) (حج کا ادا ہو جانے کا عورت نے عرض کیا کیونکہ حضور نے اس کی ماں کے لئے حج کرنے کا حکم دیدیا۔ (رواہ الطبرانی)

(۱۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے جہینہ قبیلہ کی عرض کیا یا رسول اللہ میری ماں نے حج کرنے کی نذر مانی تھی اور حج کرنے سے پہلے مر گئی تو کیا میں اس کی طرف سے حج کر لوں۔ فرمایا ہاں اس کی طرف سے حج کر۔ بھلا دیکھ تو اگر تیری ماں پر قرض ہوتا تو کیا تو ادا نہ کرتی۔ اللہ کا قرض ادا کر دے کہ اللہ قرض ادا کرنے کا زیادہ حقدار ہے۔ (رواہ البخاری)

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۔ ہم نے جو نیا حکم پیش کیا ہے اس کا تو اب اس قبیلہ کے مومن فرد میں اور مومن لوگوں کو مکمل دینی تعلیم دینے کا ارادہ ظاہر فرمایا ہے اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۲) حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے قبرستان میں جا کر سورہ یٰسین پڑھی اللہ تعالیٰ اس عذاب کو اٹھا لیتے ہیں جو اس قبرستان کے مردوں پر ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والے کو اس قبرستان کے مردوں کی تعداد کے موافق نیکیاں عطا فرماتے ہیں۔ (۱۳) حضرت معقل بن یسار کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے صبح کے وقت سورہ یٰسین پڑھی اس کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص رات کے وقت پڑھے گا صبح ہونے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ (۱۴) ابن سعد نے قتادہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو یہ سورہ یاد کرنے کے لئے بھیجا۔ اور کہا کہ یہ سورہ تورات کے مفصل میں سے ہے۔ (۱۵) ابن سعد نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو سورہ حٰمٓ المؤمن یاد کرنے کے لئے بھیجا۔ اور کہا کہ یہ سورہ تورات کے مفصل میں سے ہے۔ (۱۶) ابن سعد نے ابو مالک سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بیٹے کو سورہ حٰمٓ المؤمن یاد کرنے کے لئے بھیجا۔ اور کہا کہ یہ سورہ تورات کے مفصل میں سے ہے۔

**امت کا اجماع:** حافظ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی نے کہا ہے کہ امت کا اس پر اجماع ہے کہ سورہ یٰسین کے لئے قرآن پڑھنے والوں میں سے ہر ایک کی اپنی اپنی نیت ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کو اس کی نیت کے موافق ثواب ملتا ہے۔ اور اس کی دلیل یہ حدیث ہے جو ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں معقل بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کے وقت سورہ یٰسین پڑھے گا اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔ اور جو شخص رات کے وقت پڑھے گا صبح ہونے سے پہلے اس کی مغفرت کر دی جائے گی۔

**زندوں کی دعاء سے مردوں کو فائدہ:** سیوطی نے کہا ہے کہ مشہور دلیل اس بات پر ہے کہ زندوں کی دعاء سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور اس بات پر اجماع ہو گیا ہے کہ (خلاصہ یہ کہ) مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے اس کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے جو ہم نے اوپر لکھی ہے

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ

جس کا حاصل یہ ہوا کہ زندوں کی دعاء سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اور یہ بات صرف اسی امت کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے دعا کی تھی

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيَ مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

حضرت ابراہیم نے دعا کی تھی

رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ

حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے لئے دعا کی تھی

قَالَ لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ يَغْفِرُ اللَّهُ لَكُمْ

حضرت یوسف نے اپنے والدین کے لئے دعا کی تھی

وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا

حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں کے لئے دعا کی تھی

سَوْفَ أَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّي إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

آیت کی زد میں یہ بھی ہے کہ جو شخص نیکی اور خیرات کے کسی نیت سے (اور بغیر کچھ کہے ہوئے) وقف کرنے والے کی طرح ہو تا ہے (استحقین کو اس سے نیکی اور خیرات کا) ثواب پہنچتا ہے۔ (اس کو ایسا ہی ہو تا ہے جیسے اس نے خود کیا ہو) اکثر علماء نے آیت کی اس طرح تفسیر کی ہے کہ ان کی دعاء سے ان کو ثواب ملتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کی دعاء سے ان کو ثواب پہنچتا ہے۔ اور اس پر بھی اجماع ہو گیا ہے کہ صدقات و خیرات کا ثواب بھی پہنچتا ہے۔

**خلاصہ توحید کی کلمہ:** علامہ زمخشری نے کہا ہے کہ اس کلمہ کی تاویل میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اس کلمہ سے مراد توحید کا کلمہ ہے۔ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اس کلمہ سے مراد ہر وہ بات ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملنے کی امید ہو۔ اور یہ دوسرا قول زیادہ صحیح ہے۔

**کلمہ یا عمل کی تشریح:** انسان کو اپنے کلمہ یا عمل پر اس قدر بھروسہ نہ کرنا چاہئے کہ اس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ سے بے نیاز ہو جائے۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ خوف اور امید کے درمیان رہے۔ اور کوشش کرتا رہے۔ اور امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کے کلمہ یا عمل کو قبول فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو ثواب عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو جہنم سے نجات عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی رضا مندی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنا دیدار عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی رحمت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی مغفرت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی محبت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی قربت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ولایت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی نبوت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی رسالت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی خلافت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی امامت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی سلطنت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی بادشاہت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی حکومت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی فرمانروائی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی حاکمیت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی سلطانی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی شہنشاہی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی کبریائی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی عظمت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی جلال عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی جمال عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی کمال عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی تمام صفات عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ذات عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی وجود عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ہستی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی حقیقت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ماہیت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی کیفیت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی کمیت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی مقدار عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی وزن عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی پیمائش عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی تعداد عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی شمار عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی حساب عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی کتاب عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی صحیفہ عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی نوشتہ عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی دستاویز عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی سند عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی پروانہ عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی اجازت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی رخصت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی اختیار عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی قدرت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی طاقت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی قوت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی زور عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی توانائی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی استطاعت عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی امکان عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ممکن عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ممکنات عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ممکنات کی عطا فرمائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے اس کو اپنی ممکنات کی عطا فرمائے گا۔

قرآن کریم سے مردوں کے لئے دعا استغفار کے ثبوت میں یہ آیت بھی ہے

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ

(اور اپنے گناہ کی معافی مانگ اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے)

وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ۝ ثُمَّ

اور یہ کہ اس کی کوشش عنقریب دیکھی جانے والی ہے پھر

يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ۝

اس کو بدلہ دیا جائے اس کی پوری پوری

بدلہ بھی دیا جائے گا جس کی کوشش اس کے سامنے لائی جائے گی اور اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (مترجم)

آیت کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال نامے میں اس کی ساری کوششیں درج کر دی جائیں گی، لیکن آخرت کے حساب کا یہ قاعدہ کلیہ اعمال کے بارے میں ہے، نہ کہ کوششوں کے بارے میں۔ اس لیے اس کا یہ مطلب لینا صحیح نہیں ہے کہ ہر شخص نے جو کوشش بھی کی ہو گی اس کا نتیجہ ضرور حاصل کر لے گا، یا ہر شخص کی ہر کوشش کا نتیجہ اس کے اعمال نامے میں درج ہو گا۔ (مترجم)

(۱) یعنی قیامت میں اس کی کوشش کا نتیجہ اس کے سامنے لایا جائے گا۔ اس کی کوشش کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ اس کی کوشش کو اس کے حق میں یا اس کے خلاف ریکارڈ

ہے کہ شیطان کی نے ہاں آدمی ہو جاتا ہے اسے کس نے پیدا کیا؟ اور اسے کس نے پیدا کیا؟ یہاں تک کہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اور جب یہ کہتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اور اس پر دلیل سے اور گمراہ ہو جاتا ہے۔ (خازن، ص ۱۰۰)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۙ وَاَنَّهٗ

اور یہ کہ وہی ہے ہنساتا اور رلاتا اور یہ کہ

هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ۙ وَاَنَّهٗ خَلَقَ

وہی ہے مارتا اور جلاتا اور یہ کہ اسی نے بنایا

الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ۙ

جوڑا نر اور مادہ

☆

**مقتضا کیفیات کا خالق:** یعنی اس عالم میں تمام تغیرات و تبدلات حال اسی نے پیدا کیے ہیں۔ خیر و شر خالق وہی ہے خوشی یا غمی کیفیات بھیجنا جلانا رلانا سب اسی کا کام ہے۔ (خازن)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی خوش دلی

مروی ہے حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے کہا نے صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اظہار تبسم فرمایا کرتے تھے۔ حالانکہ صحابہ کی عادت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہنسنا کم کرتے تھے۔ صحابہ کی عادت کے یا خلاف ہیں گاہ گاہ کرتے تھے۔ حالانکہ ہنسی کی بات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے تھے۔

بعض نے قرین الاثر میں روایت کی ہے کہ حضرت ابن عمر سے روایت کیا گیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہنستے تھے۔ حضرت سماک نے فرمایا میں نے ایک شخص کو دیکھا جس نے کہا اللہ تعالیٰ میں پہاڑ ہے (اور مسخرہ) تھا۔

بقال کی روایت ہے (دین میں) سب سے زیادہ خوف کرنے والے صحابہ تھے جب بات ہوتی تھی تو وہ ہنستے تھے۔ (خازن)

**ابن ابی کی:** روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت کم ہنستے دیکھا ہے۔ کبھی آپ سے طلق کا کچھ کلام آپ کا جواب دیتے تھے۔ (خازن)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہنسنا کم کرتے تھے۔ تبسم ہی فرماتے تھے۔ حضرت عمر نے فرمایا جب سے میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

نطفہ سے پیدا ہونا کہیں کہ اور جب بھی آپ سے نطفہ گرایا جاتا ہے۔

**ابن ابی کی:** روایت ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دائمی کہ کیا ہے۔ (خازن، ص ۱۰۰)

مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا تُمْنٰى ۙ وَاَنَّ عَلَيْهِ

نطفہ سے جب پالا جائے اور یہ کہ اس کے ذمہ ہے

النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ۙ

دوسری مرتبہ پیدا کرنا

☆

دوبارہ پیدا ہونا: یعنی جس نے ایک قطرہ آب سے مرد و عورت پیدا کیے وہ دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے۔ (خازن)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى وَاَقْنٰى ۙ

اور یہ کہ اسی نے دولت دی اور خزانہ

☆

**غنی و فقیر:** یعنی مال خزانہ جائیداد وغیرہ سب اسی کی دی ہوئی ہیں اور بعض نے "اقنیٰ" کے معنی "افقر" کیے ہیں۔ یعنی اسی نے کسی کو غنی اور کسی کو فقیر بنایا۔ پہلے سیاق کے مناسب معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ مقابل چیزوں کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اگر پہلا مطلب لیا جائے تو فقر کے مقابل غنا کا ذکر رہ جاتا ہے جس کا ذکر آگے آتا ہے۔ یعنی غنا اور دولت دینے کی وہی طرف منسوب ہے اور وہی بڑی نعمت اور عافیت و قناعت ہوتی ہے۔ (خازن)

وَاَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ۙ

اور یہ کہ وہی ہے رب شعریٰ کا

**شعریٰ کی پوجا:** یہ بہت بڑا ستارہ ہے جس کو بعض عرب پوجتے تھے۔ مراد ہے اس کے خالق و رب بھی اللہ ہے۔ دنیا کے ذرہ ذرہ پر اسی کی حکومت قدرت ہے۔ شعریٰ ظاہر ہے کہ اللہ کی مخلوق اور اسی کی طرف اس کا حکم جاتا ہے۔ اس میں مخلوقیت و محکومیت بھی ہے۔ (خازن)

شعریٰ ایک ستارہ کا نام ہے جو جوزا کے پیچھے طلوع ہوتا ہے۔ شعریٰ دو ستارے ہیں ایک کو غمیصا کہتے ہیں دوسرے کو عبور کہتے ہیں۔ ان میں

ہے۔ نبی ﷺ اسے بتوں کی پوجا کرتے تھے۔

## شعریٰ کی پوجا کا سبب

کوئی شخص کہتا ہے کہ یہ بنی خزاعہ کا ایک سردار تھا۔ اسی نے اس رسم بد کی بھی بنیاد رکھی اور قریش کے بہت پرستی کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عرب کی نسبت سے اس کی طرف نسبت ہے۔ اس لئے کہ آپ نے بھی عرب کی نسبت پرستی کی مخالفت کی تھی۔ شعریٰ کے رب ہونے کا خصوصی ذکر اس وجہ سے کیا کہ وہ اکثر شعریٰ کو پوجتے تھے۔ (فتح القدیر)

وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَىٰ

اور یہ کہ اس نے ہلاک کیا اگلے عاد کو

یہ یعنی حضرت ہود علیہ السلام کی قوم۔ (فتح القدیر)

یعنی قوم عاد ثانیہ جو عاد اولیٰ کے بعد ان کی جگہ آباد ہوئی تھی۔ (ابن جریر)

وَثَمُودَ فَمَا أَبْقَىٰ وَقَوْمَ نُوحٍ

اور ثمود کو پھر کسی کو باقی نہ چھوڑا اور نوح کی قوم کو

مِّن قَبْلُ إِنَّهُمْ كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ

پہلے اس سے وہ تھے ہی بڑے ظالم

وَأَطْغَىٰ

اور سرکش

قوم نوح حضرت نوح کی نافرمانیوں پر برس تک عذاب کے خبردار کرنے پر بھی اسلام کو قبول نہیں کیا بلکہ ایذا دیتے رہے جن کو نوح کر کیجئے بھگتانے والے تھے اور آنے والوں کے لئے بڑی روداد بن گئے۔ (فتح القدیر)

وَالْمُؤْتَفِكَةَ أَهْوَىٰ فَغَشَّاهَا

اور الٹی بستی کو پٹک دیا پھر آ پڑا

مَا غَشَّىٰ

اس پر جو کچھ کہ آ پڑا

یہ یعنی بستیوں کا حال (یعنی قوم لوط کی بستیوں کا) ہے۔ (فتح القدیر)

غاشیہ۔ یعنی زبردست عذاب (فتح القدیر) اسے ڈھانپ لینے والا عذاب

عذاب اور نعمتوں کی جانکاری پر دلالت کر رہا ہے۔ (تیسیر)

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكَ تَتَمَارَىٰ

اب تو کیا اپنے رب کی نعمتوں سے جھگڑے گا

## مخالفوں کی تنبیہ

یہ یعنی اپنے مخدوم مخالفوں اور باغیوں کو پکار کر فرمایا کہ اللہ کی نعمتوں کو جھٹلانے والے ہو۔ کیا ایسی سزاؤں کو دیکھ کر بھی متنبہ نہ ہو گے۔ (فتح القدیر)

## خطاب عام

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ خطاب عام ہے کہ سورۃ آیات اور صحف سابق اور ابراہیم جیسے انعام میں آنے والی ہوئی آیات۔ باقی تمام کوئی دراصلی اور نظر سے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کو بھی اور تمام مخلوق کو بھی۔ حسن اور قتادہ رحمہما اللہ کا قول ہے کہ اس کے معنی ہیں کہ کسی شک و شبہ میں نہ پڑ

ہے میری اور قیامت کی مثال ایسی ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی اور درمیان کی انگلی اٹھا کر ان کا فاصلہ دکھایا۔ میری اور قیامت کی مثال دو گھوڑوں کی سی ہے جو میری اور آخرت کے دن کی مثال بھیجے والے شخص جیسی ہے جس طرح ایک قوم نے کسی شخص کو طلائع پر بھیجا اس نے دشمن کو بچشم سر دیکھا تو اپنے کپڑے کو ہلا ہلا کر انہیں اشارہ سے بتلایا کہ دشمن آ گیا آ گیا اور وہ اس کپڑے کو ہلا ہلا کر انہیں اشارہ سے بتلا رہا ہے کہ دشمن سر پر آ گیا ہے۔ ایک شخص ہر ہاتھی والے والا ہے۔ اس حدیث کی شہادت میں اور بھی بہت سی احادیث موجود ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب:

صحیحین کی روایات میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلوٰۃ الکسوف میں سورج گہن کی خبر دی گئی۔ آپ نے ہم کے مواطن پیش کیے گئے اور آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو! محمد صلی اللہ علیہ وسلم برابر ہی فرما رہے اور اسی جہت میں اس نے قوت حس اور بے حیائی کو ذکر فرمایا ہے۔ مراد یہ تھی کہ بے حیائی کا ارتکاب کرنے والے شخص کو اس بیت سے غافل نہ ہونا چاہئے کہ وہ خدا عزوجل کی نعمت کو پامال کر کے خدائے قہر و غضب کو بھڑکا رہا ہے اور اس صورت میں اسے بے چین انجام سے بے فکر نہ ہونا چاہئے۔

اور آیہ مبارکہ میں ہے آپ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔ راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ایسا رونا طاری ہوا کہ ان کے چہروں پر آنسو بہنے لگے۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور مشرک جو حاضر تھے وہ بھی گریہ و زاری کرنے لگے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ لکھتے ہیں کہ اس وقت سب کو ایک قوی الہیبہ نے گھیر لیا تھا۔ گویا بیک تجلی اور قہری تصرف سے سب حاضرین کو سرمست بنا دیا۔ چنانچہ صرف ایک جد بخت جس کے دل پر تعلق میر قمی اس نے ہنسنا کیا مگر فوراً ہی تھوڑی سی دیر کے بعد اس نے بھی چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا۔ (فتح الرحمٰن ترجمہ القرآن)

ایک جد بخت بوڑھا۔ حضرت ابن مسعود راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ پڑھی اور اس میں سجدہ آیا اور سب آپ کے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ مگر قریش کے ایک بوڑھے شخص نے (جسے امیہ کہا گیا ہے) ایک مٹھی میں کنکریاں یا مٹی اٹھا کر پیشانی تک لے گیا اور کہا کہ میرے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ اس شخص کے بعد کافر کی موت میں مارا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

الحمد للہ سورۂ نجم ختم ہوئی

وَتَضْحَكُونَ وَلَا تَبْكُونَ ۝ وَأَنتُمْ

اور ہنستے اور روتے نہیں

سَامِدُونَ ۝

اور تم کھیل تماشے کرتے ہو

## قرب قیامت کا تقاضا یہ ہے کہ:

قرب قیامت کا تقاضا یہ تھا کہ قیامت اور اس کے قرب کا ذکر کر کے سننے والے خوف خدا سے روتے اور تم اس کے برعکس ہنستے اور بے پروائی کرتے ہو۔ تکبر کرتے ہو اور غفلت میں پڑے ہو۔ (تفسیر مظہری)

فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝

سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی کرو

## عقل مند کا فرض:

عقل مند کا فرض ہے کہ وہ کسی غافل کو دیکھ کر یہ نہ کہے کہ انجام سے غافل ہو کر تو بہت کچھ بھلا لگتا ہے۔ ہاں یہ طریقہ اور انداز اسے بالکل ناپسند ہے کہ بندگی کی راہ اختیار کرے۔ اور عقل و فطرت کا تقاضا ہو کہ ہمیشہ ہر وقت انجام کے سامنے رکھے۔ (تفسیر مظہری) حدیث میں ہے کہ سورۂ والنجم پڑھ کر آپ نے سجدہ کیا اور تمام مسلمان اور مشرک جو حاضر تھے سجدہ میں گر پڑے۔ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ لکھتے ہیں کہ اس وقت سب کو ایک قوی الہیبہ نے گھیر لیا تھا۔ گویا بیک تجلی اور قہری تصرف سے سب حاضرین کو سرمست بنا دیا۔ چنانچہ صرف ایک جد بخت جس کے دل پر تعلق میر قمی اس نے ہنسنا کیا مگر فوراً ہی تھوڑی سی دیر کے بعد اس نے بھی چیخ چیخ کر رونا شروع کر دیا۔ (فتح الرحمٰن ترجمہ القرآن)

ایک جد بخت بوڑھا۔ حضرت ابن مسعود راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ پڑھی اور اس میں سجدہ آیا اور سب آپ کے ساتھ سجدے میں گر گئے۔ مگر قریش کے ایک بوڑھے شخص نے (جسے امیہ کہا گیا ہے) ایک مٹھی میں کنکریاں یا مٹی اٹھا کر پیشانی تک لے گیا اور کہا کہ میرے لئے یہی کافی ہے۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ اس شخص کے بعد کافر کی موت میں مارا گیا۔ (تفسیر ابن کثیر)

الحمد للہ سورۂ نجم ختم ہوئی

اَزِفَتِ الْآزِفَةُ ۝ لَيْسَ لَهَا مِن

آ پہنچی نزدیک والی کوئی نہیں اس کو

دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۝

اللہ کے سوا کھولنے والی ہٹانے والا

قیامت قریب ہے اور کوئی نہیں جو قیامت کو ٹال دے۔ اس کا ایک وقت مقرر ہے جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ جب وہ وقت آ جائے تو کوئی طاقت اس کو روک نہیں سکتی۔ (فتح الرحمٰن ترجمہ القرآن)

أَفَمِنْ هَٰذَا الْحَدِيثِ تَعْجَبُونَ ۝

کیا تم کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے

پر لفظ خواب میں اس کی خلافت کرنے سے ہی تعبیر ہوسکتا ہے کہ اس پر جاری کیا جاوے گا۔ اور وہ اس سے نجات پائے گا اور اللہ تعالیٰ سے علم سے اس کو کوئی نقصان پہنچاوے گا۔ (عین میزان)

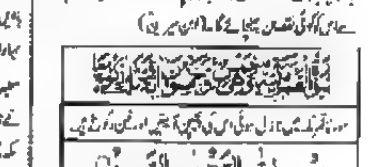


ترجمہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم
قیامت اور پھٹ گیا چاند ۔

معجزہ شق القمر: ہجرت سے پانچ سال قبل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف فرما تھے کفار کا وفد آیا۔ انہوں نے آپ سے کوئی نشانی طلب کی۔ آپ نے فرمایا آسمان کی طرف دیکھو۔ تاکا پتہ پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا ان میں سے مغرب کی طرف اور دوسرا مشرق کی طرف چلا گیا۔ حتیٰ کہ پہاڑ حائل ہو گئے جب سب نے خوب اچھی طرح یہ معجزہ دیکھ لیا تو دونوں ٹکڑے پھر آپس میں مل گئے کفار کہنے لگے کہ محمد نے جادو پر جادو کر دیا ہے اس معجزہ کو "شق القمر" کہتے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا زبردست نشان تھا جسے قیامت تک آنے والے سب لوگ دیکھ سکتے تھے۔ لیکن اس معجزہ نے اس واقعہ کے محمل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور کسی عقلی سے آج تک اس طرح کے واقعات کا محمل ہونا ثابت نہیں کیا جا سکا اور محض اسے جادو کی بنا پر ایک تخیلی اشتباہ قرار دیا ہے۔ ہمارے نزدیک ایسا نہیں کیا جا سکتا کہ یہ اشتباہ قرار دینے کے لئے لازم ہے۔ ہمارے مصنوعی واقعات کو معجزہ نہ کہیں گے۔ (ناظرین) ہمارا مستقل مضمون جو معجزات و خوارق عادات کے متعلق "النور" میں شائع ہوا ہے) اپنی یہ کہا کہ "شق القمر" اگر واقع ہوا تھا تو ہمارے لئے اس کا وجود کیوں نہیں۔ ہمارا یہ ہے کہ یہ قصہ رات کا ہے محض خیال میں تو اختلاف مطالع کی وجہ سے کسی وقت بن ہوئی اور محل جگہ آدھی رات ہوگی لوگ سو رہے ہوں گے اور جہاں بیدار ہوں گے اور کھلے آسمان کے نیچے بیٹھے ہوں گے تو ہمارا یہ ضروری نہیں کہ سب آسمان کی طرف نگاہ رکھے ہوئے ہوں پھر جو چاند کی تبدیل ہوگی۔ بیشک ایک مطلع صاف ہونے میں ہی دیکھ سکے ہوں گے باقی کسی کو پتہ نہ چلا ہوگا۔ پھر تھوڑی دیر کا قصہ تو ہم دیکھتے ہیں کہ بادل چاند کو چھپا لیتا ہے اور خاصہ محو ہو جاتا ہے لیکن لاکھوں انسانوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور اس زمانہ میں تو کل کی طرح رصد وغیرہ کے لئے وسیع و عمیق علمی انتظامات اور نگرانیں (بلٹنیں) کی اس قدر اشاعت بھی نہ تھی پھر دل تا۔ بلوں میں "نگرانی فرشتہ" وغیرہ میں اس کا وجود موجود ہے۔ بندہ دستان شاہ جہانپور "لیجاء" کے حاکم کا جب اس واقعہ کو سنتے ہیں۔ (مؤلف)

سبب نزول: بخاری نے بواسطہ شعبی ابن مسعود کا بیان نقل کیا ہے کہ جو انہ نے مشاہدہ کیا جانے کا مجزہ مشہور ہوا اور حدیث طیالسی میں تو ہمارے نبی بھی لکھا ہے کہ مکہ میں چاند دو مرتبہ پھٹا اس پر آیت اقتربت الساعۃ و انشق القمر۔ نازل ہوئی۔ طبرانی نے بواسطہ ابن مسعود نے فرمایا کہ مکہ میں چاند پھٹا اس پر آیت اقتربت الساعۃ و انشق القمر۔ نازل ہوئی۔ ابن مردویہ نے بواسطہ مسروق حضرت عبداللہ کا بیان نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند پھٹ گیا لوگوں نے کہا ابن ابی کبشہ نے تم پر جادو کر دیا ہے مسافروں سے دریافت کرو مسافروں سے دریافت کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ انہوں نے بھی چاند کو پھٹا ہوا دیکھا اس پر آیت اقتربت الساعۃ نازل ہوئی۔

ابو کبشہ: ابو کبشہ عرب کے قبیلہ خزاعہ کا ایک سردار تھا جس نے سب سے پہلی کہنہ کر کے ستارہ پرستی شروع کی تھی یعنی عام مشرکوں کا کہنا ہے کہ بھوپا دیا تھا اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بت پرستی کی مخالفت کی اور عام عرب سے مسلک سے بیزاری کا اعلان کیا تھا اس لئے انہوں نے آپ کو ابن ابی کبشہ کہنے لگے۔ (فہیم مظہری)

## معجزہ شق القمر کے وقوع میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے

معجزہ شق القمر کا وقوع قرآن کریم کا صاف مشاہدہ ہے اور اس کے صحت سے ثابت ہے اور کفار مکہ کا یہ کہنا کہ یہ تو مستمر جادو ہے اس کا مشاہدہ بھی ہو چکا ہے ظاہر ہے کہ جس چیز کا ثبوت کلام صادق یعنی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور مشاہدہ سے ہو چکا ہو اس کا انکار یا اس کی تردید بجز خلاف عقل ہے اور ہر عاقل پر یہ لازم ہے کہ جس قرآن کریم کی تصدیقات کی وجہ سے بہت سے بغیر ایمان لائے کوئی تشفی نہیں ہو سکتی ہے اس طرح قرآن کریم کی ہر بیان کردہ چیز پر ایمان سے بغیر ایمان کا مقصد نہیں کیا جا سکتا۔ اور قرآنی تصریحات اور تفصیلات میں تاویل کا دروازہ کھول دیا ہے تو یہ کہنا کہ ایمان بالغیب ضرور ہے گا دوزخ جنت و جہنم کی حقیقت کا کون سا مسئلہ بالغیب ہو سکتا ہے تو جس قرآن عظیم نے علم کو قیامت جیسے عظیم الشان واقعہ کی ضروری اور

جاوا اور یہ بھی ہے کہ آیت میں لفظ القمر سے مراد چاند کی گہن خواہ وہ آسمان پر ہو یا زمین پر ہو یا پانی میں ہو بطریق القمر ہو تو مت سے زیادہ ہو یا کم ہو ہر صورت میں ہے کہ اس پر اطلاع ہو۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ علم ہے اور اللہ کی قدرت کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس کا عادی بنا دیا ہے اور وہ اپنی عادت کے مطابق ہے۔

## فلاسفہ ملحدین کی بے عقلی

مسند احمد میں ہے کہ جب القمر کا واقعہ ہوا تو آپ نے فرمایا یہ ایک نشانی ہے جس کی وجہ سے فلاسفہ ملحدین کہتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج اور چاند کو جمع کر دیا جائے گا جیسے کہ یہ دونوں جمع ہوئے ہیں۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔ ابن مردویہ میں ہے کہ جب قیامت کے دن چاند اور سورج جمع کر دیئے جائیں گے تو یہ کہیں گے کہ ہم کس کی وجہ سے عذاب کئے جائیں گے۔ ابن مردویہ کی حدیث میں ہے کہ یہ دونوں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ابن مردویہ کی حدیث میں ہے کہ یہ دونوں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔ ابن مردویہ کی حدیث میں ہے کہ یہ دونوں جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

## معجزہ شق القمر

صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ شق القمر کا معجزہ آپ کو عطا ہوا تھا۔ ابن مردویہ

[illegible] ہے کہ آدمی اطمینان سے بیٹھا ہوا ہو اور اس کے کان میں صور پھونک دیا جائے۔ اس طرح [illegible] اچانک ایک زبردست ہنگامہ برپا ہو جائے گا۔ [illegible] اس طرح [illegible] کہ ہر طرف بھگدڑ مچ جائے گی۔ [illegible] اپنے جس طرف جانے والے ہوں گے اسی طرف جائیں گے۔ [illegible] جان بچانے کی فکر ہو گی۔ [illegible] کے [illegible] ایک [illegible] ہو گا۔ [illegible] کے [illegible] کا [illegible] ہو گا۔ [illegible] کے [illegible] کا [illegible] ہو گا۔ [illegible] کے [illegible] کا

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا

نظام کائنات ہے ان سے پہلے نوح کی قوم پھر جھٹلا گیا

عَبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝

ہمارے بندے کو اور کہا دیوانہ ہے اور جھڑکیاں دیں

(۹) کہنے لگے کہ (۱۰) اگر تم (واقعی) نبی ہو تو ہمارے (بتوں) کو برا کہنا چھوڑ دو (ورنہ) ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ (۱۱) انہوں نے کہا کہ اے میرے پروردگار میری قوم نے مجھے جھٹلایا ہے۔ (۱۲) تو میرے اور ان کے درمیان (اچھی طرح) فیصلہ کر دے اور مجھ کو اور جو مسلمان میرے ساتھ ہیں ان کو (عذاب سے) نجات دے۔ (۱۳) تو ہم نے ان کو اور جو لوگ ان کے ساتھ کشتی میں سوار تھے (سب کو) بچا لیا۔ (۱۴) پھر باقی لوگوں کو ہم نے غرق کر دیا۔ (۱۵) بیشک اس میں (ہماری قدرت کی) نشانی ہے اور ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں۔ (۱۶) اور بیشک تمہارا پروردگار ہی زبردست (اور) رحم کرنے والا ہے۔

## سات سو سال حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب ہوتی رہی

کذبت قبلھم الخ۔ یعنی انہوں نے نوح کی حیات تکذیب کی تکذیب کرنے والی ایک ہی جماعت نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ کی دعوت پر سینکڑوں نسلیں تکذیب کرتی رہیں اور ہر نسل کے بعد دوسری نسل نکلتی رہی کہ یہ پیدا ہوا کہ حضرت نوح کو جھوٹا کہتی رہی یہاں تک کہ ساڑھے نو سو برس کا طویل عرصہ گزر گیا۔ (ابن کثیر)

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ۝

پھر پکارا اپنے رب کو کہ میں مغلوب ہوں تو بدلہ لے (۱۷)

پھر جب تکذیب کرنے والوں کی تعداد بہت بڑھ گئی اور آپ کو یقین ہو گیا کہ اب یہ لوگ کبھی ایمان نہیں لائیں گے تو آپ نے اپنے رب سے دعا کی کہ اے میرے پروردگار میں ان سے عاجز آ چکا ہوں۔ میرا بدلہ ان سے لے لیجئے۔ (ابن کثیر) یعنی ان کی طرف سے میرا دل بالکل برداشتہ ہو چکا ہے اب میرے اندر ان کو ہدایت کرنے کا جذبہ نہیں رہا۔ اب آپ ہی اپنے دین اور اپنی پیغمبر کا بدلہ ان سے لیجئے۔ (ابن کثیر)

فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ۝

پھر ہم نے کھول دیئے دروازے آسمان کے پانی کی جھڑی سے لے

وَفَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ

اور پھاڑ دیئے زمین سے چشمے پھر مل گیا پانی

عَلَىٰ أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝

ایک کام پر جو مقدر ہو چکا تھا (۱۸)

(۱۷) پھر ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیئے (جن سے) موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ (۱۸) اور زمین کے چشمے پھوٹ نکلے۔ تو پانی کے (سب) ذخیرے اس کام کے لئے جمع ہو گئے جو مقدر ہو چکا تھا۔

## آسمان کے دروازوں سے مراد

مفسرین کا خیال ہے کہ یہاں مجازی طور پر آسمان کے دروازوں سے مراد بادل ہیں۔ یعنی بادل اس قدر گھنے ہو گئے کہ ان سے موسلا دھار پانی برسنے لگا۔ (ابن کثیر) بعض مفسرین کا خیال ہے کہ آسمان کے دروازوں سے مراد واقعی آسمان کے دروازے ہیں۔ یعنی آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور وہاں سے پانی برسنے لگا۔ (ابن کثیر)

## فَجَّرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا

اس آیت کے مطابق جو حوض زمین سے نکل کر بہہ رہا تھا اور جس سے کشتی والوں نے پانی لیا تھا وہ بھی زمین کے چشموں کا پانی تھا۔ (ابن کثیر) اس سے معلوم ہوا کہ طوفان نوح کا پانی صرف آسمان سے نہیں برسا تھا بلکہ زمین کے چشموں سے بھی پانی ابل پڑا تھا۔ (ابن کثیر)

## قَدْ قُدِرَ کے دو مطلب

اس آیت کے مطابق جو حوض زمین سے نکل کر بہہ رہا تھا اور جس سے کشتی والوں نے پانی لیا تھا وہ بھی زمین کے چشموں کا پانی تھا۔ (ابن کثیر) اس سے معلوم ہوا کہ طوفان نوح کا پانی صرف آسمان سے نہیں برسا تھا بلکہ زمین کے چشموں سے بھی پانی ابل پڑا تھا۔ (ابن کثیر)

## اس آیت سے تقدیر پر استدلال

مفسرین تفصیل اور اس مجلس میں اس آیت سے مسئلہ تقدیر کے ثبوت پر استدلال کرتے ہیں کہ ہر امر طے شدہ تقدیر ہے ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت ابن عباس کے پاس بیٹھا ہوا ایک شخص کہنے لگا کہ میں تو تقدیر کا قائل نہیں ہوں۔ حضرت ابن عباس نے اس سے فرمایا کہ کیا تو قرآن پڑھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ حم السجدہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القمر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحدید نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطلاق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الشمس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البلد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الضحیٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الم نشرح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العلق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القدر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البینہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزلزال نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العادیات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القارعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التکاثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العصر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الہمزہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ قریش نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الماعون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکوثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکافرون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النصر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المسد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاخلاص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفلق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الناس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البقرہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ آل عمران نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النساء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المائدہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانعام نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاعراف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانفال نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التوبہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یونس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ہود نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یوسف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الرعد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ابراہیم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحجر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النحل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ بنی اسرائیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکہف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ مریم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ طٰہٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانبیاء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحج نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المؤمنون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النور نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفرقان نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الشعراء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النمل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القصص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العنکبوت نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الروم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ لقمان نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ السجدہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاحزاب نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ سبا نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ فاطر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یٰسین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الصافات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزمر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المؤمن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ حٰمٓ عسق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزخرف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الدخان نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الجاثیہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاحقاف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ محمد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفتح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحجرات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الذاریات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطور نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النجم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القمر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الرحمٰن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الواقعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحدید نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المجادلہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحشر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الممتحنہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الصف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الجمعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المنافقون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التغابن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطلاق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التحریم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الملک نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القلم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحاقہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المعارج نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ نوح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الجن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المزمل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المدثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القیامہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الدہر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المرسلات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النبا نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النازعات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ عبس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التکویر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانفطار نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المطففین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانشقاق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البروج نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطارق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاعلیٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الغاشیہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفجر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البلد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الشمس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ اللیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الضحیٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الم نشرح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العلق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القدر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البینہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزلزال نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العادیات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القارعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التکاثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العصر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الہمزہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ قریش نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الماعون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکوثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکافرون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النصر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المسد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاخلاص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفلق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الناس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البقرہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ آل عمران نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النساء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المائدہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانعام نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاعراف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانفال نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التوبہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یونس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ہود نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یوسف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الرعد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ابراہیم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحجر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النحل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ بنی اسرائیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکہف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ مریم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ طٰہٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانبیاء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحج نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المؤمنون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النور نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفرقان نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الشعراء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النمل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القصص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العنکبوت نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الروم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ لقمان نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ السجدہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاحزاب نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ سبا نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ فاطر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یٰسین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الصافات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزمر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المؤمن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ حٰمٓ عسق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزخرف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الدخان نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الجاثیہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاحقاف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ محمد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفتح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحجرات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الذاریات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطور نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النجم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القمر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الرحمٰن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الواقعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحدید نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المجادلہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحشر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الممتحنہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الصف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الجمعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المنافقون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التغابن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطلاق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التحریم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الملک نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القلم نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الحاقہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المعارج نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ نوح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الجن نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المزمل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المدثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القیامہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الدہر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المرسلات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النبا نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النازعات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ عبس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التکویر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانفطار نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المطففین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانشقاق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البروج نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الطارق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاعلیٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الغاشیہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفجر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البلد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الشمس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ اللیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الضحیٰ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الم نشرح نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التین نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العلق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القدر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البینہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الزلزال نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العادیات نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ القارعہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التکاثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ العصر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الہمزہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفیل نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ قریش نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الماعون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکوثر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الکافرون نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النصر نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المسد نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاخلاص نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفلق نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الناس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ البقرہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ آل عمران نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ النساء نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ المائدہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانعام نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الاعراف نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ الانفال نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ التوبہ نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ یونس نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا تو نے سورۃ ہود نہیں پڑھی؟ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا کہ کیا

[illegible] ان [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

☆ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "یعنی کوشش کی تھی سب تک تمام نہ ہو پہنچے اور یہ کوشش کی ان میں سے کوئی بھی نہ بچے کہ بیٹھا رہ جائے اور دیکھتا رہے ان کھیتوں کو جو کٹتے جاتے ہیں۔ جیسا کہ عرب میں مشہور ہے بادشاہ کے ظلم اور غضب آنے کی جگہ سے بھاگنے کے لئے لوگوں نے گھر اجاڑ دیئے جو تباہ کر دیئے گئے۔ قرآن نے ہر جگہ میں تصریح دیدی کہ وہ عذاب سخت عاد اور ثمود اور لوط وغیرہ پر آیا تھا اب ہمارے ملک والوں میں کونسا ان سے سخت عذاب رہ گیا ہے۔" (تفسیر عثمانی)

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے بھی یہی مطلب لکھا ہے۔ فرماتے ہیں "مستاصل ہونے کا یہ مطلب کہ وہ ان میں سے کسی کو باقی نہ رکھے جب تک ان کو ہلاک نہیں کر دیا گیا۔ وہ ہمیشہ ان پر ظلم کرتے رہے اور ان کے لئے کنوئیں کھودتے رہے۔ پھر ان کنوئیں کو پانی سے بھرا دیا۔ فَطَمَسْنَآ کا معنی ہے مٹا دینا۔ ان کی آنکھوں کا مٹا دینا مراد ہے۔ بعض نے کہا کہ ان کی آنکھوں کو پھوڑ دیا۔ بعض نے کہا کہ ان کی آنکھوں کو بند کر دیا۔ (تفسیر عثمانی)

| | |
|---|---|
| تَرْوِي النَّاسَ كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ | |
| اکھڑے ہوئے لوگوں کی طرح وہ انہیں گرا رہی ہے | |
| مُنْقَعِرٍ ۚ | |
| اکھڑی ہوئی کھجور | |

☆ "اعجاز" کا لفظ بڑے درختوں کے لئے بولا جاتا ہے جن کی جڑیں بہت گہری ہوتی ہیں۔ عرب کے لوگ بڑے درختوں کی جڑوں کو بہت گہرا جاتے ہیں۔ "منقعر" کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب درخت کو جڑ سے اکھاڑ کر گرا دیا جائے۔ (تفسیر عثمانی)

**طوفان کی شدت:** طوفان ان لوگوں کو اٹھا اٹھا کر گرا رہا تھا۔ کبھی ان کو اوپر لے جاتا اور کبھی نیچے پٹخ دیتا۔ کبھی ان کو ریزہ ریزہ کر دیتا۔ بلندی کے لحاظ سے چھ چھ ہاتھ لمبی گاگھانیوں میں اور غاروں میں گھس گئے تھے اور ہر چند کہ انہوں نے بچنے کی کوشش کی مگر کوئی بھی نہ بچ سکا۔ ان کے گھر بار اور ہر چیز کو طوفان نے پلٹ دیا۔ کہ سب ہلاک ہو گئے۔ بغوی نے کعب سے روایت کیا ہے کہ طوفان عذاب کے فرشتوں کے ساتھ آیا تھا۔ (تفسیر عثمانی)

| | |
|---|---|
| فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ | |
| پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرے ڈر سنانا؟ | |
| وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن | |
| ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی | |
| مُّدَّكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ | |
| سوچنے والا تو جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانے والوں کو؟ | |

☆ یعنی کوئی آسمان یا اشمان نہیں بلکہ ہم ہی ہیں ایک آواز ہی اور بھی اگر ہم کے ساتھ قوی قوت اور عقل نہیں جو بات نہیں بنا لے اور سب کو ایک ہی چیخ میں ہلاک کر دیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر ہم اس بھنسے سے بھی کمتر ہوتیں تو ہماری جڑ کاٹنے اور طاقت بے جان ہو جاتا ہے کہ ہم کو اٹھا سکے سمجھنے کا مادہ تو آگے ہی گیا ہے کہ وہ اتنا بڑا ہے۔ ہم اس کے ماتحت ہو جاتے ہیں تو کیا اپنے کو اس سے کمتر نہیں پاتے ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۝

پھر کہنے لگے ایک آدمی ہم میں کا اکیلا اس کے پیچھے چلیں ہم

إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝

تو ہم بھٹکی میں پڑے اور سودائی ☆

☆ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۚ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝

حضرت لوط علیہ السلام کو جھٹلانے والی قوم کا ذکر تھا اب حضرت صالح علیہ السلام کو جھٹلانے والی ایک اور قوم کا حال سنا کر ان کا انجام بتلایا ہے تاکہ مکہ والے اس سے عبرت حاصل کریں۔ ہر ایک کی تکذیب کی ایک نئی شکل ہوتی ہے۔ (تفسیر عثمانی)

**فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ:** عذاب کی تفہیم حالت کی بتانے کے لئے یہ آیت تکرار کی گئی۔ عذاب دنیا کے ان تو کچھ بھی تھا اور آخرت میں بھی وہ سب میں شامل ہوں گے۔ (تفسیر عثمانی)

## قرآن کی آسانی اللہ کی ایک نعمت ہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ اس میں آسانی نہ رکھ دیتا تو کوئی بھی اس کے ذکر کو پڑھ نہ سکتا۔ یہ اللہ جل جلالہ کی مہربانی ہے کہ اس کو پڑھنا۔ یاد کرنا آسان ہے۔ میں کہتا ہوں الٰہی آسمانی کتابوں میں سے ایک آسانی دی ہے جو پہلے صحیفوں میں نہیں تھی۔ یہ قرآن سات قراتوں میں نازل کیا گیا ہے۔ اس حدیث سے مقام حرف کا معنی سمجھنے میں بڑا نفع ہوتا ہے۔ اب دوبارہ یہاں اس کی تشریح کرنے کی ضرورت نہیں۔ پس اس قرآن کو بہت سہل کر دیا ہے۔ ہے کوئی طالب علم جو اس آسانی سے فائدہ حاصل کرے جو بکثرت آسانیاں ہیں۔ (تفسیر عثمانی)

**فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ:** پھر کہنے لگے ایک آدمی ہم میں کا اکیلا اس کے پیچھے چلیں ہم

**أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ:** کیا اتارا گیا ہے اس پر نصیحت ہم سب میں سے بلکہ وہ جھوٹا ہے بڑا شیخی باز

**سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ:** اب جان لیں گے کل کون ہے جھوٹا بڑا شیخی باز

**إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ:** ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی ان کے جانچنے کو سو راہ دیکھ ان کی اور صبر کر

**وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ:** اور جتا دے ان کو کہ پانی بانٹ دیا ہے ان میں ہر ایک کو اپنی باری پر آنا ہے

**فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ ۝**

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ: پھر پکارا اپنے ساتھی کو پھر اس نے ہاتھ میں لی تلوار پھر کاٹ ڈالیں

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ: پھر کیسا رہا میرا عذاب اور میرے ڈر سنانا

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ: ہم نے بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ پھر ہو گئے جیسے چورا باڑے والے کا

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِن مُّدَّكِرٍ: اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهُ ۚ إِنَّا إِذًا لَّفِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِن بَيْنِنَا بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ ۝ إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَّهُمْ فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ ۝ وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شِرْبٍ مُّحْتَضَرٌ ۝

كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذُرِ: جھٹلایا ثمود نے ڈر سنانے والوں کو

(ترجمہ)

أَأُلْقِيَ الذِّكْرُ عَلَيْهِ مِنْ بَيْنِنَا بَلْ

کیا اتارا گیا اس پر نصیحت ہم سب میں سے کوئی نہیں

هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ

یہ جھوٹا ہے بڑا شیخی باز ہے ☆☆

☆☆ یعنی جب کسی نے نہیں کہا تو ہم سب جھوٹ سے خود ہی اپنی ذات کے متعلق یہ کہہ دیا کہ ہم میں بڑا ہوشیار اور سردار قوم ہے اور ہمارے اوپر نصیحت کا نزول کیونکر ہو سکتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

قولہ تعالیٰ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ۔ یعنی یہ ہمارا جھوٹا ہے جو ہم پر اپنی بڑائی کرتا ہے۔ (تفسیر مظہری) قولہ تعالیٰ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ۔ اب ان لوگوں سے حضرت صالح علیہ السلام کے خوش ہونے اور بہت فصیح فصیح نصیحت آمیز باتیں منسوب ہیں۔ پہلے حضرت صالح علیہ السلام کی نبوت کا اعلان یا پھر اپنی نصیحت کا حال قرار دیا۔ (تفسیر عثمانی)

سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَنِ الْكَذَّابُ

اب جان لیں گے کل وہ کون ہے جھوٹا

الْأَشِرُ

بڑائی سے اترانے والا

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ان لوگوں کی طرح میں جھوٹا بڑائی والے ہیں۔ (موضح)

سیعلمون غدا۔ یعنی جس وقت میں عذاب نازل ہوگا۔ (فوائد عثمانی) یعنی عنقریب ہی تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ (تفسیر حقانی)

اب حضرت صالح سے تو ان لوگوں نے حضرت صالح علیہ السلام سے کہا۔ طلب پر انہوں نے اونٹنی کی صورت دکھلا دی۔ کہ یہ اونٹنی ہے اس کا پانی روکنا ہے اور اس کو ایذا نہ دینا۔ حضرت صالح علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّا مُرْسِلُو النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ

ہم بھیجنے والے ہیں اونٹنی کو ان کے لئے آزمائش

(ترجمہ) اور ان سے کہہ دے کہ پانی بانٹا جائے گا ان میں

فَارْتَقِبْهُمْ وَاصْطَبِرْ

تو دیکھ ان کو اور صبر کر

☆ یعنی دیکھتا رہ کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ (تفسیر حقانی)

وَنَبِّئْهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ

اور بتا دے ان کو کہ پانی کا بانٹا ہے ان میں

كُلُّ شِرْبٍ مُحْتَضَرٌ

ہر پانی پر پہنچنا ہے ☆☆

☆☆ حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں (اونٹنی جس پانی پر جاتی سب جانور بھاگ جاتے تو ان نے دودھ دیا۔ یہ ان لوگوں کا حال ہے اور یہ اس سب جانور کا۔ (تفسیر حقانی)

فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطَىٰ فَعَقَرَ

پکارا انہوں نے اپنے رفیق کو تو پکڑا اس نے ہاتھ

حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں "ایک بدکار عورت تھی اس کے عوض بات لے بڑے ایک آشنا کو اس نے قتل کی پھر کیا کہا (موضح)

فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ

پھر کیسا ہوا عذاب میرا اور ڈر سنانا

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَاحِدَةً

بھیجی ان پر ایک چنگھاڑ

فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ

پھر وہ جیسے چورا ہوئی باڑ والے کی

اس آیت سے ایک پہاڑی جیسے پھٹ گئے اور سب چورا چورا ہو گئے۔ جیسے حیوانات کی باڑ کا ٹہنیوں کا جو چرواہے جنگل سے جمع کر کے لاتے ہیں۔ (تفسیر حقانی)

صبحاً ذحاً ہے یعنی جو حضرت جبرئیل نے نازل کی تھی۔

لگاتار۔ پس وہ رہے۔

**کیا ہم نے قرآن کو آسان کر دیا ہے؟**

**تفسیر** حضرت ابن عباس نے فرمایا: اللہ نے قرآن کو پہلے آسمان کی طرف اتارا اور اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے کہ کوئی شیطان اس کو نہ پہنچ سکے اور نہ اس میں کوئی تبدیلی کر سکے (اور اس کا یہی معجزہ ہے) اور اس کے حفظ کرنے کو آسان کر دیا ہے۔ (الدر المنثور)

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

اور البتہ ہم نے آسان کر دیا ہے قرآن کو نصیحت کے لئے

مِن مُّدَّكِرٍ ﴿١٧﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ

کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا پس جھٹلایا قوم نوح نے

بِالنُّذُرِ ﴿١٨﴾

ڈرانے والوں کو

☆ یعنی ہم نے قرآن کو یاد کرنے کے لئے آسان کر دیا ہے اور اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ (المنار جلد ۲۷)

إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا

ہم نے بھیجی ان پر آندھی پتھر برسانے والی

آلَ لُوطٍ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ﴿٣٤﴾ نِّعْمَةً

آل لوط کو ہم نے نجات دی پچھلی رات سے انعام

مِّنْ عِندِنَا كَذَٰلِكَ نَجْزِي مَن

اپنی طرف سے ہم یوں بدلہ دیتے ہیں اس کا

شَكَرَ ﴿٣٥﴾

جو شکر کرے

☆ یعنی ہم نے لوط کی قوم پر آندھی بھیجی جس نے ان کو برباد کر دیا۔ اس آندھی نے ان کو آسمان اور زمین کے درمیان اٹھا لیا اور پھر ان کو الٹا کر کے زمین پر پٹخ دیا۔ اللہ نے لوط کی قوم کو ان کی بدکاری کی وجہ سے ہلاک کیا۔ (المنار جلد ۲۷)

وہ صبح وہ تھا جو بھاگے نکلے گھروں کو ڈرا کر کے پوری اور سچی بات۔ صبح وہ بھاگے نکلے گھروں کو ڈرتے ہوئے۔ کہتے ہیں کہ بھاگے (بھاگنے والے) پھر جو کسی کام کے لئے صبح صبح نکلتے ہیں وہ صبح کہی (بولی) جاتی ہے اسے کہتے ہیں اس صورت میں آیت کا معنی ہوگا کہ وہ صبح کے وقت ڈرے ہوئے تھے۔

صبح سحر سے کچھ پہلے کے آخری حصہ کو کہتے ہیں۔

**نعمت کا شکر ادا کرنے کا بدلہ**

**تفسیر** شکر۔ اللہ کی نعمت کا شکر کرنا ہے یعنی اللہ کی توحید کا قائل اور اس پر عمل کرنا، جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے کہ جس نے لوط کی قوم والوں کو ان کی بدکاریوں سے نجات دی۔ (نور الثقلین)

وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا

اور البتہ ڈرایا ان کو ہماری پکڑ سے پھر شک کرنے لگے

بِالنُّذُرِ ﴿٣٦﴾

ڈرانے والوں کی بات میں

☆☆ یعنی ان کی قوموں میں ڈرانے والے بھیجے اور انہوں نے ان کو جھٹلا دیا۔ (المنار جلد ۲۷)

وَلَقَدْ رَاوَدُوهُ عَن ضَيْفِهِ فَطَمَسْنَا

اور البتہ ان سے چاہا انہوں نے کہ بہکا دیں اس کے مہمانوں کو پس ہم نے

أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ﴿٣٧﴾

ان کی آنکھیں پس چکھو عذاب میرا اور ڈر سنانا

☆☆ یعنی قوم کے لوگوں نے لوط سے مطالبہ کیا کہ ان کو اپنے مہمانوں کو ان کے حوالے کر دینا چاہئے۔ ہم نے ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تھا جس کی وجہ سے وہ لوط کے گھر کا راستہ نہ پا سکے۔ (المنار جلد ۲۷)

## حضرت لوط علیہ السلام کے مہمان

## قوم کی بدتمیزی اور عذاب الٰہی

قوم والوں نے ان مہمانوں سے جو واقع میں فرشتے تھے، جبرئیل کی ان میں شامل تھے، ان کی شکل میں آ کر آئے ہوئے کام کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت لوط علیہ السلام نے کہا کہ ان مہمانوں کے معاملہ میں آپ کی قوم نے ہرگز ایسا کام نہیں کیا۔ اللہ نے ان فرشتوں کو حضرت لوط علیہ السلام پر شفیق بنا کر بھیجا تھا اور ہر ایک والے کے لئے ناگوار تھا۔ اب قوم

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ

فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرِ وَنُذُرِ

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ

فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ

فِرْعَوْنَ النُّذُرُ

آیت کے ٹکڑا کا مفصل بیان

اللہ تعالیٰ نے ان کو دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار کرنے کا فیصلہ فرما لیا تھا۔ اس لئے ان کو ایمان لانے کی توفیق نہ ہوئی۔ صرف قلیل افراد ایمان لائے۔ باقی سب کے سب کفر پر اڑے رہے۔ اور ان کا انجام بد ہوا۔

فرعون نے اپنی قوم کو اور ان سے ساتھ دینے والوں کو طرح طرح کی دھمکیاں دیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے معجزات پیش کئے۔ اور اپنی نبوت کی دلیلیں پیش کیں۔ فرعون نے ان کو جادوگر کہا۔ اور ان کے مقابلہ میں اپنے ملک کے بڑے بڑے جادوگروں کو جمع کیا۔ جادوگروں نے اپنے کمال کا مظاہرہ کیا۔ اور اپنے جادو کے زور سے بہت سے لوگوں کی آنکھوں پر جادو کر دیا۔ اور بہت سے لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور بہت بڑا مجمع اکٹھا کر لیا۔ اور فرعون سے انعام و اکرام کے وعدے لئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان کو للکارا۔ اور ان کے جادو کی حقیقت کھول دی۔ اور ان کے جادو کو باطل کر دیا۔ جادوگروں نے اپنی شکست کو دیکھ کر اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو دیکھ کر اپنی ہار مان لی۔ اور ایمان لے آئے۔ فرعون نے ان کو سخت سزا دینے کی دھمکی دی۔ مگر وہ اپنے ایمان پر ڈٹے رہے۔ اور فرعون کی دھمکیوں کی کوئی پروا نہ کی۔ فرعون نے ان کو سخت سزا دی۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ اور ان کو سولی پر لٹکا دیا۔ اور ان کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں۔ مگر وہ اپنے ایمان پر ڈٹے رہے۔ اور ان کے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش نہ آئی۔ اور فرعون کی دھمکیوں کی کوئی پروا نہ کی۔ اور فرعون کی قوی ترین اور بڑی سے بڑی طاقت بھی ان کو اپنے ایمان سے نہ ہٹا سکی۔ اور ان کے ایمان نے ثابت کر دیا کہ ایمان ایک ایسی چیز ہے جو کسی طاقت سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک ایسی قوت ہے جو کسی قوت سے کمزور نہیں ہو سکتی۔ اور ایک ایسا نور ہے جو کسی طاقت سے بجھایا نہیں جا سکتا۔ اور ایک ایسا جوہر ہے جو کسی قوت سے کند نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک ایسا ہتھیار ہے جو کسی طاقت سے ناکارہ نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک ایسا قلعہ ہے جو کسی طاقت سے فتح نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے جو کسی طاقت سے منہدم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے جو کسی طاقت سے منہدم نہیں کیا جا سکتا۔ اور ایک ایسا مضبوط قلعہ ہے جو کسی طاقت سے منہدم نہیں کیا جا سکتا۔

فَأَخَذْنَاهُمْ أَخْذَ عَزِيزٍ مُقْتَدِرٍ

پکڑا ہم نے ان کو پکڑ زبردست قدرت والے کی ☆

یہ ان کی خدائی پکڑ ہے زبردست کی پکڑ تھی جس کے سامنے سے کوئی نہ بچ سکا۔ کوئی ان کی مدد نہ کر سکا۔ یہ تھا ان کا انجام جو ان کو ان کے کفر و سرکشی کی وجہ سے ملا۔ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جو ہمیشہ کے لئے عبرت کا سبق ہے۔ (۱۲ منہ)

یہ ہے خلاصہ ان حضرات انبیاء پر نازل شدہ وحی کا۔

دو یہودیوں کا قصہ:

حضرت عطیہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ایک یہودی نے اپنے ساتھی سے کہا چلو اس نبی کے پاس چلیں۔ ساتھی نے کہا نہ کہو نبی کہو کیونکہ اگر اس نے سن لیا تو اس کی چار آنکھیں ہو جائیں گی۔ پھر دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند آیات بینات (واضح دلائل) کے متعلق سوال کیا کہ اللہ کا کون سے شخص کو علم عطا فرمایا (فرمایا کہ میں نے کسی چیز کو

ہے کہ شریف نہ قرار دو۔ چور کی نہ کرو۔ زنا نہ کرو۔ جس کو قتل کرنا حلال نہ قرار دیا ہے اس کو قتل نہ کرو۔ کسی بے قصور کا حق نہ مارو۔ کسی پر تہمت نہ لگاؤ۔ چغل خوری نہ کرو۔ سود نہ کھاؤ۔ کسی پاک دامن عورت پر زنا کی تہمت نہ لگاؤ۔ جہاد کے محاذ سے بھاگ نہ جاؤ۔ اور اے یہود کی (ایک قسم) تمہارے لئے خاص طور پر یہ حکم ہے کہ ہفتہ کے دن (کی حرمت) میں حد سے تجاوز نہ کرو (یعنی ہفتہ کے دن کی حرمت کو قائم رکھو۔ اس روز دنیاوی کاموں سے ہاتھ کھینچ لو) پھر جتنے ہی وہ لوگ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں چومتے اور بیعت کرتے ہوئے ہم شرط دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ کہیے (سچ) نبی ہیں۔ حضور نے فرمایا پھر یہ احتجاج کرنے کے تمہارے لئے کیا باقی ہے کہنے لگے حضرت داؤد نے دعا مانگی تھی کہ (اے میرے رب) میری نسل میں سے ہمیشہ نبی بھیجتا رہے (اور حضرت داؤد کی دعا قبول ہوا کرتی ہے) اور آپ کو یاد رہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کریں گے تو یہودی ہم کو مار ڈالیں گے۔ رواہ ابو داؤد والحاکم وقال۔ (تفسیر مظہری)

اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۚ

سب نہیں تو کچھ ہی کیا تم (اتنا) سمجھ بوجھ بھی نہیں رکھتے

مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾

کبھی تصدیق کی ہوتی میں کیا کہتے ہیں

نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ﴿۴۴﴾

ہم سب کا جتھا بڑا زبردست ہے

یہ گزشتہ واقعات کے واقعات بتا کر موجودہ لوگوں کو خطاب ہے یعنی تم میں کے کافر تم سے پہلے کافروں سے کچھ اچھے ہیں جو کفر (طغیان) کی سزا میں تباہ نہیں کئے گئے ہیں کیا تم کو یہ بات سے کوئی پروا نہیں کہ ان جیسا ہی تم کو بھی سزا نہ دی جائے۔ کیا تم کو یہ خیال نہیں ہے کہ اگر سب ایک دوسرے کی مدد پر آجائیں گے تو سب سے بدلہ لے کر چھوڑیں گے۔ کسی کو اپنے مقابلہ میں کامیاب نہ ہونے دیں گے۔ (تفسیر عثمانی)

اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ مُّنْتَصِرٌ ۔ یعنی کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے دعائے خلاف سے اپنی کامیابی کی توقع رکھتے ہیں کہ تم ہیں کہ کفار اور بیغمبروں کی تکذیب بھی کرتے جائیں اور پھر بھی اس کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔

بخاری نے حضرت ابن عباسؓ کی روایت سے بیان کیا کہ بدر کی لڑائی کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیمہ میں تھے آپ یہی دعا کر رہے تھے (وہ دعا) اور کہہ رہے تھے اللہ میں تجھے تیرے عہد اور وعدے کا واسطہ دیتا ہوں (تیری نصرت مانگتا ہوں) کہ (آج تیری عبادت نہ کی جائے) آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی (کیونکہ مسلمانوں کو فتح ہوگی تو تیری عبادت کرنے والا باقی ہی نہیں رہے گا) حضرت ابوبکرؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اے اللہ کے رسول آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے (بہت) اصرار کر لیا بس کیجئے (کافی کافی ہے) اس کے بعد حضور زرہ پہنے ہوئے نکلے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ (عنقریب جتھے ہوئے (یعنی سب) بھاگ جائیں گے) مجھے اس وقت معلوم ہوا کہ اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا مراد ہے (مسلمانوں کی ہزیمت قتل (مسلمین کی) یا کافروں کی گرفتاری) (تفسیر مظہری)

سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿۴۵﴾

اب شکست کھا کر بھاگیں گے اور پیٹھ پھیر دیں گے

یہ پیش گوئی مکہ میں کی گئی تھی اس وقت کسی کو اس کی حقیقت کھل جانے کی جب مسلمانوں کے سامنے سے شکست کھا کر ان کے سردار پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔ چنانچہ "بدر" اور "حراب" میں یہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر یہ آیت جاری تھی۔ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ۔ (تفسیر عثمانی)

## بدر کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ عبداللہ (ابن عباس) نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے دن فرما رہے تھے۔ اے اللہ میں تجھے تیرا عہد و پیمان یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ اگر تیری یہ جماعت یعنی مسلمانوں کی آج کے دن کے بعد سے تیری عبادت واطاعت کے ساتھ زمین پر کبھی نہ کی جائے۔ یہاں تک ہی کہہ تھا کہ حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا یا رسول اللہ اتنی بس کیجئے آپ نے اپنے رب سے الحاح کر لیا اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خیمہ سے باہر آئے اور ان پر پیدلوں (یعنی سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ) پڑھتے ہوئے نکلے۔

## کون سی جماعت مراد ہے: حضرت عمرؓ نے بدر کے روز کہا تھا

حضرت عمرؓ نے بدر کے دن کہا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ اس سے مراد کون سی جماعت ہوگی؟ جب بدر کے دن میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ زرہ پہنے ہوئے اپنے کنبے سے باہر تشریف لائے اور یہ آیت پڑھ رہے تھے تو اس دن مجھے سمجھ میں آ گئی تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ
بلکہ قیامت ہے اُنکے وعدہ کا وقت اور وہ گھڑی بڑی
أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ﴿٤٦﴾
آفت ہے اور بہت کڑوی ☆

☆ یعنی یہاں کیا شکست کھائیں گے ان کی شکست کا اصلی وقت تو وہ ہوگا جب قیامت سر پر آکھڑی ہوگی وہ بہت سخت مصیبت کا وقت ہوگا۔ (کبیر جلالین)

بخاری میں ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں میری کھیلوں کی عمر تھی اپنی سہیلیوں میں کھیل رہی تھی اس وقت پر آیت بَلِ السَّاعَةُ الخ اتری ہے۔ یہ روایت بخاری میں لفظ القرآن کے موافق ہے مطول مروی ہے مسلم میں بہت بسط ہے۔ (کبیر بخاری)

ادھیٰ۔ بہت سخت مصیبت جس کو کسی طرح دفع کرنے کا امکان نہ ہو۔

امرّ۔ یعنی عذاب جو پہلے دنیا میں ہوا وہ معمولی اور ہلکا تھا۔ (کبیر طبری)

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَٰلٍ وَسُعُرٍ ﴿٤٧﴾
جو لوگ گنہگار ہیں گمراہی میں پڑے ہیں اور سودا میں
يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَىٰ
جس دن گھسیٹے جائیں گے آگ میں
وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾
اوندھے مزہ چکھو اب آگ کا ☆

☆ یعنی اس وقت غفلت کے نشہ میں غافل ہیں۔ یہ سودا دنیا میں ہے اس وقت تک کا جب اوندھے منہ دوزخ کی آگ میں گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ اب اپنے کرتوں کا مزہ چکھو۔ (کبیر جلالین)

فی ضلٰل۔ یعنی دنیا میں حق سے بھٹکے ہوئے۔

وسُعُر۔ یعنی آخرت میں (آگ کے) آگ کے اور اصل اس تفسیر میں فی ضلال کی تفسیر میں کہا آخرت میں بہکنے کے ساتھ سے بھڑکے ہوئے۔ (کبیر طبری)

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾
ہم نے ہر چیز حال پہلے ٹھہرا کر ☆

☆ یعنی ہر چیز جو پیش آنے والی ہے اللہ کے علم میں پہلے سے ٹھہر چکی ہے دنیا کی عمر اور قیامت کا وقت بھی اس کے علم میں ٹھہرا ہوا ہے اس سے آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔ (کبیر جلالین)

سبب نزول: مسلم اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بعض قریشی مشرک تقدیر کے مسئلہ میں جھگڑا کرنے کے لئے رسول اللہ کی خدمت میں آئے تھے اس وقت آیت إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ نازل ہوئی۔

تقدیر کا ماننا ضروری ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاصؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار برس پہلے اللہ نے تمام مخلوق کے مقادیر لکھ دیئے تھے اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ (رواہ مسلم)

بخاری نے اپنی سند سے ابن عباس ابن مسلم کا بیان نقل کیا ہے۔ خاص ابن مسلم کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابی ایسے پائے جو کہتے تھے کہ ہر چیز اللہ کے علم کے مطابق ہے یہاں تک کہ عاجزی اور ناداری بھی۔ حسب نقل ہر فرقہ ان کی ہے۔

منکرین تقدیر: حضرت ابن عمرؓ کا بیان ہے میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے میری امت کے ہوگوں تقدیر کے منکروں کے ان پر لعنت (زمین میں دھنسانا ہے) اور مسخ (صورتیں اور شکلیں بگاڑ دینے کا عذاب) ہوگا۔ (رواہ ابوداؤد والترمذی نحوہ)

حضرت ابن عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (لزوم) قدریہ (یہ تقدیر کا انکار کرنے والوں کا مکتب ہے اور انسان کے اختیار سے افعال کا خالق انسان ہی کو جانتا ہے) اس امت کے مجوسی ہیں (مجوسی دو خالق مانتے ہیں ایک شر کا خالق جس کو ابلیس کہتے ہیں دوسرا خیر کا خالق جس کو یزدان کہتے ہیں ہمارے کرتوں پر ان کی عبادت مت کرو اور مر جائیں تو ان کے جنازوں میں شرکت مت کرو۔ (رواہ احمد و ابوداؤد)

حضرت ابوالدرداء کے باپ نے جان کنی کے وقت میں عرض کیا رسول اللہ ہم (دین کی) خیر کے لئے) بچوں کو لکھوں پڑھنے دیتے ہیں (وہ بڑے ہو کر ہمارے حالات بھی کرتے ہیں اور اچھا کی توقع (یعنی پرہیز) بھی کرتے ہیں کیا یہ چیز تقدیر خداوندی کو پلٹ سکتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں بھی تقدیر (کا فیصلہ) بھی ہیں (رواہ احمد والترمذی والنسائی نحوہ)

اس موضوع کی احادیث بکثرت آئی ہیں جس سے کہ اللہ اور ان کے بعد آنے والے حالات اس مسئلہ کا اس پر اتفاق بھی ہے۔ (کبیر طبری)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے ذکر آیا کہ آج ایک شخص آیا ہے جو منکر تقدیر ہے۔ فرمایا اچھا مجھے اس کے پاس لے چلو۔ لوگوں نے کہا آپ نابینا ہیں آپ اس کے پاس چل کر کیا کریں گے۔ فرمایا اللہ کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر میرا اس پر داؤ چلا تو میں اس کی ناک توڑ دوں گا اور اگر اس کی گردن میرے ہاتھ میں آ گئی تو میں مروڑ دوں گا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بنو فہر کی عورتیں خورج کے ارد گرد طواف کرتی پھرتی ہیں ان کے جسم حرکت کرتے ہیں وہ مشرکہ کی عورتیں ہیں۔ اس امت کا پہلا شرک یہی ہے۔ اس رب کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے ان کی بے بھگی یہاں تک بڑھے گی کہ اللہ تعالیٰ کو بھلائی کا مقدر کرنے والا بھی نہ پائیں گے جس طرح برائی کا مقدر کرنے والا نہ پاتا (مسند احمد) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا ایک دوست شامی تھا جس سے آپ کی خط و کتابت تھی حضرت عبداللہ نے کہیں سن پایا کہ وہ تقدیر کے بارے میں کچھ موشگافیاں کرتا ہے۔ آپ نے بھجوا سے اُسے یہ خط لکھا کہ میں نے سنا ہے تو تقدیر کے مسئلہ میں کچھ کلام کرتا ہے اگر یہ خبر صحیح ہے تو اس مجھ سے خط و کتابت کی امید نہ رکھنا۔ آج سے بند سمجھنا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ میری امت میں تقدیر کو جھٹلانے والے لوگ ہوں گے (ابوداؤد) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر امت میں مجوس ہوتے ہیں میری امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو تقدیر کے منکر ہوں۔ اگر وہ بیمار پڑیں تو تم ان کی عیادت نہ کرو اور اگر وہ مر جائیں تو تم ان کے جنازے نہ پڑھو (مسند احمد) (تفسیر ابن کثیر)

| |
|---|
| وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ |
| اور ہمارا کام تو بس ایک دم کی بات ہے جیسے پلک |
| بِالْبَصَرِ ۝ |
| جھپکنا ☆ |

☆ یعنی ہم تم کو زمین میں جو چاہیں کر ڈالیں کسی چیز کے بنانے بگاڑنے میں ہم کو دیر نہیں لگتی نہ کچھ مشقت ہوتی ہے۔ (فتح البیان)

وَمَآ اَمْرُنَا۔ یعنی کسی چیز کو پیدا کرنے اور معدوم کرنے اور دوبارہ موجود کرنے کا حکم۔

اِلَّا وَاحِدَةٌ۔ یعنی بغیر دشواری کے یکدم ایک فعل ہے خواہ موجود کرنا ہو یا معدوم کرنا یہ مطلب ہے کہ ہمارا حکم بس ایک کلمہ ہے پیدا کرنے کے لئے لفظ کُنْ (ہو جا) اور معدوم کرنے کے لئے ایک لمحہ آواز۔

كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ۔ یعنی جھپکنے اور جلدی کے اعتبار سے بس پلک جھپکنے کی طرح ہے۔ حضرت ابن عباس نے آیت کی تفسیر اس طرح کی قیامت آ جانے کا دوسرا حکم سرعت میں ایسا ہوگا جیسے پلک جھپکنا (رواہ الحاکم) اس مضمون کو دوسری آیت میں اس طرح بیان کیا ہے وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ (حکم قیامت اتنا جلد ہوگا جیسے پلک جھپکنا یا اس سے بھی جلد) (تفسیر عثمانی)

| |
|---|
| وَلَقَدْ اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ |
| اور ہم ہلاک کر چکے ہیں تمہارے ساتھ والوں کو پھر ہے |
| مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ |
| کوئی سوچنے والا ☆ |

☆ یعنی تمہاری قوم کے بہت سے کافروں کو پہلے ہلاک کر چکے ہیں پھر تم میں کوئی اتنا سوچنے والا نہیں کہ ان کے حال سے عبرت حاصل کر سکے۔ (کبیر، جلالین)

| |
|---|
| وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ۝ |
| اور جو چیز انہوں نے کی ہے لکھی گئی دفتروں میں ☆ |

☆ یعنی ہر ایک نیکی بدی عمل کے بعد ان کے اعمال دفتروں میں لکھی گئی ہے۔ وقت پر سب کی مسل سامنے کر دی جائے گی۔ (کبیر، جلالین)

| |
|---|
| وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ۝ |
| اور ہر چھوٹا اور بڑا لکھا جا چکا ☆ |

☆ یعنی اس سے قبل ہر چھوٹی بڑی چیز کی تفصیل "لَوْحِ مَحْفُوْظ" میں لکھی جا چکی۔ تمام دفاتر کا خاتمہ و مرتبہ ہیں کوئی چھوٹی موٹی چیز بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتی۔ (کبیر، جلالین)

## چھوٹے گناہ کو بھی حقیر نہ سمجھو:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صغیرہ گناہ کو بھی بالکل نہ سمجھو خدا کی طرف سے اس کا بھی مطالبہ ہونے والا ہے (نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ)۔ حضرت سلیمان بن مغیرہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھ سے ایک گناہ سرزد ہو گیا نصف شب میں نے متنبہ کیا رات کو خواب میں دیکھتا ہوں کہ ایک آنے والا آیا ہے اور مجھ سے کہہ رہا ہے اے سلیمان!

۱۰ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الذُّنُوبِ صَغِيرًا
إِنَّ الصَّغِيرَ هُدًى يَقُودُ كَبِيرًا
إِنَّ الصَّغِيرَ وَإِنْ تَقَادَمَ عَهْدُهُ
جِدًّا أَقَرَّ خَسَائِرًا تَسْطِيرًا
فَاذْكُرْ هَوَاكَ عِنْدَ الْخَطِيئَةِ لَا تَكُنْ
عَنْهُ الْإِلَهُ وَخَيْرُهُ تَشْمِيرًا
إِنَّ الْقُلُوبَ إِذَا أَحَبَّ إِلَهَهَا
طَارَ الْفُؤَادُ وَإِلَيْهِ التَّفْكِيرُ
فَاسْأَلْ هُدَاكَ الْإِلَهَ تَسْتَبِدْ
فَكَفَى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَنَصِيرًا

یعنی صغیر گناہوں کو بھی حقیر اور چھوٹا نہ سمجھو۔ یہ صغیر گناہ کبیرہ ہو جائیں گے کیونکہ گناہ چھوٹے ہوں اور انہیں کئے ہوئے بھی عرصہ گزر چکا ہو تو خدا کے پاس وہ صاف صاف لکھے ہوئے موجود ہیں۔ بندے سے اپنے نفس کو روکے رکھو اور ایسا نہ ہو کہ مثال سے نکل کر طرف آئے نفس اور شیطان کے بھائی کی طرف لپکے جب کوئی شخص سچے دل سے اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اس کا دل اُڑنے لگتا ہے اور اسے خدا کی جانب سے فوراً فکر کی عادت اجاگر ہو جاتی ہے۔ اپنے رب سے ہدایت طلب کرو اور تو ہی اور خدا کافی ہو کر مدد گار اور نصرت کرنے والا رب تجھے کافی ہوگا۔ (تفسیر نمونہ)

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ﴿٥٤﴾

بے شک پرہیزگار لوگ باغوں اور نہروں میں ہوں گے

مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ ﴿٥٥﴾

بیٹھنے کی جگہ میں سچائی کے نزدیک ایک بادشاہ کے جس کا سب پر قبضہ ہے۔

متقین کے بعد یہ متقین کا انجام بیان فرما دیا کہ وہ اپنی سچائی کی بدولت اللہ و رسول کے سچے دوستوں کے ساتھ ایک پسندیدہ مقام میں ہوں گے جہاں ان شہنشاہ مطلق کا قرب حاصل ہوگا۔ "اللّٰهم انك مليك علىٰ كل شيء ما شئت من امر فكون فاسعدني فى الدارين و كن لى ولا تكن على و انس لى الذنب حسنه و هى الاخرة حسنة و قنى عذاب النار" ثم سورة الحمد والحمد لله۔ (تفسیر نمونہ)

بغوی نے لکھا ہے امام جعفر صادق نے فرمایا آیت میں اللہ نے مقام کی صفت صدق کے لفظ سے کی ہے پس کہ مقام پر اہل صدق ہی بیٹھیں گے۔

قرب خداوندی بے کیف اور فہم سے ماوراء ہے

قرب خدا وندی بے کیف ہے (یعنی فہم کی بدولت سے باہر ہے) اور اگر اللہ کی ذات پر بصیرت حاصل ہے تو اس کے قرب خداوندی کا ادراک ہو جاتا ہے (یعنی فہم کی حد تک) (تفسیر سورہ القمر)

الحمد للہ تفسیر نمونہ جلد ششم ہوئی